

www.Kitabosunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فِي صُنَنِ الْمَلِكِ

عَلِيٍّ بْنِ أَبِي خَالِدٍ
أَبُو خَالِدٍ حَسَنٌ بَسِيًّا لِدَاكِرِيٍّ

فِي صُنَنِ الْمَلِكِ

ابن حجر العسقلاني

تَرْجُومَةُ
صَحِيحُ الْمَلِكِ

١٢١١٠

تَرْجُومَةُ
صَحِيحُ الْمَلِكِ

تَرْجُومَةُ
صَحِيحُ الْمَلِكِ

عَلِيٍّ بْنِ أَبِي خَالِدٍ
أَبُو خَالِدٍ حَسَنٌ بَسِيًّا لِدَاكِرِيٍّ

مَكْتَبَةُ
صَحِيحُ الْمَلِكِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَامَةُ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكُوْتِي سَلَّمَ

وَرَدُوْتَرْتَمِه

فَتْحُ الْبَيِّنَاتِ

ابْنِ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِي سَلَّمَ

شَرْحُ صَحِيحِ بُخَارِي

تَقْدِيْمٌ

فَتْحُ مُحَمَّدٍ الرَّسْمِيِّ سَلَّمَ

تَقْدِيْرٌ

فَتْحُ مُحَمَّدٍ الرَّسْمِيِّ الْخَلِيْبِ

بِحَسَنِ اهْتِمَامٍ

عَبْدُ الْلَطِيْفِ رَبَّانِي مُدْرِ

مَكْتَبَةُ صَحْبِ الْحَدِيْثِ
حَافِظُ يَلَازِمَةِ مَجْلِي سَنَدِي
نِيَوَارْدُو بَازَارِ لَاهُوْر

فَيْضُ الْبَيِّ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّدُ الْكُوْفِيِّ

وَأُرْوِجُهُ

فَتْحُ الْبَيِّ

ابن حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِي

شَرْحٌ صَحِيحٌ بِخُجَايٍ

www.KitaboSunnat.com

جلد ۱۰

تقدیم

فَظُّ مُحَمَّدٍ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

تصدیر

فَظُّ مُحَمَّدٍ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

بِحُسْنِ اهْتِمَامٍ

عَبْدُ اللَّطِيفِ رَبَّانِي

حَافِظُ بَلَاغَةِ مَجْهَلِي مَسْدُودٍ

نِيوآرڈو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

مکتبہ صحت الحدیث

ہملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

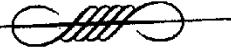
نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

24401

جلد چہارم

ابو یوسف



مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ	10000
کپیوزنگ و ڈیزائننگ	حافظ عبدالوہاب
	0321-416-4260
	www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اصحاب الحدیث

لاہور

18.7.16

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301-4227379

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.
 اما بعد! عرض کرتا ہے خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ له ولوالدیہ کہ عنایت الہی سے پارہ دہم اس کتاب کا شروع ہوا اہل حدیث کہ اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا خیر کو جلد با تمام پہنچا دے اور اس عاجز مہتمم اور مترجم کا اللہ جل جلالہ خاتمہ بخیر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔
 یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

بَابُ تَقْوِيمِ الْأَشْيَاءِ بَيْنَ الشَّرَكَاءِ
 بَقِيْمَةِ عَدْلِ
 فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ نہیں خلاف ہے درمیان علماء کے اس میں کہ بائنا عروض اور تمام اسبابوں کا قیمت کرنے کے بعد جائز ہے یعنی اگر کچھ اسباب کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور وہ اس کو آپس میں بائنا چاہیں تو اس کو قیمت کر کے بائیں اور اگر بغیر قیمت کرنے کے اس کو بائیں تو اس میں اختلاف ہے سوا اکثر علماء تو اس کو جائز رکھتے ہیں جبکہ آپس کی رضامندی سے ہو اور امام شافعی کہتے ہیں کہ منع ہے اور دلیل ان کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کہ اُس شخص کے حق میں جو مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کرے پس وہ حدیث نص ہے غلام میں اور اس نے باقی کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے (فتح)۔

۲۳۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے لیے مال ہو کہ غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو ساتھ قیمت انصاف کے یعنی برابر بغیر کی اور زیادتی کے تو وہ غلام آزاد ہے یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے آزاد کر دے یعنی سارا غلام اسی کے پاس اس قدر مال اور شریک کا کچھ نہ جائے گا اور اگر اس کے پاس اس قدر مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے آزاد نہ ہوں گے وہ بدستور غلام رہیں گے۔

۲۳۱۱۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ بِشِقْصَا لَهُ مِنْ عَبْدٍ أَوْ بَشْرًا أَوْ قَالَ - سَيِّبًا وَكَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيْمَةِ الْعَدْلِ هُوَ عَتِيقٌ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ. قَالَ لَا أَذْرِي قَوْلَهُ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَوْلُ مَنْ نَافِعٍ أَوْ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو اس پر واجب ہے اپنے مال سے اس کو بالکل آزاد کر دینا یعنی جبکہ ہو اس کے پاس مال بقدر قیمت اس کی کے اور اگر آزاد کرنے والوں کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کے انصاف کی قیمت ٹھہرائی جائے پھر بقدر حصے اور شریکوں کے غلام سے محنت مزدوری کروائی جائے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے یعنی نہ تکلیف دی جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دشوار ہو اس پر۔

فائدہ: ان حدیثوں کی پوری شرح کتاب الحقیق میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ساجھی کے غلام کو بانٹا جائے تو اس کو قیمت کر کے بانٹا جاوے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے امام شافعی کے کہ مشترک چیز کو بدون قیمت کرنے کے بانٹنا درست نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ غلام کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن نہیں بخلاف اور اسبابوں کے کہ ان کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن ہے پس اور سب قسم کے اسباب اس کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

قسمت میں قرعہ ڈالنے کا بیان

فائدہ: اور بیان اس جگہ حصوں کا بیچ قسمت کے اور ضمیر قسم کی طرف بھرتا ہے ساتھ دلالت قسمت کے پس ذکر کیا قسمت کو اس لیے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (فتح)

۲۳۱۳۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدوں پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور جو ان میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا مکان ٹھہرایا سو بعضوں نے اُس کے اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ اس کے نیچے رہے جب انہوں نے پانی چاہا تو اپنے اوپر والوں پر گزرے تو نیچے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے کے مکان کو پانی کے لیے پھاڑ لیں اور اپنے اوپر والوں کو آمد و رفت کی تکلیف سے بچائیں تو اچھی بات ہے سو اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو ان کی خواہش پر چھوڑا یعنی

۲۳۱۲۔ حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيضًا مِنْ مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قَوْمَ الْمَمْلُوكِ قِيمَةً عَدِلَ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ.

بَابُ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيهِ

فائدہ: اور بیان اس جگہ حصوں کا بیچ قسمت کے اور ضمیر قسم کی طرف بھرتا ہے ساتھ دلالت قسمت کے پس ذکر کیا قسمت کو اس لیے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (فتح)

۲۳۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا لَوْ أَنَا خَرَقْنَا فِي نَصِينَا خَرَقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرَكُوهُمْ وَمَا

جہاز توڑنے سے منع نہ کیا تو اوپر اور نیچے کے سب ہلاک ہوئے یعنی ڈوبے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لئے تو اوپر والے خود بھی نیچے اور نیچے والے بھی سب نیچے۔

فائدہ: یعنی جو لوگ کہ ایک شہر یا ایک گھر میں رہتے ہوں اور بعض ان میں سے گناہوں اور خلاف شرع کاموں سے بچتے ہوں اور بعض گناہوں میں مشغول ہوں اور متقی لوگ باوجود قدرت کے گناہگاروں کو بد کاموں سے نہ روکیں تو آخرت کے عذاب میں دونوں شریک ہیں اگر دنیا میں عذاب آئے گا تو سب برباد ہوں گے خواہ متقی لوگ بد کاموں سے راضی ہوں یا ناراض جیسے کہ کشتی اگرچہ مضبوط ہو لیکن ایک سوراخ سے ڈوبتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بانٹنے کے وقت حصوں میں قرعہ ڈالنا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشہادات میں آئے گی۔

بابُ شَرِکَةِ الْيَتِيمِ وَأَهْلِ الْمِيرَاثِ. باب ہے بیان میں شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کے **فائدہ:** واو معنی مع کے ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے اس پر نہیں جائز ہے شریک ہونا یتیم کے مال میں مگر یہ کہ واسطے یتیم کے اس میں مصلحت رائج ہو۔ (فتح)

www.KitaboSunnat.com

۲۳۱۴۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو تین تین چار چار عائشہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے والی کی پرورش میں ہوتی ہے یعنی جیسے کہ چچیرا بھائی ہو شریک ہے وہ ولی کو اس کے مال میں کہ دونوں کو ایک مورث سے مشترک پہنچا ہے سو خوش آتا ہے ولی کو مال اس کا اور خوبصورتی اس کی سوا اس کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے پس دے اس کو مہر میں مثل اس چیز کے کہ دے اس کو غیر اس کا سوان کو ان سے نکاح کرنا منع ہوا مگر یہ کہ ان کے لیے انصاف کریں اور پہنچائیں ان کو اپنے طریقے پر مہر سے یعنی ان کو پورا مہر دیں اور ان کو حکم ہوا کہ یہ

۲۳۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَامِرِيُّ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ح وَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا إِلَىٰ وَ رَبَّاعٍ﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْسَ تَشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَ جَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلَيْسَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بغيرٍ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ فَهَؤُلَاءِ

کہ نکاح کریں اس سے جو خوش لگے ان کو عورتوں سے سوائے ان کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت ﷺ سے رخصت مانگی یعنی دیکھا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اس کا دالی اس کو نکاح میں لائے جو وہ اس کی خاطر کرے گا غیر نہ کرے گا تو حضرت ﷺ سے رخصت مانگی اس کے نکاح کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی تو کہہ اللہ تم کو رخصت دیتا ہے ان کی یعنی ان سے نکاح کرنا درست ہے اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سویتیم عورتوں کو حکم ہے جن کو تم نہیں دیتے جو اس کے لیے مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو اور جو چیز کہ اللہ نے ذکر کی کہ تم پر پڑھی جاتی ہے کتاب میں وہ پہلی آیت سے یعنی اور وہ یہ ہے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ تو وہ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے یتیم لڑکی سے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو جبکہ مال اور خوبصورتی میں کم ہوتی ہے تو ان کو منع ہوا کہ یہ کہ نکاح کریں اس عورت سے جس کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم عورتوں سے مگر ساتھ انصاف کے لیے منہ پھیرنے ان کے کے اس نے یعنی وقت کم ہونے مال اور جمال کے یعنی جب تم مال اور جمال کم ہونے کے وقت یتیم لڑکیوں سے نکاح نہیں کرتے تو پھر ان کے مال اور جمال بہت ہونے کے وقت بھی ان سے نکاح نہ کرو نہیں تو مناسب ہے کہ دونوں کا نکاح عدل میں برابر ہو۔

أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسَطُوا لَهُنَّ وَيُلْفَعُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ وَأُمُورُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سَوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمْ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي قَالَ فِيهَا ﴿وَأِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسَطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللَّهِ فِي الْآيَةِ الْآخِرَى ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ يَعْنِي هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِتَيْتَمَّتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجَرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالَ فَهُوَ أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغَبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغَبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ نساء میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شریک

ہونا یتیم کے مال میراث میں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر یتیم عورتیں خوبصورت ہوتی تھیں تو ان کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے نہیں تو ان کے مال کے طمع سے ان کو روک رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے دلی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی پردریش میں ہو لیکن نکاح پڑھنے والا کوئی غیر ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الْأَرْضَيْنِ وَغَيْرِهَا.

۲۳۱۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا حضرت ﷺ نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ نہ بانی گئی ہو یعنی غیر منقول میں کہ شراکت میں ہو پھر جبکہ حدیں واقع ہوں یعنی ملک مشترک تقسیم کی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو شفعہ نہیں۔

۲۳۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشفعہ میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جائز ہے بائنا زمین اور گھر کا اور یہی ہے مذہب جمہور کا برابر ہے کہ گھر بڑا ہو یا چھوٹا اور مستثنیٰ کیا ہے بعضوں نے اس گھر کو جو نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ اس کے اگر تقسیم کیا جائے تو اس کا بائنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اقْتَسَمَ الشَّرِكَاءُ الدُّوْرَ وَغَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلَا شُفْعَةٌ.

جب تقسیم کر لیں آپس میں شریک گھروں وغیرہ کو تو نہیں ہے ان کے لیے رجوع اور نہ شفعہ۔

۲۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۳۱۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ نہ بانی گئی ہو پھر جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو شفعہ نہیں ہے۔

۲۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ باندھا ہے بخاری نے ساتھ لازم ہونے قسمت کے اور نہیں ہے حدیث میں مگر نفی شفعہ کی لیکن یہ اس لیے ہے کہ شفعہ کی نفی سے رجوع کی نفی لازم آتی ہے اس لیے کہ اگر شریک کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو البتہ پھر آتی شرکت پس پھر آتا شفعہ۔ (فتح)

بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی میں اور اس چیز

وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ. میں کہ اس میں بیع صرف ہوتی ہے اور وہ درہم اور اشرفیاں ہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ شرکت صحیحہ یہ ہے کہ نکال ہر ایک مثل اس چیز کی کہ نکالے ساتھ اس کا پھر دونوں چیزوں کو آپس میں ملائیں یہاں تک کہ ان کی تمیز نہ ہو سکے پھر دونوں اکٹھے اس میں تصرف کریں مگر یہ کہ ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دے اور نیز اجماع ہے اس پر کہ شرکت ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جائز ہے لیکن اگر ایک کی طرف اشرفیاں ہوں اور ایک کی طرف سے درہم یا پیسے ہوں تو اس میں اختلاف ہے پس منع کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے مشہور قول میں اور کوفیوں نے مگر ثوری نے کہا کہ جائز ہے اور زیادہ کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے یہ شرط کہ دونوں صفت میں بھی مختلف نہ ہوں مانند درست اور ٹوٹے ہوئے درہموں کے اور مطلق چھوڑنا بخاری کا ترجمہ مشعر ہے ساتھ مائل ہونے اس کے کی طرف قول ثوری کے اور یہ کہا کہ مایکون فیہ الصرف تو مراد اس سے مانند درہموں مغشوشہ اور ڈلی سونے چاندی وغیرہ کی ہے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ صحیح ہے ہر مثل چیز میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتھ نقد سکے والے کے یعنی مانند روپیوں اور اشرفیوں وغیرہ کے۔ (فتح)

۲۳۱۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَانَ بْنِ يَعْنَى ابْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْمُنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدَا بَيْدٍ فَقَالَ اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرَيْتُ لِي شَيْئًا يَدَا بَيْدٍ وَنَسِيتُ فَجَاءَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلَنَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ أَنَا وَشَرَيْتُ لِي زَيْدٌ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدَا بَيْدٍ فَخَذُوهُ وَمَا كَانَ نَسِيتَ فَلَذَرُوهُ.

۲۳۱۷ - سلیمان بن علی سے روایت ہے کہ میں نے ابو منہال سے پوچھا کہ چاند سونے کو آپس میں ہاتھوں ہاتھ بیچنے کا کیا حکم ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے ہاتھوں ہاتھ اور ادھار ایک چیز خریدی یعنی نقد سے پھر ہمارے پاس براء بن عازب رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقم نے کہا اسی طرح کیا تھا اور ہم نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہو اس کو لے لو اور جو وعدے کے ساتھ ہو اس کو چھوڑ دو۔

فائدہ: بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو سونے سے بیچے اور چاندی کو چاندی سے بیچے یا ایک کو دوسری کے ساتھ بیچے اور تحقیق گذر چکی ہے بیع باب بیع الورق بالذہب نسبیہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تفریق صفہ کی یعنی جمع کرنا دو بیعوں کا ایک عقد میں پس جو بیع صحیح ہوگی وہ صحیح ہو جائے گی اور جو صحیح نہ ہوگی وہ باطل

ہو جائے اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ احتمال ہے اس نے دو مختلف عقدوں کی طرف اشارہ کیا ہو اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی وہ چیز جو ہجرت کے باب میں آئے گی کہ میرے ایک شریک نے موسم کے دعویٰ پر کچھ درہم ادھار بیچے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہوں اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ادھار ہو تو وہ صحیح نہیں بنا براس کے پس معنی مَا كَانَ يَدَايِدَ فَحُدُوهُ کے یہ ہیں کہ جس بیع میں تعارض واقع ہو وہ صحیح ہے اور اس کو جائز رکھو اور جس میں تقابض فی المجلس واقع نہ ہو وہ صحیح نہیں پس اس کو چھوڑ دو اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ دونوں ایک عقد میں ہوں۔ (فتح)

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِ فِي الْمَزَارَعَةِ
جائز ہے مسلمانوں کو شریک ہونا ساتھ ذمی اور مشرکین کے زراعت میں۔

۲۳۱۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

۲۳۱۸ - عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دی حضرت ﷺ نے زمین خیبر کے یہودیوں کو اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بونیں اور ہو یہودیوں کے لیے آدھا اس چیز کا جو اس سے پیدا ہو۔

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے زمی میں یعنی جائز ہے مسلمان کو شریک ہونا ساتھ ذمی کے اور مشرک اس کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اس لیے کہ جب عشر دینا کر کے امام سے امان لے تو وہ بھی ذمی کے معنی میں ہوتا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف مخالفت اس شخص کی جو اس کو جائز نہیں رکھتا مانند ثوری اور لیث اور احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ کا لیکن جائز رکھا ہے اس نے اس کو جبکہ ہو تصرف کرنا سامنے مسلمان کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ خوف ہے کہ داخل ہو مسلمان کے مال میں وہ چیز کہ نہیں حلال مانند ہے بیاج کی اور مول شراب اور سور کی اور جمہور کی دلیل ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود خیبر سے معاملہ کیا اور جب کہ مزارعت میں معاملہ کرنا جائز ہے تو اس کے غیر میں بھی جائز ہوگا اور اس کے جائز ہونے کے سبب سے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ لیا باوجودیکہ ان کے مال میں ہے جو کچھ کہ ہے یعنی حرام مال سے مانند سود اور مول شراب اور سور کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ فِيهَا.
بکریوں کا بائنا اور ان میں انصاف کرنا یعنی برابری کرنا بغیر کمی زیادتی کے۔

۲۳۱۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي

۲۳۱۹ - عقبہ بن سفيان سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بکریاں دیں کہ وہ ان کو قربانی کے لیے آپ کے اصحاب پر

تقسیم کرے تو بکری کا ایک بچہ یعنی سال سے کم کا باقی رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو قربانی کر لے۔

الْغَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ صَحَابًا بَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهَ أَنْتَ.

فائدہ: شرکت میں ابتدا وکالت میں اس حدیث کو وارد کرنے کی توجیہ گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح قربانی کے باب میں آئے گی۔

انا ج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

فائدہ: یعنی ہم مکمل چیزوں میں سے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہے شرکت ہر چیز میں کہ ملک ہو اور صحیح تر نزدیک شافیہ کے خاص ہونا شرکت کا ہے ساتھ ہم مکمل چیزوں کے اور سبیل اس شخص کی جو ارادہ کرے شرکت کا ساتھ عروض یعنی ساتھ اور اسباب کے سوائے سونے اور چاندی کے نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو بیچے بعض اسباب اپنا جو معلوم ہے ساتھ بعض اسباب دوسرے مرد کے جو معلوم ہے اور اجازت دی اس کو تصرف میں اور ایک وجہ میں نہیں صحیح ہے مگر نقد مضروب میں کما تقدم اور مالکیہ سے ہے کہ مکروہ ہے شریک ہونا کھانے میں اور رائج ان کے نزدیک جواز ہے۔ (فتح)

وَيَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهُ آخَرُ فَرَأَى عُمُرَ أَنْ لَهُ شَرِيكَةً.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرد نے ایک چیز کی قیمت چکائی اور دوسرے نے اس کو آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی اور اس نے اس کو خریدا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس دوسرے کو بیع میں شرکت ہے یعنی وہ بھی اس چیز میں شریک ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرکت کے لیے کوئی صیغہ شرط نہ کرتے تھے اور کنایات کرتے تھے اس میں ساتھ اشارہ کے جبکہ ظاہر قرینہ ہو اور یہی ہے قول مالک رحمہ اللہ کا اور نیز امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کوئی اسباب بیع کے واسطے پیش کیا جاتا ہو اور کھڑے ہوں وہ شخص جو خریدتے ہیں اس کو تجارت کے لیے سو جب ان میں سے ایک خریدے اور دوسرا اس میں شریک ہونا چاہے تو لازم ہے اس کو یہ کہ اس کو اس میں شریک کر لیں اس لیے کہ اس نے فائدہ اٹھایا ہے ساتھ ترک کرنے کی زیادتی کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں یہاں اتنا زیادہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ جب ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ شریک کر پس جب چپ رہے تو ہوگا شریک اس کا نصف میں۔ (فتح)

۲۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی ماں زینب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت اس سے اسلام کی بیعت کیجئے تو حضرت نے فرمایا کہ یہ چھوٹا ہے بیعت کے لائق نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبدالبر بن ہشام اس کو بازار کی طرف لے جاتا تھا اور اناج خریدتا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملتے تھے تو اس سے کہتے تھے کہ ہم کو اس میں شریک کر لے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ پوری سواری کو پہنچتا تھا یعنی اس کو بقدر بوجہ اونٹ کی فائدہ ہوتا تھا پھر اس کو ہی گھر کی طرف بھیجتا تھا۔

۲۳۲۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبِدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايَعُهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقُولَانِ لَهُ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرَبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعُثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ ہم کو اپنے ساتھ شریک کر لے اور وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے وہ چیز جو اس کے مخالف ہو پس یہ حجت ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور اس شخص سے مباہلت کو ترک کرنا جو کہ بالغ نہ ہو اور طلب معاش کے لیے بازار میں داخل ہونا اور برکت کو طلب کرنا جب کہ وہ اس میں موجود ہو۔ اور اس میں رد ہے اس پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ فراخی حلال مال سے مذموم ہے اور نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بھی ہے کہ آپ کی دعا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ (فتح)

غلام میں شریک ہونے کا بیان۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ.

۲۳۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کر دے تو واجب ہے اس پر آزاد کر دینا تمام غلام کا اگر اس کی قیمت کے برابر اس کے پاس مال ہو قیمت کیا

۲۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جائے قیمت انصاف کی اور شریکوں کو ان کے حصے کی قیمت دی جائے اور غلام کی راہ چھوڑ دی جائے یعنی وہ آزاد ہو گیا اس کے ساتھ کسی کا تعلق نہیں۔

۲۳۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کر دے تو تمام غلام آزاد ہوا اگر اس کے پاس مال ہو نہیں تو غلام سے مزدوری کروائی جائے مگر اس پر مشقت حد نہ ڈالی جائے۔

قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَرِكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدَرُ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيمَةً عَدْلٍ وَ يُعْطَى شَرِكَاؤُهُ حِصَّتَهُمْ وَيُخْلَى سَبِيلَ الْمُعْتَقِ.

۲۳۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَارِثِ بْنِ حَزْرَمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَرِكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أَعْتَقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا يَسْتَسْعَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی باب سے مطابقت ترجمہ حدیث سے ظاہر ہے اس لیے کہ صحت حق کی فرع ہے صحت ملک کی۔ (فتح)

شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹوں میں، اور جیسے شریک کرے ایک مرد دوسرے کو قربانی میں بعد اس کے بعد اس کے کہ مکے کی طرف بھیجے۔

بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبَدَنِ وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدَى.

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے؟

۲۳۲۳۔ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ذوالحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ میں آئے اس حال میں کہ حج کے احرام باندھے ہوئے تھے نہیں مخلوط ہوتی تھی ان سے کوئی چیز صرف حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا یعنی ساتھ فسخ کرنے حج کے ساتھ عمرہ کے سو ہم نے اس کو عمرہ گردانا یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالا اور حکم کیا ہم کو کہ احرام اتار کر اپنی بیویوں سے صحبت کریں تو اس میں گفتگو پھیلی یعنی لوگوں میں اس کا بہت چرچا ہوا گویا ان کو احرام اتارنا

۲۳۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مُهْلِينَ بِالْحَجِّ لَا يَخْلِطُهُمْ شَيْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا فَبَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى بَسَاتِنَا فَفَشَتْ فِي ذَلِكَ الْقَالَةُ قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ

ناگوار معلوم ہوا یعنی اور پس کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی منی کی طرف جائے گا حالانکہ اس کی آلت سے منی نکلتی ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو یہ خبر حضرت رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو حضرت رضی اللہ عنہ خطبہ کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں زیادہ تر نیک اور زیادہ تر ذرے والا ہوں اللہ سے اگر میں اپنا حال پہلے سے جانتا جو مجھ کو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی تو میں قربانی کو اپنے ساتھ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا تو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت رضی اللہ عنہ کیا یہ حکم نسخ کرنے حج کا ساتھ عمرہ کے صرف ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو ان دونوں سے یعنی جابر اور عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یعنی جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی اس طرح لبیک کہتے تھے کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے حضرت رضی اللہ عنہ نے اور دوسرے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح کہتے تھے کہ احرام باندھا یعنی ساتھ احرام حضرت رضی اللہ عنہ کے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم کیا کہ اپنے احرام پر قائم رہے اور اس کو قربانی میں شریک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے کہ واقع ہوئی تھی شرکت بعد اس کے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے ہدی کے انٹوں کو مدینے سے ہانکا تھا اور وہ تریسٹھ اونٹ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ سینتیس اونٹ تھے تو حضرت رضی اللہ عنہ کی ہدی کے کل اونٹ سو ہوئے اور حضرت رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اور یہ اشتراک محمول ہے اس پر کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو قربانی کے ثواب میں شریک کیا نہ یہ کہ آپ نے اس کو ہدی گرداننے کے بعد مالک کیا اور احتمال ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ

جَابِرٌ فَيَرُوحُ أَحَدَنَا إِلَى مِنَى وَذَكَرَهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهِ قَبْلَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ حَظِيئًا فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ كَذًا وَكَذَا وَاللَّهِ لَأَنَا أَكْبَرُ وَأَتَقَى لِلَّهِ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هِيَ لَنَا أَوْ لِلْأَيْدِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْأَيْدِ قَالَ وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَقُولُ لَيْتِكَ بِمَا أَهْلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَقَالَ الْآخَرُ لَيْتِكَ بِحَبْجَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ.

والے اونٹ حضرت ﷺ کے آگے حاضر کئے اور حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو علی رضی اللہ عنہ کو آدھے کا مالک کیا تو علی رضی اللہ عنہ اس میں شریک ہو گئے اور سب کو ہدی گردانا تو اس میں دونوں شریک ہوئے نہ ان میں جن کو حضرت ﷺ نے پہلے ہانکا تھا۔ (بخاری)

جو قسمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے۔

بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزْوٍ فِي الْقُسْمِ.

۲۳۲۴۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ذوالحلیفہ میں تھے جو تہامہ سے ہے سو ہم نے غنیمت میں سے بکریاں یا اونٹ پائے سولوگوں نے جلدی کی سو ان سے ہانڈیاں پکائیں سو حضرت ﷺ آئے اور حکم کیا ساتھ اٹھانے ان کے کے سو اٹھائی گئیں پھر قیمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا پھر ان میں سے ایک اونٹ بھاگا اور نہ تھے لوگوں میں مگر گھوڑے تھوڑے سو ایک مرد نے اس کے تیر مارا سو اس کو بند کیا یعنی اس کو تیر سے مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان چار پایوں کے لیے یعنی درمیان ان کے نفرت رکھنے والے مانند نفرت رکھنے والے جنگلی چار پایوں کے اور جب کوئی ان میں سے تم پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو تو میرے دادا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل ہم دشمنوں سے ملیں یعنی کفار سے اور نہیں ساتھ ہمارے چھریاں پس ہم دھاری دار لکڑی سے ذبح کر لیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کر جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ یعنی اس کا کھانا جائز ہے سوائے دانت اور ناخن کے اور میں تم سے ہر ایک کا حال بیان کرتا ہوں بہر حال دانت پس ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس حشیوں کی چھریاں ہیں۔

۲۳۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِي الْحَلِيفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَجَلُ الْقَوْمِ فَأَعْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَفْتُ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزْوٍ ثُمَّ إِنَّ بَعِيرًا نَذَّ وَكَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرَجُو أَوْ نَخَافُ أَنْ تَلْقَى الْعَدُوَّ وَتَلْقَى مَعَنَا مُدَى فَتَذْبَحَ بِالْقَضْبِ فَقَالَ اغْجَلْ أَوْ أَرْنِي مَا أَنْتَ هَرَّ الدَّمِ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَأَحْدِثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعِظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبْشَةِ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گروی کی کتاب

کِتَابُ الرِّهْنِ

بَابُ الرِّهْنِ فِي الْحَضَرِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾

باب ہے بیچ بیان گروی کرنے کے وطن میں اور بیان اس آیت کا کہ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گروی ہاتھ میں رکھنی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا حضر میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آیت میں سفر کی قید باعتبار غالب کے ہے یعنی اکثر اوقات کے اور اس کا کوئی مفہوم نہیں حدیث کی دلالت کے لیے اوپر مشروع ہونے کے اس کے کہ حضر میں جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور یہی جمہور کا قول ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے اس کے لیے باعتبار معنی کے بایں طور کہ رہن مشروع ہوا ہے وثیقہ بنانے کے لیے قرض پر اس آیت کے دلیل کے لیے کہ پس اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا اس لیے کہ اشارہ کرتی ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ رہن کے وثیقہ طلب کرنا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مفید کیا اس کو ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں لکھنے والے کے نہ ہونے کا گمان ہے پس نکالا اس کو باعتبار غالب کے اور مخالفت کی ہے اس میں مجاہد اور ضحاک نے پس انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گروی رکھنا سفر میں جس جگہ کہ کاتب نہ پایا جائے اور یہی قول ہے داود اور اہل ظاہر کا اور ابن حزم نے کہا کہ اگر مرتہن حضر میں رہن رکھنے کی شرط کرے تو یہ اس کو جائز نہیں اور اگر احسان کرے ساتھ اس کے رہن تو جائز ہے اور حمل کیا حدیث باب کو اوپر اس کے اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے مانند عادت اپنی کی اور یہ حدیث ابتدا بیوع میں پہلے گذر چکی ہے اس طریق سے کہ حضرت ﷺ نے مدینے میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی اور معلوم ہوا ساتھ اس کے اور اس پر جو اعتراض کرتا ہے کہ آیت اور حدیث میں رہن فی الحضر کا ذکر نہیں۔ (فتح)

۲۳۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيرٍ وَمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ شَعِيرٍ

۲۳۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے گروی رکھی اور میں جو کی روٹی اور چربی بودار حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام ایک صاع اناج کے سوا اور کچھ نہیں رہا حالانکہ نو گھر ہیں۔

وَاِهَالَةً سَخِيَةً وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَصْبَحَ
لِإِلٍّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا
صَاعٌ وَلَا أَمْسَى وَإِنَّهُمْ لَيَسْعَةُ آيَاتٍ.

فائدہ: اور مناسبت ذکر اہل بیتؑ واسطے اس قدر کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے اس سے ہی اشارت ہے طرف سبب فرمانے حضرت ﷺ کی اس بات کو اور یہ کہ حضرت ﷺ نے یہ بات بطور فریاد اور شکایت کے نہیں کہی پناہ ہے اللہ کی اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو واسطے عذر بیان کرنے کے کہا قبول کرنے دعوت یہودی کی سے اور اپنی زرہ رہن رکھنے کے لیے اس کے پاس۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس چیز میں کہ جس میں حرمت نہیں ثابت ہوئی ذات متعال فیہ کی یعنی جس چیز میں کہ معاملہ ہوا۔ اور ان کے فاسد عقیدے کا اس میں اعتبار نہ کرنا اپنے اور ان کے درمیان معاملے میں اور استتباط کیا گیا ہے اس سے جائز ہونا معاملے کا اس شخص کے ساتھ کہ جس کا اکثر مال حرام پر مشتمل ہو اور یہ کہ ہتھیاروں کا بیچنا اور ان کا رہن رکھنا بھی جائز ہے اور ان کا اجارے دینا کافر سے جب تک کہ وہ حربی نہ ہو اور یہ کہ اہل ذمہ اپنے مال کے مالک ہیں اور یہ کہ موصل مول کے بدلے خریدنا جائز ہے یعنی وعدے کے ساتھ اور یہ کہ لڑائی کے لیے زرہوں اور ہتھیاروں کا بنانا جائز ہے اور یہ کہ وہ توکل میں قاصر نہیں ہیں اور یہ کہ اکثر قوت اس زمانے کے لوگوں کی جو تھی اور یہ کہ معتبر قول مرتب کا ہے اس کی قسم کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس تواضع کا کہ جس پر حضرت ﷺ تھے اور آپ کی ترک دنیا کا اور باوجود قدرت کے اس دنیا کو کم لینے کا اور بخشش کہ جو پہنچایا اس نے ذخیرہ نہ کرنے کی طرف یہاں تک کہ محتاج ہو گئے زرہ کے گردی رکھنے کے اور تنگی گذران میں آپ کے صبر کا بیان ہے اور اور آپ کا تھوڑی چیز پر قناعت کرنے کا بیان ہے۔ اور اس میں فضیلت ہے آپ کی بیویوں کی آپ کے ساتھ ان چیزوں میں صبر کرنے کی وجہ سے۔ اور اس میں اور بھی فائدے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہودی سے معاملہ کیا اور مال دار حضرات سے نہ کیا تو اس میں حکمت یا تو جواز کے بیان کی ہے یعنی ایسے کرنا جائز ہے یا اس لیے کہ اس وقت ان کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ اثاثہ نہ تھا یا آپ اس چیز سے ڈر گئے کہ اصحاب آپ سے مول نہ لیں گے پس آپ نے ان پر تنگی کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ (فتح)

زرہ کے گردی رکھنے کا بیان۔

بَابُ مَنْ زَهَنَ دِرْعَهُ.

۲۳۲۶۔ عَمَشُ سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے پاس بیچ میں گردی رکھنے اور ضامن لینے کا ذکر کیا تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے اس نے

۲۳۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عَنْهُ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنُ وَالْقَبِيلَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ

روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خرید اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔
 حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهْنَهُ دِرْعَةً.

فائدہ: اس کے ساتھ اس چیز پر استدلال کیا گیا ہے کہ کافر کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور اس میں اس چیز کی بھی دلیل ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ ایماندار کی روح اس کے قرض کے بدلے لٹکائی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے، بعض کہتے ہیں کہ اس کا مکمل غیر نفس پیغمبروں میں سے ہے اس لیے کہ پیغمبروں کی روحیں قرض کے بدلے نہیں لٹکائی جاتیں ہیں پس یہ خصوصیت ہے اور جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں زرہ چھڑالی تھی تو اس کا قول معارض ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے (فتح الباری) باب رَهْنِ السِّلَاحِ۔ ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا بیان۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ امام بخاری نے زرہ کے گروی رکھنے کے بعد ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا باب اس لیے باندھا کہ زرہ درحقیقت ہتھیار نہیں بلکہ وہ تو صرف ایک آلہ ہے جس کے ساتھ ہتھیاروں سے بچاؤ کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض کہتے ہیں کہ اس کو سونے چاندی کے ساتھ مزین کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ ہتھیاروں کو تلواری کی مانند مزین کرنے کے قائل ہیں (فتح)

۲۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ أَنَا فَأْتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تُسَلِّفَنَا وَنَسْقَا أَوْ وَسْقَيْنَ فَقَالَ أَرَاهُونِي نِسَانَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرَاهُكَ نِسَانًا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَأَرَاهُونِي أَبْنَانَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرَاهُنْ أَبْنَانًا فَيَسَّبُ أَحَدُهُمْ لِقَالَ رَهْنُ بَوْسُقٍ أَوْ وَسْقَيْنَ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرَاهُكَ

۲۳۲۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کے مار ڈالے؟ بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو ماروں گا، سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو سبق اناج ہمارے ہاتھ بیچے تو کعب نے کہا کہ تم اپنی عورتیں ہمارے پاس گروی رکھو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھیں اور حالانکہ تو سب عرب میں زیادہ تر خوبصورت ہے یعنی ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتیں تجھ پر عاشق ہو جائیں تو پھر اس نے کہا کہ تم اپنے لڑکے بالے میرے پاس گروی رکھو تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے لڑکے تیرے پاس کس طرح گروی

اللَّامَةُ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ
أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

رکھیں پس گالی دیا جائے گا ایک ان کا پس کہا جائے گا کہ یہ
ایک یاد و سبق سے گروی ہوا تھا یہ ہم پر عار ہے لیکن ہم تیرے
پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں سو محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کیا کہ

اس کے پاس آئے پھر انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ ابن بطلان نے کہا کہ یہ جو اس نے کہا کہ ہم تیرے
پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں تو اس میں ہتھیاروں کے گروی رکھنے کے جواز کی دلالت تو نہیں ہے بلکہ یہ کلام تو
معارض مباح سے ہے عرب وغیرہ میں۔ اور ابن متین نے کہا کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ انہوں
نے تو اس کو دھوکہ دینے کا قصد کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا جاتا ہتھیاروں کے رہن رکھنے کا جواز پہلی
حدیث سے اور سوائے اس کے نہیں کہ بالاتفاق جائز ہے بیچنا اور گروی رکھنا اس کا اس شخص کے پاس کہ جس کے لیے
ذمہ یا عہد ہو۔ اور کعب کے ساتھ عہد تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے گا لیکن اس نے اپنا عہد توڑ ڈالا
تھا، اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا متعاوان کے نزدیک گروی رکھنا ہتھیاروں کا اہل عہد کے پاس تو
ان کو اس کے آگے پیش نہ کرتے اس لیے کہ اگر وہ اس کے سامنے وہ چیز پیش کرتے کہ جس کی عادت جاری نہ تھی تو
البتہ اس کو ان پر شک پیدا ہو جاتا اور ان سے وہ چیز رہ جاتی جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اس کے ساتھ دغا بازی
کرنے کا اور جب کہ وہ اس کے فریب دینے کے درپے تھے تو انہوں نے اس کے اس چیز کے ساتھ وہم دلایا کہ وہ
ایسا کام کریں گے کہ جس کو کرنا ان کے نزدیک جائز تھا اور اس نے بھی اس چیز پر ان کی موافقت کی اس لیے کہ اس کو
معلوم تھا کہ یہ لوگ سچے ہیں تو اس کے ساتھ ان کی دغا بازی کا میاب ہوگئی، اور رہی یہ بات کہ اس نے عہد توڑ ڈالا
تھا تو یہ درحقیقت ایسا ہی ہے مگر نہ انہوں نے اس کو معلوم کروایا اور نہ اس نے ان کو معلوم کروایا اور سوائے اس کے
نہیں کہ واقع ہوا ہے محاورہ ان کے درمیان اس چیز کی بنا پر کہ اس کو ظاہری حال چاہتا ہے تو مطابقت کے لئے بس
یہی کافی ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کو مار ڈالنا ٹھیک ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے
اگرچہ وہ معاہدہ ہی کیوں نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ کے۔ (فتح)

بَابُ الرَّهْنِ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ وَقَالَ
مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ تَرَكَبُ الصَّلَاةُ
بِقَدْرِ عَافِيَتِهَا وَتَحْلُبُ بِقَدْرِ عَافِيَتِهَا
وَالرَّهْنُ مِثْلُهَا.

جو چیز کہ گروی ہو جائز ہے سواری کرنی اس کی اور دودھ
دوہنا اس کا۔ یعنی اور مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی
ہے کہ سواری کی جائے گی گروی چیز کی بقدر (قیمت)
گھاس اس کی کے اور دودھ دوہا جائے اس کا بقدر قیمت

گھاس اس کی کے اور گروی کی چیز بھی اس کی مانند ہے
یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۲۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گروی جانور کی سواری کی جائے اس کے دانے گھاس کے بدلے اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے جب کہ ہو گروی۔

۲۳۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری کے جانور کی سواری کے جائے بدلے خرچ کرنے اس کے کے جب کہ ہو گروی اور جو سواری کرے اور دودھ پیے اس پر ہے خرچ۔

۲۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفْقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا.

۲۳۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفْقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِ يُشْرَبُ بِنَفْقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يُرْكَبُ وَيُشْرَبُ النَّفَقَةُ.

فائدہ: یعنی خواہ راہن اور مرہن میں سے کوئی بھی ہو حدیث کا ظاہر یہی ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ مرہن کا رہن سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ مصلحت قائم ہو اگرچہ مالک نے اس کو اجازت نہ بھی دی ہو اور یہی قول ہے امام احمد، اسحاق اور ایک جماعت کا کہتے ہیں کہ فائدہ اٹھائے مرہن رہن سے یعنی گروی رکھی ہوئی چیز سے اس پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دہونے کے ساتھ اس پر خرچ کے اندازے کے ساتھ اور ان دونوں کے سوا کوئی فائدہ نہ اٹھائے مفہوم حدیث کی وجہ سے یعنی مفہوم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سواری اور کسی چیز سے فائدہ اٹھانا درست نہیں اور رہا اس میں اجمال کا دعویٰ تو پس دلالت کرتی ہے حدیث اپنے منطوق ہونے کی وجہ سے خرچ کرنے کے عوض فائدے کو مباح ہونے پر، اور یہ مرہن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ حدیث اگرچہ مجمل ہے مگر وہ مرہن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ مرہن کے ساتھ رہن کا فائدہ اٹھانا اس لیے ہے کہ وہ اس کی گردن کا مالک ہے نہ اس لیے کہ وہ اس پر خرچ کرتا ہے بخلاف مرہن کے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرہن گروی چیز سے کسی طرح کا بھی فائدہ نہ اٹھائے اور انہوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث قیاس کے برخلاف وارد ہوئی ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ جائز رکھنا سواری کا اور دودھ پینے کا غیر مالک کے لیے مالک

کی اجازت کے بغیر اور دوسرا یہ کہ ضامن ٹھہرانا اس کا بدلے اس کے ساتھ خرچ کرنے کے نہ کہ قیمت کے ساتھ یعنی سوار کرنے اور دودھ پینے کا بدلہ خرچ کو ٹھہرایا ہے اور قیمت کو اس کا بدلہ نہیں ٹھہرایا، ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک رد کرتی ہیں اس کو اصول مجمع علیہا اور آثار ثابتہ جن کی صحت میں اختلاف نہیں اور دلالت کرتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے منسوخ ہونے پر جو ابواب مظالم میں گذر چکی ہے کہ نہ دوا جائے جانور کسی مرد کا اس کی اجازت کے بغیر۔ اور امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث میں مراد راہن ہے اور طحاوی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ جب کوئی جانور گروی ہو تو مرتہن پر اس کی گھاس تو یہ بات ثابت ہوئی کہ مرتہن مراد ہے راہن نہیں، پھر طحاوی نے اس طرح جواب دیا کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ یہ حکم بیاج کے ہونے سے پہلے تھا پھر جب بیاج حرام ہوا تو جو اس کی مانند تھا وہ بھی حرام ہو گیا دودھ کے تھنوں میں بیچنے کی طرح اور ہر قرض کہ کھینچنے منفعت کو وہ بیاج ہے پس دور ہوا ساتھ حرام کرنے بیاج کے جو کچھ کہ اس مرتہن کو مباح تھا اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کی نہیں ثابت ہوتا ہے تنخ احتمال کے ساتھ اور اس میں تاریخ کا معلوم ہونا مشکل ہے اور حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے اور اوزاعی اور لیث اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ جب راہن گروی چیز پر خرچ کرنے سے باز رہے تو اس وقت مرتہن کو خرچ کرنا جائز ہے جانور پر اس کی دیکھ بھال اور اس کو زندہ رکھنے کے لیے اور اس کی مالیت کو باقی رکھنے کے لیے۔ اور مرفق نے معنی میں دلیل پکڑی ہے یعنی امام احمد کے قول کی وجہ سے وہ اس طرح کہ جانور کا خرچ واجب ہے اور مرتہن کے لیے اس میں حق ہے اور ممکن ہے اپنے حق کو پورا لینا گروی چیز کی منفعت سے اور مالک کی طرف سے نائب ہونا اس چیز میں کہ جو اس پر واجب ہے اور پورا لینا اس کا اس کی منفعت سے پس جائز ہوگا یہ اس کے لیے جیسا کہ جائز ہے عورت کے لیے اپنا خرچ لینا خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر جب کہ وہ یہ خرچ دینے سے باز رہے اور بیوی کا اس کی طرف سے خود پر خرچ کرنے کے لیے نائب کی حیثیت رکھنا۔ (فتح)

مترجم کہتا ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے کہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ بعض اہل علم کے نزدیک مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور امام ترمذی مقدم ناقل ہے سو اس نے مطلق فائدہ اٹھانے کا جواز ان سے نقل کیا ہے کوئی قید ذکر نہیں کی کہ فائدہ بقدر خرچ کے ہو یا کم و بیش اور اطلاق حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ فائدہ اور خرچ دونوں مساوی نہیں ہوتے کہیں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور فائدہ کم ہوتا ہے اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ کبھی گائے بھینس وغیرہ چار یا آٹھ آنہ کا مثلاً ہر دن چارہ کھاتی ہے اور دودھ دو آنے کا بھی نہیں دیتی اور نیز پھر جب دودھ دینے کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور گائے بھینس دودھ سے سوکھ جاتی ہے تو پھر ایک مدت دراز تک مفت چارہ کھلانا پڑتا ہے دو یا چار آنے کا مثلاً ہر دن چارہ کھا جاتی ہے اور منفعت بالکل ندر دپس یہ نقصان کہاں سے پورا ہوگا؟ اور اس طرح سواری کے جانور کو خیال کرنا چاہئے کہ چارہ تو ہر دن کھلانا پڑتا

ہے اور سواری کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور اسی طرح کبھی خرچ کم ہوتا ہے اور فائدہ زیادہ کہ کبھی مثلاً دو آنے کا ہر دن چارہ کھانا پڑتا ہے اور چار یا آٹھ آنے کا ہر روز دودھ دیتی ہے۔ پس امام احمد کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ وہ بقدر خرچ کے فائدہ اٹھانے کو جائز کہتے ہیں ٹھیک نہیں اور یہ جو ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث اصول کے مخالف ہے الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتح الباری صفحہ تین سو بہتر میں مذکور ہے کہ حدیث صحیح بسر خود اصل ہے پس کس طرح جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ اصل خود اپنے تئیں مخالف ہے اور نیز صفحہ چار سو چار میں ہے کہ جب سنت ایک حکم کے برقرار رکھنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ حدیث بسر خود اصل ہوتی ہے اس کو دوسرے اصل کی مخالفت ضرر نہیں کرتی اور چونکہ یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے تو اصول کی مخالفت اس کو نقصان نہ دے گی اور نیز احتمال ہے کہ اس کا محل اصول سے مخصوص اور مختص اور مستثنیٰ ہو اور نواب صدیق حسن مرحوم نے بدور الابلہ میں لکھا ہے کہ گروی چیز کے سب منافع مرتہن کے واسطے ہیں اور یہ کہا کہ دو چیزیں تو حدیث میں منصوص ہیں اور باقی سب چیزیں قیاس سے ان کے ساتھ ملحق ہیں اور مولانا خرم علی مرحوم نے در مختار کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ مرتہن کو فائدہ اٹھانا جائز ہے اور ترک اولیٰ ہے اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ الفلک المشحون میں لکھا ہے کہ جمہور سلف اور خلف کا یہ مذہب ہے کہ اگر مالک اجازت دے تو مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا درست ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلق درست ہے خواہ مالک اجازت دے یا نہ دے پس اگر مذہب جمہور کے مطابق کوئی مالک کی اجازت سے گروی چیز سے فائدہ اٹھائے تو ملام اور مطعون نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہود وغیرہ کے نزدیک گروی رکھنے کا بیان۔

۲۳۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک

یہودی سے اتاج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاگروی رکھی۔

بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِمْ.

۲۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ

الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَيْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهْنَةً دِرْعَةً.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ کافرون کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے۔ اور اس کی بحث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ

وَنَحْوُهُ فَالْيَمِينَةُ عَلَى الْمُدْعَى وَالْيَمِينُ

عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ

فائدہ: اختلاف یا تو اصل گروی چیز میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے فلاں چیز میرے پاس گروی رکھی تھی اور وہ انکار

کرے اور یا اس کی مقدار میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس زمین گروی رکھی تھی اس کے درختوں کے ساتھ اور راہن کہے کہ میں نے تو صرف زمین ہی گروی رکھی ہے یا اس کی تعمین میں جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس غلام گروی رکھا تھا اور راہن کہے کہ نہیں بلکہ کپڑا رکھا تھا اور یا اس کی قیمت میں اختلاف ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے بیس روپے گروی رکھے تھے اور وہ کہے کہ نہیں بلکہ دس روپے گروی رکھے تھے (ق) مدعی اور مدعی علیہ کی تعریف کتاب الشهادات میں آئے گی اور شخص یہ ہے کہ مدعی اس کے کہتے ہیں کہ اگر دعویٰ چھوڑ دے تو دعویٰ چھوڑ دیا جائے گا اور مدعا علیہ اس کے خلاف ہے۔ (فتح)

۲۳۳۱۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا اور اس نے دو عورتوں کے مقدمہ میں لکھا جو آپس میں جھگڑتی تھیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ قسم مدعا علیہ پر ہے۔

۲۳۳۱۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ.

فائدہ: اس سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم پر محمول ہے یعنی یہ حدیث عام ہے اور اس کا حکم سب کو شامل ہے خواہ راہن ہو یا مرتہن یا اور کوئی برخلاف اس شخص کے کہ کہتا ہے کہ رہن میں معتبر قول مرتہن کا ہے جب کہ وہ رہن کی مقدار میں تجاوز نہ کرے اس لیے کہ گروی چیز مرتہن کے لیے گواہ کی طرح ہے۔ ابن متین نے کہا کہ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ گروی چیز شاہد نہیں ہوتی۔ (فتح)

۲۳۳۲۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز کی کہ اس کے سبب کسی مال کا مستحق ہو اور وہ اس قسم کھانے میں جھوٹا ہو تو طے گا اللہ سے اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر اللہ نے اس حکم کے سچ کرنے کے سچ یہ آیت اتاری کہ جو لوگ کہ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں سو اس نے عذاب الیم تک یہ آیت پڑھی، پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلا اور کہا کہ حدیث بیان کرتا ہے تم سے ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم نے اس کو حدیث بتلائی تو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری کہ

۲۳۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ. ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا فَفَقَرُوا إِلَى عَذَابِ الْإِيمِ﴾ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ فَحَدَّثَنَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِي وَاللَّهِ

میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا تو ہم دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو یعنی کہا کہ اب یہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہ کرے گا یعنی یہ سچ جھوٹ سے کبھی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَىٰ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾۔

أَنْزَلْتُ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فَبِئْرٍ فَأَخْتَصَمْنَا إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ قُلْتُ إِنَّهُ إِذَا يَحْلِفُ وَلَا يَمِينِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَىٰ يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَىٰ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور یہاں مراد حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو اس لیے کہ اس میں دلیل ہے ترجمہ باب کے لئے کہ گواہ مدعی پر ہے اور شاید کی بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں باب کا لفظ آچکا ہے اور وہ بیہقی وغیرہ میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور شاید کی جب کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھا تو اس کے ساتھ باب باندھا اور وارد کی وہ حدیث جو کہ اس چیز پر ان کی شرط کے مطابق دلالت کرتی تھی۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے

کِتَابُ الْعِتْقِ

فائدہ: عتق کا معنی ہے ملک کو دور کرنا۔

باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اس کے کے
اور بیان اس آیت کا کہ چھڑانا گردن کا یا کھلانا بھوک
کے دن میں بن باپ کے لڑکی کو جو ناتے دار ہو۔

بَابُ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى
﴿فَكَ رَقَبَةً أَوْ إِطْعَامَ فِي يَوْمٍ ذِي
مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ﴾

فائدہ: گردن آزاد کرنے سے مراد غلام چیز کا چھڑانا ہے یہ نام رکھنا اس چیز کا ہے ساتھ نام بعض اس کے اور سوائے
اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے ساتھ ذکر کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ حکم سید کا اس پر پھانسی کی طرح
ہے اس کے گلے میں۔ پس جب آزاد ہو تو پھانسی اس کی گردن سے ٹوٹ جائے گی اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ گردن
کا چھوڑنا خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو کہ اس کی گردن کو آزاد کرنے میں مدد کرے یہاں تک کہ وہ آزاد ہو جائے
، روایت کہ یہ حدیث احمد اور ابن حبان وغیرہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا آزاد کر جان کو
اور چھوڑ گردن کو کسی نے کہا یا حضرت ﷺ کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جان کا
آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اس کو آزاد کرنے میں اکیلا ہو اور گردن کا چھڑانا یہ ہے کہ تو اس کے آزاد کرنے میں مدد کرے
یعنی اس کی قیمت میں، اور جب کہ ثابت ہوئی فضیلت آزادی پر مدد کرنے کے بارے میں تو بطریق اولیٰ اکیلے آزاد
کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ (فتح)

۲۳۳۳۔۲۳۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ جو مرد کہ آزاد کرے مسلمان مرد کو تو چھوڑ دے گا اللہ
اس کے ہر ایک جوڑ کے بدلے اس کا ہر ایک جوڑ دوزخ سے تو
سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس حدیث کو علی بن حسین رضی اللہ عنہ یعنی
امام زین العابدین کے پاس لے گیا سو امام زین العابدین نے
اپنے ایک غلام کی طرف قصد کیا کہ اس کو اس کے بدلے عبد
اللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیتا تھا سو اس کو
آزاد کیا۔

۲۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ
مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ
صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ أَمْرًا مُسْلِمًا اسْتَقْدَّ اللَّهُ
بِكُلِّ عَصْوٍ مِنْهُ عَصَوْا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيدُ
بْنِ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ

فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى
عَبْدِ اللَّهِ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشْرَةَ
آلَافٍ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ فَأَعْتَقَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ مرد کا آزاد کرنا عورت کے آزاد کرنے سے اولیٰ ہے بخلاف اس شخص کے کہ جو کہتا ہے کہ عورت کا آزاد کرنا افضل ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ اس کی اولاد بھی آزاد ہو جائے گی اور یہ بھی برابر ہے کہ اس سے غلام نکاح کرے یا آزاد بخلاف مرد کے کہ یہ بات اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں یہ دلیل ہے کہ عورت کا آزاد کرنا اکثر اوقات لازم پکڑتا ہے اس کے ضائع ہونے کو اور نیز اس لیے بھی کہ مرد کے آزاد کرنے میں عام معنی پائے جاتے ہیں جو کہ عورت کے آزاد کرنے میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ مرد حکومت و قضا کے لائق ہے نہ کہ عورت۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ غلام کے ایک ایک جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک جوڑ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں تو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گردن پوری آزاد کرنی چاہیے اس میں کمی نہ ہوتا کہ ثواب مکمل حاصل ہو جائے۔ اور خطاب نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ معاف کیا جاتا ہے نقص جو منفعت سے جبر پورا کیا گیا ہے خصی کی مانند مثلاً جب کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہو اس چیز میں کہ نہ کے ساتھ فائدہ نہیں ہوتا اور یہ قول اس کا مقام منع میں ہے اور اس کو امام نووی وغیرہ نے منکر خیال کیا ہے اور کہا ہے کہ خصی اور ہر ناقص کے آزاد کرنے میں بھی فضیلت ہے لیکن کامل اولیٰ ہے۔ اور ابن نمیر نے کہا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو گردن کفارے میں آزاد کی جائے وہ ایماندار ہو اس لیے کہ کفارہ آگ سے چھڑانے والا ہے پس لائق ہے کہ نہ واقع ہو کفارہ مگر چھڑائے گئے کی آگ سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ کو آزاد کیا جاتا ہے تو ابن عربی نے کہا کہ یہ بات مشکل ہے اس اعتبار سے کہ نہیں متعلق ہوتا شرمگاہ کے ساتھ کوئی گناہ جو واجب کرے اس کے لئے جہنم کی آگ کو سوائے زنا کے، پس اگر اس کو صغیرہ گناہوں پر محمول کیا جائے جیسے آپس میں زنا کا لگانا تو نہیں مشکل ہے آزاد ہونا اس کا آگ سے نہیں تو زنا کبیرہ گناہ ہے نہیں اترتا ہے مگر توبہ کے ساتھ۔ پھر کہا کہ یہ احتمال بھی ہے کہ آزاد کرنا رائج اور بھاری ہوتا ہے تو لے کے اعتبار سے اس طرح کہ ہو ترجیح دینے والا نیکیوں کے لیے آزاد کرنے والے کے ایسی ترجیح کے زنا کے گناہ کے برابر ہو اور اس میں شرمگاہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ آتا ہے اس کے غیر میں بھی اعضاء سے اس چیز سے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو بیچ اس کے مانند ہاتھ کی غضب میں مثلاً۔ (فتح)

آزاد کرنے کے واسطے کون غلام بہتر ہے؟

بَابُ أَيِّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟

۲۳۳۴۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

۲۳۳۵۔ حَدَّثَنَا عُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ

سے پوچھا کون سائل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے کہا کون سا غلام بہتر ہے یعنی آزاد کرنے کے اعتبار سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جو مول میں بہت مہنگا ہو اور اپنے مالکوں کے نزدیک بہت نفیس اور عمدہ۔ میں نے کہا کہ اگر میں نہ کر سکوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر کارِ گیر کی یا کام کر عاجز کے لیے۔ میں نے کہا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ فرمایا کہ چھوڑ لوگوں کو بدی سے یعنی ان کے ساتھ بدی نہ کر کہ تحقیق یہ صدقہ ہے کہ تو اس کو اپنی جان پر صدقہ کرتا ہے۔

هشام بن عروۃ عن أبيه عن أبي مرواح عن أبي ذر رضي الله عنه قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم أي العمل أفضل قال إيمان بالله وجهاد في سبيله قلت فأي الرقاب أفضل قال أعلما فمنا وأنفسها عند أهلها قلت فإن لم أفعل قال تعين صانعا أو تصنع لا تحرق قال فإن لم أفعل قال تدع الناس من الشر فإنها صدقة تصدق بها على نفسك.

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو ایک غلام آزاد کرنا چاہے۔ ہاں اگر کسی شخص کے پاس مثلاً ہزار درہم ہوں اور ان کے ساتھ غلام خرید کر آزاد کرنا چاہے تو وہ ایک یا دو عمدہ ترین غلام پائے تو وہ غلام نسبت ایک کے افضل ہیں اور یہ حکم قربانی کے برخلاف ہے اس لیے کہ اس میں ایک بہترین اور قرب قربانی افضل ہے اس لیے کہ اس جگہ گردن کا چھوڑنا مطلوب ہے اور وہاں گوشت کا عمدہ ہونا مطلوب ہے۔ اور ظاہر کہ یہ حکم اشخاص کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مگر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرنا بہت سے غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر ثواب کا باعث ہوتا ہے اسی طرح اکثر گوشت کے زیادہ ہونے کی حاجت ہوتی ہے حاجت مندوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس پر جو اس کے ساتھ فائدہ اٹھاتے ہیں اکثر اس چیز سے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے گوشت کے عمدہ ہونے کے ساتھ، پس ضابطہ یہ ہے کہ جس میں زیادہ فائدہ ہو وہی بہتر ہے اس سے صرف نظر کہ تھوڑا ہے یا زیادہ۔ اور اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے امام مالک نے کہ اگر غلام کا آزاد کرنا جب کہ وہ قیمت میں بہت مہنگا ہو بہتر ہے مسلمان غلام سے اور اصغ وغیرہ نے اس کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمان غلام ہے۔ اور پہلی حدیث میں اس کی تفسیر گزر چکی ہے اور اس حدیث میں اس کی بھی دلیل ہے کہ برائی سے رکے رہنا آدمی کے فعل اور کسب میں داخل ہے یہاں تک کہ اس میں ثواب و عذاب بھی دیا جاتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ نیت اور قصد کے بغیر باز رہنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد ایمان کے بعد تمام اعمال میں سے افضل ہے اور پہلے گزر چکی ہے تطبیق مختلف احادیث میں اعمال کے افضل ہونے کے اختلاف کے بارے میں، اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ ایمان کے ساتھ جہاد کو اس لیے جوڑا گیا ہے کہ وہ اس وقت تمام اعمال سے بہتر تھا اور قرطبی نے کہا کہ جہاد کا افضل ہونا اس وقت ہے کہ جب وہ معین ہو اور والدین سے نیکی کی

فضیلت اس شخص کے لیے ہے جس کے ماں باپ موجود ہوں تو وہ ان کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے، حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جوابات کا مختلف ہونا سانکوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس حدیث میں سوال کرنے میں حسن مراجعت ہے اور مفتی اور معلم کا اپنے شاگرد پر صبر کرنا اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ابن حبان وغیرہ نے یہ حدیث بہت لمبی نقل کی ہے اور اس میں بہت سوال جواب شامل ہیں جن میں بہت سے فوائد ہیں ان میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس نے سوال کیا کہ مسلمانوں میں کون بہت کامل ہے اور کون بہت اسلم ہے، اور کون سی ہجرت اور جہاد اور صدقہ اور نماز افضل ہے اور نیز اس میں پیغمبروں کا ذکر ہے اور ان کی گنتی اور ان کی کتابوں کا بھی ذکر ہے۔ اور بہت سے آداب ہیں۔ اور امر دینی سے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ایک غیر کاریگر سے ایک کاریگر کی اعانت افضل ہے اس لیے کہ جو غیر کاریگر ہو وہ جگہ گمان اعانت کی ہے پس ہر ایک اس کی مدد کرتا ہے بخلاف کاریگر کے کہ اس کے کاریگری میں مشہور ہونے کی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو یہ مستور پر صدقہ کرنے کی جنس میں سے ہے۔ اٹھیں (فج)

مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیوں کے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ أَوِ الْآيَاتِ.

۲۳۳۴۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ آزاد کرنے کے بیچ وقت سورج گہن کے۔

۲۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامِ.

۲۳۳۶۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورج گہن کے وقت ہم کو غلام آزاد کرنے کا حکم ہوتا تھا۔

۲۳۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَثَامٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنَّا نَوْمُرُ عِنْدَ الْكُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ.

فائدہ: حدیث باب میں گہن کے علاوہ اور کسی نشانی کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ اس طرف اشارہ ہے جو اس کے بعض طریق میں وارد ہوا ہے کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں اللہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو رکھتا ہے اور اکثر ڈرانا آگ کے ساتھ ہوتا ہے تو مناسب ہوا واقع ہونا آزادی کا جو آگ سے آزاد کر دیتی ہے اور

گہن نماز مشروعہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے برخلاف دوسری نشانیوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أُمَّةٍ
بَيْنَ الشُّرَكَاءِ.
جب کہ آزاد کرے غلام کو جو مشترک ہو دو آدمیوں کے
درمیان یا لونڈی کہ جو کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔

فائدہ: ابن متین نے کہا مراد یہ ہے کہ غلام لونڈی کی مانند ہی ہے غلامی میں دونوں کے مشترک ہونے کی وجہ سے۔
اور تحقیق بیان کیا گیا ہے ابن عمر کی حدیث کے آخر باب میں کہ وہ فتوے دیتے تھے ان دونوں میں ساتھ اس کے اور
گویا کہ یہ اشارہ ہے اسحق بن راہویہ کے قول کے رد کی طرف کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مردوں کے اور عورتوں کو یہ حکم
شامل نہیں ہے اور جمہور اس کی مخالفت میں کہتے ہیں کہ حکم میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یا تو اس
وجہ سے کہ لفظ عبد سے مراد جس ہے مانند اللہ تعالیٰ کے قول کے الا اتی الرحمن عبداً اس لیے کہ یہ مرد و عورت
دونوں کو شامل ہے یا تو قطعی طور پر یا بطور الحاق کے نہ کہ فارق ہونے کے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ
فتوے دیا کرتے تھے غلام اور لونڈی کے بارے میں جب کہ وہ کئی شریکوں کے درمیان ہو۔ اور حدیث کے آخر میں
ہے کہ وہ اس بات کو حضرت ﷺ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ یہ حدیث ساری مرفوع ہے۔ اور
دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کا غلام یا لونڈی میں حصہ ہو اور یہ حدیث
اس باب میں نہایت صریح ہے اور امام الحرمین نے کہا کہ ادراک ہونا لونڈی کا اس حکم میں مانند غلام کی حاصل ہے
واسطے سامع کے پہلے سمجھنے سے واسطے وجہ جمع اور فرق کے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق فرق کیا ہے ان دونوں کے درمیان
عثمان لیثی نے اس چیز کے ساتھ کی دوسروں نے لیا سو اس نے کہا کہ جاری ہوتا ہے آزاد کرنا شریک کا اس کے تمام
میں اور اس کے لیے شریک میں کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ لونڈی خوبصورت ہو کہ ارادہ کیا جائے صحبت کا پس ضامن ہوگا
اس چیز کا کہ داخل کیا اس نے اپنے شریک پر ضرر سے۔ اور نووی نے کہا کہ اسحاق کا قول مخالف ہے اور عثمان لیثی
کا قول فاسد ہے۔ (فتح)

۲۲۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ فَإِنْ كَانَ
مُؤْسِرًا قَوْمَ عَلَيْهِ لَمْ يَغْتَقُ.
۲۳۳۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ جو آزاد کرے غلام کو جو دو آدمیوں کے درمیان
مشترک ہو پس اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اس پر غلام کی
قیمت کی جائے یعنی قیمت انصاف پھر آزاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر عموم ہے یعنی یہ حدیث عام ہے خواہ کوئی آزاد کرے لیکن وہ بالاتفاق مخصوص ہے پس صحیح
نہیں ہے آزاد کرنا دیوانے سے اور نہ اس سے جس کو تصرف سے باز رکھا گیا ہو بے عقل ہونے کی وجہ سے اور اسی

طرح جو مفلس ہونے کی وجہ سے تصرف سے روکا گیا ہو اور غلام اور مرض الموت کا بیمار اور کافر ہو تو ان کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے اور شافعیہ کے نزدیک مرض الموت میں آزاد کرنا جاری نہیں ہوتا مگر جب تہائی اس کی گنجائش رکھے اور بیماری میں مطلق جاری نہیں ہوتا اور کافر کے آزاد کرنے کی بحث عنقریب آئے گی اور یہ جو کہا کہ جو آزاد کرے تو اس سے نکل جاتا ہے جو آزاد ہو اوپر اس کے ساتھ اس طرح کہ وارث ہو بعض اس شخص کا جو آزاد ہوتا ہے اوپر اس کے ساتھ قربت کے پس نہیں سرايت کرتا یہ آزاد کرنا جمہور کے نزدیک یعنی اس عتق کے سبب تمام غلام اس پر آزاد ہوگا اور نہ اس پر باقی شریکوں کے حصے کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ اور ایک روایت امام احمد سے یہ بھی ہے اور اسی طرح اگر عاجز ہو مکاتب اس کے بعد کہ خریدے ایک حصہ کہ جو اس کے مالک پر آزاد ہوتا ہے پس تحقیق مالک اور حق حاصل ہوتے ہیں مالک کے فعل کے بغیر پس وہ مانند وارث ہونے کے ہے۔ اور اختیار میں داخل ہے جب کہ مجبور کیا جائے حق کے ساتھ اور اگر اپنے حصے کو آزاد کرنے کی وصیت کرے جس میں وہ کسی کا شریک ہے یا وہ اپنے غلام کا ایک حصہ آزاد کرنا چاہے تو یہ بھی جمہور کے نزدیک سرايت نہیں کرتا اس لیے کہ مال وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور مردہ متکدست ہو جاتا ہے اور مالکیہ سے ایک روایت ہے۔ اور مفہوم حدیث کے باوجود جمہور کی دلیل یہ ہے کہ سرايت خلاف قیاس ہے پس خاص ہو موور دنس کے ساتھ اور نیز اس لیے بھی کہ تلف شدہ چیزوں کی قیمت ٹھہرانے کی راہ ڈانڈ کی راہ ہے پس تقاضہ کرتی ہے تخصیص کا ساتھ صادر ہونے امر کے کہ ٹھہرایا جائے تلف۔ اور اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتق اسی وقت واقع ہو جاتا ہے یعنی غلام فی الحال اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ جو عتق کسی صفت کے ساتھ معلق ہو جب وہ صفت پائی جائے تو وہ بھی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ دو کے درمیان ہو تو یہ بطور مثال کے نہیں ہے۔ تو دویا زیادہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غلام کا یہی حکم ہے لیکن اس سے جنایت کرنے والا اور مرہون مستثنیٰ ہے پس اس کے بارے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جنایت اور رہن میں آزادی سرايت نہیں کرتی اس لیے کہ اس میں باطل کرنا مرتہن اور مجنی علیہ کا حق ہے۔ پس اگر اپنے شریک کے غلام کو آزاد کرے اس کے بعد کہ دونوں نے اس کو مکاتب کر دیا پس اگر عبد کا لفظ مکاتب کو شامل ہوگا تو آزادی سرايت کرے گی ورنہ نہیں اور اس پر احکام غلامی کا ثبوت ناکافی ہوگا، پس تحقیق ثابت ہوتے ہیں احکام اور نہیں لازم پکڑتے ہیں لفظ عبد کا استعمال اس پر۔ اور مانند اس کے ہے وہ جب کہ دونوں اس کو مدبر کریں لیکن شامل ہونا لفظ عبد کا مدبر کو مکاتب سے قوی تر ہے پس اس جگہ اصح قول کے مطابق آزادی سرايت کرے گی۔ پس اگر لوٹھی سے اپنا حصہ آزاد کرے کہ ثابت ہوتا اس کے اس کے شریک کے لئے ام ولد تو نہیں سرايت کرے گی اس لیے کہ وہ لازم پکڑتی ہے نقل ہونے کو ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف اور ام ولد اس بات کو قبول نہیں کرتی اس کے نزدیک جو اس کے بیچے کو جائز قرار نہیں دیتا اور

علماء کے دو اقوال میں سے یہی صحیح تر ہے۔ اور یہ جو کہا کہ مالدار ہو تو ظاہر اس کا معتبر ہونا اس کا ہے آزاد کرنے کے وقت یہاں تک کہ اگر اس وقت تنگدست ہو پھر اس کے بعد مالدار ہو جائے تو حکم معتبر نہ ہوگا یعنی اس کی قیمت نہیں مقرر کی جائے گی اور باقی شریکوں کے حصے دیئے جائیں گے۔ اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر تنگدست ہو تو اس کی قیمت نہ لگائی جائے اور اتفاق ہے اس شخص کا کہ جو کہتا ہے اس پر علماء سے کہ بیچا جائے اس پر شریک کے حصے کے اندر کہ تمام وہ چیز کہ بیچی جاتی ہے اس پر قرض میں اختلاف کے باوجود کہ جو وہ اس میں رکھتے ہیں۔ اور اگر ہو اس پر قرض بقدر اس چیز کے کہ وہ اس کا مالک ہے تو وہ مالدار کے حکم کے بیچ ہوگا علماء کے دو اقوال میں سے اصح قول کے مطابق اور مانند اختلاف کے ہے اس میں کہ کیا دین زکوٰۃ کو منع کرتا ہے یا نہیں۔ (فتح)

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ بَشَرًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قَوْمَ الْعَبْدِ عَلَيْهِ قِيمَةٌ عَذْلٍ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

۲۳۳۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کر دے اور اس پر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس کے قیمت انصاف کی یعنی برابر بغیر کمی اور زیادتی کے پھر اس کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام اس پر آزاد ہوا اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اس کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں مطلق اس کی قیمت نہ لگائی جائے لیکن اصح شافعیہ کے نزدیک اور یہی مذہب ہے امام مالک کا کہ آزادی سرایت کرتی ہے اس مقدار کی طرف کہ وہ مالدار ہے اس کے ساتھ جاری کرنے کے لیے حق کے باعتبار امکان کے اور یہ جو کہا کہ پھر ان کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں تو مراد یہ ہے کہ ان کے حصے کی قیمت ان کو دی جائے یعنی اگر اس میں کئی شریک ہوں تو۔ اور اگر اس میں ایک ہی شریک ہو تو باقی سب حصوں کی قیمت اس کو دی جائے گی اور اس میں کوئی خلاف نہیں۔ اور اگر غلام تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ تہائی ہو اور دوسرا بھی اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ چھٹا حصہ ہو تو کیا قیمت کی جائے ان دونوں پر حصہ صاحب نصف کا برابری کے ساتھ یا بقدر حصوں کے؟ جمہور علماء کا تو یہ مذہب ہے کہ بقدر حصوں کے قیمت کی جائے یعنی تہائی قیمت تہائی حصے والا دے اور چھٹا حصہ چھٹے حصے والا دے۔ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے خلاف ہے مانند خلاف کی شفعہ میں جب

کہ وہ دو کے لیے ہو کیا وہ دونوں برابر لیں یا بقدر ملکیت کے۔ (فتح)

۲۳۳۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر تمام غلام کا آزاد کرنا اگر اس کے پاس مال ہو جو اس کی باقی قیمت کو پہنچتا ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی پس آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا۔

۲۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَ لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يَقُومُ عَلَيْهِ فِيمَا عَدَلَ فَأَعْتَقَ مِنْهُ مَا أَعْتَقَ. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ اخْتَصَرَهُ.

فائدہ: اس روایت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ قیمت ٹھہرائی اس کے حق میں شروع ہے جس کے پاس مال نہ ہو حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس کا تقوم شرط کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ اس کی صفت ہے جس کے پاس مال ہو اور معنی یہ ہے کہ جس کے پاس مال نہ ہو بایں طور کہ اس پر قیمت ٹھہرانے کا اسم واقع ہو تو پس آزادی خاص اس کے حصے میں واقع ہوئی ہے اور شرط کا جواب یہ ہے کہ پس آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا اور تقدیر یہ ہے کہ فقہ عتق منہ ما عتق اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو کہ قیمت ٹھہرائی جائے اس پر قیمت عدل تو آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا۔ (فتح)

۲۳۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور ہو اس کے لئے مال سے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی کو ساتھ قیمت انصاف کے تو وہ آزاد ہے نہیں تو آزاد ہوا اس سے جو آزاد ہوا۔

۲۳۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكَاءَ لَهُ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيَمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ قَالَ نَافِعٌ وَإِلَّا لَفَقَدَ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي أَمْرٌ قَالَهُ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ.

۲۳۴۱۔ نافع بن سعید سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما تو دیتے بیچ حق غلام یا لونڈی کے جو کئی شریکوں کے درمیان

۲۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُقْدَامٍ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُفْتَى فِي الْعَبْدِ أَوْ الْأَمَةِ يَكُونُ بَيْنَ شُرَكَاءَ فَيُعْتَقُ أَحَدُهُمْ نَصِيْبَهُ مِنْهُ يَقُولُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ يَقُومُ مِنْ مَالِهِ قِيَمَةُ الْعَدْلِ وَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ أَنْصَابُهُمْ وَيُخْلَى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ يُخْبِرُ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ وَابْنُ أَبِي ذَنْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَجُوزَيْبَةُ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَصَرًا.

ساجھی ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ واجب ہے اس پر آزاد کرنا تمام غلام کا جب کہ آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے قیمت کیا جائے غلام اس کے مال سے قیمت انصاف کے اور شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام کی راہ خالی کی جائے کہ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے یعنی وہ آزاد ہو جاتا ہے اس کے ساتھ کسی کا دعوے دخل باقی نہیں رہتا خبر دیتے تھے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی کہتے تھے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے میں نے اپنی رائے سے نہیں کہی اور روایت کی ہے یہ حدیث لیث اور ابن ابی ذنب اور ابن اسحق اور جویریہ اور یحییٰ بن سعید اور اسمعیل بن امیہ نے نافع سے اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور اختصار کے یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے جملہ اخیر کو بیچ حق معسر کے اور وہ یہ ہے فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ فتویٰ دیتے تھے اٹخ تو اس سے مراد امام بخاری کا اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی حدیث نے حدیث کے ظاہر کے موافق فتویٰ دیا معسر کے حق کے بارے میں تاکہ اس کے ساتھ اس پر رد کرے جو اس کا قائل نہیں اور اس سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ نافع سے اکیلا نہیں ہوا بلکہ مصر بن جویریہ نے نافع سے اس کی موافقت کی ہے اور اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ اگر مالدار اپنا حصہ شریک کے غلام سے آزاد کر دے تو تمام غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ نہیں اس میں اختلاف ہے کہ قیمت صرف مالدار پر ہی کی جاتی ہے۔ پھر علماء کو آزاد ہونے کے وقت پر بھی اختلاف ہے جمہور اور شافعی نے صح قول میں اور بعض مالکیہ نے کہ وہ فی الحال یعنی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے جب کہ آزاد کرے۔ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر اپنا حصہ آزاد کرے شریک قیمت کرنے کے ساتھ تو یہ لغو ہوگا اور ڈانڈ دے گا آزاد کرنے والا حصہ اس کا ساتھ قیمت کرنے کے لیے وہ تو سب سے پہلے ہی آزاد ہو چکا ہے پس اب دوسرے شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا لغو ہوگا اور ان کی دلیل ایوب کی حدیث ہے جو کہ باب میں ہے کہ جو آزاد کرے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے اور اس کے پاس مال بھی ہو

جو اس کی قیمت کو پہنچتا ہو تو وہ آزاد ہے۔ اور زیادہ تر واضح اس سے نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ آزاد اور وہ دوسروں شریکوں کے حصے کا ضامن ہو گا اور طحاوی کی روایت میں ہے کہ وہ سارا غلام آزاد ہے یہاں تک کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار اس کے بعد تنگ دست بھی ہو جائے تو حق بدستور قائم رہے گا اور یہ اس کے ذمہ دین باقی رہے گا اور اگر وہ مر جائے تو اس کے ترکہ سے لیا جائے گا اور اگر اس کے پیچھے کوئی چیز نہ رہے تو شریک کے لیے کوئی چیز نہیں ہوگی اور حق بھی بدستور قائم رہے گا۔ اور مشہور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ آزاد نہیں ہوتا مگر باقی شریکوں کو قیمت ادا کرنے کے ساتھ اور اگر شریک قیمت لینے سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا حق جاری ہو جائے گا اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور ان کی دلیل سالم کی روایت ہے جو کہ اول باب میں ہے جس جگہ یہ کہا کہ جب مالدار ہو تو اس کی قیمت کی جائے گی پھر آزاد ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ترتیب حق سے قیمت کرنے پر مرتب ہونا اس کا اور قیمت پر ہو اس لیے کہ اس کی قیمت کرنے سے قیمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور رہا قیمت کا ادا کرنا پس بقدر زائد ہے اوپر اس کے۔ اور اس حدیث میں ابن سیرین کے خلاف حجت ہے جس جگہ اس نے کہا کہ غلام پورا آزاد ہو جاتا ہے اور باقی شریکوں کے حصے بیت المال سے ادا کیے جائیں اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ آزاد کرنے والے سے باقی شریکوں کے حصے کی قیمت لی جائے اور نیز یہ حدیث حجت ہے ربیعہ پر کہ جس جگہ اس نے کہا کہ نہیں جاری ہوتی آزادی ایک خبر کی مالدار سے اور نہ ہی مفلس سے اور شاید یہ حدیث اس کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ اور نیز یہ حدیث حجت ہے کبیر بن اشج پر جس جگہ کہ اس نے کہا کہ آزادی حق کے وقت ہوتی ہے نہ کہ حق کے صادر ہونے کے بعد اور نیز یہ حدیث ابو حنیفہ پر بھی حجت ہے جس جگہ کہ اس نے کہا کہ شریک کو اختیار ہے یا تو اپنے حصے کی قیمت آزاد کرنے والے سے بھرالے یا اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصے کے موافق محنت کر دے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے پہلے یہ بات کسی نے نہ کہی اور نہ ہی کسی نے اس پر اس کی متابعت کی ہے بلکہ اس کے دو نومصاحبوں نے بھی اس کی متابعت نہیں کی اور اس کا قول موافق ہے اس کے بارے میں کہ اگر کوئی اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے تو جمہور کہتے ہیں کہ تمام غلام آزاد ہو جائے گا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ غلام سے محنت کردائی جائے گی بیچ باقی قیمت جان اپنی کے لیے مالک اپنے کے یعنی محنت کر کے باقی حصے کی قیمت اپنے مالک کو ادا کرے اور ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے جب کہ اجازت دے شریک پس کہے اپنے شریک کو کہ تو اپنا حصہ آزاد کر دے کہتے ہیں کہ اس پر ضمان نہیں یعنی آزاد کرنے والے پر اس کا بدلہ نہیں آتا۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ جو جاندار سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر اس کی قیمت آتی ہے مثل نہیں آتی اور اس کے ساتھ وہ چیز بھی ملحق ہے کہ جو مابی نہ جاتی ہو اور نہ ہی تولی جاتی ہو جمہور کے نزدیک۔ اور تقویم کی معسر پر حکمت یہ ہے کہ کامل ہو جائے

معتق کا چھوڑنا آگ سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أُعْتِقَ نَصِيْبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ
مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ
عَلَى نَحْوِ الْكِتَابَةِ.

جب کوئی اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور
اس کے پاس مال نہ ہو یعنی جو غلام کی باقی قیمت کو پہنچے تو
غلام سے محنت کروائی جائے گی یعنی بقدر حصے اور شریکوں
کے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے مانند کتابت کی یعنی
جیسا کہ مکاتب کو چھوڑ دیتے ہیں اور تکلیف خدمت کی
نہیں دیتے ویسا ہی اس غلام کو بھی تکلیف خدمت کی نہ
دی جائے۔

فائدہ: امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نبی ﷺ کے اس
قول سے مراد والا فَقَدْ عَتِقَ مِنْهُ مَا عَتِقَ یہ ہے کہ یعنی اگر آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال نہ ہو کہ غلام کی
باقی قیمت کو پہنچے تو بالفعل وہ جزء آزاد ہو جاتا ہے جس کا وہ مالک تھا اور اس کے شریک کا حصہ بدستور قائم رہتا ہے
جیسا کہ پہلے تھا یہاں تک کہ اس سے اس وقت تک محنت کروائی جائے گی کہ اس کا باقی حصہ بھی غلامی سے آزاد ہو
جائے اگر وہ محنت کی قوت رکھتا ہو جب۔ اگر وہ محنت کرنے سے عاجز ہو تو شریک کا حصہ بدستور موقوف رہتا ہے اور یہ
بخاری سے اس کی طرف پھرنا ہے کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور دونوں زیادتیاں مرفوع ہیں اور وہ دونوں زیادتیاں یہ
ہیں۔ ایک یہ کہ وَالَا فَقَدْ عَتِقَ مِنْهُ مَا عَتِقَ اور دوسری یہ ہے کہ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ اور اسماعیلی
نے کہا کہ ان دونوں میں تطبیق ممکن نہیں اور دونوں صحیح نہیں اور اس کے غیر نے ان دونوں میں کئی وجہ سے تطبیق دی
ہے جس کا بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۲۳۶۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ
سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ
بْنِ مَالِكٍ عَنْ بَشِيرٍ بْنِ نَهْلِكَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ عَبْدٍ
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا
سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

۲۳۶۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور
ہے اس پر اپنے مال سے اس کو بالکل خلاص کروادینا یعنی اور
شریکوں کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اگر آزاد کرنے والا
مالدار ہو اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس
کے پس محنت کروائی جائے ساتھ اس کے غلام سے اس حال
میں کہ نہ مشقت ڈالی جائے۔

بَشِيرُ بْنُ نَهْلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ شَقِيقًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَّصَهُ
عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا قَوْمَ عَلَيْهِ
فَأَسْتَسْعَى بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ تَابَعَهُ
حَبَّاجُ بْنُ حَبَّاجٍ وَأَبَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلْفٍ
عَنْ قَتَادَةَ اخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ.

فائدہ: یعنی اس کی قیمت زیادہ نہ کی جائے بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مکاتب نہ ہو اور یہ محض بعید ہے اور بیع ثابت ہونے استعاع کے حجت ہے ابن سیرین پر اس لیے کہ اس نے کہا ہے کہ شریک کا حصہ جو آزاد نہیں ہوا بیت المال سے آزاد کیا جائے گا۔ اور یہ جو کہا کہ متابعت کی اس کی حجاج نے ایلخ تو اس سے بخاری کی مراد اس شخص پر رد کرتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس نہ ہونے کے وقت غلام سے محنت کروانے کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور سعید بن عروبہ اس کے ساتھ اکیلا ہوا ہے، سو بخاری نے جریر بن حازم کی موافقت والی روایت کے ساتھ مدلی پھر تین راویوں کو ذکر کیا جنہوں نے اس کی متابعت کی محنت کے ذکر کرنے پر اور ابن عربی نے مبالغہ کیا ہے اور کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محنت کروانے کا ذکر حضرت ﷺ کا قول نہیں بلکہ وہ وقادہ کا قول ہے۔ اور خلال نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے علل میں سعید کی روایت کو ضعیف کہا ہے کہ جس میں محنت کروانے کا ذکر ہے اور نیز اس کو اثرم نے سلیمان بن حرب سے بھی ضعیف کہا ہے۔ اور ان سے اس طرح سند پکڑی ہے کہ محنت کروانے کا فائدہ یہ ہے کہ شریک پر کوئی تکلیف نہ ہو۔ پس کہا کہ اگر غلام سے محنت کروانا مشروع ہوتا تو لازم آتی یہ بات کہ اگر وہ اس کو ہر مہینے دو درہم دیتا تو یہ جائز ہوتا اور ہمیں نہایت ضرر ہے شریک پر ایلخ اور ایسی حدیث کے ساتھ احادیث صحیحہ رد نہیں کی جاسکتیں۔ اور نسائی نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس کو ہام نے روایت کیا ہے پس استعاع کو قنادہ کے قول سے شمار کیا ہے۔ اور اسامہ جلی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر حدیث میں سنداً نہیں بلکہ وہ تو صرف قنادہ کا قول ہے اور حدیث میں مدرج ہے۔ اور ابن منذر اور خطابی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر قنادہ کا فتوے ہے یہ لفظ متن حدیث میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح بیہقی اور دارقطنی اور حاکم نے بھی کہا ہے اور ان سب نے یقین کیا ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ مرفوع ہے۔ اور انہی میں سے امام بخاری اور مسلم ہیں اور اسی کو ابن دقیق العید اور ایک دوسری جماعت نے ترجیح دی ہے اس لیے کہ سعید بن عروبہ اعراف ہے حدیث قنادہ کے لیے ہام کی نسبت قنادہ سے کثرت ملازمت اور کثرت تعلیم حدیث کے سبب۔ اور ہشام

اور شعبہ اگرچہ ہمام سے زیادہ حافظ ہیں لیکن ان کی روایت اس کی روایت کے منافی نہیں ہے بلکہ اس نے بعض حدیث پر اختصار کیا ہے اور مجلس ایک نہیں ہے تاکہ زیادتی میں توقف کیا جائے اس لیے کہ سعید کی ملازمت ققادہ کے ساتھ اکثر تھی ان دونوں کی نسبت پس اس نے اس سے وہ چیز سنی جو اس کے غیر نے نہیں سنی اور یہ سب اس وقت ہے جب تسلیم کیا جائے کہ وہ منفرد ہے اور حالانکہ وہ منفرد نہیں ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو استعلاء کے مرفوع ہونے پر طعن کرتا ہے اس وجہ سے کہ ہمام نے اس کو ققادہ کا قول ٹھہرایا ہے اور اس چیز پر طعن نہیں کرتا جو ترک استعلاء پر دلالت کرتی ہے اور وہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے ابن عمرؓ کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے وَإِلَّا فَقَدْ عُنِقَ مِنْهُ مَا عُنِقَ اس وجہ سے کہ اسی طرح ایوب نے بھی اس کو نافع کا قول قرار دیا ہے کما تقدم شرحه۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں امام بخاری اور مسلم کی موافقت کی وجہ سے صحیح ہیں۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تجھے وہ چیز کافی ہے کہ جس پر اتفاق کیا شیخان یعنی بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ یہ صحیح کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور جو محنت کروانے کے قائل نہیں وہ اس کے ضعف میں وہ علمیں بیان کرتے ہیں کہ جن کو پورا کرنا مثل ان علتوں کے ساتھ ان جگہوں میں کہ جن میں وہ محتاج ہیں استدلال کے ساتھ حدیثوں کا رد کیا جاتا ہے ان پر ساتھ مثل ان علتوں کے۔ اور شاید بخاری نے روایت میں سعید بن عروبہ کے طعن کا خوف کیا ہے اسی لیے اپنی عادت کے مطابق اس کے ثابت ہونے کی طرف پوشیدہ اشارہ کیا ہے پس تحقیق نکالا ہے اس نے اس کو یزید بن رابع کی روایت سے اس سے اور سب لوگوں سے زیادہ تر ثابت ہے اس کے بارے میں۔ اور اس نے اختلاط سے پہلے سنا ہے پھر اس نے اس کے لیے مدد چاہی جریر بن حازم کی روایت سے اس کی متابعت کے ساتھ تاکہ اس کا منفرد ہونا دور ہو جائے پھر اشارہ کیا کہ ان دونوں کے غیر نے اس کی متابعت کی ہے پھر کہا کہ اختصار کیا ہے اس کا شعبہ نے۔ اور شاید یہ اس مقدر سوال کا جواب کہ شعبہ سب لوگوں سے زیادہ حافظ ہے ققادہ کی حدیث کا۔ پس اس نے محنت کروانے کو کس طرح ذکر کیا؟ پس بخاری نے جواب دیا کہ یہ چیز اس میں ضعف کو پیدا نہیں کرتی اس لیے کہ اس نے محنت کروانے کو مختصر ذکر کیا ہے اور اس کے غیر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے اور عدد کا زیادہ ہونا اولیٰ ہے ایک فرد کے یاد رکھنے سے، واللہ اعلم۔ اور ابو ہریرہؓ کے علاوہ اور حدیث میں بھی محنت کروانے کا ذکر آچکا ہے اس کو طبرانی نے جابرؓ کی حدیث سے روایت لیا ہے اور تہمتی نے بنی عذرہ کے ایک آدمی کی روایت سے۔ اور جو محنت کروانے کی حدیث کو ضعیف کہتا ہے تو اس کی عمدہ دلیل ابن عمرؓ کا قول ہے وَإِلَّا فَقَدْ عُنِقَ مِنْهُ مَا عُنِقَ اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ مفلس کے حق میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریک کا حصہ پہلے حکم پر باقی ہے یعنی آزاد نہیں ہوا اور اس میں تصریح نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ غلام رہے گا اور نہ اس میں یہ تصریح ہے کہ وہ سارا آزاد ہو جاتا ہے۔ اور بعض نے اس شخص سے حجت پکڑی ہے جو استعلاء کے مرفوع ہونے کو ضعیف کہتا ہے اس زیادتی کی وجہ سے جو دارقطنی وغیرہ میں واقع ہوئی ہے کہ باقی غلام

رہتا ہے اور اس کی سند میں اسماعیل ہے اور وہ یحییٰ سے مشہور نہیں اور اس کے حفظ میں ان سے کوئی چیز ہے اور اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو تب بھی اس میں یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ غلام رہتا ہے بلکہ وہ مفہوم کا مقتضی ہے اس کے غیر کی روایت سے اور استعلاء کی حدیث میں بیان حکم کا ہے بعد اس کے۔ پس جو اس کے مرفوع ہونے کو صحیح کہتا ہے اس کو جائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ معنی دونوں حدیثوں کے یہ ہیں کہ جب تنگدست اپنا حصہ آزاد کرے تو وہ آزادی اس کے شریک کے حصے میں سرایت نہیں کرتی بلکہ وہ بحالہ خود باقی رہتا ہے اور وہ غلامی ہے۔ پھر محنت کروائی جائے باقی حصے کی آزاد کرنے میں اور حاصل کر کے شریک کا حصہ ادا کرے اور آزاد ہو جائے۔ اور علماء نے اس کو مکاتب کی طرح قرار دیا ہے اور اسی بات پر امام بخاری نے بھی یقین کیا ہے اور ظاہری بات ہی ہے کہ وہ اس میں مختار ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ جو حضرت ﷺ کا قول ہے کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے پس اگر یہ بطور لازم ہونے کے ہے اس طرح سے کہ غلام کو کمانے کی اور ڈھونڈنے کی تکلیف دی جائے یہاں تک کہ یہ حاصل کرے تو البتہ اس کے ساتھ حاصل ہوتی ہے نہایت مشقت اور وہ لازم نہیں کیا جاتا مکاتبت میں جمہور کے نزدیک، اس لیے کہ وہ واجب نہیں پس یہ اس کی مثل ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اس تطبیق کی طرف میلان کیا ہے اور کہا کہ حدیثوں میں بالکل معارضہ نہیں رہتا اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ شریک کا حصہ غلام رہے جب کہ نہ اختیار کرے غلام محنت کرنے کو پس معارض ہوگی اس کے ابی ملیح کی حدیث جو اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کیا تو کسی نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا آزاد ہونا جائز قرار دیا، یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے قوی سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور اس امام احمد نے اس کو سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام سے آزاد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کل آزاد ہے پس اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس صورت پر جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو یا اس صورت پر جب کہ کل غلام اسی کی ملکیت ہو، اس میں اور کسی کا حصہ نہ ہو پھر اس میں سے کچھ آزاد کرے پس تحقیق روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کیا پس نہ ضامن ٹھہرایا اس کو حضرت ﷺ نے یعنی اس کے شریک کے حصے کا اور اس کی سند حسن ہے۔ اور وہ محمول ہے تنگدست پر نہیں تو دونوں حدیثیں معارض ہوں گی۔ اور بعض نے اور طرح سے تطبیق دی ہے پس ابو عبد الملک نے کہا کہ استعلاء سے مراد یہ ہے کہ غلام حصے میں آزاد نہیں ہو اس میں بدستور غلام رہتا ہے پس وہ اس کی خدمت کے بارے میں کوشش کرے جتنی وہ طاقت رکھتا ہو اس چیز کی۔ کہتے ہیں کہ معنی غیر مشقوق علیہ کے یہ ہیں کہ اس کا مذکورہ مالک اس کو غلامی کے حصے سے زیادہ تکلیف نہ دے لیکن اس تطبیق کو حضرت ﷺ کا قول رد کرتا ہے کہ پہلی روایت میں محنت کروائی جائے غلام سے اس کی قیمت کے اندر اس کے مالک

کے لیے اور جو استعلاء کو باطل کرتا ہے یعنی غلام سے محنت کروانے کو جائز نہیں کہتا اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنے چھ غلام اپنے مرنے کے وقت آزاد کیے اور حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا سو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا پھر ان کو تین حصے کیا پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور اس سے استدلال ایسے ہے کہ اگر محنت کروانا جائز ہوتا تو ان میں سے ہر ایک کا تیسرا حصہ بالفعل آزاد ہو جاتا اور اس کو محنت کروانے کا حکم دیا جاتا کہ وہ اپنی باقی قیمت پوری کر کے میت کے وارثوں کو دے دے۔ اور جو محنت کروانے کو جائز کہتا ہے اس نے اس کا جواب دیا کہ وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ وہ استعلاء شروع ہونے سے پہلے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ محنت کروانا اس صورت میں مشروع ہو کہ جب آزاد کرے تمام وہ چیز کہ جس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اور تحقیق روایت کیا ہے عبدالرزاق نے ایک سند کے ساتھ کہ جس کے راوی ثقہ ہیں ابی قلابہ سے اس نے روایت کیا ہے بنی عذرہ کے ایک آدمی سے کہ ان کے ایک آدمی نے مرنے کے وقت اپنا غلام آزاد کیا حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کا ایک تہائی آزاد کیا اور اسے حکم دیا کہ باقی دو تہائیوں کی ادائیگی کے لیے محنت کرے اور یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے اور ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے۔ نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ کہ جس کو نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ کہ جو غلام آزاد کرے اور اس کے لیے اس میں شریک بھی ہوں اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ غلام آزاد ہے اور ضامن ہوگا شریکوں کے حصے کا ساتھ قیمت اس کی کے واسطے اس چیز کے برا کیا اس نے مشارکت ان کی سے اور نہیں ہے غلام پر کچھ اور جواب مع تسلیم صحت اس کی کے یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ مالدار ہونے کی صورت میں نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اس کے پاس وفا ہو اور محنت کروانی تو صرف تنگدستی کی حالت میں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے پس اس میں اس کی دلیل نہیں ہے۔ اور ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو غلام سے محنت کروائی جائے گی اور یہی مذہب ہے ابو یوسف، محمد، اوزاعی، ثوری اور اسحاق اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی۔ اور لوگوں نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ فی الحال سارا غلام آزاد ہو جاتا ہے اور غلام سے شریک کے حصے کی ادائیگی کے لیے محنت کروائی جائے گی۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے کہ پھر پہلے آزاد کرنے والے کی طرف رجوع کرے اس چیز کے واسطے کہ اس نے جو اپنے شریک کے لیے آزاد کیا ہو۔ اور ابو حنیفہ نے تنہا کہا ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حصے کی محنت کروائے یا ویسے ہی آزاد کر دے اور یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے نزدیک صرف ایک حصہ ہی آزاد ہوتا ہے اور یہ امام بخاری کے قول کے موافق ہے کہ وہ مکاتب غلام کی طرح ہے اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ اور عطاء سے روایت ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اس

کو آزاد کر دے یا اپنے حصے کی غلامی باقی رکھے۔ اور زفر نے سب کی مخالفت کی ہے پس اس نے کہا کہ وہ سارا ہی آزاد ہو جاتا ہے اور شریک کے حصے کی قیمت لگائی جائے گی پس اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اس سے لے جائے اور اگر وہ مفلس ہو تو اس کے ذمے میں رہتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخَطِّ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقِ وَالطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ وَلَا عَتَاقَ إِلَّا لِرُوحِهِ اللَّهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أَمْرٍ مَا نَوَى وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِ وَالْمُخْطِئِ.

بھوک چوک آزاد کرنے میں اور طلاق دینے میں مانند ہر ایک کے میں، یعنی آزاد کرنا صرف اللہ کی رضا مندی کے لیے ہے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی اور نہیں ہے نیت بھولنے اور چوکنے والے کے لیے۔

فائدہ: یعنی تعلیقات میں سے جو بلا قصد زبان سے نکلے نہیں واقع ہوتی ان سے کوئی چیز مگر ساتھ قصد کے۔ اور شاید امام بخاری نے اس چیز پر رد کی طرف اشارہ کیا ہے جو امام مالک سے مروی ہے کہ تحقیق واقع ہوتی ہے طلاق اور آزادی جان بوجھ کر ہو یا چوک سے یاد کرنے والا ہو یا بھول سے ہو۔ اور اس کے مذہب کے بہت سے لوگوں نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔ اور داؤدی نے کہا کہ طلاق اور عتاق میں جو کتنا یہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ کسی اور لفظ کے بولنے کا ارادہ کرے پس زبان ان دونوں کی طرف سبقت کرے یعنی جیسا کہ اپنے غلام کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اپنی عورت کو کہے کہ تجھے طلاق ہے اور رہی بھولنے کی بات تو یہ اس چیز میں ہے کہ وہ قسم کھائے اور بھول جائے۔ (فتح)

فائدہ: اس کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں کما سبائی فی الطلاق اور امام بخاری کی اس سے مراد نیت کو ثابت کرنا ہے اس لیے کہ نہیں ظاہر ہوتا اس کا ہونا اللہ کے لیے مگر نیت کے ساتھ اور اس شخص پر رد کی طرف بھی اشارہ ہے جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو اپنا غلام اللہ کے لیے، شیطان اور بت کے لئے بھی آزاد کرے تو غلام آزاد ہو جاتا ہے رکن آزادی کے پائے جانے کی وجہ سے اور زیادتی اوپر اس کے نہیں مغل ہے ساتھ آزادی کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گذر چکی ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس استنباط کے طرف بیان لینے ترجمہ کے حدیث الْأَعْمَالُ بِالْأَيَّامِ سے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ ترجمہ باب کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہے اپنی عادت کے موافق اور وہ حدیث وہ ہے جس کو اہل فقہ اور اصول بہت ذکر کرتے ہیں کہ دور کیا ہے اللہ نے میری امت سے غلاموں کو اور وہ چیز جس پر مجبور کیے جائیں، روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے، اور بعض علماء نے کہا کہ لائق ہے کہ یہ حدیث آدھا اسلام شمار کی جائے اس لیے کہ فعل یا تو قصد یا اختیار سے ہوتا ہے یا نہیں، دوسرا وہ ہے جو واقع ہو بھول چوک اور اکراہ سے پس یہ قسم بالاتفاق معاف ہے۔ اور اختلاف تو علماء کو صرف اس میں ہے کہ کیا معاف گناہ ہے یا حکم یا

دونوں اکٹھے؟ اور ظاہر حدیث کا اخیر ہے یعنی دونوں اکٹھے اور جو چیز کہ اس سے نکلی ہے مانند قتل کی اس کے لیے دلیل جدا ہے و سیاتی بسط القول فی ذالک فی کتاب الایمان والنذور انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۲۳۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسَّوَسْتَ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ.

۲۳۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرمایا کہ بیشک اللہ نے معاف کیا میری امت کے لیے جو خیال کہ ان کے دلوں میں گزرے جب تک اس پر عمل نہ کرے یا نہ بولے۔

فائدہ: اور مراد نفی حرج کی ہے یعنی گناہ نہیں اس خطرے سے جو دل میں واقع ہو یہاں تک کہ واقع ہو عمل ساتھ ہاتھ پاؤں کے یا بولنے کے ساتھ زبان کے موافق اس کے اور وسوسہ سے مراد متردد ہونا ایک چیز کا ہے دل میں بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اطمینان پکڑے اور اس کی طرف قرار پکڑے اسی لیے فرق کیا ہے علماء نے درمیان ہم اور عزم کے اور اسی جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اس لیے کہ نہیں اعتبار ہے ان کے لیے اور احتمال ہے کہ کہا جائے دل کے ساتھ مشغول ہونا نفس کی بات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اس سے خطا اور نسیان اسی لیے مرتب کیا اس پر جو نماز میں اپنے نفسی سے بات نہ کرے مغفرت کو۔ (فتح)

۲۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالْإِيَّةِ وَلَا مَرِيئِي مَا نَوَيْ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

۲۳۴۴۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل نیت کے بغیر ٹھیک نہیں اور ثواب کے لائق نہیں، سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول ﷺ کے لیے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول ﷺ کے لیے ہو چکی یعنی وہ اس کا ثواب پائے گا۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے لیے ہوئی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوئی جس کے لیے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت کے لیے۔

فائدہ: حدیث کی موافقت ترجمہ باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ سب عملوں کا مدار نیت پر ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِهِ هُوَ لِلَّهِ وَنَوَى
الْعِتْقَ وَالْإِشْهَادَ فِي الْعِتْقِ.

جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور
آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے یعنی اور باب ہے
گواہ کرنے کا آزاد کرنے میں۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ علماء کے درمیان اس چیز میں اختلاف نہیں ہے کہ جب کوئی اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے
لیے ہے اور نیت اس کی آزاد کرنے کی ہو تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اور رہی آزاد کرنے میں گواہ بنانے والی بات تو یہ
آزاد کرنے کے حقوق سے نہیں ہے تو پس تمام ہو جاتا ہے آزاد کرنا اگرچہ گواہ نہ بھی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ شاید بخاری
نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی قید کی طرف جو بیشم نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو کہا تو
اللہ کے لیے ہے سو شععی اور ابراہیم وغیرہ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ آزاد ہے، اس
کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ پس گویا کہ امام بخاری نے کہا اس کا محل وہ ہے کہ آزاد کرنے کی نیت ہو نہیں تو اگر
قصہ کرے کہ وہ اللہ کے لیے ہے غیر عتق کے معنی کے ساتھ یعنی آزاد کرنے کی نیت کے بغیر اس سے کچھ اور مراد ہو
تو پھر نہیں آزاد ہوتا۔ (فتح)

۲۳۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اسلام کی
نیت سے مدینے کو چلے اور ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا تو
ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے گم ہو گیا پھر اس کے بعد
وہ غلام سامنے آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ
یہ تیرا غلام تیرے پاس آیا ہے، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار
رہو کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک وہ آزاد ہے پس
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے میں پہنچنے کے وقت یا غلام کے پہنچنے کے
وقت کہتے تھے اے رات کہ تکلیف پائی میں نے اس کی درازی
اور رنج سے میں اس کو چاہتا ہوں یا میں اس سے خوش ہوں
اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی۔

۲۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا
أَقْبَلَ يُرِيدُ الْإِسْلَامَ وَمَعَهُ غَلَامُهُ صَلَّ كُلُّ
وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذَلِكَ
وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غَلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ
فَقَالَ أَمَا إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ قَالَ فَهُوَ
حِينَ يَقُولُ يَا لَيْلَةً مِنْ طَوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى
أَنْهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ.

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر مرثد غنوی کا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تکلیف کے ظاہر کرنے اور مشقت کے کہ سفر میں
کھینچی تھی اور شکر پہنچنے کے دارالاسلام میں پڑھا تھا۔
فائدہ: اس حدیث میں عتق میں گواہ کرنا معلوم ہوا۔

۲۳۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةَ مِنْ طَوْلِهَا وَعَنَانِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَتْ قَالَ وَابْقِ مِثْنِي غَلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْتُهُ فَبَيَّنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغَلَامُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ حُرٌّ لَوْجِهَ اللَّهِ فَأَعْتَقْتُهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَقُلْ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حُرٌّ.

۲۳۴۷۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عُبَادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَعَهُ غُلَامُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْإِسْلَامَ فَضَلَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِهَذَا وَقَالَ أَمَا إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّهُ لِلَّهِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں عتق کا مستحب ہونا ہے غرض اور مطلب کے حاصل ہونے کے وقت اور خوف کی جگہ سے نجات پانے کے وقت اور یہ بھی کہ شعر کہنا جائز ہے اور اس کا پیدا کرنا اور ایذا پہانا دکھ مشقت اور بیداری وغیرہ سے۔ (فتح)

بَابُ أُمِّ الْوَلَدِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّهَا.

۲۳۴۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں (اپنے ملک) حضرت ﷺ کی طرف چلا یعنی مدینے میں مسلمان ہونے کے لیے تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا اے رات کہ ایذا پائی میں نے اس کی درازی اور تکلیف سے خوش ہوں میں اس پر اس سے اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راستے میں مجھ سے غلام بھاگا سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ سے سلام پر بیعت کی پس جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا تو اچانک غلام ہم پر ظاہر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے تیرا غلام تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کی ذات کے لیے ہے۔ سو میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

۲۳۴۷۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا غلام بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتا تھا تو دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے گم ہوا اس لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی ہے شہاب بن عماد نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو کہ بے شک میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے لیے ہے۔

باب ہے ام الولد کا یعنی جو لونڈی کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانی ایک یہ ہے کہ

باب ہے ام الولد کا یعنی جو لونڈی کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانی ایک یہ ہے کہ

لوٹڈی اپنے مالک کو جنے یعنی لونڈیاں مالک کے نطفے سے جنیں گی تو ان کی اولاد بھی اپنے باپ کی طرح ان پر حکم کرے گی۔

فائدہ: یعنی کیا حکم لگایا جائے اس کے آزاد ہونے کا یا نہیں؟ وارد کی بخاری نے اس میں دو حدیثیں اور نہیں ہے دونوں میں وہ چیز کہ جو ظاہر کرے حکم کو اس کے نزدیک یعنی معلوم نہیں ہوتا کہ بخاری کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟ اور میں کہتا ہوں کہ یہ ظاہر نہ کرنا حکم کا سلف کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کے قوی ہونے کی وجہ سے ہے اگرچہ یہ خلف کے نزدیک قرار پا چکا ہے منع کے اوپر یہاں تک کہ اس میں ابن حزم موافق ہوا ہے اور تا بعد اس کے اہل ظاہر سے اوپر نہ جائز ہونے بیچ ان کی کے اور نہیں باقی رہا مگر شاذ اور کم۔ (فتح)

فائدہ: یہ پوری حدیث پوری شرح کے ساتھ کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور یہ کہ رب سے مراد سردار ہے یا مالک ہے۔ اور پہلے گذر چکا ہے کہ اس میں دلیل نہیں ہے ام ولد کی بیچ کے جائز ہونے پر اور نہ اس کے ناجائز ہونے پر نووی نے کہا کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ دو بڑے اماموں نے ایک نے ام ولد کی بیچ کے جائز ہونے پر اور ایک نے اس کے ناجائز ہونے پر جس نے اس کے جواز پر دلیل پکڑی ہے پس اس نے کہا کہ ظاہر قول اس کے رَبَّتْهَا کا یہ ہے کہ مراد اس سے اس کا سردار ہے اس لیے اس کا بچہ اس کے سردار سے بجائے سردار اس کے لیے پھرنے مال آدمی کے طرف اس کی اولاد کے اکثر اوقات اور رہا وہ کہ جس نے منع پر دلیل پکڑی ہے اس نے کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ لونڈیوں کی اولاد حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اصحاب کے زمانے میں بہت موجود تھی اور یہ حدیث مانگی گئی ہے نشانوں کے بیان کرنے کے لیے جو قیامت کے قریب ہوں گی پس دلالت کی اس نے اوپر پیدا ہونے قدر زائد کے مجرد لونڈی پکڑنے پر۔ کہا کہ مراد یہ ہے کہ اخیر زمانے میں جہل غالب ہوگا یہاں تک کہ اولاد کی مائیں بچی جائیں گی پس بہت ہوگا پھر نا لونڈیوں کا ہاتھوں میں یہاں تک کہ اس کا بچہ اس کو خریدے گا اور اس کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ میری ماں ہے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہوگا کہ ام ولد کا بیچنا حرام ہے اور نہیں ہے پوشیدہ تکلف طرفین کے استدلال کرنے میں۔ (فتح)

۲۳۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ لے لے لے طرف اپنی بیٹا زمعہ کی لونڈی کا عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے سو جب فتح مکہ کے سال حضرت ﷺ تشریف لائے تو سعد زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو لے کر حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا

۲۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ عُبَيْةَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ عَمِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنْ يُقْبِضَ إِلَيْهِ ابْنُ وَلِيدَةٍ زَمْعَةَ قَالَ

اور اس کے ساتھ عبد بن زمعہ پاس آیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت میرا بھائی ہے، زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔ تو حضرت ﷺ نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی پس ناگہاں وہ زیادہ تر مشابہ تھا ساتھ عتبہ کے سب لوگوں سے۔ سو حضرت ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے لیے ہے اے عبد بن زمعہ اس سبب سے کہ وہ اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔ سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے اور سودہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بی بی تھیں۔

عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ ابْنُ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ بَعْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا ابْنُ أَخِي عَهْدِي إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا ابْنِي ابْنُ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ وَلِدَ عَلِيَّ فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهَ النَّاسَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وَلِدَ عَلِيَّ فِرَاشِ أَبِيهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِجِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ مِمَّا رَأَى مِنْ شَبْهِهِ بَعْتَهُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی اور باب کے موافق قول عبد بن زمعہ کا ہے کہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور حکم کرنا حضرت ﷺ کا ابن زمعہ کے لیے کہ وہ اس کا بھائی ہے پس اس میں ثبوت ہے ام ولد کے لونڈی ہونے کا اور اس میں تعرض نہیں ہے اس کے آزاد ہونے کے اعتبار سے اور نہ اس کے غلام ہونے کے اعتبار سے لیکن ابن منیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں اشارہ ہے طرف آزاد ہونے کے ام ولد کے اس لیے کہ ٹھہرایا اس کو فراش پس برابری کی اس کے اور بیوی کے درمیان۔ اور افادہ کیا ہے کرمانی نے یہ کہ اس نے دیکھا ہے بعض نسخوں میں اس باب کے آخر میں وہ چیز کہ نص اس کی یہ ہے کہ پس نام رکھا حضرت ﷺ نے ام ولد زمعہ کا لونڈی پس معلوم ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی انتھی۔ پس بنا براس کے پس یہ دلیل ہے بخاری سے طرف اس کی کہ ام ولد مالک کی موت سے آزاد نہیں ہوتی اور شاید کہ اس نے اختیار کیا ہے ایک دو تاویلوں کو جو پہلی حدیث میں ہیں اور تحقیق گذر چکا ہے جو اس میں ہے اور کرمانی نے کہا کہ باقی کلام اس کی یہ ہے کہ نہ تھی وہ آزاد اس حدیث کی دلیل سے ہے۔ لیکن جو آزاد ہونے کی حجت اس دلیل سے پکڑتا ہے کہ الاما ملکت ایمانکھ

سے تو یہ اس کے لیے حجت ہوگی، کرمانی نے کہا کہ شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس کی برقرار رکھنا حضرت عائشہؓ کا عبد بن زمعہ کو اس کے اس قول پر کہ میرے باپ کی لونڈی ہے یہ بجائے قول کے ہے حضرت عائشہؓ سے اور دلالت کہ وجہ اس چیز سے ہے کہ کہا یہ ہے کہ خطاب آیت میں مومنوں کے لیے ہے اور زمعہ مسلمان نہ تھا پس نہ ہوگی اس کے لیے ہاتھ کی ملک پس ہوگی وہ چیز کہ اس کے ہاتھ میں ہے آزاد کے حکم میں، اور شاید بخاری کی غرض یہ ہے کہ بعض حنفیہ نہیں کہتے کہ ولد لونڈی میں صاحب فراش کے لیے ہے پس نہیں لائق کرنی اس کو مالک کے ساتھ مگر یہ کہ وہ اس کا اقرار کرے اور خاص کرتی ہے فراش کو آزاد کے ساتھ پس جب حجت پکڑی جائے ان پر اس چیز کے ساتھ کہ اس حدیث میں ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے تو کہتے ہیں کہ وہ لونڈی نہ تھی بلکہ آزاد تھی پس اشارہ کیا بخاری نے رد کرنے کی طرف ان کی حجت پر اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کی اور اماموں نے دلیل پکڑی ہے کئی حدیثوں کے ساتھ ان میں سے زیادہ صحیح دو حدیثیں ہیں ایک ابو سعیدؓ کی حدیث صحابہ کے عزل کے متعلق سوال کرنے کے بارے میں جیسا کہ اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا اور جنہوں نے اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے ان میں سے ایک نسائی ہے اپنی سنن میں پس کہا اس نے یہ کہ یہ باب ہے اس چیز کا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ام ولد کی بیع کے منع ہونے پر پس بیان کی حدیث ابو سعیدؓ کی عزل کے بارے میں پھر عمر بن حارث کی حدیث بیان کی کہ نہیں چھوڑا حضرت عائشہؓ نے اپنے پیچھے کوئی غلام اور نہ لونڈی اور وجہ ولالت کی ابو سعیدؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ اصحاب نے کہا کہ ہم قیدیوں کو بیچتے ہیں پس دوست رکھتے ہیں ہم مول کو یعنی بیچنے کو سو آپ عزل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یہ لفظ بخاری کا ہے بیہی نے کہا کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ بچہ طلب کرنا نقل ملک کو منع کرتا ہے نہیں تو نہ ہوتا ان کے عزل کے لیے حجت مول کے فائدہ، اور ایک روایت میں ابو سعیدؓ سے ہے ہم میں سے بعض چاہتے تھے کہ اہل ٹھہرائیں اور بعض چاہتے تھے کہ بیع کریں پس رجوع کیا ہم نے عزل میں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہم پر مجرور ہنا دراز ہوا سو ہم نے ارادہ کیا کہ فائدہ اٹھائیں اور عزل کریں اور اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس لئے کہ نہیں لزوم ہے درمیان ان کے حمل کے اور درمیان استمرار منع ہونے بیع کے پس شاید کہ انہوں نے دوست رکھا ہو تعیل فدا کو اور مول لینے کو پس اگر بندے کی عورت حاملہ ہو تو البتہ متاخر ہوگی بیع اس کی وضع حمل تک اور وجہ دلالت کی عمرو کی حدیث سے یہ ہے کہ بے شک ہا یہ عائشہؓ حضرت عائشہؓ کے بیٹے ابراہیم کی ماں حضرت عائشہؓ کے بعد زندہ رہی تھیں پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ عظمیٰ کے وصف سے نکالی گئی تھیں تو نہ صحیح ہوتا قول اس کا کہ آپ نے اپنے پیچھے کوئی لونڈی نہیں چھوڑی اور استدلال کے صحیح ہونے کے ساتھ اس کے توقف ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ انجامز کیا ہو اس کی آزادی کو۔ اور رہیں اس باب کی باقی حدیثیں تو وہ ضعیف ہیں اور معارض ہے ان کو حدیث جابرؓ کی کہ ہم ام ولد لونڈیوں کو بیچا کرتے تھے

اور حضرت ﷺ زندہ تھے اس کے ساتھ کچھ ڈرنہ دیکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے ہم بیچتے ام ولد لوٹریوں کو حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ہم کو منع کیا تو ہم بیچنے سے باز آ گئے۔ اور قول صحابی کا کہ تھے ہم کرتے محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے صحیح قول پر اور اس پر شیخین کا عمل جاری ہوا ہے اپنی دونوں کی صحیح میں اور نہیں سند بیان کی امام شافعی نے اس قول کی کہ منع ہے بیچ ام ولد کی مگر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پس کہا کہ میں نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید میں کہا ہے اور اس کے بعض اصحاب نے کہا کہ اس لیے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور لوگ اس سے باز رہے تو یہ اجماع ہوا یعنی نہیں اعتبار ہے مخالف کے کم ہونے کے ساتھ اس کے بعد اور نہیں متعین ہے پہچانا اجماع کی سند کا۔ (فتح)

بابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ . باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی اس کا جواز یا اس کا حکم اور یہ ترجمہ ہو بہو کتاب البیوع میں پہلے بھی گذر چکا ہے اور مدبر وہ غلام ہے کہ مالک اس کو کہے کہ یہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (فتح)

۲۳۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مَنَّا عَبْدًا لَهُ عَنْ ذُبَيْرٍ فَلَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَبَاعَهُ قَالَ جَابِرُ مَاتَ الْغُلَامُ عَامَ أَوَّلِ

۲۳۴۹۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ہم میں سے اپنا غلام اپنے مرنے سے بیچے آزاد کیا سو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا پھر اس کو بیچا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب البیوع میں گذر چکی ہے اور گذر چکا ہے نقل کرنا مذاہب فقہاء کا مدبر غلام بیچنے کے بارے میں اور یہ کہ امام شافعی اور احمد حدیث کے نزدیک اس کا بیچنا مطلق جائز ہے اور تحقیق نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے معروف میں اکثر فقہاء سے اور حکایت کیا ہے نووی نے جمہور سے مقابل اس کے اور حنفیہ اور مالکیہ سے بھی تخصیص منع کی ساتھ اس شخص کے جو مدبر مطلق کرے۔ اور رہی یہ بات کہ اگر اس کو مقید کرے اس طرح کہ وہ اس کو کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مر گیا تو فلاں غلام آزاد ہے تو تحقیق اس کا بیچنا جائز ہے کیونکہ وہ وصیت کی مانند ہے پس جائز ہے رجوع کرنا اس کے بارے میں۔ اور امام احمد سے روایت ہے کہ منع ہے مدبر عورت کا بیچنا سوائے مدبر مرد کے۔ اور لیث سے روایت ہے جائز ہے بیچنا اس کا اگر شرط کرے خریدار پر اس کو آزاد کرنے کی اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ نہیں ہے جائز اس کا بیچنا مگر اس کی جان سے اور میلان کیا ہے ابن دقیق العید نے قید کرنے کی طرف جواز کے حاجت کے ساتھ یعنی حاجت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں پس کہا کہ جو مدبر کا بیچنا مطلق منع کرتا ہے اس پر یہ

حدیث حجت ہوگی اس لیے کہ منع کلی مناقض ہے اس کو جواز خبری اور جو اس کو بعض صورتوں میں جائز کہتا ہے پس جائز ہے اس کے لیے یہ کہ کہے کہ میں قائل ہوں اس صورت کے ساتھ ہی کہ جس میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے پس نہیں لازم ہے اس کو قائل ہونا اس کے ساتھ اس صورت کے علاوہ میں اور جو اس کو مطلق جائز کہتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ قول اس کا کہ وہ محتاج تھا نہیں داخل ہے اس کے لیے حکم میں اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا سبب کے بیان کرنے کے لیے بیچنے میں جلدی کرنے کے بارے میں تا کہ ظاہر ہو مالک کے لیے جائز ہونا بیع کا اور اگر حاجت نہ ہوتی تو بیچنا اولیٰ تھا۔ اور رہا وہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو صرف اس کی خدمت کو بیچا تھا تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں اور بایں طور کہ مخالفیں نہیں قائل ہیں مدبر کی خدمت کی بیع کے جائز ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

بابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَيْتِهِ باب ہے بیع بیان بیچنے ولا کے اور ہبہ کرنے اس کے کے فائدہ: یعنی اس کے حکم کے بارے میں اور ولاحق میراث آزاد کرنے والے کا ہے آزاد کئے گئے سے یعنی اگر آزاد شدہ مر جائے تو جو مال اس کا بیچتا ہے اس کا مالک اس کا آزاد کرنے والا ہے۔ (فتح)

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَيْتِهِ فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا ساتھ توجیہ نہ صحیح ہونے اس کی بیع کے دلالت نہی مذکور سے۔ (فتح)

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطْتُ أَهْلَهَا وَلَائَهَا فَلَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعَقَّيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أُعْطِيَ الْوَرَقُ فَأَعَقَّيْتُهَا فَلَدَعَاَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا ۲۲۵۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ لونڈی خریدی تو اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی کہ اس کا ولا ہمارے لیے ہوگا تو میں نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس لیے کہ ولا اس کے لیے ہے جو چاندی دے یعنی خرید کر آزاد کرے سو میں نے اس کو آزاد کر دیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند سے اختیار دیا کہ خواہ اس کے پاس رہے یا کسی اور سے نکاح کر لے تو اس نے کہا کہ اگر مجھ کو ایسا ایسا

فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا ثَبْتُ عِنْدَهُ فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا. مال دے تو میں اس کے پاس نہ ٹھہروں گی سو اس نے اپنی جان کو اختیار کیا۔

فائدہ: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آئے گی اور اس کی ترجمہ میں داخل ہونے کی وجہ حضرت ﷺ کے اس قول سے ہے اصل حدیث میں کہ ولا تو صرف آزاد کرنے والے کے لیے ہے اور یہ لفظ اگرچہ اس جگہ میں مذکور نہیں پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف اپنی عادت کے مطابق۔ اور وجہ دلالت کی اس سے بند کرنا ہے اس کا آزاد کرنے والے میں پس نہ ہوگی اس کے غیر کے لیے اس کے ساتھ کوئی چیز بھی۔ خطاب نے کہا چونکہ ولانسیب کی مانند ہے تو جو اس کو آزاد کرے گا ولا بھی اسی کے لیے ہوگا جیسا کہ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کے لیے ہی نسب ثابت ہوتا ہے پس اگر نسب کو غیر کی طرف منتقل کیا جائے تو وہ نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر وہ ارادہ کرے ولا کے منتقل ہونے کا اپنے محل سے تو یہ بھی منتقل نہیں ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمَلُهُ هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا. جب قید کیا جائے مرد کا بھائی یا چچا اس کا یعنی بھائی اپنے بھائی کو قید کر لے یا اپنے چچا کو قید کر لے تو کیا قیدی اپنی جان کے بدلے مال دے کر اپنا آپ کو چھوڑالے جب کہ وہ بھائی یا چچا مشرک ہو یعنی یا آزاد ہو جاتا ہے مالک ہونے کی وجہ سے بھائی کے بھائی کو اور چچا کو۔

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا وَكَانَ عَلِيٌّ لَهُ نَصِيبٌ فِي تِلْكَ الْغَنِيمَةِ الَّتِي أَصَابَ مِنْ أَخِيهِ عَقِيلٍ وَعَمِيهِ عَبَّاسٌ. اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ بدلہ دیا میں نے اپنی جان کا اور بدلہ دیا عقیل کا یعنی مال دے کر اپنے تئیں اور عقیل کو چھوڑایا، یعنی اور تھا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے حصہ اس غنیمت میں کہ پہنچی اس کو اپنے بھائی عقیل اور اپنے چچا عباس سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس ترجمہ کے ساتھ اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف جو وارد ہوئی ہے کہ جو اپنے رشتہ دار کا مالک ہو تو پس وہ آزاد ہے، روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے سرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن مدینی نے کہا کہ یہ منکر ہے اور ترجیح دی ہے ترمذی نے اس کے مرسل ہونے کو اور بخاری نے کہا کہ صحیح نہیں اور ابوداؤد نے کہا کہ تنہا ہوا ہے ساتھ اس کے حماد اور حاکم اور ابن حزم اور ابن قحطان نے کہا کہ صحیح ہے اور اس کے عموم کو حنفیہ اور ثوری اور لیث نے لیا ہے اور داؤد نے کہا کہ نہیں آزاد ہوتا کوئی کسی پر اور امام شافعی کا یہ مذہب ہے کہ نہیں آزاد ہوتا مرد پر مگر اصول و فروع اس کے نہ اس دلیل کے لیے بلکہ دوسری دلیلوں کی وجہ سے اور

یہی ہے مذہب مالک اور زیادہ کیا برادری کو یہاں تک کہ ماں سے اور گمان کیا ابن بطان نے کہ باب کی حدیث میں اس پر حجت ہے اور اس میں نظر ہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اور اس کا شروع یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈھیر کر دو اور کتاب الصلاۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: یہ کلام بخاری کا ہے اس کو اس چیز پر استدلال کرنے کے لیے بیان کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ آزاد نہیں ہوتا یعنی پس اگر بھائی یا اس کی مانند صرف مالک ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جاتا تو البتہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ آزاد ہو جاتے علی رضی اللہ عنہ کے غنیمت میں حصے کی وجہ سے اور ابن مزیر نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کافر نہیں ملک ہوتا غنیمت کے ساتھ ابتداء میں بلکہ امام مختار قتل اور غلام بنانے کے درمیان یا بدلہ لینے یا احسان کرنے کے درمیان پس غنیمت سبب ہے طرف ملک کی ساتھ شرط اختیار کرنے غلام بنانے کے پس نہ لازم آئے گا آزاد کرنا صرف غنیمت کے ساتھ اور شاید یہی نکتہ ہے بخاری کے ترجمہ کو مطلق چھوڑنے میں۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے اگر قیدی مسلمان ہو تو آزاد ہو جاتا ہے اور اگر مشرک ہو تو آزاد نہیں ہوتا ٹھہرانے کی وجہ سے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے خبر۔ (فتح)

۲۳۵۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت ﷺ سے پروا لگی چاہی سوانہوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجئے پس چھوڑیں ہم عباس کے بھانجے کے لیے بدلہ اس کا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو۔

۲۳۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنِّدْنَا لَنَا فَلَنَتُرِكَ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فَدَأْنَاهُ فَقَالَ لَا تَدْعُونِ مِنْهُ دِرْهَمًا.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عباس کے باپ عبدالمطلب کی ماں ان میں سے تھی پس عبدالمطلب کے ماموں تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ باز رہے حضرت ﷺ ان کی اجابت سے تا کہ دین میں کسی قسم کا لحاظ باقی نہ رہے اور اس کو اس جگہ وارد کرنے سے امام بخاری کی مراد اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ حکم قرابت کا ذوی الارحام کے بیچ اس کے نہیں مختلف ہے حکم قرابت عصبات سے۔ (فتح)

باب عِتْقِ الْمُشْرِكِ۔ باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کافر کے غلام کو۔

فائدہ: احتمال یہ ہے کہ حق مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف اور دوسرے احتمال پر جاری ہوا ہے ابن بطال پس کہا کہ نہیں ہے اختلاف جائز ہونے کے بارے میں آزاد کرنے غلام مشرک کے بطور نقل کے اور اختلاف تو صرف اس

میں ہے کہ کفارے سے اس کا آزاد کرنا درست ہے یا نہیں اور حدیث باب کی بیچ قصہ حکیم بن حزام کے حجت ہے اول احتمال میں اس لیے جب حکیم نے آزاد کیا اور حالانکہ کہ وہ کافر تھا تو نہ حاصل ہوا اس کو ثواب مگر اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے سو جو اسلام کی حالت میں آزاد کرے تو وہ اس سے کم نہ ہوگا بلکہ اس سے اولیٰ ہوگا انتہی۔ اور ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد یہ کہ اگر کافر مسلمان کو آزاد کرے تو اس کا آزاد کرنا جاری ہوگا اور اسی طرح ہے جب کہ آزاد کرے کافر کو پھر اسلام لائے غلام۔ اور یہ جو فرمایا کہ اَسْلَمْتُ عَلَى سَلَفٍ لَكَ مِنْ خَيْرٍ تو اس سے یہ مراد نہیں کہ کفر کی حالت میں اس سے تقرب صحیح ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ جب کافر یہ کام کرے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اسلام کی حالت میں اس کے ساتھ فائدہ پاتا ہے اس چیز کے لیے کہ حاصل ہوئی ہے اس کو تجربے سے نیکی کے کام پر پس وہ جدید کوشش کی طرف محتاج نہیں ہوا پس ثواب پاتا ہے فضل اللہ کے ساتھ اس چیز سے کہ پہلے گزری ساتھ واسطے فائدہ مند ہونے اس کے ساتھ اس کے اپنے اسلام کے بعد اور تحقیق گزری چکے ہیں جواب کتاب الزکوٰۃ میں۔ (فتح)

۲۳۵۳۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کفر کی حالت میں سو غلام آزاد کیا اور سو اونٹ پر سوار کیا یعنی سواری کے لیے لوگوں کو دیا پھر جب مسلمان ہوا تو سو اونٹ پر اور سوار کیا اور سو غلام آزاد کیا حکیم نے کہا پھر میں نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا سو میں نے کہا یا حضرت ﷺ خبر دو مجھ کو ان چیزوں سے جن کو میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا میں ان کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا یعنی ان کے ساتھ اللہ سے تقرب ڈھونڈتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی۔

۲۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ قَالَ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّنُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مالک ہو عرب سے غلام کو پس بہہ کرے اور بیچے اور جماع کرے ساتھ اس کے اور بدلہ لے اور قید کرے بال بچوں کو یعنی یہ سب تصرفات جائز ہیں اس میں کچھ ڈر نہیں۔

بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقَبًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَبَسَى الذَّرِيَّةَ وَقَرَّبَهُ تَعَالَى ﴿ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ

یعنی اور باب ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ اللہ نے بیان کی ایک مثال ایک بندے پر آیا مال نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک اور جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاص سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور کھلے کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے۔

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهَوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾

فائدہ: یہ بات معقود ہے بیان کرنے کے لیے عربی لوگوں کے غلام بنانے کے اختلاف کے بارے میں یعنی عربی لوگوں کو غلام بنانا جائز ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ جب عربی قید ہو جائے تو اس کو غلام بنانا جائز ہے اور جب نکاح کرے عربی کسی لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو اس کی اولاد غلام ہوگی اور اوزاعی اور ثوری اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ لازم ہے لونڈی کے مالک پر قیمت کرنا اولاد کی اور لازم ہے اس کے باپ پر ادا کرنا اس کی قیمت کا اور اولاد ہرگز غلام نہیں ہوگی۔ اور تحقیق میلان کیا ہے بخاری نے جواز کی طرف اور وارد کیا حدیثوں کو جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ آیت کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ اللہ نے عبد مملوک مطلق بیان فرمایا ہے اور اس کو عربی یا عجمی ہونے کی قید نہیں لگائی پس اس نے اس پر دلالت کی کہ نہیں ہے فرق عربی اور عجمی کے درمیان۔ اور ابن بطلال نے کہا کہ استدلال کیا ہے بعض لوگوں نے اس آیت سے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور اس استدلال میں شبہ ہے اس لیے کہ وہ مکروہ ہے اثبات کے سیاق میں واقع ہوا ہے پس اس کے لیے عموم نہیں ہے۔ اور قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد خاص کا فر ہے۔ ہاں جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ جس کا ذکر شرب وغیرہ میں گذر چکا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ مالک ہوتا ہے یہ قول عمرو وغیرہ سے مروی ہے اور مالک کا قول مختلف ہے پس اس نے کہا کہ جو غلام بیچے اور اس کا مال ہو تو اس کا مال بائع کے لیے ہے مگر شرط طے کرنے کے ساتھ اور کہا اس نے اس کے حق میں جو آزاد کرے غلام کو اور اس کے لیے مال ہو تو پس تحقیق مال غلام کے لیے ہے مگر شرط کے ساتھ اور دلیل اس کی بیع کی حدیث ہے جو نافع سے مذکور ہے اور وہ اس میں نص ہے اور اس کی عتق میں دلیل وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام آزاد کرے تو غلام کا مال اس کے لیے ہے مگر یہ کہ اس کا مالک اس کو خاص کرے میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اصحاب سنن نے روایت کی ہے صحیح سند کے ساتھ اور فرق کیا ہے بعض اصحاب مالک نے اس کے ساتھ کہ اصل یہ ہے کہ وہ مالک نہیں ہوتا لیکن آزاد کرنا احسان کی صورت میں تھا تو مناسب ہوا کہ اس سے وہ چیز نہ لی

جائے جو اس کے ہاتھ میں ہے احسان کو کامل کرنے کے لیے اور اسی لیے مشروع ہوئی مکاتبت اور جائز ہوا اس کے لیے کہ وہ کمائے اور اپنے مالک کو دے اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ عتق کی صورت میں اپنے مال کا مالک ہے تو نہ بے پرواہ کرتا یہ اس سے کسی بھی چیز کو۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۳۵۴۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو کر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جو تم دیکھتے ہو یعنی اصحاب کا حق ان کے ساتھ متعلق ہوا ہے اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ تیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتیں ان کا انتظار کیا تھا جب کے طائف سے پلٹے سو ان کو ظاہر ہوا کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پھیرنے والے ہیں طرف ان کی مگر ایک دو چیزوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد بات یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے تو بہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا ہے کہ ان کے جو روٹ کے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے یعنی اپنا حصہ خوشی سے دے تو بہتر

۲۳۵۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ذَكَرَ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمُسَوَّرَ بَنِي مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدَهُ هَوَازَنَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّهُ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبِيَّهُمْ فَقَالَ إِنْ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا الْمَالَ وَإِمَّا النَّسَى وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بَضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَاذٍ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبِيَّتَنَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَتَانِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُواَنَا تَائِبِينَ وَإِلَيَّ رَأَيْتُ أَنْ أُرَدَّ إِلَيْهِمْ سَبِيَّهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيِّبْنَا لَكَ ذَلِكَ قَالَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ

مَنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا
عُرْفَاؤُكُمْ أَمْرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ
عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَبَّيُوا وَأَذْنُوا
فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا عَنْ مَسِي هَوَازِنَ وَقَالَ
أَنَسُ قَالَ عَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَذَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا.

ہے اور اگر دینا منظور نہ ہو تو ہم کو بطور قرض کے دے ہم اس کو
اور جگہ سے بدلہ دیں گے سولوگوں نے کہا کہ ہم خوش ہوئے
ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم
لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی
سو تم پلٹ جاؤ تاکہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر
کریں سولوگ پلٹ گئے سوان کے چوہدریوں نے ان سے
کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کرا آئے اور آپ کو خبر دی
کہ تحقیق وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی
قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ پہنچا ہم کو ہوازن
کے قیدیوں کے حال سے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ
نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنی جان کا بدلہ دیا اور
عقیل کا بدلہ دیا۔

فائدہ: قصہ ہوازن کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کا
غلام بنانا اور ان کا ہبہ کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۲۳۵۵۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوٹ کی حضرت ﷺ
نے قبیلہ بنی مطلق پر اور حالانکہ وہ غافل تھے اور ان کے چار
پائے جو کہ پانی پلائے جاتے تھے پانی پر حضرت ﷺ نے ان
کے لڑنے والوں کو قتل کیا یعنی بالغ مردوں کو اور ان کے
جو روڑوں کو قید کیا اور پہنچے اس دن جو یہ یہ ﷺ کو حدیث بیان
کی مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے اور وہ اس لشکر میں
تھے۔

۲۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ
كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ
وَهُمْ غَارُونَ وَأَنْعَمَهُمْ تَسْقَى عَلَى الْمَاءِ
فَقَتَلَ مَقَاتِلَهُمْ وَسَبَى ذُرَارِيَهُمْ وَأَصَابَ
يَوْمَئِذٍ جَوَيْرِيَةَ. حَدَّثَنِي بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عربی لوگوں کی اولاد کو قید کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۲۳۵۶۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے
ساتھ بنی مطلق کی جنگ میں نکلے پس پائے ہم نے قیدی

۲۳۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ

عرب کے قیدیوں سے یعنی لونڈی غلام پکڑ لائے پس خواہش کی ہم نے عورتوں کی اور دشوار ہوا ہم پر مجرد رہنا اور چاہا ہم نے عزل کے لینے کو لونڈیوں سے بخوف حمل رہنے کے تو ہم نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نقصان تم کو یہ کہ نہ کرو عزل کو کوئی جان پیدا ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہونے والی ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ مُحَبَّرٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصْبَحْنَا سَبِيًّا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانِيَةٌ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کی قیدی لونڈیوں سے محبت کرنا جائز ہے اور فدیہ بھی ثابت ہوا۔

۲۳۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ تھا میں دوست رکھتا بنی تمیم کو جب سے کہ میں نے تین چیزیں حضرت ﷺ سے سنیں کہ ان کے حق میں فرماتے تھے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر یعنی جب دجال نکلے گا تو بنی تمیم کی قوم پر اس کا قابو نہ چلے گا اور ان کے صدقے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ صدقے ہماری قوم کے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان میں سے ایک قیدی تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے۔

۲۳۵۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ حَارِثِ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِيَهُمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةً مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کو بیچنا جائز ہے اس لئے کہ اس کے بعض طرق میں آپکا ہے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور حضرت ﷺ نے بنی تمیم کو اپنی قوم اس لیے فرمایا کہ وہ مصر کی اولاد ہیں اور مصر حضرت ﷺ کے اجداد ہیں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے تو اس میں جمہور کے لیے دلیل ہے عربی کے ملک کے صحیح ہونے پر یعنی عربی پر مالک ہونا صحیح ہے اگرچہ افضل ہے آزاد کرنا اس کا جو غلام بنایا جائے ان میں سے۔ اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عار کی بات ہے یہ کہ مالک ہو مرد اپنی بھوپھی کی بیٹی اور بیٹے کا۔ اور ابن مسیر نے کہا ضرور ہے اس مسئلے میں تحصیل کرنی پس اگر ہو عربی مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے اور نکاح کرے لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو البتہ بعید جانتے ہیں ہم غلام بنانا اس کی اولاد کا اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے بنی تمیم کی اور کفر کی حالت میں ان میں ایک جماعت سرداروں اور رئیسوں کی تھی۔ اور نیز اس میں خبر دینا ہے اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی ان حالات سے جو اخیر زمانے میں ہونے والے ہیں۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا
 باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو سبق سکھائے اور علم پڑھائے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس لونڈی ہو پس خرچ کرے اس پر اور نیکی کرے ساتھ اس کے پھر آزاد کرے اس کو اور نکاح کرے تو اس کو دہرا ثواب ہے۔

۲۳۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضِيلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَكَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَاعَالَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں سو کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو یعنی اور بیان اس آیت کا کہ بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اس کے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی کرو اور قربت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسائے قریب سے اور ہمسائے اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی لونڈی

بابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبِيدُ إِخْوَانُكُمْ فَاطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَقُولِهِ تَعَالَى ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجَنَبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ

غلاموں سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو اتراتا بڑائی کرتا امام بخاری نے کہا کہ ذی القربى کا معنی قرابت والا ہے یعنی قرابت کا نانتے دار اور جب کے معنی غریب ہیں اور جار الجب کا معنی سفر کا ساتھی ہے۔

وَابْنُ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿١٠﴾ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ «ذِي الْقُرْبَى» الْقَرِيبُ وَالْجُنْبُ الْغَرِيبُ الْجَارُ الْجُنْبُ يَعْنِي الصَّاحِبَ فِي السَّفَرِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہناؤ ان کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو۔

فائدہ: اس جگہ اس آیت کے ذکر کرنے سے مراد یہ قول ہے اور احسان کرنا اپنی لونڈی غلاموں سے پس داخل ہوئے ان لوگوں میں جن کے ساتھ احسان کا حکم ہوا۔ (فتح)

۲۳۵۹۔ معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان پر حلہ تھا یعنی چادر اور تہ بند اور اس کے غلام پر بھی حلہ تھا سو ہم نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو ابو ذر نے کہا میں نے ایک مرد کو گالی دی تھی اس نے حضرت ﷺ کے پاس میری شکایت کی تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی پھر فرمایا کہ بے شک تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم کی اولاد ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی جس کا غلام ہو تو چاہیے کہ کھلائے اس کو جو آپ کھاتا ہو اور پہنائے اس کو جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دے ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے پس اگر تکلیف دو ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے یعنی بھارے کام بتلاؤ تو خود ہی ان کی مدد کرو۔

۲۳۵۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْأَحْدَبِ قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غَلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي سَأَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْبَرْتَهُ بِأَمِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوْلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيَطْعَمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَ لْيَلْبَسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تَكْلَفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعْيَنُوهُمْ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ کھلائے اس کو اس چیز سے جو آپ کھاتا ہو تو مراد اس چیز کی جنس ہے جو کھاتا ہو بعض کے لیے جس پر من دلالت کرتا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک لقمہ دے دے پس مراد سلوک کرنا ہے نہ کہ برابری کرنا ہر طرح سے لیکن جو ابو ذر کی طرح اس کام کو لے اور برابری کرے تو یہ افضل ہے پس وہ اس کو اپنے عیال پر مقدم نہ کرے

اگرچہ یہ جائز ہے۔ اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ غلام کے لیے کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے اور اس بھارے کام کی اس کو تکلیف نہ دی جائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور یہ حدیث تقاضہ کرتی ہے اس کے رد میں رواج کی طرف اور جو اس پر زیادہ کرے تو یہ مستحب ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نہ تکلیف دے ان کو اس کام کی جو ان پر غالب ہو یعنی وہ کام کہ وہ اس کے کرنے سے عاجز ہوں اس کام کے بڑے ہونے کی وجہ سے یا اس کے دشوار ہونے کی وجہ سے اور تکلیف اٹھانا نفس کا ہے ایک چیز کو کہ اس کے ساتھ مشقت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حکم کرنا اس چیز کا ہے جو مشکل ہو پس اگر تکلیف دو ان کو تو مراد یہ ہے کہ تکلیف دیا جائے غلام اس چیز کی جنس کے ساتھ کہ اس پر قدرت پائی جاتی ہے۔ پس اگر وہ تنہا اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کسی اور سے مدد لے لے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو گالی دینا اور ماں باپ کے ساتھ ان کو عیب لگانا منع ہے اور اس میں ان کے ساتھ احسان کرنے پر رغبت دلانا ہے اور غلام کے ساتھ وہ بھی ملحق ہے جو اس کے معنی میں ہے مانند مزدور وغیرہ کی۔ اور اس میں عدم ترفع ہے مسلمان پر اور نہ اس کی حقارت کرنی۔ اور اس میں نیک بات بتلانے اور بری بات سے روکنے پر محافظت ہے اور غلام پر بھائی کا لفظ بولنا پس اگر مراد قربابت ہو تو یہ بطور مجاز کے ہے اس کے کل کے منسوب ہونے کی وجہ سے آدم کی طرف یا پھر اسلام کی اخوت مراد ہے اور ہو گا غلام کافر بطریق تیج کے یا حکم مسلمان کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ.

غلام جب اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت یا اس کے ثواب کا بیان۔

۲۳۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام جب اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دو ہر ا ثواب ہے۔

۲۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث اس میں صریح ہے کہ جو یہ کام کرے گا اس کے لیے دو ہر ا ثواب ہے۔

۲۳۶۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو کہ اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح اس کو ادب سکھائے اور اس کو آزاد کر دے اور پھر اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دو ہر ا ثواب ہے

۲۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَذَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا
وَأَعْتَقَهَا وَفَزَّوَجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا عَبْدٍ
أَذَى حَقَّ اللَّهُ وَحَقَّ مَوْلَاهُ فَلَهُ أَجْرَانِ.

اور جو غلام کہ اللہ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دو ہر اثواب ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں اس لفظ کے ساتھ گزر چکی ہے کہ تین آدمیوں کو دو ہر اثواب ملے گا سو اس میں ایماندار اہل کتاب کو بھی ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۲۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ
اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ
سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ
أَجْرَانِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجَّ وَبِرَّ أُمِّي لَأَخْبَيْتُ
أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ.

۲۳۶۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا غلام مملوک نیک بخت کے لیے دو ہر اثواب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج کرنا اور ماں کے ساتھ بھلائی کرنا نہ ہوتا تو میں دوست رکھتا اس بات کو کہ مردوں میں اس حال میں کہ غلام ہوں۔

فائدہ: اسم صلاح کا شامل ہے پہلے دو شرطوں کو اور وہ اچھی طرح عبادت کرنا ہے اور مالک کی خیر خواہی کرنا اور مالک کی خیر خواہی اس کی خدمت وغیرہ کا حق ادا کرنے میں شامل ہے۔ اور ظاہر اس سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملے آخر تک مرفوع ہیں اور اسی پر خطابی جاری ہوا ہے یعنی یہ سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہے۔ پس کہا اس نے کہ جائز ہے اللہ کے لیے کہ وہ امتحان کرے پیغمبروں اور برگزیدہ بندوں کا غلامی کے ساتھ جیسا کہ یوسف کا امتحان لیا۔ اور جزم کیا ہے داودی نے اور ابن بطلال نے کہ یہ کلام حدیث میں مدرج ہے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور من حیث المعنی دلالت کرتا ہے اس کا قول وبراہمی اس لیے کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نہ تھی کہ اس کے ساتھ بھلائی کرتے۔ اور کرمانی نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد امت کی تعلیم ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس کی حیاتی کے فرض کرنے کے ساتھ یا مراد وہ ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا اور فوت ہوئی۔ کرمانی سے تھیں یعنی تھیں اس کو نہ ملی اور تحقیق سے تفصیل کی ہے اس کی اسماعیلی نے اس لفظ کے ساتھ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں ابو ہریرہ کی جان ہے، اور اسی طرح اس کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچہ ہم کہ یہ بات کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حج نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی ماں مر گئی اس کی صحبت کی خاطر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر دو امر نہ ہوتے تو میں پسند کرتا کہ مردوں غلام ہو کر

پس معلوم ہوا کہ یہ کلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے ہے۔ پھر اس نے استدلال کیا اس کے لیے مرفوع حدیث کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو اس لیے کہ جہاد اور حج میں مالک کی اجازت شرط ہے اور اسی طرح نیکی کرے ماں کے ساتھ پس کبھی حاجت پڑتی ہے اس میں سردار کی اجازت کی بعض وجوہ میں بخلاف باقی بدنی عبادتوں کے۔ اور نہیں تعرض کیا مالی عبادتوں کے ساتھ یا تو اس لیے کہ اس وقت اس کے پاس مال نہ تھا یا اس لیے کہ وہ دیکھتے تھے کہ جائز ہے غلام کے لیے یہ کہ وہ تصرف کرے اپنے مال میں اپنے مالک کی اجازت کے بغیر۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کا معنی میرے نزدیک یہ ہے کہ جب غلام پر دو امر واجب جمع ہوئے اپنے رب کی اطاعت عبادت میں اور اپنے مالک کی اطاعت معروف میں پس وہ دونوں کے ساتھ قائم ہوا تو اس کو دو گنا ثواب ہے اپنی اطاعت کی وجہ سے مطیع کا ثواب اس لیے کہ تحقیق برابری کی اس کو اللہ کی عبادت میں اور فضیلت دیا گیا ہے اس پر اطاعت کے ساتھ اس شخص کے کہ حکم کیا اس کو اللہ نے اس کے ساتھ۔ اور میں اس جگہ سے کہتا ہوں کہ جس پر دو فرض ہوں پس ادا کرے ان کو تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف ایک فرض ہے پس اس کو اس شخص کی طرح ادا کیا کہ جس پر نماز اور زکوٰۃ واجب ہو پس وہ قائم ہو دونوں کے ساتھ تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف نماز فرض ہے۔ اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جس پر بہت سے فرض جمع ہوں اور ان میں کسی فرض کو ادا نہ کرے تو اس کا گناہ اس شخص سے زیادہ ہے کہ جس پر صرف بعض فرض واجب ہیں (انتہی ملخصاً) اور ظاہر یہ ہے کہ زیادہ فضیلت غلام کے لیے موصوف بالصفہ کے لیے اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے اس پر مشقت غلامی سے نہیں تو پس اگر دو گنا ثواب بہ سبب اختلاف عمل کے ہوتا تو غلام اس کے ساتھ خاص نہ ہوتا۔ اور ابن متین نے کہا کہ ہر عمل کہ وہ کرتا ہے اس کو اس کے لیے دو گنا کیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کے دو گنا ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے اپنے مالک کے لیے زیادہ خیر خواہی کی اور اپنے رب کی عبادت میں احسان پس اس کے لیے دو واجبوں کا ثواب ہوگا اور ان دونوں پر زیادتی کا ثواب، اور ظاہر اس کے خلاف ہے اور اس نے اس کو بیان کیا تاکہ گمان کرنے والا گمان نہ کرے کہ اس کو عبادت پر ثواب نہیں۔ اور جو دعویٰ کیا اس نے کہ یہ ظاہر ہے نہیں منافی ہے اس کے جس کو نقل کیا ہے اس سے پہلے پس اگر کہا جائے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ غلاموں کا ثواب سرداروں سے زیادہ ہے تو اس کا کرمانی نے اس طرح جواب دیا ہے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں یا ہوگا اس کا دو گنا ثواب اس جہت سے اور کبھی سردار کے لیے اور جہتیں ہوتی ہیں کہ مستحق ہوتا ہے ان کے ساتھ کئی گنا زیادہ ثواب کا غلام کی نسبت۔ یا مراد یہ ہے کہ جو غلام دونوں حق ادا کرے اس کو ترجیح ہے اس پر جو فقط ایک حق ادا کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ثواب کا دو گنا ہونا اس عمل کے ساتھ خاص ہے کہ اس میں اللہ کی اور مالک کی اطاعت متحد ہے پس ایک عمل کرتا ہے اور دو اعتبار سے اس پر دو ہر ا ثواب دیا جاتا ہے اور رہا وہ عمل کہ اس کی جہت مختلف ہو پس نہیں اختصاص ہے اس کے لیے اس کے

ثواب کے دوگنا ہونے کے ساتھ اس کے غیر پر آزاد لوگوں میں سے واللہ اعلم یعنی اس میں سب لوگوں کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس چیز پر بھی استدلال کیا گیا ہے کہ غلامی کی حالت میں غلام پر نہ جہاد ہے اور نہ ہی حج اگرچہ یہ اس سے صحیح ہے۔ (فتح)

۲۳۶۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بہتر چیز ہے ایک کے لیے غلاموں میں سے کہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

۲۳۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعَمَ مَا لِأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غلام کے لیے بہتر ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ عمل خاتموں کے ساتھ ہیں۔ (فتح)

اپنے آپ کو غلام پر بہت بڑا جانتا مکروہ ہے، اور یعنی مکروہ ہوتا اس قول کا کہ مالک کہے غلام میرا اور لونڈی میری یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیوں سے اور یعنی سورہ نحل میں فرمایا کہ غلام پرایا یعنی اور سورہ یوسف میں فرمایا کہ دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی لونڈیوں مسلمانوں سے یعنی اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی طرف یعنی اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یاد کر مجھ کو اپنے رب کے پاس یعنی اپنے سردار کے پاس۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ وَقَوْلُهُ عَبْدِي أَوْ أَمْتِي وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾ وَقَالَ ﴿عَبْدًا مَمْلُوكًا﴾ ﴿وَالْفَيَّاسِيَّهَا لَدَى الْبَابِ﴾ وَقَالَ ﴿مِنْ فَيَّاتِكُمْ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَيَّ سَيِّدِكُمْ وَادْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ عِنْدَ سَيِّدِكَ وَمَنْ سَيِّدُكُمْ.

فائدہ: اور اس سے مراد حد سے بڑھ جانا ہے اور کراہت سے مراد کراہت تزیہی ہے (فتح) اور احتمال ہے کہ تطاول سے مراد رازدستی ہو خدمات شاقہ پر یہاں تک کہ اس سے اللہ کا حق بھی آسانی سے ادا نہ ہو سکے۔ (ت)

فائدہ: یعنی بغیر تحریم کے یعنی مالک کو یہ کہنا مکروہ ہے حرام نہیں اسی لیے شہادت کی اس نے جواز کے لیے اس آیت کے ساتھ اور نیکو کاروں کو اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے اور اس کے غیر کے ساتھ آیتوں اور حدیثوں سے جو دلالت کرتی ہیں جائز ہونے پر۔ پھر ان کے بعد وہ حدیث لایا جو نبی پر دلالت کرتی ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ

جو نبی اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ نبی تزییہ ہے یہاں تک کہ اہل ظاہر بھی اس کے قائل ہیں مگر جو ذکر کریں گے اس کو ہم ابن بطل سے رب کے لفظ میں۔ (فتح)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب آزاد کے لیے اپنے آقا کو سید کہنا درست ہے تو غلام کے لیے اپنے مالک کو آقا کہنا تو بطریق اولیٰ درست ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مخلوق کو سید کہنا منع ہے اور بعض اکابر علماء اس تطبیق کو لیتے تھے اور برا جانتے تھے کہ خطاب کیا جائے کسی کو ساتھ لفظ اپنے کے یا لکھنے اپنے کے ساتھ سید کے اور جب مخاطب متقی نے ہو تو یہ زیادہ تاکید والا ہے۔ (فتح)

۲۳۶۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی عبادت کرے تو اس کو دو ہر اثواب ہے۔

۲۳۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

۲۳۶۵۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام کہ اپنے رب کی اچھی عبادت کرے اور ادا کرے طرف سردار اپنے کی جو اس پر ہے حق سے اور خیر خواہی سے اور کہا ماننے سے تو اس کو دو ہر اثواب ہے۔

۲۳۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ.

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں سے غرض یہ لفظ ہے کہ جب اپنے سید کی خیر خواہی کرے اور اپنے سید کی طرف اس کا حق ادا کرے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مالک کو سید کہنا درست ہے۔ (فتح)

۲۳۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہے کوئی کہ اپنے رب کو کھانا کھلا اپنے رب کو وضو کر اپنے رب کو پانی پلا اور چاہیے کہ کہے سیدی و مولای یعنی میرا سردار اور میرا آقا اور نہ کہے کوئی عبدی و امتی یعنی بندہ میرا اور لونڈی میری اور چاہیے کہ کہے کہ جو ان مرد میرا اور جو ان عورت میری اور غلام میرا۔

۲۳۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعَمَ رَبِّكَ وَصَبَّى رَبِّكَ اسْقِ رَبِّكَ وَلَا يَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ

عَبْدِي أُمِّي وَلَيْقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَعَلَامِي.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منع ہے غلام کے لئے کہ وہ اپنے مالک کو کہے میرا رب اور اس طرح اس کے غیر کو یہ منع ہے پس نہ کہے کوئی کہ رب تیرا اور اسی طرح اس میں داخل ہے یہ کہ کہے اس کو سردار نفس اپنے سے پس تحقیق وہ کبھی کہتا ہے کہ اپنے رب کو پانی پلا پس ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھتا ہے بطور تعظیم کے اپنے نفس کے لیے اور سبب اس کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت اللہ کے لئے ہے اس لیے کہ رب وہی مالک ہے اور شے کے ساتھ قائم ہے پس نہ پائی جائے گی اس کی حقیقت مگر اللہ کے لیے ہی۔ اور خطابي نے کہا کہ منع کا سبب یہ ہے کہ انسان پالا گیا ہے اور معبود ہے اللہ کا توحید کے اخلاص کے لیے اور اس کے ساتھ شرک کو ترک کرنے کے ساتھ۔ پس مکروہ ہے اس کی مشابہت کرنی اسم میں تاکہ شرک کے معنی میں داخل نہ ہو جائے اور اس میں غلام اور آزاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور رہی وہ چیز جس پر عبادت کرنا لازم نہیں باقی حیوانوں اور بے جان چیزوں کی طرح تو مکروہ نہیں ہے اس کا بولنا اس پر نسبت کرنے کے وقت جیسا کہ اللہ کا قول ہے کہ رب ہے گھر کا اور رب ہے کپڑے کا یعنی اس طرح کہنا درست ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب کہنا درست نہیں اٹھی۔ اور جو چیز کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے رب کا بولنا بغیر نسبت کرنے کے پس جائز ہے اس کا بولنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے یوسف علیہ السلام کی حکایت کے طور پر اذکرفی عند ربک اور قول اس کا ارجعی الی ربک اور حضرت ﷺ کا قیامت کی نشانیوں کے بارے میں قول کہ ان تلد الامۃ وبتھا پس دلالت اس نے کہ نہیں محمول اس میں اطلاق پر اور احتمال ہے کہ نہی تنزیہ کے لیے ہو اور جو اس سے وارد ہوا ہے وہ جواز کے بیان کے لیے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے غیر نبی ﷺ کے ساتھ یعنی نبی ﷺ کو اس طرح کہنا منع ہے۔ اور نہیں وارد ہوتا جو کچھ قرآن میں ہے یا مراد یہ ہے کہ اس کی کثرت نہ کرے اور اس لفظ کی عادت نہ بنالے اور یہ مراد نہیں ہے کہ کبھی کبھی ذکر کرنا بھی منع ہے اور یہ جو کہا کہ کہے سیدی و مولای اس سے معلوم ہوا کہ غلام کے لیے جائز ہے کہ اپنے مالک کو سیدی کہے۔ قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کہ نہیں کہ فرق کیا گیا ہے رب اور سید کے درمیان اس لیے کہ رب کا لفظ بالاتفاق اللہ کے ناموں میں سے ہے اور سید میں اختلاف ہے اور قرآن میں وارد نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے نہیں تو فرق ظاہر ہے کوئی التباس نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے تو شہرت اور استعمال میں لفظ رب کی طرح نہیں ہے پس اس کے ساتھ ہی فرق حاصل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سید اللہ ہے اور خطابي نے کہا کہ اس کو مطلق تو اس لیے چھوڑا کہ مرجع سیادت کا زیارت کے معنی کی طرف ہے اس شخص پر جو اس کے ہاتھ کے نیچے ہے اور اس کی سیاست کی وجہ سے اور اس کی نیک تدبیر کی وجہ سے خاوند کا نام سید رکھا گیا ہے۔ اور رہا مولانا کا لفظ تو یہ کثیر التصرف ہے مختلف وجہوں میں ولی اور ناصر وغیرہ سے

لیکن نہیں کہا جاتا سید اور مولا مطلق بغیر نسبت کرنے کے اللہ تعالیٰ کی صفت میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مولا کا بولنا بھی بندے کے لیے جائز ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کہے کوئی میرا مولا اس لیے کہ تمہارا مولا اللہ ہے لیکن چاہیے کہ کہے سیدی سومسلم نے کہا کہ اس میں اعمش راوی میں اختلاف ہے ان میں سے بعض نے اس زیادتی کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا۔ عیاض نے کہا کہ اس کا حذف اصح ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور حذف ہونا اس کا ہے کہ ہم نے ترجیح کی طرف اس لیے رجوع کیا ہے کہ دونوں میں تعارض ہے اور تطبیق ممکن نہیں ہے اور تاریخ معلوم نہیں اور اس زیادتی کا مقتضی یہ ہے کہ سید کا بولنا اہل ہے اطلاق مولا سے اور وہ خلاف ہے مشہور بات کا اس لیے کہ مولا کئی وجوہوں پر بولا جاتا ہے بعض ان میں سے اسفل ہیں اور بعض اعلیٰ اور سید نہیں بولا جاتا مگر اعلیٰ پر پس ہوگا اطلاق مولا کا اہل اور اقرب عدم کراہت کی طرف۔ اور احتمال یہ ہے کہ مراد نبی اطلاق سے ہو یعنی یہ لفظ مطلق بغیر اضافت کے بولنا منع ہے کما تقدم من کلام الخطابی اور تائید کرتی ہے اس کی کلام کی حدیث ابن حجر کی جو مذکور ہوئی اور مالک سے روایت ہے کہ کراہت خاص ہے ندا اور پکارنے کے ساتھ پس مکروہ ہے یہ کہ کہے یا سیدی اور غیر ندا میں مکروہ نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس میں موجود علت کی طرف اس لیے کہ حقیقی عبودیت کا تو صرف اللہ ہی حقدار ہے نیز اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے کہ نہیں ہے لائق مخلوق کے اس کا استعمال کرنا اپنی جان کے لیے، خطابی نے کہا کہ ان تمام میں معنی اس بات کی طرف راجع ہیں کہ تکبر سے براءت اور اللہ کے لیے عاجزی کو لازم پکڑے اور یہی ہے جو پرورش پائے ہوئے کے لائق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کہے میری جاریہ پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس چیز کی طرف جو بڑائی کے معنی کو سلامتی کے ساتھ ادا کرے اس لیے کہ لفظ فقی اور غلام کا نہیں دلالت کرتا ہے محض ملک پر عبد کی دلالت کی مانند پس تحقیق بہت ہے لفظ فقی کا استعمال آزاد میں اور اسی طرح غلام اور جاریہ بھی نوادی نے کہا کہ نبی سے مراد وہ شخص ہے جو استعمال کرے اس کو بطور بڑائی کے نہ کہ وہ جو کہ تعریف کا ارادہ رکھتا ہو اٹھتی۔ اور اس کا محل وہ ہے جب کہ نہ حاصل ہو تعریف بدون اس کے بطور استعمال کے ادب کے لیے لفظ میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث۔ (فتح)

۲۳۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس کی باقی قیمت کو پہنچے تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی اور آزاد کیا جائے تمام غلام اس کے مال سے اگر اس کے پاس مال نہ ہو

۲۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنَ الْعَبْدِ فَكَانَ فَقِيرًا مَالًا مَا يَبْلُغُ قِيَمَتَهُ يَقُومُ عَلَيْهِ قِيَمَةُ

عَدْلٍ وَأُعِيقَ مِنْ مَالِهِ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ. تو پس تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

فائدہ: اور یہاں لفظ عبد کا اطلاق ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ اگر معق کی مالدار ہونے کی حالت میں تمام غلام کے آزاد ہونے کے ساتھ حکم نہ کیا جاتا تو البتہ وہ ہوتا اس کے ساتھ اپنے آپ کو اس پر بڑا جاننے والا۔ (فتح)

۲۳۶۸۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ حاکم ہے سب لوگوں پر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم تو مرد اپنے گھر اور جو روپر حاکم ہے تو ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے ان کو نیک کام سکھایا اور برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اس نے ان کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں، اسی طرح غلام بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار رہو پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۲۳۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَلَا مِيرَ الْبَدْنِ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ إِلَّا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے غرض یہاں اس کا یہ قول ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے پس اگر وہ اس کی خیر خواہی کرنے والا ہوگا اس کی خدمت میں ادا کرنے والا اس کے لیے امانت کو تو مناسب ہے یہ کہ مدد کرے اس کی

اور نہ بڑا جانے اپنے آپ کو اس پر۔ (فتح)

۲۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار حرام کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر اگر تیسری بار بھی حرام کرے تو تیسری بار یا چوتھی بار بھی اس کو کوڑے مارے پھر بیچ ڈالے اس کو اگرچہ

۲۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا ثَمَّ إِذَا زَنَتْ

فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِذَا زَنْتُ فَاجْلِدُوهَا فِي بَالِ كِي رِسِي اس کی قیمت ملے۔

الثَّالِثَةُ أَوْ الرَّابِعَةُ يَبْعُوهَا وَلَوْ بِصَفِيرٍ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس سے غرض اس جگہ امتہ کا ذکر ہے یعنی لوٹری کا اور یہ کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو اس کو ادب سکھایا جائے اگر باز آئے تو فیہا ورنہ نیچی جائے اور یہ سب مباحن ہے اس کے اس پر بڑے ہونے کے لیے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ۔ جب اس کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لائے۔

فائدہ: یعنی تو چاہیے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لیے بٹھالے۔ (فتح)

۲۳۷۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لَقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ عِلَاجِهِ۔

۲۳۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب کسی کا خدمت گار اس کے پاس اس کا کھانا لائے یعنی تو چاہیے کہ اس کو کھانے کے لیے اپنے ساتھ بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے دے اس لیے کہ خدمت گار کھانے سے ملا رہا ہے یعنی محنت سے اس کو پکایا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھانا مباح ہے اور اس پر اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ابو ذر کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے کہ کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو و وجوب پر نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدِ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَنَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالِ إِلَى السَّيِّدِ۔ غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں یعنی لازم ہے اس کو حفاظت اس کی اور نہ عمل کرے مگر اس کی اجازت سے اور نسبت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مالک کی طرف آقا کی۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ جو غلام بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال مالک کے لیے ہے اور اس کی طرف اشارہ کتاب البیوع میں گذر چکا ہے۔ اور ابن بطال کی کلام اشارہ کرتی ہے اس طرف کہ یہ مستفاد ہے آپ کے اس قول سے الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ اس لیے کہ اس نے حدیث باب کی شرح میں کہا کہ اس حدیث میں اس شخص کی دلیل ہے جو کہتا ہے کہ بندہ مالک نہیں ہوتا اور ابن نمیر نے اس کا اس طرح تعاقب کیا ہے کہ اسے کیا اپنے آقا کے مال میں حاکم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مال نہ ہو پس اگر کہا جائے کہ اس کا اپنے آقا کے مال کی حفاظت کے ساتھ مشغول ہونا اس سے کہ سب احوال کو تمام پکڑتا ہے یعنی پس اس کی کبھی

فرصت نہیں ہوگی کہ اپنے لیے مال کمائے تو اس کا جواب یہ کہ مطلق عموم کا فائدہ نہیں دیتا خاص کر اس وقت کہ جب لایا جائے غیر قصد عموم کے لیے اور باب کی حدیث تو صرف لائی گئی ہے خیانت سے ڈرانے کے لیے اس کے مسئول اور محاسب ہونے کی وجہ سے پس نہیں ہے اس کے لیے تعلق اس کے ساتھ ہونے کے کہ مالک ہوتا ہے یا مالک نہیں ہوتا۔ (فتح)

۲۳۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک شخص اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک کا حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور مرد اپنی جو و بال بچوں میں حاکم ہے تو بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی اور خادم اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو حضرت ﷺ سے سنا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت میں پوچھا جائے گا پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۲۳۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَإِلِمَامُ رَاعٍ وَمَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْنُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ فَسَمِعْتُ هَؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَمَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

فائدہ: اور سوائے اس کے نہیں کہ قید لگائی عورت کی حکومت کی گھر کے ساتھ اس لیے کہ وہ نہیں پہنچتی ہے ماسوائے اس کے مگر خاص اجازت کے ساتھ اور اس کا پورا بیان کتاب الاحکام میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَحْتَسِبِ الْوَجْهَ. جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

فائدہ: غلام کا ذکر قید نہیں بلکہ وہ جملہ افراد میں سے ہے جو داخل ہونے والے ہیں اس میں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا ہے غلام کے ذکر کے ساتھ کیونکہ اس جگہ بیان کا مقصد غلام کا حکم ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ادب المفرد میں اس لفظ کے ساتھ کہ جب کوئی اپنے خادم

کو مارے۔ (فتح)

۲۳۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَسِبِ الْوُجْهَ.

۲۳۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَسِبِ الْوُجْهَ.

فائدہ: قاتل مفاعلہ سے ہے مگر اس کے معنی قتل کے ہیں اور مفاعلہ اس جگہ اپنے معنی میں نہیں اور احتمال ہے کہ اپنے معنی میں ہو تا کہ شامل ہو اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے نزدیک دفع کرنے حملہ کرنے والے کے مثلاً پس دفع کرنے والے کو بھی منع ہے کہ اس کے منہ کو مارے اور نہی میں ہر وہ شخص داخل ہوگا کہ مارے حد میں یا تعزیر میں یا تادیب میں اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے اس عورت کے قصے میں جس نے زنا کیا تھا پس حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا اور فرمایا کہ اس کے منہ کو بچاؤ اور جب کہ ہو ایہ حال اس شخص کے حق میں جس کا ہلاک کرنا متعین ہے تو جو اس سے کم ہو وہ بطریق اولیٰ ہے۔ نووی نے کہا کہ علماء نے کہا کہ منہ پر مارنے سے اس لیے منع ہے کہ وہ جامع ہے سب خوبیوں کو اور اکثر ادراک ہوتا ہے اس کے اعضاء کے ساتھ پس خوف ہے کہ مارنے سے اس کے اعضاء باطل ہو جائیں گے یا عیب دار ہو جائیں کل یا بعض اور عیب ان میں فاحش ہے ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے بلکہ نہیں سلامت رہتا جب کہ مارے اس کو اکثر اوقات عیب سے اور تعلیل مذکور خوب ہے لیکن مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ میں صُوْرَتِهٖ کی ضمیر کس طرف لوثی ہے۔ پس اکثر کہتے ہیں کہ جس کو مار پڑے اس کی طرف لوثی ہے اس لیے کہ گذر چکا ہے امر سے تعظیم کرنے منہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف لوثی ہے اس لیے کہ بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ فَإِنَّ صُوْرَةَ الْإِنْسَانِ عَلٰی صُوْرَةِ وَجْهِ الرَّحْمٰنِ۔ پس متعلق ہوا جاری کرنا اس کا سچ اس کے اس چیز پر جو اہل سنت کے درمیان مقرر ہو چکا ہے اس کے گزارنے سے جس طرح کہ وارد ہوا یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لا کر بغیر اعتقاد تشبیہ کے یا تاویل کرنے کے اس پر کہ لائق ہے ساتھ رحمن جل جلالہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ

اس کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے یعنی اس کی صفت پر یعنی پیدا کیا اس کو اس حال میں کہ موصوف تھا ساتھ علم کے کہ فضیلت دیا گیا ہے اس کے ساتھ حیوانوں میں سے۔ اور یہ بھی متحمل ہے اور ابن قتیہ نے غلطی کی پس جاری کیا حدیث کو اپنے ظاہر پر کہ صورت نہ مانند صورتوں کی اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے میرے باپ کو کہا کہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا یعنی آدمی کی صورت پر تو امام احمد نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے یہ جہمیہ کا قول ہے۔ اور یہ نہیں تحریم کے لیے ہے یعنی منہ پر مارنا حرام ہے اور تائید کرتی ہے اس کی سوید رضی اللہ عنہ صحابی کی حدیث کہ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا تو سوید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ صورت تعظیم کے لائق ہے؟۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب المکاتبة

کتاب ہے مکاتب کے بیان میں

فائدہ: مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کو مالک کہے کہ تو جب اس قدر روپیہ ادا کرے گا تو تو آزاد ہے اور مکاتب وہ شخص ہے کہ واقع ہو اس کے لیے کتابت۔ اور رویانی نے کہا کہ کتابت اسلام میں جاری ہوئی جاہلیت میں کوئی اسے نہ جانتا تھا اور اس کے غیر کی کلام اس سے انکار کرتی ہے اور اس کے قبیل سے ابن متین کا قول کہ کتابت اسلام سے پہلے معروف تھی پس برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ کہتے ہیں کہ بریرہ اول مکاتبہ ہے اسلام میں اور کفر کی حالت میں مدینے میں مکاتبت کرتے تھے۔ اور کتابت کی تعریف میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ تعریف یہ ہے کہ وہ معلق کرنا آزادی کا ہے صفت کے ساتھ مخصوص معاوضہ پر اور کتابت خارج ہے قیاس سے اس شخص کے نزدیک جو کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور وہ لازم ہے مالک کی طرف سے یعنی مالک اس میں رجوع نہیں کر سکتا مگر یہ کہ غلام بدلہ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو اور جائز ہے بنا بر رائج قول کے علماء کے اقوال سے اس کے بارے میں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس کی قسطوں کے اور ہر سال میں ایک قسط ہو۔ یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ جو لوگ کہ چاہتے ہیں کتابت کو تمہارے لونڈی غلاموں میں سے پس مکاتبت کرو ان سے اگر جانو تم ان میں بہتری اور دو ان کو اس مال سے جو تم کو اللہ نے دیا۔ یعنی روح نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ جب میں غلام کے پاس مال جانوں تو کیا میں اس سے مکاتبت کروں تو اس نے کہا کہ میں اس کو نہیں دیکھتا مگر واجب۔ یعنی عمرو بن دینار نے کہا کہ میں اس میں نے عطا سے کہا کہ کیا تو اس وجہ کو کسی سے روایت کرتا ہے اس نے کہا نہیں پھر اس نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک موسیٰ بن انس نے خبر دی اس کو کہ سیرین

بَابُ الْمَكَاتِبِ وَنُجُومِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ وَقَوْلُهُ «وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ». وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَوَاجِبُ عَلَى إِذَا عَلِمْتُ لَهُ مَالًا أَنْ أَكَاتِبَهُ قَالَ مَا أَرَاهُ إِلَّا وَاجِبًا وَقَالَ عُمَرُ بْنُ دِينَارٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ تَأْتِرُهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ لَا ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنَّ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سِيرِينَ سَأَلَ أَنَسًا الْمَكَاتِبَةَ وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَأَبَى فَاذْطَلَقَ إِلَى عُمَرَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ كَاتِبُهُ فَأَبَى فَضَرَبَهُ
بِالدِّرَّةِ وَيَتْلُو عُمَرُ ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ
عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ فَكَاتِبَهُ.

نے انس سے مکاتبت طلب کی یعنی چاہا کہ اس کو مکاتبت
کردے اور سیرین بہت مالدار تھا تو انس نے نہ مانا تو عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا یعنی اس کی شکایت کی تو عمر رضی اللہ
نے کہا کہ اس کو مکاتبت کرو تو بھی اس نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ
نے انس کو درے سے مارا اس حال میں کہ یہ آیت
پڑھتے تھے پس مکاتبت کرو ان کو اگر جانو تم ان میں
بہتری۔

فائدہ: اور قسط کتابت وہ ایک قدر معین ہے جس کو مکاتبت معین وقت میں ادا کرے اور اس کی اصل یہ ہے کہ عرب
لوگ اپنے معاملات کی بناء کرتے تھے ستاروں کے چڑھنے پر اس لیے کہ وہ حساب نہ جانتے تھے پس ان میں سے
ایک کہتا تھا کہ جب فلا ناستارہ چڑھے گا تو میں تیرا حق ادا کردوں گا پھر وقتوں کا نام نجوم رکھا گیا پھر جو اپنے وقت پر
ادا کیا جائے اس کا نام نجوم رکھا گیا یعنی قسط۔ اور پچھانا گیا ترجمہ سے کتابت میں مہلت کا شرط ہونا اور یہ قول شافعی کا
ہے وقوف کی وجہ سے نام رکھنے کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ کتابت متفق ہے ضم سے اور وہ جوڑنا ہے بعض
قسطوں کا بعض کی طرف اور ادنیٰ درجہ اس چیز کا کہ حاصل ہو اس کے ساتھ ضم دو قسطیں ہیں اور بایں طور کہ ممکن تر ہے
ادارہ قدرت کی تحصیل کے لیے۔ اور مالکیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ کتابت عالی یعنی بدل کتابت بالفعل لے لینا بھی
جائز ہے اور اس کو بعض شافعیہ نے اختیار کیا ہے رویانی کی طرح۔ اور ابن متین نے کہا کہ مالک کی اس میں کوئی نص
نہیں لیکن اس کے محقق اصحاب نے تشبیہ دی اس کو اس کی جان سے غلام بیچنے کے ساتھ اور مالک کے بعض اصحاب
نے اختیار کیا ہے دو قسطوں سے کم نہ ہونا شافعی کے قول کی مانند۔ اور طحاوی وغیرہ نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ
مہلت تو ٹھہرائی گئی ہے نرمی کرنے کے لیے مکاتبت کے ساتھ نہ کہ مالک کے ساتھ پس جب غلام اس پر قادر ہو یعنی
کل بدل کتابت بالفعل ادا کر سکے تو منع کیا جائے اس سے اور یہ قول لیث کا ہے بایں طور کہ سلمان نے مکاتبت کی
حضرت ﷺ کے امر کے ساتھ اور مہلت کو ذکر نہیں کیا اور اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور بایں طور کہ عاجز ہونا
غلام کا قدر حال سے نہیں منع کرتا کتابت کی صحت کو مجلس میں بیع کرنے کی طرح مانند اس کے جو خریدے وہ چیز کہ
ایک درہم کے مساوی ہو ساتھ اس درہم کے بالفعل اور وہ نہیں قادر ہے اس وقت مگر ایک درہم کا تو جاری ہوگی بیع
باوجود عاجز ہونے اس کے سے اکثر مول سے اور بایں طور کہ جائز رکھا ہے شافعیہ نے سلم حال کو اور نہیں کھڑے
ہوئے نام رکھنے کے ساتھ اس کے باوجود کہ وہ مشعر ہے مہلت کے ساتھ۔ اور رہا مصنف کا قول کہ ہر سال میں ایک
قسط ہے تو اس کو خبر کی صورت سے لیا ہے جو اس میں وارد ہے بریہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں جیسا کہ اس کی تصریح آئے گی

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ ابن جریر نے عطاء سے نقل کیا ہے تردد کے وجوب میں اور عمرو بن دینار سے ساتھ اسی کے جزم اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ انس نے میرے باپ سے کتابت کی چالیس ہزار درہم پر اور ایک روایت میں ہے کہ عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے کہا کہ یہ مکاتب انس کی ہے نزدیک ہمارے لہذا کتاب انس علامہ سیرین الخ۔ یعنی یہ وہ چیز ہے کہ کتابت کی انس نے اپنے غلام سیرین سے اتنے اتنے ہزار پر اور دو غلاموں پر کہ اس کے برابر کام کریں اور عمر کے فعل کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کتابت کو واجب جانتے تھے جب کہ سوال کرے اس سے اس لیے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو اس کے باز رہنے پر مارتا تو اس نے اس پر دلالت کی اور یہ اس سے لازم نہیں آتا اس لیے کہ احتمال ہے کہ ادب دیا ہو اس کو اس نے مستحب موکد ترک کرنے پر اور اسی طرح وہ چیز جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر قرآن کی آیت نہ ہوتی تو میں کتابت نہ کرتا پھر بھی دلالت نہیں کرتا کہ وجوب دیکھتے تھے اور ابن حزم نے اس کے وجوب کو مسروق سے اور ضحاک سے اور قرطبی نے کہا کہ عکرمہ سے بھی یہی روایت آئی ہے اور اسحاق بن راہویہ سے روایت ہے کہ جب غلام طلب کرے تو اس کی مکاتب واجب ہے لیکن حاکم مالک کو اس پر جبر نہ کرے۔ اور شافعی کا ایک قول وجوب ہے اور یحییٰ قول ہے ظاہر یہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن جریر نے۔ ابن قسار نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو انس کو درے بطور خیر خواہی کے مارے تھے اور کتابت لازم ہوتی تو انس انکار نہ کرتے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی افضل کی طرف ہدایت کی۔ اور قرطبی نے کہا کہ جب ثابت ہوا کہ غلام کی گردن اور اس کی کمائی مالک کی ملک ہے تو معلوم ہوا کہ کتابت واجب نہیں اس لیے کہ اس کا قول کہ میری کمائی لے اور مجھ کو آزاد کر دے بجائے اس قول کے ہے کہ مجھ مفت آزاد کر دے اور یہ بالاتفاق واجب نہیں اور محل وجوب کا اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یہ ہے کہ غلام اس پر قادر ہو اور مالک اس قدر کے ساتھ راضی ہو کہ اس کے ساتھ کتابت واقع ہوئی ہے۔ اور ابو سعید اصطخری نے اس جگہ امر سے وجوب کو پھیرنے والا قرینہ شرط ہے اس آیت میں کہ اگر تم جانو ان میں بہتری اس لیے کہ سپرد اجتہاد کو اس میں مالک کی طرف۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب اس کو آزاد کرنا مناسب معلوم نہ ہو تو اس پر جبر نہ جائے پس دلالت کی اس نے کہ یہ واجب نہیں ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ کتابت دھوکے اور فریب کی گرہ ہے اصل یہ تھا کہ جائز نہ ہوتی تو جب اس کی اجازت ہوئی تو ہوگا امر منع کے بعد اور امر منع کے بعد اباحت کے لیے۔

نہیں وارد ہوتا اس پر اس کا مستحب ہونا اس لیے کہ اس کا استحباب دوسری دلیلوں سے ثابت ہوا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعَتْ رَوَايَةً هِيَ أَنَّ بَرِيرَةَ أُمِّيَ اسْ حَالِ مِ

شِهَاب قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ بَرِيرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا
 تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خُمْسَةٌ
 أَوَاقٍ نَجَمَتْ عَلَيْهَا فِي خُمْسٍ سِنِينَ
 فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَفَسَتْ فِيهَا أَرَأَيْتِ
 إِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً أَبْيَعُكَ
 أَهْلُكَ فَأَعْتَقَكَ فَيَكُونَ وَلَاؤُكَ لِي
 فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ
 ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا
 الْوَلَاءُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلْتُ عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِهَا
 فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ
 رَجَالٍ يَشْتَرُطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي
 كِتَابِ اللَّهِ مَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي
 كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ شَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ
 وَأَوْثَقُ.

وہ مدد چاہتی تھی اس سے اپنی کتابت میں اور اس پر پانچ
 اوقیہ تھے جو بائی گئی تھی پانچ سالوں پر یعنی ہر سال میں
 ایک اوقیہ ادا کیا جائے گا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا
 اور حالانکہ اس نے اس کو آزاد کرنے میں رغبت کی تھی
 پہلے بتلاتوں کہ اگر میں تیرے مالکوں کو سب اوقیہ ایک
 بار گن دوں یعنی کل کتابت یک مشت دے دوں تو کیا
 تیرے مالک تجھ کو بیچیں گے؟ پس میں تجھ کو آزاد کروں
 اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو بریرہ اپنے مالکوں
 کی طرف گئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ان کے پیش کیا تو
 انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو حق آزادی کا
 ہمارے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کے
 پاس آئی اور میں نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو
 حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے
 پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو صرف
 اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ کھڑے
 ہوئے یعنی خطبہ فرمایا پس کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ
 ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں یعنی
 نامشروع ہیں جو ایسی شرط کرے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو
 وہ باطل ہے شرط اللہ کی لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور
 مضبوط تر ہے اس میں کوئی خلل نہیں۔

فائدہ: اور وہ شرط یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مکاتب
 کرنا درست ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور یہ کہ کتابت میں دوسرے سے مدد لینی بھی ٹھیک ہے اور یہ کہ بدل

کتابت کے قسطیں کرنی درست ہیں۔ (ق ت)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ظاہر ہے مکاتب کی
 شرطوں سے اور جو شرط کرے کتاب اللہ میں نہ ہو یعنی

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتِبِ
 وَمَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ

اللہ فیہ عن ابن عمرؓ عَمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں دو حکم بیان کیے ہیں اور گویا کہ پہلے کی دوسرے کے ساتھ تفسیر کی اور یہ کہ ضابطہ جواز کا یہ ہے کہ جو کتاب اللہ میں ہو اور شرط میں آئے گا مراد ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کتاب اللہ میں وہ چیز کہ کتاب اللہ کی مخالف ہو۔ ابن بطلان نے کہا کہ کتاب اللہ سے یہاں مراد اس کا حکم ہے اس کی کتاب سے یا اس کے رسول کی سنت سے یا اجماع امت سے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ لیس فی کتاب اللہ یعنی نہیں اللہ کے حکم میں اس کا جواز یا اس کا وجوب یہ معنی کہ ہر وہ شخص کہ شرط کرے کہ کتاب اللہ اس کے ساتھ ناطق نہ ہو تو وہ باطل ہے اس لیے کہ کبھی شرط کیا جاتا ہے بیچ میں کفیل پس نہیں باطل ہوتی شرط اور بے شک قیمت میں کئی شرطیں کی جاتی ہیں اس کے اوصاف سے یا قسطوں سے اور مانند اس کی پس نہیں شرط باطل ہے اور نووی نے کہا کہ علما نے کہا کہ بیچ میں شرط کئی قسم کی ہوتی ہے ایک وہ ہے کہ تقاضہ کرے اس کا اطلاق عقد کا مانند شرط سپرد کرنے اس کے کی دوسری یہ شرط ہے کہ اس میں مصلحت ہو مانند رہن کی اور یہ دونوں شرطیں بالاتفاق جائز ہیں تیسری شرط آزاد کرنے کی شرط ہے غلام میں یعنی شرط کرنی کہ میں اس شرط سے غلام بیچتا ہوں کہ تو اس کو آزاد کر دے تو یہ جائز ہے جمہور کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی وجہ سے۔ اور چوتھی وہ شرط کہ مقتضی عقد پر زیادہ ہو اور اس میں مشتری کے لیے مصلحت نہ ہو مانند منفعت کے استثنا کرنے کے پس وہ باطل ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ لیس فی کتاب اللہ کے معنی ہیں کہ نہیں ہے مشروع کتاب اللہ میں نہ بطور اصل کے نہ بطور تفصیل کے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بعض احکام ایسے ہیں کہ اس کی تفصیل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے وضو کی مانند اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی اصل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے بغیر تفصیل کے نماز کی طرح اور بعض ایسے ہیں کہ ان کا اصل ظہر یا گیا ہے مانند دلالت کتاب کی سنت اور اجماع کے اصل ہونے پر اور اسی طرح قیاس صحیح پس ہر وہ چیز کہ قیاس کیا جائے ان اصولوں سے بطور تفصیل کے تو وہ ماخوذ ہے کتاب اللہ سے بطور اصل کے۔ (فتح)

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے ابن عمرؓ کی حدیث کی طرف جو آئندہ باب میں آئے گی اور تحقیق گذر چکی ہے پہلے لفظ اشتراط کے ساتھ بیچ باب بیع و شرا کے عورتوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۳۷۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کتابت میں اور اس نے اپنی کتابت میں سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اپنے مالکوں کی طرف پلٹ جا پس اگر وہ

۲۳۷۲۔ حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا
فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا

چاہیں کہ میں تیری طرف سے بدل کتابت ادا کروں اور تیری آزادی کا حق میرے واسطے ہو تو میں اس کو کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے کہ تجھ پر احسان کرے یعنی ثواب کی نیت خرید کر آزاد کرے تو چاہیے کہ کرے اور حق آزادی تیری کا ہمارے لیے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط اس کے لیے نہیں اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط لائق تر اور مضبوط تر ہے۔

سَيِّئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَتَكَ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ فَلَذَكَرْتُ ذَلِكَ بِرَبِيرَةَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ فَلتَفْعَلْ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لَنَا فَلَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أَنْاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرَطَ اللَّهُ أَحَقَّ وَأَوْثَقَ.

فائدہ: اور سو شرط کا کہنا تنقید کے لیے نہیں بلکہ مراد اس سے تعدد ہے یعنی شرطیں غیر مشروطہ باطل ہیں اگرچہ بہت ہوں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ شرط مشروطہ صحیح ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مشتری کو مکاتب کے حق میں ولا کی شرط کرنی درست ہے۔ (فتح)

۲۳۷۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارادہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ خریدے ایک لونڈی کو تا کہ آزاد کرے اس کو تو اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی آزادی کا حق ہمارے لیے ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں روکتا تجھ کو یہ شرط کرنا ان کا پس ولا تو اسی کا ہے جن سے آزاد کیا۔

۲۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِنَعْتِقِهَا فَقَالَ أَهْلُهَا عَلَى أَنْ وَلَائِهَا لَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

مدد یعنی مکاتب کی اور مدد لینا اس کا لوگوں سے۔

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْمَكَاتِبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ.

فائدہ: یہ عام کا خاص پر عطف ہے اس لیے کہ استعانت واقع ہوتی ہے سوال کے ساتھ اور بغیر اس کے۔ اور شاید کہ یہ جائز ہونے کی طرف اشارہ ہے اس کے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے برقرار رکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کو اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے پر اپنی کتابت میں اعانت کرنے کے لیے۔ اور ایک روایت میں آیت ﴿إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے یعنی کسب اور پیشہ کو نہ چھوڑوان کو بوجہ لوگوں پر پس یہ حدیث مرسل ہے اور معطل ہے پس نہیں حجت اس میں اس کے منع ہونے پر۔ (فتح)

۲۳۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آئی تو اس نے کہا میں نو اوقیوں پر کتابت کی ہے ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو تو میری مدد کر تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو ایک بار سب اوقیہ گن دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں یہ کام کروں اور تیرا ملا میرے لیے ہوگا سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس کا اس پر انکار کیا یعنی نہ مانا تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہ مانا مگر یہ کہ ولا ان کے لیے ہو سو یہ بات حضرت ﷺ نے سنی اور مجھ سے پوچھا سو میں نے آپ کو خبر دی یعنی اس گفتگو سے تو فرمایا کہ اس کو لے کر آزاد کر دے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد پس کیا حال ہے ان لوگوں کا تم میں سے کہ ایک ان کا کہتا ہے کہ آزاد کر دے اے فلاں اور حق آزادی کا میرے لیے ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

۲۳۷۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوْاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَوْقِيَةً فَأَعْيَنَنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَحَبَّ أَهْلِكَ أَنْ أُعْذَهَا لَهُمْ عَذَّةٌ وَاحِدَةٌ وَأُعْتِقَكَ فَعَلْتُ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَلَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِي لِي لَهُمُ الْوَلَاءُ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَأَيُّمَا شَرِطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرِطٍ فَقَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرِطُ اللَّهِ أَوْثَقُ مَا بَالَ رِجَالٍ

مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتَقَ يَا فَلَانُ وَلِيَّ
الْوَلَاءِ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: اور یہاں ایک اشکال اور شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت ﷺ نے باطل شرط کا کیوں اذن کیا؟ سو علمائے اس میں اختلاف کیا ہے سوان میں سے بعض نے تو انکار کیا ہے اس سے کہ حدیث کا لفظ صحیح نہیں پس روایت کی خطابی نے معالم میں سبکی بن اشم سے کہ اس نے اس سے انکار کیا ہے اور شافعی سے ام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہشام کی روایت جس میں شرط کا ذکر ہے ضعیف ہے اس لیے کہ وہ منفرد ہوا ہے اس کے ساتھ اور مصاحبوں باپ اپنے کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہشام ثقہ ہے اور حافظ ہے اور حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی۔ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی توجیہ میں پس گمان کیا طحاوی نے کہ تحقیق مزنی نے حدیث بیان کی ہے اس کی شافعی سے ساتھ لفظ اشترطی کے بغیرت کے پھر اس کی یہ توجیہ کی کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر کر ان کے لیے حکم ولا کا اور اشراط کا معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور اس کے غیر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور جو چیز کہ مختصر مزنی اور ام وغیرہ میں شافعی وغیرہ سے جمہور کی روایت کی مانند ہے یعنی واشترطت کے ساتھ اور نیز طحاوی نے حکایت کی ہے تاویل اس روایت کی جوت کے ساتھ ہے کہ لام بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی لہم ساتھ معنی علی کے ہے۔ نووی نے کہا تاویل لام کی ساتھ معنی علی کے ضعیف ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے انکار کیا۔ اور لام اگر علی کے معنی میں ہوتا تو انکار نہ کرتے اور لوگ کہتے ہیں کہ امر بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی اباحت کے لیے ہے اور وہ بطور تنبیہ کے ہے اس بات پر کہ یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا پس اس کا وجود اور عدم برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر یا نہ کر پس یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا اور ایمن کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ خرید اس کو اور چھوڑ ان کو کہ جو شرط چاہیں لگائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ بائع کا ولا کی شرط کرنا باطل ہے اور یہ بات مشہور تھی یہاں تک کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالک بھی اس کو جانتے تھے سو جب انہوں نے شرط کرنے کا ارادہ کیا باوجود کہ ان کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ شرط باطل ہے تو مطلق چھوڑا امر کو اس حال میں کہ مراد آپ کی تہدید تھی حال کی عاقبت پر مانند اس آیت کی ﴿وَقُلْ أَعْمَلُوا بِسُورَةِ اللَّهِ عَمَلَكُمْ﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں امر وعید کے معنی میں ہے کہ ظاہر اس کا امر ہے اور باطن اس کا نہی ہے مانند اس آیت کی اَعْمَلُوا مَا هُمْ اور بعض لوگوں نے کچھ اور تاویلیں کیں ہیں لیکن کوئی تاویل ان میں سے ٹھیک نہیں۔ اور نووی نے کہا کہ یہ حکم عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی تاویل ٹھیک نہیں اس لیے کہ تخصیص دلیل کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ اور خطابی نے کہا کہ جب کہ تھا ولا مانند لمحہ نسب کی اور جب انسان کے لیے لڑکا پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ثابت ہوتا ہے اور اس کا نسب اس سے ثابت منتقل نہیں ہوتا اگرچہ اس کے غیر کی طرف منسوب ہو پس اسی طرح جب کوئی غلام

آزاد کرے تو اس کا ولا اس کے لیے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ اس سے ولا نقل کرنا چاہے یا ولا نقل کرنے کی اجازت دے تو آزادی کا حق منتقل نہیں ہوتا پس ان کی ولا کی شرط کرنے کا اعتبار نہ کیا جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شرط کر اور پھوڑ دے ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں مانند اس کی اس لیے کہ یہ نہیں قاصر ہے عقد میں بلکہ جگہ لغو کلام کے ہے اور تاخیر کیا خبر دینے ان کے کو ساتھ اس کے تاکہ رد اور ابطال ہو اس کا قول مشہور کہ خطبہ کیا جائے ساتھ اس کے منبر پر ظاہر اس لیے کہ وہ بلیغ تر ہے انکار میں اور موکد تر ہے تعبیر سے اور پھر تا ہے اس کی طرف کہ امر اس میں اباحت کا ہے کما تقدم۔ اور یہ جو کہا کہ اللہ کا حکم لائق تر ہے یعنی ساتھ اتباع کے شرطوں مخالفہ کے اس کے لیے اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے یعنی اس کی حدود کی اتباع کے ساتھ کہ جن کو معین کیا۔ اور نہیں ہے مفاعلہ اپنی حقیقت پر اس لیے کہ نہیں ہے مشارکت حق اور باطل کے درمیان۔ اور یہ جو کہا کہ انما الولاء لمن اعحق تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انما کا کلمہ حصر کے لیے ہے اور وہ مذکور کے لیے حکم کا ثابت کرنا ہے اور اس کی نفی کرنا ہے اور اگر یہ حصر نہ ہوتا تو لازم آتا اثبات ولا سے آزاد کرنے والے کے لیے نفی اس کی غیر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے مفہوم کے ساتھ اس پر کہ نہیں ولا اس کے لیے جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے یا اس کے اور اس کے درمیان قسم واقع ہو برخلاف حنفیہ کے اور نہ کہ اٹھانے والے کے لیے برخلاف احنق کے اور اس کا مفصل بیان کتاب الفرائض میں آئے گا انشاء اللہ۔ اور اس کے منطوق سے ولا کا اثبات سمجھا جاتا ہے اس کے لیے جو آزاد کرے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس کا ولا مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے اور داخل ہوتا ہے آزاد کرنے والے میں آزاد کرنا مسلمان کا مسلمان کو اور کافر کو اور بالعکس ثابت ہوتا ہے ولا کا معق کے لیے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گذر چکے ہیں اور سوائے اس کے جو نکاح میں آئیں گے جائز ہونا لونڈی کی کتابت کا غلام کی طرح اور جواز کتابت لونڈی منکوحہ کا اگرچہ خاوند اس کو اجازت نہ دے اور یہ کہ نہیں ہے خاوند کے لیے منع کرنا اس کا کتابت سے اگرچہ پہنچا دے وہ کتابت اس کو جدائی کی طرف جیسا کہ نہیں ہے نکاح کرنے والے غلام کے لیے منع کرنا مالک کا آزاد کرنے لونڈی کے سے جو اس کے نیچے ہے اگرچہ یہ اس کے نکاح کے باطل ہونے کی طرف پہنچا دے۔ اور لونڈی کے قدرت دینے سے استنباط کیا جاتا ہے مال کتابت میں سستی سے یہ کہ نہیں واجب ہے لونڈی پر اس کی خدمت اور یہ کہ جائز ہے سعی مکاتبہ کی اور اس کا سوال کرنا اور اس کا کمانا اور قدرت دینا مالک کا اس کے لیے اس سے۔ اور نہیں پوشیدہ ہے مکمل جواز کا اس وقت ہے جب کہ پہچانی جائے اس کے کسب کے حلال ہونے کی جہت۔ اور اس حدیث میں بیان ہے ساتھ اس کے جو نبی وارد ہوئی ہے کسب لونڈی سے وہ محمول ہے اس پر جو نہ پہچانے وجہ اس کے کسب کی یا محمول ہے غیر مکاتبہ پر۔ اور اس میں یہ ہے کہ جائز ہے مکاتبہ کے لیے کہ وہ سوال کرے کتابت کے وقت سے اور نہیں ہے شرط اس میں اس کا عاجز ہونا برخلاف اس کے جو اس کو شرط کہتا ہے اور اس میں محتاج کے لیے سوال کا جائز ہونا

ہے اس کے دین یا ڈانڈ کی طرف یا اس کی مانند سے۔ اور اس میں یہ ہے کہ نہیں ہے ساتھ تعیل مال کتابت کی۔ اور اس میں جواز ہے نرخ کرنے کا بیع میں اور تشدید صاحب اسباب کی بیع اس کے اور یہ کہ عورت ہو شیار تصرف کرے بیع وغیرہ میں اپنے نفس کے لیے اگرچہ وہ منکوحہ ہو برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور یہ کہ جو اپنے نفس سے تصرف کرے پس جائز ہے اس کو یہ کہ کھڑا کرے اپنے غیر کو اپنی جگہ میں اور یہ جب غلام کو اجازت دے مالک تجارت میں تو اس کا تصرف جائز ہے۔ اور اس حدیث میں جواز ہے آواز کے بلند کرنے کا منکر چیز کو دیکھ کر اور یہ کہ نہیں ڈر ہے اس شخص کے لیے جو ارادہ کرے یہ کہ خریدے آزاد کرنے کے لیے یہ کہ ظاہر کرے اس کو گردن کے مالکوں کے لیے تاکہ اس کے لیے قیمت میں نرمی کریں اور یہ ریا میں شمار نہیں ہوتا۔ اور اس میں انکار کرنا ہے قول کا جو شرع کے موافق نہ ہو اور رسول کا اس میں ڈانڈ اور اس میں یہ ہے کہ جب کوئی چیز نقد سے ادھار بیگی جائے اور جائز ہے مرد کے لیے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے قرض اس کا رضا کے ساتھ اور اس میں ادھار کے ساتھ کاروبار جائز ہوتا ہے اور یہ کہ جب مکاتب اپنی بعض کتابت جلدی کرے اور اس کا مالک باقی کے معاف کرنے سے باز رہے تو مالک کو اس پر مجبور نہ کیا جائے اور جواز کتابت کا بقدر قیمت غلام کے اور کم کے اس سے اور زیادہ کے اس لیے کہ نقد اور ادھار مول کے درمیان فرق ہے اور باوجود اس کے پس بذل کیا عائنہ چھٹا نے موصل کو تاخیر یعنی جس مول کے اد کرنے میں مہلت مقرر تھی اس کو بالفعل ادا کیا پس دلالت کی اس نے کہ تحقیق قیمت اس کی تھی مہلت کی اکثر اس چیز سے کہ کتابت کی گئی اس کے ساتھ اور اس کے مالکوں نے اس کو اس کے ساتھ بیچا تھا۔ اور اس میں یہ ہے کہ آیت میں خیر سے مراد ان عِلْمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا قوت ہے کمانے پر اور وفا کرنا اس چیز کے ساتھ کہ جس پر کتابت واقع ہوئی ہے اور اس کے ساتھ مال مراد نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی کہ تحقیق جو مال کہ مکاتب کے ہاتھ میں ہے وہ اس کے مالک کے لیے ہے پس کس طرح کتابت کرے گا اس کو اپنے مال کے ہی ساتھ لیکن جو کہتا ہے کہ غلام مالک ہوتا ہے اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اور تحقیق نقل کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خیر سے مراد مال ہے باوجود اس کے کہ وہ کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا پس نسبت کیا گیا تاقض کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے کوئی دونوں امروں کا صحیح نہیں۔ اور اس کے غیر نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ کہ غلام اپنے مالک کا مال ہے اور جو مال کہ اس کے ساتھ ہے وہ بھی اس کے مالک کا ہے پس کس طرح مکاتب کرے گا اس کو اپنے مال سے۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ آیت میں خیر کی تفسیر مال کے ساتھ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں نہیں مال ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مال اس کے لیے یا نہیں ہے مال اس کے پاس پس اسی طرح کہہ جاتا ہے کہ اس میں وفا ہے اور اس میں امانیت ہے اور اس میں حسن معاملہ ہے اور اس کی مانند۔ نیز حدیث میں اس کی کتابت کا بھی جواز ہے جس کا کوئی کسب نہیں جمہور کی موافقت کی وجہ سے۔ اور امام احمد اور مالک سے اختلاف

ہے اور یہ اس لیے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی اپنی کتابت پر اور اس نے اس سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی پس اگر اس کے لیے کچھ مال یا کسب ہوتا تو مدد لینے کی محتاج نہ ہوتی اس لیے کہ اس کی کتابت حالہ نہ تھی یعنی اس میں بالفعل مول ادا کرنا شرط نہ تھا اور اس میں جواز ہے لینا کتابت کا لوگوں کے سوال سے اور اس پر رد ہے جو اس کو برا جانتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ لوگوں کا میل ہے۔ اور اس میں مکاتبہ کی مدد کا مشروع ہونا ہے صدقہ کے ساتھ اور مالکیہ کے نزدیک روایت ہے کہ وہ نہیں کافی ہے فرض سے۔ اور اس میں جائز ہونا کتابت کا ہے تھوڑے مال سے اور بہت سے اور جائز ہے وقت معین کرنا قرضوں میں ہر مہینے مثلاً بغیر بیان اس کے اول کے یا اس کے وسط کے اور یہ مجہول نہیں ہوتا اس لیے کہ ظاہر ہوتا ہے مہینے کے گزرنے کے ساتھ حلول یعنی پہنچنا وعدے کے وقت کا اسی طرح کہا ہے اس احتمال کی وجہ سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہو ہر سال میں ایک اوقیہ یعنی اس کے غرہ کے بیچ مثلاً بر تقدیر تسلیم کے پس ہوگا تفرقہ کتابت دیون کے درمیان۔ پس تحقیق غلام اگر عاجز ہو تو حلال ہوتا ہے اس کے مالک کے لیے جو لیا اس سے بخلاف اجنبی کے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ دیون اور اس کے غیر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ محمول ہے اس پر کہ راوی نے قصر کیا ہے بیچ بیان تعیین وقت کے نہیں تو مدت مجہول ہوگی اور منع کیا ہے حضرت نے مگر مدت معلوم تک اور اس میں یہ ہے کہ گننا دراہم صحاح میں جن کو وزن معلوم ہو کتابت کرتا ہے وزن سے اور یہ کہ اس وقت میں اوقیوں کے ساتھ تھا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کما تقدم فی الزکوۃ اور گمان کیا محبت طبری نے کہ اہل مدینہ معاملہ کرتے تھے گننے کے ساتھ حضرت ﷺ کے تشریف لانے تک پھر وہ تولنے کا حکم کیے گئے۔ اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ بریرہ کا قصہ متاخر ہے اس کے مقدمہ سے بقدر آٹھ برس کے لیکن احتمال رکھتا ہے عائشہ کا قول اعدلھا عدة واحدة یعنی دوں میں ان کو ان کے لیے یعنی ان کو دینا مراد ہے اور حقیقت میں گننا مراد نہیں اور اس کی تائید کرتا ہے اس کا قول کہ ڈالوں میں ان کے لیے تیرا مول ایک بار۔ اور اس حدیث میں عتق کی شرط پر بیچ کا جواز ہے بخلاف بیچ کے اس شرط سے کہ نہ بیچے اس کو اس کے غیر کے لیے اور نہ ہی بہہ کرے اس کو مثلاً اور یہ کہ بعض شرطیں بیچ میں ایسی ہیں کہ باطل نہیں اور نہیں ضرر کرتی ہیں بیچ کو اور اس میں بیچ مکاتب کا جائز ہونا ہے جب کہ راضی ہو اگرچہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس سے حضرت نے تفصیل نہ پوچھی۔ اور اس کا مفصل بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ اور اس میں عورت کی سرگوشی کا جواز ہے اپنے خاوند کے سوا پوشیدہ جب کہ سرگوشی کرنے والی سے امن ہو اور یہ کہ جب دیکھے مرد شاہد حال کو کہ تقاضا کرتا ہو سوال کو اس سے تو سوال کرے اور مدد دے اور یہ کہ نہیں ڈر ہے حاکم کے لیے یہ کہ حکم کرے اپنی بیوی کو اور شاہد ہو۔ اور اس میں عورت کی خبر کا قبول کرنا ہے اگرچہ وہ لونڈی ہو اور اس سے غلام کا حکم پکڑا جاتا ہے بطریق اولیٰ اور اس میں یہ ہے کہ عقد کتابت کا پہلے ادا کے نہیں لازم پکڑنا آزاد کرنے کو اور یہ کہ خاوند والی لونڈی کا بیچنا طلاق نہیں۔ اور اس میں ابتدا کرنا ہے خطبہ کی حمد و ثنا

کے ساتھ اور اس میں اما بعد کا کہنا اور اس میں کھڑا ہونا۔ اور جواز تعدد شرط کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے جو شرط ہے اور یہ کہ دینا حکم کیا گیا ہے اس کے ساتھ مالک ساقط ہے اس سے جب کہ بیچے مکاتبہ کو آزاد کرنے کے لیے اور یہ کہ کلام میں بیچ کی کراہت نہیں ہے جب کہ اس سے تکلف مقصود نہ ہو۔ اور اس میں یہ ہے کہ مکاتبہ کے لیے ایک حالت ہے کہ جدا ہوا ہے اس کے ساتھ آزادوں اور غلاموں سے۔ اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ظاہر کرتے تھے امور مہمہ کو دین کے امروں سے اور اس کے ساتھ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اس کو پھیلانے کے لیے اور باوجود اس کے اصحاب کے دلوں کی رعایت کرتے تھے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کو معین نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ کیا حال ہے لوگوں کا اور اس لیے کہ پکڑا جاتا ہے برقرار رکھنا شرع عام کا مذکورین وغیرہم کے لیے صورت مذکورہ وغیرہ میں اور یہ علی کے قصے کے برخلاف ہے ان کے پیغام بھیجنے کے بارے میں ابو جہل کے بیٹے کو پس تحقیق وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاصل تھا پس اسی لیے معین کیا اس کو اور اس میں حکایت وقائع کی ہے احکام کی تعریف کے لیے اور یہ کہ مکاتبہ کا کمانا اپنے لیے ہے نہ کہ اپنے مالک کے لیے اور جائز ہے ہوشیار عورت کے تصرف کا جائز ہونا اپنے مال میں اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اور بیگانوں کو اس کی مراسلت کرنے کا بیچ امر بیع اور شرا کے اسی طرح اور جواز شرا اسباب کا رغبت کرنے والے کے لیے اس کے خریدنے میں اکثر مول کے ساتھ مثل اس کے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرچ کیا جو ادھار مقرر ہوا تھا اوپر جہت نقد کے باوجود قیمت کے اختلاف کے نقد اور ادھار کے درمیان اور اس میں قرض لینے کا جواز ہے اس کو جس کے پاس مال نہ ہو حاجت کے وقت۔ ابن بطلان نے کہا کہ لوگوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں یہاں تک کہ پہنچے ہیں ساتھ اس کے سو وجہ کو اور بہت سے مسائل کتاب النکاح میں آئیں گے اور نووی نے کہا کہ تصنیف کی اس میں ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بڑی دو کتابیں اس میں انہوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں۔ (فتح)

بیچنا مکاتبہ کا جب کہ راضی ہو یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مکاتبہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہیدل کتابت اس کی سے ایک درہم۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہے اس پر ایک درہم۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکاتبہ غلام ہے اگر زندہ رہے اور اگر مر جائے اور اگر قصور کرے جب تک کہ باقی رہے اس پر کوئی چیز بدل کتابت سے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ عَبْدٌ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَاتَ وَإِنْ جُنِيَ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

فائدہ: اور یہ بیچ مکاتبہ کے مسائل سے ایک قول کے لئے اختیار کرنا ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اگرچہ

اپنے نفس سے عاجز نہ ہو اور یہ قول احمد اور ربیعہ اور اوزاعی اور لیث اور ابی ثور کا ہے اور ایک قول شافعی اور مالک کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر اور ابن جریر وغیرہ نے بجمہر تفصیل کے کہ ان کو اس مسئلے میں ہے اور منع کیا ہے اس کے ابو حنیفہ اور شافعی نے ایک اصح قول پر۔ اور بعض مالکیہ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا اس طرح جواب دیا ہے کہ اس نے اپنی جان کو عاجز پایا تھا اور استدلال کیا ہے انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مد لینے سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں اس کی استعانت میں وہ چیز کہ لازم پکڑے اس کے عاجز ہونے کو اور خاص کر جواز کتابت کے قول کے ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی اس کے لیے کسب ہو۔ ابن عبد البر نے کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں وارد نہیں ہوا کہ وہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئے تھے اور نہ اس نے ایسے خبر دی کہ حلول کیا ہے اس پر کسی چیز نے اور نہیں وارد ہوا بیچ کسی چیز کے اس کے طریقوں سے تفصیل پوچھنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لیے کسی چیز سے اور ان میں سے بعض نے تاویل کی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قول انی کاتبت اہلی سے پس کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ان سے خواہش کی اور میں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اس قدر پر اور ابھی عقد واقع نہیں ہوا تھا اور اسی لیے بچی گئی۔ پس نہیں حجت ہے اس میں مکاتب کے بیچنے پر مطلقاً اور یہ تاویل ظاہر سیاق حدیث کے مخالف ہے یہ بات قرطبی نے کہی ہے اور نیز جواز کو قوی کرتا ہے یہ کہ کتابت حقیق ہے ساتھ صفت کے پس واجب ہے یہ کہ نہ آزاد ہو مگر تمام قسطوں کے بعد جیسا کہ اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گا تو آزاد ہے پس نہیں آزاد ہوتا مگر اس کے تمام کے داخل ہونے کے بعد۔ اور اس کے مالک کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے اس کے داخل ہونے سے پہلے۔ اور مالکیہ سے بعضوں نے گمان کیا ہے کہ جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خریدا تھا وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی کتابت تھی نہ کہ اس کی گردن کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کی شرط سے بیچا تھا جب بیع آزاد کرنے کی شرط کے ساتھ واقع ہو تو صحیح ہے اصح قولین پر شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنفیہ سے ہے کہ بیع باطل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: یہ پوری روایت اس طرح ہے کہ سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سلیمان ہے میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ کیا تو ادا کر چکا ہے وہ چیز کہ باقی تھی تجھ پر تیری کتابت سے؟ میں نے کہا کہ ہاں مگر تھوڑا سا باقی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ داخل ہو کہ بے شک تو غلام ہے جب تک باقی رہے بدل کتابت تیری سے ایک درہم یعنی مثلاً۔

فائدہ: اور جمہور کا قول یہی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ لیکن سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس سے دلالت جب کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بدل کتابت سے کچھ ادا کیا ہو پس تحقیق تصریح کی ہے ہم نے کہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا اور اس میں سلف کا خلاف ہے۔ پس علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدھا ادا کرے تو وہ قرضدار ہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے اس سے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ اگر کتابت کرے اس سے دوسو پر اور اس کی قیمت ایک سو ہو پس ادا کر دے سو کو تو آزاد ہو جاتا ہے۔ اور عطا سے روایت ہے کہ جب اپنی کتابت کا تین چوتھائی ادا کر دے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد ہوتا ہے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ اور جہور کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے اور وہ قوی تر ہے اور اس میں وجہ دلالت یہ ہے کہ بے شک بریہ رضی اللہ عنہ بیچ گئی تھی اس کے بعد کہ اس نے کتابت کی اور اگر مکاتب محض کتابت سے آزاد ہو جاتا تو البتہ اس کی بیع منع ہوتی۔ (فتح)

۲۳۷۶۔ عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بریہ رضی اللہ عنہ آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں یہ کہ بہاؤں میں ان کے لیے تیری قیمت بہانا ایک بار پس آزاد کر دوں میں تجھ کو تو کروں میں تو بریہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلام اپنے مالکوں سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہودلا تیرا ہمارے لیے پس گمان کیا عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

۲۳۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهَا إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكَ أَنْ أَصَبَّ لَهُمْ ثَمَنُكَ صَبَّةً وَاحِدَةً فَأَعْتَقَكَ فَقُلْتُ فَذَكَرْتُ بَرِيرَةَ ذَلِكَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَلَاؤُكَ لَنَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى فَرَعَمْتُ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أُعْتِقَ.

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِي وَأَعْتِقْنِي فَأَشْتَرَاهُ لِذَلِكَ.

فائدہ: یعنی یہ جائز ہے۔

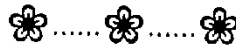
۲۳۷۷۔ ابو ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا پاس داخل ہوا سو میں نے کہا میں عقبہ بن ابی لہب کا غلام تھا اور وہ مر گیا اور اس کی بیٹی میری وارث ہوئی اور یہ کہ انہوں نے مجھے ابن ابی عمرو مخزومی کے ہاتھ بیچا تو ابن ابی عمرو نے مجھ کو آزاد کیا اور عقبہ کے بیٹوں نے ولا کی شرط کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

۲۳۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَيْمَنُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ كُنْتُ غَلَامًا لِعَقْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِي بَنُوهُ وَإِنَّهُمْ بَاعُونِي مِنْ

کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ وہ مکاتبہ تھی تو اس نے کہا کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مجھ کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ شرط کریں میرے ولا کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں سو یہ بات حضرت ﷺ نے سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا یہ بات واقع ہے؟ سو جو بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چھوڑ ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ سو شرط کریں۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِي فَأَعْتَقَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بَنُو عُبَّةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ دَخَلْتُ بَرِيرَةَ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ اشْتَرَيْنِي وَأَعْتِقْنِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَبْعُونَنِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا وَلَا نَبِيَّ فَقَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي بِذَلِكَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا وَدَعِيهِمْ يَشْتَرِطُونَ مَا شَاءُوا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنْ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ.

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس چیز پر کہ جو اس کے مالکوں نے کتابت کا عقد کیا تھا وہ نسخ ہو گیا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کو خریدنے کی وجہ سے۔ اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ولا کو خرید لیا تھا اور استدلال کیا ہے اوزاعی نے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ مکاتب نہ بیچا جائے مگر آزاد کرنے کے لیے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور علماء کا اختلاف اس میں پہلے گذر چکا ہے۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْهَبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِیْضِ عَلَیْهَا

کتاب ہے ہبہ کے بیان میں اور اس کی فضیلت کے اور اس پر رغبت دلانے کے

فائدہ: ہبہ ساتھ زیرہ کے اطلاق کیا جاتا ہے معنی عام کے ساتھ ایک ابرار ہے اور وہ ہبہ قرض کا ہے اس شخص سے کہ وہ اس پر ہے اور ایک صدقہ ہے اور وہ ہبہ کرنا اس چیز کا ہے کہ اس کے ساتھ محض آخرت کا ثواب طلب کیا جاتا ہو اور ایک ہدیہ ہے اور وہ ہے کہ تعظیم کیا جاتا ہے اس کے ساتھ مہوہوب لہ اور جس نے خاص کیا ہے ہبہ کو زندگی کے ساتھ نکالا ہے اس سے وصیت کو اور وہ بھی تین قسم کی ہوتی ہے اور بولا جاتا ہے ساتھ معنی اھسی کے اس چیز پر کہ نہیں قصد کیا جاتا اس کے لیے بدلہ اور اس پر منطبق ہوتا ہے اس شخص کا قول کہ جو ہبہ کی اس طرح تعریف کرتا ہے کہ وہ مالک کرنا ہے بغیر عوض کے اور فعل بخاری کا محمول ہے عام معنی پر اس لیے کہ داخل کیا اس نے اس میں ہدایا کو۔ (فتح)

۲۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُنْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِّجَارَتِهَا وَلَوْ فَرَسَنَ شَاةً.

۲۳۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتوں نہ ناچیز جانے ہمسائی اپنی ہمسائی کے تحفے کو اگرچہ تحفہ بکری کا کھریا کھر کے درمیان کا گوشت کے تحفے کو اگرچہ تحفہ بکری کا کھریا کھر کے درمیان کا گوشت ہو۔

فائدہ: فرس کم گوشت والی ہڈی کو کہتے ہیں اور اس کے ساتھ تحفہ بھیجنے کے مبالغہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے قلیل چیز کے اور اس کے قبول کرنے کی طرف۔ اور کھر سے مراد حقیقت نہیں کیونکہ اس کو تحفے میں دینا عادت نہیں ہے یعنی اس کا رواج نہیں ہے بلکہ مراد اس سے رغبت دلانا ہے تحفہ دینے میں اگرچہ نہایت قلیل چیز ہو یعنی نہ روکے کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کا ہدیہ اس چیز کو کہ موجود ہو اس کے نزدیک اس کے مستقل ہونے کے لیے۔ بلکہ لائق ہے کہ بخشش کرے اس کے لیے جو میسر ہو اگرچہ تھوڑا ہو پس وہ بہتر ہے نہ ہونے سے اور ذکر کیا کھر کا بطور مبالغہ کے اور احتمال ہے کہ نہی صرف مہدی الیہ کے لیے ہو یعنی جس کی طرف تحفہ بھیجا جائے اور یہ کہ وہ نہ حقیر جانے اس چیز کو جو اس کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اگرچہ تھوڑا ہو اور حمل کرنا اس کا عام پر اس سے اولیٰ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور میں ہے کہ اے مسلمان عورتوں آپس میں ہدیہ دیا کرو اگرچہ بکری کا کھر ہو اس لیے کہ وہ دوستی کو پیدا کرتا ہے اور کینہ کو دور

کرتا ہے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے آپس میں تھہ دینے پر اگرچہ تھوڑی چیز کے ساتھ ہو اس لیے کہ زیادہ چیز ہر وقت میسر نہیں ہوتی تو جب تھوڑا آپس میں ملے گا تو بہت ہو جائے گا اور اس میں دوستی کا استحباب ہے اور ساقط کرنا ہے تکلف کا۔ (فتح)

۲۳۷۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عروہ کو کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے کہ تحقیق ہم ایک چاند کو دیکھتے تھے پھر دوسرے چاند کو اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند کو دیکھتے تھے یعنی دو مہینے کامل گذر جاتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھروں میں آگ نہ جلائی جاتی تھی یعنی بہ سبب تنگی رزق کے تو میں نے کہا اے خالہ تم کس چیز سے جیتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دو سیاہ چیزوں سے کھجور اور پانی سے گزارہ کرتے تھے مگر یہ کہ کچھ انصار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا دودھ عطا کیا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ دودھ ہم کو پلاتے تھے۔

۲۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْيسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنِ أُخْتِي إِنْ كُنَّا نَنْتَظِرُ إِلَى الْهَلَالِ ثُمَّ الْهَلَالِ ثَلَاثَةَ أَهْلَةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَهَ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتْ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَاقِبُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آبَائِهِمْ فَيَسْقِينَا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ دو سیاہ چیزیں تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے اور نہیں تو پانی کا کئی رنگ نہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ دوسفید چیزیں دودھ اور پانی اور سوائے اس کے نہیں کہ کھجور کو سیاہ کہا اس لیے کہ مدینے کی کھجوریں اکثر سیاہ ہوتی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ پانی اور کھجور کا ہونا تقاضہ کرتا ہے ان کے ہونے کے وصف فراخی کے ساتھ۔ اور حدیث کی چال چاہتی ہے اس کے کہ وہ تنگدست تھے اور گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبالغہ کیا بیچ وصف کرنے ان کے حال کو شدت تنگی کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس میں اصحاب دنیا کے قلیل ہونے میں اول امر میں اور اس میں ترک دنیا کی فضیلت ہے اور مقدم کرنا واحد کا فقیر کے لیے اور شریک ہونا اس چیز میں کہ ہاتھوں میں ہے اور اس میں جواز ذکر مرد کا ہے اس چیز کو کہ تھا اس میں تنگی سے بعد اس کے کہ فراخی کی اللہ نے اس پر اس کی نعمت کو یاد کرنے کے لیے تاکہ اس کا غیر بھی اس کی پیروی کرے۔ (فتح)

تھوڑے ہبہ کا بیان۔

بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْهَبَةِ.

۲۳۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے ہاتھ پاؤں کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ دعوت قبول کروں اور اگر بکری کا ہاتھ پاؤں مجھے تحفہ دیا جائے تو قبول کروں۔

۲۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ أَوْ كِرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ لِي ذِرَاعٌ أَوْ كِرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور اس کی مناسبت ترجمہ کے لیے بطریق اولیٰ ہے اس لیے کہ جب حضرت ﷺ اتنی تھوڑی چیز پر دعوت کو قبول کرتے تھے تو قبول کرنا آپ کا اس شخص سے کہ حاضر کرے آپ کے پاس یہ اولیٰ ہے۔

فائدہ: اور ہاتھ اور پاؤں کا ذکر خاص کیا گیا ہے تاکہ جمع کیا جائے حقیر اور خفیر کے درمیان اس لیے کہ ہاتھ آپ کو بہت پیارا تھا اور پھر کھر کی کچھ قیمت نہیں۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ اشارہ کیا ہے حضرت ﷺ نے فرن اور کراع کے ساتھ ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب دینے کی طرف اگرچہ کم ہوتا کہ نہ باز رہے باعث ہدیہ سے حقیر کے لیے ہونے چیز کے پس اس کی ترغیب دی کہ اس میں الفت ہے۔ (تح)

باب من استَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا۔ باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے یاروں سے کئی چیز ہبہ چاہے یعنی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ساتھ میرا حصہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ کوئی چیز ہو یا منفعت ہو جائز ہے بغیر کراہت کے بچ اس کے جب کہ جانے کہ وہ اپنے دلوں سے راضی ہیں۔ (تح)

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الا جاری میں گذر چکی ہے۔

۲۳۸۱۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کسی کو ایک مہاجر عورت کے پاس بھیجا اور اس کا ایک غلام تھا جو بڑھئی کا کام کرتا تھا اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہہ دے کہ ہمارے لیے لکڑیوں کا منبر بنا دے تو اس نے اپنے غلام کو حکم دیا سو وہ گیا اور گز کے درخت سے لکڑی کاٹ لایا اور حضرت ﷺ کے لیے منبر بنایا سو جب اس نے اس کو تمام کیا

۲۳۸۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مَرِي عَبْدُكَ فَيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا

تو اس عورت نے کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو تمام کر چکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بھیج دے تو لوگ اس کو لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو اٹھا کر رکھا جس جگہ کہ تم دیکھتے ہو۔

فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهُ مَنِيرًا
فَلَمَّا قَضَاهُ أُرْسِلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ فَجَاءُوا بِهِ
فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور اس میں ہبہ طلب کرنا حضرت ﷺ کا ہے عورت سے اس کے غلام کے منفعت کا۔ (فتح)

۲۳۸۲۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ کی راہ میں ایک دن منزل میں حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا اور حضرت ﷺ ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں غیر محرم تھا یعنی سال حدیبیہ کے تو لوگوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی اور انہوں نے چاہا کہ کاش کہ میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے پھر کر نظر کی تو میں نے اس کو دیکھا سو میں نے گھوڑے کی طرف اٹھ کر کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین باندھی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز سے مدد نہ کریں گے سو میں نے ان پر غصہ ہوا سو میں نے اتر کر ان کو لیا پھر میں سوار ہوا پھر میں نے جنگلی گدھا کو ڈانٹا یعنی ان پر حملہ کیا سو میں نے اس کو قتل کیا پھر میں اس کو لایا حالانکہ وہ مر گیا تھا پڑے اس حال میں کہ اس کو کھاتے تھے پھر انہوں نے شکایت کی اپنے کھانے میں اس کو اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے یعنی ان کو اس سے تردد ہوا سو ہم چلے اور میں نے اس کا ایک بازو اپنے

۲۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي
حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ
السَّلْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رَجَالٍ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا
وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ
فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحَشِيًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ
أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي بِهِ وَأَحْبَبُوا
لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ وَالتَّفْتُ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ
إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ
وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ
فَاوَلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ
لَا نَعِينُكَ عَلَيْهِ بَشِيءٌ فَغَضِبْتُ فَتَزَلْتُ
فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى

ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے سو میں نے کہا کہ ہاں سو میں نے آپ کو بازو دیا تو حضرت ﷺ نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو تمام کیا اور حالانکہ حضرت ﷺ احرام میں تھے۔

الْحِمَارُ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرْمٌ فَرُحْنَا وَخَبَّاتُ الْعُضْدَ مَعِيَ فَأَذَرَكُنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاولْتُهُ الْعُضْدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى نَفَذَهَا وَهُوَ مُحَرَّمٌ فَحَدَّثَنِي بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے اور تحقیق میں نے اس کو اس جگہ ذکر کیا ہے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کھاؤ اور مجھ کو کھلاؤ اور شاید کہ بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابن بطال نے کہا دوست سے بہتہ مانگنا بہتر ہے جب کہ معلوم ہو کہ اس کا دل اس سے خوش ہوگا سوائے اس کے نہیں کہ طلب کیا حضرت ﷺ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح قتادہ وغیرہ سے تاکہ انس دیں ان کو ساتھ اس کے اور دور کریں ان سے شبہ کو بچ توقف ان کے کرنے کے اس کے جواز میں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے۔ یعنی اور سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پانی پلا۔

بَابُ مَنْ اسْتَسْقَى وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِي.

فائدہ: یعنی پانی یا دودھ وغیرہ مانگے اس چیز سے کہ خوش ہو ساتھ اس کے نفس اس کا جس سے پانی وغیرہ مانگا۔ فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

۲۳۸۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس اس گھر میں آئے سو آپ نے دودھ مانگا سو ہم نے اپنی ایک بکر دھوئی پھر میں نے اس میں اپنے اس کنویں کا پانی ملایا پھر میں نے آپ کو دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں طرف تھے

۲۳۸۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو طَوَالَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَانَا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے اور ایک دیہاتی آپ کی بائیں طرف تھا سو جب حضرت ﷺ پینے سے فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت ﷺ نے اپنا جوشہا دیہاتی کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف کے لوگ مقدم ہیں خبردار ہو پس دائیں طرف سے شروع کیا کرو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَارِنَا هَذِهِ فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَا ثُمَّ شَبْتُهُ مِنْ مَاءٍ بَثَرْنَا هَذِهِ فَأَعْطَيْتُهُ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ تَجَاهَهُ وَأَعْرَابِي عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضَلَّهُ ثُمَّ قَالَ الْإِيمَنُونَ الْإِيمَنُونَ إِلَّا فَيَمِنُوا قَالَ أَنَسُ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے دودھ مانگا اور مفعول کے حذف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزوں کا یہی حکم ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وجہ سے کہ تھا اچھا لگتا حضرت ﷺ کو دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں۔ اور اس میں جواز طلب کرنا اعلیٰ کا ہے ادنیٰ سے وہ چیز کہ ارادہ کرے اس کا کھانے کی چیز اور پینے کی چیز سے جب کہ مطلوب منہ کا جی اس سے خوش ہو اور نہیں شمار کیا جاتا یہ سوال مذموم سے یعنی اس کی شرع میں مذمت آچکی ہے۔

باب ہے بیان میں قبول کرنے ہدیہ شکار کے۔ یعنی قبول کیا حضرت ﷺ نے ابوقادہ سے بازو شکار کا۔

بَابُ قَبُولِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ وَقَبْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ عَصَدَةَ الصَّيْدِ.

فائدہ: اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

۲۳۸۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہر ان میں ایک خرگوش بھگایا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑے پس تھک گئے سو میں نے اس کو پایا تو میں اس کو پکڑ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور اس کا ایک کولہ یا دونوں رانیں حضرت ﷺ کے پاس بھیجیں سو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا۔ میں نے کہا حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تھا اس نے کہا اور حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تھا پھر اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے

۲۳۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْبَابًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَفَبُوا فَأَذَرَكْنَاهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ فِخْذَيْهَا قَالَ لَفِخْذَيْهَا لَا بَشَكٍ فِيهِ فَقَبِلَهُ قُلْتُ وَأَكَلَ مِنْهُ

قَالَ وَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ قِيلَةٍ: اس کو قبول کیا تھا یعنی پہلے کہا کہ کھایا تھا پھر کہا کہ اس کو قبول

کیا تھا پس کھانے میں شک کیا اور قبول کرنے میں جزم کیا۔

فائدہ: مراظہر ان نام ہے ایک نالے معروف کا جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کا ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۵۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت ﷺ کے لیے تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ابویادان میں تھے تو حضرت ﷺ نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت ﷺ نے اس کے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ خبردار ہو ہم نے نہیں پھیرا اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

۲۳۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ صَعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا لِي وَجْهَهُ قَالَ أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ.

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے مفہوم قول اس کے کا ہے کہ نہیں پھیرا ہم نے اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر حضرت ﷺ محرم نہ ہوتے تو اس کو قبول کرتے اور تحقیق گزر چکی ہے شرح اس کی حج میں اور اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ نہیں حلال ہے ہدیہ سے۔ (فتح) باب قبول الہدیۃ۔ باب ہے قبول کرنے ہدیہ کے۔

فائدہ: اور یہ ترجمہ بہ نسبت ترجمہ قبول ہدیہ شکار کے عام ہے بعد خاص کے۔

۲۳۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق لوگ قصد کرتے ساتھ ہدیوں اپنے کے دن باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چاہتے تھے ساتھ اس کے رضامندی رسول ﷺ کی یعنی اس لیے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔

۲۳۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْتُهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَتَغَوْنَ بِهَا أَوْ يَتَغَوْنَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

۲۳۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ۲۳۸۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حنیہ ابن

عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے پنیر اور روغن زیتون کا اور کئی گوہیں بھی ہوئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تحفہ بھیجی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پنیر اور روغن سے کھایا اور گوہ کو نہ کھایا کراہت کی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دسترخوان پر گو کھائی گئی اور اگر حرام ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

جَعْفَرُ بْنُ إِيسَى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَتْ أُمُّ حَفِيدٍ خَالَתُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَصْبًا فَأَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقْدَرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَكَلَ عَلَى مَا نَذَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أَكَلَ عَلَى مَا نَذَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ استدلال صحیح ہے تقریر کی جہت سے یعنی اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو برقرار رکھا۔

۲۳۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پس کوئی کھانا آتا تھا تو اس سے پوچھتے تھے کہ کیا ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ پس اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے کہ کھاؤ اور آپ نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھانے میں جلدی شروع کرتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔

۲۳۸۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيَْادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهْدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ کا قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ ہوا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔

۲۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا هُدْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ تَصَدَّقْ عَلَى بُرَيْرَةَ قَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے یہ قول ہے ہُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ حرمت تو فقط صفت پر ہے نہ ذات پر اور باقی شرح اس کی کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

۲۳۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے خریدنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ انہوں نے اس کے دلا کی شرط کی تو کسی نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ ملا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔ اور اختیار دیا گیا اس کو سابق نکاح میں خواہ رکھے خواہ نہ کر دے۔

۲۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ وَأَنَّهُمْ اشْتَرَطُوا وَلَائَهَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَأَعْقِبِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهِدَى لَهَا لَحْمٌ فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا تَصَدِّقٌ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ وَخَيْرَتْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ قَالَ شُعْبَةُ سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ عَنْ زَوْجِهَا قَالَ لَا أَدْرِي أَحْرٌ أَمْ عَبْدٌ.

۲۳۹۱۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں مگر کچھ کھانا جس کو ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا اس بکری سے جو آپ نے اس کو صدقہ سے بھیجی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ بکری اپنے مقام کو پہنچ چکی یعنی دور ہوا اس سے حکم صدقہ حرام کا مجھ پر اور میرے لیے حلال ہوئی۔

۲۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ أُمُّ عَطِيَّةٍ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثَتْ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ صدقہ کا مال اس لیے نہ کھاتے تھے کہ وہ لوگوں کا میل ہے اور یہ برخلاف ہدیہ کے ہے اس لیے کہ عادت جاری ہے ساتھ بدلہ دینے کی اس پر اور اسی طرح تھا شان اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اپنے مقام کو پہنچ چکی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ میں جائز ہے تصرف فقیر کا جس کو ملا بیع اور ہدیہ وغیرہ کے ساتھ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر صدقہ حرام نہیں جیسا کہ حضرت ﷺ پر حرام ہے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا ہدیہ قبول کیا باوجود اس کے علم کے کہ وہ تھا صدقہ ان دونوں پر اور گمان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ رہنا حکم کا ساتھ اس کے اس پر۔ اسی لیے اس کو حضرت ﷺ کے آگے نہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کے جاننے کی وجہ سے کہ صدقہ حضرت ﷺ پر حلال نہیں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس فہم پر لیکن بیان کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کہ حکم صدقہ کا اس سے پھر گیا ہے پس حضرت ﷺ کے لیے یہی حلال ہوا۔ اور استنباط کیا جاتا ہے کہ اس قصے سے جواز رجوع کرنا صاحب دین کا فقیر سے اس چیز میں کہ دی ہے اس کو زکوٰۃ سے ہو بہو اور یہ کہ جائز ہے عورت کو کہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے۔ اگرچہ اس پر خرچ کرتا ہو اس سے اس پر۔ اور یہ سب اس میں ہے جس میں کوئی شرط نہ ہو۔

تنبیہ: یہاں شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ جمع کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا ہے بیچ حدیث میں عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اس لیے کہ دونوں کا شان ایک ہے اور تحقیق حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم کروایا ہر ایک میں دونوں سے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ تحقیق صدقہ جب قبض کرے اس کو وہ شخص جس کو اس کا لینا حلال ہے پھر اس میں تصرف کرے تو اس سے حکم صدقہ کا دور ہو جاتا ہے اور جائز ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو حرام یہ کہ لے اس سے جب کہ ہدیہ دیا جائے اس کو یا بیچا جائے پس اگر ایک دوسرے سے مقدم ہوتا تو البتہ بے پرواہ کرتا یہ حکم کے اعادہ ذکر سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں جائز ہونے فعل اس شخص کے جو اپنے یار کی طرف تحفہ بھیجے اور قصد کرے باری بعض بیویوں اس کی کے سوائے بعض کے۔ یعنی بعض کو معین کر رکھے بایں طور کہ جس دن وہ یار ان کے پاس ہو اس دن اپنے یار کے پاس تحفہ بھیجے اور جس دن وہ یار ان کے سوائے کسی اپنی اور بیوی کے پاس ہو تو اس دن اس کے پاس تحفہ نہ بھیجے۔

بَابُ مَنْ أَهْدَىٰ إِلَىٰ صَاحِبِهِ وَتَحَرَّىٰ
بَعْضُ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ.

ساتھ ہدیوں اپنے کے میری باری کے دن کو یعنی جس دن حضرت ﷺ میرے پاس ہوتے تھے اس دن لوگ آپ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میری سہیلیاں جمع ہوئیں سو میں نے حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی قول ان کا تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا۔

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمِي وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّ صَوَاحِبِي اجْتَمَعْنَ فَلَذَكَّرْتُ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا.

فائدہ: یہ روایت پوری اس طرح ہے کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے ہدیوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن یعنی ان کی باری کے دن حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے سو میری سہیلیاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور اس کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کہہ دے کہ لوگوں کو فرمائیں کہ تحفے بھیجا کریں آپ کے لیے جس جگہ کہ آپ ہوں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے کہہ دی سو منہ پھیرا مجھ سے حضرت ﷺ نے جب حضرت ﷺ میرے پاس سے پھرے تو میں نے پھر آپ سے کہا تو پھر بھی حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ (فتح)

۲۲۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبُ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسُودَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبَ الْهَدِيَّةِ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

۲۳۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہ بیبیاں دو گروہ تھیں سو ایک گروہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی بیویاں تھیں اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے سو جب کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی تھی کہ اس کو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہتا تھا تو اس میں تاخیر کرتا تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتے تھے تو ہدیہ والا اس کو حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے کلام کیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کلام کر کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ جو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہے تو چاہیے کہ آپ کی طرف تحفہ بھیجا کریں جس جگہ کہ آپ ہوں اپنی عورتوں سے یعنی جس بیوی کے پاس حضرت ﷺ ہوں لوگ وہیں تحفہ بھیجا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ
فَكَلَّمَهُ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِمِي
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ
النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً
فَلْيُهِدْهُ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بَيُوتِ نِسَائِهِ
فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئاً
فَسَأَلَتْهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِي شَيْئاً فَقُلْنَ لَهَا
فَكَلِمِهِ قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِينَ دَارَ إِلَيْهَا
أَيْضاً فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئاً فَسَأَلَتْهَا فَقَالَتْ
مَا قَالَ لِي شَيْئاً فَقُلْنَ لَهَا كَلِمِهِ حَتَّى
يُكَلِّمَكَ فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا
تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي
وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةُ قَالَتْ
فَقَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ
إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللَّهُ الْعَدْلَ فِي بَيْتِ
أَبِي بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بَنِيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا
أُحِبُّ قَالَتْ بَلَى فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرْتَهُنَّ
فَقُلْنَ ارْجِعِي إِلَيْهِ فَابْتَ أَنْ تَرْجِعَ فَأَرْسَلْنَ
رَبِيبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاتَتْهُ فَأَعْلَظَتْ وَقَالَتْ
إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللَّهُ الْعَدْلَ فِي بَيْتِ
أَبِي قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتَّى

کریں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تخصیص نہ کریں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
حضرت ﷺ سے کلام کیا جو کچھ کہ انہوں نے کہا تو
حضرت ﷺ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا تو بیویوں نے اس
سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ﷺ نے مجھ کو تمہاری
بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ تو بیویوں نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ
سے کہو اس کے پاس پھر آئے تو اس نے حضرت ﷺ سے پھر
کہا تو حضرت ﷺ نے پھر بھی اس کو کچھ جواب نہ دیا بیویوں
نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے
مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ پھر
حضرت ﷺ سے کہہ یہاں تک کہ تجھ سے کلام کریں سو
جب حضرت ﷺ پھر اس کے پاس آئے اس نے
حضرت ﷺ سے پھر کہا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ
مجھ کو ایذا نہ دے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس لیے کہ تحقیق کبھی
وحی نہیں آئی اور حالانکہ میں کسی عورت کے کپڑے میں ہوں مگر
عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے میرے پاس
وحی نہیں آئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت ﷺ میں آپ کی
ایذا سے اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں پھر بیویوں نے
حضرت ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کو حضرت ﷺ
کے پاس بھیجا اس حال میں کہ حضرت ﷺ آپ کی بیویاں
آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں عدل چاہتی ہیں سو
فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کلام کیا تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو نہیں چاہتی جو میں چاہتا ہوں؟
فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیوں نہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی طرف پھر
آئی اور ان کو خبر دی تو بیویوں نے کہا کہ تو حضرت ﷺ کے
پاس پھر جا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر جانے سے انکار کیا پھر بیویوں

نے زینب رضی اللہ عنہا کو جو حضرت ﷺ کی بیوی تھی حضرت ﷺ کے پاس بھیجا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تو انہوں نے حضرت ﷺ کے سامنے بہت سخت باتیں کیں اور کہا کہ آپ کی بیبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں آپ سے عدل اور انصاف چاہتی ہیں تو زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز بلند کی یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھیڑا اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں سوان کو برا کہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے تھے کہ کیا کلام کرتی ہے یا نہیں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام کیا یعنی زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دینا شروع کیا اس حال میں کہ زینب رضی اللہ عنہا پر رد کرتی تھیں یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا کو چپ کروایا یعنی جواب میں بند کیا تو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے یعنی ایسی ویسی نہیں جو ایک کی جواب وہی نہ کر سکے یعنی جیسے اس کا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسے ہی وہ بھی دانا اور خوش تقریر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کے لیے پروانگی چاہی۔

تَنَاولَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّهَا حَتَّى إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ إِلَيَّ عَائِشَةُ هَلْ تُكَلِّمُ قَالَ فَتَكَلَّمْتُ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلَيَّ زَيْنَبَ حَتَّى أَسْكَنْتَهَا قَالَتْ فَظَنَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ عَائِشَةُ وَقَالَ إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ الْبُخَارِيُّ الْكَلَامُ الْآخِرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ يُذَكِّرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَالَ أَبُو مَرْوَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهِدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنْتُ فَاطِمَةَ.

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔ اور یہ کہ نہیں حرج ہے مرد پر بعض بیویوں کے مقدمہ کرنے میں تجھے کے اور صرف لازم تو عدل رات رہنے اور نفقہ میں اور ان کی طرح کی لازم چیزوں میں ہے۔ امور لازم میں اسی طرح تقریر کی ہے اس کی ابن بطلان نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس کے ساتھ کہ حضرت ﷺ نے خود یہ کام نہیں کیا بلکہ یہ کام تو ان لوگوں نے کیا تھا جو ان کے پاس تجھے بھیجا کرتے تھے اور وہ اس میں مختار تھے اور حضرت ﷺ نے تو ان کو اس لیے منع نہ کیا کہ نہیں ہے کمال اخلاق سے یہ کہ تعرض کرے کوئی آدمی لوگوں کی طرف اس کی مثل کے ساتھ اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے تعرض کرنے سے ہدیے کے لیے اور نیز جو شخص کہ تحفہ بھیجتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تو گویا کہ مالک کیا اس شخص نے ہدیہ کو شرط کے ساتھ اور مالک کرنا پیروی کی جاتی ہے اس میں تجھ مالک کی باوجود کہ جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ تحفہ میں سب بیویوں کو شریک کرتے

تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی تھی، رغبت کرنی تھہ ہونے کی وجہ سے کہ پہنچاتا تھا ان کی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور اس حدیث میں قصد کرنا، لوگوں کا ہے تحفوں کے ساتھ خوشی کے مواقع پر اور اس کی جگہوں کو تاکہ اس سے مہدی الیہ کی خوشی زیادہ ہو اور اس میں جواز شکایت اور توسل کا ہے بیچ اس کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی اس پر حضرت ﷺ کی بیویاں خوف کرنے سے اور حیا سے حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ پیغام بھیجا انہوں نے آپ کو لوگوں میں زیادہ تر عزت والی کے ذریعے آپ کے پاس یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے۔ اور اس میں ان کے فہم کی تیزی ہے اور ان کا پھرنا ہے حق کی طرف اور کھڑا ہونا ان کا نزدیک اس کے اور اس میں جرات کرنی نذیب کی ہے حضرت ﷺ پر اس لیے کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا نذیب کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیغام لانے والی تھی بخلاف نذیب کے کہ وہ ان کی شریک تھی اس میں بلکہ ان کی سردار تھی اس لیے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہلی مرتبہ اس نے ہی بھیجا تھا پھر خود آئیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ حضرت ﷺ پر قسم یعنی باری مقرر کرنا واجب تھا اور یہ بحث کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ۔ بیان ہے اس چیز کا کہ نہیں روکی جاتی ہدیہ سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ ان کو نہ واپس کیا جائے تکیہ اور تیل اور دودھ اور ترمذی نے کہا کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ خوشبو اس وجہ سے نہیں پھیری جاتی کہ وہ لازم ہے فرشتوں کی مناجات کے لیے۔ اسی لیے حضرت ﷺ لہسن وغیرہ نہ کھاتے تھے میں کہتا ہوں اگر اس میں یہی سبب ہوتا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس تحقیق انس رضی اللہ عنہ نے پیروی کی اس کے ساتھ اس میں اور تحقیق وارد ہوئی ہے اس کے پھیرنے کی نہی مقرون بیان حکمت کے اس میں چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کے سامنے خوشبو کی جائے وہ اس کو نہ واپس کرے اس لیے کہ اس کا بوجھ ہلکا ہے اور اس کی خوشبو عمدہ ہے۔ (فتح)

۲۳۹۴۔ عزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ثمامہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو اس نے مجھ کو خوشبو دی کہا اس نے کہ تھے انس رضی اللہ عنہ نہ پھیرتے خوشبو کو اور انس رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ تھے حضرت ﷺ نہ پھرتے خوشبو کو۔

۲۳۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَوَّلَنِي طِيبًا قَالَ كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يُرَدُّ الطِّيبَ قَالَ وَرَعِمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُرَدُّ الطِّيبَ۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْهَبَةَ الْعَائِبَةَ جَائِزَةً

۲۳۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا
الْليُّثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَمُرْوَانَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدُ
هَوَازِنَ قَامَ لِي النَّاسِ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا
هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ
جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرَدَ إِلَيْهِمْ
سَبِيْهِمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ ذَلِكَ
فَلْيَقْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ
حَتَّى نَعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا
فَقَالَ النَّاسُ طَيِّبًا لَكَ.

جو بہہ غائب کو جائز رکھتا ہے
۲۳۹۵۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قوم ہوازن کے ایچی آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
لوگوں میں کھڑے ہوئے اور تعریف کی اللہ کہ جو اس کے لائق
ہے پھر فرمایا اے پر حمد اور صلوة کے بعد پس تحقیق تمہارے
بھائی آئے مسلمان ہو کر اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے
قیدی ان کو پھیر دوں پس جو تم میں سے چاہے کہ خوشی سے
قیدی پھیر دے تو چاہیے کہ کرے اور جو چاہے کہ اپنے حصے پر
بنار ہے یہاں تک کہ دیں ہم اس کو عوض اس کا اول اس چیز
سے کہ انعام کرے اللہ اوپر ہمارے غنیمت سے تو چاہیے کہ
کرے تو لوگوں نے کہا تحقیق خوش ہوئے ہم ساتھ اس کے
یعنی پھیر دینے قیدیوں کو۔

فائدہ: اور مراد یہاں آپ کا یہ کلام ہے کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو لوٹا دوں سو جو تم میں سے خوشی
سے قیدی لوٹانا چاہے تو وہ لوٹا دے۔ پس تحقیق حدیث کے آخر میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے ساتھ راضی
ہوئے پس اس میں ہے کہ انہوں نے بہہ کیا اس چیز کو کہ غنیمت لائے تھے قیدیوں سے تقسیم کرنے سے پہلے۔ اور یہ
غائب کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُكَافَاةِ فِي الْهَبَةِ.

بہہ کا بدلہ دینا۔

فائدہ: اور بہہ سے مراد عام معنی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے اس کی وضاحت کی ہے۔

۲۳۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قبول
کرتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔

۲۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ
يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُشِيبُ
عَلَيْهَا. لَمْ يَذْكُرْ وَكِيعٌ وَمُحَاضِرٌ عَنْ
هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: اور استدلال کیا ہے کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ ہدیہ کا بدلہ دینا واجب ہے جب کہ مطلق چھوڑے دینے والا اور ہو اس شخص سے کہ طلب کرتا ہے اس کی مانند ثواب کو فقیر کی مانند مال دار کے لیے بخلاف اس چیز کے کہ بخشے اس کو اعلیٰ ادنیٰ کے لیے۔ اور وجہ دلالت کی اس سے حضرت ﷺ کی مواعبت ہے۔ اور معنی کے اعتبار سے جو ہدیہ دیتا ہے وہ قصد کرتا ہے کہ اس کو اس سے زیادہ ہدیہ ملے پس نہیں اقل ہے اس سے کہ اپنے ہدیہ کی مانند دیا جائے اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا اور جدید قول اس کا مانند حنفیہ کے ہے کہ ثواب کے لیے باطل ہے منقہ نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ بیع ہے مجہول قیمت کے ساتھ اور نیز اس لیے کہ موضوع ہبہ کا احسان ہے پس اگر ہم اس کو باطل کریں تو ہوگا معاوضہ کے معنی میں۔ اور تحقیق فرق کیا ہے شارع اور عرف نے بیع اور ہبہ کے درمیان پس جو عوض کے مستحق ہے وہ بیع ہے بخلاف ہبہ کے۔ اور بعض مالکیہ نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ کہ ہبہ نہ تقاضا کرتا ہو ثواب کا ہرگز تو البتہ صدقہ کے معنی میں اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس اکثر حال اس شخص کے سے جو ہدیہ دیتا ہے یہ ہے کہ وہ بدلہ چاہتا ہے خاص کر جب کہ وہ فقیر ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بابُ الْهَبَةِ لِلْوَلَدِ وَإِذَا أُعْطِيَ بَعْضُ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجْزُ حَتَّى يْعُدَلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطَى الْآخَرِينَ مِثْلَهُ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اْعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطِيَّتِهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالٍ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَتَعَدَّى وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ أَصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے کے لیے اپنی اولاد کے اور جب اپنی بعض اولاد کو کچھ چیز بطور ہبہ کے دے تو نہیں جائز ہے یہاں تک کہ ان کے درمیان برابری کرے اور دوسرے کو اس کے برابر دے اور نہ کوئی اس پر گواہ ہو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو۔ اور کیا باپ کو جائز ہے کہ اپنے ہبہ میں رجوع کرے۔ یعنی اور باب بیان میں اس چیز سے کہ کھائے اپنی اولاد کے مال سے موافق دستور کے اور نہ حد سے بڑھے۔ یعنی اور خریدا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پھر وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیا اور فرمایا کہ کہ ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: یہ باب چار حکموں پر شامل ہے اور ہبہ ہے اولاد کے لیے اور سوائے اس کے نہیں کہ باب باندھا ہے اس کے ساتھ تاکہ دور ہو اشکال اس شخص کا جو حدیث مشہور کے ظاہر کو لیتا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اس لیے کہ جب اولاد کا مال اپنے باپ کا ہو تو پس اگر باپ اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز ہبہ کرے تو ہوگا گویا کہ اس نے اپنی جان کو ہبہ کیا۔ پس ترجمہ باب میں اشارہ ہے ضعیف ہونے کی طرف حدیث مذکور کے یا تاویل کی طرف اور یہ حدیث

بوجہ کثرت طرق کے قوت پاتی ہے اور جائز ہے استدلال کرنا اس کے ساتھ پس متعین ہے اس کی تاویل اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو اور یہ مسئلہ مختلف فیہ مسئلوں سے ہے کما سیاتی۔ اور باب کی حدیث نعمان حجت ہے اس کے لیے کہ جو برابری کرنے کو واجب کہتا ہے۔ اور تیسرا حکم رجوع کرنا والد کا ہے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اپنی اولاد کو اور یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے بعضوں نے صدقہ اور ہبہ میں فرق کیا ہے پس نہ رجوع کرے صدقہ میں اس لیے کہ مقصود اس سے آخرت کا ثواب ہے اور باب کی حدیث ظاہر ہے جواز میں کما سیاتی ایضا اور گویا کہ یہی اشارہ ہے حدیث کی طرف کہ نہیں حلال کسی مرد کے لیے کہ کوئی چیز دے یا کچھ ہبہ کرے پھر اس میں رجوع کرے مگر باپ اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو دے روایت کی یہ حدیث ابو داود وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں چوتھا کھانا باپ کا ہے اپنی اولاد کے مال سے دستور کے موافق ابن نمیر نے کہا کہ اس مسئلے کو نکالنا باب کی حدیث سے خفا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب باپ کو بالا اتفاق جائز ہے یہ کہ اپنی اولاد کے مال سے کھائے جب کہ محتاج ہو اس کی طرف تو رجوع کرنا اس کا اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو ہبہ کرے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: یہ پوری حدیث کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے اونٹ کو ہبہ کرے تو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی طرف جلدی کرتے لیکن اگر وہ کرتے تو نہ ہوتا عدل عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے درمیان پس اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا پھر وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا اور مہلب نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں لازم ہے اس چیز میں برابری کرنی کہ ہبہ کرے اس کو باپ کے علاوہ کسی اور کی اولاد کو۔ (فتح)

۲۳۹۷۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا باپ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور کہا کہ تحقیق میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام بخشا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی سب اولاد کو اس کے برابر دیا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس اس کو پھیر دے۔

۲۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهِمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلْ وَلَدَكَ نَحَلْتُ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ.

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ نعمان کو اس کے باپ نے غلام بخشا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ باغ بخشا تھا تو ابن خبان نے اس میں تطہیق دی ہے کہ یہ دو واقعات ہیں ایک تو نعمان کے پیدا ہونے کے وقت تھا اور اس وقت ہبہ

باغ تھا اور دوسرا نعمان کے بڑے ہونے کے بعد تھا اور اس وقت ہبہ غلام تھا اور اس تطبیق میں کچھ ڈرنیسی لیکن اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ بعید ہے کہ بشیر اپنی جلالت کے باوجود بھول جائے حکم کو اس مسئلہ میں تا کہ حضرت ﷺ کی طرف پھر آئے اور آپ کو دوسرے ہبہ پر گواہ کرے بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار فرمایا کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور جائز رکھا ہے ابن حبان نے کہ بشیر نے پہلے حکم کے منسوخ ہونے کا گمان کیا ہوگا۔ اور احتمال ہے کہ پہلے حکم کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہو یا گمان کیا ہو کہ نہیں لازم آتا باغ میں منع ہونے غلام میں اس لیے کہ باغ کی قیمت اکثر اوقات زیادہ ہوتی ہے غلام کی قیمت سے۔ پھر ظاہر ہوئی میرے لیے تطبیق جو کہ اس خوشی سے سلامت رہتی ہے اور نہیں محتاج ہوتی جواب کی اور وہ یہ ہے کہ عمرہ نعمان کی ماں جب باز رہی اس کی پرورش سے مگر یہ کہ اس کو خاص کوئی چیز ہبہ کرے تو بشیر نے اس کو باغ ہبہ کیا اس کے دل کو خوش کرنے کے لیے پھر اس کو پتہ چلا تو اس نے اس میں رجوع کیا کیونکہ نہیں قبض کیا تھا اس کو اس سے کسی غیر نے تو عمرہ نے پھر ہبہ چاہا تو بشیر نے اس کو ایک دو سال تک تاخیر دی پھر اس کا دل خوش ہوا کہ باغ کے بدلے اس کو غلام بخشے اور عمرہ اس کے ساتھ راضی ہو گئی مگر اس نے خوف کیا کہ پہلے کی طرح اس کو یہی نہ پھیر لے تو پھر عمرہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اس پر گواہ کرادہ کرتے اس کے ساتھ ہبہ کو ثابت کرنے کا اور یہ کہ اسن میں ہو اس میں رجوع کرنے سے اور ہوگا آنا حضرت ﷺ کی طرف آنا ایک بار اور وہ دوسری بار ہے۔ اور غایت یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس کو یاد رکھا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تجھ کو اچھا لگتا ہے کہ سب فرزند تجھ سے سلوک کریں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان دینے میں برابری کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھے سلوک میں برابری کریں اور ایک روایت میں ہے کہ میرے غیر کو اس پر گواہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ مگر یہ کہ تو ان میں برابری کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں گواہ ہوتا میں ناحق پر۔ اور ان تمام مختلف الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ تمسک کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے کہ واجب کرتا ہے اولاد میں برابری کو اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے بخاری نے اور یہی ہے قول طاؤس اور ثوری اور احمد اور اسحق کا اور وہ قائل ہیں اس کے بعض مالکیہ پھر مشہور ان لوگوں سے یہ ہے کہ یہ ہبہ باطل ہے اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہے اور واجب ہے کہ اس سے پھر جائے۔ اور اس سے ہے کہ جائز ہے کم و بیش دینا اگر ہو اس کے لیے کوئی سبب مانند اس کی کہ محتاج ہو بیٹا اپنی ضمانت کے لیے اور قرض دینے کے یا مانند اس کی سوائے باقی اولاد کے۔ اور ابو یوسف نے کہا کہ واجب ہے برابری کرنی اگر قصد کرے ساتھ تفصیل کے ضرر دینے کا۔ اور جہور کا مذہب یہ ہے کہ اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرنی مستحب ہے اور اگر بعض کو زیادہ دے تو صحیح مگر مکروہ ہے۔ اور مستحب ہے جلدی کرنی برابری کی طرف یا رجوع کی طرف سو جہور نے امر کو استحباب پر محمول کیا ہے اور نہی کو تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی

دلیل یہ ہے کہ وہ مقدمہ واجب کا ہے اس لیے کہ رحم کا کرنا اور نافرمانی کرنا دونوں حرام ہیں۔ پس جوان کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوگا اور بعضوں کا زیادہ دینا ان کی طرف پہنچاتا ہے۔ پھر برابری کی صفت میں اختلاف ہے پس کہا محمد بن حسن اور احمد اور اسحق اور بعض شافعیہ اور مالکیہ نے کہ برابری یہ ہے کہ مرد کو دو اور عورت کو ایک حصہ دے وراثت کی طرح۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس کے ساتھ کہ یہی حصہ اس کا ہے اس مال سے اگر باقی چھوڑتا اس کو ہبہ کرنے والا اپنے ہاتھ میں یہاں تک کہ مرجاتا اور ان کے سوا اور لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ہے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق۔ اور ظاہر امر برابری کرنے کا شاہد ہے ان کے لیے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو البتہ عورتوں کو فضیلت دیتا اور روایت کی یہ حدیث بیہقی وغیرہ نے اور اس کی سند حسن ہے۔ اور جو برابری کے امر کو استحباب پر محمول کرتا ہے اس نے نعمان کی حدیث کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ بشیر نے اپنے بیٹے نعمان کو اپنا سب مال دے دیا تھا اس لیے حضرت ﷺ نے اس کو منع کیا تھا پس نہیں ہے اس میں حجت زیادہ دینے کی ممانعت پر۔ حکایت کیا ہے ابن عبد العزیز نے مالک سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے نعمان کی حدیث کی بہت طریقے تصریح کرتے ہیں اس کے ساتھ کہ کچھ مال بخشا تھا۔ اور قرطبی نے کہا کہ سب تاویلوں سے بعید تر یہ تاویل ہے کہ نبی تو صرف اس شخص کو شامل ہے جو اپنا سارا مال اپنی بعض اولاد کو ہبہ کر دے جیسا کہ سحون کا مذہب ہے۔ اور شاید کہ اس نے نہیں سنا لفظ حدیث میں کہ مویوب غلام تھا اور یہ کہ اس نے اس کو ہبہ کیا تھا جب کہ اس کی ماں نے اس کے مال کے بعض سے ہبہ چاہا اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور مال تھا، دوم یہ کہ ہبہ مذکورہ بھی جاری نہیں ہوا اور سوائے اس کے نہیں بلکہ بشیر تو حضرت ﷺ مشورہ کرنے کے لیے آیا تھا تو حضرت ﷺ نے اشارہ کیا کہ ایسا نہ کر۔ حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور باب کی حدیث کے اکثر طرق میں وہ چیز ہے کہ اس کو رد کرتی ہے، سوم یہ کہ نعمان بڑا تھا اور اس نے مویوب کو قبض نہ کیا تھا پس جائز ہوا باپ کے لیے اس سے رجوع کرنا ذکر کیا اس کو طحاوی نے اور یہ بھی خلاف ہے چیز کا کہ حدیث باب کے اکثر طرق میں ہے خاص کر حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ اس کو پھیر لے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے مقدم ہونے پر وقوع قبض کے اور جس کے ساتھ روایات غالب ہیں کہ نعمان چھوٹا تھا اور اس کا باپ قابض تھا اس کے لیے اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے پس حکم کیا حضرت ﷺ نے پھیر لینے کے ساتھ ہبہ مذکور کے بعد اس کے کہ تھا حکم مقبوض میں، چہارم یہ کہ حضرت کا قول کہ اس کو پھیر لے دلیل ہے صحت پر اور اگر ہبہ صحیح نہ ہوتا تو رجوع بھی صحیح نہ ہوتا اور سوائے اس کے نہیں اس کو رجوع کرنے کے لیے حکم اس کے ساتھ کہ باپ کو جائز ہے کہ یہ کہ رجوع کرے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اس کو اپنی اولاد کے لیے اگرچہ افضل خلاف اس کا ہے لیکن استحباب برابری کرنے کا رائج ہے اس پر۔ پس اسی لیے اس کو اس کا حکم کیا اور اس استدلال میں نظر ہے اور

ظاہر یہ بات ہے کہ ارجع کے معنی یہ ہیں کہ نہ جاری کر ہیہ مذکورہ کو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا صحت ہیہ کا بنم یہ کہ حضرت ﷺ کا قول کہ وَأَشْهَدُ عَلَىٰ هَذَا غَيْرِي یعنی گواہ کر اس پر میرے علاوہ کسی کو اجازت ہے شاہد بنانے کے لیے اس پر اور حضرت ﷺ اس سے اس لیے باز رہے کہ آپ امام تھے اور گویا کہ آپ نے کہا کہ میں گواہ نہیں ہوتا اور اس لیے کہ امام کی یہ شان نہیں کہ گواہ ہو اس کی شان تو یہ ہے کہ حکم کرے اس کو طحاوی نے حکایت کیا ہے اور راضی ہو اس کے ساتھ ابن قنار اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا امام کے ہونے سے کہ نہیں اس کی شان سے گواہ ہونا یہ کہ باز رہے شہادت کے اٹھانے سے اور نہ اس کے ادا کرنے سے جب کہ اس پر متعین ہو اور تحقیق تصریح کی ہے محبت پکڑنے والے نے اس کے ساتھ کہ امام جب شہادت دے بعض نوابوں کے نزدیک تو جائز ہے۔ اور رہا یہ قول اس کا کہ قول حضرت ﷺ کا گذارہ کر صیغہ اجازت کا ہے تو اس طرح نہیں بلکہ وہ ڈانٹ کے لیے ہے اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر باقی لفظ حدیث کے۔ اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے جمہور نے اس کی جگہ میں اور ابن حبان نے کہا کہ اشہد امر کا صیغہ ہے اور اس سے مراد جواز کی نفی کرنی۔ ششم تمسک ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ إِلَّا سَوَّيْتُ بَيْنَهُمَا یعنی میں گواہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ تو ان کے درمیان برابری کرے اس پر کہ مراد امر کے استحباب ہے اور نہی کے ساتھ تنزیہ اور یہ جواب خوب ہے اگر نہ ہوتا وارد ہونا ان زیادہ لفظوں کا اس لفظ پر خاص کر کہ یہ روایت بعینہ امر کے صیغہ کے آچکی یعنی ایک روایت میں امر کا صیغہ آچکا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان کے درمیان برابری کر۔ ہفتم یہ کہ مسلم میں ابن سیرین سے وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ محفوظ نعمان کی حدیث میں قَارِبُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ ہے نہ سَوَّوْا یعنی اپنی اولاد کے درمیان نزدیکی کرو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مخالفین مقاربت کو واجب نہیں کہتے جب کہ برابری کرنے کو واجب نہیں کہتے۔ ہشتم تشبیہ ہے جو واقع ہے بیچ تسویہ کے درمیان ان کے ساتھ تسویہ کے درمیان ان کے بیچ نیکی کرنے ماں باپ کے قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر مندب اور استحباب کے لیے ہے۔ لیکن عدم تسویہ کو ظلم کہنا اور مفہوم آپ کے قول سے کہ میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر وجوب کے لیے ہے یا اس کے برخلاف پر دلالت کرتا ہے اور تشبیہ دینے کی روایت کے آخر میں کہا کہ نہیں ہے درست اس وقت۔ نہم عمل دونوں خلیفوں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت ﷺ کے بعد قرینہ ظاہر ہے اس میں کہ امر مندب کے لیے ہے ان کا یہ عمل مالک اور طحاوی نے اور جواب دیا ہے اس سے عروہ نے اس کے ساتھ کہ اس کے بھائی اس کے ساتھ راضی تھے۔ دہم یہ کہ تحقیق اجماع منعقد ہوا ہے اوپر جواز دینے مرد کے مال اپنے کو اپنی اولاد کے غیر کے لیے پس جب اس کو جائز ہے کہ اپنے تمام اولاد کو اپنے مال سے نکالے تو جائز ہے اس کو یہ کہ بعض اولاد کو اس سے نکالے ذکر کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔ اور نہیں پوشیدہ ضعف اس کا ساتھ موجود ہونے نفس کے۔ اور بعضوں نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کے قول کا معنی ہے کہ میں

نہیں گواہ ہوتا ظلم پر اور یہ ہے کہ میں نہیں گواہ ہوتا اور پر میلان کرنے باپ کے بعض اولاد کے لیے بعض کو چھوڑ کر۔ اور اس میں نظر ہے کہ پوشیدہ نہیں اور رد کرتا ہے اس کو روایت میں کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور حکایت کی ابن تین نے واودی سے کہ بعض مالکیہ نے حجت پکڑی ہے اجماع کے ساتھ اور خلاف ظاہر حدیث نعمان کے پھر اس کو اس پر رد کیا اور نیز استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ باپ کا اپنے بیٹے کے بہہ میں رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ماں کو۔ اور یہی ہے اکثر فقہاء کا قول مگر مالکیہ نے ماں اور باپ کے درمیان فرق کیا ہے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے ماں کے لیے یہ کہ رجوع کرے اگرچہ باپ زندہ ہو سوائے اس کے جب کہ مر جائے اور مقید کیا ہے انہوں نے باپ کو رجوع کو اس چیز کے ساتھ جب کہ بیٹے موہوب لہ نے نیا دین اختیار نہ کیا ہو یا نکاح نہ کیا ہو اور یہی قول ہے اہل حق کا اور امام شافعی نے کہا ہے کہ باپ کو مطلق رجوع کرنا درست ہے اور احمد نے کہا کہ نہیں حلال ہے بہہ کرنے والے کے لیے یہ کہ رجوع کرے اپنے بہہ میں مطلقاً۔ اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اگر موہوب لہ یعنی جس کو بہہ کیا گیا چھوٹا ہو تو باپ کو رجوع کرنا درست نہیں اور اسی طرح اگر بڑا ہو اور بہہ کو قبض کر لیا ہو تو بھی درست نہیں کہتے ہیں کہ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو بہہ کیا ہو یا بالعکس یا ذی رحم کے لیے بہہ کیا ہو تو نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ کسی چیز کے ان میں سے اور موافق ہوا ہے ان کو اسحاق ذی رحم میں اور کہتا ہے کہ عورت کو رجوع کرنا جائز ہے بخلاف خاوند کے اور حجت ہر ایک کی اس سے دراز ہوتی ہے اور جمہور کی حجت باپ کے مستثنیٰ ہونے میں کہ اولاد اور اس کا مال اپنے باپ کا ہے پس یہ درحقیقت رجوع نہیں اور بر تقدیر ہونے اس کے رجوع کے پس اکثر اوقات تقاضہ کرتی ہے مصلحت ادب دینے کی اور مانند اس کی۔ اور نیز اس حدیث میں استہاب ہے الفت کی طرف بھائیوں کے درمیان اور ترک کرنا اس چیز کا کہ ان کے درمیان دشمنی ڈالے یا ماں باپ کی نافرمانی کو پیدا کرے اور یہ کہ بہہ باپ کا اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے جو اس کی پرورش میں ہو نہیں محتاج ہے قبض کی طرف اور یہ کہ اس میں گواہ کرنا بے پرواہ کرتا ہے قبض سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر بہہ سونا چاندی ہو تو ضرور ہے جدا کرنا اس کا اور ظاہر کرنا اس کا اور اس میں کراہت ہے شہادت کے اٹھانے سے اس چیز میں کہ مباح نہیں اور یہ کہ بہہ میں گواہ کرنا درست ہے واجب نہیں۔ اور اس میں جواز میلان کرنے کا ہے بعض اولاد اور بیویوں کی طرف بعض کو چھوڑ کر اگرچہ واجب ہے برابری کرنی ان کے درمیان اس کے غیر میں۔ اور اس میں یہی ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یعنی بڑے بادشاہ کے یہ کہ اٹھا دے گواہی کو اور اس کے فائدے کو ظاہر کرے یا تو اس لیے کہ حکم کرے بیچ اس کے ساتھ علم اپنے کے نزدیک اس کے جو اس کو جائز کہتا ہے یا ادا کرے اس کو نزدیک بعض نوابوں اپنے کے اور اس میں مشروعیت تحصیل کرنے حاکم اور مفتی کی اس چیز میں کہ احتمال استقصال کا رکھتی ہو پوچھنے کی وجہ سے حضرت علیؓ سے کہ کیا اس کے سوا تیری اولاد بھی ہے پس جب اس نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ کیا تو نے سب کو اس کے برابر دیا ہے سو جب اس نے کہا نہیں تو فرمایا کہ میں گواہ نہیں ہوتا پس

اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر کہتے کہ ہاں تو البتہ گواہ ہوتے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بہہ کہ صدقہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے امام کو کلام کرنا اولاد کی مصلحت میں اور جلدی کرنی طرف قبول کرنے کی اور حکم کرنا حاکم اور مفتی کا تقویٰ اللہ کے ہر حال میں۔ اور اس میں اشارہ ہے عاقبت کے براہون کی طرف حرص کی اس لیے کہ اگر عمرہ راضی ہوتی اس چیز کے ساتھ کہ بہہ کیا تھا اس کے خاوند نے اپنی اولاد کے لیے البتہ نہ رجوع کرتا اس کے بیچ پس جب سخت ہوئی اس کی بیچ اس کے ثابت کرنے کے تو اس کے باطل ہونے تک نوبت پہنچتی۔ اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یہ کہ رد کرے بہہ اور وصیت کو اس سے کہ بیچانے اس سے بھاگنا بعض وارثوں سے۔ واللہ اعلم (فتح)

بہہ میں گواہ کرنے کا بیان۔

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الْهَبَةِ.

۲۳۹۸۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ منبر پر کہتا تھا کہ میرے باپ نے مجھ کو ایک چیز عطا کی تو عمرہ روادہ کی بیٹی یعنی میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے یعنی اس بہہ پر سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو روادہ کے پیٹ سے ہے ایک چیز بہہ کی ہے اور اس نے مجھ کو کہا کہ میں آپ کو گواہ کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے باقی فرزندوں کو بھی اس کے برابر دیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو سو بشیر پھر آیا اور اپنی بخشش کو پھیر لیا۔

۲۳۹۸۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ أُعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِيتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرْتَنِي أَنْ أُشْهَدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعْطِيتُ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ.

بہہ کرنا مرد کا اپنی بیوی کا اور بہہ کرنا بیوی کا اپنے خاوند کو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے یعنی پس نہیں رجوع ہے بیچ اس کے۔ یعنی عمرو بن عبد العزیز نے کہا کہ مرد اور عورت اپنے بہہ میں رجوع نہیں کرتے۔ یعنی اور پروا لگی چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے یہ کہ

بَابُ هَبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِرَوْحِهَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ جَائِزَةٌ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَاذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمْرَضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَقَالَ النَّبِيُّ

بیمار چھوڑے جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اپنے بہہ کی چیز کو پھیر لینے والا مانند کتے کی ہے کہ اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ یعنی اور زہری نے اس شخص کے حق میں کہا جو اپنی عورت سے کہے کہ مجھ کو اپنا کچھ مہر یا کل مہر بخش دے یعنی سو اس نے اس کو بخش دیا پھر کچھ دن نہ گزرے کہ اس نے اس کو طلاق دے دی زہری نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دغا بازی کی ہے تو اس کا مہر اس کو پھیر دے اگر عورت نے اس کو اپنی خوشی سے بخشا ہو اس میں کوئی دھوکہ نہ ہو تو جائز ہے وہ بہہ اور نہیں واجب ہے پھیر دینا اس کا یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر اگر عورتوں تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں دل کی خوشی سے تو کھاؤ وہ رچتا پچتا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَيْبِهِ
كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ
فِيمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ هَبِي لِي بَعْضَ
صَدَاقِكَ أَوْ كُلَّهُ ثُمَّ لَمْ يَمَكْتُ إِلَّا
يَسِيرًا حَتَّى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيهِ قَالَ
يَرُدُّ إِلَيْهَا إِنْ كَانَ خَلْبَهَا وَإِنْ كَانَتْ
أَعْطَتْهُ عَنْ طَيْبِ نَفْسٍ لَيْسَ فِي شَيْءٍ
مِنْ أَمْرِهِ خَدِيعَةٌ جَارَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
﴿فَإِنْ طَبِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا
فَكُلُوهُ﴾.

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے کسی کے لیے ان دونوں میں سے رجوع کرنا اس میں۔ (فتح)

فائدہ: طحاوی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ جب بہہ کرے بیوی اپنے خاوند کے لیے یعنی کوئی چیز یا بہہ کرے خاوند اپنی بیوی کے لیے تو بہہ جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے کسی کے لیے دونوں میں سے یہ کہ رجوع کرے اپنے بہہ میں۔

فائدہ: اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں نے بہہ کی وہ چیز کہ جس کے وہ مستحق تھی دونوں سے اور نہیں تھا ان کے لیے رجوع مستقبل میں۔ (فتح)

فائدہ: اور وجہ اس کے داخل ہونے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا بہہ پھیر لینے والے کی مطلق مذمت کی یعنی کسی کو خاص نہیں کیا پس خاوند اور بیوی اس کے عموم میں داخل ہیں۔ (فتح)

فائدہ: اور یہی ہے قول مالکیہ کا اگر قائم کرے عورت اس پر گواہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قول اس میں مطلق قبول کیا جائے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جانہیں سے رجوع کرنا درست نہیں اور شرح کا قول بھی زہری کے موافق ہے اور شافعی نے کہا کہ نہ پھیر دے اس کو کوئی چیز جب کہ دغا بازی کرے اس سے اگرچہ اس کو ضرر ہو اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ نہیں گناہ ہے ان دونوں پر اس چیز میں کہ بدلہ دے اس کے ساتھ عورت۔ (فتح)

۲۳۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں بیمار چھوڑے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی پس مردوں کے درمیان نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور تھے درمیان عباس رضی اللہ عنہ کے اور درمیان ایک مرد کے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

۲۴۰۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی تے کو پھر نگل جاتا ہے۔

ہبہ کرنا عورت کا اپنے خاوند کے غیر کے لیے۔ اور آزاد کرنا اس کا جب کہ ہو اس کے لیے خاوند پس وہ جائز ہے جب کہ نہ ہو بیوقوف اور بے عقل ہو تو جائز نہیں اللہ نے فرمایا اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال۔

۲۳۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَرْوَاجَهُ أَنْ يُمَرِّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخْطُ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مِنَ الرَّجُلِ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

۲۴۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَانِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْكَلْبِ يَقْبِضُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَبْضِهِ.

بَابُ هَبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعَقِبِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجْزُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ﴾.

فائدہ: اور اس حکم کے ساتھ جمہور نے کہا ہے اور مخالفت کی ہے طاؤس نے اور کہا کہ مطلق منع ہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے اس کے لیے کہ دے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے اگرچہ ہوشیار ہو مگر تہائی سے۔ اور لیث سے روایت ہے کہ مطلق جائز نہیں مگر حقیر چیز میں اور جمہور کی دلیل کتاب اور سنت سے بہت ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے طاؤس کے لیے عمرو بن شعیب کی حدیث سے کہ نہیں جائز ہے بخشا عورت کا اپنے مال سے مگر اپنے

خاوند کی اجازت سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے کہا کہ باب کی حدیثیں صحیح تر ہیں اور محمول کیا ہے مالک نے ان کو تھوڑی چیز پر اور شہرائی اس کی حد تہائی اور جو اس سے کم ہو۔ (فتح)

۲۴۰۱۔ ۲۴۰۱۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! نہیں میرے لیے مال مگر جو داخل کیا مجھ پر زبیر نے کہ پس میں خیرات کروں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر اور نہ بند کر رکھ تو اللہ بھی تجھ پر بند کرے گا۔

۲۴۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي بِمَالٍ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِي وَلَا تُوعِي فَيُوعَى عَلَيْكِ.

فائدہ: یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ کر اللہ کے راستے میں دیا کر اللہ بھی تجھ کو دے گا۔

۲۴۰۲۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راہ میں خرچ کیا کر اور گن کر مال کو نہ رکھ تو اللہ بھی تجھ کو گن کر دے گا اور مال کو بند نہ کر رکھ اللہ بھی تجھ سے بند کرے گا۔

۲۴۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ.

۲۴۰۳۔ کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزادی کی اور حضرت ﷺ سے اجازت لی سو جب اس کی باری کا دن ہوا جس میں کہ حضرت ﷺ اس کے پاس آتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے آزاد کر دی اس نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو اگر تو وہ لونڈی اپنے ماموں کو دیتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

۲۴۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ أَشَعَرْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي قَالَ أَوْفَعَلْتَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَعْطَيْتَهَا أَخَوَالِكَ كَانَ أَعْظَمَ لَأَجْرِكَ وَقَالَ بُكَيْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ إِنَّ مَيْمُونَةَ أَعْتَقَتْ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے رشتہ دار کو ہبہ کرنا افضل ہے آزاد کرنے سے اور تائید کرتی ہے اس کو سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے یعنی اس میں دوہرا ثواب ہے لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ رشتہ دار کا ہبہ مطلق افضل ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ مسکین محتاج ہو اور نفع اس کا اس کے ساتھ متعدی ہو اور دوسرا بالعکس۔ اور نسائی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ پس کیوں نہیں دیا تو نے اس کو اپنے بھائی کی بیٹی کو کہ وہ اس کی بکریاں چراتی پس بیان کی وجہ روایت مذکورہ میں اور محتاج ہونا اس کے قراہتوں کا ہے طرف خادم کی اور نیز حدیث میں نہیں ہے حجت اس پر کہ برادری سے اچھا سلوک کرنا آزاد کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے حالات کے مختلف ہونے کے ساتھ جیسا کہ میں نے اس کی تقریر کی اور وجہ داخل ہونے میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ترجمہ میں یہ ہے کہ وہ ہوشیار تھی اور یہ کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے آزاد کی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عیب نہ پکڑا بلکہ اشارہ کیا اس کو طرف اس چیز کی کہ وہ افضل ہے پس اگر اس کا تصرف اپنے مال میں جائز نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عتق کو باطل کرتے۔ (فتح)

۲۴۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کے نام پر قرعہ نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور تھے تقسیم کرتے ہر عورت کے لیے ان میں سے دن اس کا اور رات اس کی یعنی ہر ایک کے گھر میں ایک ایک دن رات رہتے تھے سوائے سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے کہ اس نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی چاہتی تھی۔

۲۴۰۴۔ حَدَّثَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَّبَعِي بِذَلِكَ رِضَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی ابتدا میں افک کا قصہ ہے اور اس کی پوری شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ہر عورت کے لیے تقسیم کیا کرتے تھے تو اس کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں جو رد کرے امام مالک پر اس لیے کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس چیز پر جو تہائی سے زیادہ ہو اور وہ

حاصل جائز ہے اگر ثابت ہو مدعی پر اور وہ یہ ہے کہ نہیں جائز ہے اس کو تصرف اس چیز میں کہ تہائی سے زیادہ ہو مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اس چیز کے لیے کہ اس میں تطبیق ہے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بابُ بَمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ
عَمْرِو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كَرِيبٍ مَوْلَى ابْنِ
عَبَّاسٍ إِنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَتْ وَلِيدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا
وَلَوْ وَصَلَتْ بَعْضُ أَخْوَالِكَ كَانَ أَعْظَمَ
لَا جُرْكَ.

ہدیہ کے ساتھ کس سے شروع کیا جائے یعنی جب کئی
مستحق ہوں تو کس کو مقدم کیا جائے۔ یعنی کریب رضی اللہ
سے روایت ہے کہ حضرت مایمونہؓ کی بیوی مایمونہؓ نے
اپنی لونڈی آزاد کی تو حضرت مایمونہؓ نے اس سے فرمایا کہ
اگر تو اس کے ساتھ اپنے ماموں سے سلوک کرتی تو تیرا
ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے بیچ صفت کے استحقاق سے یعنی صدقہ کے مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں
پس مقدم کیا جائے گا قریب الجنبی پر۔ (فتح)

۲۴۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي
عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمٍ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنْ لِي جَارَيْنِ فَلِي أَيُّهُمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى
أَقْرَبِيهِمَا مِنْكَ بَابًا.

۲۴۰۵۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا
حضرت مایمونہؓ میرے دو ہمسائے ہیں تو میں دونوں سے کس کی
طرف تحفہ بھیجوں؟ حضرت مایمونہؓ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تجھ
سے بہت قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے صفتوں میں پس مقدم کیا جائے گا جو قریب تر ہے ذات میں۔ (فتح)

بابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ وَقَالَ
عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَتْ الْهَدِيَّةُ فِي
زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رَشْوَةً.

باب جو نہیں قبول کرتا صدقہ کو علت کی وجہ سے۔ یعنی
اور عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ہدیہ حضرت مایمونہؓ کے
زمانے میں ہدیہ تھا اور آج کے دن رشوت ہے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کسی سبب کہ کہ فائدے ہو اس سے شک مانند قرض کی اور مانند اس کی یعنی جسے قرض دار اپنے قرض
خواہ کو ہدیہ بھیجے۔ (فتح)

فائدہ: پوری روایت اس طرح ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو سبب کی خواہش ہوئی پس نہ پائی اس نے اپنے گھر میں کوئی

چیز کہ اس سے سیب خریدے پس ہم اس کے ساتھ سوار ہوئے پس اس کو کچھ لڑکے سیبوں کے طستوں سے ملے اور اس نے اس میں سے ایک سیب لیا اور اس کو سونگھا اور پھر طستوں میں پھیر دیا تو میں نے اس کو اس باب میں کہا اس نے کہا کہ مجھ کو ان کی حاجت نہیں میں نے کہا کہ کیا نہ تھے حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور عمر رضی اللہ عنہما قبول کرتے ہدیہ کو تو اس نے کہا کہ وہ ان کے لیے ہدیہ تھا اور عاملوں کے لیے ان کے بعد رشوت ہے۔ اور رشوت وہ ہے کہ لے جائے بغیر عوض کے اور اس کے لینے والے پر عیب کیا جائے۔ اور ابن عربی نے کہا کہ رشوت ہر وہ مال ہے کہ دیا جائے تاکہ طلب کی جائے اس کے ساتھ ذی جاہ سے مدد اس چیز پر کہ نہیں حلال ہے اور مرثیٰ لینے والا اس کا ہے اور راشی دینے والا اس کا ہے اور راشی وسط ہے اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث لعنت کرنے میں راشی اور مرثیٰ میں اور ایک روایت میں راشی اور راشی کا ذکر ہے۔ پھر ابن عربی نے کہا کہ جو تحفہ بھیجتا ہو نہیں خالی ہے اس سے کہ یا تو اس کو مہدی الیہ کی دوستی مقصود ہوتی ہے یا اس کی مدد یا اس کا مال اور سب سے افضل پہلا ہدیہ ہے یعنی جس میں صرف دوستی مقصود ہوتی ہے اور تیسرا جائز ہے اس لیے کہ وہ امید کرتا ہے اس کے ساتھ زیادتی کی نیک وجہ پر اور کبھی مستحق ہوتا اگر ہو محتاج اور ہدیہ بھیجنے والا نہ تکلف کرے نہیں تو مکروہ ہوتا ہے اور کبھی ہوتا ہے سبب دوستی کے لیے اور اس کے عکس کی۔ رہی دوسری قسم پس اگر ہو گناہ کے لیے تو نہیں حلال ہے اور وہ رشوت ہے اور اگر اطاعت اور بندگی کے لیے ہو تو مستحب ہے اور اگر کسی جائز کام کے لیے ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر مہدی لہ حاکم نہ ہو اور اعانت ظلم کو روکنے کے لیے یا حق کے پہنچانے کے لیے ہو تو جائز ہے مگر مستحب ہے اس کو ترک کرنا۔ اور اگر حاکم ہو تو حرام ہے اور بیچ معنی اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو عمر بن عبد العزیز نے حدیث مرفوع ہے کہ عاملوں کے ہدیے غلول ہیں یعنی مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ (فتح)

۲۴۰۶۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ابواء یا ودان میں تھے یہ نام ہیں دو جگہوں کے پاس جھہ کے اور حضرت ﷺ احرام باندھے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت ﷺ نے میرے ہدیے کے پھیر دینے سے میرے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہماری طرف سے آج تجھ کو پھیر دینا نہیں لیکن ہم تو احرام باندھے ہیں۔

۲۴۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ وَهُوَ مُحْرَمٌ فَرَدَّهُ قَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِي وَجْهِهِ رَدَّهُ هَدِيَّتِي

قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدُّ عَلَيْكَ وَلَكِنَّا حُرْمٌ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۲۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الرَّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُبَيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرَ يَهْدَى لَهُ أَم لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خَوَارٌ أَوْ شَاةٌ تَبْعُرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا غَفْرَةً يَبْطِيهِ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ ثَلَاثًا.

فائدہ: مطابقت ان دونوں حدیثوں کی باب ظاہر ہے۔ اور رہی حدیث صعب کی پس تحقیق حضرت ﷺ نے بیان کیا علت کو بیچ نہ قبول کرنے ہدیے کے۔ اس لیے کہ آپ احرام باندھے تھے اور محرم نہیں کھاتا جو کہ اس کے لیے شکار کیا جائے اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے پھیر دینا ہدیہ اس شخص کا جس کا مال حرام ہو یا ظلم کے ساتھ معروف ہو۔ اور رہی حدیث ابو حمید کی پس اس لیے کہ عیب لگایا حضرت ﷺ نے ابن اتبیہ پر اس کے ہدیے کو قبول کرنے پر جو بھیجا گیا اس کی طرف اس لیے کہ وہ عامل تھا۔ اور یہ جو فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنی ماں کے گھر میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس حالت میں اس کو تھمہ دیا جائے تو مکروہ نہیں اس لیے کہ وہ بغیر شک کے ہوگا ابن بطلان نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاملوں کے ہدیوں کو بیت المال میں رکھا جائے اور یہ کہ عامل اس کا مالک نہیں ہوتا مگر یہ کہ طلب کرے اس کو اس کے لیے امام۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ هَبَةً أَوْ وَعَدَ عِدَّةً ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ وَقَالَ عِيْدَةُ إِنَّ

جب کوئی چیز بخشے یا وعدہ کرے ہبہ کا پھر مر جائے پہلے اس کے کہ پہنچے وہ چیز طرف موهوب لہ کی۔ یعنی عبیدہ

نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والا مر جائے اور ہدیہ کو اپنے مال سے جدا کر دیا ہو یعنی مہدی لہ نے اس کو قبض کر لیا ہو اور حالانکہ مہدی لہ زندہ ہو یعنی وقت قبض کی تو وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے اور اگر اس کو اپنے مال سے جدا نہ کیا تھا تو وہ دینے والے کے وارثوں کے لیے ہے یعنی اور حسن نے کہا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے مر جائے پس وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے جب کہ قبض کرے اس کو اپنی اس کا۔

مَاتَ وَكَانَتْ فَصَلَتْ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدَى لَهُ حَتَّىٰ فِيهِ لَوْرَتِيهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَصَلَتْ فِيهِ لَوْرَتِيهِ الَّذِي أَهْدَىٰ وَقَالَ الْحَسَنُ أَتَاهُمَا مَاتَ قَبْلَ فِيهِ لَوْرَتِيهِ الْمُهْدَىٰ لَهُ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُولُ.

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ یہ ترجمہ کسی حال سے ہبہ میں داخل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس کا بنا بر اس کے ہے کہ نہیں صحیح ہے ہبہ مگر قبض کے ساتھ نہیں تو ہبہ نہیں اور یہ اس کے مذہب کا مقتضی ہے۔ لیکن جو کہتا ہے کہ وہ بدون قبض کے ہے صحیح ہے نام رکھتا ہے اس کا ہبہ۔ اور شاید کہ بخاری نے اس طرف میلان کیا ہے اور اختلاف کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ ابن بطلان نے کہا کہ نہیں مروی ہے کسی سے سلف میں سے واجب ہونا قضا کا ساتھ وعدے کے یعنی مطلقاً اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کیا گیا ہے مالک سے کہ واجب ہوتا ہے اس سے جو کہ ہو سبب سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ قبض کرنا اپنی کا مہدی الیہ کے قائم مقام ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہدیہ نہیں منتقل ہوتا مہدی الیہ کی طرف مگر یہ کہ وہ خود اس کو قبض کرے یا وکیل اس کا۔ (فتح)

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ کہا مالک نے مانند قول حسن کی اور احمد اور اسحق نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والے کے اپنی نے اس کو اٹھایا ہو اور اگر اس کو مہدی الیہ کے اپنی نے اٹھایا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے تو عبیدہ کے قول کے معنی میں ایک حدیث بھی آچکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی نے ام کلثوم بنت ام سلمہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا تو اس کو فرمایا کہ میں نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف ایک حلہ اور مشک کے اوقیہ ہدیہ بھیجے تھے اور میں نہیں دیکھتا نجاشی کو مگر کہ مر گیا اور میں نہیں دیکھتا اپنے ہدیہ کو مگر کہ پھیرا گیا میری طرف پس اگر مجھ پر پھیرا گیا تو وہ تیرے لیے ہے۔ (فتح)

۲۴۰۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح یعنی انگلی بھر بھر کر تین بار دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا یعنی پھر جب صدیق

۲۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُكَدَّرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ

اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو ہمارے پاس آکر ظاہر کرے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دینے کا وعدہ کیا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو تین لپیں بھر کر دیں۔

أَعْطَيْتَكَ هَكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتَّى تُؤْتِيَنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَاتَيْنَهُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِي فَحَنِي لِي ثَلَاثًا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض الخمس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلی نے کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا وہ بہہ نہیں تھا بلکہ وہ وعدہ تھا وصف پر یعنی دونوں ہاتھ بھر کر لیکن جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف ہونا جائز نہیں تو اتارا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو بجائے ضمان کے صحت میں فرق کرنے کے لیے ورمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے اس شخص سے کہ جائز ہے کہ وفا کرے یا نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ وجہ وارد کرنے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے اتارا ہے ہدیہ کو جب کہ ناقض کیا جائے بجائے وعدے کے۔ اور تحقیق حکم کیا ہے اللہ نے وعدے کو پورا کرنے کا لیکن جمہور کہتے ہیں کہ وہ ندب پر محمول ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يَقْبِضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلَى بَكْرِ صَغِيرٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ.

کس طرح قبض کیا جائے غلام اور متاع کو۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تھا میں سوار ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خریدا اور فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے ای عبد اللہ۔

فائدہ: یعنی جو کہ بخشا گیا ہے ابن بطلان نے کہا کہ کیفیت قبض کی علماء کے نزدیک ساتھ سپرد کرنے وہب کے ہے اس چیز کی موبوب لہ کی طرف اور گھیرنا موبوب لہ کا اس کے لیے کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ شرط صحت ہبہ کی سے گھیرنا ہے یا نہیں۔ پس حکایت کی اس نے خلاف کے اور تحریر اس کی یہ ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے۔ اور قدیم سے ہے کہ محض عقد سے صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ نہ قبض کیا جائے اور یہی قول ہے ابو ثور اور داؤد کا اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہوتا ہے بغیر قبض کے معین چیز میں نہ کہ عام چیز میں اور مالک سے بھی قدیم کی طرح روایت ہے اس نے کہا کہ قبض سے پہلے مر جائے اور تہائی سے زیادہ ہو تو وہ وارث کی اجازت کا محتاج ہے پھر ترجمہ کیفیت میں ہے نہ اصل عقد میں گویا کہ اس نے اشارہ کیا اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں شرط ہے حقیقت قبض کی نہ تجلیہ ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔

۲۴۰۹۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائقسیم کیے اور ان میں سے مخرمہ کو کچھ نہ دیا تو مخرمہ نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چل تو میں اس کے ساتھ چلا تو مخرمہ نے کہا کہ اندر جا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لیے بلا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لیے بلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان میں سے ایک قبائقسیم تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبائقسیم نے تیرے لیے چھپا رکھی ہے تو مخرمہ نے اس کو دیکھا اور اس کو لیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مخرمہ راضی ہوا؟ یعنی کیا تو مخرمہ راضی ہو گیا مخرمہ راضی ہوا؟

۲۴۰۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بَنِيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ لَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَانًا هَذَا لَكَ قَالَ فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ هَبَةً فَقَبَضَهَا الْآخَرُ وَلَمْ يَقْلُ قَبْلُ. یعنی اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا یعنی جس کو وہ چیز بخش گئی اس کو قبض کرے اور نہ کہے کہ میں نے قبول کی۔

فائدہ: یعنی تو یہ جائز ہے۔ اور نقل کیا ہے ابن بطلان نے اس میں علماء کا اتفاق۔ اور یہ کہ قبض کرنا ہبہ میں وہ نہایت قبول کرنا ہے اور غافل ہوا ہے ابن بطلان شافعی کے مذہب سے کیونکہ شافعیہ ہبہ میں قبول کی شرط لگاتے ہیں یعنی اس میں یہ کہنا شرط ہے کہ میں نے قبول کیا سوائے ہدیہ کے مگر یہ کہ ہبہ ضمیہ جیسا کہ کہے کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے پس وہ اس کی طرف سے آزاد کر دے پس تحقیق ہوتا ہے اس کے ملک میں بطور ہبہ کے اور اس کی طرف سے آزاد ہو جاتا ہے اور نہیں شرط ہے قبول کرنا اور مقابل اطلاق ابن بطلان کے قول ماروردی کا ہے کہ کہا کہ حسن نے کہا کہ نہیں معتبر ہے قبول کرنا ہبہ میں مانند حلق کی اور کہا کہ یہ قول ہے کہ اس میں وہ تمام علماء کے مخالف ہوا ہے مگر یہ کہ مراد ہدیہ ہو علاوہ ازیں بیچ شرط ہونے قبول کے ہدیہ میں ایک وجہ ہے شافعیہ کے نزدیک۔ (فتح)

۲۴۱۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک ہونے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں رمضان میں اپنی بیوی پر گرا یعنی اس سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو گردن پاتا ہے کہ اس کو

۲۴۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ

فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعْرِقُ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَا بَتِيهَا أَهْلٌ بَنِي أَحْوَجَ مِنَّا قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمَهُ أَهْلَكَ.

آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے درپے اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا ایک انصاری مرد ایک عرق (ایک ٹوکرا ہوتا ہے کھجوروں کے پتوں کا اس میں پندرہ چوسیری کھجوریں سماتی ہیں) لایا جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور صدقہ کر یعنی محتاجوں کو دے تو اس نے کہا کہ کیا میں اس پر صدقہ کروں جو ہم سے زیادہ محتاج ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا دینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہم میں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور وہ ٹوکرا اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے کھجوریں اس مرد کو دیں اور اس نے اس کو قبض کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا پھر فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔ اور جو قبول کی شرط لگاتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ کہے کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں حجت ہے اس میں اور نہیں تصریح کی اس میں قبول اور نہ اس کی نفی کے ساتھ۔ اور اعتراض کیا ہے اسماعیل نے اس کے ساتھ کہ حدیث میں یہ بات نہیں کہ وہ ہبہ تھا بلکہ شاید وہ صدقہ تھا تو حضرت ﷺ تقسیم کرنے والے ہوں گے نہ دینے والے اور پہلے گذر چکا ہے کہ یہ صدقہ کا مال تھا۔ اور شاید بخاری نے میلان کیا ہے اس طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ (فتح)

بابُ إِذَا وَهَبَ ذَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ جَائِزٌ وَوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَجُلٍ ذَيْنَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهِ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ فَقَالَ جَابِرٌ قَتَلَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

جب کوئی مرد اپنا قرض بخش دے اس کو جس پر اس کا قرض ہو۔ یعنی اور شبہ نے حکم سے کہا کہ وہ جائز ہے یعنی بخشا قرض کا قرض دار کو۔ یعنی اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک قرض دار کو قرض بخش دیا یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پر کسی مسلمان کا حق ہو تو چاہیے کہ اس کو دے دے یا اس کو بخشوا لے اور یعنی

فَسَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرْمَانَهُ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَايِطِي وَ يُحْلِلُوا أَبِي جَابِرٍ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض خواہوں سے کہا کہ میرے باپ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں۔

فائدہ: یعنی تو صحیح ہے اور اگرچہ نہ قبض کیا ہو اس نے اس کو اس سے۔ ابن بطلان نے کہا کہ نہیں ہے اختلاف علماء کے درمیان بچ صحت بری کرنے کے قرض سے جب کہ وہ بری ہونے کو قبول کرے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر اس کا ایک مرد پر قرض ہو اور وہ اپنا وہ قرض دوسرے کسی کو بخش دے تو یہ صحیح ہے یا نہیں۔ سو جو بہہ کے صحیح ہونے میں قبض کو شرط کہتا ہے اس کو صحیح نہیں کہتا اور جو شرط نہیں کرتا وہ اس کو صحیح کہتا ہے لیکن شرط کی ہے مالک نے یہ کہ سپرد کرے اس کی طرف قرض کے وثیقہ کو اور گواہ کرے اس کے لیے ساتھ اس کے اپنی جان پر یا گواہی دے اس کے ساتھ اور اطلاع دے اس کو اگر نہ ہو اس کے ساتھ وثیقہ۔ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ایک وجہ ہے اور جزم کیا ہے ماروردی نے باطل ہونے کے ساتھ اور صحیح کہا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہے اور عمران وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے کہتے ہیں کہ خلاف مرتب ہے بیچ پر پس اگر ہم کہیں کہ قرض کا بیچنا غیر قرض دار کے ہاتھ میں صحیح ہے تو بہہ بطرق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر ہم اس کو منع کریں تو بہہ میں دو وجہیں ہیں۔ (فتح)

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے بہہ کے قرض کے جواز کے لیے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری کی درمیان اس کے کہ دے اس کو یا اس سے بخشا لے اور نہ شرط لگائی بخشا لینے میں قبض کو۔ (فتح)

۲۴۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ بَنِي مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُبِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا فَاسْتَدَّ الْغُرْمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فَاتَّيَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُمْ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَايِطِي وَيُحْلِلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَايِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ ۲۴۱۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ جنگ احد کے دن شہید ہوئے تو قرض خواہوں نے اپنے حق کا سخت تقاضہ کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے آپ سے کلام کیا کہ قرض خواہوں نے سخت تقاضا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا سب میوہ قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا یعنی اس کا میوہ اور نہ اس کو ان کے لے درختوں سے توڑا یعنی اس کو ان پر تقسیم نہ کیا لیکن فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں

کے درختوں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے ان کو کانا سو میں نے ان کا سب حق ان کو ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے لیے باقی رہا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور حالانکہ وہ بیٹھے تھے کہ اے عمر سن تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ برکت کیوں نہ ہو تحقیق ہم نے جانا ہے کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں قسم ہے اللہ کی آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

وَلَكِنْ قَالَ سَاعِدُو عَلِيَّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
فَعَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ
وَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا
فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا
بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ
اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ أَلَا يَكُونُ
قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّكَ
لَرَسُولُ اللَّهِ.

فائدہ: پکڑا جاتا ہے ترجمہ اس قول سے کہ حضرت ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں اور باقی قرض معاف کر دیں پس اگر وہ قبول کرتے تو باقی قرض سے اس کا ذمہ پاک ہو جاتا اور ہوتا ترجمہ کے معنی میں۔ اور قرض کا ہبہ کرنا ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو طلب نہ کرتے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے ایک شخص کے جماعت کے لیے یعنی اور اسماء نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق کو کہا کہ میں وارث ہوئی ہوں اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مال کی غابہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مدینے کے اور معاویہ نے مجھ کو اس کے بدلے ایک لاکھ درہم یا دینا کر دیا ہے پس وہ سب تمہارے لیے ہے۔

بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ وَقَالَتْ
أَسْمَاءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبْنِ أَبِي
عَتِيقٍ وَرَثْتُ عَنْ أُخْتِي عَائِشَةَ مَا لَا
بِالْغَابَةِ وَقَدْ أَعْطَانِي بِهِ مُعَاوِيَةُ مِائَةَ أَلْفٍ
فَهُوَ لَكُمْ.

فائدہ: یعنی جائز ہے اگرچہ مشترک چیز ہو۔ ابن بطلان نے کہا کہ امام بخاری کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے اور یہی قول جمہور کا ہے برخلاف ابو حنیفہ کے اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اپنے اطلاق پر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ فرق کیا جاتا ہے مشترک چیز کے ہبہ میں اس چیز کے کہ تقسیم ہو سکے اور درمیان اس کے جو تقسیم نہ ہو سکے اور اعتبار ساتھ اس کے وقت قبض کے ہے نہ کہ وقت عقد کے۔ (فتح)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے۔

۲۴۱۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت ﷺ نے پیا اور آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت ﷺ نے لڑکے سے کہا کہ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ان کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ نہیں ہوں میں کہ مقدم کروں کسی کو اپنے حصے پر کہ میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت ﷺ نے وہ دودھ اس کے ہاتھ میں دیا۔

۲۴۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاحُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ إِنْ أَذِنْتُ لِي أُعْطِيتَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَوْثَرِ بَصِيْبِي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدًا فَلَنَّهُ فِي يَدِهِ.

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گزر چکی ہے اور اس کی پوری شرح اثر بہ میں آئے گی۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور یہ بطور افاقت کے ہے اور حق جیسا کہ ابن بطلال نے کہا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے لڑکے سے سوال کیا یہ کہ اپنا حصہ بوڑھوں کو بخشے اور اس کا حصہ اس سے مشترک تھا جدا نہ ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔

باب ہے بیان میں ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور غیر مقسومہ کے۔ یعنی تحقیق ہبہ کی حضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے ہوازن کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائی تھی ان سے اور وہ تقسیم نہ ہوئی تھی۔

بَابُ الْهَبَةِ الْمَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوضَةِ وَالْمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُومَةِ وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُومٍ.

فائدہ: جہاں تک ہبہ مقبوضہ کی بات ہے یعنی اس چیز کا ہبہ کرنا جو کہ ہبہ کرنے والے کے قبضے میں ہو پس گذر چکا ہے اس کا حکم یعنی پہلے بابوں میں۔ اور زرعی غیر مقبوضہ کی بات پس قبض سے مراد قبض حقیقی ہے اور رہا قبض تقدیری پس نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اس لیے کہ جس چیز کو ذکر کیا ہے اس نے ہبہ غنیمت کرنے والوں میں سے ہوازن کے ایچیوں کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائے تھے اس کو پہلے اس سے کہ تقسیم کریں ان کے درمیان اور قبض کریں اس کو پس اس میں نہیں ہے حجت ہبہ کے صحیح ہونے پر بغیر قبض کے اس لیے کہ قبض کرنا ان کا ان کو باعتبار تقدیر کے واقع ہوا تھا یا باعتبار گھیرنے ان کے ان کے لیے مشترک پر۔ ہاں بعض علماء کہتے ہیں کہ شرط ہے ہبہ میں واقع ہونا قبض حقیقی کا اور نہیں کفایت کرتا قبض تقدیری بخلاف بیع کے اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے۔ اور رہا ہبہ کرنا مقسوم چیز کا پس اس کا حکم واضح ہے۔ اور رہا ہبہ کرنا اس چیز کا کہ تقسیم نہیں ہوئی پس یہ مقصود ہے اس جگہ ساتھ اس ترجمہ کے اور یہ مسئلہ

ہبہ مشاع کا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہبہ مشترک چیز کا درست ہے خواہ شریک کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے، برابر ہے تقسیم ہو یا تقسیم نہ ہو اور ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ نہیں صحیح ہے چیز کا اس چیز سے کہ تقسیم کی جائے مشترک ہونے کی حالت میں نہ شریک سے نہ اس کے غیر سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ قول بخاری کے اجتہاد سے ہے۔

۲۴۱۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آیا تو آپ نے میرا حق مجھ کو ادا کیا اور کچھ مجھ کو اس پر زیادہ دیا۔

۲۴۱۳۔ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی۔

۲۴۱۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں آ اور دو رکعت نماز پڑھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مول تولاد اور زیادہ تولاد پس ہمیشہ رہی اس سے ساتھ میرے کوئی چیز یہاں تک کہ پہنچے اس کو اہل شام دن حرہ کے یعنی جس دن کہ یزید نے اہل مدینہ سے لڑائی کی تھی۔

۲۴۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا فِي سَفَرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ أَنْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ أَرَاهُ فَوَزَنَ لِي فَأَرْجَحَ فَمَا زَالَ مَعِيَ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

۲۴۱۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں دودھ ان کو دوں تو لڑکے نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں مقدم کروں گا میں کسی کو اپنے حصے پر جو میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کو دیا۔

۲۴۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاحٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللَّهِ لَا أُؤْذِرُ بَنِيَّ مِنْكَ أَحَدًا فَلَمْ يَدِهِ.

فائدہ: اس حدیث کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔

۲۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس لیے کہ حق دار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور فرمایا کہ اس کو اس کے برابر کے اونٹ کا اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا کہ ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی اس کا اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑی عمر کا اونٹ ہے پس فرمایا کہ اس کو خریدو اور اس کو دو پس تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث قرض کے باب میں گزر چکی ہے اور اس کی یہی توجیہ ظاہر ہے۔

باب جماعت کسی قوم کے لیے ہبہ کرے یا ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو جائز ہے۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةً لِقَوْمٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو اس زیادتی کی حاجت نہیں اس لیے کہ اس کا باب علیحدہ پہلے گزر چکا ہے۔ (فتح)

۲۴۱۷۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ہوازن کے ایچی مسلمان ہو کر آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور ہمارے قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جن کو تم دیکھتے ہو اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور بے شک میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتیں ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ان کو ظاہر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں

۲۴۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَقَدْ هَوَازَنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبِّهَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبِيَّ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھرنے والے کے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہم کو ہمارے قیدی پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے لیے اور تعریف کی اللہ کہ ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا حمد اور صلوة کے بعد پس تحقیق تمہارے یہ بھائی آئے ہمارے پاس پس تو بہ کر کے مسلمان اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی بیوی لڑکے ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم میں سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ بدلہ دیں ہم اس کو اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا ہم خوش ہوئے ساتھ اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پھر جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے تو ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی ہے قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے پہنچا۔

اَنْتَظَرُهُمْ بَضْعَ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَاٍدٍ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبِيْنًا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَاَتَانِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا اِخْوَانُكُمْ هُوَلَاءِ جَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّي رَاَيْتُ اَنْ اُرْدَ اِلَيْهِمْ سَبِيْهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيْهِ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيِّبْنَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيْهِ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ اَمْرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ طَيِّبُوْا وَاَذْنُوْا. وَهٰذَا الَّذِي بَلَّغْنَا مِنْ سَنِيْ هَوَازِنَ هٰذَا اٰخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ يَعْنِيْ هٰذَا الَّذِي بَلَّغْنَا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے اصل ترجمہ کے لیے ظاہر ہے اور اس لیے کہ غنیمت لانے والوں نے اور حالانکہ وہ جماعت تھی بہہ کیا بعض غنیمت کو قوم ہوازن کے لیے۔ اور ربی دلالت دوسری زیادتی کے لیے کہ حضرت ﷺ کے لیے ایک حصہ معین تھا تو وہ حضرت ﷺ نے ان کو بخش دیا۔

جب کسی کو ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس اس کے ہم نشین ہوں تو زیادہ حقدار ہے ساتھ اس کے ان سے یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس کے ہم نشین

بَابُ مَنْ اُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ اَحَقُّ وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جُلَسَاءَهُ شَرَكَاءُ وَلَمْ يَصْحَ.

اس کے شریک ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہوئی۔
فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح ہو تو وہ محمول ہے مذہب پر قلیل اور تھوڑے ہدیوں میں اور وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ ترک کرنے جھگڑے کے اور اس کے اس قول میں شبہ ہے اس لیے کہ اگر صحیح ہو تو اعتبار عام لفظ کا ہوگا پس نہ خاص کیا جائے گا تھوڑا بہت سے مگر ساتھ دلیل کے اور لیکن حمل کرنا اس کا مذہب پر پس واضح ہے۔ (فتح)

۲۴۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک معین عمر کا اونٹ لیا یعنی قرض تو قرض خواہ تقاضا کرتا آیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو کہا کہ تقاضا میں شدت نہ کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حقدار کے لیے جگہ ہے کہنے کی پھر ادا کیا اس کو اونٹ بہتر اس کے اونٹ سے اور فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

۲۴۱۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ سِنًا فَبَجَاءَ صَاحِبُهُ يَتَقَضَاهُ فَقَالُوا لَهُ فَقَالَ إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَضَاهُ أَفْضَلَ مِنْ سِنِهِ وَقَالَ أَفْضَلُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح قرض لینے میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اونٹ والے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ ہبہ کیا اور نہ شریک ہوا اس کو اس میں غیر اس کا اور یہ پھرنا ہے بخاری سے طرف اس کی کہ حکم ہدیہ اور ہبہ کا ایک ہے۔ وقد تقدم ما فيه (فتح)

۲۴۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا سو وہ حضرت ﷺ سے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے باپ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے عبد اللہ! حضرت ﷺ سے آگے کوئی نہیں بڑھتا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آپ کے لیے تو حضرت ﷺ نے اس کو خریدنا پھر فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد اللہ سو کہ ساتھ اس کے جو کچھ کہ چاہے۔

۲۴۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَقْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَقُولُ أَبُوهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا يَقْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغِينِي فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے اور وہ وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور اسماعیلی نے اس میں نزاع کی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری نے ارادہ کیا ہے الحاق مشاع کا اس میں ساتھ غیر مشاع کے اور الحاق قلیل کا ساتھ کثیر کے فارق کے نہ ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اس پر سوار ہو تو وہ جائز ہے یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بیچا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد اللہ۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيرًا لِلرَّجُلِ وَهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُمَرُو عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعَبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بَعْنِيهِ فَابْتَاغَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ.

فائدہ: یعنی تحلیہ بجائے نقل کے ہے پس ہوگی یہ قبض پس صحیح ہوگا بہہ اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔
بَابُ هَدِيَّةٍ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا.

باب ہے بیان میں ہدیہ دینے اس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ کراہت کے عام ہے اس سے کہ تحریم کے لیے ہو یا تنزیہ کے لیے اور ہدیہ دینا اس چیز کا کہ اس کا پہننا جائز نہیں جائز ہے پس تحقیق اس کے مالک کے لیے جائز ہے تصرف کرنا اس میں ساتھ بیع اور بہہ کے اس کے لیے جس کو اس کا پہننا جائز ہے مانند عورتوں کی اور سمجھا جاتی ہے ترجمہ سے اشارہ منع ہونے کی طرف اس چیز کے کہ نہیں استعمال کی جاتی ہرگز مردوں اور عورتوں کے لیے مانند برتنوں کھانے پینے کے چاندی سونے سے۔ (فتح)

۲۳۲۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک جوڑا ریشمی خط دار یعنی چادر اور تہبند دیکھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ اس کو خریدیں اور اس کو جمعہ کے دن اور ایچیوں کے لیے پہنا کریں یعنی جب کہیں سے ایچی آئے تو بہتر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۴۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةَ سَيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتُهَا يَوْمَ

فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو
پھر ریشمی جوڑے آئے تو حضرت ﷺ نے ان سے ایک
جوڑا عمر رضی اللہ عنہما کو دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ
نے مجھ کو حلہ پہنایا ہے اور آپ نے عطار دے کے حلے کے حق
میں کہا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو ریشمی حلہ
اس لیے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے تو پہنایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی
کو کہ مکہ میں تھا اور مشرک تھا۔

الْجُمُعَةِ وَلِلْوَلَدِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا
خَلَاقَ لَهُ فِي الْأُخْرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ حُلُّ
فَاعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَمَرُ مِنْهَا حُلَّةً وَقَالَ أَكْسَوْنِيهَا وَقُلْتُ
فِي حُلَّةٍ عَطَارِدٍ مَا قُلْتُ فَقَالَ إِنِّي لَمْ
أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عَمَرُ أَخَا لَهُ
بِمَكَّةَ مُشْرِكًا.

فائدہ: مناسبت اس کی باب کے ساتھ ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۴۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا
کے گھر میں آئے اور ان کے پاس اندر نہ گئے اور علی رضی اللہ عنہ آئے
تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ
آئے تھے اور بغیر میرے دیکھنے کے پلٹ گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ
بات حضرت ﷺ ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے
اس کے دروازے پر ایک پردہ خط دار دیکھا اور فرمایا کہ مجھ کو
دنیا سے کیا غرض ہے پھر علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور
حضرت ﷺ کا یہ قول ان سے ذکر کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ
چاہیے کہ حکم کریں مجھ کو اس میں جو کچھ کہ چاہیں حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ بھیجے اس کو طرف اہل بیت فلاں کی کہ ان کو اس
کی حاجت ہے۔

۲۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُو جَعْفَرٍ
حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ
عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ
عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذَلِكَ فَذَكَرَهُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي
رَأَيْتُ عَلِيَّ بَابَهَا يَسْتُرًا مَوْشِيًا فَقَالَ مَا لِي
وَلِلدُّنْيَا فَاتَّاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ
لِيَأْمُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ قَالَ تَرْسِلُ بِهِ إِلَيَّ
فَلَأَنْ أَهْلِي بَيْتَ بِهِمْ حَاجَةً.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے داخل ہونا اس گھر میں جس میں مکروہ چیز ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ
مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کے لیے جو کہ مکروہ رکھا اپنے نفس کے لیے جلدی دی جانے ستھری چیزوں کے
سے دنیا میں نہ یہ کہ دروازے کا پردہ حرام ہے۔ (فتح)

۲۴۲۲۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو
ایک جوڑا ریشمی ہدیہ بھیجا تو میں نے حضرت ﷺ کے چہرے
میں غصہ دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم

۲۴۲۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ
قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ

عَلَيْهِ رَحِمَتِي اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدَى إِلَيَّ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيرَاءٍ
فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْقَضْبَ فِي وَجْهِهِ
فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

کیا یعنی ان کو اور حضیاں بنا دیں۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں نے آپ کے چہرے میں غصہ دیکھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کا پہننا اس کے لیے مکروہ جانا باوجود کہ آپ نے اس کو ان کی طرف ہدیہ بھیجا۔ (فتح)

مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ ابرہیم علیہ السلام نے سارہ یعنی اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی سو ایک گاؤں میں داخل ہوئے جس میں ایک بادشاہ ظالم تھا تو اس نے کہا کہ اس کو خدمت کے لیے آجر دو یعنی اور حضرت ﷺ کے لیے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی جس میں زہر ملا تھا یعنی اور ابو حمید نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک خنجر سفید ہدیہ بھیجی تو حضرت ﷺ نے اس کو چادر پہنائی یعنی بطور انعام کے اور اس کے شہر کی حکومت اس کو لکھ دی۔

بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَقَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِسَارَةٍ فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ أَوْ جَبَّارٌ
فَقَالَ أُعْطَوْهَا أَجْرٌ وَأُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ
وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ أَهْدَى إِلَيَّ مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ
وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِ هَمٍّ.

فائدہ: یعنی جائز ہے اور شاید کے بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث مشرک کے ہدیہ کے پھیر دینے میں آئی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مشرک نے حضرت ﷺ کے ہدیہ بھیجا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک اونٹنی ہدیہ بھیجی گئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرکین کی جھاگ سے منع ہوا ہوں ترمذی اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وارڈ کی بخاری نے کئی حدیثیں جو جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ سو طبری نے تطبیق دی ہے ان کے درمیان بائیں طور کہ منع وہ ہے جو خاص آپ کو ہدیہ بھیجا گیا اور جائز وہ ہے جو مسلمانوں کے لیے ہدیہ بھیجا گیا اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جواز کی دلیلوں کے جملہ سے وہ چیز ہے کہ اس میں خاص آپ کے لیے ہدیہ واقع ہوا ہے۔ اور اس کے غیر نے یہ تطبیق دی ہے کہ منع اس کے حق میں ہے کہ امید کی جائے اس کے ساتھ الفت دینے اس کے کی اسلام پر اور یہ تطبیق قوی تر ہے پہلی تطبیق سے۔ اور بعض

کہتے ہیں کہ قبول کرنا اس کے حق میں محمول ہے جو اہل کتاب سے ہو اور پھیر دینا اس شخص پر ہے جو بت پرست ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا کسی حاکم کو اس کا قبول کرنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منع کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ قبول کی حدیثوں سے اور بالعکس دعویٰ کرتے ہیں اور یہ تینوں جواب ضعیف ہیں پس نسخ نہیں ثابت ہوتا احتمال کے ساتھ اور نہ تحقیق۔

فائدہ: یہ حدیث پوری احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور وہ مبنی ہے اس پر کہ پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے شریعت ہے جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شریعت میں وہ چیز کہ جو اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ ہماری شریعت سے اس کا انکار وارد نہ ہوا ہو۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی۔

فائدہ: ایلہ ایک شہر معروف کا نام ہے یعنی سمندر کے کنارے پر اس راہ میں جس سے مصر کے لوگ مکے کو آتے ہیں اور اب وہ خراب اور ویران ہے وہاں کوئی آدمی نہیں بستا۔

۲۴۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک جبہ سندس کا ہدیہ بھیجا گیا اور حضرت ﷺ ریشم کے استعمال کرنے سے منع فرماتے تھے تو لوگوں نے اس سے تعجب کیا تو فرمایا کہ قسم اس کی جس کے بازو میں میری جان ہے کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہے اور سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اکیدر دومہ نے حضرت ﷺ کو ہدیہ بھیجا۔

۲۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةً سُدُسِيَّةً وَكَانَ يَنْهَى عَنْ خُرَيْرٍ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا. وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُكَيْدَرَ دَوْمَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔ اور مراد بخاری کی بیان کرنا اس شخص کا ہے جس نے ہدیہ بھیجا حضرت ﷺ کو تاکہ ظاہر ہو مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ۔

فائدہ: دومہ ایک شہر کا نام حجاز اور شام کے درمیان قریب تبوک کے اس میں کھجوریں ہیں اور بھیٹی ہے اور قلعہ دس منزل ہے مدینے سے اور اکیدر اس کا بادشاہ تھا نصرانی مذہب رکھتا تھا حضرت ﷺ نے خالد کو کچھ لشکر دے کر بھیجا وہ اس کو قید کر کے لے آئے اس نے جزیہ دینا قبول کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (فتح)

۲۴۲۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت ﷺ کے پاس ایک بکری بھنی ہوئی لائی جس میں زہر ملا تھا حضرت ﷺ نے اس سے کھایا پھر لوگ اس کو پکڑ لائے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہمیشہ حضرت ﷺ کے تالو میں اس کا اثر پاتا تھا یعنی کبھی کبھی حضرت ﷺ اس کی تاثیر سے بیمار ہو جاتے تھے یا آپ کے چہرے میں اس کی تاثیر پاتا تھا بسبب متغیر ہونے رنگ اس کے کے زہر کی تاثیر سے۔

۲۴۲۵۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے یعنی سفر میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ اناج ہے پس ناگہاں ایک مرد کے پاس ایک صاع یا مانند اس کی اناج تھا یعنی آنا پس گوندھا گیا پھر ایک مشرک مرد پر پرانگندہ بال دراز قد بکریاں ہانکتا لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو بیچتا ہے یا بہہ کرتا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں تو حضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور حضرت ﷺ نے کلیجے کے بھوننے کا حکم دیا اور قسم ہے اللہ کی کہ ایک سو تیس آدمی میں کوئی نہ تھا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کلیجے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اگر حاضر تھا تو خود اس کو دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لیے رکھ چھوڑا۔ پھر اس کے گوشت سے دو کاسے بھرے تو سب نے کھایا اور ہم آسودہ ہوئے اور دونوں کاسوں میں کچھ گوشت باقی رہا سو ہم نے اس کو اونٹ پر اٹھایا۔

۲۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِئَءَ بِهَا فَقِيلَ أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْمُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوَهُ فَعَجَنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيلٌ بَغِيمٌ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَأَشْتَرِي مِنْهُ شَاةً فَصَنِعَتْ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى وَ أَيْمُ اللَّهِ مَا فِي الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حَزَّةٌ مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ فَجَعَلَ

مِنْهَا قَصَصَيْنِ فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبَعَا
لَفَضَلَتِ الْقَصَصَتَانِ لِحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ أَوْ
كَهَذَا قَالَ.

فائدہ: احتمال ہے کہ سب نے اکٹھے ہو کر دونوں پیالوں پر کھایا ہو پس اس میں دوسرا معجزہ ہو گا کہ ان میں سب لوگوں کے ہاتھ یکبارگی سامنے اور احتمال ہے کہ انہوں نے اس سے فی الجملہ کھایا عام تر اجتماع اور افتراق سے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کے ہدیے کا قبول کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ بت پرست کے ہدیے کو نہ قبول کیا جائے اور کتابی کے ہدیے کو قبول کیا جائے تو اس کا قول فاسد ہے اس لیے کہ یہ گنوار بت پرست تھا۔ اور اس میں اچھا سلوک کرنا ہے ضرورت کے وقت اور ظاہر ہونے برکت کے وقت جمع ہونے کھانے پر اور قسم کھانی ہے تاکید خبر کے لیے اگرچہ مخبر صادق ہو۔ اور اس میں معجزہ ظاہر اور نشانی باہرہ کہ جو اناج صاع کی مقدار سے کم تھا وہ بہت ہو گیا اور اسی طرح گوشت بھی بہت ہو گیا یہاں تک کہ اتنے آدمیوں نے کھایا اور پھر بیچ بھی گیا۔ (فتح)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ وَقَوْلُ اللَّهِ
تَعَالَى ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ
يُقَاتِلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُواكُمْ
مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾

مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑتے تم سے امر دین میں اور نہیں نکالتے تم کو اپنے گھروں سے یہ کہ نیکی کرو ان کے ساتھ اور عدل کرو طرف ان کی ساتھ پورا کرنے وعدے کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

فائدہ: اور مراد اس سے بیان اس شخص کا ہے جس کے ساتھ ان میں سے نیکی کرنی جائز ہے اور یہ کہ ہدیہ دینا مشرک نہ مطلق منع ہے اور نہ مطلق ثابت ہے پھرنے کی اور صلہ رحمی اور احسان کرنا محبت اور دوستی کو مستلزم نہیں جس کی ممانعت آپکی ہے اس آیت میں کہ نہ پائے تو ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ دوست رکھیں اس شخص کو جو اللہ اور رسول کو دشمن رکھے اس لیے کہ وہ عام ہے اس کے حق میں جو لڑے اور جو نہ لڑے۔ (فتح)

۲۴۲۶۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
رَأَى عُمَرُ حَلَّةَ عَلَى رَجُلٍ تَبَاعَ فَقَالَ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعَ هَذِهِ الْحُلَّةَ تَلَبَّسَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذَا مَنْ لَا عِلَاقَ لَهُ فِي الْأَحِرَةِ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلٍّ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ اتَّبَسَهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلَبَّسَهَا تَبِعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخِي لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِمَ.

۲۳۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کے پاس ایک جوڑا ریشمی بکتا دیکھا تو انہوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ اس جوڑے کو خرید لیں کہ اس کو جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب کہ آپ کے پاس اچھی آئین تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر حضرت ﷺ کے پاس اس قسم کے جوڑے لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور حالانکہ آپ نے اس سے منع کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر میں نے اس کو تیرے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تو اس کے پہنے بلکہ بیچے تو اس کو یا پہنائے کسی کو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکہ میں بھیجا پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہاں اس قول سے یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکہ میں بھیجا اس سے کہ مسلمان ہو اور یہ بھائی ان کاماں کی طرف سے تھا یا رضاعی بھائی تھا۔ (فتح)

۲۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكَ.

۲۴۲۷۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ مشرک تھی حضرت ﷺ کے زمانہ میں سو میں نے حضرت ﷺ سے حکم پوچھا اور حالانکہ وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے کہ کیا پس میں اس سے سلوک کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی ماں سے سلوک کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ دار کے ساتھ مال وغیرہ سے اچھا سلوک کیا جائے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ واجب ہے نفقہ ماں یا کافر کا اگرچہ اولاد مسلمان ہو اور

یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا اہل حرب سے بیچ وقت امن کے اور سفر کرنا قربت والے کی زیارت کے لیے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم قتل کی آیت سے منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُواكُمْ فِي الدِّينِ﴾ الایہ اس کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ مشرکین کے حق میں اتری جو مسلمانوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور ان دونوں میں منافات نہیں اس لیے کہ سبب خاص ہے اور لفظ عام ہے پس شامل ہوگا ہر اس شخص کو کہ اسماء کی ماں کے معنی میں ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هَبْتِهِ
نہیں حلال ہے کسی کو کہ اپنے ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرے۔
وَصَدَقْتِهِ.

فائدہ: اسی طرح یقین کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں دلیل کے قوی ہونے کی وجہ سے اس کے نزدیک اس میں اور باب الہبۃ للوالدین پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں کہ باپ کو اپنی اولاد کے ہبہ میں رجوع کرنا درست ہے پس ممکن ہے کہ اس کے نزدیک باپ کو رجوع کرنا صحیح ہے ہو اگرچہ بغیر عذر کے حرام ہے۔ اور اختلاف کیا ہے خلف نے اصل مسئلہ میں اور ہم نے ان کے مذاہب کی تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں ہدیہ اور ہبہ کے درمیان مگر صدقہ میں اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ اس کے بعد قبض کے۔ (فتح)

۲۴۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
هَشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَنَادَةُ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا تے کو مگر حرام۔

۲۴۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ
عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ
لَنَا مَثَلُ السَّوِّءِ الَّذِي يَعُودُ فِي هَبْتِهِ
كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْتِهِ.

۲۴۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی تے کو پھر نگل جاتا ہے۔

۲۴۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے ہم کو مثل بری اپنی بخشی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی تے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ نہیں لائق ہم کو مثل بری تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں کے گروہ کو لائق نہیں کہ متصف ہوں ساتھ بری صفتوں کے کہ مشابہ ہوں ہم کو اس میں خفیس تر حیوانوں کا اخس حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ آخرت کے ساتھ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے بری مثل ہے اور اللہ کے لیے بلند مثل ہے اور شاید یہ بلغ تر ہے جھڑک میں اس سے اور زیادہ تردلات کرنے والا ہے تحریم پر اس سے کہ اگر کہتے مثلاً کہ ہبہ کو پھیر نہ لو جمہور علماء کا مذہب ہے کہ ہبہ میں قبض کے بعد رجوع کرنا حرام ہے مگر باپ کو اپنے بیٹے کہ ہبہ میں جائز ہے تطبیق دینے کے لیے اس حدیث میں اور نعمان کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے اور طحاوی نے کہا کہ آپ کا قول لا تحل تحریم کو لازم نہیں پکڑتا اور وہ اس حدیث کی طرح ہے کہ نہیں حلال ہے صدقہ مال دار کے لیے بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہے اس کے لیے اس لیے کہ وہ حلال ہے اس کے غیر کے لیے صاحب حاجت سے اور مراد مبالغہ کرنا کراہت میں ہے۔ اور قول آپ کا کَالْعَائِدِ فِي قَيْبِهِ اگرچہ تحریم کا تقاضہ کرتا ہے قے کے حرام ہونے کی وجہ سے لیکن کَالْكَلْبِ کا لفظ جو دوسری روایت میں آچکا ہے دلالت کرتا ہے اس کے نا حرام ہونے اس لیے کہ کتا مکلف نہیں پس نہیں ہے قے ان پر حرام اور مراد بچنا ہے فعل سے کہ کتے کے مشابہ ہو اور تعاقب کیا گیا اس کے ساتھ کہ یہ تاویل بعید ہے اور حدیثوں کا سیاق اس کے مخالف ہے اس طرح کہ شرع کی عرف میں ایسی چیزوں سے مراد مبالغہ ہوتا ہے جھڑک نہیں۔ (فتح)

۲۴۳۰۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چرنے کے لیے دیا تو اس نے اس کو ضائع کیا یعنی چارہ نہ دیا دبا کر ڈالاسو میں نے چاہا کہ وہ مول لے اس کا اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو سستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت مول لے اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے۔ سو بے شک اپنے صدقے کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

۲۴۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى قَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرَاهِمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے اپنا گھوڑا اس کو چرنے کے لیے دیا ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ملک کر دیا تھا تاکہ اس کے ساتھ جہاد کرے اس لیے کہ اگر چڑھانا بند کرنے کا ہوتا تو اس کا بیچنا اس کو جائز نہ ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس حالت کو پہنچا تھا کہ نہیں ممکن تھا فائدہ اٹھانا اس کے ساتھ اس چیز میں کہ جس کی اس کے بیچ اس کے اور وہ محتاج ہے اس کے ثابت ہونے کی طرف اور دلالت کرتا ہے اس کے مالک کرنے پر حضرت ﷺ کا قول

الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ اور اگر جس یہ کہ صرف اس سے فائدہ اٹھائیں اور بیع وغیرہ کے ساتھ اس میں تصرف نہ کرے یا وقف ہوتا تو یوں فرماتے اپنے جس میں یا وقف میں بنا بر اس کے پس سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ وقف پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے لیے جو وقف کی بیع کو جائز رکھتا ہے جب اس نہایت کو پہنچے کہ ناممکن ہو فائدہ اٹھانا اس سے اس چیز میں کہ اس کو اس میں وقف کیا اور خریدنے کو رجوع نام رکھا تو اس لیے کہ عادت جاری ہے کہ ایسے وقت میں خریدار کو سستی چیز ملتی ہے پس جتنی مقدار میں اس کو سستی چیز ملتی ہے اتنی مقدار میں رجوع بولا گیا اور اشارہ کیا سستی ہونے کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بائع اس کا مالک ہو گیا تھا۔ اور اگر جس کرنے والا ہوتا تو نہ ہوتا اس کے لیے یہ کہ بیچ اس کو مگر زیادہ قیمت کے ساتھ اور نہ آسان جانتا چھوڑنا کسی چیز کا اس سے اگرچہ مشتری وہی جس کرنے والا ہوتا۔ اور اسماعیلی نے اس پر شبہ کیا ہے اور کہا کہ جب شرط واقف کرنے والے کی یہ ہے کہ نہ بیچا جائے اصل اس کا اور نہ بہہ کیا جائے تو کس طرح جائز ہو بیچنا گھوڑے موہوب کا اور کس طرح نہ منع کیا گیا بائع اس کا پس شاید معنی اس کے یہ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ ٹھہرایا تھا کہ جس کو حضرت رضی اللہ عنہ مناسب جانیں اس کو دیں تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس مرد کو دیا پس جاری ہوا اس سے جو مذکور ہوا۔ اور تعلیل مذکور سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر اپنے مول سے زیادہ مول کے ساتھ بیچا جائے تو اس کو نبی مذکور شامل نہ ہوگی۔ اور حاصل کیا ہے جمہور نے اس نبی کو خریدنے کی صورت میں نبی تنزیہی پر۔ اور ایک قوم نے اس کو تحریم پر حمل کیا ہے۔ پھر قرطبی وغیرہ نے کہا کہ یہی ظاہر ہے پھر زجر مذکور مخصوص ہے ساتھ مذکورہ صورت کے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ جب کہ رد کرے اس کو اس کی طرف میراث مثلاً یعنی میراث کی وجہ سے اس کو ہاتھ آئے اور طبری نے کہا کہ خاص کیا جاتا ہے عموم اس حدیث میں وہ شخص کہ بہہ کرے ساتھ شرط ثواب کے اور جو باپ ہو اور اس کی اولاد موہوب ہو اور بہہ کہ نہیں قبض کیا گیا اور جس کو میراث بہہ کرنے والے کی طرف رد کرے حدیثوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے ساتھ مخصوص ہونے ان تمام صورتوں کے لیکن جو اس کے سوا ہے مانند مال دار کی کہ بدلہ دے فقیر کو اور مانند اس شخص کی کہ صلہ رحمی کرے تو نہیں رجوع ان کے لیے۔ اور جس میں مطلق رجوع نہیں وہ صدقہ ہے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آخرت کے ثواب کا۔ اور اگر کوئی کہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نیکی کو ظاہر کیوں کیا اور حالانکہ چھپانا اس کا رنج تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید جس شخص کو انہوں نے اونٹ دیا تھا اس نے اس کو مشہور کر دیا تھا پس دور ہوا چھپانا اور ظاہر ہے محل کتمان کا تو صرف فعل کے وقت یا اس سے پہلے ہے۔ اور احتمال ہے کہ محل ترجیح کتمان کا اس وقت ہو جب کہ اپنے نفس پر ریا اور خود پسندی کا خوف کرے اور جب اس سے امن ہو مانند امر کی تو نہیں۔ (فتح)

۲۴۳۱۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صہیب

۲۴۳۱۔ بَابُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

کے بیٹوں نے جو بنی جدعان کا آزاد کیا ہوا غلام تھا دعویٰ کیا

أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُوَيْجِ

دو گھر کا اور ایک حجرہ کا کہ حضرت ﷺ نے یہ صہیب یعنی ہمارے باپ کو دیا تھا تو مردان نے کہا کہ کون ہے کہ گواہی دے تمہارے لیے اس پر انہوں نے کہا کہ ابن عمر۔ تو مروان نے اس کو بلایا تو اس نے گواہی دی بے شک حضرت ﷺ نے دو گھر اور ایک حجرہ دیا تو مروان نے ان کی گواہی سے حکم کیا۔

أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جَدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحَجْرَةً أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى ذَلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرَوَانُ مَنْ يَشْهَدُ لَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحَجْرَةً فَقَضَى مَرَوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ.

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے پہلے باب سے اور مناسبت اس کی پہلے باب کے ساتھ یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعد ثبوت ہونے عطا حضرت ﷺ کے لیے صہیب کے نہ تفصیل پوچھی کہ کیا رجوع کیا تھا یا نہیں پس معلوم ہوا کہ بہہ میں رجوع نہیں۔ (فتح)

باب بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ عمرے اور رقبے کے۔ یعنی میں نے اس کو عمر بھر کو گھر دیا پس یہ ہے معنی عمری کا یعنی میں نے اس کو اس کی ملک کر دیا۔ یعنی اسْتَعْمَرْتُكُمْ کے معنی جو قرآن میں واقع ہیں یہ ہیں کہ تم کو عمارت کرنے والے ٹھہرایا یعنی آباد کرنے والے زمین کو۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْعُمَرَى وَالرَّقْبَى أَعْمَرْتُمُ الدَّارَ فَهِيَ عُمَرَى جَعَلْتُهَا لَكَ ﴿اسْتَعْمَرْتُكُمْ فِيهَا﴾ جَعَلْتُكُمْ عُمَارًا.

فائدہ: عمری اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا مکان کسی کو دے اس طرح کہ یہ مکان میں نے تجھ کو تیری عمر تک دیا اور رقبے یہ ہے کہ کہے کہ میں یہ مکان تجھ کو دیتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر میں تجھ سے پہلے مروں تو یہ مکان تیرے ہی پاس رہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرے تو پھر آئے میری طرف۔ اور یہ لوگ جاہلیت کے وقت کیا کرتے تھے۔ اور جمہور اس پر ہیں کہ عمری جب واقع ہو تو لینے والے کی ملک ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرف نہیں پھرتا مگر یہ کہ صریحا اس کی شرط لگائے اور نیز جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عمری صحیح ہے مگر جو بعض لوگوں سے اور داود اور ایک گروہ سے منکح ہے لیکن ابن حزم اس کی صحت کا قائل ہے اور وہ شیخ ہے۔ ظاہر یہ کہ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کس طرف متوجہ ہوتی ہے جمہور کہتے ہیں کہ گردن کی طرف متوجہ ہوتی ہے یعنی لینے والا اس کی گردن کا مالک ہو جاتا ہے مانند تمام بیوں کی یہاں تک کہ اگر عمری دیا گیا غلام ہو اور مہوب لہ اس کو آزاد کر دے تو جاری ہوتی ہے آزادی بخلاف

واہب کے کہ اس کے آزاد کرنے سے آزاد نہیں ہوتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لینے والا منفعت کا مالک ہوتا ہے گردن کا نہیں ہوتا اور یہی قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے کہ قدیم میں اور اس کے ساتھ عاریت یا وقف کا معاملہ کیا جاتا اس میں مالکیہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں اور حنفیہ سے روایت ہے کہ تملیک عمریٰ میں متوجہ ہوتی ہے گردن کی طرف اور رقی میں منفعت کی طرف اور ان سے یہ روایت بھی ہے کہ رقی باطل ہے۔ اور قول بخاری رحمہ اللہ کا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمُرِيَّ جَعَلْتُهَا لَهُ اِشَارَةً کیا ہے اس کے ساتھ اس کے اصل کی طرف اور جعل کا لفظ بولا اس لیے کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ مہوب لہ کے ملک ہو جاتا ہے مانند جمہور کے قول کے۔ اور نہیں دیکھتا کہ وہ عاریت ہے کما سیاتی تصریحہ بذالک۔ (فتح)

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ تمہاری عمر دراز کی اور بعض کہتے ہیں کہ تم کو اس کی امارت میں اجازت دی۔ (فتح)

۲۴۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمُرِيَّ أَنَّهَا لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ.

۲۴۳۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ عمریٰ کے کہ وہ اس کے لیے ہے کہ جس کو بخشا گیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں زہری سے ہے کہ جو شخص اس کے لیے عمریٰ کیا گیا اور اس کے وارثوں کے اور تحقیق وہ شخص اس کے لیے جس کو عمریٰ دیا گیا یعنی اس کے ملک ہو جاتا ہے دینے والے یعنی مالک کی طرف نہیں پھرتا اس لیے کہ دینے والے نے دیا کہ واقع ہوئی اس میں میراث یعنی لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کو پہنچے گا دینے والے کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے قول نے اس کا حق کاٹ دیا اور وہ اس کے لیے کہ عمریٰ دیا گیا اس کے وارثوں کے لیے کہ اس میں علت کا ذکر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جس عمریٰ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جائز رکھا ہے یہ ہے کہ کہے مالک کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے اور تیرے وارثوں کے لیے ہے اور جب مطلق کہے کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے جب تک جو زندہ رہے تو پس وہ عمریٰ پھر آتا ہے لینے والے کی طرف۔ اور ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا کہ اپنے مالوں کو اپنے پاس روک رکھو اور ان کو فاسد نہ کرو پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص کہہ دیتا ہے کسی کو بطور عمریٰ کے پس وہ عمریٰ اس شخص کے لیے کہ عمریٰ کیا گیا حالت زندگی میں اور حالت موت میں اور اس کی اولاد کے لیے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمریٰ تین قسم کا ہے ایک یہ کہ کہے کہ وہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے اور یہ اس میں صریح ہے کہ یہ مہوب لہ کے لیے ہے اور اس کی اولاد کے لیے ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ تیرے لیے ہے جب تک کہ تو زندہ رہے اور جب تو مر جائے تو میری طرف لوٹ آئے گا پس عاریت موقتہ ہے یعنی ایک وقت معین تک اور صحیح ہے۔ پس

جب مر جائے تو لوٹ آتا ہے دینے والے کی طرف اور یہ دونوں قسم زہری کی روایت سے معلوم ہوتی ہیں اور یہی اکثر علماء کا قول ہے۔ اور اس کو ترجیح دی ہے اس کو شافعیوں کی ایک جماعت نے اور ان کے اکثر کے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹتا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرط فاسد ہے پس لغو ہوگی اور اس کی حجت ہم باب کے آخر میں ذکر کریں گے۔ تیسری قسم یہ کہ مطلق کہے کہ میں نے یہ مکان تجھ کو عمر بھر کے لیے دیا اور ابو زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ اس کا حکم پہلی قسم کی طرح ہے اور یہ کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں پھرتا اور یہی قول جمہور کا ہے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور قدیم میں کہا کہ یہ عقد اصل سے باطل ہے اور ایک روایت اس سے امام مالک کے قول کی مانند ہے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ قتادہ نے حکایت کی کہ سلیمان بن ہشام نے فقہاء سے یہ مسئلہ پوچھا یعنی مطلق ہونے کی صورت میں تو ذکر کیا اس کے لیے قتادہ نے حسن وغیرہ سے اور ذکر کی اس کے لیے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ وہ جائز ہے۔

تَقْبِیْلُہ: باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے رقمی کے ساتھ اور نہیں ذکر کیا مگر دو حدیثوں کو جو عمریٰ میں وارد ہیں اور شاید کہ اس کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہیں۔ اور یہ قول جمہور کا ہے اور امام ابو حنیفہ اور مالک اور محمد کا یہ مذہب ہے کہ رقمی منع ہے اور ابو یوسف جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رقمی اور عمریٰ سے اور رقمی یہ ہے کہ کہے آدمی آدمی کے لیے کہ وہ تیرے لیے ہے عمر تیری اور اس میں اختلاف ہے کہ نبی کس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اظہر یہ ہے کہ وہ حکم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متوجہ ہے صرف جاہلی لفظ کی طرف اور حکم منسوخ کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نبی سوائے اس کے نہیں کہ منع کرتی ہے صحت اس چیز کو کہ فائدہ دے منہی عنہ کو پورا فائدہ۔ رہی یہ بات کہ جب کہ ہو صحت منہی عنہ کو ضرر اور اس کے مرتکب پر تو نہیں منع کرتا ہے صحت اس کی کو مانند طلاق کی حالت حیض میں۔ اور صحت عمریٰ ضرر ہے معمر پر اس لیے کہ اس کی ملک دور ہوتی ہے اس سے بغیر عوض کے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ نبی کو تحریم پر محمول کیا جائے اور کراہت پر محمول کیا جائے تو اس کی حاجت نہیں اور قرینہ پھیرنے والا وہ ہے جو حدیث کے آخر میں مذکور ہے اس کے حکم کے بیان کرنے سے اور تصریح کرنا ہے اس کے ساتھ اس کا قول کہ عمریٰ جائز ہے اور بعض حذاق نے کہا کہ اجازت عمریٰ اور رقمی کی بعید ہے قیاس اصول سے لیکن حدیث مقدم ہے۔ اور اگر مراد منفعت ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں تو اس سے منع نہ ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ساتھ اس کے مقصود عرب کا مگر مالک کرنا گردن کا شرط مذکورہ کے ساتھ۔ (فتح) پس آئی شرح ان کے ناک کے خاک آلودہ کرنے کی پس صحیح کیا عقد کو اوپر لغت بہہ محمودہ کے اور باطل کیا شرط کو جو مخالف تھی اس کے لیے پس وہ مشابہ ہے رجوع کو بہہ میں اور تحقیق صحیح ہو چکی ہے نبی اس سے۔ اور تشبیہ دیا گیا کہتے کے ساتھ کہ اپنی قے کو پھر نگل جائے اور ایک روایت ہے کہ عمریٰ اس کے لیے ہے جس کو عمریٰ دیا گیا اور رقمی اس کے لیے کہ جس کو رقمی دیا گیا اور اپنی وی چیز کو لینے

والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو چائے۔ پس شرط رجوع کی جو مقارن ہو عقد کے لیے رجوع کی طرح ہے جو بعد عقد کے ہو پس منع ہوا اس سے اور حکم ہوا کہ یا تو اس کو مطلق باقی رکھے یا اس کو مطلق نکال دے۔ اور اگر اس کو اس برخلاف نکالے تو شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا اس کی ناک کے خاک آلودہ کرنے کے لیے۔ اور وہ مانند باطل کرنے شرط ولا کی ہے اس کے لیے جو غلام بیچے۔ کما تقدم في قصة بريدة (فتح)

۲۴۳۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ
۲۴۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمری جائز ہے۔

حَدَّثَنَا قَنَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ
بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْعُمْرَى جَائِزَةٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

فائدہ: سمجھا ہے قنادہ نے اور حالانکہ وہ حدیث کا راوی ہے اس اطلاق سے وہ چیز کہ میں نے اس سے حکایت کی یعنی اطلاق کی صورت میں عمری دینے والے کے ملک سے نکل جاتا ہے اس کے مرنے کے بعد دینے والے کی طرف پھر نہیں آتا اور حمل کیا ہے اس کو زہری نے تفصیل مذکورہ پر۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفُرْسَ وَالذَّائِبَةَ وَغَيْرَهَا.
باب ہے بیان میں اس شخص کے جو لوگوں سے گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ مانگے۔

فائدہ: عاریت کے معنی شرع میں ہے منافع کا بخشا ہے سوائے گردن کے۔ اور جائز ہے وقت معین کرنا اس کے لیے اور عاریت کا حکم یہ ہے کہ اگر عاریت لینے والے کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو اس کا ضامن ہوتا ہے مگر اس چیز میں جب کہ ہو یہ وجہ سے کہ اجازت دی گئی ہو اس میں، یہ قول جمہور کا ہے اور مالکیہ اور حنفیہ سے یہ ہے کہ اگر تعدی نہ کرے تو ضامن نہیں ہوتا اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں سب سے مشہور یہ حدیث ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا عاریت کی جائے یعنی اس کا مالک پہنچانا واجب ہے اور ضامن ضمان پھیرنے والا ہے یعنی جو کوئی کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن لازم ہے اس کو اس کا ادا کرنا۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اور اس میں دلالت نہیں ضمانت پھیرنے پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ حکم کرتے ہیں تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو ان کے مالکوں کی طرف۔ اور جب تلف ہو جائے تو نہیں لازم ہے پھیر دینا اس کا۔ ہاں ثمرہ سے روایت ہے کہ ہاتھ پر ہے وہ چیز کہ لی یہاں تک کہ اس کو ادا کرے پس یہ حدیث ثابت ہو تو اس میں حجت ہے جمہور کے لیے۔ (فتح)

۲۴۳۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینہ میں دشمن کا ڈر ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے عاریت گھوڑا لیا اس کو مندوب کہا جاتا تھا۔ سو اس پر سوار ہو کر گئے یعنی جس طرف سے دشمن کا خوف معلوم ہوا تھا سو جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کا قدم توڑ دیا پایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے گھوڑا وغیرہ عاریت لینا درست ہے۔

بابُ الْإِسْتَاوَةِ لِلْعُرُوسِ عِنْدَ الْبَنَاءِ۔ شادی نکاح کے وقت دلہن کے لیے کپڑا مانگنا یعنی نکاح کرنے کے وقت۔

۲۴۳۵۔ امین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس پر ایک کرتا مولے کپڑے کا تھا کہ اس کا مول پانچ درہم تھا تو اس نے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا کر میری لونڈی کو دیکھ کہ وہ تکبر کرتی ہے کہ اس کو گھر میں پہنے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وقت ان میں سے میرے پاس ایک کرتا تھا سو مدینہ میں کوئی عورت زینت نہ کی جاتی تھی مگر کہ وہ کسی کو میرے پاس بھیجتی تھی کہ اس کو عاریت لے۔

۲۴۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا ذِرْعُ قِطْرِ لَمَنْ خُمْسَةِ ذَرَاهِمَ فَقَالَتْ: أَرْفَعُ بَصْرَكَ إِلَى جَارِبَتِي أَنْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تَزْهِي أَنْ تَلْبَسَ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ ذِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتْ امْرَأَةً تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أُرْسِلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دلہن کے لیے کپڑا عاریت لینا معمول کا عمل ہے اور مرغوب فیہ ہے اور وہ معیوب نہیں سمجھا جاتا اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تواضع اور ان کا حلم اور ان کا نرمی کرنا اس کی عتاب میں اور اس کا ایثار اس چیز کے ساتھ کہ اس کی طرف ہے حاجت ہے اس کے نزدیک۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ۔ باب ہے بیان میں فضیلت دینے دودھ والے جانور کے

دودھ پینے کے لیے۔

فائدہ: منیجہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی اپنے ساتھی کو صلہ دے یعنی بطور حسن سلوک کے کچھ دے۔ اور دوسرا یہ کہ دے کسی کو بکری یا اونٹنی کہ اس کے دودھ کے ساتھ فائدہ اٹھائے اور اس کی اون کے ساتھ کچھ مدت تک پھر وہ

مالک کو لوٹا دے اور باب کی پہلی حدیثوں سے مراد عاریت دودھ والے جانور کی ہے تاکہ اس کا دودھ لیا جائے پھر مالک کو دیا جائے۔ (فتح)

۲۴۳۶۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے اور بکری خوب دودھار کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن بھر دودھ دے۔

۲۴۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
مَالِكُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعَمَ الْمَنِيحَةِ اللَّيْقَةِ
الصَّفِيِّ مَنَحَةً وَالشَّاةُ الصَّفِيِّ تَعْدُو بِنَاءً
وَتَرَوْحُ بِنَاءً. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ
وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ نِعَمَ الصَّدَقَةِ.
۲۴۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا
قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ
بِأَيْدِيهِمْ يَعْنِي شَيْئًا وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَهْلَ
الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى
أَنْ يُعْطَوْهُمْ ثَمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلِّ غَامٍ
وَيَكْفُوهُمْ الْعَمَلَ وَالْمَنُونَةَ وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ
أَنَسِ أُمِّ سَلِيمٍ كَانَتْ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
طَلْحَةَ فَكَانَتْ أُعْطَتْ أُمُّ أَنَسِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَأَعْطَاهُنَّ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّ أَيْمَنَ
مَوْلَاتِهِ أُمُّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ
فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَّغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ
خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ رَدًّا

۲۴۳۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا یعنی ان کا مال اسباب سب کچھ کے میں رہ گیا تھا اور انصار زمین اور املاک والے تھے پس تقسیم کیا ان سے انصار نے اس چیز پر کہ ہر سال ان کو اپنے باغوں کا میوہ دیں اور کنایت کریں ان سے عمل اور محنت کو یعنی محنت فقط انصار ہی کریں مہاجرین نہ کریں اور اس کی ماں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں تھی اور انس رضی اللہ عنہ کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوروں کے درخت دیے ہوئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا امامہ کی ماں کو دیں ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف پھرے تو پھیر دیں مہاجرین نے انصار کو ان کی عطا کی چیزیں جو انہوں نے ان کو اپنے میوں سے عطا کیں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی ماں کو اس کے کھجوروں کے درخت بھیج دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بدلے اپنے باغ

میں سے کھجوریں دیں۔

الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَاحِمَهُمُ الَّتِي
كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ عِدَاقَهَا
وَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أُمَ الْأَيْمَنِ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَاطِيطِهِ وَقَالَ أَحْمَدُ
بْنُ شَيْبٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ بِهَذَا
وَقَالَ مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهِ.

۲۴۳۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ اور عمدہ غیر کو بکری عاریت دینی ہے کہ اس کا دودھ پیئے نہیں کوئی ایسا عامل جو عمل کرے ایک خصلت پر ان چالیس خصلتوں سے ثواب کی امید پر اور اس کے دعویٰ کو سچا جان کر مگر کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو حسان نے اس کے راوی نے کہا کہ جو خصلتیں کہ بکری کے عطا کرنے سے کم ہیں مانند سلام اور چھینکنے والے کے جواب کی اور دور کرنے تکلیف دینے والی چیز کے راہ سے اور مانند اس کی ان کو ہم نے گنا تو ہم پندرہ خصلتوں تک بھی نہ پہنچ سکے۔

۲۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ
يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ
عَطِيَّةٍ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ سَمِعْتُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَبِيعَةُ الْغَنَزِ مَا مِنْ
عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءً ثَوَابِهَا
وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا
الْجَنَّةَ. قَالَ حَسَّانُ لَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَبِيعَةِ
الْغَنَزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْغَطَاسِ
وِإِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَنَحْوِهِ فَمَا
اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً.

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ وہ چالیس خصلتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھیں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ اس میں ایک معنی ہے کہ وہ ہمارے لیے زیادہ نفع والی نہ تھیں اور وہ خوف ہے یہ کہ وہ ہو تعین ان کے ترک کرنے والے کے لیے ان کے غیر میں نیکیوں کی قسموں میں سے۔ (فتح)

۲۴۳۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس زیادہ زمینیں تھیں تو ہم ان کو چوتھائی اور نصف پر کرایہ دیتے تھے یعنی جو پیدا ہو وہ آپس میں بانٹ لیں گے تو

۲۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زمین ہو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریت دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر عاریت سے انکار کرے تو اپنی زمین رہنے دے۔

فُضُولُ أَرْضَيْنِ فَقَالُوا نَوَاجِرُهَا بِالثَّلَثِ وَالرُّبْعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزِرْهَا أَوْ لِيَمْنَحُهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ.

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ لفظ ہے کہ چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو عاریت دے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے مجال تو البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح کیا کراپنے گاؤں میں جو شہری سے پڑے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهَجْرَةَ شَانِهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وَرْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ دودھ والا جانور کو دودھ پینے کے لیے عاریت دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ (فتح)

۲۴۴۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک زمین کی طرف نکلی جو کھیتی کے سبب سے جنبش کرتی تھی یعنی بڑے زور میں تھی تو فرمایا کہ یہ زمین کس کی ہے لوگوں نے کہا کہ فلاں نے اس کو کرائے لیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اگر وہ کھیتی کرنے کے لیے کسی کو عاریت دیتا تو بہتر ہوتا اس کے لیے اس سے کہ لے اس پر اجرت معلوم یعنی

۲۴۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أَرْضٍ تَهْتَرُ زَرْعًا فَقَالَ لِمَنْ هَذِهِ فَقَالُوا اكْتَرَاهَا

کراہیہ معین۔

فَلَا نَقَالَ أَمَّا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا
لَّهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا.

فائدہ: یہ حدیث بھی مزارعت میں گزر چکی ہے اور اس سے مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ جو حضرت ﷺ کے قول سے دلالت کرتی ہے کہ اگر وہ اس کو عاریت دیتا تو وہ اس کے لیے بہتر ہوتا عاریت دینے کی فضیلت پر۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ أَخَذْتُكَ هَذِهِ الْجَارِيَةَ
عَلَى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ
بَعْضُ النَّاسِ هَذِهِ عَارِيَةٌ وَإِنْ قَالَ
كَسَوْتُكَ هَذَا الثَّوبَ فَهُوَ هِبَةٌ.

کپڑا پہنایا تو یہ ہبہ ہے۔

۲۴۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةٍ
فَأَعْطَوْهَا أَجْرًا فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ أَشْعَرْتُ أَنَّ
اللَّهُ كَبَّتِ الْكَافِرَ وَأَخَذَ مَوْلِيَةً. وَقَالَ ابْنُ
سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهَا هَاجِرًا.

۲۴۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی تو انہوں نے اس کو خدمت کے لیے آجردی وہ پھر آئی اور کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے کافر کو ناامید پھیرا اور خدمت کے لیے لوٹ دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں میں جانتا اختلاف کہ جو شخص کہے کہ میں نے یہ لوٹ دی تیری خادم بنائی اور اس نے خاص اس کی خدمت ہبہ کی اس لیے کہ خادم ٹھہرانا نہیں لازم پکڑتا گردن کے مالک کرنے کو جیسا کہ گھر میں بسانا نہیں چاہتا گھر کے مالک کرنے کو۔ اور استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ قول حضرت ﷺ کے اس نے سارہ رضی اللہ عنہا کو خدمت کے لیے آجردی ہبہ پر صحیح نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ صحیح ہوتا ہبہ اس قصے میں اس قول سے کہ اس کو آجردو۔ اور نہیں اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ اگر کہے کہ میں نے تجھ کو یہ کپڑا پہنایا ایک مدت معین تک تو اس کے لیے شرط اس کی ہے اور اگر مدت ذکر نہ کرے تو ہبہ ہے اور اللہ نے فرمایا کہ پس کفارہ اس کا کھانا دس مسکینوں کا ہے یا لباس ان کا اور نہیں مختلف ہے است کہ یہ طعام کا ملک کرنا ہے اور لباس کا اور ظاہر یہ ہے کہ نہیں مخالف ہے بخاری اس چیز کو کہ ذکر کیا ہے اس نے اس کو وقت مطلق کہنے کے اور سوائے

اس کے نہیں کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ کوئی قرینہ پایا جائے کہ عرف پر دلالت کرے تو اس پر حمل کیا جائے گا اور نہیں تو وضع پر ہے دونوں جگہوں میں پس اگر جاری ہوئی درمیان کسی قوم کے عرف بچ اتارنے اقدام کے بجائے ہبہ کے اور مطلق چھوڑے اس کو شخص اور اس کا مقصود مالک کرنے کا ہو تو جاری ہوتی ہے تملیک اور جو کہے کہ وہ ہر حال میں عاریت ہے تو وہ اس کے مخالف ہے۔ (فتح)

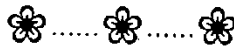
بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلَى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمَرَى وَالصَّدَقَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَهُ أَنْ يَرْجَعَ فِيهَا.

جب کسی کو اللہ کے راہ میں چرنے کے لیے گھوڑا دے تو وہ مانند عمری اور صدقہ کی ہے یعنی اس میں رجوع کرنا درست نہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس کو اس میں رجوع کرنا جائز ہے۔

۲۴۴۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَيْتُهُ يَبَاعُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعْدُ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۴۴۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو اللہ کے راہ میں ایک گھوڑا چڑھنے کو دیا سو میں نے اس کو دیکھا کہ بیچا جاتا ہے سو میں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں اس کو خرید لوں؟ تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور ابن بطال نے کہا جو چیز کہ ہو گھوڑے پر چڑھانے سے تملیک محمول علیہ کے ساتھ قول اس کے کہ وہ تیرے لیے ہے تو یہ مانند صدقہ کی ہے پس جب اس کو قبض کر لے تو اس میں رجوع کرنا جائز نہیں اور جو چیز کہ ہو اس سے بندہ کرنا اللہ کی راہ میں تو مانند وقف کی ہے نہیں جائز ہے اس میں رجوع کرنا جمہور کے نزدیک۔ اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ بندہ کہنا باطل ہے ہر چیز میں اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد اشارہ کرنا ہے اس شخص پر رد کرنے کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ بیگانے آدمی کے لیے ہوں نہیں تو ہم پہلے تقریر کر چکے ہیں کہ گھوڑا سواری کے لیے دینا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تملیک تھی، اور جو کہتا ہے کہ وہ بندہ کہتا تھا اس کا قول بعید ہے اور اس کا بیان بطل کے ساتھ کتاب الوقف میں آئے گا۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الشہادات

کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

قائد: شہادت خبر دینی ہے یقین سے ماخوذ ہے شہود سے یعنی حضور سے اس لیے کہ شاہد مشاہد ہے یعنی دیکھنے والا ہے اس چیز کے لیے کہ غائب ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

باب ہے اس بیان میں کہ گواہی مدعی پر ہے۔ اس آیت کی وجہ سے کہ اے ایمان والو جس وقت معاملہ کرو تم ادھار کا کسی وعدے مقرر تک تو اس کو لکھو آخر آیت تک یعنی واللہ بکل شئی علیم تک یعنی اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے لیے اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا بما تعملون خبیر تک۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعِي لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَكْتُبُوهُ وَلْيَكُتَبْ بَيْنَكُمُ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكُتَبْ وَلِيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَخْشَ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَى أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا
تَكْتُبُوهَا وَأَشْهَدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا
يَضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ
فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمَكُمُ
اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ
عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ
إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوُّوا
أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرًا).

فائدہ: امام بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی یا تو اس لیے کہ آیات کے ساتھ کفایت کی یا اس لیے کہ اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جو رہن میں گزر چکی ہے اور شک آخر کا باب اور وہ قسم ہے مدعی علیہ پر آئندہ آئے گا۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ جب استدلال کی آیت کے ساتھ ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اگر مدعی کا قول قبول ہوتا تو نہ حاجت ہوتی گواہ کرنے اور نہ لکھنے حقوق کے پس اس کا امر دلالت کرتا ہے کہ اس کی حاجت ہے اور یہ شامل ہے اس کو کہ گواہ مدعی پر ہیں اور اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اس کو جس پر حق ہے لکھنے کا تو یہ تقاضہ کرے گی تصدیق اس کی اس چیز میں کہ اقرار کرے اس کے ساتھ اور جب مصدق ہوا تو گواہ اس پر ہے جو اس کے جھٹلانے کا دعویٰ کرے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَدَلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا
نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ إِلَّا
جب ایک مرد دوسرے مرد کو تعدیل کرے پس کہے کہ میں
نہیں جانتا مگر بھلائی یا بجائے اس کے ماضی کا صیغہ
بولے تو تعدیل ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ حکایت کی ہے طحاوی نے ابو یوسف سے کہ جب یہ کہے تو اس کی شہادت قبول کی جاتی ہے اور نہیں ذکر کیا خلاف کو فیوں سے بچ اس کے اور ان کی دلیل ایک کی حدیث ہے اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تزکیہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ کہے رضا ساتھ قصر کے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہاں تک کہ کہے عدل اور ضرور ہے کہ حرکت کرنے والا اس کے حال باطن کو پہچانتا ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کہنے سے کہ نہیں جانتے

ہم مگر بھلائی یہ کہ نہ ہو اس میں شر۔ اور رہا حجت پکڑنا ان کا اسامہ کے قصے سے پس جواب دیا ہے مہلب نے اس کا اس طرح کہ یہ واقعہ ہوا تھا اس زمانے میں کہ اس کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کر دیا تھا اور ان میں حرج نہایت کم تھی پس کافی تھا ان کی تعدیل میں کہ کہا جاتا کہ نہیں جانتے ہم مگر بھلائی ہی۔ اور رہا آج کا دن پس حرج لوگوں میں اکثر ہے پس ضرور ہے نص کرنی عدالت پر۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری نے حکم کے ساتھ تعین نہیں کی قوی ہونے اختلاف کی وجہ سے۔ (فتح)

۲۴۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل اہلک نے ان کے حق میں کہا جو کچھ کہہا اور اتنے دن وحی نہ آئی تو حضرت ﷺ نے علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اس حال میں کہ مشورہ پوچھتے تھے ان سے اپنی بیوی کی جدائی میں سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی جو آپ کی بیوی ہو اس سے ایسے خفا ہونے کی گنجائش نہیں پس نہیں جانتے ہم اس سے مگر بہتر یا اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں جانتی میں اس پر کسی امر کو کہ عیب کروں میں اس کو مگر زیادہ تر اس سے کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے یعنی آٹے سے غافل ہو جاتی ہے اس کو ڈھانکتی نہیں پس بکری آکر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے کہ میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری بیوی کے حق میں پہنچی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور اہلہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک۔

۲۴۴۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النَّمِيرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْلَکِ مَا قَالُوا فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ حِينَ اسْتَلَبَتِ الْوَحْيَ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَقَالَتْ بَرِيرَةُ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثُ السَّنَنِ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْدِرُنَا فِي رَجُلٍ بَلَّغْنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورہ نور میں آئے گی ابن نمیر نے کہا کہ تعدیل تو جاری کرنا ہے شہادت کے لیے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی نہیں دی تھی اور نہ اس کو تعدیل کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ اس برات ہے اور وہ صرف اس کی

محتاج تھی کہ تہمت اس سے دور ہو یہاں تک کہ ہو دعویٰ اس پر ساتھ اس کے غیر مقبول اور نہ شبہ اس کا پس کافی ہے اس قدر میں یہ لفظ پس نہ ہوگی اس شخص کے لیے جو کفایت کرتا ہے تعدیل میں قول کے ساتھ کہ لَا أَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا جت۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْبِي وَأَجَازُهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ وَكَذَلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ السَّمْعُ شَهَادَةٌ وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ لَمْ يُشْهَدُونِي عَلَى شَيْءٍ وَإِنِّي سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے شہادت چھپنے والے کی کا یعنی جو گواہی اٹھانے کے وقت حاضر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو کہ گواہی اٹھائے۔ یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو عمرو بن حریث نے یعنی گواہی اٹھانے کے وقت چھپنے کو اور کہا اس نے اسی طرح کیا جاتا ہے ساتھ جھوٹے گناہگار کے۔ یعنی اور شعبی اور ابن سیرین اور عطاء اور قتادہ نے کہا کہ سننا گواہی ہے۔ یعنی اور حسن بصری کہتے تھے کہ اگر کوئی مرد کسی مرد سے کچھ سنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے کہ انہوں نے مجھ کو گواہ نہیں کیا لیکن میں نے ایسا ایسا سنا۔

فائدہ: یہ اشارہ سبب کی طرف اس کے قبول کرنے میں یعنی جو قرض دار کہ غلطی میں قرض خواہ کو کہے کہ میں تہائی میں تیرے قرض کا اقرار کرتا ہوں اور گواہوں کے رد پر وہ نہیں کرتا تو جائز ہے کہ اس کی شہادت کو چھپ کر اٹھایا جائے پھر گواہی دے کہ اس کا حق ثابت کیا جائے اور شریع سے روایت ہے کہ وہ چھپنے والے کی شہادت کو جائز نہیں کہتے تھے اور اسی طرح شعبی بھی اور یہی ہے ابو حنیفہ اور شافعی کا قول ہے قدیم میں اور جائز رکھا ہے اس کو جدید قول میں۔ جب کہ دیکھئے مشہود علیہ کو۔ (فتح)

فائدہ: یعنی اگر کسی نے کسی کا اقرار سنا ہو تو اس کو جائز ہے کہ گواہی دے۔

فائدہ: یہ قول شعبی کا معارض ہے چھپنے والے کو اس کی شہادت کے ادا کرنے کی وجہ سے۔ اور احتمال ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس کے کہ چھپنے والے کی گواہی کو تو اس نے اس لیے رد کیا کہ اس میں دھوکا ہے۔ اور نہیں لازم آتا اس سے رد کرنا اس کا شہادت سننے کے لیے بغیر قصد کے اور یہ قول مالک اور احمد اور اسحاق کا ہے۔ اور نیز مالک سے ہے کہ حرص گواہی کے اٹھانے پر قاذح ہے اور جب پوشیدہ ہوتا کہ گواہی دے تو یہ حرص ہے۔ (فتح)

فائدہ: اور یہ تفصیل حسن ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور نہیں فرمایا شاہد بنانے کو۔ پس جدا ہوگا حال نزدیک ادا کے۔ پس اگر سنا ہو اس کو اور اس نے اس کو گواہ کیا ہو اور ادا کے وقت کہے کہ گواہ کیا اس نے مجھ کو تو اس کی شہادت قبول نہ ہوگی اور اگر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے کہا ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ (فتح)

۲۴۴۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور ابی بن کعب چلے اس حال میں کہ قصد کرتے تھے اس بات کا جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس باغ میں آئے اور کھجور کی شاخوں سے پناہ ڈھونڈنے لگے یعنی ان کی آڑ میں ہوئے اس حال میں کہ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ نہیں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا کہ اس میں کچھ غن غن کرتا تھا اور اس کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ کھجوروں کی شاخوں سے پردہ کرتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف یہ محمد ہیں یعنی دیکھ محمد ﷺ آئے تو ابن صیاد غن غن سے باز رہا یعنی چپ رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اس کا حال کچھ معلوم ہوتا کہ کیا کہتا تھا۔

۲۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَئِذٍ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِيقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَيُّ بِجُدُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُصْطَلِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ رَمُومَةٌ فَرَأَتْهُ ابْنُ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَقَيُّ بِجُدُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافٍ هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتُهُ بَيْنَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ اس کا کلام نہیں اس سے پہلے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور پھر فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا پس یہ چاہتا ہے اعتماد کرنے کو کلام کے سننے پر اگرچہ سامع کلام کرنے والے سے چھپا ہوا ہو جب کہ آواز پہچانے۔ (فتح)

۲۴۴۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی تو اس نے مجھ کو طلاق دی سو میری طلاق کو بتہ کیا یعنی تین طلاقیں دیں پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساتھ اس کے مانند بھیل کپڑے کی ہے یعنی نامرد ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے

۲۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جَاءَتْ امْرَأَةً رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتْ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزَّبِيرِ

کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکے اور وہ تیر شہد نہ چکے یعنی بدون محبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔ اور صدیق اکبر ؓ حضرت ؓ کے پاس بیٹھے تھے اور خالد بن ولید ؓ دروازے پر انتظار کرتے تھے کہ ان کو اجازت ہو تو خالد نے کہا کہ اے ابوبکر کیا تو نہیں سنا کہ کیا یہ عورت حضرت ؓ کے پاس بلند آواز سے کیا کہتی ہے۔

إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هَذَبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيدُنِي أَنْ تَرْجِعَنِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذَوْقِي عُسَيْلَتَهُ وَتَذَوْقِي عُسَيْلَتِكَ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْقَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی اور غرض اس سے انکار کرنا خالد بن ولید ؓ کا ہے رفاعہ کی عورت پر اس چیز کو کہ اس کے ساتھ حضرت ؓ کے پاس کلام کرتی تھی باوجود اس کے کہ وہ اس سے پردے میں تھا باہر دروازے سے اور حضرت ؓ نے اس پر انکار نہ کیا پس اعتماد کرنا خالد ؓ کا اسی کا آواز پر یہاں تک کہ اس پر انکار کیا وہ حاصل ہے اس چیز کا کہ واقع ہوتی ہے شہادت سننے سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ أَوْ شَهِدُوا بِشَيْءٍ وَقَالَ آخَرُونَ مَا عَلِمْنَا ذَلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحَمِيدِيُّ هَذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ كَذَلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلَى فُلَانٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ آخَرَانِ بِأَلْفٍ وَخَمْسٍ مِائَةٍ يَقْضَى بِالزِّيَادَةِ.

جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہیں کہ اس کو ہم نہیں جانتے تو حکم کیا جائے ساتھ قول اس شخص کے کہ اس نے گواہی دی۔ یعنی اور حمیدی نے کہا کہ یہ حکم مثل اس چیز کی ہے کہ خبر دی بلال نے کہ بے شک حضرت ؓ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور فضل نے کہا کہ نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال ؓ کی شہادت کو لیا۔ یعنی اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دیں کہ مقرر فلاں کے لیے فلاں پر ہزار درہم ہیں اور دوسرے دو گواہ گواہی دیں کہ پندرہ سو تو حکم کیا جائے گا ساتھ زیادتی کے یعنی پندرہ سو کے ساتھ حکم کیا جائے گا۔

فائدہ: یعنی مثبت مقدم ہے ثانی پر یعنی جس نے گواہی دی اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اور جس نے کہا کہ میں نہیں اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس پر سب اہل علم کا اتفاق ہے مگر نہایت کم لوگوں کا خاص کر جب کہ نہ تعرض کرے مگر اپنے علم کی نفی کی وجہ سے یعنی کہے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اسی طرح ہے جب کہ دو آدمی گواہی دیں اور اعتراض کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ دونوں شہادتیں ہزار پر متفق ہیں اور تنہا

ہوئی ہے ان میں سے ایک سے ایک ساتھ پانچوں کے اور جواب یہ ہے کہ سکوت دوسرے کا پانچ سو سے اس کی نفی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

۲۴۴۶۔ عقبہ سے روایت ہے اس نے ابی اہاب کے بیٹے سے نکاح کیا پھر اس پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھ کو پہلے خبر دی تو عقبہ نے کسی کو ابی اہاب کے لوگوں کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ اس عورت نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے ہمارے لڑکے کو دودھ پلایا ہو تو عقبہ سوار ہو کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس مسئلے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا حالانکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ تیری رضاعی بہن ہے سو عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے نکاح کیا۔

۲۴۴۶۔ حَدَّثَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةَ لِأَبِي إِيَّابِ بْنِ عَزِيزٍ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عَقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عَقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكَ أَرْضَعْتَنِي وَلَا أَخْبَرْتَنِي فَأَرْسَلَ إِلَى آلِ أَبِي إِيَّابٍ يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعْتَ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ فَقَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ.

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس نے رضاعت ثابت کی اور عقبہ نے اس کی نفی کی تو حضرت ﷺ نے عورت کے قول کا اعتبار کیا پس حکم کیا ساتھ اپنی عورت کے جدا کرنے کا یا بطور وجوب کے اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یا بطور استحباب کے ورع کے سبب سے۔ (فتح)

بابُ الشَّهَادَةِ الْعُدُولِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ وَ «مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَادَةِ»۔
باب ہے بیان میں گواہی عادل کے اور اس آیت کے بیان میں کہ گواہ کرو دو صاحب عدالت کہ اپنے سے اور فرمایا کہ ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔

فائدہ: اور عادل پسند نزدیک جمہور کے یہ کہ مسلمان ہو مکلف ہو آزاد ہو، کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ زیادہ کیا ہے امام شافعی نے کہ صاحب مروت ہو اور اس کی گواہی کے قبول ہونے میں یہ شرط ہے کہ مشہود علیہ کا دشمن نہ ہو اور نہ اس میں متہم ہو نفع کھینچنے کے ساتھ اور نہ دفع کرنے ضرر کے اور نہ مشہود لہ کی اصل ہو اور نہ فرع اس کی یعنی مثل دادے اور پوتے کی اور اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲۴۴۷۔ حدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ أَنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمْ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمَانَهُ وَقَرْبَانَهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سِرِّيَرِهِ شَيْءٌ، اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سِرِّيَرِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنَهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنَّ سِرِّيَرَهُ حَسَنَةٌ.

۲۴۴۸۔ حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاتُّنُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ لَمْ مَرَّ بِأُخْرَى فَاتُّنُوا عَلَيْهَا شَرًّا أَوْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لِهَذَا وَجَبَتْ وَلِهَذَا وَجَبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُونَ

۲۴۴۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ وحی سے پکڑے جاتے تھے یعنی ان کے پوشیدہ کام حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہو جاتے تھے اور بے شک وحی بند ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اب تو ہم تم کو اس چیز سے پکڑتے ہیں جو ہم کو تمہارے عملوں سے ظاہر ہو سو جو ہمارے لیے نیکی ظاہر کرے اس کو ہم امین ٹھہرائیں گے اور اس کو ہم مقرب کریں گے یعنی اس کی تعظیم کریں گے اور ہم کو اس کے پوشیدہ حال سے کچھ غرض نہیں اللہ اس کے باطن کا خود حساب کرے گا اور جو ہمارے لیے بدی ظاہر کرے اس کو ہم امین نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے اگرچہ کہے کہ اس کا باطن نیک ہے۔

فائدہ: یہ خبر دینا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اس چیز سے کہ لوگ تھے اس پر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس سے جو حضرت ﷺ کے بعد واقع ہوا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ عادل وہ ہے کہ اس سے کچھ شک نہ پایا جائے یہ قول احمد اور ائحق کا ہے لیکن یہ معروف لوگوں کے حق میں ہے اس کے حق میں جس کا حال بالکل معلوم نہیں۔ (فتح)

باب تعدیل کم یجوز۔

کتنے آدمیوں کی تعدیل جائز ہے؟

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے تعدیل کے قبول ہونے میں عدد معین۔ (فتح)

۲۴۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر حضرت ﷺ کے پاس سے نکلے تو لوگوں نے اس کے لیے نیک تعریف کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت۔ پھر اور جنازہ لے کر نکلے تو لوگوں نے اس کو بددعا سے یاد کیا یا اس کے سوائے کچھ اور کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی دوزخ۔ تو کسی نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے لیے بہشت واجب ہوئی اور اس کے لیے دوزخ واجب ہوئی یعنی کیا آپ

۲۴۴۸۔ حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاتُّنُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ لَمْ مَرَّ بِأُخْرَى فَاتُّنُوا عَلَيْهَا شَرًّا أَوْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لِهَذَا وَجَبَتْ وَلِهَذَا وَجَبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُونَ

شَهِدَ آءُ اللَّهِ لِي الْأَرْضِ۔
 نے وحی سے معلوم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہی لوگوں کی مقبول ہے مسلمان گواہ ہیں اللہ کی زمین میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

۲۴۴۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ يَمُوتُونَ مَوْتًا ذَرِيعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأَتَيْتُ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبْتَ لَمْ مَرَّ بِأُخْرَى فَأَتَيْتُ خَيْرًا فَقَالَ وَجَبْتَ لَمْ مَرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأَتَيْتُ شَرًّا فَقَالَ وَجَبْتَ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْتُ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ وَاحِدٍ۔

۲۴۴۹۔ ابو اسود سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حالانکہ اس میں بیماری پڑی تھی اور لوگ بہت جلدی مرتے تھے سو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ایک جنازہ گذرا تو اس کو نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کو بھی نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گذرا تو اس کو بدی سے یاد کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی۔ میں نے کہا کہ کیا واجب ہوئی اے امیر المؤمنین؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دیں تو اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم نے کہا کہ اور تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے پھر ہم نے کہا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ پھر ہم نے آپ سے ایک کی گواہی کا حال نہیں پوچھا۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ایک کی تعدیل کافی ہے۔ اور اس میں غموض ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ پھر ہم نے آپ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا۔ اشارہ بعید ہے اس طرح کہ وہ اس میں ایک کے قول پر بھی اعتماد کرتے تھے لیکن انہوں نے اس کا حکم اس مقام میں نہیں پوچھا۔ اور آئندہ بخاری نے تصریح کی ہے اس کے ساتھ کہ ایک کا تزکیہ بھی کافی ہے اور شاید تصریح کی اس نے اس جگہ اس لیے کہ اس میں احتمال ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْأَنْسَابِ وَالرِّضَاعِ الْمُسْتَفِضِ وَالْمَوْتِ الْقَدِيمِ وَقَالَ

باب ہے بیان میں گواہی کے نسبوں پر اور رضاع یعنی دودھ پینے مشہور پر اور موت پرانی پر یعنی جس کو بہت

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَعْتَنِي
وَأَبَا سَلَمَةَ نَوِيَّةً وَالتَّبْتُ فِيهِ.

مدت گزر چکی ہو یعنی فلاں شخص کب مرا تھا فلاں سے پہلے یا پیچھے۔ اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ دودھ پلایا مجھ کو اور ابوسلمہ کو نویہ ابولہب کی لونڈی نے۔ اور بیان میں ثابت ہونے کے رضاع کے باب میں۔

فائدہ: یہ باب معقود ہے شہادت کے بیان کے استفاضہ کے لیے۔ اور ذکر کیا اس سے نسب کو اور قدیم موت کو۔ رہا نسب پس سمجھی جاتی ہے رضاعت کی حدیثوں سے کہ وہ اس کو لازم بنے اور اس میں اجماع نقل کیا گیا۔ لیکن رہی رضاعت پس سمجھا جاتا ہے اس کا ثبوت استفاضہ کے ساتھ باب کی حدیثوں سے اس لیے کہ وہ جاہلیت میں تھے اور تھا مستفیض اس شخص کے نزدیک کہ واقع ہوا اس کے لیے۔ اور لیکن موت قدیم پس سمجھا جاتا ہے اس کا حکم الحاق کے ساتھ یہ بات ابن منیر نے کہی ہے۔ اور احتراز کیا قدیم کے ساتھ حادث سے اور مراد قدیم کے ساتھ وہ ہے کہ اس پر دراز زمانہ گزرے اور حد مقرر کی ہے اس کی بعض مالکیہ نے پچاس برس کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس ہے۔ اور اختلاف ہے ضابطہ میں اس چیز کے کہ قبول کی جاتی اس میں شہادت استفاضہ کے ساتھ یعنی شہرت کے ساتھ پس ٹھیک ہے شافعیہ کے نزدیک نسب میں قطعاً اور دلالت میں اور موت میں اور حقیقی میں اور ولا میں اور وقف میں اور ولایت میں اور نکاح میں اور اس کے توابع میں اور تعدیل کے اور جرح کے اور وصیت کے اور اثر اور سفیہ کے اور ملک کے رائج قول پر ان تمام میں یعنی ان امور کا لوگوں میں مشہور ہونا یہی ہے شہادت ان کے ثبوت پر اور لوگوں میں مشہور ہونے سے یہ امور ثابت ہو جاتے ہیں اور بعض متاخرین شافعی کے اوپر بیس جگہ کو پہنچے ہیں۔ اور ابو حنیفہ کی روایت ہے کہ جائز ہے نسب میں اور موت میں اور نکاح میں اور دخول میں اور اس کے قاضی ہونے میں اور زیادہ کیا ابو یوسف نے ولا کو اور زیادہ کیا ہے محمد نے وقف کو اور صاحب ہدایہ نے کہا کہ ہم بطور استحسان کے اس کو جائز رکھتے ہیں نہیں تو اصل یہ ہے کہ شہادت میں دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس نے اس کو ایک جماعت سے کہ امن ہو اتفاق کرنے ان کے سے جھوٹ پر۔ اور بعض کہتے ہیں اقل درجہ چار آدمی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے دو عادلوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے ایک عادل دے جب کہ دل کو اس کی طرف صحیح اطمینان ہو۔ (فتح)

فائدہ: یہ قول بقیہ ترجمہ کا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو عائشہؓ سے روایت ہے کہ دیکھو یعنی سوچو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے۔ (فتح)

۲۴۵۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا
الْحَكَمُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۲۴۵۰۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُحّ نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت نہ دی تو اس

نے کہا کہ کیا تو مجھ سے پردہ کرتی ہے؟ اور حالانکہ میں تیرا چچا ہوں سو میں نے کہا کہ تو میرا چچا کس طرح ہے؟ تو اس نے کہا کہ دودھ پلایا تجھ کو میرے بھائی کی بی بی نے میرے بھائی کے دودھ سے یعنی جو اس کو اس کی صحبت کرنے کے سبب سے پیدا ہوا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اَلح سچا ہے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے۔

۲۳۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے حق میں فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں حرام ہوتی ہے بہ نسبت دودھ پینے کے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جن سے۔ وہ بیٹی بھائی میرے کی ہے رضاعت سے۔

۲۳۵۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو فلان گمان کرتا ہوں اشارہ کیا طرف چچا حفصہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف اپنے چچا کی رضاعت سے تو میرے پاس آتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک دودھ پینا حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام ہوتی ہے ولادت کے سبب سے۔

الرَّبِيبُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ الْفَلَحُ فَلَمْ أَذْنُ لَهُ فَقَالَ اتَّخَذَجِبِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُكَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ أَرْضَعُكَ امْرَأَةً أُخِي بِلَبَنِ أُخِي فَقَالَتْ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ الْفَلَحُ ائْذَنِي لَهُ.

۲۴۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِي يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ أُخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ.

۲۴۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَانْهَى سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاهُ فَلَانًا لَعَمْرِي حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فَلَانٌ حَيًّا لَعَمِيهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ دَخَلَ

عَلَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرِّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

۲۴۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے اور میرے نزدیک ایک مرد تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کون ہے میں نے کہا کہ میرا رضاعی بھائی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے۔ پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت تو صرف بھوک سے ہے یعنی دودھ پینا شرع میں وہ معتبر ہے کہ قائم مقام طعام کے ہو اور بھوک دور کرے۔

باب ہے بیان میں گواہی اس شخص کے جو کسی کو زنا کی تہمت دے اور گواہی چور اور زانی کی یعنی کیا توبہ کے بعد ان کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔ اور بیان میں اس آیت کے کہ نہ قبول کرو گواہی ان کی کبھی اور وہی لوگ ہیں فاسق مگر جنہوں نے توبہ کی۔ یعنی اور کوڑے مارے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابا بکرہ کو اور شبل کو اور نافع کو ساتھ قذف مغیرہ کے یعنی انہوں نے اس کو زنا کی تہمت دی تھی پھر ان سے توبہ چاہی اور کہا کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی قبول ہوگی۔ یعنی جائز رکھا ہے قاذف کی گواہی کو بعد توبہ کے ان دس اماموں نے یعنی اور ابو الزناد نے کہا کہ مدینے میں ہمارے نزدیک حکم یہ تھا کہ جب حرام کاری کی تہمت دینے والا اپنے قول سے پھرے اور اپنے رب سے مغفرت مانگے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی یعنی اور شعبی اور قتادہ نے کہا کہ جب قاذف اپنے آپ کو

۲۴۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي رَجُلٌ قَالَ يَا عَائِشَةُ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ قَالَ يَا عَائِشَةُ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. تَابَعَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ.

بَابُ شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا﴾ وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشَبْلَ بْنَ مَعْبُدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمَغِيرَةِ ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُمْ وَقَالَ مَنْ تَابَ قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَأَجَازَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ وَالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَمُحَارَبُ بْنُ دِثَارٍ وَشَرِيحٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا بِالْمَدِينَةِ إِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عَنْ قَوْلِهِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ

وَقَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهُ وَإِنْ اسْتَقْضِيَ الْمَحْدُودُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَاضِي وَإِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ بَغِيرِ شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُودَيْنِ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجْزُ وَأَجَازَ شَهَادَةُ الْمَحْدُودِ وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِرُؤْيَا هَلَالِ رَمَضَانَ وَكَيْفَ تَعْرِفُ تَوْبَتَهُ وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّاهِي سَنَةَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبِيهِ حَتَّى مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً.

جھٹلائے تو مارا جائے اور اس کی گواہی قبول کی جائے یعنی ثوری نے کہا کہ جب غلام کو حد ماری جائے پھر آزاد کیا جائے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ یعنی اور مگر محدود فی القذف قاضی بنایا جائے تو اس کے حکم جائز ہیں یعنی جاری ہوتے ہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی قاذف کی اگرچہ توبہ کرے پھر کہا کہ نہیں جائز ہے نکاح بغیر گواہوں کے پس اگر نکاح کرے ساتھ گواہی دو حد مارے ہوؤں کے تو جائز ہے اور اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کرے تو جائز نہیں اور اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی اور حد مارے گئے کی اور لوٹری کی رمضان کے چان کے دیکھنے کی وجہ سے۔ یعنی اور کس طرح پہچانی جائے توبہ قاذف کی۔ یعنی اور تحقیق نفی کی ہے حضرت ﷺ نے حرام کار کو ایک سال۔ یعنی منع فرمایا حضرت ﷺ نے کلام کرنے سے ساتھ کعب بن مالک کے اور اس کے دونوں ساتھیوں سے یہاں تک کہ پچاس دن گذر گئے۔

فائدہ: یہ استثناء عمدہ دلیل ہے اس کی جو اس کی شہادت کو جائز کہتا ہے جب کہ توبہ کرے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی اللہ کی کتاب میں قبول کی جاتی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ قاذف کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے اور دور ہوتا ہے ان سے فسق کا نام برابر ہے کہ حد قائم کرنے کے بعد ہو یا پہلے۔ اور تاویل کی انہوں نے ابد کی مراد یہ ہے کہ جب تک کہ اپنے قذف پر اصرار کرنے والا ہو اس لیے کہ ابد ہر چیز کا اس پر ہے کہ لائق ہے اس کے ساتھ جیسے کہ اگر کہا جائے کہ کافر کی گواہی کبھی قبول نہیں تو مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کافر رہے اور مبالغہ کیا ہے شععی نے پس کہا کہ قاذف حد کے قائم کرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ استثناء متعلق ہے خاص فسق کے ساتھ پس جب توبہ کرے تو ساقط ہو جاتا ہے اس سے فسق کا نام اور لیکن شہادت اس کی کبھی مقبول نہیں اور یہی قول ہے بعض تابعین کا۔ اور اس میں ایک مذہب اور ہے کہ حد کے بعد قبول کی جائے اور نہ پہلے۔ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہ رد کی جائے شہادت

اس کی یہاں تک کہ حد مارا جائے یعنی پھر حد مارنے کے بعد اس کی گواہی قبول نہ کی جائے اور تعاقب کیا ہے اس کا امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ کہ حد کفارہ ہے اپنے اہل کے لیے سوحد کے بعد بہتر ہے پہلے سے پس کس طرح رد کی جائے گی گواہی اس کی حالت خیریت میں اور قبول کی جائے بد حالت میں۔ (فتح)

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں کہ بخاری رحمہ اللہ نے ابوبکرہ کے اس قصہ کو کس طرح مثل کیا اور اس کے ساتھ کس طرح حجت پکڑی ہے باوجود اس کے کہ حجت پکڑی ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کئی مقامات پر۔ تو اسماعیلی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ گواہی اور روایت میں فرق ہے اور یہ کہ گواہی میں زیادہ ثبوت مطلوب ہے کہ روایت میں مطلوب نہیں حریت اور عدد وغیرہ کی طرح۔ اور استبطا کیا ہے اس سے مہلب نے کہ قاذف کا اپنے نفس کو جھٹلانا نہیں شرط ہے اس کی توبہ کے قبول ہونے میں اس لیے کہ ابوبکرہ نے اپنے نفس کو نہ جھٹلایا تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے اس کی روایت قبول کی ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ آخری تین اماموں سے قبول کی تصریح نہیں آئی۔ اور شریع سے روایت ہے کہ وہ قاذف کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بعض لوگوں نے کہا ارنح تو یہ منقول ہے حنفیہ سے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے محدود کی گواہی کے رد کرنے میں کئی حدیثوں کے ساتھ۔ حفاظ نے کہا کہ ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں اور ان میں سے مشہور ترین یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے جائز گواہی خائن کی اور نہ ہی حد لگائے گئے کی اسلام میں۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ ابو زرعہ نے کہا کہ منکر ہے۔ اور ابراہیم سے روایت کہ قاذف کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ اور ثوری نے کہا کہ ہم بھی اسی پر ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے مگر وہ منقطع ہے۔ اور یہ جو کہا کہ پھر انہوں نے کہا ارنح تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ غرض نکاح کا مشہور ہونا ہے اور یہ عدل وغیرہ کا حاصل ہے گواہی کے اٹھانے کے نزدیک۔ اور رہا نزدیک ادا کرنے کے پس نہ قبول کی جائے مگر عدل کی۔ اور یہ جو کہا کہ اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی ارنح تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ وہ جاری ہے مجری خبر کے نہ کہ گواہی کے۔

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے اور تتمہ ہے ترجمے کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے اور اکثر سلف سے یہ ہے کہ اپنے نفس سے جھٹلائے اور یہی شافعی کا قول ہے اور اس کی تصریح پہلے گذر چکی ہے شافعی وغیرہ سے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ جب نیکی زیادہ کرے تو اس کو کافی اور نہیں موقوف ہے یہ اپنے نفس کی تکذیب پر اس لیے کہ جائز ہے کہ نفس الامر میں سچا ہو اور اس کی طرف میلان کیا ہے بخاری نے۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں آئندہ آئیں گی اور وجہ دلالت یہ ہے کہ نہیں ہے منقول کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو توبہ کے

بعد تکلیف دی ہو قدر زائد کے ساتھ نفی اور جبران پر۔ (فتح)

۲۴۵۴۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے جنگ میں ایک عورت نے چوری کی تو وہ حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی پھر حضرت ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو اس کی توبہ اچھی ہوئی پھر اس نے نکاح کیا اور اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں اس کی حاجت کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچاتی تھی۔

۲۴۵۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ لِي غُرُورَةَ الْفَتَحِ فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَقَطَعَتْ يَدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسَنْتُ تَوْبَتَهَا وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرَفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور مراد اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ اس کی توبہ اچھی ہوئی۔ اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے قاذف کے الحاق کا چور کے ساتھ اس کے نزدیک فارق نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ یہ اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے۔ پس بشرط کیا جاتا ہے کہ گذر نامت کا کہ اس میں توبہ کے صحیح ہونے کا گمان کیا جائے اس میں۔ اور اندازہ کیا ہے اس کا علی رضی اللہ عنہ نے ایک سال کے ساتھ اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چار فضلوں کو نفس میں تاثیر ہے پس جب گذر جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا باطن اچھا ہو گیا ہے۔ اور اسی لیے اعتبار کیا گیا ہے حرام کار کے نکالنے کی مدت میں اور مختار یہ ہے کہ یہ اکثر اوقات میں ہے اور نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ توبہ کرے تو تیری شہادت کو قبول کروں گا اس میں جمہور کے لیے دلالت ہے۔ ابن مزیر نے کہا کہ شرط ہونا توبہ قاذف کا جب کہ اپنے نزدیک حق پر ہو نہایت اشکال میں ہے بخلاف اس کے جب کہ ہو جھوٹا اپنے نفس میں شرط ہونا اس کا ظاہر ہے اور ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ حرام کاری کو دیکھنے والے کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ اس کے حال کو ظاہر نہ کرے مگر جب کہ کمال نصاب کا اس کے ساتھ متحقق ہو یعنی چار گواہ۔ اور جب اس کو اس سے پہلے کھولے تو گناہگار ہو گا پس توبہ کرے گناہ کے ظاہر کرنے نہ سچ سے اپنے علم میں۔ اور شاید عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی پس حکم کیا اس کو توبہ کرنے کا۔ (فتح)

۲۴۵۵۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کہ جو زنا کرے اور بیابا ہوا ہو ساتھ مارنے سو کوڑے کے اور ایک سال تک نکال دینے کے۔

۲۴۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيبِ عَامٍ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ یہ مدت اقصیٰ اس چیز کی ہے کہ وارد ہوئی ہے گناہگار کی پاکی طلب کرنے میں۔

تَنْبِيْهُ: جمع کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں چور اور قاذف کو اشارہ کرنے کے لیے کہ نہیں ہے فرق توبہ کے قبول کرنے میں ان دونوں سے۔ نہیں تو پس نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو چور کی گواہی کے قبول کرنے میں جب کہ توبہ کر لے۔ ہاں اوزاعی کا مذہب یہ ہے کہ محدود فی النحر کی گواہی قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور اس نے تمام شہروں کے فقہاء کی مخالفت کی ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرِ إِذَا اشْهَدَ
فائدہ: بخاری نے اس باب میں نعمان کی حدیث ذکر کی ہے کہ اس کے باپ نے اس کو غلام بہہ کیا اور اس کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے۔ اور یہ جو بخاری نے ترجمہ میں کہا کہ جب کہ گواہ پکڑا جائے تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وہ ظلم پر گواہ نہ ہو جب کہ نہ گواہ پکڑا جائے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

۲۴۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْتُ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِي مِنْ مَّالِهِ ثُمَّ بَدَأَ لَهُ فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ لَا أَرْضِي حَتَّى تَشْهَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتَانِي بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهُ بَسَتْ رَوَاحَةَ سَأَلْتَنِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِهَذَا قَالَ أَلَا وَلَكَ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرَاهُ قَالَ لَا تُشْهِدُنِي عَلَى جَوْرِ. وَقَالَ أَبُو حَرِيرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرِ.

۲۴۵۶۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں نے میرے باپ سے میرے لیے اس کے مال سے بخشش چاہی یعنی اور کچھ مدت اس نے اس میں تاخیر کی پھر اس کو مناسب معلوم ہوا تو اس نے وہ چیز مجھ کو بخشی تو میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت ﷺ کو گواہ کرے تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں لڑکا تھا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو کہا کہ اس کی ماں روادہ کی بیٹی نے مجھ سے اس کے لیے کچھ بخشش چاہی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے سوائے حیر اور اولاد بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ناحق پر گواہ نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا۔

۲۴۵۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُهْدَمَ بْنَ مَضْرِبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَ يَنْذِرُونَ وَلَا يُقَوَّنَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمْنُ.

۲۴۵۷۔ ابن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور محبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانے ذکر کیے یا تین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ خیانت کریں گے کوئی ان کے پاس امانت نہ رکھے گا اور گواہی دیں گے اور گواہ نہ پکڑے جائیں گے اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپہ یعنی بندہ شکم ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فضائل اصحابہ میں آئے گی اور اس کی غرض یہاں وہ چیز ہے کہ گواہوں کے ساتھ متعلق ہے۔ اور یہ جو کہا کہ ان کو کوئی امانت سپرد نہ کرے گا تو اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ ان کا اعتبار نہ کریں گے اور ان کو امین نہ جانیں گے اس لیے کہ ان کی خیانت ظاہر ہوگی لوگوں کو ان پر کچھ اعتبار نہیں رہے گا اور یہ جو کہا کہ گواہی دیں گے بدون گواہی مانگے احتمال ہے کہ مراد گواہی کا اٹھانا بغیر اٹھوانے کے یا گواہی دینی ہے بغیر مانگے اور دوسرا احتمال اقرب ہے اور تعارض ہے اس کے ساتھ جو مسلم نے زیادہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بہتر گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے کہ بغیر مانگے گواہی دے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان دونوں کی ترجیح میں ابن عبد البر نے کہا کہ زید بن خالد کی حدیث کو ترجیح ہے کہ کیونکہ وہ اہل مدینہ کی روایت سے ہے اور اس کے غیر نے عمران کی حدیث کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے اور زید کی حدیث صرف مسلم نے روایت کی ہے اور اس کے علاوہ لوگوں نے ان میں کئی طرح سے تطبیق دی اور کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ زید کی حدیث سے مراد وہ شخص ہے کہ ہو اس کے نزدیک گواہی ایک آدمی کی حق کے ساتھ اور گواہی والا یہ نہیں جانتا کہ یہ میرا گواہ ہے تو وہ گواہ اس کے پاس آئے اور اس کو خبر دے کہ میں تیرا گواہ ہوں یا مالک کو معلوم تھا کہ یہ میرا گواہ ہے لیکن وہ مر گیا اور وارث چھوڑے تو وہ گواہ ان کو آکر خبر دے کہ میں تمہارا گواہ ہوں اور یہ بہت عمدہ جواب ہے اور یہی جواب دیا ہے یحییٰ بن سعید امام مالک کے استاد اور مالک وغیرہ نے اور دوسرا یہ کہ مراد اس سے گواہی حسبہ ہے اور حسبہ وہ گواہی ہے کہ نہ متعلق ہو آدمیوں کے حقوق کے ساتھ جو محض ان کے ساتھ خاص ہیں

اور داخل ہوتا ہے جبہ میں اس چیز سے کہ متعلق ہے اللہ کے حق کے ساتھ یا اس میں اس سے کوئی شبہ ہو عتاق ہے اور وقف اور وصیت عامہ اور عدت اور طلاق اور حدود اور اسی کی مانند۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث سے مراد آدمیوں کے حقوق کی گواہی ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ محمول ہے مبالغہ پر ادا کے قبول کرنے کے بارے میں یعنی اس کے لیے نہایت مستعد ہونا۔ پس اس کی استعداد کی شدت کے لیے ہوگا اور اس کے لیے مانند اس شخص کی کہ بغیر مانگے گواہی دے یعنی گواہی ادا کرنے میں نہایت جلدی کرے بغیر توقف کے اور یہ جواب اس پر مبنی ہے کہ اصل گواہی کے ادا کرنے میں حاکم کے نزدیک یہ ہے کہ نہ ہو مگر طلب کے بعد صاحب حق سے پس خاص ہوگی اس کی مذمت اس کی جو بن مانگے گواہی دے اس کے ساتھ جو مذکور ہوا اس شخص سے کہ خبر گواہی کے ساتھ اپنے نزدیک جس کو اس کا مالک نہ جانتا ہو گواہی جبہ مراد ہے۔ اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ بغیر مانگے گواہی دینی درست ہے بنا بر ظاہری عموم زید کی حدیث کے اور انہوں نے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث کی کئی تاویلیں کیں ہیں ایک یہ کہ وہ محمول ہے جھوٹی گواہی پر یعنی اس کے اٹھانے کے وقت وہاں موجود تھا۔ حکایت کی ہے ترمذی نے یہ تاویل بعض اہل علم سے۔ اور دوم یہ کہ مراد اس سے قسم میں گواہی ہے یعنی کہنا کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یعنی قسم کھاتا ہوں کہ نہیں تھا مگر اس طرح یعنی گواہی سے مراد قسم ہے۔ سو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کو برا جانا یہ جواب طحاوی کا ہے۔ سوم مراد اس سے لوگوں کے غیبی کاموں پر گواہی دینا ہے جیسے ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ جنت میں ہیں اور ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ دوزخ میں ہیں بغیر دلیل کے جیسا کہ اہل ابواء کرتے ہیں حکایت کی ہے یہ خطابی نے۔ چہارم یہ کہ اس سے مراد وہ ہے کہ گواہی کے لیے کھڑا ہو اور وہ اہل گواہی سے نہ ہو۔ پنجم یہ کہ اس سے مراد گواہی میں جلدی کرنا ہے بغیر مانگے اور اس کا مالک اس کو جانتا ہو۔ اور یہ جو کہا کہ بغیر مانگے گواہی دیتے ہیں تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو سنے کسی مرد سے کہ کہتا ہو کہ فلاں کے لیے مجھ پر اتنا قرض ہے تو نہیں جائز ہے اس کو کہ گواہی دے اس پر اس کے ساتھ اوپر برخلاف اس شخص کے جو کسی مرد کو دیکھے کہ وہ اس کو قتل کرتا یا اس کا مال چھینتا ہے پس تحقیق اس کو جائز ہے کہ اس کی گواہی دے اگرچہ نہ گواہ پکڑے اس کو قصور کرنے والا۔ اور موٹا پے سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں فراخی کو محبوب رکھیں گے اور وہ موٹا ہونے کا سبب ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ موٹا پے کو پسند کریں گے کہ اس کا بدن خوب موٹا ہو نہ کہ جو پیدائشی موٹا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں مال کی کثرت ظاہر ہوگی۔ (فتح)

۲۴۵۸۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں

۲۴۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا

سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ

پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جنکی گواہی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی یعنی لوگ بے دینائی کے سبب سے ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے اور ابراہیم نے کہا کہ تھے سلف مارتے ہم کو گواہی پر اور عہد پر۔

قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ
ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةَ أَحَدِهِمْ
يَمِينُهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتُهُ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ
وَكَانُوا يَضْرِبُونَنا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

فائدہ: یعنی یہ کہنے پر کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور مجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ البتہ اس طرح تھا اور مارتے اس لیے تھے کہ کہیں اس کی عادت نہ بن جائے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم چھوٹے تھے۔ اور احتمال یہ ہے کہ نبی مراد ہو گواہی کے لین دین سے اس لیے کہ اس میں حرج ہے خاص کر اس کے ادا کرنے کے وقت اس لیے کہ آدمی سے بھول چوک ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر اس لیے کہ اس وقت لکھتے نہ تھے۔ اور احتمال ہے کہ نبی سے مراد عہد سے وصیت میں داخل ہونا ہو اس لیے کہ اس میں بڑے فساد ہیں۔ (فتح)

بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے جھوٹی گواہی میں۔ اس آیت کی وجہ سے یعنی جو لوگ کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو اس کو چھپائے تو اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے تم کرتے ہو جانے والا ہے۔ یعنی اور مراد ساتھ تلووا کے کہ قرآن میں واقع ہوا یہ ہے کہ پھیرو تم اپنی زبانوں کو گواہی کے ساتھ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ لِقَوْلِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ
الزُّورَ﴾ وَكَيْفَ الشَّهَادَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَلَا
تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ
قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾.
﴿تَلَوْا﴾ أَلَسْتُمْ بِالشَّهَادَةِ.

فائدہ: یعنی اس کی تغلیظ اور عذاب کا بیان۔

فائدہ: بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ آیت کا سیاق جھوٹی گواہی کے لین دین میں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ زور سے مراد شرک ہے۔ اور سب قولوں میں سے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد اس کی مدح ہے جو نہ حاضر ہو کسی چیز کو جھوٹ سے۔ (فتح)

فائدہ: اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ اس کا دل گناہ گار ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے مراد تحریف کرنا ہے۔ اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے کتمان شہادت کے خلاف جھوٹی شہادت کو جوڑنے سے کہ جھوٹی گواہی اس لیے حرام ہے کہ وہ سبب ہے حق کے باطل کرنے کے لیے۔ پس چھپانا شہادت کا بھی سبب ہے حق کے باطل کرنے کا۔ اور اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف کہ

قیامت کی نشانیوں میں سے جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا ہے اور روایت کی ہے یہ حدیث احمد نے۔ (فتح)

۲۴۵۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کبیرہ گناہ کون سا ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی کسی کو اس کا ساجھی ٹھہرانا اور ماں باپ کو رنج دینا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

۲۴۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ جَرِيرٍ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ كَبَائِرِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَأَبُو عَامِرٍ وَبَهْزٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ.

۲۴۶۰۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ان گناہوں کے جو کبیرہ گناہوں میں بہت بڑے ہیں یہ آپ نے تین بار فرمایا اصحاب نے فرمایا کہ کیوں نہیں یا حضرت بتلائیے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو رنج دینا اور نافرمانی کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تکیہ لیے بیٹھے تھے پھر اٹھ بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار رہو اور جھوٹی بات پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپ ہوتے۔

۲۴۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُتْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مَتَكِنًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ يَكْرَرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

فائدہ: شرک سے مراد مطلق کفر ہے۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ذکر کی اس کے غلبے کے لیے ہے وجود میں خاص کر عرب کے ملک میں پس ذکر کیا اس کو تنبیہ کے لیے اس کے غیر پر۔ اور جو کہا کہ تکیہ لیے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے تو یہ مشعر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا بہت اہتمام کیا اور فائدہ دیتی ہے یہ تاکید اس کی تحریم کو اور بڑے ہونے اس کے قبح کو۔ اور اہتمام کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس کو آسان جانتے ہیں اور اس میں اکثر سستی کرتے ہیں اور نیز اس کے باعث بہت ہیں پس اس لیے کہ اس کے اہتمام کی زیادہ ضرورت ہوئی۔ اور اس حدیث میں تقسیم گناہوں کی کبیرہ اور اکبر کی طرف

ہے اور اس سے صغیرہ گناہوں کا ثبوت پکڑا جاتا ہے۔ اس لیے کہ بہ نسبت اس کے کبیرہ اس سے اکبر ہے اور صغیروں کے ثبوت میں اختلاف مشہور ہے اور جو کہتا ہے کہ گناہوں میں صغیرہ کوئی نہیں تو اس کا تمسک یہ ہے کہ اللہ کے حکم اور نبی کی مخالفت بڑی ہے۔ پس مخالفت بہ نسبت اللہ کے جلال کے کبیرہ ہے لیکن جو صغیرہ ثابت کرتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کہے کہ وہ صغیرہ ہے بہ نسبت اس کی جو اس سے بڑا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر باب کی حدیث۔ اور تحقیق سمجھا گیا ہے فرق صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان مدارک شرع سے۔ اور نماز کے ابتداء میں گذر چکی ہے وہ چیز کہ دور کرتی ہے گناہوں کو جب تک کہ کبیرہ نہ ہوں، پس ثابت ہوا کہ بعض گناہ عبادتوں سے دور ہو جاتے ہیں اور بعض دور نہیں ہوتے اور یہ عین مدعی ہے۔ پھر صغائر اور کبائر کے مراتب مختلف ہیں باعتبار ان کے معنی میں تفاوت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی دینا حرام ہے اور اس کے معنی میں ہے جو چیز کہ جھوٹی ہو۔ (فتح)

باب ہے بیان میں گواہی اندھے کی اور اس کے کاروبار کے اور نکاح کر دینے کے اور بیع شر اور قبول کرنے قول اس کے کو اذان وغیرہ میں مانند امامت وغیرہ کی اور وہ چیز کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ آواز کے۔ یعنی اور جائز رکھا ہے اندھے کی گواہی کو ان چاروں اماموں نے۔ یعنی اور شععی نے کہا کہ جائز ہے گواہی اندھے کی جب کہ ہو عاقل یعنی سمجھدار ہو باریک باتوں کو سمجھ سکتا ہو۔ یعنی اور حکم نے کہا کہ بہت چیزیں ہیں کہ ان میں اندھے کی گواہی درست ہے یعنی اور زہری نے کہا کہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا ہے کہ اگر کسی چیز پر گواہی دے تو کیا تو اس کی گواہی کو رد کرے گا؟ یعنی اور تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیچتے کسی شخص کو جب غائب ہوتا سورج خبر دیتا ان کو تو افطار کرتے روزے کو اور پوچھتے فجر کے وقت سے سو جب کہا جاتا کہ صبح صادق نے طلوع ہوئی ہے تو دو رکعتیں پڑھتے۔ یعنی اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے اندر آنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میری آواز پہچانی تو فرمایا کہ اے سلیمان اندر آ پس

بَابُ شَهَادَةِ الْأَعْمَى وَأَمْرِهِ وَنِكَاحِهِ
وَالنِّكَاحِ وَمُبَايَعَتِهِ وَقَبُولِهِ فِي التَّادِيْنِ
وَأَمْرِهِ وَمَا يَعْرِفُ بِالْأَصْوَاتِ وَأَجَازُ
شَهَادَتُهُ قَاسِمٌ وَالْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ
وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَجُوزُ
شَهَادَتُهُ إِذَا كَانَ عَاقِلًا وَقَالَ الْحَكَمُ
رُبَّ شَيْءٍ تَجُوزُ فِيهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ
أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةٍ
أَكُنْتَ تَرُدُّهُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَبْعَثُ
رَجُلًا إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ وَيَسْأَلُ
عَنِ الْفَجْرِ فَإِذَا قِيلَ لَهُ طَلَعَ صَلَّى
رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ
اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَعَرَفْتُ صَوْتِي
قَالَتْ سُلَيْمَانُ ادْخُلْ فَإِنَّكَ مَمْلُوكٌ مَا
بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ وَأَجَازُ سَمْرَةَ بِنْتُ
جُنْدُبٍ شَهَادَةُ امْرَأَةٍ مُنْتَقِبَةٍ.

تحقیق تو غلام ہے جب تک کہ باقی ہے تجھ پر کچھ بدل کتاب سے۔ یعنی اور جائز رکھی ہے سرہ وہ نے گواہی نقاب والی عورت کی۔

فائدہ: بخاری نے اندھے کی گواہی کے جائز رکھنے کی طرف میلان کیا ہے پس اشارہ کیا ہے استدلال کی طرف اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کے نکاح سے جواز ذکر کیا۔ اور بیع شرا اس کی سے اور قبول کرنے اس کے قول کے اذان وغیرہ میں اور یہ قول مالک اور لیث کا ہے برابر ہے کہ جانے اس کو پہلے اندھے ہونے کے یا اس کے بعد۔ اور جمہور نے تفصیل کی پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ اٹھایا ہوا ہو اس کو پہلے اندھا ہونے سے نہ کہ اس کے بعد اور اسی طرح وہ چیز کہ اس میں بجائے دیکھنے والے کے ہو مانند اس کی کہ گواہی دے اس کو کوئی شخص کسی چیز کے ساتھ اور متعلق ہو وہ اس کے ساتھ یہاں تک کہ اس کے ساتھ گواہی دے اس پر۔ اور حکم سے روایت ہے کہ تھوڑی چیز میں جائز ہے اور بہت میں جائز نہیں۔ اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا کہ اس کی کسی وقت بھی درست نہیں مگر اس چیز میں کہ اس کا طریق استفاضہ ہو یعنی شہرت کی وجہ سے معلوم ہوا اور انہیں تمام اس چیز میں کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے مفصل مذہب کے دفع کے لیے۔ اس لیے کہ نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے مطلق کے سے مقید پر۔ (فتح)

فائدہ: عاقل کے ساتھ مراد جنوں سے احتراز نہیں اس لیے کہ اس سے احتراز ضرور ہے برابر ہے کہ اندھا ہو یا بینا۔ (فتح)

فائدہ: شاید اس نے توسط کیا ہے دونوں مذہبوں جواز اور منع کے درمیان۔ (فتح)

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔

فائدہ: اور اس کے تعلق کی وجہ اس کے ساتھ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خبر پر اعتماد کرتے باوجود اس کے کہ اس کا بدن نہ دیکھتے تھے فقط اس کی آواز سنتے تھے۔ ابن نمیر نے کہا کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ کہ اندھے کی گواہی جائز ہے تعریف پر جب پہچانے کہ یہ فلاں ہے۔ پس جب پہچانے تو گواہی دے کہا اور گواہی تعریف کی مختلف فیہ ہے مالک وغیرہ کے نزدیک۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ کفایت کرتے تھے سورج کے دیکھنے کے ساتھ اس لیے کہ اس کو پہاڑ اور بادل چھپاتے ہیں اور کفایت کرتے ہیں غالب ہونے کے ساتھ اندھیرے میں اس کنارے میں کہ مشرق کی طرف سے ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس کی شرح کتاب العلق میں گزر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتی تھیں کہ غلام سے پردہ واجب نہیں۔ برابر ہے کہ اپنی ملک میں ہو یا غیر کی ملک میں۔ اس لیے کہ سلیمان میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا مکاتب تھا۔ اور جو کہتا ہے کہ احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب ہو تو وہ صحیح احادیث کے معارض ہے۔ محض احتمال کے اور وہ مردود ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی اور یہ احتمال نہایت بعید ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس اثر کے وارد کرنے سے اس بات کی تائید مقصود ہے کہ آواز پر اعتماد کرنا شرع میں آیا ہے پس اندھے کی گواہی بھی جائز ہوگی کہ وہ بھی آواز سے پہچان سکتا ہے۔ (ت)

۲۴۶۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے کہ البتہ تحقیق یاد دلائی اس نے مجھ کو فلائی فلائی آیت کہ میں نے ان کو فلائی فلائی سورت سے گرایا تھا یعنی میں ان کو بھول گیا تھا اور زیادہ کیا ہے عبادہ بن عبد اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھی تو آپ نے عباد کی آواز سنی کہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا یہ عباد کی آواز ہے میں نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی رحم کر عباد پر۔

۲۴۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ لَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا. وَرَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَسَمِعَ صَوْتَ عَبْدٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ لَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَصَوْتُ عَبْدٍ هَذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَبْدًا.

فائدہ: اور اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس کے بدن کے دیکھنے کے بغیر۔ (فتح)

۲۴۶۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے یا یوں فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔ اور ابن ام مکتوم اندھا مرد تھا نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ لوگ اس کو کہتے کہ تو نے صبح کی۔

۲۴۶۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَلَاءَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ أَوْ قَالَ حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحَتْ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاذان میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اندھے کی آواز پر اعتماد کرنا ہے۔

۲۴۶۳۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس قابیں آئیں تو میرے پاس مخرمہ نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل نزدیک ہے کہ ہم کو ان سے کچھ دیں۔ سو میرا باپ دروازے پر کھڑا ہوا اور کلام کیا تو حضرت ﷺ نے اس کی آواز پہچانی تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک قابی تھی اور آپ اس کی خوبیاں اس کو دکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے یہ قاب تیرے لیے چھپا رکھی تھی۔

۲۴۶۴۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ مُسَوْرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ أَنْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ.

فائدہ: اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی آواز پہچانی اس لیے کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس سے پہلے کہ اس کا بدن دیکھیں اور اس کی شرح لباس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اندھے کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا اس نے حجت پکڑی ہے کہ نہیں جائز ہے گواہی یہ مگر یقین کے ساتھ اور اندھا نہیں یقین کرتا آواز پر اس لیے کہ جائز ہے کہ اس کی آواز غیر کی آواز کے مشابہ ہو۔ اور جائز رکھنے والوں نے جواب دیا ہے کہ محل قبول کا ان کے نزدیک اس وقت ہے جب کہ ثابت ہو آواز اور قرینہ پایا جائے جو دلالت کرنے والا ہے اس کے لیے۔ اور لیکن جب شبہ ہو تو اس وقت کوئی قائل نہیں۔ اور اس قبیل سے اندھے کے نکاح کا جواز ہے اپنی بیوی سے اور حالانکہ وہ اس کو نہیں پہچانتا مگر اس کی آواز سے۔ لیکن اس کی آواز کا سننا اس پر مقرر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے لیے علم واقع ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے نہیں تو جب اس کے نزدیک قوی احتمال ہو کہ وہ اس کا غیر ہے تو نہیں جائز ہے اس کو اقام کرنا اس پر۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں دلالت جواز مطلق پر اس لیے کہ اندھے کا نکاح اپنے نفس سے متعلق ہے اس لیے کہ وہ اس کی بیوی اور لونڈی میں ہے اور غیر اس کو اس میں داخل نہیں اور لیکن قصہ عباد اور مخرمہ کا پس ایک چیز میں ہے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے ان کے غیر کے کیونکہ غیر کے متعلق نہیں۔ اور لیکن اذان دینی پس حدیث کے آخر میں کہا ہے کہ وہ نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا کہ تو نے صبح کی پس اعتماد جماعت مذکورہ پر ہے جو اس وقت کہ خبر دیتی تھی اور جو زہری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا پس وہ قبول ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے فقیہ تر اس سے گواہی دیں اس چیز میں

کہ نہیں ہے جائز اس میں گواہی۔ اس لیے کہ اگر وہ اپنے باپ یا بیٹے یا غلام کے لیے گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اللہ اس کو اس سے پناہ دے۔ (فتح)

بابُ شَہَادَةِ النِّسَاءِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ﴾
باب ہے بیان میں گواہی عورتوں کے اور بیان اس آیت کا کہ پس اگر دو مرد ہوں تو گواہی کے لیے ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اس آیت کے ظاہر پر قائل ہونے کے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ، اور خاص کیا ہے اس کو جمہور نے قرض اور اموال کے ساتھ یعنی قرضوں اور مالوں میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ان کی گواہی حدود اور قصاص میں اور ان کا اختلاف ہے ان کا نکاح اور طلاق میں اور نسب اور اولاد میں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور ان کی گواہی کے قبول ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس چیز میں کہ جس پر مرد خبر نہیں رکھتے حیض اور جنابت آواز کرنے بچے کے اور عورتوں کے عیوب میں اور رضاع میں اختلاف ہے کماسیاتی۔ لیکن رہا اتفاق ان کا ان کے گواہی کے جائز ہونے میں اموال میں آیت مذکورہ کی وجہ سے ہے اور ان کا اتفاق ان کے منع ہونے پر حدود اور قصاص میں اس آیت کی وجہ سے کہ ﴿فَإِنْ لَّمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ﴾۔ اور رہا ان کا اتفاق نکاح میں سو جس نے اس کو اموال کے ساتھ ملایا ہے اس نے جائز رکھی ہے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے حق مہروں اور نفقات سے اور مانند اس کی اور جس نے اس کو حدود کے ساتھ ملایا ہے تو اس کے لیے ہے کہ وہ حلال جانتا ہے شرمگاہوں کے لیے اور ان کے حرام ہونے کے لیے اس کے ساتھ اور یہی مختار ہے اور اس کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ گواہ کرو صاحب عادل کو اپنے سے۔ پھر ان کا نام حدیس رکھا اور فرمایا تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ۔ اور عورتیں حدود میں نہ قبول کی جائیں اور کس طرح گواہ بنیں اور عورتیں اس چیز میں جس میں ان کو تصرف نہیں ہے گرہ دین سے اور کھولنے۔ اور یہ تفصیل باب کے متافی نہیں اس لیے کہ وہ معقود ان کی گواہی کے لیے فی الجملہ یعنی کسی وقت میں۔ اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس چیز میں کہ نہیں خبر ہوتی اس میں مردوں کو کہ کیا اس میں ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے یا نہیں تو جمہور کے نزدیک تو ضروری ہے کہ چار عورتیں ہوں اور مالک اور ابن لیلیٰ سے روایت ہے کہ دو عورتوں کی گواہی بھی کافی ہے اور صفعی سے ہے کہ اس میں ایک عورت کی گواہی بھی جائز ہے اور یہی قول حنفیہ کا ہے۔ پھر بخاری نے ذکر کی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور وہ پوری حیض میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدمی ہے یا نہیں۔ مہلب نے کہا کہ اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ گواہوں میں کمی بیشی کرنا ان کی عقل اور ضبط کے اعتبار سے۔ دانا کی گواہی مقدم کی جائے سادھا آدمی کی گواہی پر۔ اور آیت میں ہے کہ جب گواہ گواہی

بھول جائے اور اس کا رفیق اس کو یاد دلائے تاکہ وہ اس کو یاد کرے تو جائز ہے اس کے لیے کہ گواہی دے۔ (فتح)
 ۲۴۶۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَا بَلَى قَالَ لَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ عَقْلِهَا.

فائدہ: معلوم ہوا کہ عورت کی گواہی جائز ہے۔
 بَابُ شَهَادَةِ الْإِمَاءِ وَالْعَبِيدِ وَقَالَ أَنَسُ شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلًا وَأَجَازَةً شَرِيحٌ وَزُرَّارَةُ بْنُ أَوْفَى وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ شَهَادَتُهُ جَائِزَةٌ إِلَّا الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ وَأَجَازَةُ الْحَسَنِ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الشَّيْءِ التَّالِيهِ وَقَالَ شَرِيحٌ كُلُّكُمْ بَنُو عَبِيدٍ وَإِمَاءٍ.

باب ہے بیان میں گواہی لونڈیوں اور غلاموں کے یعنی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام کی جائز ہے جب عادل ہو یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو شریح اور زرارہ نے یعنی اور ابن سیرین نے کہا کہ غلام کی گواہی قبول ہے مگر غلام کی گواہی اپنے مالک کے لیے جائز نہیں یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو حسن اور ابراہیم نے تھوڑی چیز میں۔ یعنی اور شریح نے کہا کہ تم سب غلاموں اور لونڈیوں کے بیٹے ہو یعنی سب اللہ کے بندے ہو تمہارے درمیان فرق نہیں۔

فائدہ: یہ غلامی کی حالت میں ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ مطلق قبول ہے اور تحقیق نقل کیا بخاری نے بعض اس کو۔ اور یہ قول احمد اور اسحق اور ابو ثور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تھوڑی چیز میں قبول کی جائے یہ قول شعبی اور شریح اور غنئی اور حسن کا ہے۔ (فتح)

فائدہ: شریح کے پاس ایک غلام نے گواہی دی تو کسی نے کہا کہ یہ غلام ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہم سب غلام ہیں۔ (فتح)
 ۲۴۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

۲۴۶۵۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ اس نے ام یحییٰ اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں تو تم دونوں خاندان بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے اس کی یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

مجھ سے منہ پھیرا سو میں ایک طرف ہوا یعنی منہ کی طرف سے آیا اور میں نے آپ سے کہا کہ وہ جھوٹی ہے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے منع فرمایا۔

أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِيَّابٍ قَالَ فَجَاءَتْ أُمَّةً سَوْدَاءً فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكَمَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنِّي قَالَ فَتَّخَيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ رَعِمْتَ أَنْ قَدْ أَرْضَعْتُكَمَا فَلَهَا عَنْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے جدا ہونے کے ساتھ حکم کیا ساتھ قول لونڈی مذکورہ کے۔ سو اگر اس کی گواہی مقبول نہ ہوتی تو اسکے ساتھ عمل نہ کرتے اور نیز حجت پکڑی ہے علماء نے ساتھ اس آیت کے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔ کہتے ہیں کہ پس اگر غلام پسند ہو تو وہ بھی اس میں داخل ہے اور جواب دیا گیا ہے آیت سے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس کے آخر میں فرمایا ہے نہ انکار کریں گواہ جب کہ بلائے جائیں اور انکار تو صرف آزادوں سے حاصل ہونا ہے غلام کے مشغول ہونے کے لیے مالک کے حق کے ساتھ اور اس استدلال میں نظر ہے اور اسماعیل نے باب کی حدیث سے جواب دیا ہے کہ اس کے ایک طریق میں آیا ہے مولا کا لفظ اس آزاد پر بولا جاتا ہے جس پر ولا ہو۔ پس اس میں اس پر دلالت نہیں کہ وہ غلام تھے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ ساتھ اسکے کہ باب کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ وہ لونڈی تھی متعین ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی اور ابن دقین نے کہا کہ ہم نے باب کی حدیث کو ظاہر کر لیا ہے پس ضروری ہے قائل ہونا لونڈی کی گواہی کے ساتھ اور امام احمد نے بھی اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کہ وہ لونڈی تھی۔ (فتح) بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْصُوعَةِ.

۲۴۶۶۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند دیوی کو دودھ پلایا ہے۔ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ کہہ گیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس کو اپنے پاس سے چھوڑ دے یا مانند اس کی فرمایا۔

۲۴۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكَمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ دَعَهَا عَنْكَ أَوْ نَحْوَهُ.

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ اس شخص نے جو تنہا دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کو قبول

کرتا ہے علی بن سعد نے کہا کہ میں نے احمد سے سنا کہ وہ ایک عورت کی گواہی کے بارے میں سوال کیے گئے رضاعت سے۔ امام احمد نے کہا کہ جائز ہے عقبہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی ہے قول اوزاعی کا اور نقل کیا گیا عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور زہری اور حسن اور اطلق سے۔ اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ تفریق کی عثمان رضی اللہ عنہ نے کئی لوگوں کے درمیان کہ انہوں نے آپس میں نکاح کیا کالی عورت کے قول کے ساتھ کہ اس نے ان کو دودھ پلایا ہے ابن شہاب نے کہا کہ لوگ آج کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو لیتے ہیں۔ اور اختیار کیا ہے اس کو ابو عبیدہ نے مگر اس نے کہا اگر گواہی دے دودھ پلانے والی تھا تو واجب ہے خاوند پر عورت سے جدا ہونا اور نہیں واجب ہوتا اس پر حکم اس کے ساتھ اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور عورت گواہی دے تو واجب ہوتا اس کے ساتھ حکم۔ اور نیز حجت پکڑی گئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عقبہ کو اپنی بیوی سے جدا ہونا لازم نہیں کیا بلکہ اس کو فرمایا کہ اپنے پاس سے چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے اور اشارہ کیا کہ یہ نہیں تنزیہی ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں کافی ہے اس میں گواہی دودھ پلانے والی کی اس لیے کہ گواہی ہے خود اپنے ہی فعل پر۔ اور ابو عبیدہ نے عمر اور مغیرہ بن شعبہ اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ باز رہی جدائی کرنے سے خاوند بیوی کے درمیان۔ اس کے ساتھ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جدائی کی جائے ان کے درمیان اگر لائے گواہ نہیں تو مرد اور عورت کا راستہ چھوڑ دیا جائے مگر یہ کہ وہ مرد عورت سے بچے۔ اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو نہ چاہے گی کوئی عورت کہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی کرے مگر کرے گی۔ اور شفعی نے کہا کہ قبول کی جائے گی اس کی گواہی تین عورتوں کے ساتھ بشرطیکہ نہ تعرض کرے عورت اجرت طلب کرنے کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق قبول نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبول کی جائے محرم ہونے کے ثبوت میں سوائے ثبوت اجرت کے اس کے دودھ پلانے کی وجہ سے۔ اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ قبول کی جائے دوسری عورت کے ساتھ اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ دودھ پلانے کے باب میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائے جب کہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو۔ اور اصطری شافعی نے اس کا عکس کیا ہے اور جو صرف دودھ پلانے والی عورت کی گواہی قبول نہیں کرتا وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول فہماہ سے مراد نہیں تنزیہی ہے۔ اور امر دُعھا میں اشارہ اس کے لیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منہ پھیرنا مفتی کا تا کہ خبردار ہو مسئلہ پوچھنے والا اس پر کہ حکم مسئلہ مسئول عنہا میں باز رہنا ہے اس سے اور یہ کہ جائز ہے مکرر سوال کرنا اس کے لیے جو مراد کو نہ سمجھے اور سوال کرنا سبب سے کہ چاہتا ہے نکاح کے دور ہونے کو۔ (فتح)

بعض عورتوں کا بعض کو تعدیل کرنا۔

بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا.

۲۴۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضُهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

۲۴۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضُهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

۲۴۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضُهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

۲۴۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضُهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے اور جس کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے سو حضرت ﷺ نے ایک جہاد کا ارادہ کیا اور ہمارے درمیان قرعہ ڈالا اور قرعہ میں میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی اس کے بعد کہ ہم کو پردے کا حکم ہوا تھا سو میں ایک کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اتاری جاتی تھی سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اپنے اس جنگ سے فارغ ہو کر پھرے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ﷺ نے رات کو کوچ کا حکم دیا سو جب انہوں نے کوچ کی خبر دی تو میں اٹھ کر جائے ضرورت کے لیے لشکر سے باہر گئی اور جب میں جائے ضرورت سے فراغت کر کے اپنے کجاوے کے پاس آئی اور اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میرا گلے کا ہار جو جزع ظفار (ایک قسم کا مہرہ ہوتا ہے سفید اور سیاہ) سے تھا ٹوٹ پڑا تو میں اپنا ہار تلاش کرنے کو پلٹ گئی اور مجھ کو وہاں تلاش کرنے میں دیر لگ گئی سو جو لوگ کجاوہ کئے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں اور عورتیں اس وقت دہلی ہلکی تھیں بھاری نہ تھیں ان کے بدن پر گوشت نہ تھا فقط تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں تو انہوں نے اٹھایا اٹھانے کے وقت کجاوے کے بوجھ سے انکار نہ کیا یعنی ان کو میرا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہ ہوا سو اس کو کس کر اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہوئے اور میں لڑکی کم عمر تھی سو میں نے ہار پایا بعد اس کے کہ لشکر کوچ کر گیا سو میں لشکر کی جگہ میں آئی اور وہاں کوئی نہ تھا سو میں اپنے اترنے کی جگہ میں آئی اور میں نے گمان کیا

بُنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِلَافِ مَا قَالُوا فَبَرَأَهَا اللَّهُ مِنْهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنْ حَدِيثِهَا وَبَعْضُهُمْ أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ وَابْتُ لَهَا اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا زَعَمُوا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَفْرَعَ بَيْنَ أَرْوَاجِهِ فَأَيَّتَهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ فَأَفْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأَنْزَلُ فِيهِ فَيَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلْ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحِيلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَطْفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي

کہ عنقریب ہے کہ البتہ وہ مجھ کو نہ پائیں گے تو پھیر لینے کو پلٹ آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند غالب آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل حضرت ﷺ کے حکم سے لشکر سے پیچھے رہا کرتے تھے یعنی تاکہ تھکے ماندے کو ساتھ لائے تو اس نے میری جگہ کے پاس صبح کی تو اس نے ایک سوتے آدمی کا بدن دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو پردہ سے پہلے دیکھا تھا اس نے تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میں جاگ پڑی اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ پر پاؤں رکھا یعنی تاکہ میں آسانی سے سوار ہو جاؤں سو وہ سواری کو کھینچتا ہوا چلا تھا سو ہم لشکر میں پہنچے بعد اس کے کہ وہ سخت گرمی میں اترے تھے یعنی دوپہر کو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور متولی یعنی بانی مہمانی اس تہمت و طوفان کا عبد اللہ بن ابی تھا کہ منافقوں کا سردار تھا اور میں مدینے میں آکر ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ تہمت کرنے والوں کی بات کا چرچا کرتے رہے اور مجھ کو اس طوفان کی کچھ بھی خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ جیسے میں آگے اپنی بیماری میں حضرت ﷺ سے مہربانی دیکھتی تھی اس بار ایسی مہربانی نہیں دیکھتی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ گھر میں آکر سلام کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے مجھ کو اس طوفان سے کچھ معلوم نہ تھا یہاں تک کہ مجھ کو بیماری سے کچھ افاتہ ہوا سو میں ام مطح کے ساتھ مناصح کو نکلی جو ہمارے پاخانے کی جگہ تھی نہ نکلتی تھی ہم مگر رات کو پہلے اس سے کہ گھروں میں پاخانے بنائے جائیں اس وقت گھروں میں پاخانے نہ تھے اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا میدان میں

فَجَبَسْنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الدِّينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاَحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَقْلُنْ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعَلَقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ نَقَلَ الْهُودَجُ فَاَحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَبَرَجَعُونَ إِلَيَّ قَبِيلًا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ السُّلَمِيُّ لَمْ الدُّكُوَانِي مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَقِظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَاَنْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مَعْرِسِينَ فِي نَحْرِ الظَّهْرِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاسْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكَ وَيَرْتَبِئُونَ فِي وَجْعِي أَنِّي لَا أَرَى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سو میں اور ام مسطح چلتی ہوئی آگے بڑھی تو ام مسطح اپنی چادر میں گر پڑی اور کہا کہ ہلاک ہوا مسطح یعنی اس نے اپنے بیٹے مسطح کو بدعادی۔ شاید گرنا اس کا غصہ سے تھا جو اس کو مسطح کی طرف سے حاصل ہوا تھا تو میں نے کہا کہ کیا تو ایسے مرد کو برا کہتی ہے کہ وہ بدری ہے یعنی اور اللہ نے بدریوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو ام مسطح نے کہا کہ اے بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا۔ تو اس نے مجھ کو طوفان باندھنے والوں کے قول سے خبر دی تو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری تو حضرت عائشہؓ میرے پاس آئے اور سلام کر کے کہا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں عائشہؓ نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان کے پاس سے اس خبر کو تحقیق کروں تو حضرت عائشہؓ نے مجھ کو اجازت دی تو میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ اے بیٹی اپنی جان پر اس غم کو آسان جان یعنی مت گھبرا پس قسم ہے اللہ کی البتہ کم ہے ہونا عورت خوبصورت کا کبھی نزدیک کسی مرد کے کہ اس کو دوست رکھتا ہو اس کے لیے سوئیں ہوں مگر کہ اس کو بہت عیب لگاتی ہیں۔ تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ لوگ یہ گفتگو کرتے ہیں سو میں نے وہ تمام رات صبح تک کاٹی اس حال میں کہ نہ مجھ کو تمام رات نیند آئی نہ میرے آنسو بند ہوئے پھر میں نے صبح کی تو حضرت عائشہؓ نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا جب کہ وحی نے دیر کی اور میرے چھوڑنے میں ان سے مشورہ پوچھا سو اسامہؓ نے تو اشارہ کیا ساتھ

وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أُرَى مِنْهُ حِينَ أَمْرَضُ إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيَسْلِمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تَيْكُمُ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرِّزًا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَتَّخِذَ الْكُفْفَ قَرِيبًا مِنْ بَيْوتِنَا وَأَمَرْنَا أُمَّ الْعَرَبِ الْأُولَى فِي الْبَرِّيَّةِ أَوْ فِي التَّنْزِهِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِي رُحَيْمٍ نَمَشِي فَعَفَرْتُ فِي مِرْطَاطِهَا فَقَالَتْ تَعَسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِنْسٍ مَا قُلْتُ أَتَسْتَبِينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ يَا هَتَاهَا أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا فَأَعْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْلَهِ فَارْزُدْكَ مَرَضًا عَلَى مَرْضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَيْكُمُ فَقُلْتُ أَتَذَنُ لِي إِلَى أَبِي؟ قَالَتْ وَأَنَا جَنِينٌ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَقِينَ الْخَبَرَ مِنْ قَبْلِهِمَا فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُ أَبِي فَقُلْتُ لِأُمِّي مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بِنْتِ هَوْنِي عَلَى نَفْسِكَ الشَّأْنُ قَوْلُ اللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ أَمْرًا قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَّائِرٌ إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبِئْسَ بَلَاءُكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرَقُ لِي دُمْعٌ

وَلَا أَكْتَحِلُ يَوْمَئِذٍ أَصْبَحْتُ فَدَعَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَبْتُ
الْوَحْيَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا
أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ
مِنَ الْوَدِّ لَهُمْ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللَّهِ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيٌّ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَضِيقِ
اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءَ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ
الْجَارِيَةَ تَصُدِّقُكَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيرَةُ هَلْ
رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يَرِيكَ فَقَالَتْ بَرِيرَةُ لَا
وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا
أَغْمَضُهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ
حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِينَ فَتَأْتِي
الذَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ أَبِي إِبْنِ سَلُولٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْدُرُنِي مِنْ رَجُلٍ
بَلَّغْنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى
أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا
عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى
أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ أَنَا وَاللَّهِ أَعْذُرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ
مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ

اس چیز کے جوابے جی میں تھا کہ حضرت ﷺ کو اپنی بیویوں
سے محبت ہے سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کی
بیوی ہے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو تو سوائے پاکی اور بہتری کے
کچھ معلوم نہیں اور اے پر علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب انہوں نے
کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے
سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں لیکن بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیجیے وہ
آپ کو سچ سچ بتلائے گی۔ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا
اور فرمایا کہ اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں ایسی بات دیکھی ہے
جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے تو بریرہ رضی اللہ عنہا
نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو
سچا پیغمبر کیا ہے میں نے کبھی اس میں کوئی بات عیب دار نہیں
پائی زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے آٹے سے سو جاتی ہے
اور بکری آکر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ اس دن
کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی سے عذر طلب کر کے بدلہ
لینا چاہا سو فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے جو میرا عذر دریافت کر کے
بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری گھر والی بی بی کے
حق میں پہنچی ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو
مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں
جانا میں نے مگر نیک تو وہ میری بیوی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا
بغیر میرے ساتھ کہ تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو اس
نے کہا یا حضرت ﷺ قسم ہے اللہ کی میں اس سے آپ کا بدلہ
لوں گا اگر اس کے قبیلے سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں
گے اور اگر ہمارے بھائی خزر جیوں سے ہوگا تو آپ ہم کو حکم
کریں ہم اس میں آپ کا حکم بجالائیں گے سو کھڑا ہوا سعد بن
عبادہ رضی اللہ عنہ اور وہ خزر ج کا سردار تھا اور اس سے پہلے نیک مرد

إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزَرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ
أَمْرَكَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ
الْخَزَرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا
وَلَكِنْ اخْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ
اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ فَقَامَ
أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ
وَاللَّهِ لَتَقْتُلَنَّهُ لِإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ
الْمُنَافِقِينَ فَفَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزَرَجُ
حَتَّى هَمُّوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَضَهُمْ حَتَّى
سَكَنُوا وَسَكَتَ وَبَكَيتُ يَوْمَئِذٍ لَا يَرِقُ لِي
دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بَنَوْمٍ فَأَصْبَحَ عِنْدِي
أَبَوَايَ وَقَدْ بَكَيتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا حَتَّى أَظُنُّ
أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقُ كَيْدِي قَالَتْ قَبِينَا هُمَا
جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي إِذِ اسْتَأْذَنَتْ
امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأِذْنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ
تَبْكِي مَعِيَ قَبِينَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ
وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمٍ قَبْلَ فَيَّ مَا قِيلَ
قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَتْ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي
شَأْنِي شَيْءٌ قَالَتْ فَتَشْهَدُ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ
فَإِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ كَذًا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ
بَرِيئَةً فَسَيِّرْكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ أَلَمَمْتَ
بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتَوْبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ
الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ

تھا لیکن قوم کی حمیت اور بچ اس کو باعث ہوئی تو اس نے سعد
بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے البتہ قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ
مارے گا اور نہ اس پر قادر ہوگا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو
اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی
البتہ ہم اس کو قتل کریں گے بے شک تو منافق ہے منافقوں کی
طرف سے جھگڑتا ہے اور ان کی حمایت کرتا ہے یہاں تک کہ
دونوں قبیلے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کا قصد کیا
عنقریب تھا کہ کشت و خون ہو جائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منبر پر
تھے سو منبر سے اترے اور ان کو چپ کرایا یہاں تک کہ چپ
ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی چپ ہوئے اور میں تمام دن روتی
رہی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی اور میرے
ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور حالانکہ میں رات دن
روتی رہی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو
پھاڑ ڈالے گا سو جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے
اور میں روتی تھی کہ ناگہاں ایک انصاری عورت نے اندر آنے
کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت دی تو وہ بھی بیٹھ
کر میرے ساتھ رونے لگی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح
تھے کہ ناگہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اندر آئے اور بیٹھے اور جب سے
مجھ کو تہمت لگی اس دن سے پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک مہینہ میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تشہد پڑھا
یعنی اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ عائشہ مجھ کو تیری ایسی
تیری پاکی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب اللہ
سو مغفرت مانگے گا اور اس کی طرف توبہ کر اس لیے کہ بندہ جب

اپنے گناہ کا اقرار پھر توبہ کرے تو اللہ اس کا گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی توبہ قبول کرتا ہے تو پھر جب حضرت ﷺ اپنی بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے یہاں تک کہ میں نے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تو میری طرف سے حضرت ﷺ کو جواب دے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دے تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ کو کیا کہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کم عمر لڑکی تھی بہت قرآن نہیں پڑھا تھا سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے سنی ہے وہ بات جس کا یہ لوگ چرچا کرتے ہیں اور آپ کے دل میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا ہے سوا اگر میں یوں کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان یوسف علیہ السلام کے باپ کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی جب کہ اس نے کہا کہ اب صبر ہی بن آئے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو بتلاتے ہو پھر میں بچھو نے پر پڑی یعنی میں نے آدمیوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور مجھ کو امید تھی کہ اللہ میری پاکی بیان کرے گا لیکن مجھ کو یہ گماں نہ تھا کہ میرے حق میں وحی اترے گی اور میں اپنے آپ کو حقیر گمان کرتی تھی اس میں کہ میرے حق میں قرآن سے کلام کی جائے یعنی قرآن میرے حق میں اترے لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت ﷺ کو میری

عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ فَلَمَّ دَمْعِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً وَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَذْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَذْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ فَقُلْتُ إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرْتُ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهِ يَعْلَمُ إِنِّي لَبَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونَنِي بِذَلِكَ وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرِ وَاللَّهِ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقَنِي وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ إِذْ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ﴾ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَرِّتَنِي اللَّهُ وَلَكِنْ وَاللَّهِ مَا ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيًا وَلَا أَنَا أَحَقُّرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يُتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّتَنِي اللَّهُ فَوَاللَّهِ مَا رَأَمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

برات خواب میں دکھلا دے گا سو قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ اپنی مجلس سے نہ اٹھے تھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے حضرت ﷺ پر وحی اتاری جیسے معمول تھا یہاں تک کہ آپ کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا جھاڑے کے دن میں پھر جب حضرت ﷺ سے وحی موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل جو آپ نے بات کہی وہ یہ تھی کہ مجھ سے کہا کہ اے عائشہ اللہ کی حمد اور شکر کر پس تحقیق اللہ نے تیری پاکی بیان کی تو میری ماں نے مجھ کو کہا کہ اے عائشہ اٹھ کر حضرت ﷺ کی تعظیم کر تو میں نے کہا کہ قسم ہے کہ میں نہ اٹھوں گی اور نہ آپ کی تعریف کروں گی اور اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہ کروں گی جس نے میری پاکی بیان کی پھر اللہ نے یہ آیتیں سورہ نور میں اتاریں کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم میں سے ایک جماعت ہے آخر تک میں یہ آیتیں اتاریں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اور تھا خرچ کرتا مسطح پر قرابت کی وجہ سے اس سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا بعد اس کے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں سے اور کشاکش والے یہ کہ دیں ناٹے والوں کو غفور الرحیم تک۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر جاری کیا جو پہلے اس پر جاری کرتا تھا اور حضرت ﷺ نے نہ نب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھا تھا کہ اے نہ نب تجھ کو کیا معلوم ہے اور تو نے کیا دیکھا ہے تو نہ نب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! پھر جب اللہ نے میری پاکی میں نے نہ اپنے کان سے کچھ سنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہی تھی جو

حَتَّىٰ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبَرَحَاءِ حَتَّىٰ إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجَمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاةٍ فَلَمَّا سَرَىٰ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي يَا عَائِشَةُ احْمَدِي اللَّهَ فَقَدْ بَرَّأكَ اللَّهُ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قَوْمِي إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَأَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَىٰ مِسْطَحَ بْنِ أُنَاسَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهُ لَا انْفِقُ عَلَىٰ مِسْطَحَ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ﴿وَلَا يَأْتِلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا إِلَىٰ قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَىٰ وَاللَّهِ إِنِّي لِأَحِبُّ أَنْ يُغْفَرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَيَّ مِسْطَحُ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتَ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصْرِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الْبَنَىٰ كَانَتْ تُسَامِنُنِي فَعَصَمَهَا

حسن اور جمال وغیرہ میں مجھ سے برابری کرتی تھی سو اللہ نے اس کو پرہیزگاری سے نگاہ رکھا۔

اللَّهُ بِالْوَرَعِ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ سے عائشہؓ کا حال پوچھا اور اس نے آپ کو عائشہؓ کے پاک دامن ہونے کا جواب دیا اور حضرت عائشہؓ نے اس کے قول پر اعتماد کیا یہاں تک کہ خطبہ فرمایا اور عبد اللہ بن ابی سے بدلہ چاہا اور اسی طرح حضرت عائشہؓ نے نسب بنت جحشؓ سے عائشہؓ کا حال پوچھا اور اس نے بھی ان کے پاک دامن ہونے کے ساتھ جواب دیا اور عائشہؓ نے نسب بنت جحشؓ کے حق میں کہا کہ وہی تھی جو حسن و جمال میں میری برابری کرتی تھی تو اللہ نے اس کو بچایا۔ پس ان سب کے مجموع میں مراد ترجمہ کی ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ اس میں حجت ہے ابو حنیفہ کے لیے کہ عورتوں کی تعدیل جائز ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا۔ اور محمد جہور کے موافق ہے اور طحاوی نے کہا کہ تزکیہ خبر ہے اور گواہی نہیں۔ پس قبول کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور ترجمہ میں اشارہ ہے ثالث کے قول کی طرف اور وہ یہ ہے کہ قبول کیا جائے ان کا تزکیہ بعض کے لیے اور نہ مردوں کے لیے اس لیے جو منع کرتا ہے وہ اس کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ عورت ناقص ہے معرفت و جودہ تزکیہ سے خاص کر مردوں کے حق میں۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ قبول کیا جاتا ہے تزکیہ ان کا نیک بات کے ساتھ اور نہیں لازم آتا اس سے قبول کرنا تزکیہ ان کا گواہی میں کہ مال کو لینے کو واجب کرے۔ اور جہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے ان کا قبول کرنا مردوں کے ساتھ اس چیز میں کہ ان کی شہادت اس میں جائز ہے۔ (فتح)

جب ایک مرد دوسرے مرد کا تزکیہ کرے تو اس کو کفایت کرتا ہے۔ یعنی اور ابو جلیلہ نے کہا کہ میں نے ایک پڑا لڑکا پایا تو جب مجھ کو عمر فاروقؓ نے دیکھا تو کہا کہ عنقریب ہے کہ غار سبب بدی کا ہو گیا کہ مجھ کو تہمت دیتا تھا میرے چوہدری نے کہا کہ یہ نیک مرد ہے تو عمرؓ نے کہا کہ جا اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

بَابُ إِذَا زَكَى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَّاهُ وَقَالَ أَبُو جَمِيلَةَ وَحَدَّثُ مَبْنُودًا فَلَمَّا رَأَى أَبِي عُمَرَ قَالَ عَسَى الْغَوِيُّرُ أَبُو نَسَا كَانَ يَتَّهَمُنِي قَالَ عَرِيفِي إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ قَالَ كَذَلِكَ أَذْهَبَ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

فائدہ: شہادت کے شروع میں یہ باب باندھا ہے تعدیل کتم یجوز پس توقف کیا اس جگہ اور یقین کیا اس جگہ

کافی ہونے کے ساتھ ایک گواہ کے اور میں نے اس کی ترجیح پہلے بیان کر دی ہے اور سلف نے اختلاف کیا ہے تزکیہ کے عدد کے شرط ہونے میں۔ پس مرنج شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا دو مرد کا ہے یعنی تزکیہ کے لیے دو کا ہونا شرط ہے جیسے کہ گواہی میں ہے۔ اور یہی قول ہے محمد بن حسن کا اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور اسٹیجی کیا ہے چھپارنقیح حاکم کا اس لیے کہ وہ اس کا نائب ہے تو اس کا قول بجائے حکم کے اور جائز کہا ہے اکثر نے قبول جرح اور تعدیل کو ایک سے اس لیے کہ وہ بجائے حکم کے ہے اور حکم میں عدد کا ہونا شرط نہیں اور ابو عبیدہ نے کہا کہ تین مردوں سے کم کا تزکیہ قبول نہیں اور اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے حلال سوال کرنا یہاں تک کہ تین آدمی عقلمند اس کی گواہی دیں اور جب یہ حاجت کے حق میں ہے تو اس کا غیر بطریق اولیٰ ہے۔ اور یہ سب اختلاف شہادت میں ہے اور ربی روایت کرنی پس قبول کیا جاتا ہے اس میں قول ایک آدمی کا بھی صحیح قول پر اس لیے کہ اگر وہ غیر سے ناقل ہے تو وہ جملہ اختیار سے ہے اور اس میں عدد شرط نہیں اور اپنے نفس کی طرف سے ہے تو بجائے حاکم کے ہے اور حاکم بھی متعدد نہیں ہوتا۔ (فتح)

فائدہ: غور تصغیر ہے غار کی اور ابوس کے معنی شر کے ہیں۔ اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کی یہ ہے کہ کچھ لوگ غار میں داخل ہوئے کہ اس میں رات کاٹیں تو وہ غار ان پر گر پڑی اور وہ سب اس میں دب کر مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دشمن بیٹھا تھا اس نے ان کو مار ڈالا۔ اور کلبی نے کہا کہ غور ایک مشہور جگہ ہے اس میں پانی ہے وہاں ڈاکوڑ جتے تھے اور راہزنی کرتے تھے اور جو وہاں گذرتے وہ آپس میں حفاظت کی وصیت کرتے تھے اور ابن عربی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مثال اس مرد کے لیے اس لیے بیان کی کہ تعریض کرتے تھے شاید دراصل یہ اس کا اپنا بیٹا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ آپ سے اس کی نسبت کی نفی کرے سب کے لیے اسباب سے اور باوجود اس کے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ اس کی پرورش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاوہ آزاد ہے اس کا دلاتیرے لیے اور اس کا خرچ ہم پر ہے ابن بطلان نے کہا کہ اس قصے میں ہے کہ اگر قاضی اپنے دزیوں کی مجلس میں کسی کا حال پوچھے تو وہ ایک کے قول سے کفایت کرے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جب مشہود کو تکلیف دی جائے کہ اپنے گواہوں کی تعدیل کرے تو دو سے کم کی تعدیل قبول نہ کی جائے۔ میں کہتا ہوں کہ غایت یہ ہے کہ اس نے قصے کو اپنے بعض تمہلات پر محمول کیا ہے اور تکلیف کا قصہ دلیل خارجی کا محتاج ہے یعنی یہ مطلق درست ہے مشہود کو تعدیل کی تکلیف دینے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور یہ کہ جائز ہے اٹھانا گرے لڑکے کا اگر چہ گواہ نہ کرے اور یہ کہ نفقہ اس کا جب نہ پہچانا جائے بیت المال پر ہے یہ کہ اس کا دلا اس کے اٹھانے والے کے لیے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ ولک ولاء کے معنی یہ ہیں کہ اس سبب سے کہ اس نے اٹھایا ضائع نہ ہونے دیا گویا کہ اس نے اس کو موت سے آزاد کیا اس سے کہ اس کا غیر اس کو اٹھا کر اس کا مالک ہو جائے۔ اور اس حدیث میں ثابت ہونا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام میں اور یہ کہ جب حاکم کسی کے امر میں توقف کرے تو یہ اس کے حق میں قاذح نہیں۔ اور رجوع کرنا حاکم کا اپنے امینوں کے قول کی طرف اور یہ حاجت کے وقت مرد کے سامنے اس کی تعریف کرنی مکروہ نہیں بلکہ مکروہ تو صرف مبالغہ کرنا ہے تعریف میں اور اسی نکتہ کے لیے یہ باب باندھا ہے بخاری نے پیچھے اس کے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے پس کہا مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي اللَّوْحِ یعنی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور اس کے دلیل پکڑنے کی وجہ حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مرد کے تزکیہ کا اعتبار کیا جب کہ قصد کرے اس کو اس لیے کہ نہ عیب لگایا اس پر مگر اسراف اور غلو کو تعریف میں۔ اور ابن نمیر نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قدر تزکیہ کے قبول کرنے میں کافی ہے۔ اور رہا اعتبار نصاب کا پس اس سے حدیث ساکت ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری اپنے قاعدے پر جاری ہوا کہ اگر نصاب شرط ہوتی تو ذکر کی جاتی اس لیے کہ بیان وقت حاجت سے موخر نہیں ہوتا۔ (فتح)

۲۴۶۸۔ اہل بیت سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک مرد نے دوسرے مرد کے سامنے تعریف کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی یہ آپ نے کئی بار فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلاں کو گمان کرتا ہوں اور اللہ ہی اس کو خوب جانتا ہے میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا مجھ کو یہ گمان ہے کہ فلاں شخص ایسا ہے اور ایسا اگر اس بات کو سچ مچ جانتا ہو تو کہے۔

۲۴۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَنِي رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَبَلَّكَ قَطَعْتَ عَنْقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عَنْقَ صَاحِبِكَ مِرَازًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فَلَانًا وَاللَّهُ حَسِبُهُ وَلَا أُرَى نَحْيَ عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذًّا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت باب سے ابھی گزر چکی ہے۔

تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور جو سچ مچ جانتا ہو سو کہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي الْمَدْحِ وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ.

۲۴۶۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو کہ سنا کہ دوسرے مرد کی تعریف کرتا تھا اور تعریف میں مبالغہ کرتا تھا یعنی بے حد تعریف کرتا تھا تو فرمایا کہ تو نے

۲۴۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَجُلًا يُنْتَبِئُ عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيقُهُ فِي مَدْحِهِ
فَقَالَ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهَرَ الرَّجُلِ.

مرد کی پیٹھ کاٹی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے لیکن آخری خبر ترجمہ کی اس حدیث میں نہیں یعنی جو بچ بچ جانتا ہو سو کہے۔
اور شاید اس کا مذہب یہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک ہے اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ مضمون موجود ہے
جیسا کہ ابھی گذرا۔ (فتح)

لڑکوں کے بالغ ہونے اور ان کی گواہی کا بیان۔ اور اس
آیت کا بیان کہ جب تم میں سے بلوغت کو پہنچیں تو
چاہیے کہ اجازت مانگیں آخر آیت تک۔ یعنی اور بیان
ہے پہنچنے عورتوں کا حیض میں کہ ان کی بلوغت کی حد ہے
اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ جو عورتیں ناامید ہوئیں
ہیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اور اگر تم کو شبہ رہ
گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض
نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ کہ
جن لیس پیٹ کا بچہ۔ یعنی اور حسن بن صالح نے کہا کہ
میں نے اپنی ایک ہمسائی کو پایا کہ وہ دادی تھی اور اس کی
عمر اکیس برس کی تھی۔

بَابُ بُلُوغِ الصَّبِيَّانِ وَشَهَادَتِهِمْ وَقَوْلُ
اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا﴾ وَقَالَ مُغِيرَةُ
اِحْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثِنْتِي عَشْرَةَ سَنَةً وَ
بُلُوغُ النِّسَاءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَ
جَلَّ ﴿وَاللَّائِي يَنْسَنُ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ
نِسَائِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.
وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ أَدْرَكْتُ جَارَةً
لَنَا جَدَّةً بِنْتُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ سَنَةً.

فائدہ: یعنی ان کے بالغ ہونے کی کیا حد ہے اور بالغ ہونے سے پہلے ان کی گواہی کا کیا حکم ہے۔ پس رہی ان کے
بالغ ہونے کی حد پس اس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اور رہی گواہی لڑکوں کی پس رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور اعتبار
کیا ہے اس کو مالک نے ان کے زخموں کے بچ بشرطیکہ ضبط کیا جائے ان کے اول قول کو اس سے پہلے کہ جدا جدا ہوں
اور قبول کیا ہے جمہور نے ان کی خبروں کو جب کہ جوڑا جائے اس کی طرف قرینہ۔ اور اعتراض کیا گیا ہے اس طرح سے
کہ ترجمہ میں گواہی کا ذکر ہے اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں اور اس کا جواب یہ کہ وہ ماخوذ ہے اتفاق سے
اس پر کہ جس کے بالغ ہونے کا حکم کیا جائے اس کی گواہی قبول کی جائے جب کہ موصوف ہو قبول کی شرط کے ساتھ
اور راہ دکھاتی ہے اس کی طرف قول عمر بن عبدالعزیز کہ وہ حد ہے چھوٹے اور بڑے کے درمیان۔ (فتح)

فائدہ: اس آیت میں حکم کا معلق کرنا ہے بلوغت کو پہنچنے کو اور تحقیق اجماع کیا ہے علماء احکام مردوں اور عورتوں میں

لازم ہوتے ہیں اس کے ساتھ عبادتیں اور حدود اور تمام احکام اور وہ انزال منی کرنے والے کا ہے یعنی منی کو ذکر نکلے برابر ہے جماع سے ہو یا کسی اور چیز سے اور برابر ہے کہ بیداری میں ہو یا خواب میں۔ اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں اثر ہے جماع کا خواب میں مگر منی کے نکلنے کے ساتھ۔ (فتح)

فائدہ: یہ بقیہ ترجمہ کا ہے اور وجہ نکالنے کی آیت سے ترجمہ کے لیے معلق کرنا حکم کا ہے عدت میں اقرار کے ساتھ حیض کے حاصل ہونے پر اور رہا اس سے آگے پیچھے سات مہینوں کے ہے پس معلوم ہوا کہ حیض کا وجود نقل کرتا ہے حکم کو اور اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حیض بلوغت ہے عورتوں کے حق میں۔ (فتح)

فائدہ: یعنی نو برس کی عمر میں اس کو حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے لڑکی جنی اور اسی طرح اس کی لڑکی کو بھی نو برس کی عمر میں حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے بچہ جنا۔ امام شافعی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک عورت دیکھی کہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس سال کی تھی۔ اور اختلاف کیا ہے علماء نے ادنیٰ اور عقلمند کے میں کہ اس میں عورت کو حیض آتا ہے اور مرد کو احتلام ہوتا ہے۔ کیا اس کی نشانیاں منحصر ہیں یا نہیں اور اس عمر میں جب تجاوز کرے اس کو لڑکا اور اس کو احتلام نہ ہو اور عورت اور اس کو حیض ہو تو حکم کیا جائے اس وقت بالغ ہونے کا۔ پس اعتبار کیا ہے مالک اور لیث اور احمد اور اسحق نے نکلنا بالوں کا لیکن نہیں قائم کرتے اس کے ساتھ حد کو شبہ کی وجہ سے۔ اور اعتبار کیا ہے اس کو شافعی نے کافر میں اور مختلف ہے قول اس کا مسلمان میں اور ابو حنیفہ نے کہا کہ بالغ ہونے کی عمر اٹھارہ یا انیس سال ہے لڑکے کے لیے اور سترہ سال ہے لڑکی کے لیے۔ اور شافعی اور احمد اور ابن وہب اور جمہور نے کہا کہ اس کی حد دونوں میں پورے پندرہ برس ہیں جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

۲۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُعْزِزْنِي ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَنِي قَالَ نَافِعٌ فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةُ فَحَدَّثْتُهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا لَحَدُّ بَيْنَ الصَّغِيرِ

۲۴۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جنگ احد کے دن حضرت ﷺ کے رو برو ہوا اور میں چودہ برس کا لڑکا تھا تو مجھ کو حضرت ﷺ نے اجازت نہ دی یعنی جنگ میں جانے کی پھر میں جنگ خندق کے دن آپ کے رو برو ہوا اور میں پندرہ سال کا لڑکا تھا حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی یعنی جہاد میں جانے کی نافع نے کہا سو میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور وہ خلیفہ تھا تو میں نے اس سے یہ حدیث بیان کی اس نے کہا کہ البتہ یہ پندرہ برس حد ہے درمیان چھوٹے اور بڑے کے اور اپنے عالموں کی طرف لکھا کہ مقرر کریں حصہ اس شخص کے لیے جو پندرہ برس کو پہنچے یعنی ان کے لیے لشکر کے دفتر میں

وَالْكَبِيرِ وَكَتَبَ إِلَى عَمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا
لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

رزق مقرر کیا جائے۔ اور تھی تفریق کی جاتے درمیان لڑنے والوں کے اور ان کے غیروں کے عطا میں۔ اور وہ رزق ہے جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور اس کے مستحقوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

فائدہ:۔ اور استدلال کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ جو پندرہ برس مکمل کر لے اس پر بالغوں کے تمام احکام جاری کیے جائیں اگرچہ اس کو احتلام نہ ہو پس کس طرح ہے عبادات کے ساتھ اور قائم کرنے حدوں کے اور مستحق ہوتا ہے حصے کا غنیمت سے اور قتل کیا جائے اگر حربی ہو اور اس سے قید توڑی جائے اگر اس کی ہوشیاری کی امید ہو اور سوائے اس کے احکام سے اور تحقیق عمل کیا ہے اس کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز نے اور اس کو برقرار رکھا اس پر اس کے راوی نافع نے اور جواب دیا ہے طحاوی اور ابن قسار وغیرہ نے جو اس حدیث پر عمل نہیں کرتے تصریح آچکی ہے کہ اجازت مذکورہ جہاد میں تھی اور یہ متعلق قوت اور طاقت کے ساتھ۔ اور بعض مالکیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور اس کے لیے عموم نہیں اور احتمال ہے کہ وہ اس عمر کے نزدیک ختم ہوا تھا پس اس لیے کہ اس کو اجازت دی اور بعض نے کہا کہ اس کو ضعیف ہونے کی وجہ سے پھیرا تھا نہ کہ کم عمر ہونے کی وجہ سے۔ اور اجازت قوت کی وجہ سے دی تھی نہ کہ بالغ ہونے کی وجہ سے۔ اور اس کو وہ چیز رد کرتی ہے جو ابن حبان اور ابو عوانہ وغیرہ نے اس حدیث میں روایت کی اس لفظ کے ساتھ کہ میں جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ کے سامنے کیا گیا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت نہ دی اور نہ مجھ کو دیکھا کہ میں بالغ ہوں۔ اور اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ جنگ کے لیے امام کے ساتھ نکلنا چاہتے ہوں امام ان کو لڑائی واقع ہونے سے پہلے اپنے سامنے بلا کر دیکھ لے سو جس کو لڑائی کے قابل پائے اس کو ساتھ لے اور جو قابل نہ ہو اس کو پھیر دے اور حضرت ﷺ نے جنگ بدر وغیرہ میں اسی طرح کیا تھا۔ اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک یہی موقوف ہے اجازت لڑکی کے بالغ ہونے پر بلکہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے لڑکوں سے جس میں قوت اور جوانمردی ہو۔ پس بہت سے لڑکے بلوغت کے قریب قوی تر ہوتے ہیں بالغ کی نسبت۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ان پر حجت ہے۔

۲۴۷۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سَلِيمٍ عَنْ عَطَاءِ
بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى

۲۴۷۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے ہر احتلام کرنے والے پر۔

وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى

کُلِّ مُحْتَلِمٍ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ بلوغت حاصل ہوتی ہے منی نکلنے کے ساتھ اسی لیے کہ وہی احتلام سے مراد ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے مقصود ترجمہ کا قیاس کرنے کے ساتھ باقی احکام پر باعتبار متعلق ہونے وجوب کے احتلام کے ساتھ۔ (فتح)

سوال کرنا حاکم کا مدعی کے لیے کہ کیا تیرے گواہ ہیں پہلے قسم دینے کے مدعی علیہ کے۔

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِينِ.

۲۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَعْمَشٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرَأٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ. قَالَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِي وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَاكَ بَيِّنَةٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ أَحْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِي قَالَ فَاتَّزَلَّ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

۲۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَعْمَشٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرَأٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ. قَالَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِي وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَاكَ بَيِّنَةٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ أَحْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِي قَالَ فَاتَّزَلَّ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اور ترجمہ میں قبل الیمین سے مراد مدعی علیہ کی قسم ہے اور بھی مطابق ہے ترجمہ کے لیے۔ اور اس کا مدعی پر حمل کرنا صحیح نہیں ہے اس طرح سے کہ طلب کرے اس سے حاکم قسم استظهار کی اس طرح سے کہ گواہی دی ہے گواہ نے اس کے لیے حق کے ساتھ یعنی جو میرے گواہ نے میرے لیے گواہی دی وہ حق ہے جھوٹ نہیں۔ اس لیے کہ اشعث کی حدیث میں اس کا تعرض نہیں بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ استظهار کی قسم واجب

نہیں۔ اور اس حدیث کی شرح ایمان اور نذور میں آئے گی۔ اور اس حدیث میں اس شخص کے لیے حجت ہے جو کہتا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم نہ پیش کی جائے جب کہ مدعی اقرار کرے کہ میرا گواہ ہے۔ (فتح)

قسم مدعا علیہ پر ہے اموال میں اور حدود میں۔ یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی مدعی کو تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے۔ یعنی ابن شبرمہ سے روایت ہے کہ ابو زناد نے مجھ سے ایک گواہ اور قسم مدعی کے بارے میں کلام کیا تو میں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شاہد کرو دو شاہد اپنے مردوں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں جن کو پسند رکھتے ہیں شاہدوں سے کہ بھول جائے ایک عورت تایاد دلائے اس کو دوسری ابن شبرمہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو کیا حاجت ہے یہ کہ یاد دلائے ایک دوسرے کو تو کیا کیا جاتا تھا ساتھ ذکر اس دوسرے کے یعنی اس کا کیا فائدہ تھا۔

بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْحُدُودِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ وَقَالَ قَتِيبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ شَبْرَمَةَ كَلَّمَنِي أَبُو الزِّنَادِ فِي شَهَادَةِ الشَّاهِدِ وَيَمِينِ الْمُدْعَى فَقُلْتُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى﴾ قُلْتُ إِذَا كَانَ يُكْفَى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِينِ الْمُدْعَى فَمَا تَحْتَاجُ أَنْ تَذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى مَا كَانَ يَصْنَعُ بِذِكْرِ هَذِهِ الْأُخْرَى.

فائدہ: یعنی مدعی پر قسم نہیں اور یہ دو چیزوں کو مستلزم ہے ایک یہ کہ قسم استظهار کی واجب نہیں۔ دوم یہ کہ حکم کرنا صحیح نہیں ہے ایک گواہ کے ساتھ اور قسم مدعی کی اور شہادت لینی بخاری کی ابن شبرمہ کے قصے کی طرف اشارہ کرتی ہے اس چیز کی طرف کہ اس کی مراد دوسری چیز ہے یعنی ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہے۔ اور یہ کہا کہ اموال میں اور حدود میں تو اس میں کو فیوں کے رد کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ مدعا علیہ قسم صرف اموال میں ہے حدود میں نہیں۔ اور شافعی اور جمہور کا مذہب ہے کہ قسم عام ہے یعنی اموال میں بھی مدعا علیہ قسم کھائے اور حدود میں بھی کھائے اور نکاح میں بھی اور جوان کی مانند ہے۔ اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے نکاح کو طلاق اور عتاق کو اور فدیہ کو تو اس نے کہا کہ ان میں سے کسی چیز میں قسم نہیں یہاں تک کہ مدعی گواہ کو قائم کرے اگرچہ ایک گواہ ہی کیوں نہ ہو۔ (فتح)

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق چھوڑا قسم کو مدعا علیہ کی جانب میں، اور اس کو کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کیا ہے دوسرے کے سوا۔

فائدہ: ابو زناد کا یہ مذہب تھا کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے حکم کرنا جائز ہے اور ابن شبرمہ کا مذہب اس کے خلاف تھا۔ سو اس پر حجت پکڑی ابو زناد نے اس حدیث کے ساتھ جو اس میں وارد ہوئی ہے اور ابن شبرمہ نے اس پر حجت پکڑی آیت کریمہ کے ساتھ، اور سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس کی اس کے ساتھ حجت پکڑنی اصل مختلف فیہ پر دونوں فریقوں کے درمیان۔ اور وہ اصل یہ ہے اگر حدیث میں ایسا حکم وارد ہو جو قرآن میں نہ ہو تو کیا وہ نسخ ہے؟ اور سنت قرآن کو منسوخ نہیں کرتی یا کہ وہ نسخ نہیں بلکہ مستقل زیادتی ہے ایک مستقل حکم کے ساتھ جب کہ اس کی سند ثابت ہو تو اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ پہلا مذہب کو فیوں کا ہے یعنی وہ قرآن کے لیے نسخ ہے، اور دوسرا مذہب حجاز والوں کا اس سے قطع نظر کہ اس سے ابن شبرمہ کی حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ نفس کا معارضہ ہے رائے کے ساتھ اور اس کا اعتبار نہیں۔ اور تحقیق جواب دیا ہے اس سے اسماعیل نے یعنی ابن شبرمہ کی حجت دے پس کہا کہ ایک دوسرے کو یاد دلانے کی حاجت تو صرف اس وقت ہے جب کہ دونوں عورتیں گواہی دیں اور اگر دونوں گواہی نہ دیں تو مدعی کی قسم ان کے قائم مقام ہوگی سنت کے بیان کرنے کے ساتھ اور قسم اس شخص کی کہ وہ اس پر واجب ہے یعنی مدعا علیہ سے جب تنہا ہو تو البتہ گواہ کے قائم مقام ہوتی ہے اور ادا میں پس اسی طرح قائم ہوئی ہے اس جگہ قسم دو عورتوں کی جگہ اس کے ساتھ استحقاق میں اس حال میں کہ جوڑنے والی ہے ایک گواہ کو اور اگر لازم آئے قول کا ساقط کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا قول کا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا ایک گواہ کا اور دو عورتوں کا اس لیے کہ دونوں عورتیں سنت میں نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تیر دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہیں ہے لازم ایک شے پر اس کی نفی کی تخصیص کرنے سے اس کے ماسوا سے اور لیکن مقتضی اس چیز کا کہ بحث کی ہے اس نے یہ ہے کہ نہ حکم کیا جائے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ مگر دو گواہوں کے نہ ہونے کے وقت یا جو ان کے قائم مقام ہوں ایک مرد اور دو عورتوں سے۔ اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے اور اس کو صحیح کہا ہے حنابلہ نے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہے اللہ اور رسول نے حق میں دو گواہوں کے ساتھ پس اگر وہ گواہ لائے تو اپنا حق لے اور اگر ایک گواہ لائے تو اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے۔ اور بعض حنفیوں نے جواب دیا ہے کہ قرآن پر زیادتی نسخ ہے اور خبر واحد متواتر کو منسوخ نہیں کرتی اور خبر واحد کی زیادتی قبول نہیں کی جاتی مگر جب کہ اس کی حدیث مشہور ہو۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ نسخ اٹھانا حکم کا ہے اور اس جگہ کسی حکم کا اٹھانا نہیں اور نیز ضرور ہے کہ ناخ اور منسوخ دونوں ایک محل میں پے درپے واقع ہوں اور یہ زیادہ علی النص میں موجود نہیں اور غایت یہ ہے کہ نام رکھنا زیادہ کا مانند تخصیص کی نسخ اصطلاح ہے پس نہیں لازم آتا اس سے نسخ کرنا قرآن کا سنت کے ساتھ لیکن قرآن کی سنت کے ساتھ تخصیص جائز

ہے اور اسی طرح اس پر زیادتی بھی جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے واحل لکم ماوراء ذلکم اور حرام ہونے پر اجماع ہے پھوپھی کے نکاح کے حرام ہونے کے ساتھ اس کے بھائی کے بیٹے کے اور سند اجماع کی اس میں سنت ثابت ہے اور اسی طرح چور کا دوسری چوری میں پاؤں کا ٹنا اور بھی اس کی مثالیں بہت ہیں۔ اور تحقیق پکڑی گئی ہیں وہ بعض حنفی رد کرنے حکم سے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ اس کے ہونے کی وجہ سے قرآن پر زیادتی بہت حدیثوں کے ساتھ بہت احکام میں کہ وہ سب قرآن پر زیادتی ہیں جیسے کھجور کے نخوڑ سے وضو کرنا اور قہقہ سے وضو کرنا اور قے سے اور مضمضہ اور ناک کے پانی ڈالنے میں غسل میں سوائے وضو کے اور قیدی عورت کے رحم کی پاکی چھنی اور اس شخص کے قطع کے ترک کرنے جو چرائے وہ چیز کہ جلدی بگڑ جاتی ہے اور ایک عورت کی گواہی جتنے میں اور نہیں قصاص مگر تلوار کے ساتھ اور نہیں ہے جمعہ مگر مصر جامع میں اور جنگ میں ہاتھ نہ کاٹیں جائیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور مچھل طافی نہ کھائی جائے یعنی جو خود بخود پانی میں مر جائے اور حرام ہے چوپایوں میں سے ہر کچلی والا درندہ اور یہ کہ قتل کیا جائے باپ کو اولاد کے بدلے اور قاتل قاتل کا وارث نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں جو متضمن ہیں قرآن پر زیادتی کو۔ اور انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیثیں مشہور ہیں پس واجب ہے ان پر عمل کرنا ان کے مشہور ہونے کی وجہ سے تو ان کو کہا جاتا ہے کہ حدیث حکم کرنے کے ایک گواہ کے ساتھ اور مدعی کی قسم کے ساتھ کئی مشہورہ طرق سے آئی ہے بلکہ بہت صحیح طرق سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس باب میں بیس صحابہ سے زیادہ روایت آچکی ہے اور اس کے علاوہ شہرت کے ثابت ہونے کی وجہ سے اور نسخ کا دعویٰ منسوخ ہے اس لیے کہ نسخ احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ ظاہر قرآن کے مخالف نہیں اس لیے کہ قرآن نہیں منع کرتا یہ کہ جائز ہو اول اس چیز سے کہ نص کی ہو اس پر قرآن نے یعنی اور مخالف اس کے لیے مفہوم کا قائل نہیں چہ جائیکہ عدد کا مفہوم ہو۔ اور ابن عربی نے کہا کہ ظریف تر اس چیز کا پایا میں نے ان کے رد کے لیے حکم کے ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ دو امر ہیں ایک یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ایک گواہ ثبوت حق کے لیے کافی نہیں پس مدعا علیہ پر قسم واجب ہے پس یہ مراد ہے ساتھ حدیث کے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس کے ساتھ کہ یہ نادانی لغت سے اس لیے کہ معیت چاہتی ہے کہ ہودو چیزوں سے ایک جہت میں نہ کہ دو مخالف چیزوں میں اور دوسرا یہ کہ وہ ایک خاص صورت پر محمول ہے اور وہ یہ کہ مثلاً ایک مرد نے دوسرے سے ایک غلام خریدا پھر مشتری نے دعویٰ کیا کہ اس کے ساتھ عیب ہے اور ایک گواہ قائم کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے صحیح سالم بیچا تھا پس قسم کھائے مشتری کہ میں نے اس کو صحیح سالم نہیں خریدا اور غلام کو لوٹا دے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ مانند اس چیز کے کہ گذر گئی اور اس لیے

کہ یہ صورت نہایت کم یاب ہے اور اس پر حدیث محمول نہیں ہوگی میں کہتا ہوں کہ بہت حدیثیں اس تاویل کو باطل کرتی ہیں۔ (فتح)

۲۴۷۳۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے مدعا علیہ پر۔

۲۴۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ إِلَى عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾.

فائدہ: اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر۔ اور بخاری مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر بغیر گواہ کے صرف دعویٰ پر لوگوں کو دلایا جائے تو بے شک بعض لوگ لوگوں کے اموال اور خونوں کا ناحق دعویٰ کریں گے لیکن مدعا علیہ پر تو قسم ہے تو بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اس چیز میں کہ گواہ مدعی پر اور قسم مدعا علیہ پر اور علماء کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مدعی کی جانب ضعیف ہے اس لیے کہ وہ ظاہر کے برخلاف کہتا ہے پس تکلیف دی گئی اس کو قوی حجت کے لانے کے ساتھ اور وہ گواہ ہے اس لیے کہ گواہ نہیں کھینچتا نفع کو اپنے نفس کے لیے اور نہ ہی ضرر کو دفع کرتا ہے پس قوی ہوگا اس کے ساتھ مدعی کا ضعف اور مدعا علیہ کی جانب قوی ہے اس لیے کہ اصل ذمہ کا فارغ ہونا ہے پس اس سے کفایت کی گئی قسم کے ساتھ اور وہ حجت ضعیف ہے اس لیے کہ قسم کھانے والا کھینچتا ہے اپنے نفس کے لیے نفع کو اور دفع کرتا ہے ضرر کو پس یہ نہایت حکمت ہے۔ اور مدعی اور مدعا علیہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور مشہور دو تعریضیں ہیں ایک یہ کہ مدعی وہ ہے کہ اس کا قول ظاہر کے مخالف ہو اور مدعا علیہ اس کے برخلاف ہو۔ اور دوسری یہ کہ مدعی وہ کہ چپ رہے تو چھوڑا جائے اپنے سکوت کے ساتھ اور مدعا علیہ وہ ہے کہ چپ رہنے کی وجہ سے نہ چھوڑا جائے اور پہلی تعریف مشہور تر ہے اور ثانی اسلم ہے۔ اور بعض کچھ اور تعریف کرتے ہیں۔ اور اس قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے جمہور کے لیے اس کے عموم پر محمول کرنے کی وجہ سے ہر ایک کے حق میں برابر ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاط ہو یا نہ ہو۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں متوجہ ہوتی مگر اس شخص پر کے اس کے اور مدعی کے درمیان اختلاط ہوتا کہ نہ خراب کریں بے وقوف لوگ پہلے لوگوں

کو قسم کے ساتھ ان کے کئی بار کھانے سے۔ اور اصطخری کا یہ مذہب ہے کہ اگر حال کے قرینوں سے معلوم ہو کہ مدعی کا دعویٰ جھوٹ ہے تو اس کے دعویٰ کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ (فتح)

۲۴۷۴۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا لیتے ہیں تو ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں عذابِ الیم تک۔ پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلے اور کہا کہ ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود تم سے کیا حدیث بیان کرتا ہے تو جو اس نے کہا تھا سو ہم نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری ہے کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک چیز میں جھگڑا تھا تو ہم حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے تو میں نے آپ سے کہا کہ اب وہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہیں کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کا تو وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق اتاری پھر یہ آیت پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور یہاں مراد یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تیرے لیے مگر یہ۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس حصر کے ساتھ حکم کے رد کرنے پر ایک گواہ اور قسم کے۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ کی اپنے قول شاہد اک سے مراد گواہ ہے۔ برابر ہے کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد یا دو عورتیں ہوں یا ایک مرد اور قسم۔ مگر اس کی اور دو گواہوں کی صرف اس لیے ذکر کیا کہ وہ اکثر اور اغلب ہیں پس معنی یہ ہیں کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا جو ان کے قائم مقام ہوں۔ اور اگر لازم آئے اس سے ایک گواہ کا رد کرنا قسم کے ساتھ تو البتہ لازم آتا کہ ایک گواہ اور دو عورتوں کا اس لیے کہ یہ بھی مذکور نہیں۔ پس ظاہر ہوئی تاویل مذکور اور جگہ

۲۴۷۴۔ حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَقِيْنَا أَنْزَلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي شَيْءٍ فَأَخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُ إِذَا يَخْلِفُ وَلَا يُبَالِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْحَقُ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ.

پناہ کی طرف اس کی ثابت ہونا حدیث کا شاہد کے اعتبار کرنے کے ساتھ قسم کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا کہ ظاہر لفظ شاہدین کا مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو۔ (فتح)

بابُ إِذَا ادَّعَىٰ أَوْ قَذَفَ فَلَهُ أَنْ يَلْتَمِسَ
الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ.

۲۴۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةٍ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكَ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ يَقُولُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَلَذَكَرَ حَدِيثُ اللَّعَانِ.

جب کوئی دعویٰ کرے یا کسی کو تہمت دے تو اس کو جائز ہے کہ گواہ تلاش کرے اور گواہ طلب کرنے کے لیے چلے

۲۴۷۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت کو شریک سے زنا کی تہمت دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ بلانا چاہیے یا کہ حد ماری جائے تیری پیٹھ میں تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جب کوئی کسی کو زنا کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے تو حضرت ﷺ نے فرمانے لگے کہ اس بات کو گواہوں سے ثابت کرو ورنہ تجھے حد ماری جائے گی پھر لعان کی حدیث ذکر کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اپنی جگہ میں آئے گی اور اس سے غرض قدرت دینی ہے تہمت دینے والے کو گواہوں کے قائم کرنے پر زنا مقدوف پر اپنی جان سے حد کو دور کرنے کے لیے اور اس پر یہ بات وارد نہیں ہوگی کہ حدیث زوجین میں یعنی خاوند اور بیوی کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ اور خاوند کو حد سے نکلنے کا راستہ لعان ہے جب کہ عاجز ہو گواہوں سے بخلاف اجنبی کے کہ اس کا یہ حال نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم آیت لعان نازل ہونے سے پہلے تھا جب کہ خاوند اور اجنبی برابر تھے اور جب تہمت لگانے والے کے لیے یہ بات ثابت ہوئی تو ہر مدعی کے لیے باولی ثابت ہوگی۔ (فتح)

عصر کی نماز کے بعد قسم کھانے کا بیان۔

بابُ الْيَمِينِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۲۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَعْمَشٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ ایک تو وہ شخص کہ بیابان میں

حاجت سے زیادہ پانی پر ہوا اور مسافر کو اس پانی سے روکے اور دوسرا مرد وہ ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے لیے سو اگر امام نے اس کو دنیا سے کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا۔ اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد کے ہاتھ ایک جنس بیٹی عصر کے بعد تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے لیا ہے تو اس نے اس کی قسم کا اعتبار کر کے اس کو اتنی قیمت سے لے لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد قسم کھانے کا گناہ بہت بڑا ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ نے اس وقت میں گناہ کے بڑے ہونے کو اس شخص کے لیے کہ جو اس میں جھوٹی قسم اٹھائے تو یہ اس لیے ہے کہ رات دن کے فرشتے اس وقت میں حاضر ہوتے ہیں اور حالانکہ اس کے حق میں یہ بات وارد نہیں جو عصر کے وقت میں وارد ہے اور ممکن ہے کہ ہوئے خاص اس کے ساتھ اس لیے کہ اس وقت عمل اٹھائے جاتے ہیں۔ (فتح)

قسم کھائے مدعا علیہ جس جگہ کہ اس پر قسم واجب ہو اور نہ پھیرا جائے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی یعنی حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی اس جگہ میں قسم کھاؤں گا سو زید رضی اللہ عنہ قسم کھانے لگا اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کیا تو مروان اس سے تعجب کرنے لگا اور یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے اور نہیں خاص کیا ایک مکان کو دوسرے مکان سے۔

بَابُ يَحْلِفُ الْمُدْعَى عَلَيْهِ حَيْثَمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِينُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى غَيْرِهِ قَضَى مَرْوَانُ بِالْيَمِينِ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ أَخْلِفْ لَهُ مَكَانِي فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَعْجَبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ فَلَمْ يَخْصْ مَكَانًا دُونَ مَكَانٍ.

فائدہ: یعنی واجب ہے کہ اس جگہ قسم کھائے اور یہی قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے تغلیظ یعنی ایسی جگہ قسم کھائے کہ جس جگہ گناہ بڑا ہو پس اگر مدینے میں ہو تو منبر کے نزدیک قسم کھائے اور مکے میں ہو تو رکن اور مقام کے درمیان اور ان کے علاوہ اور جگہوں میں جامع مسجد میں کھائے۔ اور سب کا اس پر اتفاق ہے

کہ یہ خونوں اور بہت مالوں میں ہے تھوڑی چیز میں نہیں اور تھوڑی اور بہت کی حد میں اختلاف ہے۔ (فتح)
فائدہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابن مطیع کے درمیان ایک گھر میں جھگڑا تھا تو وہ دونوں مروان کے پس جھگڑتے ہوئے آئے تب مروان نے یہ بات کہی۔ اور بخاری نے شاید حجت پکڑی ہے کہ زید رضی اللہ عنہ کا منبر کے پاس قسم نہ کھانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے حجت پکڑنا اولیٰ ہے مروان کے قول سے حجت پکڑنے سے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے کہ اس نے ایک شخص سے اپنی جگہ میں قسم لی تھی اور منبر کے پاس قسم کھانے کی اس کو تکلیف نہیں دی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروان کی طرح مروی ہے کہ منبر کے پاس قسم کھائی جائے۔ (فتح)

فائدہ: یہ بخاری کی فقہت میں سے ہے۔ اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر کہ اس نے عصر کے بعد قسم اٹھانے کا باب باندھا ہے پس زیادتی کے ساتھ گناہ کا بڑا ہونا ثابت کیا اور اس جگہ مکان کے ساتھ تغلیظ کی نفی کی یعنی یہ نہیں کہ فلانی جگہ میں قسم کھانے کا بڑا گناہ ہے اور فلانی جگہ میں کم اور اگر صحیح ہے اس کا حجت پکڑنا حضرت رضی اللہ عنہ کے قول شَاهدَاكَ اَوْ يَمِينُهُ نے کسی مکان کو خاص نہیں کیا تو چاہیے کہ اس پر اس طرح حجت پکڑی جائے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس میں کسی زمانے کو بھی خاص نہیں کیا پس اگر کہا جائے کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانے کا گناہ بڑا ہونا حدیث میں آچکا ہے تو کہا جائے گا کہ اسی طرح منبر کے پاس قسم کھانے کے گناہ کا بڑا ہونا بھی حدیث میں آچکا ہے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ قسم کھائے گا کوئی میرے اس منبر کے نزدیک جھوٹی بات پر اگر چہ ہنرمسواک ہو مگر وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے گا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے اور اس کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں لازم آتا ہے عصر کے بعد قسم کھانے کا باب باندھنے سے یہ کہ وہ قسم کے بڑے ہونے کو واجب کرے مکان کے ساتھ بلکہ اس کو جائز ہے کہ مسئلے کو الٹا کرے پس کہے کہ اگر کہ لازم آتا ہے تغلیظ کے ذکر کرنے کے ساتھ قسم کے مکان کے ساتھ یہ کہ وہ ہر قسم کھانے والے کے حق میں بڑی ہے تو واجب ہے اس پر کہ زمانے کے ساتھ بھی بڑی ہو اس کے بارے میں حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

۲۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّاحِدِ عَنِ اَعْمَشٍ عَنْ اَبِي وَاثِلٍ عَنْ اَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِقِطْعٍ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ۔
 ۲۴۷۸۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو قسم کھائے کسی بات پر تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضناک ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قسم کے لیے کوئی خاص مکان نہیں۔

بابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ۔ جب ایک قوم قسم میں جلدی کرے۔

فائدہ: یعنی جس جگہ سب پر واجب ہو تو پہلے کس سے قسم لی جائے۔ (فتح)

۲۴۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينِ فَاسْرَعُوا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَنَّهُمْ يَخْلِفُ۔

۲۴۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو سب نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ قرعہ ڈالا جائے درمیان ان کے قسم میں کہ اس میں سے کون قسم کھائے گا یعنی پہلے۔

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمی ایک چیز میں جھگڑتے ہیں اور وہ چیز ان میں سے کسی کے ہاتھ میں نہیں بلکہ وہ کسی تیسرے کے ہاتھ میں ہے اور نہ دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ ہے تو ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے سو جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ قسم کھائے اور اس کا مستحق ہو اور یہ صورت ایک حدیث میں آپؐ کی ہے چنانچہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور احتمال ہے کہ قوم مذکور سب مدعی علیہم ہوں اور مدعی نے ان پر ایک چیز کا دعویٰ کیا ہو جو ان کے پاس ہے اور وہ منکر ہو گئے ہوں اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو پس متوجہ ہوئی ہو ان پر قسم پس جلدی کی ہو انہوں نے قسم کھانے کے ساتھ۔ اور قسم نہیں معتبر ہے مگر قسم اٹھوانے والے کے ساتھ۔ پس قطع کیا ان کے درمیان نزاع کو قرعہ ڈالنے کے ساتھ سو جس کے نام کا قرعہ نکلے اس سے قسم اٹھاوائی جائے۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسم کھا کے تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس کے شان نزول کا بیان۔

۲۴۷۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْقَوَّامُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فَخَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطَهَا فَتَرَلْتُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ

۲۴۷۹۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک اسباب کو کھڑا کیا یعنی بیچنے کے لیے تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اس اسباب کے اتنے اور اتنے قیمت سے خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنی قیمت سے نہ لیا تھا یا کہا تھا کہ مجھ کو اتنی اتنی قیمت ملتی تھی اور حالانکہ اتنی قیمت اس کو نہ ملتی تھی تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے

کر آخر تک اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ناحش بیاج کھانے والا خیانت کرنے والا ہے یعنی جو جس کا زیادہ مول لگائے اور اس کو لینا مقصود نہ ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر اجنبی چھس جائے۔

۲۴۸۰۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو قسم کھائے کسی چیز پر تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا یا یوں کہا کہ بھائی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری ان الذین یشترون آخر تک تو اشعث مجھ کو ملا اور کہا کہ عبد اللہ نے آج کے دن تجھ کو کیا حدیث بتلائی تھی تو میں نے کہا کہ ایسی ایسی تو اس نے کہا کہ یہ میرے حق میں اتری۔

يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا. وَقَالَ ابْنُ أَبِي أُوْفَى النَّاجِشُ أَكِلُ رَبِّمَا خَائِنٌ.

۲۴۸۰۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبًا لَيَقْتَطَعَ مَالَ رَجُلٍ أَوْ قَالَ أَخِيهِ لِقَى اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ فَلَقِينِي الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللَّهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذًا وَكَذَا قَالَ فِي أَنْزَلَتْ.

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں اس کے شان نزول میں ہیں اور ان دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں قصوں میں اتری ہو۔

کس طرح قسم لی جائے یعنی جب کسی پر قسم لازم ہو تو حاکم اس کو کس طرح قسم دے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر آئیں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ البتہ وہ تم میں سے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے تاکہ راضی کریں تم کو پس قسم کھائیں اللہ کی کہ البتہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے بختہ ہے یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مرد ہے کہ عصر کے

بَابُ كَيْفِ يَسْتَحْلِفُ قَالَ تَعَالَى ﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ جَاءُواكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا﴾. ﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ﴾ وَ﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضَوْكُمْ﴾. ﴿فَيَقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ يُقَالُ بِاللَّهِ وَتَاللَّهِ وَوَاللَّهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللَّهِ كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَا يُحْلِفُ بِغَيْرِ اللَّهِ. بعد اللہ کی جھوٹی قسم کھائے۔ یعنی اور اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائی جائے۔

فائدہ: اور غرض اس کی ان تین آیتوں سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے تغلیظ قسم کی قول کے ساتھ یعنی صرف اتنا کہنا کافی ہے واللہ باللہ باللہ۔ ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ قسم کھائے اللہ کے ساتھ یعنی کہے واللہ اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور مالک نے کہا کہ اس طرح قسم کھائے کہ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اور اسی طرح کوفیوں اور شافعیوں نے کہا ہے اگر اس کو قاضی تہمت کرے تو قسم میں تشدید کرے پس اس میں یہ لفظ زیادہ کرے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الَّذِي يَعْلَمُ مِنَ السِّرِّ مَا يَعْلَمُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ اور مانند اس کی۔ ابن منذر نے کہا کہ اس میں ہے کہ جس کی قسم کھائے درست ہے اور اصل یہ ہے کہ جب وہ اللہ کی قسم کھائے تو اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے قسم کھائی۔ (فتح)

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے بطور تکمیل ترجمہ کے اور یہ مستفادہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

۲۴۸۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سَهْلٍ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدٍ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أُرِيدُ عَلَى هَذَا

۲۳۸۱۔ طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اچانک وہ اسلام کے متعلق پوچھتا تھا کہ اسلام کیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں دن رات میں تو اس نے کہا کہ ان کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر لازم ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اور رمضان کے روزے تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کیا اور بھی مجھ پر فرض ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے اور حضرت ﷺ نے اس کے لیے زکوٰۃ ذکر کی تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر فرض ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ صدقہ نفل دے تو وہ مرد پیٹھ دے کر چلا اور کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر سچا ہے۔

وَلَا أَنْقُصَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے اس مرد کا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گانہ بڑھاؤں گا۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس طرح سے قسم کھائے کہ قسم ہے اللہ کی اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے۔ (فتح)

۲۴۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ يَتَضَمَّنْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔ جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے۔ یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے۔ یعنی اور طاؤس اور ابراہیم اور شریح نے کہا کہ گواہ عادل لائق تر ہیں ساتھ قبول کے قسم جھوٹی سے۔

بَابُ مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ بَعْدَ الْيَمِينِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ الْهَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَقَالَ طَاوُسٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَشَرِيحُ الْبَيِّنَةِ الْعَادِلَةُ أَحَقُّ مِنَ الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ.

فائدہ: یعنی قسم مدعا علیہ کی برابر ہے کہ مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو یا نہ ہو۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ گواہ کی گواہی قبول کی جائے۔ اور مالک نے مدونہ میں کہا ہے کہ اگر اس سے قسم لے لے اور اس کو گواہ معلوم نہ ہو پھر گواہ کو جانے تو گواہ قبول کیا جائے اور اس کے لیے حکم کیا جائے اس کے ساتھ اور اگر اس کو گواہ معلوم ہو اور جان بوجھ کر چھوڑ دے تو پھر اس کا حق باقی نہیں رہتا۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو اور تو اس کے بعد گواہ نہ قبول کیا جائے اور اس نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ جب مدعا علیہ نے قسم کھائی تو وہ بری ہوا تو جب بری ہوا تو اس پر کوئی راہ نہیں۔ اور تعاقب کیا گیا ہے کہ وہ صورت ظاہرہ میں بری ہوتا ہے نفس الامر میں بری نہیں ہوتا۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اس میں ابن ابی لیلیٰ کے رد کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ ظاہر کا حکم حق کو باطل نہیں کرتا اور نہ باطل کو حق نفس الامر میں۔ (فتح)

۲۴۸۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لیے میرے پاس آتے ہو اور شاید کہ تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق میں کوئی حکم کروں اس کے قول سے تو میں تو اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں تو نہ لے اس کو۔

۲۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ الْخَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْهَا.

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مدعا علیہ کی قسم کے بعد گواہ کے قبول کرنے پر دلالت نہیں ہے۔ اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ شہادت لینے کی جگہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی قسم کو مفید حلت کے اور نہ قطع کرنے حقدار کے حق کے یعنی وہ حقدار کے حق کو کاٹ نہیں سکتی بلکہ قسم کے بعد اس کو قبض کرنے سے منع کیا۔ اور اس کی دونوں حالتوں میں برابری کے حرام ہونے میں قسم کے بعد اور اس سے پہلے پس اس سے معلوم ہوا کہ حقدار کا حق بدستور باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا سو جب اپنے حق میں گواہوں کے ساتھ کامیاب ہوا تو وہ قیام پر باقی ہے اس کے ساتھ ساقط نہیں ہوا جیسا کہ اس کا اصل حق ساقط نہیں ہوا ذمہ چھیننے والے سے قسم کے ساتھ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو وعدے کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔ یعنی حکم کیا حسن نے ساتھ پورا کرنے وعدے کے۔ یعنی اور اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسماعیل پیغمبر وعدے کا سچا تھا۔ یعنی اور حکم کیا ابن اشوع (قاضی کوفہ) نے ساتھ ایفاء عہد کے اور ذکر کیا اس کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یعنی اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد یعنی ابوالعاص کو ذکر کیا جو آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا سو فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سو اس کو پورا کیا۔ یعنی بخاری نے کہا میں نے اسحاق کو دیکھا کہ ابن اشوع کی حدیث کے ساتھ حجت

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ إِسْمَاعِيلُ ﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ وَقَضَى ابْنُ الْأَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذَلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَقَالَ الْمِسُورِيُّ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صَهْرًا لَهُ قَالَ وَعَدَنِي فَوَفَى لِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَرَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَشْوَعٍ.

پکڑتا ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا واجب ہے۔

فائدہ: گواہی کے بابوں کے ساتھ اس باب کی وجہ تعلق یہ ہے کہ آدمی کا وعدہ اس کی شہادت کی طرح ہے اس کی جان پر۔ اور مہلب نے کہا کہ وعدے کا وفا کرنا مامور بہ ہے اور مستحب ہے تمام کے نزدیک اور فرض نہیں۔ اور اس میں اجماع کا نقل کرنا مردود ہے پس تحقیق خلاف مشہور کے ہے لیکن قائل بہت تھوڑے ہیں۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجل اس کا جو اس کے قائل ہیں عمر بن عبد العزیز ہے۔ اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر وعدہ کے سبب کے ساتھ معلق ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر نہیں تو نہیں۔ پس جو دوسرے کو کہے کہ نکاح کر اور تیرے لیے اتنا مال ہے پھر اس نے نکاح کیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ لیکن آیت کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ اور آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ پس اس شدید وعید کے باوجود کس طرح محمول کیا ہے انہوں نے کراہت تزیہی پر۔ (فتح)

فائدہ: روایت ہے کہ اسماعیل علیہ السلام اور ایک آدمی دونوں ایک گاؤں میں داخل ہوئے تو حضرت علیہ السلام نے اس کو ایک کام کے لیے بھیجا اور کہا کہ میں تیرا انتظار کروں گا تو انہوں نے ایک برس اس کا انتظار کیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں ایک مکان بنا لیا تھا تو اس دن سے اس کا نام صادق الودعہ ہوا۔ (فتح)

فائدہ: حضرت علیہ السلام کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا ابو العاص کے نکاح میں تھیں اور وہ کافر تھا اور جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے جنگ میں شریک تھا سو وہ قیدیوں میں پکڑا گیا تو جب حضرت علیہ السلام نے اس کو چھوڑا تو اس پر شرط لگائی کہ زینب کو مدینے بھیج دے گا تو اس نے مکے میں جا کر زینب رضی اللہ عنہا کو مدینے میں بھیج دیا اسی لیے حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور اس کو پورا کیا۔ (ق)

۲۴۸۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرْقَلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَرَعَمْتَ أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيِّ.

۲۴۸۴- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھ کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہ پیغمبر تم کو کیا حکم کرتا ہے تو تو نے کہا کہ وہ حکم کرتا ہے ہم کو نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا اور امانت ادا کرنے کا۔ ہرقل نے کہا کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گزر چکی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ ہمیں وعدہ پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔

۲۳۸۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے یعنی اس کو پورا نہ کرے۔

۲۴۸۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

۲۳۸۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس علا حضری کی طرف سے (کہ بحرین پر عامل تھا) مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا حضرت ﷺ پر قرض ہو یا جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو ہمارے پاس آ کر ظاہر کرے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ دیں مجھ کو مال اس طرح اور اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کر اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو گنے پھر پانچ سو پھر پانچ سو۔

۲۴۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضَرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَقَدْ فِي يَدَيَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جب حضرت ﷺ سب لوگوں سے بہتر تھے عمدہ اخلاق کے ساتھ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کیے ہوئے وعدے آپ کی طرف سے ادا کیے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اس وعدے پر گواہ طلب نہ کیا اس لیے کہ اس نے ایسی چیز کا دعویٰ نہ کیا کہ حضرت ﷺ کے ذمہ ہو بلکہ اس نے ایک چیز کا بیت المال سے دعویٰ کیا تھا اور یہ امام کی رائے کی طرف سپرد ہے۔ (فتح)

۲۳۸۷۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حیرہ (ایک شہر

۲۴۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ

ہے نزدیک کوفہ کے) کے ایک یہودی نے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں عرب کے عالم کے پاس جاؤں اور اس سے پوچھوں یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو میں نے آکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو ان دونوں میں بہت تھی اور خوش تھی نزدیک شعیب علیہ السلام کے یعنی دس برس اس لیے کہ پیغمبر اللہ کا یعنی جو ہو جب کوئی بات کہتا ہے تو اس کو کرتا ہے۔

أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلِيمَانَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُبَاعٍ عَنْ سَالِمِ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلَنِي يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ أَيُّ الْأَجَلَيْنِ قَضَىٰ مُوسَىٰ قُلْتُ لَا أَدْرِي حَتَّىٰ أَقْدَمَ عَلَىٰ حَبْرِ الْعَرَبِ فَأَسْأَلُهُ فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَضَىٰ أَكْثَرَهُمَا وَأَطْبَهُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ یہودی مجھ کو ملتا تو میں نے اس کو یہ بات بتلائی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تیرا ساقی عالم ہے۔ اور اس باب میں حدیث کو ذکر کرنے کی غرض تاکید کا بیان ہے وعدے کو پورا کرنے کے ساتھ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دس برس کے وعدے کے پورا کرنے کے ساتھ یقین نہیں کیا تھا اور اس کے باوجود بھی اس کو پورا کیا پس کس طرح ہوتا اگر یقین کرتے۔ (فتح)

بیان ہے کہ نہیں سوال کیے جائیں مشرکین گواہی وغیرہ سے یعنی اور شعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی اہل کفر کی بعض کی بعض پر یعنی اس دلیل کے لیے اس آیت کی کہ ڈالی ہم نے درمیان ان کے عداوت اور بغض قیامت تک یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ہے آخر آیت تک۔

بَابُ لَا يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَاغْرِبْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْذِبُوهُمْ وَ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ﴾ الْآيَةُ.

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے گواہی کے لیے کافروں کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں۔ اور بعض تابعین کہتے ہیں کہ مطلق قبول ہے مگر مسلمانوں پر یہ مذہب کو فیوں کا ہے کہتے ہیں کہ آپس میں ان کی گواہی قبول ہے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد نے حالت سفر کو پس جائز رکھی ہے اس میں گواہی اہل کتاب کی اور حسن اور ابن لیلیٰ اور لیث اور اسحق نے کہا کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے دین والے کے حق میں قبول نہیں اور ایک دین والوں کی آپس میں قبول ہے اور یہ سب اقوال سے

اعدل ہے اس کے دور ہونے کی وجہ سے تہمت سے۔ اور حجت پکڑی ہے جمہور نے اس آیت کے ساتھ ممن
ترضون من الشهداء یعنی جن کو تم پسند رکھتے ہو اور اس کے غیر سے آیتوں اور حدیثوں سے۔ (فتح)
فائدہ: شمس سے روایت ہے کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے پر درست نہیں مگر مسلمانوں کی گواہی سب پر
درست ہے اور ایک روایت میں شمس سے ہے کہ وہ یہودی کی نصرانی پر گواہی کو جائز کہتا تھا اور نصرانی کی یہودی پر
پس شمس سے اس باب میں مختلف روایات ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ نے نافع اور ایک گروہ سے مطلق جواز روایت
کیا ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس کی شرح انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گی۔ اور غرض یہ ہے کہ نہ سچا جانواہل کتاب کو اس چیز میں کہ نہیں
پہچانا جاتا اس کا سچ ان کے غیر کی طرف سے پس معلوم ہوا کہ ان کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے۔ (فتح)
۲۴۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يَا
مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ
الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى نَبِيِّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُثُ الْأَخْبَارِ
بِاللَّهِ تَقَرُّونَهُ لَمْ يَشُبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اللَّهُ
أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ وَ
غَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوا هُوَ مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ ﴿لِيَشْرَوْا بِهِ نَمَنَّا فَلْيَلَا﴾ أَفَلَا
يَنْهَاهُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ
مُسَائَلَتِهِمْ وَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا
قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ.

۲۴۸۸۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اے گروہ
مسلمانوں کے تم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کس طرح
پوچھتے ہو اور تمہاری کتاب وہ ہے کہ تمہارے نبی پر اتاری گئی
بنسبت اور کتابوں کی اور اللہ کی طرف سے عنقریب اتری ہے
اس میں تغیر تبدیل نہیں ہوا اور اللہ نے تم کو بتلادیا ہے کہ اہل
کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اپنے ہاتھ سے
کتاب کو بگاڑ دیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک
سے ہے تاکہ خریدے بدلے اس کے مول تھوڑا دنیا کا تو کیا
نہیں باز رکھتی تم کو وہ چیز کہ آئی ہے تم کو علم سے ان کے پوچھنے
سے اور قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کوئی مرد نہیں دیکھا
کہ تم کو تمہاری کتاب سے پوچھا ہو۔

فائدہ: اللہ کی کتاب بنسبت منزل الہیم یعنی آدمیوں کے نبی ہے اور فی نفسہ قدیم ہے اس کی زیادہ تفصیل کتاب
التوحید میں آئے گی اور غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اہل کتاب کی گواہی قبول کرتا ہے اور جب ان کی خبر
دینی قبول نہیں تو ان کی گواہی بطریق اولیٰ مردود ہے اس لیے کہ گواہی کا دروازہ روایت سے تنگ ہے۔

بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمُسْكَاتِ وَقَوْلُهُ عَزَّ
وَجَلَّ ﴿إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ
مَرْيَمَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اقْتَرَعُوا
فَجَرَتِ الْأَقْلَامُ مَعَ الْجَرِيَةِ وَعَالَ قَلَمُ
زَكَرِيَّا الْجَرِيَةَ فَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا وَقَوْلُهُ
﴿فَسَاهَمَ﴾ اقْتَرَعَ ﴿فَكَانَ مِنْ
الْمُدْحَضِينَ﴾ مِنَ الْمُسْهُومِينَ وَقَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينِ فَاسْرَعُوا فَأَمَرَ
أَنْ يُسَهَمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنے کا بیان۔ یعنی جب کہ اپنی
قلمیں ڈالتے تھے کہ کون ان میں سے مریم کو پالے یعنی
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انہوں نے قرعہ ڈالا پس
جاری ہوئی قلمیں ان کی ساتھ بہنے پانی کے یعنی سب کی
قلمیں نیچے کو چلیں اور زکریا کا قلم اوپر کو چلا یعنی جس
طرف سے پانی آتا تھا اس طرف کو بہہ چلا تو پرورش کی
مریم کی زکریا علیہ السلام نے۔ یعنی فساہم کے معنی اقرع ہیں
یعنی قرعہ ڈالا انہوں نے اور مدحضین کے معنی مسہومین
ہیں یعنی تھے یونس علیہ السلام قرعہ ڈالے گئے سے۔ یعنی اور
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک قوم پر قسم
پیش کی تو انہوں نے قسم کھانے میں جلدی کی تو
حضرت ﷺ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالنے کا حکم کیا کہ
ان میں سے پہلے کون قسم کھائے۔

فائدہ: یعنی مشروعیت اس کی اور اس کے داخل کرنے کی وجہ کتاب الشهادات میں یہ ہے کہ وہ جملہ گواہوں سے ہے
جن کے ساتھ حقوق ثابت ہوتے ہیں پس جیسے کہ کاٹی جاتی ہے خصوصیت یعنی جھگڑا گواہوں کے ساتھ اسی طرح کا نا
جاتا ہے قرعہ کے ساتھ۔ اور قرعہ کے جائز ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور تو کہتے ہیں کہ فی الجملہ جائز ہے اور بعض
حنفیوں نے اس سے انکار کیا ہے اور ابن منذر نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ بھی اس کا قائل ہے اور بخاری
نے اس کا ضابطہ امر مشکل کو ٹھہرایا ہے۔ اور تغیر کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس چیز کے ساتھ کہ ثابت ہو اس میں حق
وآدمیوں کا یا زیادہ کا اور جھگڑا واقع ہو تو پس قرعہ ڈالا جائے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے اور اس میں قاضی نے
کہا کہ نہیں قرعہ میں باطل کرنا کسی چیز کا حق سے جیسا کہ بعض کو فیوں نے گمان کیا ہے بلکہ جب واجب ہو قسمت
درمیان شریکوں کے تو لازم ہے ان پر یہ کہ برابر کرے اس کو قیمت کے ساتھ پھر قرعہ ڈالیں پس ہو ہر ایک کے لیے
ان میں سے جو کچھ کی واقع ہو اس کے لیے قرعہ کے ساتھ۔ اور قرعہ کا فائدہ یہ ہے کہ نہ اختیار کرے کوئی ان میں سے
کوئی کسی معین چیز کو پس اختیار کرے اس کو دوسرا پس قطع کرے جھگڑے کو اور وہ یا تو حقوق میں برابر ہے یا تعین ملک
میں۔ پہلی قسم سے عقد خلافت کے ہے جب کہ برابر ہوں سب صفت امامت میں اور اسی طرح اماموں کے درمیان
نمازوں میں اور مؤذنوں کے درمیان اور قرابت والوں کے اور مردوں کے نہلانے میں اور جنازہ پڑھنے میں اور

ولیوں کے نکاح کر دینے میں اور پہلی صف کی طرف جلدی کرنے میں اور ویران زمین کے آباد کرنے میں اور نقل معدن میں اور تقدیم میں ساتھ دعویٰ کے حاکم کے نزدیک اور ہجوم کرنے کے بڑے لڑکے کے اٹھانے میں اور سفر میں اور بعض بیویوں کے ساتھ اور ابتداء کرنے باری کے اور دخول کے ابتداء نکاح میں اور قرعہ ڈالنے کے غلاموں کے درمیان جب کہ وصیت کرے ان کے آزاد کرنے کے ساتھ اور نہ سائے ان کو تہائی اور یہ اخیر دوسری قسم کے بھی داخل ہے اور تعین ملک کی صورت میں قرعہ ڈالنا شریکوں کے درمیان حصوں کے برابر کرتے وقت تقسیم میں۔ (فتح)

فائدہ: اشارہ کیا بخاری نے اس کے ساتھ حجت پکڑنے کی طرف اس قصے کے صحیح ہونے حکم کے قرعہ کے ساتھ۔ پہلوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہو جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ وارد ہو ہماری شرع میں اس کا برقرار رکھنا اور اس کا بیان کرنا جگہ استحسان کی۔ اور تعریف کی اس کے فاعل پر اور یہ اسی قبیلے سے ہے۔ (فتح)

فائدہ: یہ تعبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس آیت میں۔ اور حجت پکڑنا اس آیت کے ساتھ قرعہ کو ثابت کرنے کے لیے موقوف ہے اس بات پر کہ پہلوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے اور یہ اسی طرح ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو کہ اس کے مخالف ہو یہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ ان کی شرع میں جائز تھا ڈالنا بعض کا بعض کی سلامتی کے لیے۔ اور یہ ہماری شرع میں نہیں اس لیے کہ عصمت نفس میں سب برابر ہے پس نہیں جائز ہے ان کا ڈالنا قرعہ کے ساتھ اور نہ اس کے غیر کے ساتھ۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور یہ حجت ہے عمل کرنے میں قرعہ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۴۸۹۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کی مثل جو برے کام سے نہیں رکتا (اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدود پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور یہی روایت ٹھیک ہے اس لیے کہ مدہن اور ان میں واقع ہونے والا ایک ہے) اور جو اللہ کی حدود میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا اپنا مکان ٹھہرایا تو بعضوں نے اس کا اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ نیچے رہے وہ پانی کے لیے اپنے اوپر والوں پر گذرتے تھے تو اوپر والوں نے ان کے ساتھ ایذا پائی تو نیچے والوں میں سے

۲۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمْرُؤُنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ فَأَخَذَ فَأَسَا فَجَعَلَ يَقْرُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ

فَاتَوْهُ فَقَالُوا مَا لَكَ قَالَ تَأْذِبْتُمْ بَنِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكَوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ.

ایک نے کھاڑی پکڑی اور کشتی کو نیچے سے پھاڑنے لگا تو اوپر والے آئے انہوں نے کہا کہ تجھ کو کیا ہے تو اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے ایذا پائی اور مجھ کو پانی لینا ضروری ہے پس اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ خود بھی نیچے اور نیچے والے بھی سب نیچے اور اگر ان کو چھوڑ دیا تو ان کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اسْتَهْمُوا سَفِينَةً تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے قرعہ ڈالا اور ہر ایک نے اپنا حصہ لیا یعنی کشتی سے قرعہ کے ساتھ اس طرح کہ وہ کشتی ان کے درمیان مشترک تھی یا تو ساتھ کرائے لینے کے یا ملک کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے قرعہ برابری کرنے کے بعد پھر واقع ہو جاتا ہے جھگڑا حصوں کی تعیین میں پس واقع ہوتا ہے قرعہ جھگڑنے کے فیصلے کے لیے۔ اور ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے کشتی وغیرہ میں جب کہ اس پر اکٹھے چڑھیں اور اگر آگے پیچھے چڑھیں تو پہلے چڑھنے والا لائق تر اپنی جگہ کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کشتی کسی کے ملک میں نہ ہو اور اگر ملک میں ہو تو قرعہ مشروع ہے جب کہ آپس میں جھگڑیں۔ اور یہ جو کہا کہ سب نیچے تو اسی طرح ہے قائم کرنا حدود کا قائم کرنے والے کو اس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے نہیں تو ہلاک ہوگا گناہگار گناہ کے ساتھ اور چپ رہنے والا رضا کے ساتھ اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں کے گناہ سے عام لوگوں کو عذاب ہوتا ہے اس لیے کہ تعذیب مذکور جب دنیا میں واقع ہو اس شخص پر جو اس کا مستحق نہیں تو اس کے گناہ دور ہوتے ہیں یا اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور اس حدیث میں مستحق ہونا عذاب کا امر بالمعروف کے ساتھ اور عالم کا حکم کو بیان کرنا مثال کے بیان کرنے کے ساتھ اور وجوب صبر کا ہسائے کی تکلیف پر جب کہ زیادہ تر ضرر کا خوف ہو اور یہ کہ نیچے والے کو جائز نہیں کہ پیدا کرے اوپر والے پر اس چیز کو کہ ضرر دے اس کو اور یہ کہ اگر وہ کوئی ضرر کی چیز پیدا کرے تو لازم ہے اس کو درست کرنا اس کا اور یہ کہ جائز ہے اوپر والے کو منع کرنا اس کو ضرر سے اور اس میں قسمت غیر منقول متفاوت کا جواز ہے قرعہ کے ساتھ اگرچہ اس میں نیچا اور اونچا ہو۔ (فتح)

۲۴۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ نَبِيِّهِمْ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۹۰۔ ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سکونت کرنے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے اوڑا یعنی ہمارے حصے میں آئے جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے ٹھہرنے کے لیے جگہ مہاجرین کے ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پس عثمان بن

مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے پاس رہے پھر بیمار ہوئے اور ہم نے ان کی غم خواری کی یعنی معالجہ کیا یہاں تک کہ جب مر گئے اور ہم نے ان کو ان کے کپڑے میں کفنایا تو ہمارے پاس حضرت ﷺ آئے تو میں نے کہا اللہ کی رحمت ہو تجھ پر اے ابوسائب پس میری گواہی تجھ پر یہ ہے کہ اللہ نے تیری تعظیم کی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کی تعظیم کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے پر عثمان پس آئی اس کو موت اور میں البتہ اس کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا تو ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں آپ کے بعد کسی کو بے عیب نہ جانوں گی اور حضرت ﷺ کے اس فرمانے نے مجھ کو غمناک کیا تو میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان کے لیے ایک نہر جاری ہے تو میں نے آکر حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

أَخْبَرْتُهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى حِينَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سَكْنَى الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فَأَشْتَكَى فَمَرَضْنَاهُ حَتَّى إِذَا تَوَفَّى وَجَعَلْنَاهُ فِي ثِيَابِهِ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهِدَتْنِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهُ الْيَقِينُ وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَاللَّهُ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِهِ قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أَزْكِي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَأَحْزَنْتَنِي ذَلِكَ قَالَتْ فَمِمْتُ فَأَرَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي فَعَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُهُ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے نکلا۔ اور اس کا معنی یہ ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو ان کے لیے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی تو قرعہ ڈالا انصار نے ان کو اپنے گھروں میں اتارنے کے لیے یعنی جو جس کے حصے میں آئے اس کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے جگہ دے تو عثمان رضی اللہ عنہ ام علاء رضی اللہ عنہا کے حصے میں آیا سو ان میں اترا۔ (فتح)

۲۴۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان

۲۴۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي

قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اس کو ساتھ لے جاتے تھے اور ان میں سے ہر ایک عورت کے لیے ایک ایک دن رات تقسیم کرتے تھے سوائے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس نے اپنا دن رات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی چاہئے کو۔

عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَّبِعُنِي بِذَلِكَ رِضًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۴۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جتنا ثواب اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائیں سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانیں کہ کیا ثواب ہے ظہر کے وقت نماز پڑھنے میں تو جماعت کے لیے مسجد میں حاضر ہونے کی نہایت جلدی کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور فجر کی جماعت کا تو البتہ ان میں آئیں اگر چہ گھسیٹتے ہی سہی۔

۲۴۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبَدَآءِ وَالْصَّفِّ الْأَوَّلِ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَا يَسْتَهْمُونَ وَلَا يَسْتَهْمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَا يَسْتَهْمُونَ إِلَّا يَكُونُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَا يَكُونُونَ وَلَا يَكُونُونَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاذان میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے مشروع ہونا قرعہ کا ہے اس لیے کہ استہام سے مراد قرعہ ڈالنا ہے۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الصلح

کِتَابُ الصُّلْحِ

فائدہ: صلح کئی قسم کی ہے ایک صلح مسلمان کی کافر کے ساتھ ہے اور ایک صلح خاوند اور بیوی کے درمیان ہے اور ایک صلح باغی گروہ اور عادل گروہ کے درمیان ہے اور ایک صلح دو غصے والوں میں ہے مانند زوجین کی اور ایک صلح زخموں پر ہے مانند غنوں کی مال پر اور ایک صلح جھگڑے کے قطع کرنے کے لیے ہے جب کہ واقع ہو مزاحمت یا املاک میں یا مشترکات میں مانند عام راہوں کی۔ اور اصحاب فروع اس میں کلام کرتے ہیں۔ رہے امام بخاری رحمہ اللہ تو انہوں نے پس باب باندھا ہے ان کے اکثر کے لیے۔ (فتح)

بیان ہے صلح کرنے کے درمیان لوگوں کے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں مگر جو حکم کرے ساتھ صدقہ کے یا نیک کام کے صلح کرانے کے درمیان لوگوں کے۔ یعنی اور بیان ہے امام کے نکتے کا تاکہ اپنے یاروں میں صلح کرائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ وَخُرُوجِ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بعض سرگوشیوں میں بہتری ہے اور یہ ظاہر ہے اصلاح کے فضل کے صلح۔ (فتح)

فائدہ: یہ بقیہ باب کا ہے۔

۲۴۹۳۔ سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بنی عمر بن عوف لے لوگوں میں کچھ جھگڑا تھا تو حضرت ﷺ کچھ اصحاب کو ساتھ لے کر ان میں صلح کرانے کو گئے تو نماز کا وقت آیا تو حضرت ﷺ آئے سو بلال رحمہ اللہ نے نماز کی اذان دی تو بلال رحمہ اللہ صدیق اکبر رحمہ اللہ پاس آئے اور کہا کہ حضرت ﷺ رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوا تو کیا تو لوگوں کا امام بنے گا

۲۴۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَنَسًا مِّنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنَسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتْ

الصَّلَاةَ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَوْمَ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ حَتَّى أَكْفَرُوا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللَّهَ وَالتَّائِي عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَأَاهُ حَتَّى دَخَلَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَرَعَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا لَطَّتْ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِينَ أَشْرُتَ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر تو چاہے تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اس حال میں کہ صفوں میں تھے یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہوئے تو لوگ تالی مارنے لگے یعنی تاکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے آنے سے خبردار ہو جائیں یہاں تک کہ انہوں نے بہت تالیاں ماریں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو ناگہاں دیکھا کہ حضرت ﷺ ان کے پیچھے صف میں کھڑے ہیں تو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بدستور نماز پڑھے جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ کا شکر کیا پھر اپنے پاؤں پر پیچھے بٹے یعنی تاکہ قبلے سے منہ نہ پھرے یہاں تک کہ صف میں داخل ہوئے اور حضرت ﷺ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگوں تم کو کیا ہے کہ جب تم کو نماز میں کوئی چیز پہنچی تو تم نے تالیاں بجانی شروع کیں تالی مارنی تو عورتوں کو چاہیے۔ جس کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبر دار کرنا پڑے تو چاہیے کہ کہے کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اس لیے کہ اس کو کوئی نہ سنے گا مگر کہ اس کی طرف دیکھے گا۔ اے ابو بکر کس چیز نے تم کو منع کیا تھا لوگوں کی امامت کرانے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابی قحافہ کے بیٹے کو لائق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے امام بنیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الامتہ میں گزر چکی ہے۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

۲۴۹۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی پاس آئیں کہ منافقوں کا سردار ہے تو بہتر ہو یعنی امید ہے کہ ہدایت پائے تو حضرت ﷺ اس کی طرف چلے اور آپ گدھے پر سوار تھے مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے اور وہ زمین شور تھی سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور ہو قسم ہے اللہ کی البتہ تیرے گدھے کی بدبونی مجھ کو ایذا دی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ تر خوشبودار ہے۔ تو عبد اللہ کے لیے ایک مرد اس کی قوم سے غضبناک ہوا اور دونوں نے آپس میں برا کہا تو ہر ایک کے یار اس کے لیے غضبناک ہوئے تو دونوں گروہ کے درمیان چھڑیوں اور ہاتھوں اور جوتوں سے مار پیٹ ہوئی تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ آیت ان کے حق میں اتری کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔

۲۴۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ آتَيْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي فَاظْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِيحَةٌ فَلَمَّا آتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَيْكَ عَنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ أَذَانِي نَعْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللَّهِ لِحِمَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ لَفَضِبَ لِعَبْدِ اللَّهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَهُ فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ فَلَبَعْنَا أَنَّهُمَا أَنْزَلْتُ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾.

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت بھی ظاہر ہے اور اس میں شبہ آتا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے اصحاب اس وقت کافر تھے پس کس طرح صحیح ہو گا یہ کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے۔ الخ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ باعتبار تغلیب کے ہو اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت ﷺ اعراض کرنے سے اور حلم سے اور صبر کرنے سے ایذا پر جو اللہ کی راہ میں پہنچتی تھی اور تالیف قلوب کے اس پر اور نیز اس میں کہ گدھے کے سوار ہونے میں بڑوں پر نقص نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت ﷺ کی تعظیم اور ادب اور شدت محبت سے اور یہ کہ جو بڑے پر کسی چیز کو پیش کرے تو اس کو عرض کے طور سے وار د کرے نہ کہ بطور جزم کے اور اس میں مبالغہ کرنا ہے مدح میں اس لیے صحابی نے کہا کہ گدھے کی خوشبو عبد اللہ کی خوشبو سے اچھی ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح)

وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو میں صلح کراوے

بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

۲۴۹۵۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جھوٹا وہ شخص جو دو میں صلح کروائے تو اپنی طرف سے نیک بات چھوڑے یا نیک بات کہے۔

۲۴۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ عَقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا.

فائدہ: کہتے ہیں کہ جو اس کو نیک بات معلوم ہو سو کہے اور جو بری بات معلوم ہو سو نہ کہے۔ اور یہ جھوٹ نہیں اس لیے کہ جھوٹ اس چیز کے ساتھ خبر دینا ہے برخلاف اس کے کہ وہ اس کے ساتھ ہو اور یہ ساکت ہے یعنی چپ ہے اور ساکت کی طرف قول نسبت نہیں کیا جاتا۔ اور نہیں جھٹ ہے اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ شرط ہے جھوٹ میں قصد کرنا اس کی طرف۔ اور طبری نے کہا کہ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے جھوٹ بولنا اصلاح کے ارادے کے لیے۔ تو کہتے ہیں کہ تینوں چیزیں مذکور مانند مثال کی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنا برا یہ ہے کہ اس میں ضرر ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ مطلق جائز نہیں کہتے ہیں کہ اس سے مراد تور یہ اور تعریض ہے مانند اس کی جو ظالم کو کہے کہ میں نے کل تیرے لیے دعا مانگی تھی اور مراد یہ ہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِينَ یعنی الہی مسلمانوں کو بخش دے اور اپنی بیوی سے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے اور مراد یہ ہو کہ اگر اللہ نے اس کو قدرت دی۔ اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد جھوٹ بولنے کی مرد اور عورت کے حق میں تو صرف اس چیز میں ہے کہ نہ ساقط کرے حق کو کہ مرد پر ہو یا عورت پر لینا اس چیز کا کہ نہیں ہے مرد کے لیے یا عورت کے لیے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اضطرار کے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے جیسا کہ کوئی ظالم ایک مرد کو مارنے کا قصد کرے اور وہ مرد اس کے پاس چھپا ہو تو اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میرے پاس نہیں اور اس پر قسم کھائے تو گناہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ اذْهَبُوا بِنَا نَصْلُحْ

کہنا امام کا اپنے یاروں سے کہ ہم کو لے چلو ہم صلح کرائیں

۲۴۹۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا یعنی وہاں کے رہنے والے آپس میں لڑے تو کسی نے اس کی خبر حضرت ﷺ کو دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو لے چلو کہ ہم ان کے درمیان صلح کروائیں۔

۲۴۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْيسِيُّ وَاسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ
اَقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامُوا بِالْحِجَارَةِ فَأَخْبَرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ
فَقَالَ اذْهَبُوا بِنَا نَصْلُحْ بَيْنَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب کے اول میں گزر چکی ہے۔ اور یہ ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔ (فتح)

باب قول الله تعالى ﴿أَنْ يُصْلِحَا
بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ایک عورت
ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو
گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں آپس میں صلح اور صلح خوب
اچھی چیز ہے۔

فائدہ: یعنی اگر مرد کا دل پھر اذیکھے اور عورت اس کا دل خوش کرنے کو اپنا کچھ حق چھوڑ دے مہر سے یا نفقہ سے اور
آپس میں اس بات پر صلح کر لیں تو درست ہے۔

۲۴۹۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وَإِنْ امْرَأَةٌ
خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا»
قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرَى مِنْ امْرَأَتِهِ مَا لَا
يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيدُ فِرَاقَهَا فَنَقُولُ
أَمْسِكِي وَأَقِمْ لِي مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا
بَأْسَ إِذَا تَرَاضِيَا.

۲۴۹۷- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں
کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی
پھر جانے سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مرد ہے کہ دیکھتا ہے
اپنی عورت سے وہ چیز کہ اس کو نہیں بھاتی یعنی کبر وغیرہ سے تو
ارادہ کرتا ہے اس سے جدائی کا یعنی چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ
دے تو وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور بانٹ
میرے لیے جو کچھ کہ تو چاہے نفقہ وغیرہ سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہا کہ پس نہیں ڈر ہے کہ جب کہ دونوں آپس میں راضی ہوں۔

فائدہ: اس کی تفسیر سورہ نساء میں آئے گی۔

باب إِذَا اضْطَلَحُوا عَلَى صُلْحٍ جَوْرٍ
فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ.

۲۴۹۸- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ
حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

جب ناحق پر صلح کریں تو وہ مردود ہے یعنی لازم نہیں
ہوتی۔

۲۴۹۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک دیہاتی آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ فیصلہ کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ
خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ
فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى
هَذَا فَرَضِي بِأَمْرَاتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ
الرَّجْمُ فَقَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةِ مِنَ الْغَنَمِ
وَوَلِيدَةٌ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا
عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا
بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّ عَلَيْكَ
وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا
أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى أَمْرٍ هَذَا
فَارْجُمْهَا فَعَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحمد و میں آئے گی اور غرض اس سے یہاں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ بکریاں اور لونڈی تیری طرف لوٹائی جائیں گی اس لیے کہ وہ صلح کے مسئلے میں ہیں اس چیز کے بدلے جو مزدور پر واجب ہوئی تھی حد سے۔ اور چونکہ یہ صلح شرع میں جائز نہ تھی تو ناحق ہوئی۔ (فتح)

۲۳۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص نبی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی ہمارے

٢٤٩٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

دین میں جو اس میں نہیں تو نئی بات مردود ہے۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَتْ فِي
أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ. رَوَاهُ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ
أَبِي عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.

فائدہ: طرقي نے کہا کہ لائق ہے کہ اس حدیث کو شرع کا نصف کہا جائے اس لیے کہ شرع کی دلیل دو مقدموں سے مرکب ہوتی ہے اور دلیل کے ساتھ مطلوب یا تو حکم کا ثابت کرنا ہے یا اس کی نفی کرنا ہے اور یہ حدیث مقدمہ کبریٰ ہے بیچ ثابت کرنے حکم شرعی کے اور نفی اس کی سے۔ اس لیے اس کا منطوق مقدمہ کلیہ ہے ہر دلیل میں کہ حکم نافی ہے مثلاً یہ کہا جائے وضو میں ناپاک پانی کے ساتھ کہ یہ امر شرع سے نہیں اور جو اس طرح ہو وہ مردود ہے پس یہ عمل مردود ہے۔ پس مقدمہ ثانی ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ۔ اور نزاع تو پہلے مقدمہ میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ایسا کام کرے جس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ مثل اس کی کہ کہا جائے نیت کے ساتھ وضو میں کہ اس پر شرع کا حکم ہے اور ہر وہ چیز کہ اس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ پس مقدمہ دوسرا ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ اور پہلی میں نزاع ہے۔ پس اگر اتفاق پڑے کہ پائی جائے ایک حدیث کہ ہو پہلا مقدمہ ہر حکم شرعی کے ثابت کرنے میں اور اس کی نفی کے تو مستقل ہوگی دونوں حدیثیں تمام شرعی دلیلوں کے لیکن یہ دوسری حدیث پائی نہیں گئی۔ اور یہ جو کہا کہ وہ رد ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اور دوسرا لفظ حدیث کا یعنی من عمل عام ہے پہلے لفظ سے اور وہ قول آپ کا من احدث ہے پس حجت پکڑی جاتی ہے اس کے ساتھ تمام عقود ممنوعہ کے باطل کرنے میں اور نہ موجود ہونے ان کے ثمرات کے جو اس پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور اس میں رد کرنا نئی باتوں کا ہے اور یہ کہ نہی فساد کو چاہتی ہے اس لیے کہ منہیات سب دین کے امر سے نہیں پس واجب ہے ان کا رد کرنا۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا اس چیز کو کہ امر کے باطن میں ہے اس لیے کہ وہ لیس علیہ آمرونا میں داخل ہے۔ اور یہ کہ صلح فاسد توڑی گئی ہے اور جو چیز اس پر لے جائے وہ پھرنے کے مستحق ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ هَذَا مَا صَالِحَ فُلَانٍ
بْنِ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَإِنْ لَمْ يَنْسِبْهُ
إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ.
کس طرح لکھا جائے یعنی صلح نامہ کہ یہ امر ہے کہ صلح کی
فلاں فلاں کے بیٹے نے اور فلاں فلاں کے بیٹے نے یعنی
صلح نامہ میں صرف اس قدر کافی ہے اگرچہ نام منسوب
کرے اس کو طرف قبیلے اس کے کی یا نسبت اس کی کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ ہو مشہور بغیر اس کے ساتھ اس طور کے کہ لبس اور شبہ سے امن ہو پس کفایت کی جائے وثیقہ میں

ساتھ نام مشہور کے اور نہیں لازم آتا ذکر کرنا جد اور نسب اور شہر کا اور مانند اس کے۔ اور رہا قول فقہاء کا کہ وثیقوں میں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے اور اس کا نسب بھی لکھا جائے پس یہ اس جگہ ہے جہاں دوسرے کے نام سے مل جانے کا خوف ہو۔ اور نہیں تو خوف نہ ہو تو وہ مستحب ہے۔ (فتح)

۲۵۰۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں یعنی مکہ والوں سے صلح کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان صلح نامہ لکھا تو صلح نامہ میں محمد رسول اللہ لکھا تو کافروں نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھ اگر تو رسول ہوتا تو ہم تجھ سے نہ لڑتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو منادے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ نہیں کہ اس کو منادوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور صلح کی ان سے اس اقرار پر کہ وہ اور اس کے یار تین دن کے میں رہیں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر ساتھ میان ہتھیاروں کے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ ہتھیاروں کے جلابان کیا ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیلا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی ہتھیار میانوں وغیرہ میں ہوں گے کھلے نہ ہوں بصورت قہر اور غلبہ کے۔

۲۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحَدِيثِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَمْ نَقَاتِلْكَ فَقَالَ لِعَلِّي أَمَحُهُ فَقَالَ عَلِيُّ مَا أَنَا بِالَّذِي أَمَحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلْبَانِ السِّلَاحِ فَسَأَلُوهُ مَا جُلْبَانِ السِّلَاحِ فَقَالَ الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور غرض اس سے اس جگہ اقتصار کرنا کہ کتاب کا ہے محمد رسول اللہ پر اور نہ منسوب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کی طرف اور نہ دادا کی طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اور اقتصار کیا محمد بن عبد اللہ پر بغیر زیادتی کے۔ اور یہ سب شبہ سے امن کے لیے ہے۔ (فتح)

۲۵۰۱۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعد میں عمرے کا احرام باندھا تو نہ مانا اہل مکہ نے یہ کہ چھوڑیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کبے میں داخل ہوں یہاں تک کہ پکا کیا ان سے اقرار کو کہ آپ کبے میں تین دن رہیں اس سے زیادہ نہ رہیں سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو اس طور سے لکھا کہ یہ

۲۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى

قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا لَا نُقْرِ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعَكَ لَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِّي أَمَحُ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَمَحُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحَ إِلَّا فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلَ اتُّوا عَلَيْهِ فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ أَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمْ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَّاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ذُوْنكَ ابْنَةُ عَمِّكَ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيُّ

وہ چیز ہے کہ صلح کی محمد رسول اللہ نے تو کافروں نے کہا کہ ہم رسول ہونے کا اقرار نہیں کرتے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو تجھ کو نہ روکتے لیکن تو محمد بن عبد اللہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبد اللہ ہوں پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا تو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا پس لکھا یہ چیز وہ ہے کہ جس پر صلح کی محمد بن عبد اللہ نے یہ کہ نہ داخل کرے مکہ میں ہتھیار کو مگر میان میں اور یہ کہ اگر مکہ والوں سے کوئی اس کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو اپنے ساتھ نہ لے جائے یعنی بلکہ اس کو ہمارے حوالے کرے اور یہ کہ اگر اس کے اصحاب سے کوئی مکہ میں جانا چاہے تو اس کو منع نہ کرے سو جب حضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت گزر چکی یعنی تین دن جن کا اقرار ہوا تھا کافر علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے ساتھی سے کہہ کہ ہم سے نکلے کہ مدت گزر چکی ہے تو حضرت ﷺ مکہ سے نکلے تو حمزہ کے بیٹے ان کے ساتھ ہوئے حضرت ﷺ کو کہتے تھے اے چچا اے چچا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو پکڑ کر کجاوے میں اٹھا لے تو اس کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ جھگڑے یعنی اس کی پرورش میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بیٹی ہے حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اپنی خالہ کو ملے گی اور فرمایا کہ خالہ بجائے ماں کے ہے اور

حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یعنی مجھ میں اور تجھ میں کمال اخلاص ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو مانند میری ہے میری پیدائش میں اور خلق میں اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور محبت ہے۔

وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيُّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي فَقَضَىٰ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْحَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيِّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِيَجَعْفَرُ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخَلْقِي وَقَالَ لَزَيْدٍ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا.

کافروں کے ساتھ صلح کرنے کا بیان۔ یعنی اس میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یعنی عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر تمہارے اور آدمیوں کے درمیان صلح ہوگی یعنی اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے کے باب میں سہل رضی اللہ عنہ اور اسماء بنتی النخعہ اور مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ فِيهِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَكُونُ هَذِهِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَفِيهِ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ وَأَسْمَاءُ وَالْمِسُورُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی حکم اس کا یا کیفیت اس کی یا جواز اس کا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ہر قل کے قصے کی طرف اور اس کا پورا قصہ کتاب کے شروع میں گذر چکا ہے۔ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہر قل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا قریش کے چند سواروں میں اس مدت میں کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش سے مقرر کی تھی یعنی صلح کی تھی کہ اتنی مدت آپس میں نہ لڑیں گے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پوری جزیہ میں گذر آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے ساتھ صلح کرنی درست ہے۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ کے دن کافروں سے تین چیز پر صلح کی ایک اس پر کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے آپ اس کو کافروں کی طرف پھیر دیں اور دوم اس پر کہ جو مسلمانوں سے کافروں کے پاس آئے وہ اس کو نہ پھیر دیں۔ اور سوم اس پر کہ آئندہ سال کے میں داخل ہوں اور اس میں تین دن ٹھہریں یعنی اس سال میں نہ آئیں اور نہ داخل ہوں کے میں مگر اس حال میں

وَقَالَ مُوسَىٰ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عَلَى أَنَّ مَنْ أَنَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَدَّهَ إِلَيْهِمْ وَمَنْ أَنَاهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَرُدُّوهُ وَعَلَى أَنَّ يَدْخُلَهُمَا

کہ ہتھیار تھیلے میں ڈالے ہوں تلوار اور تیر اور مانند اس کی سو ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیویوں میں چلتا ہوا آیا تو حضرت ﷺ نے اس کو کافروں کی طرف پھیر دیا۔

مِنْ قَابِلٍ وَيَقِيمُ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَذْخُلُهَا إِلَّا بِجُلْبَانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ فَبَجَاءَ أَبُو جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قُبُودِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمِّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَبَا جَنْدَلٍ وَقَالَ إِلَّا بِجُلْبِ السِّلَاحِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافروں سے صلح کرنی جائز ہے۔

۲۵۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عمرے کی نیت سے نکلے تو کافر حضرت ﷺ کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی حضرت ﷺ کو مکے میں آنے سے مانع ہوئے تو حضرت ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا حدیبیہ میں اور صلح کی کافروں سے اس بات پر کہ آئندہ سال کو عمرہ کریں اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ان پر نہ اٹھائیں یعنی اپنے ساتھ لائیں اور مکے میں نہ ٹھہریں مگر جتنے دن کہ کافر چاہیں تو حضرت ﷺ نے آئندہ سال کو عمرہ کیا اور جس طرح پر کافروں سے صلح کی تھی اسی طرح سے مکے میں داخل ہوئے سو جب حضرت ﷺ تین دن کے میں ٹھہرے تو کافروں نے آپ سے نکلنے کو کہا تو حضرت ﷺ مکے سے نکلے۔

۲۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبْتِ فَتَحَرَ هَدْيُهُ وَخَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحَدْيِيَّةِ وَقَضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سِوْفًا وَلَا يَقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحْبَبُوا فَأَعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَذَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالِحُهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ.

۲۵۰۳۔ سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور محبہ رضی اللہ عنہا خیبر کی طرف چلے اور اس وقت خیبر والوں نے کہ یہود تھے حضرت ﷺ سے صلح کی ہوئی تھی۔

۲۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بِشِيرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَظْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ وَمُحَبَّبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ بِنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ.

فائدہ: اس کی شرح حدود میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ اس وقت خیبر والوں نے مسلمانوں سے صلح کی ہوئی تھی۔ (فتح)

دیت میں صلح کرنے کا بیان۔

بَابُ الصَّلْحِ فِي الدِّيَةِ.

فائدہ: یعنی اس طرح کہ واجب ہو قصاص یعنی خون کے بدلے خون پس واقع ہو صلح معین پر یعنی دیت لے کر مقتول کے وارث راضی ہو جائیں۔ (فتح)

۲۵۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع لصر کی بیٹی نے ایک لڑکی کا دانت توڑا اور لڑکی کے وارثوں نے دیت طلب کی اور ربیع کے وارثوں نے معافی چاہی تو لڑکی کے وارثوں نے نہ مانا تو دونوں گروہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ نے قصاص یعنی دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت عائشہ کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میری بہن کا دانت نہ توڑا جائے گا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اے انس اللہ کا حکم قصاص ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور قصاص معاف کیا یعنی اور دیت قبول کی تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بے شک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس پر قسم کھائیں کہ فلاں بات ایسی ہوگی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قوم راضی ہوئی یعنی بدلہ معاف کیا اور دیت قبول کی۔

۲۵۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حَمِيدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرَّبِيعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ نَيْتَهُ جَارِيَةً فَطَلَبُوا الْأَرْضَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأُتُوا فَاتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمُ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ أَتُكْسِرُ نَيْتَهُ الرَّبِيعَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا وَاللَّهِ بِهَذَاكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسِرُ نَيْتَهَا فَقَالَ يَا أَنَسُ كَتَابَ اللَّهُ الْقِصَاصَ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا يَبْرُهُ. رَأَى الْفَرَارِيَّ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسٍ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقِيلُوا الْأَرْضَ.

فائدہ: پہلی روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قصاص اور دیت مطلق چھوڑ دیا تھا اس لیے امام بخاری نے اس زیادتی کو ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے تطبیق کی طرف ان دونوں کے درمیان اس طرح کہ قول راوی کا عفو اس پر محمول ہے کہ معاف کیا انہوں نے قصاص سے دیت کے قبول پر۔ (فتح)

باب ہے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے کہ آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور شاید کہ اللہ صلح کرے ساتھ اس کے درمیان دو لشکروں کے اور بیان میں اس آیت کہ صلح کرواؤ درمیان دونوں جھگڑنے والوں کے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا).

فائدہ: یہ آیت ترجمہ کے ساتھ مطابق نہیں لیکن اگر یہ مراد ہو کہ حضرت ﷺ حرص کرنے والے تھے اللہ کے حکم بجا لانے پر اور اللہ نے صلح کرانے کا حکم دیا ہے اور خبر دی حضرت ﷺ نے کہ عنقریب دو گروہوں کے درمیان حسن کے سبب سے صلح ہوگی تو ممکن ہے۔ (فتح)

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ
يَقُولُ اسْتَقْبَلَ وَاللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ
بِكِتَابٍ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ
الْعَاصِ ابْنِي لَأَرَى كِتَابَ لَا تُؤَلَّى حَتَّى
تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللَّهِ
خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَمْيَ عَمْرُو إِنَّ قَتْلَ هَؤُلَاءِ
هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مِنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ
مَنْ لِي بِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِ
رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بَنِي
كَرْبِزٍ فَقَالَ أَذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فَأَعْرِضَا
عَلَيْهِ وَقُولَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَاتَّيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ
فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ
بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ
هَذَا الْمَالِ وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاقَتْ فِي
دِمَائِنَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا
وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِي بِهِذَا
قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا
نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ
سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبِرِ وَالْحَسَنُ

۲۵۰۵۔ حسن بصری سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی حسن بن علی رضی اللہ عنہما پہاڑوں کی طرح لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سامنے آیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے (جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا صلاح کار تھا) کہا کہ البتہ میں دیکھتا ہوں لشکروں کو پیٹھ نہ پھیرے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے اقران اور برادروں کو مار ڈالیں تو معاویہ نے اس سے کہا اور قسم ہے اللہ کی کہ وہ دونوں میں بہتر تھا اور یعنی معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما دونوں میں سے معاویہ بہتر تھا کہ اے عمرو اگر انہوں نے ان کو مار ڈالا اور انہوں نے ان کو مار ڈالا تو کون ضامن ہوگا میرا ساتھ کام لوگوں کے یعنی جو ماریں جائیں گے کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کی عورتوں کا کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کے بال بچوں کا۔ تو معاویہ نے دو قریشی مرد عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور صلح اس کے پیش کرو اور اس سے کہو اور طلب کرو طرف اس کی یعنی اس سے صلح کی درخواست کرو یا کام کو اس کے سپرد کرو جو کہے سو قبول کرو تو دونوں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اس کے پاس داخل ہوئے اور اس سے کلام کیا اور اس کو کہا اور اس سے صلح طلب کی تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دونوں کو کہا کہ میں عبد المطلب کی اولاد ہوں اور تحقیق ہم نے اس مال سے کچھ پایا ہے یعنی باسبب خلافت کے کہ ہم کو سخاوت اور بخشش کرنی عادت ہو گئی ہے اگر ہم خلافت کو چھوڑیں تو ہماری عادت چھوٹی ہے اور تحقیق یہ امت

بُنْ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً
وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ
وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي عَلِيُّ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ
أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

کہ ہمارے ساتھ ہیں فراخ دست ہیں خون ریزی اور فساد
کرنے میں یہ رکتے نہیں مگر مال سے تو دونوں نے کہا کہ معاویہ
اتنا اتنا مال تجھ پر پیش کرتا ہے اور اپنی مراد کو تیری طرف سپرد
کرتا ہے اور تجھ سے صلح چاہتا ہے تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے
لیے اس کا کون ضامن ہوتا ہے تو دونوں نے کہا کہ تیرے لیے
ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن رضی اللہ عنہ نے اس سے کوئی چیز طلب نہ
کی مگر کہ انہوں نے کہا اس کے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن
بن علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور خلافت اس کے سپرد
کی حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ تھا کہ
میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ
کے پہلو میں تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ
ہوتے تھے اور دوسری بار حسن رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے
تھے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ صلح کرائے
ساتھ اس کے درمیان دو گروہ کے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

کیا امام صلح کا اشارہ کرے؟

بَابُ هَلْ يُشِيرُ الْإِمَامُ بِالْصَّلْحِ.

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کے ساتھ اختلاف کی طرف پس تحقیق جہور کہتے ہیں کہ مستحب ہے
حاکم کو صلح کے ساتھ اشارہ کرنا اگرچہ ظاہر ہو حق ایک دو جھگڑنے والے کے لیے۔ اور بعض نے اس سے منع کیا ہے
اور یہ روایت مالکیہ سے ہے۔

۲۵۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی اس حال میں کہ
دونوں اپنی آواز بلند کرتے تھے اور تا گیاں ایک ان کا دوسرے
سے کچھ قرض چھڑانا چاہتا تھا اور نرمی طلب کرتا تھا تو دوسرا کہتا
تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں کچھ قرض چھوڑوں گانہ میں نرمی
کروں گا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی طرف نکلے سو فرمایا اللہ پر قسم

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ
قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى
بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الرَّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ صَوْتُ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ
أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ
وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا
أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلَّى عَلَى اللَّهِ لَا
يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَلَهُ أَيْ ذَلِكَ أَحَبُّ.

کھانے والا کہ نیک کام نہ کرے تو اس نے کہا کہ یا حضرت!
میں ہوں تو اس کے لیے ہے جس کو وہ اس سے چاہے یعنی خواہ
کچھ قرض معاف کرا لے یا نرمی کرا لے۔

فائدہ: اس حدیث میں رغبت دلانی ہے نرمی پر قرض دار کے ساتھ اور اس کے ساتھ احسان کرنے کی کچھ قرض
کو چھوڑنے کے ساتھ۔ اور جھڑکنا قسم کھانے سے نیکی کے ترک کی۔ اور داودی نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے
اس کو اس لیے کہ اس نے قسم کھائی ترک کرنے پر امر کے قریب ہے کہ اللہ نے اس کے وقوع کو مقدر کیا ہو اور تعاقب
کیا ہے اس کا ابن تین نے اس کے ساتھ کہ اگر اسی طرح ہوتا تو البتہ مکروہ رکھتے قسم کھانے اس شخص کے لیے کہ قسم
کھائی البتہ نیکی کرے اور ایسا نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مکروہ رکھا اس کے لیے اپنے نفس کے قطع کرنے کو نیک کام سے
اور اس پر اس دیہاتی کا قصہ وارد نہیں ہوگا جس نے کہا کہ نہ بڑھاؤں گا اس لیے کہ وہ اسلام کی طرف بلانے کے
مقام میں تھا پس اس کو ترک زیادتی کی قسم کھانے کو مکروہ نہ رکھا بخلاف اس کے جو اسلام میں مضبوط ہو کر اس کو
زیادتی پر قسم کھانی منع ہے اور اس حدیث میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے فہم کی تیزی ہے شارح کی مراد کے لیے اور ان کی
حرص خیر پر۔ اور اس میں درگزر کرنا ہے اہل چیز سے کہ جاری ہو درمیان دو جھگڑنے والوں کے بلند ہونے آواز سے
نزدیک حاکم کے اور یہ کہ جائز ہے قرض دار کو سوال کرنا قرض خواہ سے کچھ قرض کے چھڑانے کے لیے بخلاف مالکیہ
کے کہ اس کو مکروہ جانتے ہیں کہ اس میں منت ہے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے لوگوں کے قول کے
لیے کہ بہتر صلح نصف پر ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس میں تو رغبت دلانا ہے
بعض حق کے ترک کرنے پر۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اشارہ اس کے ساتھ صلح کے معنی کے ساتھ ہے
علاوہ ازیں بخاری نے اس کا یقین نہیں کیا پس کس طرح اعتراض کیا جائے گا اس پر۔ (فتح)

۲۵۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ
عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ
۲۵۰۸۔ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَوَايَتَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
حَدَرٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ تَحَاوَاهُ اسَّ سَمِعَ رَوَايَتَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
يَعْنِي اسَّ سَمِعَ تَحَاوَاهُ كَمَا تَوَضَّعَ لِحَضْرَتِ ﷺ دُونِ الْوَاسِ
سَمِعَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ تَحَاوَاهُ كَمَا تَوَضَّعَ لِحَضْرَتِ ﷺ دُونِ الْوَاسِ

سے گویا کہ فرماتے تھے کہ آدھا چھوڑ دے تو اس نے آدھا مال لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔ -

اللّٰهُ بْنُ أَبِي حَذَرْدٍ الْأَسْلَمِيِّ مَالٌ فَلَقِيَهُ
فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ
فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ
نِصْفَ مَالِهِ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

لوگوں کے درمیان صلح اور انصاف کرنے
کی فضیلت کا بیان۔

بَابُ فَضْلِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ
وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ.

۲۵۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر ایک جوڑ جوڑ پر صدقہ ہے۔ انصاف کرنا دو شخص میں خیرات ہے۔

۲۵۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَلَامَنِي مِنَ
النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ
الشَّمْسُ يُعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ باب میں اصلاح اور عدل کا ذکر ہے اور نہیں وارد کیا حدیث میں مگر عدل کو۔ لیکن سب لوگوں کو انصاف کے ساتھ خطاب کیا اور تحقیق معلوم ہوا کہ ان میں حاکم وغیرہ ہیں تو ہوگا عدل حاکم کا جب کہ حکم کرے اور انصاف اس کے غیر کا جب کہ صلح کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اصلاح عدل کی ایک قسم ہے۔ (فتح)
جب اشارہ کرے امام ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور جس پر حق ہو وہ نہ مانے تو حکم کرے اس پر امام ساتھ حکم ظاہر کے کہ گفتگو کی مجال باقی نہ رہے۔

بَابُ إِذَا أَشَارَ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ فَأَبَى
حُكْمَهُ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ.

۲۵۰۹۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا تھا کہ اس نے ایک انصاری مرد سے جو بدر میں حاضر ہوا تھا پانی کے تالے میں سکنسانی زمین سے جھگڑا کیا جس میں وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی دے اے زبیر یعنی اپنی زراعت کو پھر اپنی ہمسائیگی کی کھیتی کی طرف پانی چھوڑ دے تو انصاری غصہ ہوا اور کہا کہ

۲۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا
مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَذْرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِنَ
الْحَرَّةِ كَأَنَّا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا فَقَالَ

یا حضرت ﷺ یہ حکم اس لیے کرتے ہو کہ زیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو فرمایا کہ اے زیر تو اپنے کھیت کو بھر لے پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کے کھیت کی طرف پانی مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی تمام زمین میں پانی پہنچے تو حضرت ﷺ نے زیر کو اس وقت اس کا حق پورا دلویا اور اس سے پہلے حضرت ﷺ نے اپنی رائے سے زیر کو اشارہ کیا تھا اس کے لیے فراخی کے لیے اور انصاری کے لیے اور جب انصاری نے حضرت ﷺ کو غصہ دلایا تو پورا دلویا حضرت ﷺ نے زیر کو حق اس کا بیج صریح حکم کے یعنی صریح حکم کیا کہ زیر اپنا تمام حق لے لے زیر ﷺ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں گمان کرتا اس آیت کو کہ اتری ہو مگر اس بارے میں سو قسم ہے رب تیرے کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے درمیان ان کے پھر اپنے جی میں تیرے حکم سے خفگی نہ پائیں۔

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے درمیان قرض خواہوں کے اور اصحاب میراث کے اور اندازہ کرنے کے بیچ اس کے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ نکلیں دو شریک اپنے ملک سے پس یہ ایک قرض لے اور دوسرا موجود چیز لے پس اگر ہلاک ہو جائے وہ چیز ان دونوں میں سے ایک کے لیے تو اپنے ساتھی پر رجوع نہ کرے۔

فائدہ: یعنی معاوضہ کے نزدیک اور اس کی توجیہ کتاب الاستقراض میں گذر چکی ہے۔ اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ قرض کے معاوضہ میں اندازے سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ معاوضہ اس کے حق کی جس ہو اور کم یعنی مثلاً کھجور بدلے کھجور کے یہ کہ اس کو نبی شامل نہیں اس لیے کہ طرفین سے مقابلہ نہیں بلکہ ایک طرف سے ہے۔

فائدہ: اس کا معنی یہ ہیں کہ اگر کئی وارثوں اور کئی شریکوں کے درمیان ایک مال مشترک ہو۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أُرْسِلُ إِلَى جَارِكَ فَفَضِبِ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ قَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ أَحْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيِ سَعَةِ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيَّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ مَا أَحَبُّ إِلَيْهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾. الْآيَةُ.

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ الْمِيرَاثِ وَالْمَجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيكَانِ فَيَأْخُذَ هَذَا ذَيْنَا وَهَذَا غَيْنَا فَإِنْ تَوَيَّ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.

فائدہ: اس کی شرح باب الحوالہ میں گزری چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرض خواہوں اور شریکوں کے درمیان صلح کرانی جائز ہے۔

۲۵۱۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور اس پر قرض تھا تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر یہ بات پیش کی کہ اس کے قرض کے بدلے کھجوریں لیں سوانہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے قرض ادا نہ ہو سکے گا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اس کو کاٹ کر کھلیان میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرے یعنی تو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیر پر بیٹھے اور اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر ان کا قرض ادا کر دے تو میں نے کسی کو نہ چھوڑا جس کا کہ میرے باپ پر قرض تھا مگر کہ میں نے اس کو ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں زیادہ رہیں اور سات وسق عجوہ اور چھ لون (یہ دونوں قسم کھجوروں کی ہیں) یا چھ عجوہ یا سات لون تو میں نے مغرب کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور آپ کو اس حال سے خبر دی کہ سب قرض ادا ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جا کر خبر دے تو دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی تو ہم نے البتہ معلوم کیا تھا کہ اس میں برکت ہوگی۔ اور ایک روایت میں عصر کی نماز کا ذکر ہے اور ایک میں ظہر کا۔

۲۵۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تُوْفِّي أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنْ فِيهِ وَفَاءٌ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَانِكَ فَأَوْفِيهِمَا فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسَقًا سَبْعَةَ عَجْوَةٍ وَسِتَّةَ لَوْنٍ أَوْ سِتَّةَ عَجْوَةٍ وَسَبْعَةَ لَوْنٍ فَأَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَضَحِكَ فَقَالَ أَنْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ. وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسَقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

فائدہ: لیکن اس قدر کا اختلاف اصل حدیث کی صحت میں قاصر نہیں اس لیے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہوئی اور اس قدر پر سب کا اتفاق ہے۔ (فتح)

بَابُ الصَّلْحِ بِالذَّيْنِ وَالْعَيْنِ.
باب ہے بیان میں صلح کرنے کے ساتھ قرض اور موجودہ چیز کے۔

۲۵۱۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حذرہ سے اپنے قرض کا جو اس پر تھا تقاضہ کیا بیچ زمانے حضرت ﷺ کے تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کھولا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پکارا کہ اے کعب اس نے کہا یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دے تو کعب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے آدھا قرض چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کر باقی ادا کر دے۔

۲۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَزْرَةَ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَأَقْضِهِ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور اس کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ اس میں صلح کرنا اس چیز میں کہ قرض کے ساتھ متعلق ہے۔ اور گویا کہ اس نے ملحق کیا ہے اس کے ساتھ صلح کو اس چیز میں کہ متعلق ہو موجود چیز کے ساتھ بطریق اولیٰ۔ ابن بطلان نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اگر صلح کرے قرض خواہ اپنے کے درہموں سے بدلے درہموں کم اس سے تو جائز ہے جب کہ وعدے کا وقت پہنچے اور اگر وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ اس سے کوئی چیز چھوڑے پہلے اس سے کہ قبض کرے بدلے اس کے اور اگر بعد وعدے کے اس سے صلح کرے درہموں سے اثر فیوت کے بدلے یا بالعکس اور قبض شرط ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ

کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے شرطوں سے اسلام میں اور احکام اور بیع شرا میں۔

کِتَابُ الشُّرُوطِ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي
الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ.

فائدہ: شرط و شرط کی جمع ہے اور شرط یہ ہے کہ لازم پکڑے نفی اس کی دوسرے امر کی نفی کو سوائے سبب کے اور اس سے مراد اس جگہ بیان کرنا اس شرط کا ہے کہ جو اس سے صحیح ہے اور جو صحیح نہیں ہے۔ اور اسلام میں یہ شرط ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے وقت کافر مثالیہ شرط کرے کہ جب وہ مسلمان ہو تو نہ تکلیف دی جائے اس کو سفر کی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مثلاً۔ اور یہ شرط جائز نہیں کہ مثلاً میں نماز نہیں پڑھوں گا اور احکام سے مراد عقود اور معاملات مانند بیع شرا وغیرہ کی اور مبايعت عطف خاص کا ہے عام پر۔ (فتح)

۲۵۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ
وَالْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ
عَمْرِو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ
عَمْرِو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ
إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِكْرَةً
الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ وَامْتَعَصُوا مِنْهُ وَأَبَى
سُهَيْلٌ إِلَّا ذَلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا

۲۵۱۲۔ مروان اور مسور بن مخرمه رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصحاب سے خبر دیتے تھے کہ جب حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو نے (کہ کفار قریش کی طرف سے وکیل تھا) صلح لکھی تو اس دن سہیل نے جو شرطیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی تیرے پاس نہ آئے گا اگرچہ تیرے دین پر ہو مگر کہ تو اس کو ہماری طرف پھیر دے گا اور ہمارے اور اس کے درمیان راہ خالی کر دے گا یعنی جو ہم چاہیں گے اس کے ساتھ کریں گے آپ اس سے کچھ تعرض نہ کریں تو مسلمانوں کی یہ شرط بری معلوم ہوئی اور ان پر دشوار گذری تو سہیل نے کہا کہ میں یہ شرط ضرور لکھواؤں گا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ شرط لکھ دی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس دن ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ سہیل کی طرف پھیر دیا یعنی موافق اس شرط کے اور اس مدت میں مردوں میں سے

آپ کے پاس کوئی نہ آیا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اگرچہ مسلمان تھا اور مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں ایک ان میں سے ام کلثوم عقبہ کی بیٹی تھی اور وہ اس دن بالغ تھی تو اس کے گھر والوں نے آکر حضرت ﷺ سے کہا کہ ہماری بیٹی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو ان کی طرف نہ پھیرا اس لیے کہ اللہ نے مہاجر عورتوں کے حق میں آیت اتاری کہ جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کو آزماؤں تو اللہ نے ان کے ایمان کو خوب جانا پس اگر تم ان کو مسلمان جانو تو ان کو کافروں کی طرف نہ پھیرو آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ ان کو اس آیت سے آزماتے تھے یعنی ان شرطوں سے کہ اس آیت میں مذکور ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو ان میں سے ایک شرط کا اقرار کرتی تو حضرت ﷺ اس سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی تو یہ بیعت کلام کے ساتھ تھی کہ حضرت ﷺ اس عورت سے اس کے ساتھ کلام کرتے تھے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا حضرت ﷺ نے عورتوں سے بیعت نہیں کی مگر اپنی کلام سے۔

۲۵۱۳۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور شرط کی حضرت ﷺ نے مجھ سے ساتھ خیر خواہی کرنے کے ہر مسلمان کے لیے۔

جَنْدَلٍ إِلَىٰ أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرِو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ وَكَانَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ ﴿إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ إِلَى قَوْلِهِ وَلَا هُمْ يَحْلُونَ لَهُنَّ﴾ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ إِلَىٰ غَفُورٍ رَحِيمٍ﴾ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقْرَأَ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهِ وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ لِي الْمُبَايَعَةِ وَمَا بَايَعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ.

۲۵۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ

وَالنَّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۵۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنَّصْحِ
لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس قسم کی شرطیں کرنی جائز ہیں۔

بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ وَلَمْ
يَشْتَرِطِ الثَّمَرَةَ.

۲۵۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ
فَتَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ شرط جائز ہے۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْبُيُوعِ.

۲۵۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ
عَائِشَةَ تَسْعِيْنَهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ
قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ
ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ
عَنْكَ كِتَابَتَكَ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ بَرِيرَةَ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا

۲۵۱۴۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

جب بیوند کی ہوئی کھجور کے درخت بیچے اور خریدار سے میوے کی شرط نہ کرے تو اس کا میوہ بیچنے والا ہے۔

۲۵۱۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کھجور کے درخت بیوند کیے ہوئے بیچے تو اس کے پھل کا وہی مالک ہے جس نے بیچا مگر یہ کہ خریدار پھل کی بھی شرط کرے۔

بیع میں شرط کرنے کا بیان۔

۲۵۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس حال میں کہ اپنی کتابت میں اس سے مدد چاہتی تھی اور اس نے اپنے بدل کتابت کچھ ادا نہ کیا ہوا تھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس پھر جا اگر وہ چاہیں کہ میں تیری طرف سے تیرا بدل کتابت ادا کر دوں اور تیرا دلا میرے لیے ہو تو کروں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر وہ ثواب کے لیے تیرا بدل کتابت ادا کرے تو چاہے کہ کرے اور تیری

إِنْ شَأْنُ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ فَلْتَفْعَلْ
وَيَكُونُ لَنَا وَلَاؤُكَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا
ابْنَاعِي فَأَعْتَقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَهَقَّ.

آزادی کا حق ہمارا ہوگا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مطلق چھوڑا بخاری نے ترجمہ کو تفصیل کے لیے اس کے اعتبار میں فقہاء کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهَرَ الذَّائِبَةُ إِلَى
مَكَانٍ مُسَمًّى جَارًا.

جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپائے کی سواری کی شرط کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے اس حکم کے ساتھ میل کی صحت کے لیے اس کے نزدیک۔ اور اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جو چیز کہ اس کی مانند ہو اس میں بھی اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرے کہ میں گھر میں رہوں گا غلام سے خدمت لوں گا۔ پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع باطل ہے اس لیے کہ شرط مذکور عقد کے منافی ہے اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور احمد اور اسحق اور ابو ثور اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے اور یہ شرط بجائے استثناء کے ہے اس لیے کہ جب مشروط کی قدر معلوم ہو تو ہو جاتا ہے جیسا کہ بیچے اس کو ہزار کے ساتھ مگر پچاس درہم کے مثلاً اور موافقت کی ہے ان کی مالک نے تھوڑے زمانے میں سوائے بہت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد اس کے نزدیک تین دن ہیں اور ان کی حجت باب کی حدیث ہے اور بخاری نے اس میں شرط ہونے کو ترجیح دی کما سیاتی۔ اور جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ بعض نے ذکر کیا ہے کہ بطور ہبہ کے تھا اور وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے اس میں احتمال جاری ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے وہ اس کے معارض ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شرط عقد کے مخالف ہو وہ باطل ہے کما تقدم فی العتق۔ اور نیز جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استثناء کی نفی ثابت ہو چکی ہے اگرچہ اصحاب السنن۔ اور نیز وارو ہو چکی ہے نہی بیع اور شرط سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جو مقصود بیع کے منافی ہے وہ ہے جب کہ شرط کرے مثلاً لونڈی کی بیع میں یہ کہ نہ صحبت کرے اس سے اور گھر میں یہ کہ نہ رہے اس میں اور غلام میں یہ کہ نہ خدمت لے اس سے اور چار پائے میں یہ کہ نہ سوار ہو اس پر لیکن جب شرط کرے کوئی چیز معلوم وقت معلوم کے ساتھ تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔ اور رہی حدیث نہی کی استثناء سے پس نفس حدیث میں ہے کہ مگر یہ کہ معلوم ہو پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ نہی اس چیز سے ہے کہ مجہول ہو اس کی مقدار معلوم نہ ہو۔ اور رہی حدیث نہی کی بیع اور شرط سے تو اس کی سند میں کلام ہے اور تاویل کے لائق ہے اور اس کی مزید شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا
قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي جَابِرٌ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ
قَدْ أَغْيَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَضَرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَسَارَ بِسِيرٍ لَيْسَ بِسِيرٍ
مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بَعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ
بَعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ فَبَعْنُهُ فَاسْتَنْبَيْتُ حُمَلَانَهُ إِلَى
أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي
ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي قَتَابَةَ
مَا كُنْتُ لِأَخَذِ جَمَلِكَ فَخَذَ جَمَلَكَ ذَلِكَ
فَهُوَ مَالُكَ. قَالَ شُعْبَةُ عَنْ مُعِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ
عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ
إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُعِيْرَةَ فَبَعْنُهُ عَلَى
أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرَهُ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ
عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ لَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ
إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ
وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَرْجِعَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ
وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبْلُغُ
عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ وَقَالَ عُيَيْدُ اللَّهِ وَابْنُ
إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زَيْدُ
بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جَرِيْجٍ عَنْ

۲۵۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے اونٹ پر سوار
تھا جو تھک گیا تھا تو حضرت ﷺ اس کے پاس گزرے اور اس
کو لکڑی سے مارا اور اس کے لیے دعا کی تو وہ ایسا تیز چلا کہ اس
کی مانند نہ چلتا تھا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک
اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ میں نہیں بیچتا پھر
فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے
اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور مستثنیٰ کیا میں نے اس کی سواری
کو اپنے گھر تک سو جب ہم مدینہ میں آئے تو میں آپ کے
پاس اونٹ لایا تو حضرت ﷺ نے اس کا مول مجھ کو دیا پھر میں
پھر تو حضرت ﷺ نے کسی کو میرے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ میں
تیرا اونٹ نہیں لیتا سو تو اپنا یہ اونٹ لے لے کہ وہ تیرا مال
ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس
کی سواری مدینہ تک دی اور ایک روایت ہے کہ میں نے اس کو
آپ کے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ مدینے تک مجھ کو اس کی
سواری کی اجازت ہو۔ اور ایک روایت ہے کہ تجھ کو مدینے
تک اس کی سواری کی اجازت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے
کہ جابر رضی اللہ عنہ نے مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر لی اور
ایک روایت میں ہے کہ تجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہے
یہاں تک کہ تو پھر لے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں
ہے ہم نے تجھ کو مدینے تک اس کی سواری دی۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ تو اپنے تئیں اس پر اپنے گھر والوں تک
پہنچا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایک
اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو چار
دینار سے لیا اور یہ چار دینار میں ایک اوقیہ ہوتا ہے اس حساب
سے کہ دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور نہیں بیان کیا مغیرہ نے

قیمت کو قسمی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن منکدر اور ابو زبیر نے جابر سے اور ایک روایت میں ہے ایک اوقیہ سونے کا اور ایک روایت میں ہے کہ چار اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ تیس دینار سے خریدا اور اکثر روایتوں میں صرف ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اکثر روایتوں میں یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیع کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدینے تک سوار ہونے کی شرط کر لی تھی اور یہی ہے زیادہ ترجیح روایت نزدیک میرے۔

عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ عَنْ جَابِرٍ أَخَذَتْهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرٍ وَهَذَا يَكُونُ وَقِيَّةً عَلَى حِسَابِ الدِّينَارِ بِعَشْرَةِ دَرَاهِمٍ وَلَمْ يَبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغْيِرَةً عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَقِيَّةٌ ذَهَبٍ وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ بِمِائَتِي دِرْهَمٍ وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِيقِ تَبُوكَ أَحْسِبُهُ قَالَ بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ وَقَالَ أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِينَ دِينَارًا وَقَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِوَقِيَّةٍ أَكْثَرُ الْإِشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِي قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ.

فائدہ: یعنی اس کے طرق بہت زیادہ ہیں اور اس کا مخرج اصح ہے۔ اور یہ جو بخاری نے شرط کی روایت کو ترجیح دی ہے تو یہی ہے طریقہ محققین اہل حدیث کا۔ اس لیے کہ وہ نہیں توقف کرتے تصحیح متن سے جب کہ واقع ہوا اختلاف مگر جب کہ روایات مختلف ہوں کہ وہ شرط اضطراب کی ہے جس کے ساتھ حدیث روکی جاتی ہے اور وہ اس جگہ پائی نہیں جاتی باوجود ممکن ہونے ترجیح کے۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ جب روایات مختلف ہوں اور ہو جت بعض کے ساتھ بعض کے علاوہ تو موقوف ہے حجت پکڑنی ساتھ شرط برابر ہونے روایات کے لیکن جب بعض کے لیے ترجیح واقع ہو اس طرح سے کہ اس کے راوی شمار میں اکثر ہوں اور حفظ میں مضبوط ہوں تو متعین ہے عمل رائج کے ساتھ اس لیے کہ اضعف نہیں ہوتی مانع عمل سے اقوی کے ساتھ اور مرجوح نہیں منع کرتی تمسک کو ساتھ رائج کے اور طحاوی نے کہا کہ شرط کی روایت صحیح ہے لیکن بیع سے مراد حقیقی بیع نہیں اور اس کو قرطبی نے اس طرح سے رد کیا ہے کہ یہ محض دعویٰ ہے اور تغیر اور تحریف ہے تاویل نہیں اور اس کا قائل بعثہ وغیرہ کے الفاظ میں کیا کرے گا جو بیع میں نص ہیں اور بعض نے اس طرح سے حجت پکڑی ہے کہ اگر سوار ہونا خریدار کے مال سے ہے تو یہ بیع فاسد ہے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کے لیے شرط کی اور وہ چیز کہ خریدار اس کا مالک ہو چکا ہے اور اگر اس کے اپنے مال سے ہے تو بھی فاسد ہے

اس لیے کہ خریدار نہیں مالک ہوا منافع کا بیع کے بعد جہت بائع کی سے اور وہ ان کا مالک اس لیے ہے کہ وہ اس کے ملک میں پیدا ہوئی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ منفعت مذکور اندازہ کی گئی ہے ساتھ قدر کے بیع کی قیمت سے اور واقع ہوئی ہے بیع ساتھ اس کے جو ان کے علاوہ ہے اور نظیر اس کی یہ کہ جو کھجور کا درخت پیوند کیا ہوا بیچے اور ان کا پھل مستثنیٰ کرے اور منع تو صرف ایک مجہول چیز کا استثناء کرنا ہے بائع کے لیے اور مشتری کے لیے لیکن اگر دونوں اس کو جانتے ہوں تو کوئی مانع نہیں پس یہ قصہ بھی اس پر محمول ہے۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ شرط نفس عقد میں واقع نہیں ہوئی بلکہ سابق یا لاحق میں واقع ہوئی پس احسان کیا اس کی منفعت کے ساتھ اول جیسا کہ احسان کیا تھا اس کی گردن کے ساتھ۔ آخر میں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے غیر کے حق میں جائز ہو اور یہی وجہ قوی تر ہے میرے نزدیک اور نیز اسماعیلی نے کہا کہ اختلاف ان کا مول کے مقدار میں ضرر نہیں کرتا اس لیے کہ جس غرض کے لیے حدیث بیان کی گئی ہے وہ بیان کرنا حضرت ﷺ کی بخشش کا اور تواضع اور اپنے اصحاب پر مہربانی کا اور آپ کی دعا کی برکت کا۔ اور سوائے اس کے اور نہیں لازم آتا بعض روایات کے وہم کرنے سے مول کی مقدار میں تو بین کرنی اس کی اصل حدیث کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ جس چیز کو بخاری نے ترجیح دی ہے وہ زیادہ تر لائق ہے اور موافق ہے پس چاہیے کہ اس پر اعتماد کیا جائے اور اللہ کے ساتھ ہی ہے توفیق اور اس حدیث میں جواز ہے قیمت کے ادا کرنے کا اس شخص کے لیے کہ جو پیش کرے اپنے اسباب کو بیع کے لیے اور قیمت کم کرنا بیع میں قبل استقرار عقد کے اور ابتداء کرنا مشتری کا قیمت کے ذکر کے ساتھ اور یہ کہ قبض نہیں ہے شرط بیع کی صحت میں اور یہ کہ اجابت بڑے کی لا کے قول کے ساتھ جائز ہے امر جائز میں اور حدیث بیان کرنا ساتھ عمل نیک کے قصے کو پورے طور پر لانے کے لیے تزکیہ نفس کے لیے اور ارادے فخر کے اور اس میں تلاش کرنا امام کبیر کا ہے اپنے اصحاب کے لیے اور سوال کرنا اس کا اس چیز سے کہ اترے ساتھ ان کے اور مدد کرنی ان کے ساتھ اس چیز کی کہ آسان ہو حال سے یا مال سے یا دعا سے اور حضرت ﷺ کی تواضع سے اور یہ کہ جائز ہے مارنا جانور کو اس کو چلانے کے لیے اگرچہ غیر مکلف ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ محقق ہو یہ بات کہ یہ اس سے باسبب زیادہ مشقت اور تھک جانے کے ہے۔ اور اس میں تو قیر کرنا تابع کا ہے اپنے رئیس کی اور اس میں وکیل کرنا ہے قرض کو ادا کرنے کے لیے اور تول دینے کو مشتری کو اور خریدنا ادھار اور اس میں پھیر دینا بخشش کا ہے پہلے قبض کے لیے قول جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ آپ کے لیے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اس میں جواز داخل کرنا جانوروں اور اسباب کا ہے مسجد کے صحن کی طرف اور اس کے گرد کی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ اونٹوں کا پیشاب پاک ہے اور اس میں اس پر جہت نہیں اور اس میں محافظت کرنی ہے اس چیز پر کہ اس کو تبرک ملے جابر رضی اللہ عنہ کے قول کے لیے ایک روایت میں کہ جو حضرت ﷺ نے مجھ کو قیمت سے زیادہ تھا وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا اور یہ کہ جائز ہے زیادہ دینا قیمت کا ادا کے وقت

اور تولنے کے وقت زیادہ تولنا لیکن مالک کی رضامندی سے اور یہ ازسرنو بہہ ہے یہاں تک کہ اگر رد کیا جائے اسباب ساتھ عیب کے مثلاً تو نہیں واجب ہے اس کا پھیر دینا۔ یادہ تابع ہے مول کے لیے یہاں تک کہ رد کیا جائے۔ اور اس میں فضیلت ہے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کی حظ ترک کی اور پیغمبر ﷺ کا حکم بجالایا اپنے اونٹ کے بیچنے کے ساتھ باوجود حاجت کے اس کی طرف اور اس میں معجزہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے اور جو نسبت کرنا چیز کا پہلے مالک کی طرف باعتبار ماکان کے۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے بیچ کے صحیح ہونے پر بغیر ایجاب وقبول کی تصریح کے آپ کے قول کی وجہ سے بعینہ باوقیۃ فبعته یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور کوئی صیغہ ذکر نہیں کیا اور اس میں حجت نہیں اس لیے کہ نہ ذکر کرنا عدم وقوع کو مستلزم نہیں اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ میں نے اس کو چار دینار میں لیا پس یہ ایجاب قبول ہے پس استدلال کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کنایت کرنے پر عقود میں کنایت کے صیغوں سے۔ (فتح) اور یہ سب مسئلے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طرق میں موجود ہیں جیسا کہ ان کی تفصیل فتح الباری میں موجود ہے۔

تمام معاملوں میں شرط کرنے کا بیان۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَعَامَلَةِ.

فائدہ: یعنی مزارعت وغیرہ میں۔

۲۵۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت بانٹ دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا تو مہاجرین نے کہا کہ کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت فقط تم ہی کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تمہارے میووں میں شریک ہوں گے تو انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

۲۵۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْسِمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلِ قَالَ لَا فَقَالَ تَكْفُونَا الْمَتُونَةَ وَنَشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

فائدہ: اور یہ شرط لغوی ہے اور اعتبار کیا ہے اس کو شارع نے پس شرعی ہوئی اس لیے کہ اصل اس کی یہ ہے کہ اگر تم ہم سے کفایت کرو گے تو ہم تمہارے درمیان تقسیم کریں گے۔ (فتح)

۲۵۱۹۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کی زمین اور باغ یہود خیبر کو دیئے اس شرط پر کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کے لیے آدھا اس چیز کا ہے کہ اس سے پیدا ہو۔

۲۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ

أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا
يَخْرُجُ مِنْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے۔ (نخ)

بیان ہے شرطوں کا مہر میں وقت باندھنے نکاح کے۔ یعنی
اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی قطع کرنا حقوق کا نزدیک
وفا کرنے شرطوں کے ہے اور تیرے لیے وہ چیز ہے کہ
تو نے شرط کی یعنی جو آپس میں شرط ٹھہر چکی ہو اس کے
موافق مطالبہ کرنا حق کا لازم ہوتا ہے یعنی اور مسور نے
کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ اپنے داماد کو ذکر
کیا اور داماد دامادی کے معاملے میں اس کی تعریف کی پس
اچھی طرح سے تعریف کی فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات
کبھی تو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا سو اس کو پورا کیا۔

۲۵۲۰۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس
شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس کے سبب سے تم نے
عورتوں کی شرم گاہیں حلال کر لیں۔

۲۵۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللِّثِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ
عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا
اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ.

فائدہ: مراد وہ شرطیں ہیں کہ نکاح کے منافی نہ ہوں اور جو شرطیں کہ نکاح میں واجب الادا ہیں سوان میں سے اول تو
مہر ہے اور دوسری نان نفقہ تیسری حسن سلوک۔ دستور کے موافق عورت کا مہر فرض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
مہر کا ادا کرنا سب پر مقدم ہے۔ اور بعض شرطیں نکاح میں واجب الادا نہیں جیسے خاوند کا بیوی کے گھر میں رہنا اور بیوی
کو اپنے گھر میں پلانا بیوی کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کرنا پہلی بیوی کو طلاق دینا۔ اور ان سب حدیثوں کی شرح
کتاب النکاح میں آئے گی۔

مزارعت میں شرطوں کا بیان۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَزَارَعَةِ.

فائدہ: یہ باب خاص ہے اس باب سے جو ایک باب پہلے گزر چکا ہے۔

۲۵۲۱۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب انصار سے زیادہ تھے سو ہم زمین کو کرائے پر دیتے تھے تو اکثر اوقات زمین کے اس قطعے میں کھیتی نکلتی اور اس میں نہ نکلتی یعنی دونوں میں سے ایک قطعے میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو ہم کو اس سے منع کیا گیا اور نہ منع کیا گیا ہم کو چاندی کے ساتھ کرائے دینے سے یعنی دینار اور درہم سے۔

۲۵۲۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَظْلَةَ الزُّرَقِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا فَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَهِنَا عَنْ ذَلِكَ وَلَمْ نَنْهَ عَنِ الْوَرِقِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المزارعة میں گزر چکی ہے۔

ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز نہیں۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرُوطِ فِي

النِّكَاحِ.

۲۵۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو اور نہ بخشش کرو یعنی اگر لینے کی غرض نہ ہو تو زیادہ مول نہ لگاؤ اور نہ زیادہ مول لگائے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر یعنی بائع اور مشتری دونوں ایک قیمت پر راضی ہو گئے ہوں تو اس پر زیادہ مول لگا کر آپ نہ خریدیں اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ تاکہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے۔

۲۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَايَدٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَحْطَبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخِيهَا لِيَسْتَكْفِيَ إِثْلَاهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر نکاح میں پہلی عورت کی طلاق کی شرط ہو تو یہ شرط درست نہیں۔

شرطوں کا بیان جو حدود میں جائز نہیں۔

بَابُ الشَّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي

الْحُدُودِ.

۲۵۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ حکم کریں آپ میرے لیے ساتھ کتاب اللہ کے تو دوسرے جھگڑنے

۲۵۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا

والے نے کہا اور وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا ہاں حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور مجھ کو اجازت ہو تو یہ قصہ بیان کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی اور مجھ کو خبر ہوئی کہ میرے بیٹے پر لازم ہے سنگسار کرنا تو بدلہ دیا میں نے اس سے ساتھ سو بکری اور ایک لونڈی کے پھر میں نے عالموں سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ حکم کروں گا کہ لونڈی اور بکریاں تجھ پر پھر آئیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اے انیس صبح کو اس کی عورت کے پاس جا پس اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر تو وہ صبح کو اس عورت کے پاس گیا تو عورت نے زنا کا اقرار کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْشِدُكَ اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْخَصَمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَأَقْضِي بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذْنُ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَأَفْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ الْوَلِيدَةِ وَالنَّعْمَ رَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ اغْدُ يَا أَيُّسُّ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَأَرْجُمُهَا قَالَ فَعَدَا عَلَيْهَا فَأَعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط کہ واقع ہو حد کے دور کرنے میں اللہ کی حدوں میں سے تو وہ باطل ہے۔ اور جو صلح کہ اس میں واقع ہو وہ مردود ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ.

مکاتب کی شرطوں سے کیا شرط جائز ہے جب کہ راضی ہو ساتھ بیع کے اس شرط پر کہ آزاد کیا جائے۔

۲۵۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور حالانکہ وہ مکاتب تھی تو اس نے کہا کہ اے ام المؤمنین

۲۵۲۴۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنِ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مجھ کو خرید لے کہ میرے مالک مجھ کو بیچتے ہیں اور مجھ کو آزاد کر
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے مالک مجھ
کو انہیں بیچتے یہاں تک کہ میرے دلا کی شرط کریں عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں سو حضرت رضی اللہ عنہا نے یہ
بات سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا حال ہے
بریرہ کا اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چاہیے کہ شرط کرے جو
چاہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور
اس کے مالکوں نے اس کی آزادی کے حق کی شرط کی تو
حضرت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد
کرے اگرچہ سو شرط کرے۔

دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
دَخَلْتُ عَلَى بَرِيرَةَ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ يَا
أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرَيْتِي فَإِنَّ أَهْلِي يَبْعُونِي
فَأَعْتِقْنِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ أَهْلِي لَا
يَبْعُونَنِي عَنِّي يَخْتَرُطُوا وَلَا يَنْتِي قَالَتْ لَا
حَاجَةَ لِي فِيكَ فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَّغَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ
بَرِيرَةَ فَقَالَ اشْتَرَيْتَهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَلَيْسَتْ تُرْطُوا
مَا شَأْنُهَا قَالَتْ فَاشْتَرَيْتَهَا فَأَعْتَقْتُهَا
وَاشْتَرَطْتُ أَهْلَهَا وَلَا نَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنْ
اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حق میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الطَّلَاقِ وَقَالَ ابْنُ
الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ وَ عَطَاءٌ إِنْ بَدَأَ
بِالطَّلَاقِ أَوْ آخَرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهِ.

طلاق میں شرط کرنے کا بیان یعنی طلاق کے معلق کرنے
میں۔ یعنی اور ابن مسیب اور حسن اور عطاء نے کہا کہ اگر
طلاق کو شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے یعنی کہے اَنْتِ
طَالِقٌ إِنْ دَخَلْتَ الدَّارَ يَا كَيْسُ کہ اِنْ دَخَلْتَ الدَّارَ
فَأَنْتِ طَالِقٌ تو وہ لائق تر ہے ساتھ رعایت شرط اپنی کے۔

فائدہ: یعنی بولنے میں طلاق کو خواہ شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے ہر صورت میں طلاق ہو جاتی ہے شرط کے
پائے جانے کے بعد۔

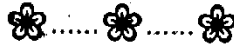
۲۵۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت رضی اللہ عنہ
نے سودا گروں کو آگے بڑھ کر ملنے سے اور یہ کہ خریدے مقیم
جنگلی کے لیے اور یہ کہ شرط کرے عورت طلاق کی اپنی بہن کی
اور یہ کہ بیع کرے مرد اپنے بھائی کی بیع پر اور منع فرمایا بخش
سے اور جانوروں کے تھنوں میں دودھ بند کرنے سے۔

۲۵۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
التَّلْقِيِ وَأَنْ يَتَعَاقَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ وَأَنْ

تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَسْتَأْمَرَ
الرَّجُلُ عَلَى سَوَمِ أُخِيهِ وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ
وَعَنِ التَّضَرِّيَةِ. تَابَعَهُ مُعَاذُ وَعَبْدُ الصَّمَدِ
عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ نَهَى
وَقَالَ آدَمُ نَهَيْنَا وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ
مِنْهَالٍ نَهَى.

فائدہ: ان سب احکام کی شرح اپنی اپنی جگہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کی اس لیے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر یہ شرط کرے اور وہ طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اس لیے کہ اگر واقع نہ ہوئی تو نہی کے کوئی معنی نہ تھے۔ اور اس کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہ خریدے مقيم اعرابی کے لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی دیہاتی چیز خریدنے کے لیے بازار میں آئے تو مقيم اس کے لیے وکیل نہ بنے تاکہ بازار والے نفع سے محروم نہ رہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے یہ کہ اس کی خیر خواہی اور اس کو مشورہ دے۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کا تمام ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

- 3 باب ہے بیع قیمت کرنے چیزوں کے درمیان شریکوں کے ساتھ قیمت انصاف کے ❀
- 4 قسمت میں قرعہ ڈالنے کا بیان ❀
- 5 باب ہے بیان شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کے ❀
- 7 زمینوں وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان ❀
- 7 جب تقسیم کر لیں آپس میں شریک گھروں وغیرہ کو تو نہیں ہے واسطے ان کے رجوع اور نہ شفعہ ❀
- 7 جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی اور اس چیز میں کہ اس میں بیع صرف ہوتی ہے ❀
- 9 جائز ہے مسلمانوں کو شریک ہونا ساتھ ذی اور مشرکین کے زراعت میں ❀
- 9 بکریوں کا بائٹا اور ان میں انصاف کرنا ❀
- 10 اناج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان ❀
- 11 غلام میں شریک ہونے کا بیان ❀
- 12 شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹوں میں ❀
- 14 جو قسمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے ❀
- 15 باب ہے بیع بیان گروی کرنے کے وطن میں اور بیان اس آیت کا کہ اگر تم سفر میں ❀
- 16 زرہ کے گروی رکھنے کا بیان ❀
- 17 ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا بیان ❀
- 18 جو چیز کہ گروی ہو جائز ہے سواری کرنی اس کی اور دودھ دوہنا اس کا ❀
- 21 یہود وغیرہ کے نزدیک گروی رکھنے کا بیان ❀

کتاب ہے بیع بیان آزاد کرنے غلام کے

- 24 باب ہے بیع بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اس کے ❀
- 25 آزاد کرنے کے واسطے کون غلام بہتر ہے؟ ❀

- 27 مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیوں کے
- 28 مشترک غلام اور لونڈی آزاد کرنے کا بیان
- 34 جب کوئی اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو
- 39 بھول چوک آزاد کرنے میں اور طلاق دینے میں
- 41 جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے
- 42 باب ہے ام الولد کے بیان میں
- 46 باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے بیان میں
- 47 باب ہے بیچ بیان بیچنے والا کے اور ہبہ کرنے اس کے میں
- 48 جب مرد کا بھائی یا چچا قیدی مشرک ہو تو کیا فدیہ دے کر چھڑانے سے آزاد ہو جاتا ہے
- 49 مشترک غلام کے آزاد کرنے کے بیان میں
- 50 عربی غلام کے ہبہ اور بیچنے اور جماع وغیرہ کے جواز کے بیان میں
- 55 باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو سبق سکھائے اور علم پڑھائے
- 57 غلام جب اللہ کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مولیٰ کی خیر خواہی کرے
- 60 اپنے آپ کو غلام پر بہت بڑا جانتا مکروہ ہے
- 65 جب اس کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لائے
- 65 غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں یعنی لازم ہے اس کو حفاظت اس کی
- 66 جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے

کتاب ۱۱ مکاتب کے بیان میں

- 69 باب ہے بیان میں مکاتب کے
- 72 جائز ہے شرط کرنا مکاتب کرنا جو شرط کتاب اللہ میں نہیں
- 74 مدد لینی مکاتب کی اور مدد لینا اس کا لوگوں سے
- 80 جائز ہے بیچنا مکاتب کا جب راضی ہو
- 82 جب مکاتب کہے کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے تو جائز ہے

کتاب ہے ہبہ کے بیان میں

- 85 تھوڑے ہبہ کا بیان ❀
- 86 باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے یاروں سے کئی چیز ہبہ چاہے ❀
- 88 باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے ❀
- 89 باب ہے بیان میں قبول کرنے ہدیہ شکار کے ❀
- 90 باب ہے بیان کرنے میں قبول کرنے ہدیہ کے ❀
- 93 اپنے یار کی طرف تحفہ بھیجے اور قصد کرے باری بعض بیویوں اس کی کے سوائے بعض کے ❀
- 97 بیان ہے اس چیز کا کہ نہیں روکی جاتی ہدیہ سے ❀
- 98 جو ہبہ غائب کو جائز رکھتا ہے ❀
- 98 ہبہ کا بدلہ دینا ❀
- 99 بیان میں ہبہ کرنے کے لیے اپنی اولاد کے ❀
- 105 ہبہ میں گواہ کرنے کا بیان ❀
- 105 ہبہ کرنا مرد کا اپنی بیوی کا اور ہبہ کرنا بیوی کا اپنے خاوند کو ❀
- 107 ہبہ کرنا عورت کا اپنے خاوند کے غیر کے لیے۔ اور آزاد کرنا اس کا جب بیوقوف نہ ہو ❀
- 110 ہدیہ کس سے شروع کیا جائے جب کئی مستحق ہوں؟ ❀
- 110 باب جو نہیں قبول کرتا صدقے کو علت کی وجہ سے ❀
- 112 جب کوئی چیز بخشے یا وعدہ کرے ہبہ کا پھر مر جائے پہلے اس کے کہ پہنچے وہ چیز طرف مہوب لہ کو ❀
- 114 کس طرح قبض کیا جائے غلام اور متاع کو؟ ❀
- 115 اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا اس کو قبض کرے اور نہ کہے کہ میں نے قبول کی؟ ❀
- 116 جب کوئی مرد اپنا قرض بخش دے اس کو جس پر اس کا قرض ہو ❀
- 118 باب ہے بیان میں ہبہ کرنے ایک شخص کے جماعت کے لیے ❀
- 119 باب ہے بیان میں ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور غیر مقسومہ کے ❀
- جب کسی کو ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس اس کے ہم نشین ہوں تو زیادہ حقدار ہے ساتھ اس کے ❀
- 122 ان سے وہ ❀
- 124 جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اس پر سوار ہو تو وہ جائز ہے ❀

- 124 باب ہے بیان میں ہدیہ دینے اس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا ❀
- 126 مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا ❀
- 129 مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان ❀
- 131 نہیں حلال ہے کسی کو کہ اپنے بہہ اور صدقہ میں رجوع کرے ❀
- 134 بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ عمرے اور رقبے کے ❀
- 137 گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ مانگنے کے بیان میں ❀
- 138 شادی نکاح کے وقت دلہن کے لیے کپڑا مانگنا ❀
- 138 دووہار جانور کو دودھ پینے کے لیے دینا اور اس کی فضیلت کے بیان ❀
- 142 جب کوئی کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم ٹھہرائی بنا عرف کی تو یہ جائز ہے ❀
- 143 جب کسی کو اللہ کے راہ میں چرنے کے لیے گھوڑا دے تو وہ مانند عمری کی طرح ہے ❀

کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

- 144 باب ہے اس بیان میں کہ گواہ مدعی پر ہیں ❀
- 145 جب ایک مرد دوسرے مرد کو تعدیل کرے ❀
- 147 چھپنے والی کی شہادت کے بیان میں ❀
- جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہیں کہ اس کو ہم نہیں جانتے تو حکم کیا جائے ساتھ ❀
- 149 شہادت کے ❀
- 150 عادل مرد کی گواہی کے بیان میں ❀
- 151 کتنے آدمیوں کی تعدیل جائز ہے؟ ❀
- 152 نسبوں اور رضاع کی گواہی کے بیان میں ❀
- 155 زنا کی تہمت لگانے والی کی گواہی کے بیان میں ❀
- 159 نہ گواہ ہو ظلم کی شہادت پر ❀
- 162 جھوٹی گواہی کے بیان میں ❀
- 164 اندھے کی گواہی کے بیان میں ❀
- 168 عورتوں کی گواہی کے بیان میں ❀
- 169 لونڈیوں اور غلاموں کی گواہی کے بیان میں ❀

- 170 دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کے بیان میں ❀
- 171 بعض عورتوں کا بعض کو تعدیل کرنا ❀
- 179 جب ایک مرد دوسرے مرد کا تزکیہ کرے تو اس کو کفایت کرتا ہے ❀
- 181 تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور سچی بات کہے ❀
- 182 لڑکوں کا والد ہونا اور ان کی گواہی کا بیان ❀
- 185 سوال حاکم کا مدعی سے کہ کیا تیرے گواہ ہیں مدعی علیہ کے قسم دینے سے پہلے ❀
- 191 جب کوئی دعویٰ کرے یا کسی کو تہمت دے تو اس کو جائز ہے گواہ تلاش کرنا ❀
- 192 قسم کھائے مدعی علیہ جس جگہ کہ اس پر قسم واجب ہو اور نہ پھیرا جائے دوسری جگہ ❀
- 194 جب ایک قوم قسم میں جلدی کرے ❀
- 194 اس آیت کے بیان میں جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں اور تھوڑا مال لیتے ہیں ❀
- 195 کس طرح قسم لی جائے جب کسی پر قسم لازم ہو ❀
- 197 جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے ❀
- 198 اس شخص کے بیان میں جو وعدہ کرنے کا حکم کرتا ہے ❀
- 201 نہ سوال کئے جائیں مشرکین وغیرہ سے ❀
- 203 مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنے کا بیان ❀

کتاب ہے صلح کے بیان میں

- 208 لوگوں کے درمیان صلح کرنے کے بیان میں ❀
- 210 وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کروائے ❀
- 211 کہنا امام کا اپنے یاروں کو کہ ہم کو لے چلو ہم صلح کروائیں ❀
- 212 جب ناحق پر صلح کرے تو وہ مردود ہیں ❀
- 214 صلح نامہ کس طرح لکھا جائے؟ ❀
- 217 کافروں کے ساتھ صلح کرنے کے بیان میں ❀
- 219 دیت میں صلح کرنے کا بیان ❀
- 219 حسن بن علی کے حق میں حضرت عائشہ کے قول کے بیان میں ❀
- 221 کیا امام صلح کا اشارہ کرے؟ ❀

- 223 لوگوں کے درمیان صلح اور انصاف کرنے کی فضیلت کے بیان میں ❀
- 223 جب امام اشارہ کرے صلح کا دو جھگڑنے والوں کے درمیان اور جس پر حق ہو وہ نہ مانے ❀
- 224 دو قرض خواہوں کے درمیان صلح کرنے کے بیان میں ❀
- 226 قرض میں صلح کرنی موجود چیز کے ساتھ ❀

کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

- 227 اسلام میں جائز ہے بیع و شراء میں کرنا شرط کا ❀
- 229 جب بیوند کی ہوئی کجھور بیچے اور خریدار سے میوے کی شرط نہ کرے تو اس کا میوہ بیچنے والے کا ہے ❀
- 229 بیع میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 230 جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپائے کی سواری کی شرط کرے تو جائز ہے ❀
- 234 تمام معاملوں میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 235 نکاح کے وقت مہر میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 235 مزارعت میں شرطوں کا بیان ❀
- 236 ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز ہیں ❀
- 236 ان شرطوں کا بیان جو حدوں میں جائز نہیں ❀
- 237 مکاتب کی شرطوں سے کیا شرط جائز ہے جبکہ راضی ہو ساتھ بیع کے ❀
- 238 طلاق میں شرط کرنے کے بیان میں ❀



فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكُوْفِيِّ

اور ترجمہ

فتح البای

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۱

تقدیم

فہم محمد اسماعیل سید آبادی

تصدیر

فہم محمد اسماعیل الخطیب

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی

حافظ پلازہ منجھلی منڈی

نیو آرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صاحب الحدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ الشَّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ
فائدہ: یعنی فقہ زبان سے شرط کرنا بغیر گواہ کرنے اور لکھنے کے۔

۲۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ يَزِيدُ أَخَذَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتْ الْأُولَى نِسْيَانًا وَالْوُسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تَوَاحِدُنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ﴾ ﴿فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ﴾ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلَكٌ۔

۲۵۲۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب نے اس نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کہا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول نے پس ذکر کی تمام حدیث۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا نہ میں نے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ٹھہرنے سکے گا پس پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور پانی اس میں ایک دیوار کہ گرتا چاہتی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَرَأَاهُم مَلَكٌ کی جگہ أَمَامَهُمْ مَلَكٌ پڑھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث خضر علیہ السلام کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر اور اشارہ کیا ساتھ شرط کے طرف قول موسیٰ علیہ السلام کی اگر تجھ سے کوئی چیز پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور نہ دونوں نے اس کو نکھا اور نہ کسی کو گواہ بنایا اور اس میں عمل کرنے پر دلالت ہے مقتضی اس چیز کے کہ اس پر شرط دلالت کرتی ہے پس تحقیق

خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا جب کہ اس نے خلاف شرط کیا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس پر انکار نہ کیا۔

ولا میں شرط کرنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الْوَلَاءِ.

۲۵۲۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نواذیوں پر مکاتبت کی کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سود و کمیری تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر وہ چاہیں کہ میں ان کو سب اوقیہ ایک بار گن دوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو تو کروں۔ تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا جو کچھ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا تو انہوں نے اس پر انکار کیا تو وہ ان کے پاس سے آئی اور حضرت ﷺ بیٹھے تھے اس نے کہا کہ میں نے یہ بات ان سے پیش کی تھی پھر انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق آزادی کا ان کے لیے ہو تو حضرت ﷺ نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جو آزاد کرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو ایسی شرطیں کریں کہ جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا حکم لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور شرط اللہ کی مضبوط تر ہے اور وہ حکم اللہ کا یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

۲۵۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَوْقِيَةً فَأَعِينَنِي فَقَالَتْ إِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَعْدَهَا لَهُمْ وَيَكُونُوا وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَذِيهَا وَاشْعِرْطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلْتُ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْعِرْطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: یہ حدیث حق کے آخر میں گذر چکی ہے۔

جب مزارعت میں مالک یہ شرط کرے کہ جب میں چاہوں گا تجھ کو زمین سے نکال دوں گا۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمَزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ.

فائدہ: یعنی کوئی مدت معین نہ کرے تو جائز ہے۔

۲۵۲۸۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر والوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے ان کے مالوں پر معاملہ کیا تھا یعنی ان کی زمینیں اور باغات انہی کو دے دیئے تھے کہ وہ ان میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو ادھ ہو ادھا بانٹ لیں گے اور فرمایا تھا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا اور تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے مال کی طرف وہاں نکلا تو رات کو اس پر ظلم ہوا یعنی یہود نے اس کو مارا یا گھر کے اوپر سے گرایا سو ان کے ہاتھ پاؤں پہنچوں سے ٹوٹ گئے اور ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں وہ ہمارے دشمن ہیں اور انہیں کو ہم تہمت کرتے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کو اپنے وطن سے نکال دوں۔ تو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے جلاوطن کرنے کا قصد کیا تو ابن ابی حقیق (یہود کے ایک قبیلے کا نام ہے) کا ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا تو ہم کو وطن سے نکالتا ہے اور حالانکہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے اور ہم سے اپنے مالوں پر معاملہ کیا اور ہمارے لیے یہ شرط کی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے گمان کیا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گیا ہوں کہ آپ نے تجھ سے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا جس وقت تو خیبر سے نکلا جائے گا تیری اونٹنی تجھ کو لے دوڑے گی رات کو بعد رات کے یعنی ایک وقت تجھ پر ایسا آئے گا کہ راتوں رات یہاں سے نکل جائے گا یعنی

۲۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَسَّانَ الْكِنَانِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فَدَعَ أَهْلَ خَيْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامِلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نَفَرُكُمْ مَا أَقْرَكُمْ اللَّهُ وَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدَى عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفَدِغَتْ يَدَاهُ وَرَجَلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ هُمْ عَدُونَا وَتُهُمَّتْنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَالَهُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحَقِيقِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقْرَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ أَطْنَنْتُ أَيْ نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بَكَ إِذَا أَخْرَجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قُلُوبُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هَذِهِ هَزْبَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ فَاجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَابِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ

وَعَبِيدُ اللَّهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَرَهُ.

حضرت ﷺ نے اس حدیث میں تمہارے نکالنے کا اشارہ کیا ہے تو یہودی نے کہا کہ ابو القاسم یعنی حضرت ﷺ نے یہ کلام ٹھٹھے کے راہ سے کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نکال دیا اور ان کے حصے کے میوے کی ان کو قیمت دی نقد سے اور اونٹوں سے اور اسباب سے یعنی پالان اور رسیوں وغیرہ سے یعنی ان کو میووں کی قیمت کچھ نقد مال سے دی اور کچھ اونٹ وغیرہ اسباب دیا۔

فائدہ: اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے اس ترجمہ کو مختصر اور باب باندھا ہے حدیث باب کے لیے۔ مزارعت میں زیادہ تراویح اس سے پس کہا کہ جب زمین کا مالک کہے کہ میں قائم رکھوں گا تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور کسی مدت معین کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور روایت کی اس جگہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہود خیبر کے قصبے کے بارے میں اس لفظ کے ساتھ کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں۔ اور اس جگہ میں اس حدیث کو اس لفظ سے وارد کیا کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ تم کو اللہ برقرار رکھے گا پس لایا گیا ہر ترجمہ میں لفظ متن کو جو دوسری روایت میں ہے اور ایک روایت نے دوسری کی مراد بیان کی اور یہ کہ حضرت ﷺ کے قول مَا أَقَرُّكُمْ اللَّهُ سے مراد یہ کہ جب تک کہ مقدر کیا ہے اللہ نے یہ کہ چھوڑ دیں ہم تم کو اس میں پس جب چاہیں ہم پس نکالیں ہم تم کو۔ تو معلوم ہوا کہ مقدر کیا ہے اللہ نے نکالنا تمہارا اور تحقیق پہلے گذر چکی ہے استدلال کی توجیہ اس کے ساتھ جواز مخارہ پر۔ اور اس حدیث میں ہے جائز ہونا مساقات کا مالک کے لیے بغیر مدت معین کے اور جو اس کو جائز نہیں رکھتا وہ جواب دیتا ہے کہ مدت اس میں مذکور تھی لیکن منقول نہیں ہوئی یا مذکور نہیں ہوئی لیکن معین کی گئی ہر سال ساتھ اتنے کے یا خیبر والے مسلمانوں کے غلام ہو گئے تھے اور سردار کا معاملہ اپنے غلام کے ساتھ اس میں نہیں شرط لگائی جاتی وہ کہ جو اجنبی میں لگائی جاتی ہے اور اس حدیث میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عداوت ظاہر کرتی ہے مطالبہ قصور کے ساتھ جیسا کہ مطالبہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہود سے اپنے بیٹے کے ہاتھ پاؤں توڑنے کی وجہ سے اور اس کو ترجیح دی اس طرح سے کہ کہا کہ ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں پس معلوم کیا مطالبہ کو ساتھ شاید عداوت کے اور قصاص ان سے اس لیے طلب نہ کیا کہ جس حال میں اس کے ہاتھ پاؤں توڑے گئے اس وقت وہ سویا ہوا تھا سو اس نے مارنے والوں کو نہ پہچانا کہ وہ کون کون تھا۔ عہد یہ کہ حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال حقیقت پر محمول ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی مراد ہیں یہاں تک کہ مجاز کی دلیل قائم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو یہود کو خیبر سے نکالا تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تھے لیکن یہ نہیں تقاضہ کرتا سب کے حصر ہونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے نکالنے میں اور تحقیق واقع ہوئی ہیں میرے لیے اس کے بارے میں دو علتیں اور ایک یہ ہے جس کو روایت کیا زہری نے عبید اللہ بن عبداللہ سے کہ ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہما یہاں تک کہ اس نے حضرت رضی اللہ عنہ سے ثبوت پایا یہ کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ جمع ہوں گے عرب کے جزیرے میں دو دین اور فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ سے جس کے پاس عہد ہے تو چاہیے کہ اس کو لائے کہ میں اس کو اس کے لیے جاری کروں نہیں تو میں جلاوطن کرنے والا ہوں پس جلاوطن کیا ان کو۔ روایت کی یہ حدیث ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور دوسری عمر بن شہبہ نے مدینے کی اخبار میں روایت کیا عثمان بن محمد کے طریق سے کہ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں خادم بہت ہوئے اور انہوں نے زمین میں محنت کرنے پر قوت پائی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو وطن سے نکال دیا۔ اور احتمال ہے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے جزو علت ہے ان کے نکال دینے کے۔ (فتح)

بَابُ الشَّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ
مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشَّرُوطِ.
باب ہے بیچ بیان شرطوں کے جہاد میں اور صلح کرنے میں
ساتھ کافروں لڑنے والوں میں اور لکھنا شرطوں کا ساتھ
لوگوں کے قول سے۔

فائدہ: ترجمہ میں اس آخری زیادتی کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ مستقل ترجمہ میں پہلے گزر چکی ہے مگر یہ کہ
حاصل کیا جائے پہلا ترجمہ صرف اشتراط بالقول پر اور یہ اوپر اشتراط کے قول اور فعل دونوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۲۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي
الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ
الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلَّ
وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ قَالَا خَرَجَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ
الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدَ
بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقَرِيشٍ طَلِيعَةً
فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ قَوْلَ اللَّهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ
خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَأَنْطَلَقَ

۲۵۲۹۔ مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حضرت رضی اللہ عنہما حدیبیہ (ایک گاؤں کا نام ہے قریب مکہ کے اور
اکثر اس کا حرم میں ہے یا کنوئیں کا نام ہے پھر وہ مکان اس
کے نام سے مشہور ہوا) کے سال لٹکے (یعنی عمرے کی نیت
سے آپ کی لڑائی کی نیت نہ تھی) یہاں تک کہ بعض راہ میں
تھے تو حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خالد بن ولید قریش کے دو سو
سواروں کو لے کر غمیم (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکہ اور
مدینے کے) میں آ کر روکے کھڑا ہے سو تم دائیں طرف کی راہ
لو یعنی جس راہ میں خالد اور اس کے ساتھی ہیں پس قسم ہے اللہ
کی نہ معلوم کیا ان کو خالد نے یہاں تک کہ جب لشکر کے غبار
ان کو پہنچے تو چلا خالد دوڑتا ہوا اس حال میں کہ قریش کو ڈرانے

والا تھا ساتھ آمد حضرت ﷺ کے اور حضرت ﷺ چلے (اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ لے نکلے ہم کو ایک راہ سے سوائے اس راہ کے کہ وہ اس میں ہیں تو اسلم کا ایک مردان کو ایک راہ مشکل سے لے کر چلا تو وہ اس سے نکلے بعد اس کے کہ دشوار ہوا اور ایک نرم زمین میں پہنچے) یہاں تک کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جس طرف سے کہ لوگ کے والوں پر اترتے ہیں تو آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ بیٹھ گئی تو لوگوں نے کہا کہ حل حل (اونٹ کے اٹھانے کے لیے یہ کلمہ بولتے ہیں) سو اس نے اس جگہ کو لازم پکڑا اور نہ اٹھی تو لوگوں نے کہا کہ اڑکی قصوانی (نام حضرت ﷺ کی اونٹنی کا تھا) تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اڑکی قصوانی اور یہ اس کی عادت نہیں لیکن اس کو روکا ہے ہاتھی کے بند کرنے والے نے یعنی اللہ نے کہ اس نے اصحاب فیل کو کئے سے روکا تھا پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ کئے والے نہ مانگیں گے مجھ سے کوئی کام جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم کریں یعنی حرم مکہ میں لڑائی ترک کرنے سے مگر کہ میں ان کو دوں گا یعنی اس صلح میں جو کچھ قریش مجھ سے حرم کی تعظیم کی بابت طلب کریں گے میں اس کو قبول کروں گا پھر حضرت ﷺ نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر اہل مکہ سے ایک طرف ہوئے یعنی ان کی راہ سے اور متوجہ ہوئے اور طرف یہاں تک کہ حدیبیہ کی پرلی طرف میں اترے ایک جگہ پر کہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا تو لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے سو نہ ٹھہرنے دیا لوگوں نے پانی کو یہاں تک کہ اس کو کھینچ ڈالا یعنی اس میں کچھ پانی باقی نہ رہا اور حضرت ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت ہوئی تو حضرت ﷺ

يَرْكُضُ نَدِيرًا لِّقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشَّيْثَةِ النَّبِيُّ يَهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتٌ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَالْحَتُ فَقَالُوا خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقِي وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعْظَمُونَ فِيهَا حُرْمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ رَجَرَهَا فَوَثَّتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَمِدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ وَشَكَّيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشَ فَاَنْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِسَابِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجِيئُ لَهُمْ بِالرِّبِيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ وَكَانُوا غَيْبَةً نَصَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَّةِ وَمَعَهُمُ الْعُودُ الْمَطَافِيلُ وَهُمْ مُقَابِلُوكَ وَصَادُوكَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اصحاب کو حکم کیا کہ تیر کو پانی میں رکھ دیں سو قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا جوش مارتا ان کے لیے پانی ساتھ سیرابی کے یعنی ساتھ پانی کے کہ سیراب کرے ان کو یہاں تک کہ لوگ پانی سے پھرے یعنی اور وہاں پانی باقی تھا پس وہ اس طرح تھے کہ اچانک بدیل بن ورقہ اپنی قوم خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور وہ اہل تہامہ سے تھا (یعنی مکہ اور اس کے گرد کے لوگوں سے تھا) حضرت ﷺ کے خیر خواہ اور بھید چھپانے کی جگہ تھی تو اس نے کہا کہ چھوڑا میں نے کعب بن لؤئی اور عامر بن لؤئی کو کہ حدیبیہ کے جاری پانیوں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹیاں ہیں یعنی وہ اپنے ساتھ دودھ والی اونٹیاں لے آئیں ہیں تاکہ ان کے دودھ سے توشہ پکڑیں تو نہ پھریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو روکیں یا مراد ساتھ ان کے جو روادار بچے ہیں (یعنی وہ اپنے بیوی اور بچوں کو ساتھ اپنے لے آئے ہیں طول قیام کے ارادے کی وجہ سے) اور وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو خانے کعبے سے روکنے والے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم کسی سے لڑنے کو نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے کو آئے اور بے شک قریش کو لڑائی نے ست کر ڈالا اور ان کو ضرر پہنچایا سو اگر وہ صلح چاہیں تو میں ان کے لیے کچھ مدت مقرر کروں کہ اس مدت میں نہ ہم ان سے لڑیں اور نہ وہ ہم سے لڑیں اور وہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان راہ چھوڑ دیں یعنی جو لوگ کہ ان کے سوائے ہیں کفار عرب وغیرہ سے پھر اگر صلح کی مدت میں کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اور اگر میں کافروں پر غالب ہوا تو اگر قریش داخل ہونا چاہیں جس میں لوگ داخل ہوئے

وَسَلَّمَ إِنَّا لَم نَجِئْ لِقَتَالِ أَحَدٍ وَلَكِنَّا جُنَّا مُعْتَمِرِينَ وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهَكْنَهُمُ الْحَرْبُ وَأَضْرَتْ بِهِمْ فَإِنْ شَأْنُوا مَا دَدْتُهُمْ مَدَّةً وَيُخْلُوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرَ فَإِنْ شَأْنُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالِدِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَنْفَرَدَ سَالِفَتِي وَلَيُفِذَنَّ اللَّهُ أَمْرَهُ فَقَالَ بُدِيلٌ سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ قَالَ فَاَنْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا قَالَ إِنَّا قَدْ جُنَّاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سَفَهًا وَهُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَقَالَ ذُو الرِّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذًا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَامِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَهَلْ تَتَهَمُونَنِي قَالُوا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَيْ اسْتَفْرُتْ أَهْلَ عَكَاظَ فَلَمَّا بَلَغُوا عَلَى جَنَّتِكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةٌ رُشْدِي أَقْبَلُوهَا وَدَعُونِي إِلَيْهِ قَالُوا إِنَّهُ فَاتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبَدِيلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ
ذَلِكَ أَيْ مُحَمَّدٌ أَرَأَيْتَ إِنْ اسْتَأْصَلْتُ أَمْرَ
قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ
اجْتَنَحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأَخْرَاسُ فَلِإِنِّي
وَاللَّهِ لَا أَرَى وَجُوهَهَا وَإِنِّي لَا أَرَى أَوْشَابًا
مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَقْرَؤُوا وَيَدْعُوكَ فَقَالَ
لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْصُصْ بَطْنِ اللَّاتِ
أَنْحَنُ نَفْرُ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوا أَبُو
بَكْرٍ قَالَ أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدُ
كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أُجْزِكَ بِهَا لِأَجْنَبِكَ
قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ
وَالْمُغِيرَةُ بِنُ شُعْبَةَ قَائِمَةً عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السِّيفُ وَعَلَيْهِ
الْمَغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ
بِنَعْلِ السِّيفِ وَقَالَ لَهُ آخِرُ يَدِكَ عَنْ لِحْيَةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ
عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمُغِيرَةُ
بِنُ شُعْبَةَ فَقَالَ أَيْ عُذْرُ أَلَسْتُ أَسْعَى فِي
عُذْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحْبَ قَوْمًا فِي
الْجَاهِلِيَّةِ لَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ لَمْ جَاءَ
فَأَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَّا الْإِسْلَامُ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ

یعنی مسلمان ہونا چاہیں تو مسلمان ہوں اور اگر مسلمان ہونے
کا ارادہ نہ ہو تو صلح کی مدت میں انہوں نے آرام ہی پایا یعنی
لڑائی سے اور اگر قریش یہ بھی نہ مانیں گے تو قسم ہے اس
ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں
لڑا کروں گا ان سے اپنے کام پر یعنی دین پر یہاں تک کہ
میری گردن جدا ہو اور البتہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے
گا تو بدیل نے کہا کہ میں تیری بات قریش کو پہنچاؤ گا سو وہ چلا
یہاں تک کہ قریش کے پاس آیا تو ان کو کہا کہ ہم تمہارے پاس
اس مرد کے نزدیک سے آئے ہیں اور ہم نے اس سے سنا کہ
ایک بات کہتا ہے پس اگر تم چاہو کہ ہم اس کو تمہارے آگے
ظاہر کریں تو کہیں تو قریش کے بیوقوفوں نے کہا کہ ہم
کو حاجت نہیں کہ تو ہم کو اس سے کسی چیز کی خبر دے اور ان
کے عقلمندوں نے کہا کہ لا جو کچھ تو نے اس کو کہتے سنا ہے بدیل
نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے کہ ایسا ایسا کہتا تھا پس بیان
کیا اس نے جو کچھ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا تو عروہ بن
مسعود کھڑا ہوا اور کہا کہ اے قوم کیا میں تمہارا باپ نہیں انہوں
نے کہا کہ کیوں نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم میرے بیٹے نہیں
تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اس نے کہا کہ کیا تم مجھ کو تہمت
کرتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم نہیں
جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لیے بلایا تھا سو
جب وہ باز رہے تو میں اہل اور اولاد اور تابعداروں کے ساتھ
تمہارے پاس آیا انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پس اس نے
کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ نے پہلی بات تمہارے پیش کی سو
اس کو قبول کرو اور مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس آؤں تو وہ
حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا تو

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جیسا کہ بدیل کو فرمایا تھا تو عروہ نے اس وقت کہا کہ اے محمد ﷺ بھلا بتاؤ کہ اگر تو اپنی قوم کے کام کو جڑ سے اکھاڑ ڈالے گا تو کیا تو نے عرب سے کسی کو سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اپنی قوم کی جڑ اکھاڑی ہو اور اگر دوسری شق ہو یعنی قریش کو غلبہ ہو تو قسم ہے اللہ کی البتہ میں نہیں دیکھتا کئی منہ اور البتہ دیکھتا ہوں کہ آدمی مختلف قوموں کے لائق نہیں کہ بھاگ جائیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ کیا ہم حضرت ﷺ سے بھاگ جائیں گے اور اس کو چھوڑ دیں گے تو عروہ نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اس نے کہا خبردار ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر دعا بازی کے مٹانے اور اس کی بدی کے دور کرنے میں کوشش نہیں کی اور مغیرہ کفر کی حالت میں ایک قوم کے ساتھ رہا تھا پھر دھوکا دے کر ان کو قتل کیا اور ان کا مال لیا پھر آ کر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہا اسلام کو تو میں قبول کرتا ہوں اور مال کا حال یہ ہے کہ مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس کو دھوکے سے لیا تھا پھر عروہ اپنی دونوں آنکھوں سے حضرت ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا راوی نے کہا کہ قسم ہے اللہ کہ حضرت ﷺ نے کوئی کھنکار میں سے نہ ڈالا مگر کہ ان میں سے کسی مرد کے ہاتھ میں پڑا تو اس نے اس کو اپنے منہ اور بدن پر ملا اور آپ کا کوئی بال نہ گرتا تھا مگر اس کو لے لیتے تھے اور جب ان کو کوئی کام فرماتے تھے تو آپ کے کام میں جلدی کرتے تھے اور جب حضرت ﷺ وضو کرتے تھے تو قریب تھے کہ آپ کے وضو پر آپس میں لڑ مریں اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو اپنی

فِي شَيْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَنَحَّمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدُهُ وَإِذَا أَمَرُهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأُوا يَقْتَلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيُّ قَوْمٍ وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعْظِمُهُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَاللَّهِ إِنْ تَنَحَّمْ نَحَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدُهُ وَإِذَا أَمَرُهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَادُوا يَقْتَلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ دَعُونِي آتِيَهُ فَقَالُوا آتِيَهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعْظَمُونَ الْبَدَنَ

آوازیں پست کرتے ہیں اور تعظیم کے لیے آپ کی طرف تیز نظر سے نہ دیکھتے تھے تو عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا کہ اے دعا باز مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تجھ کو بدلہ نہیں دیا تو البتہ میں تجھ کو اس گالی کا جواب دیتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے لگا سوجب آپ سے بات کرتا تھا تو آپ کی داڑھی کو پکڑ لیتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ تلوار تھی اور اس کے سر پر خود تھی سوجب عروہ اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کی طرف جھکا تا تھا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نعل اس کے ہاتھ کو مارتا تھا اور اس کو کہتا تھا کہ اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے پیچھے ہٹا پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں لائق ہے مشرک کو یہ کہ ہاتھ لگائے اس کو اور تحقیق اس نے پہلی بات تمہارے پیش کی ہے پس قبول کرو اس کو تو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس جاؤں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو انہوں نے کہا کہ جا سوجب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر نمودار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور وہ اس قوم سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو قربانی کے اونٹوں کو اس کے سامنے کرو تو وہ اس کے سامنے بھیجے گئے اور آگے ہوئے اس کے لوگ تبلیہ کہتے تھے پس جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ نہیں لائق ان لوگوں کے لیے کہ خانے کعبے سے رو کے جائیں سوجب وہ اپنے یاروں کی طرف پھر آیا تو کہا کہ میں نے اونٹوں کو دیکھا کہ گلے میں ہار ڈالے گئے اور اشعار کئے گئے سو میں مناسب نہیں جانتا کہ خانے کعبے سے رو کے

فَابْعَثُوا لَهَا فَبَعَثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلْبُونَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا يَنْبَغِي لَهُوَلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ النَّبِيِّ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتُ الْبَدَنَ قَدْ قَلَدَتْ وَأَشْعِرَتْ فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ النَّبِيِّ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُونِي آتِيهِ فَقَالُوا إِنَّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِكْرَزُ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْتَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَهَّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالَ سُهَيْلٌ أَمَّا الرَّحْمَنُ فَهَلَّا اللَّهُ مَا أَذْرِي مَا هُوَ وَلَكِنْ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ وَاللَّهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ سَهْلٌ وَاللَّهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ
أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ النَّبِيِّ
وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنْ أَكْتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ كَذَبْتُمُونِي
أَكْتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ
وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةَ يُعْطَوْنَ
فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أُعْطِيَتْهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ
لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ
تُخْلُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّبِيِّ فَنُطَوِّفَ بِهِ فَقَالَ
سَهْلٌ وَاللَّهِ لَا تَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَا أُحَدِّثُ
صُفْطَةَ وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ
فَكَتَبَ فَقَالَ سَهْلٌ وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا
رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا
قَالَ الْمُسْلِمُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ كَيْفَ يَرُدُّ
إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَاهُمْ
كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلٍ بْنُ سَهْلٍ بْنُ
عَمْرِو يَرْسُفُ فِي قُبُودِهِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ
أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ
الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ سَهْلٌ هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ
مَا أَقَاصِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَقْضِ
الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللَّهِ إِذَا لَمْ أَصَالِحْكَ
عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاجْزُهُ لِي قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ

جائیں تو ایک مرد ان میں سے اٹھ کھڑا ہوا کہ اس کو مکرز
کہا جاتا تھا سو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس
جاؤں تو انہوں نے کہا کہ جا۔ سو جب وہ اصحاب کو نظر آیا تو
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے اور وہ مرد گناہگار ہے یعنی
شریہ ہے سو وہ حضرت ﷺ سے کلام کرنے لگا سو اس حالت
میں کہ وہ حضرت ﷺ سے کلام کرتا تھا کہ ناگہاں سمیل بن عمرو
آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کام آسان ہو یعنی صلح
کو آیا ہے تو سمیل نے کہا کہ لا اپنے اور ہمارے درمیان ایک
صلح نامہ لکھ تو حضرت ﷺ نے کاتب کو بلایا تو حضرت ﷺ
نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو سمیل نے کہا کہ قسم
ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ رحمن کیا ہے لیکن لکھ ساتھ نام
تیرے کی اے اللہ جیسا کہ تو پہلے لکھا کرتا تھا تو مسلمانوں نے
کہا کہ نہیں لکھیں گے ہم مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم
تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ ساتھ نام تیرے کے اے اللہ
پھر فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ اللہ کے
رسول نے۔ تو سمیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر ہم جانتے
ہوتے کہ تو رسول ہے تو تجھ کو خانے کعبے سے نہ روکتے اور نہ
تجھ سے لڑتے لیکن لکھ محمد بن عبد اللہ تو حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں البتہ اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم نے
مجھ کو جھٹلایا لکھ محمد بن عبد اللہ۔ زہری نے کہا کہ یہ قبول
کرنا حضرت ﷺ کا سمیل کے قول کو آپ کے فرمانے کی وجہ
سے تھا کہ قریش مجھ سے کوئی بات نہ طلب کریں گے جس میں
کہ اللہ کے حرم کی تعظیم کریں مگر کہ میں اس کو قبول کروں گا تو
حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے سبب سے اس کی بات کو
قبول کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں اس بات پر

قَالَ بَلَىٰ فَاَفْعَلُ قَالَ مَا اَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ
مَكْرُزٌ بَلْ قَدْ اَجْزَنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ
اَيُّ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اُرَدُّ اِلَى الْمَشْرِكِ
وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ
وَكَانَ قَدْ عَذِبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللَّهِ قَالَ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَلَسْتُ نَبِيَّ
اللَّهِ حَقًّا قَالَ بَلَىٰ قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ
وَعَدُوْنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَىٰ قُلْتُ فَلِمَ
نُعْطِي الدِّينِيَّةَ فِي دِينِنَا اِذَا قَالَ اِنِّي رَسُولُ
اللَّهِ وَلَسْتُ اَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ
اَوَلَيْسَ كُنْتَ تَحَدِّثُنَا اَنَا سَنَاتِي الْبَيْتِ
فَنُطَوِّفُ بِهِ قَالَ بَلَىٰ فَاَخْبَرْتُكَ اَنَا تَأْتِيهِ
الْعَامُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ
بِهِ قَالَ فَاتَيْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا اَبَا بَكْرٍ
اَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا قَالَ بَلَىٰ قُلْتُ
اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوْنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ
بَلَىٰ قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدِّينِيَّةَ فِي دِينِنَا اِذَا
قَالَ اِنَّهَا الرَّجُلُ اِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِي رَأْيَهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ
فَاَسْتَمْسِكُ بِعَزْرِهِ فَوَاللَّهِ اِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ
قُلْتُ اَلَيْسَ كَانَ يَحَدِّثُنَا اَنَا سَنَاتِي الْبَيْتِ
وَنُطَوِّفُ بِهِ قَالَ بَلَىٰ فَاَخْبَرَكَ اَنْكَ تَأْتِيهِ
الْعَامُ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ
قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ

صلح کرتا ہوں کہ تم ہم کو کعبہ کے جانے سے نہ روکوں ہم اس
کا طواف کریں تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ چرچا کریں
عرب کہ ہم پکڑے گئے قہر اور غلبے سے لیکن یہ آئندہ سال کو ہو
گا پس سہیل نے کہا اور اس شرط پر کہ نہ آئے ہم میں سے
تمہارے پاس کوئی اور اگرچہ تمہارے دین پر ہو مگر کہ اس کو
ہماری طرف پھیر دو تو مسلمانوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے کس
طرح پھیرا جائے گا طرف مشرکین کی اور حالانکہ مسلمان
ہو کر آیا ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں ابو
جندل رضی اللہ عنہ آیا اس حال میں کہ اپنی بیڑیوں میں چلتا تھا اور
کعبہ کی نیچے کی طرف نکلتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو
مسلمانوں کے درمیان ڈالا تو سہیل نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہ
اول اس چیز کا ہے کہ صلح کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ پھیر دے تو اس
کو طرف میری تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ ہم صلح نامہ
لکھنے سے ابھی فارغ نہیں ہوئے یہ شرط ابھی قرار نہیں پائی
تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس وقت تجھ سے کبھی کسی
چیز پر صلح نہ کروں گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی
اجازت دے کہ میں اس کو تمہاری طرف نہ پھیروں تو سہیل
نے کہا کہ میں اس کی اجازت نہ دوں گا حضرت ﷺ نے
فرمایا کیوں نہیں پس کر۔ سہیل نے کہا کہ میں نہیں کروں
گا تو مکرز نے کہا کیوں نہیں ہم نے تجھ کو اس کی اجازت دی
(لیکن اس کے قول کا اعتبار نہ ہوا) تو ابو جندل نے کہا کہ اے
گروہ مسلمانوں کے کیا میں مشرکوں کی طرف پھیرا جاؤں گا اور
حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے جو کچھ کہ میں
نے پایا اور اس کو اللہ کی راہ میں سخت مار ہوئی تھی عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ

أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَةِ الْكِتَابِ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لِأَصْحَابِهِ قُومُوا فَأَنْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ
 فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ
 ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ
 دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ
 النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَتُحِبُّ
 ذَلِكَ أَخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمَ أَحَدًا مِنْهُمْ
 كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُو حَالِقَكَ
 فَيُحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمَ أَحَدًا مِنْهُمْ
 حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ
 فَحَلَقَهُ فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَتَنْحَرُوا
 وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ
 بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا عَمًا ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ
 مُؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهَا جَرَاتٍ
 فَأَمْتَحِنُوهُنَّ- حَتَّى بَلَغَ- بَعْضُ الْكُوفَرِ﴾
 فَطَلَّقَ عَمْرُ يَوْمَيْدٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي
 الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي
 سُفْيَانَ وَالْأُخْرَى صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةٍ ثُمَّ
 رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
 الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ
 وَهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ
 فَقَالُوا الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهُ إِلَى
 الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ

کیا آپ سچے نبی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن باطل پر حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا پس اس وقت ہم اپنے دین میں خسیس حالت نہ دیں گے یعنی ہم مسلمانوں کو کافروں کے حوالے نہ کریں گے کہ اس میں ہمارے دین کا نقصان ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے کہا کہ کیا آپ ہم کو نہ کہا کرتے تھے کہ ہم خانے کعبہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں کیا میں نے تجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس سال خانے کعبہ میں آئیں گے میں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تو خانے کعبہ میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں ابوبکر کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے ابوبکر کیا یہ سچا نبی ﷺ نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا نہیں ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں تو میں نے کہا کہ ہم اس وقت بری خصلت دین میں نہ دیں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد وہ اللہ کا رسول ہے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ اس کا مددگار ہے سو اس کے حکم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ یعنی اس کی مخالفت نہ کر پس قسم ہے اللہ کی بے شک وہ حق پر ہے میں نے کہا کہ وہ ہم کو نہ کہا کرتا تھا کہ ہم خانے کعبہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے اس نے کہا کیوں نہیں پس اس نے تجھ کو خبر دی تھی کہ تو اس سال خانے کعبہ میں آئے گا میں نے کہا کہ نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو خانے کعبہ میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا

فَنَزَلُوا يَا كُلُّونَ مِنْ تَمْرِ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو
بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى
سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ جَيْدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ
فَقَالَ أَجَلُ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَجَيْدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ
ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ
فَأَمَّكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَ الْآخَرُ
حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِينَ رَأَاهُ لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهَى
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيلَ
وَاللَّهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو
بَصِيرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ وَاللَّهُ أَوْفَى اللَّهِ
ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَانِي اللَّهُ
مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْلَا أَنَّهُ مَسْعَرٌ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا
سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ
حَتَّى أَتَى سَيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَقْلِبُ مِنْهُمْ
أَبُو جَنْدَلٍ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ
فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ
إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ
عَصَابَةٌ فَوَاللَّهِ مَا يَسْمَعُونَ بَعْضُ خَرَجَتْ
لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّامِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا
فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ فَأَرْسَلَتْ
قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تُنَاصِدُهُ بِاللَّهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا أُرْسِلَ فَمَنْ أَتَاهُ

زہری نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس گفتگو کے لیے
یعنی توقف کے تدارک کے لیے کہ ابتداء میں مجھ سے حکم کے
بجالانے میں واقع ہوئی کئی نیک عمل کیے کہ وہ میرا تصور پورا ہو
راوی نے کہا کہ جب صلح نامہ کے لکھنے سے فراغت ہوئی تو
حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور
اپنی قربانی کے جانور ذبح کرو پھر اپنے سر منڈواؤ۔ راوی نے
کہا پس قسم ہے اللہ کی کہ ان میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا یہاں تک
کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین بار فرمائی سو جب ان میں
کوئی سے کھڑا نہ ہوا تو حضرت رضی اللہ عنہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے
پس ذکر کی اس کے لیے وہ چیز کہ لوگوں سے پائی یعنی نہ
بجالانے حکم کے سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے نبی اللہ کے
کیا آپ چاہتے ہو کہ سب لوگ احرام اتار ڈالیں آپ نکلیں
اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ کریں یہاں تک کہ اپنی
ہدی ذبح کریں اور اپنے نائی کو بلائیں کہ وہ آپ کا سر
مونڈے سو حضرت رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کسی سے کلام نہ
کیا یہاں تک کہ یہ کام کیا اپنی قربانی ذبح کی اپنا نائی بلایا اس نے
آپ کا سر مونڈا سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ حال دیکھا تو اٹھ
کھڑے ہوئے اور قربانی ذبح کی اور بعض بعض کا سر مونڈنے
لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض بعض کو مار ڈالے یعنی ہجوم
سے اور جلدی سے پھر حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس کئی عورتیں
مسلمان ہو کر آئیں تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان
والو جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے
یہاں تک کہ پہنچے بِعَصَمِ الْكُوفَةِ یعنی اور نہ رکھو قبضہ میں
ناموس کافر عورتوں کے یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو اور
طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنی دونوں عورتوں کو کہ

شرک میں تھیں یعنی کافر تھیں سو ایک سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور دوسری سے صفوان نے پھر حضرت رضی اللہ عنہ مدینہ کی طرف پھرے تو حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قریشی مرد ابو بصیر رضی اللہ عنہ آیا اور حالانکہ وہ مسلمان تھا تو کئے والے کافروں نے ان کی تلاش کو دمر بھیجے تو دونوں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو تم نے ہم سے کیا ہے اس کو پورا کرو تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کو دونوں کے حوالے کیا تو وہ اس کو لے نکلے یہاں تک کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو اتر کر اپنی کھجوریں کھانے لگے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک مرد کو کہا کہ قسم ہے اللہ کی اے فلاں البتہ میں گمان کرتا ہوں کہ تیری یہ تلوار بہت عمدہ ہے تو دوسرے نے اس کو میان سے کھینچا اور کہا کہ ہاں بہت عمدہ ہے میں نے اس سے بارہا تجربہ کیا ہے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو دکھا تو اس نے اس کو اس تلوار پر قدرت دی تو اس نے اس کو تلوار ماری یہاں تک کہ وہ مر گیا اور دوسرا بھاگ گیا یہاں تک کہ مدینے میں آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو جب اس کو حضرت رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا کہ بے شک اس شخص نے ڈر دیکھا سو جب وہ حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی مارا جاتا ہوں ابو بصیر رضی اللہ عنہ آیا اور کہا کہ اے نبی اللہ کے قسم ہے اللہ کی اللہ نے آپ کا دمہ پورا کیا یعنی آپ پر ان کی طرف سے کچھ عقاب نہیں اس چیز میں کہ میں نے کیا آپ نے مجھ کو ان کی طرف پھیر دیا پھر اللہ نے مجھ کو ان سے نجات دی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ماں کی کم بختی وہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا سو جب اس نے یہ بات سنی تو معلوم کیا کہ حضرت رضی اللہ عنہ اس کو کافروں

فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِطَرْفِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ. حَتَّىٰ بَلَغَ -الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يَقْرَأُوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَلَمْ يَقْرَأُوا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ «مَعْرَةٌ» الْعُرُ الْجَرْبُ «تَزِيلُوا» تَمَيَّزُوا وَحَمِيَّتِ الْقَوْمَ مَنَعَتْهُمْ حِمَايَةً وَأَحْمِيَّتِ الْحِمَى جَعَلَتْهُ حِمَى لَا يَدْخُلُ وَأَحْمِيَّتِ الْحَدِيدِ وَأَحْمِيَّتِ الرَّجُلِ إِذَا أَغْضَبَتْهُ إِحْمَاءٌ وَقَالَ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَّغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدُّوْا إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ لَا يُمْسِكُوا بَعْضُ الْكُوفَرِ أَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قَرِيبَةً بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ وَابْنَةَ جَزُولِ الْخَزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قَرِيبَةً مُعَاوِيَةَ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرَى أَبُو جَهْمٍ فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يَقْرَأُوا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ

شَيْءٌ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَقَبْتُمْ ۖ
وَالْعَقَبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُونَ إِلَى مَنْ
هَاجَرَتْ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ يُعْطَى
مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَا أَنْفَقَ
مِنْ صَدَاقٍ نِسَاءَ الْكُفَّارِ اللَّائِي هَاجَرْنَ
وَمَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ
ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيْمَانِهَا وَبَلَّغْنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرٍ بْنُ
أُسَيْدٍ الثَّقَفِيُّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا فِي الْمُدَّةِ
فَكَتَبَ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيْقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ أَبَا بَصِيرٍ فَذَكَرَ
الْحَدِيثَ.

کی طرف پھیر دیں گے تو وہ وہاں سے نکلیاں تک کہ
دریا کے کنارے آیا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکے سے بھاگا اور ابو
بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملا پھر یہ حال ہوا کہ قریش سے کوئی آدمی
مسلمان ہو کر نہ نکلتا مگر کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملتا تھا یہاں
تک کہ ان میں سے ایک گروہ جمع ہوا یعنی ستر آدمی یا کم و بیش
۔ سو قسم ہے اللہ کی کہ وہ قریش کے کسی قافلے کو نہ سنتے تھے کہ
شام کی طرف نکلا ہو مگر اس کو راہ میں روکتے تھے سوان کو
مار ڈالتے تھے اور ان کا مال لے لیتے تھے تو قریش نے کسی
کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا اس حال میں کہ قسم دیتے تھے
حضرت ﷺ کو اللہ کی اور حق قرابت کی کہ ان کے اور
حضرت ﷺ کے درمیان تھی کہ وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے
یاروں کو مدینے میں بلائیں اور جب بلا بھیجیں ان کو
حضرت ﷺ اور وہ چلے آئیں پاس آپ کے تو جو کوئی ہم میں
سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے وہ امن میں ہے
یعنی اس کو ہماری طرف نہ پھیر دے یعنی قریش اپنی شرط سے
پشیمان ہوئے اور کہا کہ آپ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو منع کریں ہم اس
شرط سے باز آئے۔ تو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پاس بلا
بھیجا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ وہ ہے جس نے روک
رکھے ہاتھ تمہارے کو ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے بچ شہر
مکے کے بعد اس کے کہ فتح دی اللہ نے ان کو ان پر یہاں تک
کہ پہنچے اس قول تک حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ یعنی جب رکھی کافروں
نے اپنے دل میں جھگڑا نادانی کی ضد اور ان کی جھگڑا اور ضد یہ تھی
کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور
نہ ہی اقرار کیا بسم اللہ کا اور ان کو کعبے کے جانے سے روکا
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو عورتیں مکے سے مسلمان

ہو کر آئیں تھیں حضرت ﷺ ان کا امتحان کرتے تھے۔ اور پہنچی ہم کو یہ خبر کہ جب اللہ نے یہ حکم اتارا کہ پھیر دیں کافروں کو جو خرچ کیا انہوں نے ان پر جنہوں نے ہجرت کی ان کی بیویوں سے تو مسلمانوں کو حکم کیا کہ نہ رکھیں قبضے میں ناموس کافر عورتوں کی یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھیں عمر بن الخطابؓ نے اپنی دو عورتوں کو طلاق دی ایک قریبہ ابی امیہ کی بیٹی کو اور دوسری جردل خزائی کی بیٹی کو سو قریبہ سے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے نکاح کیا اور دوسری سے ابو جہم نے نکاح کیا سو جب کافروں نے انکار کیا اس سے کہ اقرار کریں ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اگر جاتی رہے تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز تمہاری عورتیں کافروں کی طرف پھر تم عقوبت کرو اور عقوبت وہ ہے کہ ادا کرے مسلمان طرف اس شخص کی کہ جس کی عورت کافروں سے مسلمان ہو کر ہجرت کرے پس حکم کیا اللہ نے یہ کہ دیا جائے وہ شخص جس کی بیوی مسلمانوں سے مرتد ہو گئی جو کچھ کی اس نے خرچ کیا کافروں کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے ہجرت کی یعنی جس مسلمان کی عورت مرتد ہو کے گئی اور کافر اس کا خرچ کیا یعنی مہر نہیں پھیر دیتے تو جس کافر کی عورت مسلمان ہو کر آئی اس کا مہر تھا اس کے خاوند کو سو اس کو نہ دیں اس مسلمان کی دیں جس کی عورت چلی گئی یہ مال گروی میں رکھا اس مال کے اور ہم نہیں جانتے کہ ہجرت کرنے والی عورتوں سے کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور ہم کو خبر پہنچی کہ ابو بصیرؓ حضرت ﷺ کے پاس آیا مسلمان ہو کے ہجرت کر کے صلح کی مدت میں تو انھیں نے حضرت ﷺ کو لکھا کہ ابو بصیرؓ ان کو پھیر دیں پھر ساری حدیث بیان کی۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ اس فصل میں چھپنے کا جواز ہے کافروں کی گذرگاہ کو روکنے کے لیے اور ان کی بے خبری میں اچانک ان پر حملہ کر دینے کا۔ اور یہ کہ حاجت کی وجہ سے تہا سفر کرنا جائز ہے اور آسان راہ کو چھوڑ کر مشکل راہ پر چلنا بھی جائز ہے کسی مصلحت کی پیش نظر اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا ایک چیز پر اس چیز کے ساتھ کہ اس کی عادت سے معلوم ہوا اگرچہ جائز ہے کہ اس کا غیر اس پر عارض ہو پس جب کسی شخص سے ہفوفہ واقع ہو کہ اس کی مانند اس سے آگے معلوم نہ ہو تو نہیں نسبت کیا جاتا اس کی طرف اور رد کیا جائے اس پر جو اس سے ہو اس کی طرف اور یہ کہ جائز ہے دست اندازی کرنی غیر کے ملک میں مصلحت کے پیش نظر اس کی صریح اجازت کے بغیر جب کہ سبقت کی ہو اس سے اس چیز نے کہ اس کی رضامندی پر دلالت کرے اس لیے کہ اصحاب نے کہا حل حل تو انہوں نے اس کو بغیر اجازت کے جھڑکا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ہاتھی کے روکنے والے نے روکا ہے تو اس کا قصہ مشہور ہے اور اپنی جگہ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور اس جگہ اس کے ذکر کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ اگر اصحاب اس صورت میں سکے میں داخل ہوتے اور قریش ان کو اس سے روکتے تو البتہ ان کے درمیان لڑائی واقع ہوتی جو کبھی خون ریزی اور مال لوٹنے کی طرف پہنچاتی ہے جیسا کہ اگر فرض کیا جاتا داخل ہونا ہاتھی کا اور اس کے اصحاب کا سکے میں لیکن دونوں جگہوں میں اللہ کے علم میں گذر چکا تھا کہ ان میں سے بہت خلقت اسلام میں داخل ہوگی اور ان کی پشتوں سے لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمان ہوں گے اور جہاد کریں گے اور صلح حدیبیہ کے وقت سکے میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے تھے جو بے چارہ اور بے بس تھے مرد اور عورتوں اور لڑکوں سے سو اگر اصحاب سکے میں داخل ہوتے تو نہیں امن تھا اس سے کہ ان میں سے کئی آدمی بے قصد مارے جائیں جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف اللہ نے ولولہ رجال مومنون۔۔ الایۃ اور مہلب نے کہا اللہ کو حابس الفیل کہنا جائز نہیں پس کہا مراد یہ ہے کہ اس کو اللہ کے حکم نے روکا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ کے حق میں اس کا بولنا جائز ہے پس کہا جاتا ہے حبسہا اللہ حابس الفیل یعنی روکا اس کو اللہ ہاتھی کے روکنے والے نے اور سوائے اس کے نہیں جو چیز کہ ممکن ہے کہ منع کیا جائے اس سے نام رکھنا اس کا ساتھ حابس الفیل کے اور مانند اس کی اسی طرح جواب دیا ہے ابن مزیر نے اور یہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ کے نام توقیفی ہیں اور غزالی اور ایک گروہ بیچ کی راہ چلے ہیں پس انہوں نے کہا کہ منع کی جگہ وہ ہے کہ اس کے بارے میں نص وارد نہ ہوئی ہو کہ اس سے مشتق ہوتی ہے اس شرط سے کہ نہ ہو یہ نام مشتق مشعر نقص کے ساتھ۔ پس جائز ہے اللہ کا نام رکھنا ساتھ واقعی کے یعنی نگاہ رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے کہ جس کو تو آج کے دن گناہ سے نگاہ رکھے سو تو نے اس پر رحمت کی۔ اور نہیں جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا بنا کے ساتھ یعنی بنا کرنے والا اگرچہ وارد ہوا اللہ تعالیٰ کا قول وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بَآيَاتٍ۔ اور اس قصے میں تشبیہ کا جائز ہونا ہے عام جہت سے اگرچہ مختلف ہو خاص جہت سے اس لیے کہ اصحاب الفیل محض باطل پر تھے اور اس اونٹنی والے محض حق پر تھے لیکن آئی تشبیہ اللہ کے ارادے کی جہت سے حرام سے مطلق منع کرنے میں۔ اے پر اہل باطل کی طرف سے پس واضح ہے اور پس اہل

حق کی طرف سے پس ان معنی کی وجہ سے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے یعنی کئے میں ضعیف مسلمانوں کا ہونا۔ اور یہ کہ جائز ہے مثال کا بیان کرنا اور عبرت پکڑنا اس شخص کا جو باقی ہے اس کے ساتھ جو گزر چکا ہو تابعی نے کہا اس قصہ میں حرمت اللہ کی تعظیم کے یہ معنی ہیں کہ حرم میں لڑائی نہ کی جائے اور صلح کی طرف رخ کیا جائے اور خون ریزی سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بات مجھ سے طلب نہ کریں گے کہ جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم ہو مگر کہ میں ان کو دونوں کا تو سہیلی نے کہا کہ اس حدیث کے کسی طریق میں واقع نہیں ہوا کہ حضرت ﷺ نے انشاء اللہ کہا ہوا اس کے باوجود کہ آپ کو ہر حال میں انشاء اللہ کہنے کا حکم تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ وہ امر واجب تھا پس اس میں انشاء اللہ کہنے کی حاجت نہ تھی۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس قصے میں فرمایا: لَتَذْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ اٰمِیْنِیْنَ تو اللہ نے اس جگہ انشاء اللہ کہا اس کے وقوع کے تحقق ہونے کے باوجود تعلم اور ارشاد کے لیے پس اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ انشاء اللہ راوی سے ساقط ہوا یا یہ قصہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے تھا اور نہیں معارض ہے اس کا سورہ کہف کا مکی ہونا۔ اس لیے کہ نہیں کوئی مانع یہ کہ بعض سورت کا نزول متاخر ہوا ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر پانی میں ڈالا اور پانی جوش مارنے لگا تو یہ قصہ اس قصے کے علاوہ ہے جو مغازی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ لوگوں کو حدیبیہ میں پیاس لگی اور حضرت ﷺ کے آگے ایک لونا تھا تو حضرت ﷺ نے اس سے وضو کیا پھر اپنا ہاتھ اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا آخر حدیث تک اور یہ قصہ کنویں کے قصے سے پہلے تھا اور اس فصل میں کئی معجزے ظاہر ہیں اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کے ہتھیاروں کی برکت کا اور جو آپ کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور اس جگہ کے علاوہ اور کئی جگہوں میں ہے کہ حضرت ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا ٹکنا واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ خزامہ حضرت ﷺ کے خیر خواہ تھے تو اس کی اصل یہ ہے کہ کفر کی حالت میں بنی ہاشم نے خزامہ کے ساتھ قسم کھائی تھی کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے پھر اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض معاہدین اور اہل ذمہ سے جب کہ دلالت کرے ان کی خیر خواہی پر اور گواہی دے تجربہ ان کے مقدم کرنے کے ساتھ اہل اسلام کو ان کے غیر پر اگرچہ وہ ان کے ہم دین ہوں۔ اور سمجھا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض بادشاہوں کے دشمن سے مدد لینے کے لیے غیروں کے خلاف اور یہ کافروں کی دوستی نہیں گنی جاتی بلکہ یہ ان سے خدمت لینے کے قبیل سے ہے اور کم کرنے سے ہے شرکت ان کی جماعت کی اور بعض کا بعض کو زخمی کرنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کافروں سے مدد لینا مطلق جائز ہو۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اگر میں ان پر غالب ہوا الخ تو حضرت ﷺ نے اس میں شک کیا باوجود اس کے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو غالب کرے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس کا وعدہ کیا ہے تو یہ شک بطور تنزل کے ہے خصم کے ساتھ اور امر کے فرض کے ساتھ خصم کے گمان پر اسی نکتہ کے لیے پہلی قسم

کو حذف کیا اور آئندہ یقین کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو تو مراد یہ ہے کہ میں مر جاؤں اور اپنی قبر میں تنہا باقی رہوں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ کافروں سے لڑیں یہاں تک کہ ان کی لڑائی میں تنہا رہیں۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے تنبیہ کی ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر یعنی میرے لیے قوت سے ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے دین کے لیے لڑوں اگر تنہا ہوں پس کس طرح نہ لڑوں میں اس کے دین کے لیے ساتھ موجود ہونے مسلمانوں اور ان کی کثرت کے۔ اور اس فصل میں رغبت دلانی ہے برادر پروری پر اور باقی رکھنا اس شخص پر کہ ہو اس کے اہل سے اور خرچ کرنا خیر خواہی کا قراہتوں کی وجہ سے۔ اور اس میں اس چیز کا بیان ہے کہ تھے جس پر حضرت ﷺ قوت سے اور ثابت رکھنے سے اللہ کے حکم کے جاری رکھنے میں اور اس کے امر کے پہنچانے میں اور اس حدیث میں ہے کہ عادت جاری ہے جمع ہوئے لشکروں پر بھاگنے کا امن نہیں بخلاف اس کے کہ ایک قبیلے سے ہو کہ وہ عادت میں بھاگنے کو عار سمجھتے ہیں اور کس چیز نے معلوم کروایا عروہ کو کہ اسلام کی دوستی قرابت کی دوستی سے اعظم ہے اور یہ بات اس کو اس سے ظاہر ہوئی کہ مسلمانوں نے حضرت ﷺ کی تعظیم میں نہایت مبالغہ کیا اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ۔ تو لات ایک بت کا نام ہے ان بتوں میں سے جن کو قریش اور ثقیف پوجتے ہیں اور عرب کی عادت تھی کہ اس کے ساتھ گالی دیتے تھے لیکن ام کے لفظ سے یعنی لات کی جگہ ماں کا لفظ بولتے تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے مبالغہ کا ارادہ کیا عروہ کو گالی دینے میں ساتھ قائم کرنے اس کے معبود کو اس کی ماں کی جگہ میں اور ان کے اس غصے کا سبب یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کی طرف بھاگنے کی نسبت کی اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خراب لفظ کا بولنا اس شخص کو جھڑکنے کے ارادے سے کہ ظاہر ہوئی اس شخص سے وہ چیز کہ وہ اس کے سبب سے اس کا مستحق ہو۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول میں خیس کام کرنا ہے دشمن کے لیے اور ان کا جھٹلانا اور تعریض ہے یعنی اشارہ ہے ان کے الزام دینے کے ساتھ ان کے قول پر کہ لات اللہ کی بیٹی ہے بلند ہے اور اللہ اس سے بہت بلند ہے یعنی شرمگاہ اور یہ جو عروہ نے کہا کہ اے دعا باز کیا میں نے تیری دعا بازی مٹانے میں کوشش نہیں کی تو اشارہ ہے اس چیز کی طرف ہے کہ جو اسلام سے پہلے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے واقع ہوا تھا اور وہ قصہ یوں ہے کہ مغیرہ ثقیف کے تیرہ آدمیوں کے ساتھ نکلا تو اس نے ان کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور ان کا مال لے لیا تو دونوں فریق جوش میں آئے یعنی قاتل اور مقتول کے وارث تو عروہ نے کوشش کر کے ان کے درمیان صلح کروائی اور تیرہ آدمیوں کی دیت مقتولوں کے وارثوں کے وارثوں کو دلائی اور یہ قصہ دراز ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ رہا مال پس مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس نے اس کو دھوکے سے لیا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ نہیں ہے حلال مال کافروں کا امن کی حالت میں دھوکے سے اس لیے کہ رفیق صحبت کرتے ہیں امانت پر اور امانت اپنے مالکوں کی طرف ادا کی جاتی ہے مسلمان ہو یا کافر۔ اور یہ کہ کافروں کے مال تو صرف لڑائی اور غلبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور شاید حضرت ﷺ نے مال کو اس کے ہاتھ میں

چھوڑ اس بات کے ممکن ہونے کی وجہ سے کہ اس کی قوم مسلمان ہو اور اس کا مال ان کو پھیر دے۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حربی کا فر جب حربی کا مال طلب کرے تو اس پر رمضان نہیں یعنی اس کا بدلہ نہیں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کا کھگارا اپنے منہ اور بدن کو مل لیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ کھگارا پاک ہے اور اسی طرح کہ جو بال جدا ہو اور یہ کہ جائز ہے برکت حاصل کرنی نیک لوگوں کے فضل سے جو کہ پاک ہوں۔ اور شاید اصحاب نے اس کو عروہ کے سامنے کیا اور اس میں مبالغہ کیا اشارہ کرنے کے لیے ان سے رد کی طرف اس پر جو اس نے خوف کیا تھا ان کے بھاگنے کا اور گویا کہ انہوں نے زبان خال سے کہا کہ جو اپنے امام سے ایسی محبت رکھتا ہو اور جو اس کی ایسی تعظیم کرتا ہو کس طرح گمان کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اس کو دشمن کے سپرد کر دے گا بلکہ وہ سخت غیرت کرنے والے ہیں اس کے ساتھ اور اس کے دین کے ساتھ اور اس کی مدد کے ان قبیلوں سے کہ برادری کے سبب سے ایک دوسرے کی رعایت کرتے ہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز پہنچنے کا مقصود کی طرف ہر جائز طریقے سے عروہ کے قصے میں فوائد سے ہے وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے اس کو جودت اور بیدار ہونے پر اور بیان ہے اس کا کہ تھے اس پر اصحاب مبالغہ کرنے سے حضرت ﷺ کی تعظیم میں اور توقیر میں اور آپ کے حکموں کی رعایت کرنے میں اور دور کرنے اس شخص کے جو حضرت ﷺ پر ظلم کرے ساتھ فعل کے یا قول کے اور برکت حاصل کرنے کے آپ کے آثار کے ساتھ۔ اور یہ جو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ میں مناسب نہیں جانتا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ سے روکے جائیں تو قریش نے اس سے کہا کہ ہم سے دور ہو جاؤ یہاں تک کہ لیں ہم اپنی جانوں کے لیے جس کے ساتھ ہم راضی ہوں۔ اور اس قصے میں معلوم ہوا کہ لڑائی میں دغا کرنا درست ہے اور جائز ہے ظاہر ارادہ ایک چیز کا اور حالانکہ اس کا مقصود غیر ہو اور یہ کہ بہت مشرک احرام کا ادب اور حرم کی تعظیم کرتے تھے اور جو اس سے روکے اس پر انکار کرتے تھے دلیل پکڑنے کے لیے دین ابراہیمی کی باقیات سے۔ اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہے کہ مکرز گناہگار مرد ہے تو یہ اس لیے ہے کہ پچاس آدمی لے کر رات کو حدیبیہ میں آیا تھا کہ اصحاب پر شب خون مارے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو پکڑ لاؤ اور مکرز بھاگ گیا اور شاید حضرت ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا ہوگا۔ اور یہ جو راوی نے کہا کہ اچانک سنبیل آیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش نے سنبیل بن عمرو کو بلایا اور اس کو کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ کے پاس جا اور اس سے صلح کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریش کا ارادہ صلح کا ہے جب کہ انہوں نے اس کو بھیجا اور یہ جو اس نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو ان کے درمیان بات چیت ہوئی یہاں تک کہ واقع ہوئی ان کے درمیان صلح اس پر کہ دس برس لڑائی موقوف رہے یہ کہ امن میں رہیں لوگ ایک دوسرے سے اور یہ کہ پیغمبر ﷺ اس سال پھر جائیں۔ اور یہ جو ابو بصیر نے کہا کہ اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں ان کے پاس جاؤں تو مجھ

کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالیں گے سو کیا میں نے جو کچھ کیا اور نہیں میرے اور ان کے درمیان کوئی عہد یا عقد۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صلح کے زمانے میں دارالحرب میں آئے تو جو اس کی تلاش میں آئے اس کو قتل کیا جائے جب کہ ان کی طرف پھیر دینے کی شرط ہو اس لیے کہ جب ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ اس میں قصاص کا حکم کیا اور نہ دیت کا۔ اور یہ جو کہا کہ کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا تو اس میں اس کی طرف اشارہ ہے بھاگ جانے کے ساتھ تاکہ نہ پھیر دیں اس کو حضرت رضی اللہ عنہ کا فروع کی طرف۔ اور مرز ہے اس کی طرف کہ پہنچے اس کی یہ بات مسلمانوں سے یہ کہ اس کو جالیں اور جمہور علماء شافعیہ وغیرہ سے کہتے ہیں کہ جائز ہے تعریض اس کے ساتھ نہ تصریح جیسا کہ اس قصے میں ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے کسی کو ابوبصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بلانے کو بھیجا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا سو حضرت رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا اور وہ مرض الموت میں تھا سو وہ مر گیا اور حضرت رضی اللہ عنہ کا خط اس کے ہاتھ میں تھا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اس کو اس جگہ دفنایا اور اس کی قبر کے پاس مسجد بنائی اور ابو جندل رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی مدینے میں آئے سو ابو جندل رضی اللہ عنہ ہمیشہ مدینے میں رہا یہاں تک کہ جہاد کے لیے شام کو نکلا اور شہید ہوا اور ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے قتل کرنا ظلم کرنے والے کافر کو دھوکے سے اور یہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے دغا نہیں گنا جاتا اس لیے کہ وہ صلح میں داخل نہ ہوا تھا کہ وہ اس وقت مکے میں قید تھا لیکن جب اس نے خوف کیا کہ وہ مشرک اس کو مشرکوں کی طرف پھیر لے جائے تو اس کو اپنی جان سے دفع کیا اس کو قتل کرنے کے ساتھ اور حضرت رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جو ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرح کرے تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت اور ایک روایت میں ہے کہ جب مقتول کے وارثوں کو خبر پہنچی تو انہوں نے قاتل کی قوم سے دیت کا مطالبہ کیا تو ابو سفیان نے اس کو کہا کہ نہ اس کا محمد رضی اللہ عنہ پر مطالبہ ہے اس لیے کہ اس نے اپنا عہد پورا کیا اور اس کو تمہارے اچھی کے حوالے کیا اور اس نے اس کو اس کے حکم سے قتل نہیں کیا اور نہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی قوم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ وہ ان کے دین پر نہیں اور یہ کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر آتا تھا حضرت رضی اللہ عنہ اس کو کافروں کی طرف نہ پھیرتے تھے مگر ان کے طلب کرنے سے یعنی خود بخود نہ پھیرتے تھے اس لیے کہ جب انہوں نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو پہلی بار طلب کیا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کو ان کے حوالے کیا اور جب دوسری بار حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو اس کو ان کی طرف نہ بھیجا یعنی خود بخود بلکہ اگر وہ کسی کو اس کے لینے کے لیے بھیجتے تو حضرت رضی اللہ عنہ اس کو ان کے حوالے کر دیتے سو جب ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اس کا خوف کیا تو وہاں سے بھاگے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ شرط پھیر دینے کی یہ ہے کہ جو مسلمان ہو کر بھاگ آیا ہو اور وہ امام کے شہر میں ٹھہرا ہو اور اس کے قبضے میں ہو اور جو اس کے ہاتھ کے تلے نہ ہوں اس کو پھیر دینا لازم نہیں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض متاخرین نے کہ اگر بعض بادشاہ مسلمان مثلاً بعض کافر بادشاہوں سے صلح کریں اور کوئی اور بادشاہ مسلمان ان سے جہاد کرے اور ان کو مار ڈالے اور ان کے مال لوٹ لے تو یہ اس کے لیے جائز ہے جس نے اس سے صلح

کی ہے۔ اس کی صلح اس شخص کو شامل نہیں جس نے اس سے صلح نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے کہ اس جگہ تعیم کا کوئی قرینہ نہ ہو۔ اور یہ جو کہا کہ اللہ نے یہ آیت اتاری **هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ** الا یہ تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ابولصیر کے حق میں اتری اور اس کے شان نزول میں مشہور یہ ہے کہ جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے چاہا کہ مسلمانوں کو غافل پا کر مار ڈالیں تو مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا سو حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور یہ جو زہری نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ مہاجر عورتوں سے ایمان لانے کے بعد کوئی مرتد ہوئی ہو تو مراد اس سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ معاقبہ جو نسبت دونوں طرفوں کے مذکور ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ صرف ایک ہی طرف میں واقع ہوا ہے اس لیے کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو کر کافروں کی طرف بھاگ گئی ہو بخلاف اس کے عکس۔ اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی مرتد ہوئی اور اپنے خاوند عیاض سے بھاگ گئی پس نکاح کیا اس سے ایک مرد نے ثقیف سے اور قریش میں سے اس کے سوائے کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی لیکن وہ اس کے بعد پھر مسلمان ہو گئی تھی جب کہ ثقیف مسلمان ہوئے۔ پس اگر یہ بات ثابت ہو تو تظلیق دی جائے گی ان دونوں کے درمیان اس طرح سے کہ اس نے اس سے پہلے ہجرت نہیں کی تھی پس وہ مہاجرات میں محدود نہ تھی اور اس حدیث میں کئی فوائد ہیں ان کے علاوہ جو پہلے گذر چکے۔ ایک یہ کہ ذوالخلفہ اہل مدینہ کا میقات ہے حاجی کے لیے اور عمرہ کرنے والے کے لیے اور یہ کہ قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس کا اپنے ساتھ ہانکنا سنت ہے حاجی اور معتمر کے لیے کہ حج اور عمرہ فرض ہو یا نفل اور یہ کہ اشعار سنت ہے مثلاً نہیں اور یہ کہ سر منڈوانا بال کترانے سے افضل ہے اور یہ کہ وہ عمرہ کرنے والے کے حق میں عبادت ہے بند کیا گیا ہو یا بند نہ کیا گیا ہو اور یہ کہ بند کیا ہوا جس جگہ بند ہوا اسی جگہ اپنی قربانی ذبح کرے اگرچہ حرم میں نہ پہنچے اور جو اس کو کعبے جانے سے روکے اس سے لڑے اور اولیٰ اس کے حق میں یہ ہے کہ نہ لڑے جب کہ صلح کا راستہ پائے۔ اور یہ کہ مستحب ہے پہنچنا اطلاع اور جاسوسوں کا لشکر کے آگے اور یقینی بات کو لینا دشمن کے کام میں تاکہ مسلمانوں کو غافل نہ پائیں۔ اور جائز ہونا دھوکے کا لڑائی میں اور اس کے ساتھ تعریض حضرت ﷺ سے اگرچہ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ خیانت سے ممنوع ہیں۔ اور نیز اس حدیث میں مشورہ کرنے کی فضیلت ہے اور وجہ رائے کے نکالنے کے لیے اور خوش کرنے دلوں اتباع کے اور یہ کہ جائز ہے بعض مسامتہ کرنے دین کے امر میں اور یہ کہ نہیں لائق ہے تابع کو اعتراض کرنا اپنے متبوع پر محض اس چیز کے ساتھ کہ ظاہر ہو حال میں بلکہ اس پر ماننا لازم ہے اس لیے کہ متبوع بہت پہچاننے والا ہے کاموں کے انجام کو اکثر اوقات زیادہ تجربہ رکھنے کی وجہ سے خاص کر وہ شخص کہ وحی سے مدد کیا گیا ہو۔ اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا کافر کی خبر پر جب کہ قائم ہو کوئی قرینہ اس کے صدق پر یہ بات خطاب نے بھی استدلال کرنے کے لیے اس طرح سے کہ جس خزاہی مرد کو حضرت ﷺ نے قریش کی خبر لانے کو بھیجا تھا وہ کافرتھا میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے خزاہی اس وقت مسلمان ہو لیکن اس کا اسلام مشہور نہ ہوا ہے پس یہ دلیل اس کے دعوے پر

قائم نہیں۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْقَرْضِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ أَنْ يُسَلِّفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَذَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ.

قرض میں شرط کرنے کا بیان۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو ذکر کیا کہ اس نے بعض بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں مانگی تو اس نے اس کو ہزار اشرفیاں کچھ مدت ٹھہرا کر دیں۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطائے نے کہا کہ جب قرض میں اس سے مدت معین کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: ان سب کی شرح قرض میں گزر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ قرض میں مدت معین کی شرط کرنی جائز ہے۔

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَيُقَالُ عَنْ كِلَيْهِمَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس چیز کے کہ نہیں حلال ہے شرطوں سے جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔ یعنی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے مکاتب کے حق میں کہا کہ مکاتبوں اور ان کے مالکوں کے درمیان جو شرطیں قرار پا چکی ہوں وہ معتبر ہیں یعنی جب کہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما یا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شرط کہ کتاب اللہ کے مخالف ہو پس وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط کرے۔

فائدہ: پہلے یہ باب گزر چکا ہے بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ اور یہ باب پہلے سے عام ہے اگرچہ دونوں کی حدیث ایک ہے۔ اور نیز کتاب العتق میں پہلے گزر چکا ہے مَا يَجُوزُ مِنَ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ اور پہلے گزر چکا ہے کہ مراد اس کی پہلی کی تفسیر کرنا ہے دوسرے کے ساتھ۔ اور اس جگہ مراد تفسیر کرنی ہے آپ کے قول لیس فی کتاب اللہ کی اور یہ کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہو پھر تقویت کی اس کی بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ نقل کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ یا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد کتاب اللہ سے حدیث میں اس کا حکم ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ نص ہو یا نہ ہو اور جو اس

کے سوائے ہو پس وہ مخالف ہے اس چیز کے ساتھ کہ کتاب اللہ میں ہے۔ (فتح)

۲۵۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس آئی اس حال میں کہ اس سے بدل کتابت کا ادا کرنا چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو بدل کتابت ادا کر دوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہوگا سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ حال بیان کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو خرید کے آزاد کر پس تحقیق آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اور جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ اس کو فائدہ نہیں دیتی اگرچہ سو شرط کرے۔

۲۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتَ أُعْطِيتُ أَهْلِكَ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُهُ ذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتِاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرُطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ اشْتَرَطَ شَرَطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرَطٍ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے شرط کرنی اور استثناء کرنے سے اقرار میں اور بیان ہے ان شرطوں کا کہ لوگوں میں مروج ہیں یعنی بیع شرا وغیرہ معاملات میں اور جب کوئی کہے کہ مجھ پر سو ہے مگر ایک یا دو تو یہ اقرار صحیح ہے اور لازم اس پر نناوے یا اٹھانوے۔ یعنی اور ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک مرد نے اپنے کرایے دار سے کہا کہ اپنے اونٹ کو لے جا پس اگر میں فلاں فلاں دن میں تیرے ساتھ نہ جاؤں گا تو تیرے لیے سو درہم ہے سو وہ نہ نکلا یعنی پس یہ شرط صحیح ہے۔ یعنی شریع نے کہا کہ جو شرط کرے اپنی جان پر اپنی رغبت سے بغیر زبردستی کے تو وہ شرط اس پر لازم ہوتی ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْإِشْتِرَاطِ وَالشَّيْءِ فِي الْأَقْرَارِ وَالشُّرُوطِ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةَ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ رَجُلٌ لِكُرْبِهِ أَرْحَلُ رَكَابَكَ فَإِنْ لَمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَفَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شَرِيعٌ مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ إِنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ إِنْ لَمْ أَتِكَ الْأَرْبَعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ

يَجِيْ فَقَالَ شَرِيْحٌ لِّلْمُسْتَرِيْ اَنْتَ
اَخْلَفْتَ فَقَضٰى عَلَيْهِ.

یعنی اور ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ
ایک مرد نے اناج بیچا اور کہا کہ اگر میں تیرے پاس بدھ
کے دن نہ آؤں تو نہیں بیچ درمیان میرے اور تیرے سو
وہ نہ آیا تو شریح نے خریدار سے کہا کہ تو نے خلاف وعدہ
کیا ہے تو حکم کیا اس پر ساتھ فسخ کرنے کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ استثناء اقرار میں تو یہ عام ہے خواہ استثناء تھوڑی چیز کا ہو بہت سے یا بہت کا تھوڑی سے اور نہیں
اختلاف ہے استثناء کرنے تھوڑی چیز کے بہت چیز سے اور اس کے عکس میں اختلاف ہے پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ
وہ بھی جائز ہے اور قوی تر ان کی حجت یہ آیت ہے اَلَا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ سَاْتَاْهُ اس آیت کے اِلَا عِبَادَكَ مِنْهُمْ
الْمُخْلِصِيْنَ اس لیے کہ دونوں میں ایک تو ضرور دوسرے سے زیادہ ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور
بعض مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ فاسد ہے اور یہ قول ابن مابسون وغیرہ کا ہے اور ابن قتیبہ کا بھی یہی مذہب ہے اور
اس نے گمان کیا ہے کہ یہی مذہب ہے بصریوں کا اہل لغت سے۔ اور یہ کہ جواز کو فیوں کا مذہب ہے اور اس کی مفصل
شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ شریح نے دونوں مسئلوں میں شرط کرنے والے پر حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ شرط کی
اس نے اپنی جان پر بغیر بردستی کے اور موافقت کی ہے اس کی دوسرے مسئلے میں ابو حنیفہ احمد اور اسحق نے اور مالک
اور اکثر علماء بیع کو صحیح کہتے ہیں اور شرط کو باطل کہتے ہیں اور پہلے مسئلے میں سب لوگ اس کے مخالف ہیں۔ اور بعض
نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ عادت یہ ہے کہ اونٹوں والا ان کو چراگاہ کی طرف بھیجتا ہے پس جب اتفاق کرے
سوداگر کے ساتھ ایک معین دن میں اور اس کے لیے اونٹ حاضر کرے اور سوداگر کے لیے سفر کی تیاری نہ ہو تو یہ
اونٹوں کو ضرور پہنچائے گا اس چیز کے لیے کہ محتاج ہے اس کی طرف چارے سے پس واقع ہوا ان کے درمیان تعارف
ایک مال معین پر کہ شرط کرے اس کو تا جرا اپنی جان پر جب کہ خلاف وعدہ کرے تاکہ مدد لے اس کے اونٹوں کے
ساتھ چارے پر۔ اور جمہور نے کہا کہ وہ وعدہ ہے پس نہیں لازم ہے پورا کرنا اس کا۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۵۳۱۔ اَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ أَسْمَاءَ جَنَّةٍ
إِلَّا وَاحِدًا مِّنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

۲۵۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ اللہ کے ننادے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے
یا اعتقاد سے یاد کر رکھے یا ان کے معنی پوچھے اور ان پر عمل
کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ چیز سے تھوڑی چیز کا استثناء درست ہے۔

وقف میں شرط کرنے کا بیان

بَابُ الشَّرْطِ فِي الْوَقْفِ

۲۵۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَنْبَأَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُهُ فِيهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنَفْسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقُ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يَبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ وَتَصَدَّقُ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنُ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلَّيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ. قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأَنِّلٍ مَالًا.

۲۵۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی یعنی وہاں کی غنیمت میں سے ان کے حصے آئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مشورے کو آئے کہ اس زمین کو کیا کریں پس کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے خیبر میں ایک زمین پائی ہے کہ میں نے کبھی کوئی مال نہیں پایا کہ میرے نزدیک اس زمین سے زیادہ نفیس ہو تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں مقرر کروں پھر میں نہیں جانتا کہ کس طرح مقرر کروں آپ اس کا طریقہ فرمائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس زمین کی اصل کو وقف کراور اس کے حاصل کو خیرات کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے وہ زمین اور نہ بہہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور صدقہ کیا حاصل اس کے کو فقیروں میں اور قریبوں میں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں یعنی جیسے کہ زکوٰۃ مکاتہوں کو دیتے ہیں تاکہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہوں اور اللہ کے راہ میں یعنی غازیوں اور حاجیوں کے لیے اور بیچ مسافروں کے یعنی اگرچہ گھروں میں مال رکھتے ہوں اور مہمانوں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی اس زمین کا یعنی اس کی تدبیر کرے اور اس کا حاصل مصارف مذکورہ میں خرچ کرے یہ کہ کھائے اس میں سے موافق دستور کے یعنی بقدر قوت کے لے او رکھائے یعنی اہل اپنے کو جو کہ مال دار ہو اس حالت میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اس کے حاصل میں سے۔ ابن سیرین نے کہا کہ غیر متمول کے معنی یہ ہیں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الوصایا

کتاب ہے بیچ بیان میں وصیتوں کے

فائدہ: وصایا وصیت کی جمع ہے۔ اور کبھی وصیت کرنے والے کے فعل پر بولی جاتی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے اس چیز پر کہ وصیت کی جاتی ہے اس کے ساتھ مال اور عہد وغیرہ سے اور شرع میں وصیت ایک خاص عہد کا نام ہے جو منسوب ہے مابعد موت کی طرف یعنی زندگی میں کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یوں کرنا اور کبھی اس کے ساتھ احسان ہوتا ہے اور نیز شرع میں وصیت اس چیز پر بھی بولی جاتی ہے جس کے ساتھ ممنوع چیز سے زجر واقع ہو اور مامورات پر رغبت واقع ہو۔

بَابُ الْوَصَايَا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ.

وصیتوں کا بیان اور بیان اس حدیث کا کہ مرد کی وصیت اس کے نزدیک لکھی ہوئی ہے۔

فائدہ: نہیں واقف ہوا میں اس حدیث پر لفظ مذکورہ کے ساتھ اور شاید یہ حدیث بالمعنی مروی ہے پس تحقیق مراد مردہ مرد ہے لیکن تعہید اس کی ساتھ مرد کے باعتبار غالب کے ہے نہیں تو نہیں ہے فرق وصیت صحیحہ میں مرد اور عورت کے درمیان اور نہیں شرط ہے اس میں اسلام اور نہ ہوشیاری اور نہ خاوند کی اجازت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی جاتی ہے اس کے صحیح ہونے میں عقل اور آزادی کی اور لیکن وصیت لڑکے ہوشیار کی پس اس میں اختلاف ہے۔ ابو حنیفہ اور شافعی نے اس کو منع رکھا ہے اظہر قول میں اور صحیح کہا ہے اس کو مالک اور احمد اور شافعی نے ایک قول میں ترجیح دی ہے اس کو ابن ابی عسرون وغیرہ نے اور میل کی اس کی طرف سبکی نے اور تائید کی ہے اس کی اس طرح سے کہ تہائی مال میں وارث کا حق نہیں پس نہیں کوئی وجہ منع کرنے کی وصیت کو ہوشیار لڑکے کے لیے۔ معتبر اس میں یہ ہے کہ سمجھ وہ چیز کہ وصیت کرتا ہے اس کے ساتھ۔ اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نابالغ لڑکے کی وصیت جائز رکھی۔ بیہقی نے ذکر کیا کہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں اور وہ حدیث قوی ہے پس تحقیق اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے لیے شاہد ہے اور قید کیا ہے امام مالک نے اس کے صحیح ہونے ساتھ اس کے جب کہ سمجھ اور نہ خلط کرے اور احمد نے اس کو سات سال کے ساتھ قید کیا ہے اور ایک روایت اس سے دس سال کی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا
حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا
الْوَصِيَّةَ لِلَّذِينَ وَالِ الَّذِينَ بِالْمَعْرُوفِ
حَقًّا عَلَيِ الْمُتَّقِينَ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا
سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ
اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ
جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ
عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾. ﴿جَنَفًا﴾
مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسی
کو تم میں سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ وصیت
کرے ماں باپ کے لیے اور ناطے والوں کے موافق
دستور کے ضروری ہے پر ہیز گاروں پر پھر جو کوئی اس کو
بدلے بعد اس کے کہ سن چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے
جنہوں نے بدلے شک اللہ تعالیٰ ہے ستا جانتا پھر جو
کوئی ذرا وصیت کرنے والے کی طرف داری سے امام
بخاری نے کہا کہ جَنَفًا معنی ایک طرف جھکنا اور میل
کرنا ہے اور مُتَجَانِفٌ کے معنی کہ قرآن میں واقع ہوا
ہے میل کرنے والے کے ہیں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا ان تَرَكَ خَيْرًا تو یہ قول دلالت کرتا ہے اتفاق کے بعد اس پر کہ مراد خیر سے مال ہے اس پر کہ جو
مال نہ چھوڑے اس لیے کہ مال کے ساتھ وصیت کرنی مشروع نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خیر سے بہت مال ہے کہ
جس کے پاس تھوڑا مال ہو اس کے لیے وصیت مستحب نہیں اور اجماع کی نقل میں نظر ہے پس ثابت نہری سے یہ ہے
کہ اللہ نے وصیت کو لازم ٹھہرایا ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت۔ اور شافعیہ کے نزدیک تصریح یہ ہے کہ وصیت مستحب
ہے بغیر فرق کرنے کے تھوڑے اور زیادہ مال کے درمیان۔ اور ابو الفرج سرخسی نے ان میں سے کہا ہے کہ اگر مال
تھوڑا ہو اور عیال بہت ہوں تو مستحب ہے اس کو باقی رکھنا ان کے اوپر اور کبھی وصیت بغیر مال کے ہوتی ہے جیسا کہ
معین کرے جو اس کے اولاد کی بھلائوں میں دیکھے یا وصیت کرے ان کی طرف اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس کے بعد
کرے اپنے دین اور دنیا کی بھلائوں میں اور اس کے مستحب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور اختلاف ہے کہ
وصیت میں مال کثیر کی حد کیا علیؑ سے روایت ہے کہ سات سو قلیل مال ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ آٹھ
سو قلیل مال ہے۔ اور ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور عائشہؓ سے مروی ہے اس شخص کے حق میں
جس نے بہت عیال چھوڑا اور تین ہزار چھوڑے کہ یہ مال کثیر نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ امر نسبتی ہے مختلف ہوتا
ہے اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۳۳۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ
نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے مرد مسلمان کو کہ اس کے پاس ایک
چیز ہو کہ وصیت کی صلاحیت رکھتی ہو قبیل مال سے اور معاملہ

۲۵۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سے ساتھ لوگوں کے کہ دورا تیں گزارے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَّهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبْتَ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: مسلمان کی قید باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم اس کے لیے یا اس کو رغبت دلانے کے لیے ذکر کیا تاکہ اس کے بجالانے میں جلدی ہو اس لیے کہ مشعر ہے اس کے ساتھ اسلام کی نفی کرنے سے اس کے تارک سے اور کافر کی وصیت بھی جائز ہے فی الجملہ اور ابن منذر نے اس میں اجماع حکایت کیا ہے۔ اور سبکی نے اس میں اس جہت سے بحث کی کہ وصیت مشروع ہے زیادتی کے لیے نیک عمل میں اور کافر کے لیے مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ نظر کی ہے انہوں نے کہ وصیت آزاد کرنے کی مانند ہے اور وہ صحیح ہے ذمی اور حربی سے اور یہ جو کہا کہ بیعت یعنی رات گزاری تو اس کا مفعول محذوف ہے یعنی امننا یا اذا کرا اور ابن تین نے کہا کہ تقدیر اس کی معو کا ہے یعنی بیمار ہوا اور پہلی تقدیر اوٹی ہے اس لیے کہ وصیت کا استحباب بیمار کے ساتھ خاص نہیں ہاں علماء نے کہا ہے کہ نہیں ہے مستحب یہ کہ لکھے تمام چیزیں حقیر اور نہ وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ نکلنے کے اس سے اور وفا سے اس کے لیے قریب سے۔ اور ایک روایت میں تین رات کا ذکر ہے پس ذکر دو اور تین رات کا حرج دور کرنے کے لیے ہے ہجوم شغلوں آدمی کے کہ ان کے ذکر کی طرف محتاج ہے پس فراخی کی اس کی اللہ نے یہ قدر تاکہ یاد کرے وہ چیز کہ محتاج ہے اس کی طرف اور مختلف ہونا روایتوں کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ وہ تقریب کے لیے ہے نہ کہ حد مقرر کرنے کے لیے اور معنی یہ ہے کہ نہ گزرے اس پر زمانہ اگرچہ تھوڑا ہو مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو اور اس میں تھوڑے زمانے کے معاف ہونے کی طرف اشارہ ہے اور شاید کی تاخیر کی تین راتیں نہایت ہیں اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے حضرت ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے تب سے میں نے ایک رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی ہے اور دار قطنی میں یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ دورا تیں کاٹے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے آیت کے ظاہر سے اوپر واجب ہونے وصیت کے اور یہی قول ہے زہری اور عطا اور ابو جلیز کا اور طلحہ بن مصرف کا اور لوگوں میں اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی سے قدیم قول میں اور یہی قول ہے اسحق کا اور داود کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن جریر نے اور اور لوگوں نے اور ابن عبد البر اور اور لوگوں نے۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ وصیت کے نہ واجب ہونے پر اجماع ہو چکا ہے سوائے اس شخص کے جس نے خلاف کیا اسی

طرح کہا ہے اس نے اور استدلال کیا گیا ہے نہ واجب ہونے کے معنی کے اعتبار سے اس لیے کہ اگر وصیت نہ کرتا تو اس کا تمام مال اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا یعنی اس کا تقسیم کرنا بالا جماع جائز ہے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو البتہ نکالا جاتا اس کے مال سے ایک حصہ جو وصیت کے قائم مقام ہوتا اور آیت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ منسوخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مال اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی تو منسوخ کیا اللہ نے اس سے جو چاہا اور ہر ایک کے لیے ماں باپ سے چھٹا حصہ ٹھہرایا۔ اور جو وصیت کو واجب کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ جو چیز منسوخ ہوئی ہے وہ وصیت والدین اور قرابت والوں کے لیے ہے جو وارث ہوتے ہیں اور رہا وہ جو وارث نہیں ہوتا پس آیت میں اور نہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں وہ چیز کہ تقاضہ کرے اس کے منسوخ ہونے کا اس کے حق میں اور جو واجب ہونے کا قائل نہیں وہ حدیث کا یہ جواب دیتا ہے کہ مراد ما حق امرء سے احتیاط ہے اس لیے کہ کبھی اچانک موت آجاتی ہے اور وہ بغیر وصیت کے ہوتا ہے اور نہیں لائق ہے مسلمان کو کہ غافل ہو جائے موت کی یاد سے اور تیاری سے اس کے لیے اور یہ شافعی سے مروی ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ حق کے معنی لغت میں شئی ثابت ہے اور بولا جاتا ہے شرعاً اس چیز پر کہ ثابت ہو اس کے ساتھ حکم اور حکم ثابت عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور حق کا لفظ مباح پر بھی بولا جاتا لیکن بہت کم یہ بات قرطبی نے کہی ہے پس اگر مقترن ہو اس کے ساتھ علی یا مانند اس کی تو ہوگا ظاہر وجوب میں نہیں تو احتمال پر ہے اور بنا بر اس تقدیر کے پس نہیں حجت ہے اس حدیث میں اس شخص کے لیے جو واجب ہونے کا قائل ہے بلکہ مقترن ہوا ہے یہ حق ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے مستحب ہونے پر اور وہ تفویض کرنا وصیت کا ہے وصیت کرنے والے کے ارادے کی طرف جس جگہ کہ کہا کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کرنے کا ارادہ کرے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو اس کے ارادے کے ساتھ معلق نہ کرتے اور جس روایت میں لائحہ عمل کا لفظ آیا ہے تو احتمال ہے کہ اس کے راوی نے اس کو بالمعنی ذکر کیا ہو اور ارادہ کیا ہو ساتھ حلت کے ثبوت جواز کا ساتھ معنی اعم کے کہ داخل ہوتا ہے نیچے اس کے واجب اور مستحب اور مباح اور جو وصیت کے واجب ہونے کے قائل ہیں وہ آپس میں بھی مختلف ہیں پس اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ وہ فی الجملہ واجب ہے۔ اور طاؤس اور قتادہ اور حسن اور جابر بن زید سے اور اور لوگوں سے روایت ہے کہ خاصہ اور نہیں واجب ہے قرابتوں کے لیے جو وارث نہیں ہوتے روایت کی یہ حدیث ابن جریر وغیرہ نے ان سے کہتے ہیں پس اگر غیر قرابتیوں کے لیے وصیت کرے تو وہ جاری نہیں ہوتی اور روکی جائے گی کل تہائی طرف قرابتیوں کے اور یہ قول طاؤس کا ہے اور حسن اور جابر بن زید نے کہا کہ تہائی کی دو تہائی اور قتادہ نے کہا کہ تہائی کی تہائی اور قوی تر اس چیز کا کہ رد کیا جاتا ہے اوپر ان کے وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے مرنے کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کئے تھے اور ان کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو

حضرت عائشہؓ نے ان کو بلایا اور ان کے تین حصے کیے سود کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا پس ٹھہرایا اس کے آزاد کرنے کو بیماری میں وصیت۔ اور اگر کوئی کہے کہ شاید وہ معق کے قراہتی تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ قراہتی نہ تھے اس لیے کہ عرب کی عادت نہ تھی کہ مالک ہوں اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے درمیان قربت ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتے تھے اس شخص کے کہ اس کے لیے قربت نہ ہو یا عجم میں سے ہو پس اگر قربت کے لیے وصیت باطل ہوتی تو البتہ باطل ہوتی ان کے حق میں اور یہ استدلال قوی ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ابو ثور سے کہ وجوب وصیت سے مراد آیت اور حدیث میں خاص ہے اس شخص کے ساتھ جس پر حق شرعی ہو خوف کرے یہ کہ مالک کو نہ پہنچے اگر نہ وصیت کرے اس کے ساتھ مانند امانت کی اور قرض اللہ کا اور آدمی کی اور ذلالت کرتا ہے قید کرنا آپ کا ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کا ارادہ کرتا ہو اس لیے کہ اس میں اشارہ ہے اس کے قادر ہونے کی طرف اس کے دینے پر فی الحال اگرچہ مہلت کے ساتھ ہو پس جب ارادہ کرے گا پھر اس کو جائز ہو گا اور حاصل اس کا جہور کے قول کی طرف پھرتا ہے کہ وصیت فرض عین نہیں اور فرض عین تو نکلنا ہے حقوق سے کہ واجب ہیں غیر کے لیے برابر ہے کہ تجیز کے ساتھ ہو یا وصیت کے ساتھ اور محل واجب ہونے وصیت کا تو صرف اس صورت میں ہے کہ جب کہ عاجز ہو تجیز اس چیز کے سے کہ اس پر ہے یعنی اس کو سر دست نہ دے سکتا ہو اور نہ جانتا ہو اس کو غیر اس کا ان لوگوں میں سے کہ ثابت ہوتا ہے حق اس کی گواہی سے پس لیکن اگر قادر ہو یا اس کا غیر اس کو جانتا ہو تو واجب نہیں اور معلوم ہوا مجموع اس چیز کے سے کہ جو ذکر کیا ہم نے کہ وصیت کبھی واجب ہوتی اور کبھی مستحب اس شخص کے حق میں جو کثرت ثواب کی امید رکھے اور مکروہ ہے اس کے عکس میں اور مباح ہے اس کے حق میں کہ اس میں دونوں امر برابر ہوں اور حرام ہے اس صورت میں جب کہ اس میں ضرر ہو جیسا کہ ابن عباسؓ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وصیت میں ضرر پہنچانا کبیرہ گناہوں سے ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور حجت پکڑی ہے ابن بطلان نے تابع ہونے کی وجہ سے غیر کے اس کے ساتھ کہ ابن عمرؓ نے وصیت نہیں کی پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو ترک نہ کرتے اور حالانکہ وہ حدیث کے راوی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس طرح سے کہ اگر یہ بات ابن عمرؓ سے ثابت ہو تو اعتبار اس چیز کا ہے کہ اس نے روایت کی نہ اس کی رائے کا علاوہ ازیں اس سے صحیح مسلم میں جیسا کہ گذر چکا ہے کہ میں نے کوئی رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہے۔ اور جس نے حجت پکڑی ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی تو اس نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو ایوب نے نافع سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں ابن عمرؓ سے کہا گیا کیا تو وصیت نہیں کرتا تو ابن عمرؓ نے کہا کہ رہا میرا مال پس اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کیا کرتا تھا اور رہا میرا گھر پس میں نہیں چاہتا کہ میری اولاد کو کوئی اس میں شریک ہو اور اس کی سند صحیح ہے اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے کہ وہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھتے

تھے اور اس کی خبر گیری کرتے تھے پھر ان کا یہ حال ہوا کہ جس چیز کے متعلق وصیت کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنا شروع کیا اور اسی طرح اشارہ ہے اس کے قول کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کرتا تھا اور شاید اس کا باعث یہ حدیث ہوئی جو ان سے رفاق میں آئے گی کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر پس جب جس چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنے لگے اور اسی وقت صدقہ کر دیا اور نہ محتاج ہو اور طرف تعلیق کی اور وصایا میں آئے گا کہ اس نے اپنے بعض گھر وقف کر دیئے تھے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی توفیق، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا حضرت ﷺ کے قول سے مکتوبہ عندہ اوپر جائز ہونے اعتماد کے کتابت اور خط پر اگرچہ نہ مقترن ہوں ساتھ گواہی کے۔ اور خاص کیا ہے احمد اور محمد بن نصر نے شافعیہ سے اس کو ساتھ وصیت کے حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ اس کے بارے میں سوائے اور احکام کے۔ اور جمہور نے جواب دیا ہے کہ ذکر کی گئی کتابت اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے ضبط مشہود بہ ہے کہتے ہیں معنی اپنے پاس وصیت لکھ رکھنے کا یہ ہے کہ اس کی شرط سے یعنی گواہی کے ساتھ اور محبت طبری نے کہا کہ اس میں شرط کا مقدر کرنا بعید ہے اور جواب دیا گیا اس کے ساتھ کہ استدلال کیا ہے انہوں نے گواہ بنانے کی شرط پر خارجی امر کے ساتھ اللہ کے قول کی مانند شہادۃً بَیْنُکُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُکُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ پس اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کرتا ہے اوپر اعتبار گواہ کرنے کے وصیت میں اور قرطبی نے کہا کہ ذکر کتابت کا مبالغہ ہے بیچ زیادہ کرنے مضبوطی کے نہیں تو جس وصیت میں گواہی ہو اس پر سب کا اتفاق ہے اگرچہ لکھی نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وَصِیَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ اس پر کہ وصیت جاری ہوتی ہے اگرچہ اس کے صاحب کے پاس ہو اور اس کو اپنے غیر کے حوالے نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اس کو اپنے غیر کے نزدیک رکھا ہو اور اس کو پھیر لیا ہو اور اس حدیث میں منقبت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اس کے جلدی کرنے کی وجہ سے شارع کا قول بجالانے میں اور اس کے ہیچگی کرنے پر اس کے اوپر اور اس میں رغبت دلانی ہے موت کی تیاری کے لیے اور احتراز کیا پہلے موت کے اس لیے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کب اچانک اس کو موت پکڑ لے اس لیے کہ کوئی وقت نہیں جو فرض کیا جائے مگر کہ اس میں ایک بڑی جماعت مرگئی اور ہر ایک بعینہ جائز ہے کہ فی الحال مر جائے۔ پس لائق ہے یہ کہ ہو تیاری کرنے والا اس کے لیے پس لکھے اپنی وصیت کو اور اس میں وہ چیز جمع کرے کہ اس کے لیے حاصل ہو ساتھ اس کے ثواب اور ددر ہو اس سے گناہ اللہ کے حقوق سے اور بندوں کے حقوق سے۔ اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو اوپر صحیح ہونے وصیت کے ساتھ منافع کے یعنی مثلاً اس چیز کے منافع اللہ کی راہ میں دئے جائیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور منع کیا ہے اس کو ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور داود اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔ اور اس حدیث میں وصیت پر رغبت دلانی ہے اور اس کا اطلاق تدرست آدمی کو بھی شامل ہے لیکن سلف نے خاص کیا ہے اس کو پیار کے ساتھ

اور حدیث میں تو اس کو مقید نہیں کیا عادت کے موافق ہونے کی وجہ اس کے ساتھ۔ اور حضرت ﷺ کا قول مکتوبہ عام ہے اس سے کہ اپنے خط سے ہو یا غیر کے خط سے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ضروری کاموں کو لکھنے سے ضبط کیا جائے اس لیے کہ وہ یادداشت سے زیادہ تر ثابت ہے۔ (فتح)

۲۵۳۳۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ختن (عورت کی طرف سے رشتہ دار) جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث (حضرت ﷺ کی بیوی) کے بھائی سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ غلام اور نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز مگر خچر سفید اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو صدقہ کیا۔

۲۵۳۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِيْ جُوزَيْرَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَعَلْتُهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ غلام نہ لونڈی تو مراد اس سے یہ ہے کہ غلامی کی حالت میں نہ چھوڑے۔ پس اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو تمام حدیثوں میں حضرت ﷺ کے غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ یا تو مر گئے تھے اور یا آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر آزاد ام ولد کے بنا بر اس کے کہ ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہی اور جو کہتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئی تھی تو اس میں حجت نہیں اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کے ساتھ۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ باب کی کل حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے مطابق نہیں پس اس میں وصیت کا ذکر نہیں لیکن صدقہ مذکورہ احتمال ہے کہ ہو اس سے پہلے اور احتمال ہے کہ اس کے ساتھ وصیت کی ہو پس مطابق ہو گئی حدیث ترجمے کے اس حیثیت سے اور ظاہر ہوتی ہے یہ بات کہ مطابقت دونوں احتمالات پر حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ آپ نے زمین کی منفعت کو صدقہ کیا پس ہوا حکم اس کا حکم وقف کا اور وہ اس صورت میں وصیت کے معنی میں ہے اس کے باقی رکھنے کے لیے موت کے بعد۔ اور شاید بخاری نے قصد کیا ہے اس چیز کا کہ واقع ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند ہے اور وہ اس کی نفی کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی۔

۲۵۳۵۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ۲۵۳۵۔ طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد

مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مَصْرِفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی تو اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ لوگوں پر کس طرح وصیت لازم ہوئی یا ان کو وصیت کا کس طرح حکم ہوا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ساتھ تمسک کیا جائے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ وصیت نہیں کی تو اسی طرح جواب دیا اور شاید اس نے سمجھا کہ سوال ایک خاص وصیت کے متعلق ہے پس اسی لیے جائز ہوئی اس کی نفی یہ مراد نہیں کہ اس نے مطلق وصیت کی نفی کی ہے اس لیے کہ اس نے اس کے بعد ثابت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی اور اس کے ساتھ تمام ہو گیا اعتراض یعنی کس طرح حکم ہوا مسلمانوں کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت ﷺ نے اس کو نہیں کیا۔ امام نووی نے کہا کہ شاید ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تہائی مال کے ساتھ وصیت نہیں کی اس لیے کہ آپ نے اپنے بعد مال نہیں چھوڑا۔ اور رہی زمین پس اس کو اپنی زندگی میں وقف کر دیا تھا اور رہے ہتھیار اور خمر اور اس کی مانند پس تحقیق خبر دی آپ نے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا یعنی تمام آپ کا مال جو آپ کے پیچھے رہے گادہ صدقہ ہے پس نہ باقی رہی اس کے بعد وہ چیز کہ وصیت کریں اس کے ساتھ مالیت کی جہت سے اور رہی وصیتیں بغیر اس کے تو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے ان کی نفی کا ارادہ نہیں کیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف وصیت نہیں کی جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ میں اس کی تصریح واقع ہوئی ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں قرینہ تھا جو مشعر تھا سوال خاص کرنے کو ساتھ بالخلافہ وصیت کے بارے میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے روایت کی ہے یہ حدیث ایسے الفاظ کے ساتھ کہ دور کرتا ہے اشکال کو پس کہا کہ کسی نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس میں وصیت کرتے اس نے کہا کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کیا اور خود وصیت نہیں کی اس نے کہا کہ کتاب اللہ کی وصیت کی اور قرطبی نے کہا کہ طلحہ کا استبعاد ظاہر ہے اس لیے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کلام کو مطلق چھوڑا پس اگر کوئی چیز معین مراد ہوتی تو اس کو خاص کرتے پس استراض کیا اس نے اس پر اس طرح سے کہ اللہ نے مسلمانوں پر وصیت لازم کیا اور ان کو اس کا حکم ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کو کیوں نہیں کیا پس جواب دیا اس نے ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے کہ اس نے تنقید کی جگہ اطلاق کیا اور یہ مشعر ہے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں اعتقاد رکھتے تھے کہ وصیت واجب ہے اور یہ جو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ تو شاید یہ

اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اس کو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور مگر جو صحیح ہو چکا ہے مسلم وغیرہ میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی ایک یہ کہ عرب کے جزیرے میں دودین باقی نہ رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکالو یہود کو عرب کے جزیرے سے دوسری یہ کہ فرمایا کہ سلوک کیا کرنا ایلیچوں سے جیسا کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور تیسری چیز کو ذکر نہیں کیا اور اسی طرح ثابت ہوا ہے نسائی میں کہ آخر اس چیز کا کہ کلام کی اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے یعنی بوقت موت وہ نماز تھی اور لوٹیاں اور سوائے ان کے اور حدیثوں سے کہ ممکن ہے حصر کرنا ان کا ساتھ تتبع کے پس ظاہر یہ ہے کہ ابن ابی اونی رضی اللہ عنہ کی مراد ان کی نفی کرنی نہیں اور شاید کہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے وصیت پر کتاب اللہ کے ساتھ اس لیے کہ وہ اعظم اور اہم ہے اور اس لیے کہ اس میں بیان ہے ہر چیز کا یا تو بطور نص کے یا بطور استنباط کے پس جب تابع ہوں گے لوگ اس چیز کے کہ قرآن میں ہے تو عمل کریں گے ہر اس چیز پر کہ جس کا حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے اس آیت کی وجہ سے کہ جو تم کو رسول دے سولے لو یا اس وقت وصیتوں مذکورہ سے اس کو کوئی چیز یاد نہ ہوگی یا یہ بات کہنے کے وقت اس کو یاد نہ ہوگی اور اولیٰ یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ نفی کے نفی خلافت کی وصیت کی ہے یا مال کی وصیت ہو اور جائز ہے مطلق نفی کرنا۔ رہی پہلی صورت میں پس ساتھ قرینہ حال کے اور رہی دوسری صورت پس اس لیے کہ وہ عرف میں متبادر ہے۔ (فتح)

۲۵۳۶۔ اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے وصی تھے یعنی حضرت ﷺ نے ان کو خلافت کی وصیت کی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کب اس کو وصیت کی اور حالانکہ میں نے حضرت ﷺ کو تکبیر دیا ہوا تھا اپنے سینے سے یا کہا اپنی گود سے تو حضرت ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور حالانکہ جھک گئے تھے میری گود میں یعنی بسبب بے جان ہونے کے تو میں نے معلوم نہ کیا کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے یعنی اس وقت تک تو میری گود میں تھے کہ آپ نے جان دی پس نہیں میں جانتی کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو کب وصیت کی۔

۲۵۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ حَجَرِي فَقَدَا بِالطُّسْتِ فَلَقَدْ انْحَنَيْتُ فِي حَجَرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ.

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ شیعہ نے حدیثیں وضع کیں تھیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے سو رد کیا ان پر اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات پر اور اس طرح جو ان کے پیچھے ہیں۔ پس بعض اس میں وہ

چیز ہے کہ استدلال کیا اس کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور بعض اس سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نے اس چیز کا اپنی جان کے لیے دعویٰ نے کیا اور نہ پیچھے اس کے کہ خلیفہ ہوئے اور نہ ذکر کیا اس کو کسی نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے وثیقہ کے دن اور ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو عیب لگایا اور ان کی شان گھٹائی اس لیے کہ قصد کیا انہوں نے اس کی تعظیم کو اس لیے کہ منسوب کیا انہوں نے اس کو باوجود بڑی شجاعت اور بڑی بہادری کے طرف مد اہنت اور تقیہ کی یعنی کہا کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نے تقیہ کی وجہ سے یہ بات کہی تھی اور منسوب کیا ان کو منہ پھرنے کی طرف طلب حق سے باوجود ان کے قادر ہونے کے اس پر۔ اور اس کے غیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ لوگوں نے ذکر کیا نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت ﷺ نے اپنی مرض الموت میں علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے پس اس لیے جائز ہوا اس کو انکار کرنا اس سے اور سند پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ملازمت کی وجہ سے حضرت ﷺ کے ساتھ آپ کی مرض الموت میں یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ کا انتقال ہوا اور نہ واقع ہوئی حضرت ﷺ سے کوئی چیز اس قسم کی یعنی خلافت کی وصیت سے علی رضی اللہ عنہ کے لیے پس جائز ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی نفی کرنی اس کے ہونے کی وجہ سے منحصر مجلسوں معین میں کہ نہ غائب ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کسی چیز میں ان سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ نے کوئی وصیت نہ کی۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہ کیا۔ اور روایت کی امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوة میں کہ جب جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہا غالب ہوئے تو کہا کہ اے لوگوں نہیں وصیت کی حضرت ﷺ نے خلافت میں کچھ بھی آخر حدیث تک اور لیکن خلافت کے سوائے اور وصیتیں پس وارد ہوئیں ہیں کئی حدیثوں میں کہ جمع ہوئی ہیں اس سے کئی چیزیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا اس میں آپ نے فرمایا کہ سونے کے ٹکڑے کو کیا ہوا میں نے کہا کہ میرے پاس ہے فرمایا کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈال۔ اور ایک روایت میں عبد اللہ بن عقبہ سے روایت ہے کہ نہیں وصیت کی حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت مگر تین چیزوں کی ہر ایک کے لیے دارین اور دھاوین اور اشعرین سے سو و سق اناج خیبر سے اور یہ کہ نہ چھوڑے جائیں عرب کے جزیرے میں دودین اور یہ کہ جاری کی جائے جماعت اسامہ رضی اللہ عنہ کی اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں یہ کہ سلوک کرو ایلیہوں سے جیسے کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں کتاب اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ مرنے کے وقت اکثر وصیت آپ کی نماز کی تھی اور لونڈیوں کی یعنی ان سے سلوک کرنا اور نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتنے فسادوں سے ڈرایا اپنی مرض الموت میں اور لازم پکڑنے جماعت کے اور کہا ماننے کے اور اقدی نے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو کہے انا لله وانا اليه راجعون۔ اور طبرانی نے اوسط میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم کو وصیت کیجیے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ پہلے مہاجرین کے اور ان کی اولاد کے بارے میں اور جو ان کے بعد ہیں یعنی ان کے ساتھ نیکی کرنے کی اور اس حدیث کی سند میں وہ شخص ہے کہ اس کا حال معلوم نہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو نہلاؤ مجھے سات مشکوں کے ساتھ غرس کے کنویں سے اور وہ کنواں قبا میں تھا اور اس سے پانی پیا کرتے تھے اور بزار کی سند میں ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھیں مجھ پر ہاتھ کھلے چھوڑ کر بغیر امام کے یہ حدیث ضعیف ہے اور رافضیوں کی جھوٹی بناوٹی حدیثوں سے ہے جو کہ روایت کی کثیر بن یحییٰ نے ابو عوانہ سے اس نے الجح سے اور اس نے زید بن علی بن حسین سے کہ جب وہ دن ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا پس ذکر کیا دراز قصہ اس کے بارے میں پس علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہوئی پس جھکے حضرت ﷺ پر پس خبر دی اس کو ساتھ ہزار باب کے یعنی دروازے کے جو قیامت سے پہلے ہوگا کھولا جائے گا ہر دروازے سے ہزار دروازہ اور یہ حدیث مرسل ہے یا معطل ہے۔ (فتح)

بابُ أَنْ يَتْرَكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ .
باب ہے اس بیان میں کہ اگر اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا لفظ حدیث پر پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ جس شخص کے پاس مال تھوڑا ہو تو نہیں ہے مستحب اس کے لیے وصیت جیسا کہ پہلے گذر چکا۔ (فتح)

۲۵۳۷۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا اور حضرت ﷺ میری خبر پوچھنے کو آئے اور حالانکہ میں مکے میں تھا یعنی حجۃ الوداع میں اور حضرت ﷺ برا جانتے تھے یہ کہ مرے اس زمین میں جس سے ہجرت کی ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے عفراء کے بیٹے پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اپنے کل مال کی وصیت کرتا ہوں یعنی اپنا کل مال خیرات کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تہائی مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا کہ آدھے مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ تہائی مال کی

۲۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَ أَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَا لِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ

النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ
نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّقْمَةُ الَّتِي تَرَفَعُهَا
إِلَى فِي أَمْرَاتِكَ وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ
فَيَنْصَفَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ وَلَمْ
يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ.

وصیت کروں فرمایا ہاں تمہائی کی وصیت کر اور تمہائی بھی بہت
ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے
کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور
تحقیق جب تو کچھ خرچ کرے گا تو وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ
وہ لقمہ جس کو اپنی بی بی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی تجھ کو
ثواب ملے گا اور عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو اس بیماری سے اٹھائے
یعنی تیری زندگی دراز ہوگی (اور اسی طرح اتفاق ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ
اس کے بعد پچاس برس تک جیتے رہے) یہاں تک کہ نفع
پائیں گے تجھ سے بہت لوگ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور
لوگ اور اس دن اس کی ایک بیٹی کے سوا اور کچھ اولاد نہ تھی۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ تعبیر کی حضرت ﷺ نے وارثوں کے ساتھ اور نہ فرمایا کہ اگر تو اپنی بیٹی کو چھوڑے باوجود
اس کے کہ نہ تھی اس کے لیے اس دن مگر ایک بیٹی۔ اس لیے کہ وارث اس وقت متحقق نہ ہوئے تھے اس لیے کہ
سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی بنا برائے مرنے اس بیماری میں اور باقی رہنے بیٹی کے اس کے بعد تا کہ وہ اس کی وارث
ہو اور یہ بھی جائز تھا کہ وہ اس سے پہلے مر جائے سو جواب دیا حضرت ﷺ نے کلی کلام کے ساتھ ہر حالت کے لیے
اور وہ وَرَثَتُكَ ہے اور نہ خاص کیا بیٹی کو اس کے غیر سے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو کچھ خرچ کرے الخ تو ایک روایت
میں اس کے بدلے یہ ہے کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضامندی کے لیے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہ روایت
مقید ہے اللہ کی رضامندی کے ساتھ۔ اور متعلق کیا ثواب کے حاصل ہونے کو اس کے ساتھ اور یہ معتبر ہے اور اس
سے مستفاد ہوتا ہے کہ واجب کا ثواب نیت سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ بیوی پر خرچ کرنا واجب ہے اور اس کے
فعل میں ثواب ہے سو جب اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی کی نیت کرے تو اس کا ثواب اس کے ساتھ زیادہ ہوگا یہ
بات ابن ابی حمزہ نے کہی اور نفقہ کے ساتھ تنبیہ کی اس کے غیر پر وجہ احسان اور نیکی سے اور یہ جو کہا کہ جو کچھ
تو خرچ کرے گا الخ تو وہ وجہ تعلق اس قول کی ساتھ قصے وصیت کے یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا سوال مشعر ہے اس کے ساتھ
کہ اس نے بہت ثواب لینے کی رغبت کی سو جب حضرت ﷺ نے اس کو تمہائی پر زیادہ کرنے سے منع کیا تو اس کو
بطور تسلی کے فرمایا کہ جو کچھ کہ تو اپنے مال میں کرے صدقہ حاضر سے اور نفقہ سے اگرچہ واجب ہو تو اس کا ثواب پائے
گا جب کہ تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے گا۔ اور شاید خاص کیا ہے عورت کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ
اس کا نفقہ ہمیشہ جاری رہتا ہے بخلاف اس کے غیر کے۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے

میں ثواب مشروط ہے نیت کے صحیح ہونے کے ساتھ اور اللہ کی رضامندی چاہنے کے ساتھ۔ اور یہ مشکل ہے جب کہ عارض ہو اس کو مقتضی ثبوت کا پس تحقیق نہیں حاصل ہوتی غرض ثواب سے یہاں تک کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور پہلے گزر چکی ہے تخلص اس مقصود کی اس چیز سے کہ ملے اس کو اور کبھی اس میں اس پر دلیل ہوتی ہے کہ واجب جب ادا کیا جائے اور پر قصد ادا واجب کے اللہ کی رضامندی چاہنے کے لیے تو اس پر اس کو ثواب ملتا ہے پس تحقیق قول آپ کا حتیٰ مَا تَجْعَلُ فِيْهِ اَمْرًا يَنْتَهِىٰ عَنْهُ تَخْلِيصُ ہے اس کے لیے غیر واجب کے ساتھ اور اس جگہ لفظ حتیٰ کا تقاضہ کرتا ہے مبالغہ کا ثواب حاصل کرنے میں بہ نسبت معنی کے۔ اور یہ جو کہا کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ الخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ فائدہ پائیں گے تجھ سے مسلمان غیصوں کے ساتھ اس چیز پر کہ جو فتح کرے گا اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر کافروں کے شہروں کو اور تیرے ہاتھ سے ضرر پائیں گے وہ کافر جو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ اور یہ جو کہا کہ اس دن اس کی صرف ایک بیٹی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں وارث بنتی میری مگر ایک بیٹی اور نووی وغیرہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہیں کہ نہیں وارث ہوتی مجھ کو اولاد سے یا خاص وارثوں سے یا عورتوں سے نہیں تو سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عصبے تھے اور وہ بہت تھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں وارث ہے مجھ کا کوئی اصحاب فروض اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے ہیں بیمار کی زیارت کا مشروع ہونا امام کے لیے اور جو اس سے کم ہو اور موکد ہوتی ہے ساتھ سخت ہونے بیماری کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا ہاتھ کا بیمار کے ماتھے اور اس کے منہ پر اور بیمار عضو پر ہاتھ پھیرنا اور کثادگی کرنی اس کے لیے اس کی زندگی کے دراز ہونے میں اس لیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ماتھے پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ الہی شفا بخش سعد کو اور اس کی ہجرت پوری کر پس ہمیشہ میں آپ کے ہاتھ کی سردی پاتا رہا اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی بیماری کی اپنی بیماری کی شدت کے ساتھ اور قوت دکھ اپنے کے جب کہ نہ مقترن ہو اس کے ساتھ کوئی چیز کہ منع ہے یا مکروہ ہے نہ راضی ہونے سے ساتھ اللہ کی قضا کے بلکہ جس جگہ یہ ہودعا کے چاہنے کے لیے یاد ادا کے اور بہت وقت مستحب ہوتا ہے۔ اور یہ کہ یہ نہیں منافی ہے متصف ہونے صبر محمود کے ساتھ اور جب کہ یہ بیماری کے درمیان جائز ہے تو تندرستی کے بعد خبر دینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور یہ کہ اعمال نیکی اور بندگی کے جب کہ ہو اس سے وہ چیز کہ نہیں ممکن ہے تدارک اس کا تو قائم ہوتا ہے اس کا غیر ثواب میں اس کی جگہ اور بہت وقت اس پر زیادہ ہوتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے خوف کیا یہ کہ مرے اس گھر میں جس سے اس نے ہجرت کی پس فوت ہو اس سے بعض ثواب اس کی ہجرت کا پر خبر دئی اس کو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ کہ اگر اپنی ہجرت کی جگہ سے متخلف رہا اور پس عمل کیا کوئی نیک عمل حج یا جہاد وغیرہ تو ہوگا اس کے لیے ثواب بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوا ہے اس سے اور جہت سے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا مال کا اس لیے کہ توین اس کے قول میں وانا ذو مال کثرت کے

لیے ہے اور اس کے بعض طرق میں صریح واقع ہوا ہے کہ میں بہت مال دار ہوں۔ اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے صلہ رحمی اور احسان کرنے پر قرابت داروں کی طرف اور یہ کہ قریب ناتے دار کے ساتھ سلوک کرنا افضل ہے بعید کے ساتھ سلوک کرنے سے اور خرچ کرنے سے نیکی کی راہوں میں اس لیے کہ مباح امر میں جب اللہ کی رضامندی کا قصد کرے تو وہ بندگی ہو جاتی ہے اور تحقیق تنبیہ کی اس پر ساتھ اقل حظوظ دنیاوی عادی کے اور وہ رکھنا لقمہ کا ہے اپنی بی بی کے منہ میں اس لیے کہ نہیں ہوتا ہے یہ اکثر اوقات مگر وقت ملاعبت اور کھیل کے اور باوجود اس کے پس اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ساتھ قصد صحیح ہو پس کس طرح ہے اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس سے اوپر ہے اور اس میں یہ ہے کہ منع ہے نقل کرنا مردے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اس لیے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو البتہ حکم کرتے حضرت ﷺ نقل کرنے کا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے۔ خطاب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو جائز ہے اس کو وصیت کرنی تہائی سے زیادہ کی حضرت ﷺ کے قول کے وجہ سے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہونہ پرواہ کرے گا وہ وصیت کے ساتھ اس چیز سے کہ زیادہ ہو اس لیے کہ وہ اپنے پیچھے کوئی وارث نہیں چھوڑتا کہ اس پر محتاجی کا خوف ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ محض تعلیل نہیں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہا اس میں تنبیہ ہے زیادہ تر نفع دینے والی چیز پر اور اگر محض تعلیل ہوتی تو البتہ تقاضہ کرتی کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت جائز ہو جس کے وارث مال دار ہوں اور البتہ ہوتی ان پر وصیت بغیر ان کی اجازت کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور تقدیر اس بات کی کہ تعلیل محض ہو پس وہ کم کرنے کے لیے ہے تہائی سے نہ کہ زیادہ کرنے کے لیے اس پر اس لیے کہ جب حضرت ﷺ نے تہائی کی وصیت جائز رکھی اور یہ کہ نہ اعتراض کیا جائے اس کے ساتھ وصیت کرنے والے پر مگر یہ کہ اس سے کم کرنا اولیٰ ہے خاص کر اس کو جس کے وارث مال دار نہ ہوں پس تنبیہ کی سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اور اس میں بند کرنے ذریعے کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ نہ پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر تاکہ نہ ذریعہ پکڑے کوئی ساتھ بیماری کے حب وطن کے سبب کے لیے۔ یہ بات ابن عبد البر نے کہی ہے اور اس میں مقید کرنا ہے مطلق قرآن کے کو سنت کے ساتھ اس لیے کہ اللہ نے فرمایا کہ وصیت کے بعد کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے پس اس میں مطلق وصیت کا ذکر ہے اور قید کیا ہے اس کو سنت نے تہائی کے ساتھ اور یہ کہ جو اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑے اس کو اس میں رجوع کرنا لائق نہیں اور نہ وہ اس میں سے کسی چیز مختار ہے اور اس میں افسوس ہے اس چیز کے فوت ہونے پر کہ حاصل ہو اس کے ساتھ ثواب اور یہ کہ جس سے یہ فوت ہو وہ جلدی کرے اس کے پورا کرنے کی طرف اس کے غیر کے ساتھ اور اس میں تسلی ہے اس شخص کے لیے کہ فوت ہو اس سے کوئی کام کاموں سے اس چیز کے حاصل کرنے کے ساتھ کہ وہ اس سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ اشارہ کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے نیک عمل سے اس کے بعد۔ اور یہ کہ جائز ہے صدقہ کرنا سارے مال

کا اس شخص کے لیے کہ صبر کے ساتھ مشہور ہو اور نہ ہو اس کے لیے وہ شخص کہ اس کا خرچ اس پر لازم ہو اور یہ مسئلہ کتاب الزکاة میں پہلے گذر چکا ہے اور یہ کہ جائز ہے استفسار کرنا قتل سے جب کہ کئی وجہوں کا احتمال رکھے اس لیے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کو سارے مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تو اس کے نزدیک احتمال ہوا کہ اس سے کم میں شاید منع ہو اور شاید جائز ہے پس استفسار کیا اس چیز سے کہ اس سے کم ہے۔ اور اس میں نظر کرنی ہے وارثوں کی بھلائیوں میں اور یہ خطاب شارع کا واحد کے لیے عام ہوتا ہے اس شخص کو کہ اس کی صفت پر ہو مکلفین سے علماء کے اتفاق کرنے کی وجہ سے اور پر حجت پکڑنے کے ساتھ اس حدیث کے اگرچہ واقع ہوا خطاب ساتھ مفرد کے صیغے کے ساتھ اور البتہ بعید بات کہی اس شخص نے جس نے کہا کہ یہ حکم سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے جو اس کی طرح ہو اس شخص سے کہ اپنے پیچھے ضعیف وارث چھوڑے یا جو پیچھے چھوڑے وہ قلیل ہو اس لیے کہ بیٹی کی شان سے ہے یہ بات کہ اس میں طبع کی جائے اور اگر ہو بغیر مال کے تو نہ رغبت کی جائے اس کے بارے میں اور یہ کہ جو تھوڑا مال چھوڑے پس اس کے لیے اختیار ہے وصیت کو ترک کرنے کا اور باقی رکھنا مال کو وارثوں کے لیے اور یہ کہ اس میں رعایت ہے عدل کی وارثوں کے درمیان اور رعایت ہے عدل کی وصیت میں۔ اور یہ کہ تہائی کثرت کی حد میں ہے اور تحقیق اعتبار کیا ہے بعض فقہاء نے غیر وصیت میں اور حاجت ہوئی احتجاج کی اس کے ساتھ طرف ثبوت طلب کثرت کے بیچ حکم معین کے۔ اور یہ جو کہا کہ تہائی بہت ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تجھ کو تہائی کافی ہے اور احتمال ہے کہ یہ جواز کے بیان کے لیے ہو یعنی تہائی مال کی وصیت کرنی جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کی وصیت کی جائے اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے اور یہی ہے وہ چیز کہ جس کی طرف فہم دوڑتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ تہائی کی وصیت کرنا مکمل ہے یعنی اس کا ثواب بہت ہے اور احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہوں کہ بہت ہے تھوڑا نہیں اور یہ سب معنوں سے اولیٰ ہے یعنی کثرت نسبتی امر ہے اور یہ جو کہا کہ نہیں وارث ہوتی میری مگر بیٹی تو استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو قائل ہے رد کرنے کا باقی کے ذوی الارحام پر قول میں حصر کی وجہ سے کہ نہیں وارث ہے میری مگر میری بیٹی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ مراد ذوی الفروض ہیں جیسا کہ پہلے گذرا اور جو رد کرنے کا قائل ہے وہ اس کے ظاہر کا قائل نہیں اس لیے کہ وہ دیتے ہیں اس کو اس کا فرض پھر رد کرتے ہیں پر باقی کو اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداء میں سب کی مالک ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثَّلَاثِ۔ تہائی مال کی وصیت کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا یا مشروعیت اس کی اور اس کی تقریر پہلے باب میں گذر چکی ہے اور اجماع قرار پا چکا ہے اس پر کہ تہائی سے زیادہ مال کے ساتھ وصیت کرنا منع ہے لیکن اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جس کا وارث ہو اور اس کی شرح آئے گی باب الاوصیۃ لوارث میں۔ اور اس شخص کے حق میں کہ اس کا کوئی وارث نہ ہو پس جمہور

اس کو منع کرتے ہیں اور جائز کہا ہے اس کو حنفیہ اور احنق اور شریک اور احمد نے ایک روایت میں اور یہی ہے قول علی اور ابن مسعود کا اور ان کی حجت یہ ہے کہ وصیت آیت مطلق ہے اور اس کو سنت نے مقید کیا ہے اس شخص کے ساتھ کہ جس کا کوئی وارث ہو اور جس کا کوئی وارث نہیں وہ اپنے اطلاق پر باقی رہے گا۔ اور پہلے باب میں ان کی ایک توجیہ گزر چکی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا اعتبار کیا جائے تہائی مال کا وصیت کے وقت یا موت کے وقت اور یہ اختلاف دو قولوں پر ہے اور یہ دو جہیں ہیں شافعیہ کے لیے اور زیادہ ترجیح دوسری وجہ ہے پس قائل ہے پہلی وجہ کے ساتھ مالک اور اکثر عراقی اور یہی قول ہے نخعی اور عمر بن عبد العزیز کا اور وجہ ثانی کا قائل ہے ابو حنیفہ اور احمد اور باقی اور یہی قول ہے علی بن ابی طالب کا اور تابعین کی ایک جماعت کا اور پہلوں نے تمسک کیا ہے اس کے ساتھ وصیت عقد میں اور عقود اعتبار کیے جاتے ہیں ساتھ اول اپنے کے اور اس طرح کہ اگر نذر مانی یہ کہ صدقہ کرے اپنے تہائی مال کے ساتھ تو اعتبار کیا جاتا ہے یہ نذر کے وقت۔ اور جواب دیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں وصیت عقد ہر جہت سے اس لیے نہیں اعتبار کی جاتی اس میں فوریت اور نہ قبول اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان نذر اور وصیت کے اس طرح سے کہ وصیت سے رجوع جائز ہے اور نذر لازم ہوتی ہے اور نتیجہ اس اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس چیز میں کہ جب حادث ہو اس کے لیے مال وصیت کے بعد اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا حساب کیا جائے تہائی حصے کا تمام مال سے یا نافذ ہوگی اس چیز کے ساتھ کہ جانتا ہے اس کو موصی یعنی وصیت کرنے والا سوائے اس کے جو اس پر پوشیدہ ہے یا نیا حاصل ہوا اس کے لیے اور نہیں معلوم کیا اس نے اس کو اور پہلے قول کے قائل ہیں جمہور اور دوسرے کے قائل ہیں مالک اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں شرط ہے کہ یاد کرے تعداد مال کی مقدار کی وصیت کے وقت اتفاقاً اگرچہ اس کی جنس اس کو معلوم ہو پس اگر اس کا معلوم کرنا شرط ہوتا تو البتہ پھر جائز نہ ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا يَجُوزُ لِلذَّمِّيِّ وَصِيَّةٌ
یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں جائز ہے ذمی کے لیے
وصیت مگر ساتھ تہائی مال کے اگر ذمی کافر وصیت کرے تو
نہیں نافذ ہوگی مگر تہائی میں۔

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ مراد بخاری کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو وارث نہ ہو اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا درست ہے اور اسی لیے حجت پکڑی ہے اس نے اللہ کے قول کے ساتھ کہ حکم کرو ان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے اور وہ چیز کہ حکم کیا ہے اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تہائی مال کی وصیت کرنے کا وہی حکم ہے اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری سو جس نے اس حد سے تجاوز کیا تو اس نے ممنوع کام کیا اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی یہ مراد نہیں بلکہ اس کی مراد آیت سے شہادت لینی ہے اس پر کہ جب ذمی کے وارث ہمارے پاس مقدمہ لائیں تو نہیں جاری ہوگی اس کی وصیت مگر تہائی مال سے

اس لیے کہ ہم نہیں حکم کرتے ان کے درمیان مگر اسلام کے حکم کے ساتھ اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے کہ حکم کرو ان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے۔ (فتح)

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم ہوا حضرت ﷺ کو یہ کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری اللہ نے فرمایا کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری۔

۲۵۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرَّبْعِ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفُلْتُ وَالْفُلْتُ وَالْفُلْتُ كَثِيرٌ

۲۵۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کم کریں لوگ وصیت کو تہائی سے چوتھائی تک تو بہتر ہو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال کے ساتھ وصیت کرو اور تہائی بھی بڑی ہے یا فرمایا بہت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

أَوْ كَثِيرٌ.

فائدہ: یہ مانند تعلیل کے اس چیز کے لیے کہ اختیار کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کم کرنے سے تہائی سے اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لیا ہے اس کو حضرت ﷺ کے بیان کرنے سے تہائی کو کثرت کے ساتھ اور اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے اور جس نے لیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو مانند اسحق بن راہویہ کی اور مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ مستحب ہے کہ تہائی مال سے کم کی جائے اور نودی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر وارث محتاج ہو تو مستحب ہے کہ تہائی سے کم کی جائے اور اگر مال دار ہو تو نہ کم کی جائے۔ (فتح)

۲۵۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَضْتُ فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا يَرُدَّنِي عَلَى عَقْبِي قَالَ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ أُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ وَإِنَّمَا لِي ابْنَةٌ

۲۵۲۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا تو حضرت ﷺ نے میری بیمار پرسی کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو اپنی ایڑیوں پر نہ پھیرے یعنی جس جگہ سے میں نے ہجرت کی یعنی مکہ سے وہاں مجھ کو نہ مارے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تجھ کو بیماری سے اٹھائے اور نفع پائیں ساتھ تیرے کئی لوگ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں یعنی اپنا مال خیرات کروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری صرف ایک بیٹی

قُلْتُ أَوْصِيْ بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيْرٌ
قُلْتُ فَالثلثُ قَالَ الثلثُ وَالثُلُثُ كَثِيْرٌ أَوْ
كَثِيْرٌ قَالَ فَأَوْصِي النَّاسَ بِالثُّلُثِ وَجَاَزَ ذَلِكَ
لَهُمْ۔

ہے تو میں نے کہا کہ میں آدھے مال کی وصیت کرتا ہوں
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدھا مال بہت ہے میں نے کہا کہ
تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں فرمایا کہ تہائی کی وصیت کراور
تہائی بھی بہت ہے راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کے ساتھ
وصیت کی اور جائز ہوئی وصیت ان کے لیے تہائی کی۔

فائدہ: میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہو اور سوائے اس
کے نہیں کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کل میں اور نہ دو تہائیوں میں اور نہیں ہے اس روایت میں
اشکال مگر اس جہت سے کہ اس میں نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے اور تہائی کو بھی کثرت کے ساتھ موصوف
کیا ہے پس کس طرح منع ہوئی وصیت ساتھ آدھے مال کے اور جائز ہوئی ساتھ تہائی کے اور اس کا جواب یہ کہ
دوسری روایت جس میں نصف کا جواب ہے دلالت کرتی ہے آدھے مال کے منع ہونے پر اور اس کی تہائی میں منع نہیں
آئی بلکہ اقتصار کیا اور اس کے وصف کرنے کے کثرت کے ساتھ اور اس کی علت بیان کی کہ وارثوں کو مال دار باقی
چھوڑنا اولیٰ ہے بنا بر اس کے پس قول اس کا الثلث خبر مبتدا محذوف کی ہے تقدیر اس کی مباح ہے اور آپ کا قول
الثلث کثیر دلالت کرتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کیا جائے اور یہ جو راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کی وصیت کی
تو شاید مراد امام بخاری کی اس کے ساتھ اشارہ کرنا ہے کہ تہائی سے کم کرنا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے وہ
استحباب کے لیے ہے نہ کہ منع کے لیے تطبیق کی وجہ سے دونوں حدیثوں کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُوصِي لَوَصِيَّهِ تَعَاهُذُ
وَلَدِي وَمَا يَجُوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ
الدَّعْوَى۔

باب ہے بیان میں قول وصیت کرنے والے کے لیے
اپنے وصی کے یعنی جس کو وصیت کی کہ میری اولاد کی
خبر گیری کر اور بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے وصی کے
لیے دعویٰ سے۔

فائدہ: وارد کی بخاری نے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جھگڑے کے قصے کے بارے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
اور عبد بن زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے درمیان۔ اور تحقیق باب باندھا ہے اس کے لیے کتاب الاشخاص میں دَعْوَى
الْمُوصِي لِلْمَيِّتِ اَيَّ عَنِ الْمَيِّتِ یعنی مردے کی طرف سے اور نکالنا دونوں امروں مذکورہ کا ترجمہ میں حدیث سے
ظاہر ہے اور اس کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ (فتح)

۲۵۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

۲۵۴۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی وقاص نے
اپنے بھائی سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عَتَبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهْدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ زَمَعَةَ مَنِيَّ فَأَقْبَضَهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ غَاِمُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ فَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمَعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ أُمَةِ أَبِي وَلَيْدٍ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمَعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمَعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاللِّعَاضِ الْخَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمَعَةَ احْتَجِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعَتَبَةَ فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

بَابُ إِذَا أَوْمَأَ الْمَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً
بَيِّنَةً جَارَتْ.

فائدہ: یعنی (شرح فتح الباری میں ترجمۃ الباری) ایسا اشارہ ظاہر کرے جس سے اس کا مطلب تقریر شارح نے یوں نکالی ہے اِیْ هَلْ یُحْ صاحب نے اختلافِ نسخین کو نظر انداز کر کے لکھا ہے کہ ہوتے ہوئے یہ استفہام بالکل غیر موزون

٢٥٤١- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عِبَادٍ حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

لوٹڈی کا بیٹا مجھ سے ہے یعنی میرے نطفے سے ہے سو لے لینا اس کو طرف اپنی سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لیا اور کہا کہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی نبی ﷺ کے پاس گئے پس سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے متعلق وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوٹڈی کا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد بن زمعہ کہ لڑکا صاحب پچھونا کے لیے اور زانی کے لیے محرومی ہے یعنی میراث اور نسب سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی کو فرمایا کہ تو پردہ کر اس سے اے سودہ بسبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے تو اس لڑکے نے اس سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

جب اشارہ کرے بیمار اپنے سر سے اشارہ ظاہر جس میں کچھ خفا نہ ہو۔

فائدہ: یعنی (شرح فتح الباری میں ترجمۃ الباب میں اجازت کے عوض تعریف ہے یعنی جب مریض اپنے سر کے ساتھ ایسا اشارہ ظاہر کرے جس سے اس کا مطلب سمجھا جائے پس اس نسخہ کے مطابق جواب شرط محذوف ہے جس کی تقریر شارح نے یوں نکالی ہے اِیْ هَلْ یُحْکَمُ بِهَا یعنی کیا اس اشارہ کے بموجب حکم کیا جاسکتا ہے پس مترجم صاحب نے اختلافِ نسخین کو نظر انداز کر کے گُذَر دیا حالانکہ نسخہ متن میں حجاب شرط اجازت مذکور پر بولا ہے جس کے ہوتے ہوئے یہ استفہام بالکل غیر موزون ہے۔ ابو محمد غفر عنہ) کیا حکم کیا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۳۱- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکے کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر اس کے سر

کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سے مارا تو اس کو کہا گیا کہ کس نے تیرے ساتھ یہ کام کیا ہے کیا فلاں نے کیا یا فلاں نے کیا یعنی جن جن پر گمان تھا ان کا نام لیا یہاں تک کہ یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں پھر اس کو لایا گیا تو ہمیشہ رکھا اس کو یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا کہ میں نے ہی یہ کام کیا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم دیا تو اس کا سر پتھروں سے چکلا گیا۔

أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ بَخَارِيَّةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكَ أَفْلَانُ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سَمِيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَاتُ بِرَأْسِهَا فَبَجِيَءَ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْضَ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیمار اپنے سر سے اشارہ کرے تو اشارہ محترم ہے۔

بَابُ لَا وَصِيَّةَ لَوَارِثٍ نہیں جائز ہے وصیت وارث کے لیے۔

فائدہ: یہ ترجمہ حدیث مرفوع کا لفظ ہے۔ گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہے وہ بخاری کی شرط پر پس باب باندھا اس کے ساتھ اپنی عادت کے موافق اور بے پرواہ ہوا اس چیز کے ساتھ کہ دے اس کو حکم تحقیق روایت کیا اس کو ابو داود اور ترمذی وغیرہ نے ابی امامہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ جتہ الوداع کے دن اپنے خطبے میں فرماتے تھے کہ اللہ نے ہر حقدار کو اپنا حق دیا پس نہیں جائز وصیت وارث کے لیے اور اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے اور تحقیق اس کی حدیث کو قوی کیا ہے شامیوں سے ایک جماعت نے اماموں سے ان میں سے احمد اور بخاری ہیں اور یہ حدیث اس نے شرجیل بن مسلم سے روایت کی ہے اور وہ شامی سے ثقہ ہیں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہے ترمذی اور نسائی کے نزدیک اور انس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ کے نزدیک اور عمرو بن شعیب اور جابر رضی اللہ عنہ سے دارقطنی کے نزدیک اور علی رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ کے نزدیک اور ان میں سے کسی کی سند کلام سے خالی نہیں لیکن ان کا مجموعہ ثقافتہ کرتا ہے کہ حدیث کی اصل موجود ہے۔ بلکہ شافعی نے ام میں کہا کہ یہ تین متواتر ہیں پس کہا امام شافعی نے کہ پایا ہم نے اہل فتویٰ کو اور اس شخص کو کہ یاد رکھا ہم نے ان سے اہل علم بالمغازی سے قریش وغیرہ سے کہ نہیں مختلف ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں وصیت وارث کے لیے اور روایت کرتے ہیں اس کو ان لوگوں سے کہ یاد رکھا ہے انہوں نے اس کو آپ سے ان سے کہ ملاقات کی ہے انہوں نے آپ سے پس ہوگی یہ نقل کل کی کل سے پس یہ قوی تر ہے واحد کی نقل سے اور تنازع کیا فخر رازی نے اس حدیث کے متواتر ہونے میں اور اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیں تو مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ قرآن سنت کے ساتھ منسوخ نہیں ہوتا لیکن اس میں حجت اجماع ہے بنا برائے مقتضی کے جیسا کہ شافعی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور مراد وصیت کے نہ صحیح ہونے سے وارث کے لیے عدم لزوم ہے یعنی نہیں لازم ہوتی اس

لیے کہ اکثر اس پر ہیں کہ وہ موقوف ہے وارثوں کی اجازت پر۔ اور دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے جائز وصیت وارث کے لیے مگر یہ کہ وارث چاہیں کماسیاتی بیانہ۔ اور اس کے راوی معتبر ہیں اور شاید بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے پس باب باندھ حدیث کے ساتھ۔ اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوفاً بھی روایت آئی ہے لیکن اس کی تفسیر میں اخبار ہے اس چیز کے ساتھ کہ تھی حکم سے پہلے قرآن کے اترنے سے۔ پس ہوگئی مرفوع کے حکم میں اس تقریر کی وجہ سے اور اس کی دلات کی وجہ ترجمہ کے ساتھ اس حجت سے ہے کہ منسوخ ہونا وصیت کا والدین کے لیے اور ثابت کرنے کے لیے میراث کو ان کے لیے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے ماں باپ کے لیے میراث اور وصیت کو اور جب اس طرح ہوا تو جو ان دونوں سے کم ہے اولیٰ ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے اس کے لیے یہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وصیت ماں باپ اور قرابت والوں کے لیے تھی الخ پس ظاہر ہوئی وجہ مناسبت کی اس زیادتی کے ساتھ۔ (فتح الباری)

۲۵۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ
وَرَقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ
فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ
مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَى وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمَنَ
وَالرُّبْعَ وَاللِّزْجَ الشُّطْرَ وَالرُّبْعَ.

۲۵۴۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں مال سب اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی یعنی ماں باپ وارثوں میں داخل نہ تھے تو منسوخ کیا اللہ تعالیٰ اس حکم سے جو کچھ چاہا پس ٹھہرایا مرد کے لیے مانند حصوں دو عورتوں کی یعنی دو عورتوں کے برابر اور ٹھہرایا ماں باپ کے لیے ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ اور ٹھہرایا عورت کے لیے آٹھواں حصہ یعنی جب کہ خاوند کی اولاد ہو اور چوتھائی جب کہ اولاد نہ ہو اور ٹھہرایا خاوند کے لیے آدھا مال اور چوتھائی یعنی دو حالوں میں۔

فائدہ: جمہور علماء نے کہا کہ یہ وصیت اول اسلام میں واجب تھی میت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے بنا بر اس کے کہ مناسب جانے اس کو میت برابری کرنی اور تفصیل سے پھر یہ حکم فرائض کی آیت سے منسوخ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وصیت ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے تھی سوائے اولاد کے پس وہ وارث ہوتی تھی اس چیز کی جو وصیت کے بعد باقی رہتی۔ اور ابن شریح نے عجیب بات کہی پس کہا کہ مکلف تھے وصیت کے والدین اور قرابت داروں کے لیے بقدر حصہ کے کہ اللہ کے علم میں مقدر تھا پہلے اس کے اتارنے کے۔ اور امام الحرمین نے اس پر سخت انکار کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آیت مخصوص ہے اس لیے کہ اقربین عام ہے اس سے کہ وارث ہوں اور ان سب کے لیے وصیت واجب تھی پس خاص کیا گیا وصیت کی آیت سے وہ شخص کہ وارث نہیں فرائض کی آیت کی رو سے اور

حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے اور باقی رہا حق اس شخص کہ نہیں وارث اقربین سے وصیت میں اپنے حال پر یہ قول طاؤس وغیرہ کا ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بچ مقرر کرنے ناسخ آیت وصیت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے۔ سو بعض کہتے ہیں کہ فرائض کی آیت سے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث مذکور سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس پر اجماع نے دلالت کی ہے اگرچہ اس کی دلیل متعین نہیں ہوئی اور استدلال کیا گیا ہے حدیث لَا وَصِيَّةَ لَوَادِثٍ کے ساتھ اس طرح سے کہ وارث کے لیے ہرگز وصیت صحیح نہیں مگر ما تقدم۔ اور بر تقدیر اس کے تہائی سے نافذ ہونے کے نہیں صحیح ہے وصیت کے اس کے لیے اور اس کے غیر کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ تہائی سے زیادہ ہو اگرچہ وارث جائز رکھے اور ساتھ اس کے قائل ہو امزنی اور داود اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے اس کے لیے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ اس شخص کی کہ جس نے مجھے غلام آزاد کیے تھے پس تحقیق اس میں مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سخت بات کہی یعنی کہا کہ اگر میں جانتا تو اس کا جنازہ نہ پڑھتا اور نہیں منقول ہے یہ بات کہ حضرت ﷺ نے وارثوں سے مراجعت کی ہے پس دلالت کی اس نے یہ کہ مطلق منع ہے اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ راوی کے قول کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اس کے بعد تہائی سے وصیت کرنی جائز تھی پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کہ منع کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنے سے آدھے مال کی اور اجازت کی صورت مستثنیٰ نہیں کی اور جو چوتھائی سے زیادہ وصیت کو جائز کہتا ہے اس نے اس زیادتی کے ساتھ دلیل پکڑی ہے جو پہلے گذر چکی ہے اور وہ حضرت ﷺ کا قول ہے مگر یہ کہ وارث چاہیں پس اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو وہ دلیل ظاہر ہے اور دلیل پکڑی ہے جائز رکھنے والوں نے معنی کے اعتبار سے اس طرح سے کہ منع تو اصل میں حق وارثوں کے لیے تھا پس جب جائز رکھیں تو منع نہیں ہوگا اور اختلاف کیا ہے اس کی اجازت کے وقت میں پس جمہور اس پر ہیں کہ اگر موسیٰ کی زندگی میں جائز رکھیں تو جائز ہے ان کو رجوع کرنا پس جب چاہیں اور اگر اس کے بعد جائز رکھیں تو نافذ ہو جاتی ہے یعنی لازم ہو جاتی ہے اس میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہوتا اور مالکیہ نے تفصیل کی ہے زندگی میں مرض الموت اور اس کے غیر کے درمیان پس لاحق کیا ہے انہوں نے مرض الموت کو مابعد موت کے ساتھ اور مستثنیٰ کیا ہے بعض نے اس کو جب کہ ہو اجازت دینے والا وصیت کرنے والے کے عیال میں اور خوف کرے اس کے باز رہنے سے منقطع ہونا اس کے معروف کو اس سے اگر زندہ رہے پس تحقیق اس کی مثل کے لیے جائز ہے رجوع کرنا۔ اور زہری اور ربیعہ نے کہا کہ ان کو رجوع کرنا مطلق درست نہیں اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اوپر اعتبار ہونے موسیٰ لہ کے وارث بچ مرنے کے دن یہاں تک کہ اگر وصیت کرے اپنے بھائی کے لیے جو وارث ہے جب کہ اس کے لیے بیٹا نہ ہو جو بھائی مذکور کو محروم کرے پس پیدا ہو اس کے لیے بیٹا اس کے مرنے سے پہلے جو محروم کرے بھائی

کو تو بھائی مذکور کے لیے وصیت جائز ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے وصیت کرے اور اس کے لیے بیٹا ہو تو بیٹا وصیت کرنے والے کے مرنے سے پہلے مر جائے تو وہ وصیت وارث کے لیے ہے یعنی پس جائز نہ ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس شخص کے وصیت کے منع کرنے پر کہ بیت المال کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو اس لیے کہ وہ منتقل ہوتا ہے وراثت مسلمانوں کے لیے اور وارث کے لیے وصیت باطل ہے اور یہ وجہ محض ضعیف ہے حکایت کیا ہے اس کو قاضی حسین نے اور اس کے قائل کو لازم آتا ہے کہ ذمی کی وصیت کو جائز نہ رکھے یا متعید کرے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑی اس نے۔ (فتح)

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ۔ مرنے کا وقت صدقہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہوگا اس کا یعنی جائز ہے اگرچہ صحت کی حالت میں افضل ہے۔

۲۵۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ تَأْمَلُ الْغِنَى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَا لِفُلَانٍ۔

۲۵۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یعنی پوچھا کہ یا حضرت! کون سی خیرات افضل ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حالت میں کہ تو تندرست اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مال داری کی امید رکھتا ہو (اور تجھ کو زندگی کی امید ہو) اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب تو مرنے لگے اور روح حلق میں پہنچے تو اس وقت تو یوں کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اور فلاں اس کا وارث ہو چکا یعنی اس لیے کہ اگر اس وقت کسی کو نہ دے گا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور وارثوں کو ملا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ مذکور بطور مثال کے ہے۔ خطاب نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلاں موصی لہ میں اور آخر فلاں وارث اس لیے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو اس کو باطل کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ساتھ سب کے وہ شخص ہو کہ اس کے لیے وصیت کی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ تیسرے فلاں میں کان کے لفظ کو داخل کیا اشارہ کرنے کے لیے تقدیر کو متعید کرنے کی طرف اس کے لیے ساتھ اس کے۔ اور کرمانی نے کہا کہ احتمال ہے کہ پہلا فلاں وارث ہو اور دوسرا موروث اور تیسرا موصی لہ۔ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اس کا بعض وصیت ہو اور بعض اقرار اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ کرو فلان کے لیے اتنا اور صدقہ کرو اتنے کے ساتھ اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ میں تھوکا پھر اپنی انگلی سبابہ رکھی پھر فرمایا کہ کہاں سے عاجز جانتا ہے مجھ کو ابن آدم اور تحقیق میں نے پیدا کیا ہے تجھ کو مثل اس چیز سے سو تو نے مال جمع کیا اور اللہ

کی راہ میں نہ دیا یہاں تک کہ جب روح خلق میں پہنچی تو تو نے کہا کہ فلا نے کو اتنا دینا اور اتنا صدقہ کرنا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی اور صحت کی حالت میں خیرات کرنی اور قرض کا ادا کرنا افضل ہے مرنے کے اور بیماری میں دینے سے اور اشارہ کیا اس کی طرف حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے ساتھ (وَأَنْتَ صَاحِبُ الْخَلْقِ) اس لیے کہ صحت کی حالت میں مال کا نکالنا اس پر دشوار ہوتا ہے اکثر اوقات اس چیز کی وجہ سے کہ اس کو شیطان ڈراتا ہے اس کے ساتھ اور زینت دیتا ہے اس کے لیے زندگی کے لمبا ہونے کے ساتھ اور محتاج ہونے سے مال کی طرف جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور نیز پس شیطان اکثر اوقات زینت دیتا ہے ظلم کے لیے وصیت میں رجوع کرنے کی وصیت سے پس خاص ہوگی تفصیل صدقہ حاضر کے بعد۔ سلف نے کہا کہ دنیا دار لوگ اپنے مالوں میں دوبار اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایک بار تو اس کے ساتھ بخل کرتے ہیں اور حالانکہ وہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی زندگی میں اور ایک بار اس میں زیادتی کرتے ہیں جب کہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے یعنی مرنے کے بعد۔ اور ترمذی وغیرہ نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ مثل اس کی جو مرنے کے وقت آزاد کرے اور صدقہ دے مثل اس شخص ہے کہ ہدیہ بھیجے جب کہ سیر ہو اور یہ راجع ہے حدیث باب کے معنی کی طرف۔ اور ابن حبان وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ البتہ خیرات کرنا مرد کا اپنی زندگی اور تندرستی میں ساتھ ایک درہم کے بہتر ہے اس کے لیے اس سے کہ خیرات کرے اپنے مرنے کے وقت سو درہم کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينَ﴾ باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وارث ہونا بعد وصیت کے ہے جو کی گئی یا قرض کے۔

فائدہ: مراد بخاری کی اس ترجمہ کے ساتھ اور اللہ خوب جانتا ہے دلیل پکڑنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بیمار کے اقرار سے ساتھ قرض کے مطلق یعنی بیمار اقرار کرے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے برابر ہے کہ مقررہ وارث ہو یا اجنبی۔ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برابری کی اللہ نے درمیان وصیت اور قرض کے بیچ ان کے مقدم کرنے میں میراث پر اور تفصیل نہیں کی پس خارج ہوئی وصیت وارث کے لیے ساتھ اس دلیل کے کہ پہلے گذری اور اقرار بالدين اپنے حال پر باقی رہا اور قول اللہ تعالیٰ کا مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ متعلق ہے اس چیز کے ساتھ جو پہلے گذری ہے کل وراثوں سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ متصل ہے ساتھ اس کے تنہا اور گویا کہ اس نے کہا کہ قسمت ان چیزوں میں واقع ہوتی ہے بعد وصیت کے اور وصیت اس جگہ مال موصی بہ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا یوصی بہا صفت ہے مقید کرتی ہے موصوف کو اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ میت کو وصیت کرنی جائز ہے یہ بات سہیلی نے کہی ہے اور وصیت کی تکمیل فائدہ دیتی ہے کہ وصیت مستحب ہے اگر واجب ہوتی تو کہا جاتا مَنْ بَعْدَ الْوَصِيَّةِ (فتح)

وَيَذْكُرُ أَنَّ شَرِيْعًا وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ قاضی شریح اور عمر بن عبد العزیز

الْعَزِيزِ وَطَاوُسًا وَعَظَاءً وَابْنَ اُذَيْنَةَ
اَجَازُوا اِقْرَارَ الْمَرِيضِ بِدَيْنٍ وَقَالَ
الْحَسَنُ اَحَقُّ مَا تَصَدَّقُ بِهِ الرَّجُلُ اٰخِرَ
يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَاَوَّلَ يَوْمٍ مِنَ الْاٰخِرَةِ
وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَالْحَكَمُ اِذَا اُبْرَأَ
الْوَارِثُ مِنَ الدَّيْنِ بَرَاءً وَاَوْصَى رَافِعُ
بُنْ خَدِيجٍ اَنْ لَا تُكْشَفَ اَمْرَاتُهُ
الْفَزَارِيَّةُ عَمَّا اُغْلِقَ عَلَيْهِ بَابُهَا.

اور طاووس اور عطا اور ابن اذینہ نے جائز رکھا ہے اقرار
بیمار کا ساتھ قرض کے یعنی اگر بیمار کہے کہ فلاں کا مجھ پر
اتنا قرض ہے تو یہ جائز ہے اور وہ اقرار اس کا صحیح
ہے۔ یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ لائق تر اس چیز کا کہ
تصدیق کیا جائے ساتھ اس کے مرد آخردن دنیا کا ہے اور
پہلادان آخرت کا ہے یعنی مرنے کے دن اگر اقرار کرے
قرض کا تو اس کی تصدیق کی جائے۔ یعنی اور ابراہیم اور
حکم نے کہا اگر بیمار وارث کو قرض سے بری کرے تو بری
ہو جاتا ہے یعنی اگر بیمار اپنے وارث کو کہے کہ میرا اس پر
کچھ قرض نہیں تو وہ وارث قرض سے بری ہو جاتا ہے اور
دوسروں وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ موروث کے قرض کی
بابت اس پر دعویٰ کریں یعنی اس کا قول معتبر ہے اور
وارثوں پر حجت ہے۔ یعنی اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے
وصیت کی اور اقرار کیا کہ نہ کہو لے جائے اس کی عورت
فزاریہ اس مال سے کہ بند کیا گیا ہے اس مال پر دروازہ
اس کا یعنی میرے مرنے کے بعد کوئی میری بیوی فزاریہ
سے تعرض نہ کرے اور اس کو کچھ نہ کہے کہ وہ مال اس کی
ملک ہے۔

فائدہ: اور اس کا یہ قول کافی ہے اس کے لیے حاجت گواہ کی نہیں۔

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ اگر مرنے کے وقت اپنے
غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تھا تو جائز ہے
یعنی اور وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا قَالَ لِمَمْلُوكِهِ عِنْدَ
الْمَوْتِ كُنْتَ اَعْتَقْتِكَ جَازًا.

فائدہ: اور یہ حسن کے طریق پر ہے کہ بیمار کا اقرار مطلق جائز ہے۔

یعنی اور شعبی نے کہا کہ اگر عورت اپنے مرنے کے وقت
کہے کہ میرے خاوند نے میرا حق مہرا دیا ہے اور میں

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ اِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ
مَوْتِهَا اِنَّ زَوْجِي قَضَانِي وَقَبَضْتُ مِنْهُ

جائز۔
نے اس سے لے لیا ہے تو یہ اقرار معتبر ہے یعنی وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے خاوند سے مہر کا تقاضہ کریں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہیں تہمت لگائی جاتی عورت ساتھ میل ہونے کے اپنے خاوند کی طرف اس حال میں خاص کر جب کہ ہو عورت کے لیے اولاد اس کے غیر سے یعنی دوسرے خاوند سے۔
وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَجُوزُ إِقْرَارُهُ لِسُوءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ يَجُوزُ إِقْرَارُهُ بِالْوَدِيعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ.
یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا بدگمانی کی وجہ سے ساتھ اس کے وارثوں کے لیے یعنی اس لیے کہ وارث گمان کریں گے کہ اس نے ہمارے محروم کرنے کے لیے اقرار کیا ہے پھر اسے بعض نے استحسان کیا پس کہا کہ جائز ہے اس کا اقرار کسی کی امانت کے ساتھ اور پونجی اور مضاربیت کے یعنی کہ یہ سب مال فلاں کا ہے کہ اس کا مضارب ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد اس قائل کی یہ ہے کہ جب اقرار کرے ساتھ مضاربیت کے مثلاً وارث کے لیے تو لازم آئے گا اس کو تناقض اور نہیں تو نہیں اور فرق کیا ہے بعض حنفیہ نے اس کے ساتھ کہ نفع کا مال مضاربیت میں مشترک ہے درمیان محنت کرنے والے کے اور مالک کے پس نہ ہوگا مانند قرض محض کی اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ اقرار بیمار کا غیر وارث کے لیے جائز ہے لیکن اگر ہو اس پر قرض تندرستی میں تو ایک گروہ نے کہا کہ ابتدا کیا جائے ساتھ تندرستی کے اور جن کے لیے بیماری میں اقرار کیا ہے ان کا قرض پیچھے ادا کیا جائے یہ قول نخعی اور اہل کوفہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ وارث کے لیے بیمار کا اقرار جائز ہے یا نہیں پس جائز رکھا ہے اس کو مطلق اوزاعی اور اسحاق اور ابو ثور نے اور یہی راجح ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک کا مگر اس نے استثنیٰ کیا ہے جب کہ اپنے بیٹے کے لیے اقرار کرے اور ہو ساتھ اس کے وہ شخص کہ شریک ہے اس کا غیر بیٹے سے مانند چچا کے بیٹے کی مثلاً اس لیے کہ وہ تہمت کیا جاتا ہے اس میں کہ اپنے بیٹے کو زیادہ دے اور چچا کے بیٹے کو کم دے بغیر عکس کے اور نیز استثناء کیا ہے اس چیز کو جب کہ اقرار کرے اپنی بیوی کے لیے کہ پہچانا جائے محبت اس کی کے ساتھ اور میل کی طرف اس کی اور گویا کہ درمیان اس کے اور درمیان اس کی اولاد کے غیر اس عورت سے دوری ہے خاص کر جب کہ ہو اس کے لیے اس عورت سے اس حالت میں اولاد اور حاصل منقول کا مالکیہ سے مدار امر کی تہمت ہے اور اس کے نہ ہونے پر پس اگر تہمت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی اختیار رویانی کا ہے شافعیہ سے اور شریح اور حسن بن صالح سے ہے کہ

نہیں جائز ہے اقرار اس کا وارث کے لیے مگر اپنی بیوی کے لیے اس کے مہر کے ساتھ اور قاسم اور سالم اور ثوری اور شافعی سے ایک قول میں کہ گمان کیا ہے ابن منذر نے کہ شافعی نے رجوع کیا ہے پہلے سے طرف اس کی اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا اپنے وارثوں کے لیے مطلق اس لیے کہ ان کے لیے کہ وصیت منع ہے پس نہیں امن ہے اس سے کہ زیادہ کرے وصیت کو اس کے لیے پس گردانے اس کو اقرار اور جو اس کو مطلق جائز رکھتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے اس چیز کے ساتھ کہ حسن سے پہلے گذر چکی ہے کہ قریب المرگ کے حق میں تہمت بعید ہے اور ساتھ فرق کے درمیان وصیت اور قرض کے اس لیے کہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر تندرستی کی حالت میں اپنے وارث کے لیے وصیت کرے اور اقرار کرے اس کے لیے قرض کے ساتھ پھر اس سے رجوع کرے تو اقرار سے رجوع کرنا اس کا صحیح نہیں برخلاف وصیت کے پس صحیح ہے رجوع کرنا اس سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بیمار جب اقرار کرے ساتھ وارث کے تو اس کا اقرار صحیح ہے باوجود اس کے کہ متضمن ہے اقرار کو اس کے لیے مال کے ساتھ اور اس طرح سے کہ مدار احکام کے ظاہر پر ہے پس نہ چھوڑا جائے گا اس کا اقرار گمان محتمل کی وجہ سے پس تحقیق امر اس کا اس کے بارے میں اللہ کی طرف ہے۔ (فتح)

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس لیے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی اپنے گمان سے کسی مسلمان پر بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے۔

فائدہ: اور مقصود اس کے ذکر کرنے کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار پر بدگمانی کرے پس منع کرے اس کے تصرف کو۔

وَلَا يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِينَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمَنَافِقِ إِذَا أُوتِيَ خَانَ.

اور نہیں حلال ہے مال مسلمانوں کا حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ منافق کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار کے اقرار کو منع کرتا ہے اور جو جائز نہیں رکھتا اس جہت سے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے خیانت کی مذمت پر پس اگر ترک کرے اس چیز کے ذکر کو کہ جو اس پر حق سے ہے اور چھپائے اس کو تو ہوگا خیانت کرنا والا مستحق کی پس لازم آیا وجوب ترک خیانت سے واجب ہونا اقرار کا اس لیے کہ اگر وہ چھپائے تو ہوگا خان اور جو اس کے اقرار کو معتبر نہ جانے تو اس کو کسمتان پر حمل کرے گا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ

تَوَدُّوْا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا فَلَمْ يَخْصْ وَارِثًا وَلَا غَيْرَهُ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
 ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی پس نہیں خاص
 کیا اللہ نے وارث کو اور نہ اس کے غیر کو اس باب میں عبد
 اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔
 فائدہ: یعنی نہیں فرق کیا اللہ نے وارث اور اس کے غیر کے درمیان امانت کے ادا کے حکم میں پس صحیح ہوگا اقرار برابر
 ہے کہ وارث کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے۔ (فتح)

۲۵۴۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا أَوْثَمَنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ .
 ۲۵۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔
 یعنی باب ہے بیچ بیان مراد اس آیت کے کہ قسمت بعد وصیت کے ہے کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے۔
 بَابُ تَاوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِيْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ .

فائدہ: یعنی بیان مراد کا ساتھ مقدم کرنے وصیت کے ذکر میں قرض پر یعنی اللہ نے جو وصیت کو قرض پر مقدم کیا تو اس کی کیا وجہ ہے باوجود اس کے کہ دین مقدم ہے ادا میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا بیچ تکرار کرنے اس ترجمہ کے۔ (فتح)

وَيُذَكِّرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَىٰ بِالَّذَيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ .
 یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ادا کرنے قرض کے پہلے وصیت کے یعنی وصیت کے جاری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ دین وصیت کے پہلے ہے اور تم پڑھتے ہو وصیت کو پہلے قرض کے اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے اور شاید بخاری نے اعتماد کیا ہے اس پر اس کے قوت پانے کی وجہ سے سات اتفاق کے اوپر اس کے مقتضی پر نہیں تو بخاری کی عادت جاری نہیں ہوئی کہ وارد کرے ضعیف کو دلیل پکڑنے کے مقام پر اور جو چیز بخاری نے باب میں وارد کی ہے وہ بھی اس کو قوت دیتی ہے اس میں کہ قرض مقدم

کیا جائے وصیت پر مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ اگر وصیت کرے کسی شخص کے لیے ہزار کی مثلاً اور وارث اس کی تصدیق کرے اور حکم کرے ساتھ اس کے پھر ایک دوسرا دعویٰ کرے کہ اس کا مردے کے ذمہ قرض ہے جو گھیرتا ہے اس کے موجود تمام مال کو اور وارث اس کی تصدیق کرے پس ایک وجہ میں شافیہ کے لیے مقدم کی جائے وصیت قرض پر اس صورت خاص میں پھر تحقیق نزاع کیا ہے بعض نے وصیت کے مطلق ہونے میں مقدم قرض پر آیت میں اس لیے کہ آیت میں کوئی صیغہ ترتیب کا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حصہ وراثت کے قرض ادا کرنے اور جاری کرنے وصیت کے بعد واقع ہوتے ہیں اور آیت میں حرف او اباحت کے لیے لایا گیا ہے مانند تیرے قول کی کہ بیٹھ زید کے پاس یا عمرو کے پاس یعنی جائز ہے تیرے لیے بیٹھنا ہر ایک کے پاس دونوں میں سے خواہ اکٹھا ہو یا جدا جدا اس کے سوا کچھ نہیں کہ مقدم کی گئی وصیت معنی کے کہ تقاضہ کرتا ہے اہتمام کو اس کی تقدیم کی وجہ سے۔ اور اختلاف کیا گیا ہے تعیین کرنے میں اس کے معنی میں اور حاصل اس چیز کا کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل علم نے تقدیم کے تقاضہ کرنے والی چیزوں سے چھ امر ہیں ایک ان میں سے خفت اور ثقل ہے مانند ربیعہ اور مضر کی پس مضر اشرف ہے ربیعہ سے لیکن چونکہ ربیعہ کے لفظ ہلکے تھے تو مقدم کیا گیا ذکر میں اور یہ راجع ہے لفظ کی طرف۔ دوسرا امر باعتبار زمانے کے مانند عاد اور ثمود کی۔ تیسرا امر باعتبار صیغہ کے ہے مثلاً اور رباع کی طرح۔ چوتھا امر باعتبار رتبہ کے ہے نماز اور زکوٰۃ کی طرح۔ اس لیے کہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے اور بدن مقدم ہے مال پر۔ پانچواں امر مقدم کرنا سبب کا ہے مسبب پر اللہ کے قول کی طرح عزیز حکیم بعض سلف نے کہا کہ غالب ہو پس جب غالب ہوا تو حکم کیا۔ چھٹا امر ساتھ شرف اور فضیلت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کی من النبیین والصدیقین اور جب یہ بات قرار پا چکی ہے تو سبیل نے ذکر کیا ہے کہ مقدم کرنا وصیت کا ذکر میں دین پر اس لیے ہے کہ وصیت تو صرف واقع ہوتی ہے بطور نیکی اور سلوک کرنے کے برخلاف قرض کے پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ وہ واقع ہوتا ہے اکثر اوقات بعد میت کے ساتھ ایک قسم تقریط کے پس واقع ہوا ابتدا کرنا ساتھ وصیت کے اس کے ہونے کی وجہ سے افضل۔ اور اس کے غیر نے کہا کہ مقدم کی گئی وصیت قرض پر یعنی ذکر میں اس لیے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ لی جاتی ہے بغیر عوض کے اور دین لیا جاتا ہے ساتھ عوض کے کہ پس ہوگا نکالنا وصیت کا زیادہ تر دشوار وارث پر قرض کے نکالنے سے اور ہوگا ادا کرنا اس کا جگہ گمان کرنے تصور کے برخلاف قرض کے پس تحقیق وارث اطمینان رکھتا ہے ساتھ اس کے نکالنے کے پس مقدم کی گئی اس سبب کے لیے اور نیز وہ پس حصہ فقیر اور مسکین کا ہے اکثر اوقات اور قرض حصہ قرض خواہ کا ہے جو طلب کرتا ہے اس کو ساتھ قوت کے اور اس کے لیے جائز ہے کلام کرنا جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے کہ حقدار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور نیز پس وصیت پیدا کرتا ہے اس کو موصی اپنے نفس کی طرف سے پس مقدم کی گئی رغبت دلاسنے کے لیے عمل کرنے کے ساتھ برخلاف قرض کے وہ ہنفسہ ثابت ہے اس کا ادا کرنا مطلوب ہے برابر ہے کہ یاد کرے یا نہ یاد کرے

اور نیز وصیت ممکن ہے ہر ایک سے خاص کر نزدیک ایک شخص کے جو اس کے وجوب کا قائل ہے پس وہ کہتا ہے کہ وصیت ہر ایک کے لیے لازم ہے پس مشترک ہیں اس میں تمام مخاطبین اس لیے کہ وہ واقع ہوئی ہے ساتھ مال اور عہد کے کما تقدم۔ اور کم ہے وہ شخص کہ خالی ہو کسی چیز سے اس میں بخلاف دین کے پس تحقیق وہ ممکن ہے کہ پایا جائے اور نہ پایا جائے اور جس کا وقوع اکثر ہو وہ مقدم ہو اس چیز پر جس کا کم ہو۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مقدم کرنا وصیت کا قرض پر لفظ میں نہیں تقاضہ کرنا مقدم کرنے اس کے کو معنی میں اس لیے وہ دونوں اکٹھے ذکر کیے گئے ہیں بیچ سیاق بعدیت کے لیکن میراث متصل ہے وصیت کے بعدیت میں اور نہیں متصل ہے دین کے بلکہ وہ اس کے بعد کے بعد ہے پس لازم ہے کہ دین مقدم کیا جائے ادا میں باعتبار قبلیت کے پس تقدیم دین کی وصیت ہو لفظ میں اور باعتبار بعدیت کے پس مقدم کی جائے وصیت قرض پر معنی میں۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ فَأَذَاءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو ادا کرو امانتوں کو طرف اہل ان کے کی پس ادا کرنا امانت کا لائق تر نفل وصیت سے۔

فائدہ: یعنی پس دین کہ امانت کے قبیل سے ہے اس کا مقدم کرنا وصیت پر بہتر ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنَى وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُوصِي الْعَبْدُ إِلَّا بِأَذْنِ أَهْلِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ.

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ثواب ہے صدقہ کا مگر پیچھے مال داری کے یعنی اور قرضدار مال دار نہیں مگر یہ کہ ادائے قرض کے بعد مال باقی رہے پس اس وقت جائز ہے کہ خیرات کرے ساتھ وصیت کے اور اس سے معلوم ہوا کہ قرض مقدم ہے وصیت پر اور محتاج کو خیرات کرنی ضرور نہیں۔ یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہ وصیت کرے غلام مگر اپنے مالکوں کی اجازت سے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غلام حاکم ہے اپنے سردار کے مال میں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور اس سے بخاری کی مراد توجیہ کرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کی جو مذکور ہوئی۔ ابن منیر نے کہا کہ جب معارض ہو غلام کے مال میں اس کا حق اور اس کے سردار کا حق تو مقدم کیا گیا قوی تر اور وہ سردار کا حق ہے اور کیا گیا غلام مسئول عنہ اور وہ ایک نگہبانوں کا ہے بیچ اس کے پس اسی طرح حق دین کا جب معارض ہو اس کو حق وصیت کا اور دین واجب ہے اور وصیت مستحب ہے واجب ہو مقدم کرنا قرض کا۔ پس

یہ ہے وجہ مناسبت اس اثر اور حدیث کی ترجمہ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ
حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ
سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ
هَذَا الْمَالُ خَصِيرٌ حُلُوٌّ لِمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ
نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ
نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ
وَلَا يَشْبَعُ وَالْبَدُّ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْبَدِّ
السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ
شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ
يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَقْبَلَ
مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْتِيهِ أَنْ
يَقْبَلَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي
أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقُّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ
هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأُ
حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوَفِّيَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

۲۵۴۵۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ
کو دیا پھر میں نے آپ سے مانگا تو پھر آپ نے دیا پھر مجھ کو
فرمایا کہ اے حکیم! البتہ یہ مال سبز اور شیریں ہے یعنی بہت
پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت سے
یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے لیے اس مال میں برکت دی
جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس
میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ
کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے
ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے
والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے تو میں نے
کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو
سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے نہ
مانگوں گا (اصل میں رزء کے معنی کم کرنا ہے صراح میں ہے
یقال ما رزنتہ ای ما نقصتہ۔ چونکہ مانگنا کمی کا سبب ہے اس
لیے مانگنے کو اس لفظ کے ساتھ تعبیر کر دیا (ابو محمد)۔ پس تھے ابو
بکر رضی اللہ عنہ بلا تے حکیم کو یعنی اپنی خلافت میں تاکہ ان کو بیت
المال سے ان کا حصہ دیں تو حکیم انکار کرتے تھے کہ قبول کریں
اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان
کو بلایا تھا تاکہ ان کو ان کا حصہ بخشش (یہ زائد ہے متن حدیث
میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا معنی ہو، واللہ اعلم۔ ابو محمد عفی
عنہ) سے دیں تو حکیم نے قبول کرنے سے انکار کیا تو عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا
ہوں آگے اس کے حق اس کا جو تقسیم کیا ہے اس کے لیے

اللہ نے اس نے سے یعنی مال غنیمت سے تو وہ لینے سے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد زندگی بھر سے کچھ نہ مانگا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکاة میں گزر چکی ہے۔ ابن نمیر نے کہا کہ اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بخشش کے قبول کرنے میں زائد بنایا یعنی بخشش کو بے حرص سے اور حرص سے نہ لے اور لینے والے ہاتھ کو نیچا ٹھہرایا نفرت دلانے کے لیے اس کو اس کے قبول کرنے سے اور نہیں واقع ہوا مثل اس کے قرض کی تقاضہ کرنے میں پس حاصل یہ ہے کہ جو وصیت کا لینے والا ہے اس کا ہاتھ نیچا ہے اور قرض کا لینا والا اپنے حق کا پورا لینے والا ہے یا تو ہوگا اس کا ہاتھ اونچا ساتھ اس چیز کے کہ فضیلت دیا گیا ہے قرض دینے سے یا یہ کہ نہ ہوگا اس کا ہاتھ نیچا پس ثابت ہوگی تقدیم قرض کی یعنی ادا کرنے میں وصیت پر۔ (فتح)

۲۵۴۶۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّخْنِيَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْنُونٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْنُونٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْنُونٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْءُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيٌّ وَمَسْنُونٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَمَسْنُونٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنَّ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ.

۲۵۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ تم میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا کیا ظلم کیا اور مرد اپنی بیوی اور بال بچوں پر حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ ان کو نیک کام سکھایا اور گناہ سے روکایا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے اور وہ بھی پوچھی جائے گی کہ اس نے اس کی خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی کی یا نہیں راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور تحقیق مخالفت کی طحاوی نے اس مسئلے میں اپنے اصحاب کی پس ذکر کیا اختلاف علماء کا مانند اس کی ہے کہ پہلے گذرا پھر ذکر کیا اس نے کہ صحیح وہ ہے جو جماعت کا مذہب ہے اور تصریح کی ساتھ ضعیف کرنے اس چیز کے کہ پہلے گذری ہے ابو حنیفہ اور زفر اور ابو یوسف اور محمد سے اس مسئلے میں۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى لِأَقَارِبِهِ وَمَنِ
الْأَقَارِبُ.

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی اپنے قریباتوں کے
لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے

اور بیان اس کا کہ قرابت والے کون ہیں۔

فائدہ: حذف کیا ہے بخاری نے جواب اذا کا اشارہ کرنے کے لیے اس طرف کہ اس میں اختلاف ہے یعنی کیا یہ صحیح
ہے یا نہیں اور بخاری نے دوسرے مسئلے کو بھی استفہام کی جگہ وارد کیا کہ اس میں بھی اختلاف ہے اور ترجمہ شامل کرنے
کو وقف اور وصیت کے درمیان اس چیز میں کہ متعلق ہے قریباتوں کے ساتھ اور بخاری اس جگہ سے مسائل وقف کی
طرف شروع ہوا ہے پس باب باندھا اس چیز کے لیے کہ ظاہر ہوئی اس کے لیے اور پھر رجوع کیا آخر میں کتاب
الوصایا کے کامل کرنے کی طرف۔ مابودی نے کہا کہ جائز ہے وصیت اس شخص کے لیے کہ جائز ہے اس پر وقف
کرنا چھوٹے اور بڑے سے اور عاقل سے اور دیوانے سے اور موجود سے اور معدوم سے یعنی جو ابھی پیدا نہیں
ہوا جب کہ نہ ہو وارث اور قاتل۔ اور وقف کا معنی ہے منع کرنا بیع رقبہ کا یعنی چیز کی اصل نہ بیچی جائے اور اس کی
منفعت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اور وجہ مخصوص کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اقارب میں کہ کون کون ہیں سو
ابو حنیفہ نے کہا کہ قرابت ہر ذی رحم محرم ہے یعنی وہ ناتے دار ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ
ہو برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے لیکن ابتداء کی جائے باپ کی قریباتوں کے ساتھ ماں سے
پہلے اور ابو یوسف اور ابو محمد نے کہا کہ قرابتی وہ ہیں جن کو جمع کرے باپ ابتداءً ہجرت سے برابر ہے کہ باپ کی
طرف سے ہو یا ماں کی طرف بغیر تفصیل کے۔ زیادہ کیا زفر نے کہ جوان میں سے قریب ہو وہ مقدم کیا جائے اور یہ
ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی آئی ہے اور اقل درجہ ان کا جن کو مال وقف اور وصیت کا دیا جائے تین آدمی ہیں یعنی
اس سے کم نہ کرے۔ اور محمد کے نزدیک دو آدمی ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک ایک ہے۔ اور نہ خرچ کیا جائے
مالداروں پر ان کے نزدیک مگر یہ کہ اس کی شرط کی جائے۔ اور شافعیہ نے کہا کہ قریب وہ ہے جو نسب میں جمع
ہو برابر ہے کہ قریب ہے یا بعید مسلمان ہو یا کافر مالدار ہو یا فقیر مرد ہو یا عورت وارث ہو یا غیر وارث محرم ہو یا غیر محرم
اور اختلاف کیا ہے انہوں نے فروع اور اصول میں۔ دو وجہوں پر کہتے ہیں کہ اگر پائی جائے جمع محصور زیادہ تین سے
تو سب کو دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ بند کیا جائے تین پر اور اگر غیر محذور ہو تو نقل کیا ہے طحاوی نے (یعنی طحاوی
نے نقل کیا ہے کہ اس وقف کے باطل ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے ابو محمد عفی عنہ) اتفاق کو باطل ہونے پر اور اس
میں نظر ہے اس لیے کہ شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ جواز کی ہے اور خرچ کیا جائے ان سے تین کے لیے اور نہیں ہے
واجب برابری۔ اور کہا احمد نے قرابت شافعی کی طرح مگر اس نے کافر کو خارج کیا ہے اور مالک نے کہا کہ خاص ہے
قرابت ساتھ عصبہ کے برابر ہے کہ وارث ہو یا نہ وارث ہو اور پہلے ان کے فقیر کو دیا جائے یہاں تک کہ بے پرواہ

ہو جائیں پھر مالداروں کو دیا جائے۔ اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس چیز کے لیے کہ شافعی نے کہا کہ بغیر شرط ہونے تین آدمیوں کے پس ظاہر اس کا اکتفا کرنا ہے دو کے ساتھ اور انشاء اللہ اس کا بیان ہم آئندہ کریں گے۔ (فتح)

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ أَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأَبِي بَنِ كَعْبٍ.

اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس کو یعنی باغ کو اپنے قرابت والوں کے محتاجوں کو تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

یعنی اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ مثل حدیث ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو اپنے قرابتوں کے محتاجوں میں گردان انس رضی اللہ عنہ نے کہا پس ٹھہرایا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے اور وہ دونوں اس کی طرف مجھ سے زیادہ تر قریب تھے اور حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ناتے دار تھے بایں طور کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ہے اور حسان بن ثابت بن منذر بن حرام پس ابو طلحہ اور حسان حرام میں جمع ہوتے ہیں اور وہ تیسرا باپ ہے اور حرام بن عمرو بن زین مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار پس یہ نسب جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ کو اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو چھٹے باپ میں طرف عمرو بن مالک کی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نسب اس طور سے ہے کہ ابی بن کعب بن

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ أَقَارِبِكَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأَبِي بَنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنِّي وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانَ وَأَبِي مِنْ أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ مَنَاةَ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ إِلَى حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّالِثُ وَحَرَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ مَنَاةَ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَهُوَ يَجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأَبِيًّا إِلَى سِتَّةِ آبَاءٍ إِلَى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ أَبِي بَنِ كَعْبٍ بْنُ قَيْسٍ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَعَمَرُو بْنُ مَالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا

طَلْحَةَ وَأُبَيًّا وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَوْصَى
لِقَرَابَتِهِ فَهُوَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ.

قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن
نجار پس عمرو بن مالک جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ
اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یعنی اور بعضوں یعنی ابو یوسف
وغیرہ نے کہا کہ جب اپنے قراہتوں کے لیے وصیت
کرے تو جاری ہوگی وصیت طرف باپوں اس کے کی
اسلام میں۔

فائدہ: اور شخص اس کا یہ ہے کہ ایک دو مردوں کا جن کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص کیا قریب تر ہے اس کی طرف دوسرے
کی نسبت پس حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتا ہے اس کے ساتھ تیسرے باپ میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ چھٹے باپ
میں پس اگر قریب تر ہونا معتبر ہوتا ہے تو البتہ خاص کیا جاتا ہے اس کے ساتھ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سوائے اپنے غیر
کے۔ پس معلوم ہوا کہ قریب تر ہونا معتبر نہیں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ وہ دونوں مجھ سے قریب
تر تھے اس لیے کہ جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ کو جمع کرتا ہے وہ نجار ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی عدی بن نجار ہے اور
ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی کعب مالک بن نجار کی اولاد سے ہے اسی لیے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف انس رضی اللہ عنہ
سے قریب تر ہیں۔ اور احتمال ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رعایت کی ہو بیچ حق اس شخص کے کہ دیا اس کو اپنے قراہتوں سے
فقیر کو لیکن استثناء کیا ہو اس شخص کو کہ کفایت کیا گیا ہو ان دونوں لوگوں میں سے جن کا خرچ ان پر لازم ہے۔ پس اس
لیے نہ داخل کیا انس رضی اللہ عنہ کو پس گمان کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے نسب کے دور ہونے کی وجہ سے ہے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے
اور استدلال کیا گیا ہے احمد کے لیے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ذوی القربی کے اس آیت میں وللرسول ولذی
القربنی ہاشم اور مطلب کی اولاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کرنے کی وجہ سے ان کو ذوی القربی کے حصے کے ساتھ
سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوتے ہیں مطلب کی اولاد کے ساتھ چوتھے باپ میں۔ اور اس کا طحاوی نے اس طرح
پہنچا کیا ہے کہ اگر یہ بات ہوتی تو البتہ شریک ہوتے ساتھ ان کے بنی نوفل اور بنی عبد شمس اس لیے کہ وہ دونوں عبد
مناف کی اولاد ہیں مانند مطلب اور ہاشم کی پس جب خاص کیے گئے بنی ہاشم اور بنی مطلب سوائے بنی نوفل اور بن
عبد شمس کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ حصے ذوی القربی کے دینا اس کا ہے مخصوص لوگوں کے لیے کہ
بیان کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کرنے آپ کے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو پس نہ قیاس کیا جائے گا جو کوئی
وقف کرے یا وصیت کرے اپنے قرابت والوں کے لیے بلکہ لفظ اپنے اطلاق اور عموم پر محمول ہوگا یہاں تک کہ ثابت
ہو جو مقید کرے اس کو یا خاص کرے اس کو، واللہ اعلم۔

۲۵۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

۲۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں مناسب دیکھتا ہوں کہ تو اس کو قربت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں یہ کام کرتا ہوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قربت والوں میں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد! عذاب الہی سے ڈرا اپنی قریب برادری والوں کو تو حضرت ﷺ پکارنے لگے کہ اے فہر کی اولاد اے عدی کی اولاد قریش کی قوم کے لیے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الہی سے ڈرادے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے۔

مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ أَنْ تَجْعَلَهَا لِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبَطْنِ قُرَيْشٍ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ باب میں۔ اور مراد یہاں جدی برادری ہے باپ کی طرف سے۔

کیا عورتیں اور اولاد بھی قربت والوں میں داخل ہوتی ہیں یعنی جب کہ قرابتوں کے لیے وصیت یا وقف کرے

بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقَارِبِ.

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے ترجمہ کو استفہام کے ساتھ اس لیے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔ (فتح)

۲۵۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے محمد ﷺ اپنے قریب ناتے داروں کو ڈرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا مانند اس کی اور کلمہ فرمایا کہ خرید و اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کر سکتا۔ اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کر سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں

۲۵۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا

آؤں گا اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں آؤں گا اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال سے کہ میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کروں گا۔

اَسْتَرْوَا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَايَ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. تَابَعَهُ اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

فائدہ: اور جگہ شاہد کی اس سے آپ کا یہ قول ہے اے صفیہ اے فاطمہ اس لیے کہ برابری کی حضرت ﷺ نے اس کے بیچ اپنی قوم کے درمیان پس پہلے سب کو عام کیا پھر بعض بطنوں کو خاص کیا پھر ذکر کیا اپنے چچا کو اور اپنی پھوپھی کو اور بیٹی کو پس دلالت کی اس نے کہ عورتیں بھی قرابتوں میں داخل ہیں اور فروع بھی ان میں داخل ہیں دلالت کی اس نے اوپر تخصیص کرنے اس شخص سے جو وارث ہوا اور نہ ساتھ اس شخص کے کہ مسلمان ہو۔ اور احتمال ہے کہ ہولفظ اقربین کی صفت لازمہ عشیرہ کے لیے اور عشیرہ سے مراد آپ کی قوم ہے اور وہ قریش ہے۔ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے قریش کو پس کہا وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اپنی قوم کو اور بنا براس کے پس آپ کو اپنی قوم کے ڈرانے کا حکم ہوا پس نہ خاص ہو گا یہ ساتھ اقرب کے ان میں سے سوائے البعد کے۔ پس نہیں حجت ہے اس میں وقف کے مسئلہ میں اس لیے کہ اس کی صورت وہ ہے جب کہ وقف کرے قرابتوں پر یا اس پر جو سب لوگوں میں اس کے نزدیک زیادہ قریب ہو مثلاً اور آیت متعلق ہے ساتھ ڈرانے قوم کے پس دونوں جدا ہوئے اور ابن مزیر نے کہا کہ شاید وہاں کوئی قرینہ تھا حضرت ﷺ نے اس سے ڈرانے کی تعیم سمجھی پس اسی لیے عام لوگوں کو ڈرایا اور احتمال ہے کہ پہلے خاص کیا ہے ساتھ ظاہر قرابت کے پھر عام کیا ہے اس چیز کے لیے کہ آپ کے نزدیک ہے دلیل سے تعیم پر اس لیے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (فتح)

باب ھَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ. کیا وقف کرنے والا اپنے وقف کی چیز سے فائدہ اٹھائے؟

فائدہ: یعنی بایں طور کہ وقف کرے اپنی جان پر پھر اپنے غیر پر یا اس طرح سے کہ شرط کرے اپنی جان کے لیے منفعت سے ایک جزو معین یا ٹھہرائے نظر وقف کے لیے کوئی چیز اور وہی خود اس کا محافظ ہو اور ان کل مسکوں میں خلاف ہے پس رہا وقف کرنا اپنے نفس پر پس اس کی بحث آئندہ آئے باب الوقف کیف یکتب میں اور رہا شرط کرنا کسی چیز کا منفعت سے پس اس کا بیان آئے گا اس آیت میں وَابْتَغُوا الْيُسْعَىٰ اور لیکن جو نظر کے متعلق ہے پس

ذکر کرتا ہوں اس کو اس جگہ۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ وَقَدْ اشْتَرَطَ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَّيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَذَنَةً أَوْ شَيْئًا لِلَّهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے وقف میں کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ اس کا متولی ہو یعنی تدبیر کرے اس کی اور اس کا حاصل اس کے مصارف میں پہنچائے یہ کہ کھائے اس سے اور تحقیق متولی ہوتا ہے وقف کرنے والا اور غیر اس کا یعنی کبھی وہ اور کبھی وہ اور اسی طرح ہر وہ شخص کہ ٹھہرائے اونٹ قربانی کا یا کوئی چیز اللہ کے لیے تو جائز ہے اس کو نفع اٹھانا ساتھ اس کے جیسے کہ نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا اگرچہ صریح شرط نہ کرے کہ میں بھی اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

فائدہ: یہ ایک کٹرا ہے قصہ وقف عمر رضی اللہ عنہ کے سے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے موصول شرط کے آخر میں اور اس کا قول قد یلی الواقف وغیرہ الخ۔ بخاری کی فقہت سے ہے اور وہ تقاضہ کرتا ہے کہ ولایت نظر کی وقف کرنے والے کے لیے نہیں نزاع اس میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور گویا کہ تفریع کی ہے اس نے اوپر مختار بات کے نزدیک اپنے نہیں تو مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دفع کرے اس کو وقف کرنے والا اپنے غیر کے لیے تاکہ اس کا اناج جمع رکھے اور نہ متولی ہو جدا کرنے اس کے کا مگر وقف کرنے والا تو جائز ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ہے اس سے مالک نے ذریعہ کے بند کرنے کے لیے تاکہ نہ ہو جیسا کہ اس نے اپنی جان پر وقف کیا یا زمانہ دراز ہو اور وقف بھول جائے یا وقف کرنے والا مفلس ہو جائے پس دست اندازی کرے اس میں اپنی جان کے لیے یا مر جائے اور اس کے وارث اس میں تصرف کریں اور یہ جواز کو منع نہیں کرتا جب کہ حاصل ہو اس سے امن لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے نظر کرنی یہ کہ وہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے۔ ہاں اگر اس کی شرط کرے تو جائز ہے راجح قول پر اور جو چیز کہ دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے بخاری نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے جو جواز میں پھر قوی کیا اس کو اپنے قول کے ساتھ جو ٹھہرائے اونٹ قربانی الخ پھر وارد کی بخاری نے دونوں حدیثیں انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے قربانی کا اونٹ ہانکا تھا اور حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے سوار ہونے کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور بیان کیا میں نے وہاں جس نے اس کو جائز رکھا ہے مطلق اور جس نے اس کو منع کیا اور جس نے ضرورت اور حاجت کے ساتھ قید کیا ہے۔ اور تحقیق استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے وقف کو اپنی جان پر اس

جہت سے کہ جب جائز ہے اس کو نفع اٹھانا اس چیز کے ساتھ کہ ہدیہ بھیجے اس کے بعد خارج ہونے اس کے ملک اس کے سے بغیر شرط کے تو جائز ہونا اس کا ساتھ شرط کے اولیٰ ہے اور ابن نمیر نے اس پر اعتراض کیا ہے اس طرح سے کہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں مگر جو کہتا ہے کہ کلام کرنے والا داخل ہے اپنے خطاب کے عموم میں اور یہ مسائل خلاف کے ہیں اصول میں کہا اور رائج مالکیہ کے نزدیک عرف کا حکم کرنا ہے تاکہ نکلے غیر مخاطب عموم سے ساتھ قرینہ کے۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے وقف کرنے والے لیے یہ کہ نفع اٹھائے اپنے وقف کی چیز سے اس لیے کہ اس نے اس کو اللہ کے لیے نکالا ہے اور اپنی ملک سے کاٹ دیا ہے پس نفع اٹھانا ساتھ کسی چیز کے اس سے رجوع کرتا ہے اپنے صدقے میں۔ پھر کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے نفع اٹھانا اگر اس کی شرط کرے وقف میں یا محتاج ہو وہ یا اس کے وارث، ائمہ۔ اور جو چیز کہ جمہور کے نزدیک ہے یہ ہے کہ جائز ہے اس کو نفع اٹھانا جب کہ وقف کرے اس کو اور پر جہت عامہ کے سوائے خاصہ کے جیسا کہ وصایا کے آخر میں آئے گا۔ اور مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر وقف کرے محتاجوں پر مثلاً پھر وہ خود محتاج ہو جائے یا اس کی اولاد سے کوئی محتاج ہو جائے تو کیا وہ اس کو بھی شامل ہے یا نہیں اور مختار یہ ہے کہ جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ نہ خاص ہو ساتھ اس کے تاکہ نہ بلایا جائے کہ مالک ہو وہ اس کا اس کے بعد۔ (فتح)

۲۵۴۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کو دیکھا تھا کہ قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہو لے تو اس نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ قربانی کا اونٹ ہے خانے کعبے لے جاتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تیسری یا چوتھی بار میں فرمایا کہ سوار ہو لے تجھ کو خرابی ہو۔

۲۵۴۹۔ حَدَّثَنَا قُسَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ.

۲۵۵۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ قربانی کا اونٹ ہے تو فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے تجھ کو خرابی ہو یہ کلمہ دوسری یا تیسری بار فرمایا۔

۲۵۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الثَّلَاثَةِ.

جب وقف کرے کسی چیز کو پہلے اس سے کہ اس کو اپنے

بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَذْفَعَهُ إِلَى

غیرہ فَهُوَ جَائِزٌ۔
غیر کی طرف دفع کرے یعنی اس کو اپنے پاس رکھے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یعنی صحیح ہے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں تمام ہوتا وقف مگر قبض کے ساتھ یعنی جب تک اس کو کوئی دوسرا قبض نہ کرے تب تک وقف پورا نہیں ہوتا، اور یہی قول ہے محمد بن حسن اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ اور دلیل پکڑی ہے طحاوی نے کہ وقف آزاد کرنے کی مانند ہے مشترک ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے اس میں کہ اللہ کی تملیک میں ہیں۔ پس جاری ہوگا ساتھ قول مجرد کے قبض سے اور جدا ہوتا ہے وہ بہہ سے اس بات میں کہ بہہ تملیک آدمی کی ہے پس ناتمام ہوگا مگر اس کے قبض کرنے کے ساتھ اور استدلال کیا ہے بخاری نے اس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ پس کہا اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا کہ نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے اور نہیں خاص کیا ہے کہ اس کا متولی عمر ہے یا کوئی اس کے علاوہ۔ پس بیچ وجہ دلالت کے اس سے خفا ہے اور تحقیق تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ غایت اس چیز کی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو وقف کا متولی ہو مباح ہے اس کو کھانا اس سے اور یہ پہلے باب میں بھی گذر چکا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہر شخص کو جائز ہے یہ کہ متولی ہو وقف مذکور کا بلکہ وقف کے لیے متولی کا ہونا ضروری ہے پس احتمال ہے کہ ہو مالک اس کا اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو پس نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں جو ایک احتمال کو متعین کرے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب وقف کیا پھر شرط کی تو نہ حکم کیا ان کو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے نکالنے کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پس ہو گئی آپ کی تقریر یعنی برقرار رکھنا آپ کا دال ہے وقف کے صحیح ہونے پر اگرچہ نہ قبض کرے اس کو موقوف علیہ۔ (فتح)

یعنی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور کہا کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اور نہیں خاص کیا کہ اس کا متولی عمر رضی اللہ عنہ ہے یا غیر اس کا یعنی اور نبی ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ میں کرتا ہوں تو پس تقسیم کیا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قرابتیوں میں اور چچا کی اولاد میں۔

لَإِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْقَفَ وَقَالَ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ وَلَمْ يَخُصَّ إِنَّ وَلِيَهُ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بِيْ طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَفْعَلُ فَقَسَمَهَا فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

فائدہ: یہ حدیث موصول پہلے گذر چکی ہے۔ اور داودی نے کہا کہ جو چیز کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے وقف کے صحیح ہونے پر پہلے قبضے کے عمر اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے وہ حمل کرنا ہے چیز کا اپنی ضد پر اور تمثیل اس کی اس کی

غیر جنس کے ساتھ اور دفع کرنا ظاہر کا ہے اپنی وجہ سے اس لیے کہ اس نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف اپنے بیٹے کو دیا اور یہ کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے دفع کیا اپنا صدقہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے اس کی ملک نکال دی ساتھ اس کے مجرد قول کے ہی للہ صدقہ اور اسی طرح مالک کہتے ہیں کہ صدقہ لازم ہوتا ہے قول کے ساتھ اگرچہ کہتے ہیں کہ نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ قبض کرنے کے ہاں استدلال کرنا اس کا ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے۔ اعتراض کیا گیا ہے اس پر اور شبہ داودی کا صحیح ہے اور پہلے ذکر کی ہے میں نے توجیہ اس کی اور لیکن ابن بطلال اس نے نزاع کیا ہے استدلال کرنے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ اس طرح سے کہ احتمال ہے کہ اس کا ہاتھ اس سے نکلا ہو اور احتمال ہے کہ بدستور رہا ہو پس نہیں دلالت ہے اس میں اور ابن نمیر نے جواب دیا ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین کے صدقے کو مطلق چھوڑا اور سپرد کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس کا مصرف کہ آپ جس کو چاہیں دیں سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دو تو سپرد کیا اس کے لیے اس کی قسمت کو ان کے درمیان گویا کہ اس کو اس کے ہاتھ میں برقرار رکھا اس کے بعد کے صدقہ جاری ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تصریح آئندہ آئے گی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس کی قسمت کے متولی ہوئے تھے اور اس کے ساتھ پورا ہو گیا جواب اور تحقیق مباشر ہوا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس کے مصرف کو بطور تفصیل کے۔ پس تحقیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگرچہ معین کی اس کے لیے جہت مصرف کی مگر اجمال کیا تھا پس اختصار کیا اقربین پر پس جب نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہ کہ تمام قرابت والوں کو اس میں شامل کرے ان کے منتشر ہونے کی وجہ سے تو اقتصار کیا بعض پر اور خاص کیا اس کے ساتھ اس شخص کو کہ اختیار کیا اس کو ان میں سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ دَارِيْ صَدَقَةٌ لِلَّهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الْأَقْرَبِينَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ.
 جب کوئی کہے کہ میرا گھر اللہ کے لیے صدقہ ہے اور نہ بیان کرے کہ محتاجوں کے لیے ہے یا ان کے غیر کے لیے تو یہ جائز ہے۔
 فائدہ: یعنی تمام ہوتا ہے صدقہ پہلے معین کرنے جہت اس کے مصرف کی پھر معین کرے اس کے بعد اس شخص میں کہ

یعنی صحیح ہے اور رکھے اس کو اپنے قرابت والوں میں یا جس جگہ چاہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب کہ اس نے کہا کہ میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحہ ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو جائز رکھا یعنی

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بِيْرَ حَاءَ وَإِنَّمَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوزُ حَتَّى يُبَيِّنَ لِمَنْ

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ بیان کرے کہ کس کے لیے ہے یعنی معین کرے اس کے مصرف کو۔

فائدہ: یہ بخاری کی فقہیت سے ہے۔

جب کہے کہ میری زمین یا میرا باغ صدقہ ہے اللہ کے لیے میری ماں کی طرف سے تو وہ جائز ہے اگرچہ نہ بیان کرے کہ وہ کس کے لیے ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةً لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يَبَيِّنْ لِمَنْ ذَلِكَ.

فائدہ: پس یہ باب خاص ہے پہلے باب سے اس لیے کہ پہلا باب اس چیز کے بیان میں ہے جب کہ نہ معین ہو وہ شخص کہ صدقہ کیا گیا ہے اس کی طرف سے اور نہ وہ شخص کہ جس پر کیا گیا اور یہ باب اس چیز کے حق میں ہے جب کہ معین ہو وہ شخص کہ جس کی طرف سے صدقہ ہو فقط۔ ابن بطلان نے کہا کہ امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وقف صحیح ہے اگرچہ نہ معین کرے اس کا مصرف اور اس کے موافق ہے ابو یوسف اور محمد اور شافعی ایک قول میں۔ ابن قسار نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کہے کہ وقف ہے یا صدقہ ہے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے نیکی قربت ہے اور سب لوگوں میں اولیٰ اس کی نیکی کے اس کے قربت والے ہیں خاص کر جب کہ محتاج ہوں اور اس شخص کی مانند ہے جو اپنے تہائی مال کے ساتھ وصیت کرے اور اس کا مصرف متعین نہ کرے کہ وہ صحیح ہے اور اس کو محتاجوں میں خرچ کیا جائے اور دوسرا قول شافعی کا یہ ہے کہ وقف صحیح نہیں یہاں تک کہ اس کے مصرف کی جہت کو متعین کرے نہیں تو وہ چیز اس کی ملک میں باقی ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ اگر کہے کہ میں نے اس کو وقف کیا اور مطلق چھوڑے تو اس میں اختلاف ہے اور اگر کہے کہ میں نے اس کو اللہ کے لیے وقف کیا تو یقیناً اس کے ملک سے نکل جاتا ہے۔ اور اس کی دلیل ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔ (فتح)

۲۵۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مرگئی اور وہ اس سے غائب تھا یعنی کہیں گیا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز فائدہ دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ محرف اس پر صدقہ ہے۔

۲۵۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُولُ أَنبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَّادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَقَّعَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تَوَقَّعَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ

إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ لِإِنِّي
أَشْهَدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ
عَلَيْهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی یعنی اس کا جنازہ پڑھا۔ اور مخرف میوہ دار مکان کو کہتے ہیں اور چونکہ باغ سے میوہ چنا جاتا تھا اس لیے اس کا نام مخرف رکھا۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ أَوْقَفَ بَعْضُ مَالِهِ
أَوْ بَعْضُ رَقِيقِهِ أَوْ دَوَّابِهِ فَهُوَ جَائِزٌ.
جب کوئی اپنا کچھ مال یا اپنے کچھ غلام یا چوپائے صدقہ کرے یا وقف کرے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود (باندھا گیا) ہے وقف کرنے کے جواز کے لیے منقول چیز کے۔ اور ابو حنیفہ اس میں مخالف ہیں اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور مخالف اس میں محمد بن حسن ہیں لیکن خاص کیا ہے منع کو اس چیز کے ساتھ کہ ممکن ہو اس کی قسمت اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے جوری نے اور وہ شافعیہ سے ہے اس طرح سے کہ قسمت بیع ہے اور وقف کی بیع جائز نہیں اور اس کا اس طرح سے تعاقب کیا گیا ہے کہ قسمت افراض (شرکت کو فتح کرنا) ہے پس نہیں ہے کوئی ڈر اس کے ہونے کی وجہ کہ پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور وقف منقول چیز کا وہ اس کے قول سے ہے کہ (وقف کرے یا صدقہ کرے اپنے بعض غلام یا چوپائے) پس تحقیق اس میں داخل ہے وہ چیز جب کہ وقف کرے ایک جزء کو غلام سے یا چوپائے سے یا وقف کرے ایک کو اپنے دو غلاموں سے یا گھوڑوں سے مثلاً پس یہ سب صحیح ہے اس شخص کے نزدیک جو منقول چیز کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور رجوع کرتا اس کی طرف تعیین میں۔ (فتح)

۲۵۵۲۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری توبہ کا شکر یہ ہے کہ میں اپنے مال سے جدا ہوں اس حال میں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنا تمام مال خیرات کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کچھ مال کو اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو حصہ میرا خیر میں ہے اس کو رکھ لیتا ہوں۔

۲۵۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللِّثُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلَعَ مِنْ
مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ
مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ لِإِنِّي أُمْسِكُ

سَهْمِي الَّذِي بَخِيرَ.

فائدہ: یہ حدیث پوری اپنی پوری شرح کے ساتھ کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور شاہد ترجمہ کا اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے پس تحقیق وہ ظاہر ہے آپ کے حکم کرنے میں بعض مال نکالنے اپنے اور بعض مال کے رکھ لینے کے بغیر تفصیل کے درمیان اس کے کہ مقسوم اور مشترک ہو سو جو مشترک چیز کے وقف کرنے کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر مکر وہ ہونے صدقہ کے اپنے سارے مال کے ساتھ اور کتاب الزکاۃ میں اس کی بحث گزر چکی ہے اور کچھ کتاب الایمان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلَى وَكِيلِهِ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيلُ إِلَيْهِ.

جو اپنے وکیل کی طرف خیرات کرے پھر وکیل اس کو اپنے موکل کی طرف رد کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں نہیں اور بعض میں ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو کہا کہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کر سکو گے جب تک اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیر جا بہت پیارا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک باغ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس وہ باغ اللہ اور رسول کا ہے یعنی میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا کہ میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور ذخیرہ ہونے کے لیے قیامت کے لیے سو یا حضرت علی رضی اللہ عنہ جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے وہاں رکھے یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاباش اے ابو طلحہ یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے ہم نے اس کو تجھ

وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ وَإِنْ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَى بَيْرُ حَاءَ قَالَ وَكَانَتْ حَدِيثَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَسْتَظِلُّ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا فَبَيَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُو بَرَّهُ وَذُخْرَهُ فَضَعَهَا أَيْ رَسُولُ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ

سے قبول کیا پھر ہم نے اس کو تجھ پر پھیر دیا پس تقسیم کر اس کو اپنے قرابت والوں پر تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ تھے تو حسان رضی اللہ عنہ نے اس میں سے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی لاکھ درہم سے تو کسی نے اس کو کہا کہ کیا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کو بیچتا ہے تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا نہ بیچوں میں ایک صاع کھجور کو بدلے ایک صاع درہموں کے یعنی میں بہت مہنگا بیچتا ہوں انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھایہ باغ بیچ محل بنی حدیلہ کے جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُ يَا أَبَا طَلْحَةَ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ قَبْلَنَاهُ مِنْكَ وَرَدَدْنَاهُ عَلَيْكَ فَاجْعَلْهُ فِي الْأَقْرَبِينَ فَصَدَّقَ بِهِ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى ذَوِي رَحِمِهِ قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أَبِي وَحَسَّانُ قَالَ وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهُ مِنْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ فَقِيلَ لَهُ تَبِيعَ صَدَقَةَ أَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ أَلَا أَبِيعَ صَاعًا مِنْ تَمْرِ بِصَاعٍ مِنْ ذَرَاهِمَ قَالَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيثُ فِي مَوْضِعٍ قَصَرَ بَنِي حُدَيْلَةَ الَّذِي بَنَاهُ مُعَاوِيَةُ.

فائدہ: اور نزاع کیا گیا ہے بخاری پر بیچ نکالنے اس باب کے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے یعنی نزاع کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب مطلق صدقہ کیا اور مصرف کی تعیین کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فرمایا کہ چھوڑ اس کو اپنے قرابت والوں میں تو ہو گا یہ اس چیز کے مشابہ کہ باب باندھا اس کے ساتھ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ صحیح ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے حصے کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو باغ کا مالک کر دیا تھا اور ان پر وقف نہیں کیا تھا اس لیے کہ اگر اس کو وقف کرتا تو حسان رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا۔ پس اعتراض کیا جاتا ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے کسی چیز کے ساتھ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے وقف کے مسائل میں مگر اس چیز میں کہ اس میں صدقہ وقف کے مخالف نہیں اور احتمال ہے کہ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر وقف کیا تو ان پر شرط کی ہو کہ جو ان میں سے اپنے حصے کو بیچنے کا محتاج ہو اس کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے۔ اور تحقیق جائز کہا ہے اس شرط کے ساتھ بعض علماء نے مانند علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو ان کو کھلاؤ اور کہو ان کو بات اچھی۔

۲۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ

۲۵۵۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے اور قسم ہے اللہ کی

سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نُسِخَتْ وَلَا وَاللَّهِ مَا نُسِخَتْ وَلَكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَا وَالْيَانِ وَالْإِيْرُثُ وَذَٰكَ الَّذِي يَرْزُقُ وَوَالٍ لَا يَرِثُ لَٰذَاكَ الَّذِي يَقُولُ بِالْمَعْرُوفِ يَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ.

منسوخ نہیں ہوئی لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں کہ ترکے کی قسمت کے متولی ہوتے ہیں ایک والی وہ ہے کہ خود وارث ہوتا ہے اور یہ وہ ہے جو حاضرین کو رزق دیتا ہے اور دوسرا والی وہ ہے کہ وارث نہیں ہوتا کہا پس یہ وہ ہے جو اچھی بات کہتا ہے کہ میں تیرے لیے مالک نہیں کہ تجھ کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ کہ اَنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کیا مراد ہے اور یہ کہ ان میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور سوائے اس کے اقوال سے بیچ دعویٰ ہونے اس کے کے محکم یا منسوخ۔ (فتح)

فائدہ: حاصل مطلب یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم کرنے والے اور اس میں تصرف کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث ہوتے ہیں ان کو یہ حکم ہے کہ حاضرین کو کچھ دواور ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث نہیں ہوتے مانند ولی یتیم کی کہ وہ خود اس کے مال کا وارث نہیں ہوتا کہ دوسروں کو دے تو ان کو حکم ہے کہ حاضرین کی اچھی بات کہو اور زری سے ٹالو۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوَفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مستحب ہے اس شخص کے لیے کہ مر گیا ناگہانی موت سے یہ کہ خیرات کریں وارث اس کے اس کی طرف سے اور ادا کرنا نذرینوں کا مردے کی طرف سے۔

۲۵۵۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتَلَسَتْ نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا.

۲۵۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری ماں اچانک مر گئی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرتی تو خیرات کرتی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ (یہ فقرہ ہی زائد ہے اس متن حدیث میں اس نام و نشان بھی نہیں، واللہ اعلم ابو محمد عفی عنہ) حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے خیرات کرو۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر نذر ہے اور گویا کہ

اس میں رمز ہے کہ عائشہ کی حدیث میں رجلا سے مراد سعد بن عبادہ ہیں اور سعد بن عبادہ کے قصے کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث گزر چکی ہے دوسرے الفاظ سے۔ اور اس کے قول میں مخالفت نہیں ہے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے اور اس قول میں کہ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا کیا پس اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے کہ میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس نے نذر اور صدقہ دونوں کا حکم پوچھا ہو۔ اور نسا کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت میری ماں مرگئی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا پلانا۔

۲۵۵۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فتویٰ چاہا پس کہا میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اس کی طرف سے ادا کر۔

۲۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفٍ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَقَالَ اقْضِهِ عَنْهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے آزاد کر پس فائدہ دیا اس روایت نے اس چیز کے بیان کا کہ وہ مذکورہ نذر تھی اور وہ یہ کہ اس نے نذر مانی تھی کہ غلام آزاد کرے گی پس آزاد کرنے سے پہلے مرگئی اور احتمال ہے کہ مطلق نذر مانی ہو بغیر معین کرنے کے یعنی کہا ہو کہ مجھ پر نذر ہے۔ پس اس میں اس شخص کے لیے دلیل ہے جو فتویٰ دیتا ہے مطلق نذر میں قسم کے کفارے کا اور آزاد کرنا قسموں کے کفاروں میں سے سب سے اعلیٰ ہے پس اس لیے حکم کیا اس کو یہ کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرے اور ابن عبدالبر نے بعض سے حکایت کی ہے کہ سعد کی ماں پر روزے کی نذر تھی اور حق یہ ہے کہ یہ اس شخص کا قصہ ہے کہ اس کا بیان کتاب الصیام میں گزر چکا ہے۔ اور باب کی حدیث میں کئی فوائد ہیں ایک یہ کہ مردے کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس کو فائدہ دیتا ہے صدقہ کا ثواب اس کی طرف پہنچنے سے خاص کر جب کہ صدقہ کرنے والی اس کی اولاد ہو۔ اور یہ شخص ہے آیت ﴿وَأَنْ تَلِيسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ کے عموم کا اور صدقہ کے ساتھ ملحق ہے غلام آزاد کرنا اس کی طرف سے نزدیک جمہور کے خلاف ہے مشہور کے مالکیہ کے نزدیک اور اختلاف کیا گیا ہے غیر صدقہ میں یعنی صدقہ کے سوا اور نیکی کے کاموں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا ثواب بھی مردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں مانند حج اور روزے کی اور کچھ اس کا بیان روزے کے بیان میں ہو چکا ہے اور یہ کہ وصیت کا ترک کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت نے سعد کی ماں کی وصیت کے ترک کرنے پر مذمت نہیں کی یہ بات ابن

منذر نے کہی ہے اور اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ انکار کرنا اس پر دشوار ہوا اس کے مرجانے کی وجہ سے اچانک اور ساقط ہوئی اس سے تکلیف اور جواب دیا گیا ہے کہ انکار کا فائدہ یہ ہے کہ اگر انکار کرتی تو اس کا غیر اس کے ساتھ نصیحت پکڑتا اس شخص سے کہ اس کو سننے پس جب حضرت نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت کے ساتھ مشورہ کرنے کے دین کے کاموں میں اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ گمان غالب کے اور اس میں جہاد کرنا ہے ماں کی زندگی میں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں مرگئی اور وہ جہاد میں تھا اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے ماں سے اجازت لے لی تھی اور اس میں سوال کرنا ہے تحمل سے اور جلدی کرنے سے نیکی کے عمل کی طرف اور جلدی کرنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں اور یہ کہ صدقہ کا ظاہر کرنا کبھی بہتر ہوتا ہے اس کے چھپانے سے اور وہ وقت صدقہ نیت کے ہے بیچ اس کے اور جائز ہے حاکم کے لیے اٹھانا گواہی کا بیچ غیر مجلس حکم کے۔ (فتح)

وقف اور صدقے اور وصیت میں گواہ کرنا۔

۲۵۵۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مرگئی اور وہ اس سے غائب تھا تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت عائشہ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخرف اس پر صدقہ ہے۔

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ.
۲۵۵۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَبَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عِبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تَوَفَّيْتُ أُمَّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تَوَفَّيْتُ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمَخْرَفِ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

فائدہ: اور لاحق کیا ہے بخاری نے وقف کو صدقے کے ساتھ لیکن بیچ استدلال کے اس کے لیے سعد رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ نظر ہے اس لیے کہ اس کا قول کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں احتمال ہے کہ اس سے مراد شہادت معتبر ہو اور احتمال ہے کہ اس سے مراد صرف اطلاع دینی ہو۔ اور استدلال کیا ہے مہلب نے گواہ کرنے کے لیے وقف میں اللہ کے قول کے ساتھ کہ گواہ کرو جب آپس میں سودا کرو پس جب بیچ میں گواہ کرنے کا حکم ہے اور حالانکہ اس کے لیے

بدلہ ہے تو مشروع ہونا اس کا وقف میں باوجود اس کے کہ اس میں عوض نہیں بطریق اولیٰ ہے۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد تو ہم کا دفع کرنا ہے اس شخص سے کہ گمان کرتا ہے کہ وقف نیکی کے کاموں میں ہے پس مستحب ہے چھپانا اس کا پس بیان کیا بخاری نے کہ مشروع ہے ظاہر کرنا اس کا اس لیے کہ وہ پیچھے اس بات کے ہے کہ نزاع کی جائے بچ اس کے خاص کروارثوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَبِثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بد لوگندے کو سترے سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے۔

۲۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عَزْرَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ أَنَّ سَالَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾. قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَذْنٍ مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَتُهَوَّ عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمُورِهَا يَنْكَاحُ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمْ أَسْتَفْتِ النَّاسَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ قَالَتْ قَبِينَ اللَّهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ

۲۵۵۷۔ عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ نہ اگر ڈرو تم کہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں پس رغبت کرتا ہے ولی اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم مہر کے اس کی عورتوں کے دستور سے یعنی مثل سے تو ان کو ان کے نکاح سے منع ہوا مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے لیے بیچ کامل کرنے مہر کے اور حکم ہوا کہ ان کے سوا اور عورتوں سے نکاح کریں یعنی اور لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھا کہ یتیم لڑکی سے ولی کا مطلق نکاح کرنا درست نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اجازت مانگی لوگوں نے حضرت ﷺ سے بعد اترنے اس آیت کے وان خفتم ان لا تقسطوا۔۔ الایۃ تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ رخصت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں تو کہہ اللہ رخصت دیتا ہے تم کو ان میں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس بیان

کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مال دار ہوتی تھی تو اس کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور نہ ملاتے تھے ان کو ساتھ دستور اس کے ساتھ کامل کرنے مہر کے اور جب نہ مرغوب ہوتی تھی بیچ کم ہونے مال کے اور جمال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے تھے اور اس کے سوا اور عورت تلاش کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس جیسا کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس کو چھوڑتے ہیں پس ویسا ہی نہیں ہے ان کے لیے کہ ان سے نکاح کریں جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ اس کے لیے انصاف کریں ساتھ مہر پورے کے اور اس کا حق اس کو دیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشیر میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھوان میں ہوشیاری تو حوالے کرو ان کے مال اور کھانہ جاؤ ان کو اڑا کر اور گھبرا کر یہ کہ بڑے نہ ہو جائیں اور جو کوئی مال دار ہو تو چاہے کہ بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے آخر آیت تک حسیباً کافیا یعنی حسیبا (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں کفایت کرنے والا وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عَمَلِهِ۔ اور جائز ہے وصی کے لیے یہ کہ یتیم کے مال میں محنت کرے اور بقدر اپنی محنت کے اس سے کھائے۔

جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوهَا بِسُنَّتِهَا يَكْمَالِ الصَّدَاقِ فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَالتَّمَسُّوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ فَكَمَا يَتْرَكُونَهَا حِينَ يَرَوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا۔

﴿حَسِيبًا﴾ يَعْنِي كَافِيًا وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عَمَلِهِ۔

فائدہ: اور یہ اختلافی مسائل میں سے ہے پس بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے وصی کے لیے (یعنی جس کو مرد وصیت کر جائے) یہ کہ لے یتیم کے مال سے بقدر اپنی محنت کے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور عمرہ اور حسن وغیرہ کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہ کھائے اس سے مگر حاجت کے وقت پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے پس کہا عبیدہ اور سعد بن جبیر نے اور مجاہد نے کہ جب کھائے پھر مال دار ہو جائے تو ادا کرے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ادا کرنا واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں اگر چاندی سونا ہو تو نہیں جائز ہے یہ کہ لے اس سے کچھ مگر بطور قرض کے اور اگر ان کے سوائے اور کچھ ہو تو جائز ہے ضرورت کے مطابق اور یہ صحیح تر قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور یہی قول ہے شعبی اور ابوالعالیہ وغیرہ کا روایت کیا ہے ان سب کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور کہا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے قضا کے مطلق اور مدد کی ہے اس کی ہے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ لے اقل دوامروں کا اپنی اجرت سے اور نفقہ سے اور نہیں واجب ہے پھر صحیح قول پر۔ اور حکایت کی ابن تین نے ربیعہ سے کہ مال دار اور محتاج سے مراد اس آیت میں یتیم ہے یعنی اگر یتیم مال دار ہو تو نہ زیادتی کرے بیچ خرچ کرنے کے اس کے اوپر اور اگر محتاج ہو تو چاہیے کہ اپنے مال سے دستور کے موافق کھلائے اور اس میں اس پر ہرگز دلالت نہیں کہ یتیم کے مال سے کھانا درست ہے۔ (فتح)

۲۵۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں اپنا ایک مال یعنی زمین خیرات کی اور اس مال کو بیع کیا جاتا تھا یعنی اور وہ زمین تھی مقابل مدینہ کے اور وہ کھجوروں کے درخت تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے مال حاصل کیا ہے اور وہ میرے نزدیک بہت نفیس ہے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو خیرات کروں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صدقہ کر ساتھ اصل اس کی کے اس حال میں کہ نہ بیچی جائے اور نہ ہیہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور لیکن اس کا میوہ خرچ کیا جائے سو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے پس یہ صدقہ اس کا ہے اللہ کی راہ میں اور آزاد کرنے غلاموں کے اور محتاجوں میں اور مہمانوں میں اور مسافروں میں اور قریبیوں میں نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یعنی اس کی تدبیر کرے یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے اپنے یار کو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو

۲۵۵۸۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ تَمْعٌ وَكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي اسْتَفْذْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا بَيْعَ وَلَا يَوْهَبَ وَلَا يُوْرَثَ وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ عُمَرُ فَصَدَّقْتُهُ تِلْكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِينِ وَالضُّعْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُؤْكَلَ صَدِيقُهُ غَيْرَ

مَتَمَوِّلٌ بِهِ۔ مال کو اس کے حاصل سے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ تشبیہ دی ہے بخاری نے وصی کو ساتھ ناظر وقف کے یعنی جو وقف کا متولی اور مدبر ہو اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ نظر ان لوگوں کے لیے جن پر وقف کیا گیا ہے محتاجوں وغیرہ سے مانند نظر کی ہے یتیموں کے لیے اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن نمیر نے اس طرح سے کہ وقف کرنے والا وہ مالک ہے اس کے منافع کا کہ جس کو وقف کیا پس اگر شرط کرے اس شخص کے لیے کہ متولی ہو اس کی نظر کا کچھ تو یہ اس کو جائز ہے اور وصیت کرنے والا اس طرح نہیں اس لیے کہ اس کی اولاد اس کے بعد اس کے مال کی وارث ہوتی ہے ساتھ قسمت کرنے اللہ کے ان کے لیے پس نہ ہو گا وہ اس میں وقف کرنے والے کی طرح آہ۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ وصیت کرنے والا جب ٹھہرائے وصی کے لیے یہ کہ کھائے مال موسیٰ علیہم کے سے تو یہ صحیح نہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ جائز ہے جب کہ معین کرے اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس چیز میں جب وصیت کرے اور نہ معین کرے وصی کے لیے کچھ کیا اس کو جائز ہے یہ کہ لے بقدر اپنی محنت کے یا نہیں۔ اور کرمانی نے کہا کہ وجہ مطابقت کی اس وجہ سے ہے کہ قصد یہ ہے کہ وصی لے یتیم کے مال سے اپنی اجرت ساتھ دلیل قول عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے دستور کے مطابق۔ (فتح)

۲۵۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو مال دار ہو تو چاہے کہ بچتا رہے اور جو فقیر ہو تو چاہے کہ کھائے موافق دستور کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت والی کے حق میں اتنی یہ کہ پہنچے اس کے مال سے جب کہ محتاج بقدر اس کے مال کے موافق دستور کے یعنی اگر بہت ہو تو بہت لے اور اگر تھوڑا ہو تو تھوڑا لے یا لے بقدر اپنی محنت کے۔

۲۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ قَالَتْ أَنْزَلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ أَنْ يُصِيبَ مِنْ مَالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے ناحق وہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اب بیٹھیں گے آگ میں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾.

۲۵۶۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچوں سات کبیرہ گناہوں سے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ

۲۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ قُورِ بْنِ

یا حضرت ﷺ وہ کون سے گناہ ہیں فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا مارنا جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم یعنی بے باپ لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں لگانا۔

زَيْدُ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الْعَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤَبَّاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ النِّزْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

فائدہ: اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ کھانا یتیم کے مال کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْتَبْتُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾. ﴿لَأَعْتَبْتُمْ﴾ لَّا حَرَجَكُمْ وَضَيِّقٌ ﴿وَعَنْتُ﴾ خَضَعْتُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست تدبیر والا۔ لا اعتکم لَّا حرجکم وضیق یعنی لا اعتکم کا لفظ کہ اس آیت میں واقع ہے اس کا معنی لَّا حرجکم وضیق ہیں یعنی تم پر مشکل ڈالتا اور تم کو تنگ کرتا۔ وعنت خضعت یعنی وعنت کا لفظ کہ آیت وعنت الوجوه میں واقع ہوا ہے اس کے معنی خضعت ہیں یعنی جھکے اور ذلیل ہوئے۔

فائدہ: یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر فراخی کی اور آسانی کی پس کہا کہ جو مال دار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی محتاج یتیم کے مال کا والی ہو تو کھائے بقدر اپنی محنت کے اس کے مال پر اور اس کے منفعت کی جب تک کہ نہ زیادتی کرے۔ (فتح)

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا یعنی اگر کوئی یتیموں کو ان کی سپرد کرتا تو اس کی وصیت کو قبول کرتے اور یتیموں کے متولی ہوتے۔

﴿لَأَعْتَبْتُمْ﴾ لَّا حَرَجَكُمْ وَضَيِّقٌ ﴿وَعَنْتُ﴾ خَضَعْتُ. وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ مَا

رَدَّ ابْنُ عُمَرَ عَلَى أَحَدٍ وَصِيَّةً.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ ثواب چاہتے تھے اس حدیث کی وجہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ اور محل کراہت دخول کا وصیت میں یہ ہے کہ خوف کیا جائے تہمت کا یا ضعیف ہونے کا قیام سے ساتھ اس کے حق کے۔ (فتح)

اور تھے ابن سیرین سب چیزوں سے محبوب تر طرف اس کی بیچ مال یتیم کے یہ کہ جمع ہوں طرف اس کی خیر خواہ اس کے اور ولی اس کے پس نظر کریں اور فکر کریں اس چیز میں کہ جو اس کے لیے بہتر ہے یعنی اور طاؤس جب پوچھے جاتے یتیموں کی کسی چیز سے تو یہ آیت پڑھتے کہ اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا یعنی اور عطا نے کہا بیچ حق یتیموں چھوٹوں اور بڑوں کے خرچ کرے ولی ہر آدمی پر بقدر حال اس کے اس کے حصے سے۔

وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْهِ فِي مَالِ الْيَتِيمِ أَنْ يَجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَصْحَاؤُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ فَيَنْظُرُوا الَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَهُ وَكَانَ طَاوُسٌ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْيَتَامَى قَرَأَ ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ فِي يَتَامَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ يُنْفِقُ الْوَلِيُّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدَرِهِ مِنْ حِصَّتِهِ.

فائدہ: روایت ہے کہ پوچھے گئے عطا ایک مرد کے متعلق کہ متولی ہو یتیموں کے مال کا کہ ان میں چھوٹے اور بڑے ہوں اور ان کا مال اکٹھا ہو تقسیم نہ ہوا ہو تو عطاء نے کہا کہ خرچ کرے ہر آدمی پر ان میں سے اس کے مال سے اس کے قدر پر اور قنادہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ پاس جاؤ مال یتیم کے مگر اس طریقے کے ساتھ کہ بہتر ہے تو لوگ نہ ملاتے تھے ان کو کھانے وغیرہ میں تو مشکل ہوئی ان پر یہ بات تو اللہ نے رخصت اتاری کہا اگر اس کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سب نازل ہونے اس آیت کا یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال سے جدا کر دیئے تو یہ آیت اتری کہ کہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے تو لوگوں نے یتیموں کے مال اور کھانے سے کنارہ کیا پس یہ ان پر دشوار ہوا تو حضرت ﷺ کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو یہ آیت اتری اور تمھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم اور ان کا خرچ ملانا جائز ہوا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ملانا یہ ہے کہ وہ تیرا دودھ پیئے اور تو اس کا دودھ پیئے اور وہ تیرے پیالے سے کھائے اور تو اس کے پیالے

سے کھائے اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے کو سنوارنے والے سے یعنی جس کی نیت یتیم کے مال کھانے کی ہو اور جو اس سے پرہیز کرے۔ ابو عبید نے کہا کہ مخالطت یہ ہے کہ ہو یتیم درمیان عیال والے کے پس دشوار اس پر جدا کرنا اس کے کھانے کا پس لے یتیم کے مال سے بقدر اس کے کہ دیکھتا ہے کہ یہ کفایت کرتا ہے اس کو ساتھ کوشش کے پس ملاتا ہے اس کو ساتھ خرچ اپنے عیال کے اور چونکہ اس میں زیادتی اور کمی واقع ہوتی ہے تو اس سے لوگوں نے خوف کیا تو اللہ نے ان پر فراموشی کی یعنی ان کے ملانے کی اجازت دی۔ (فتح)

بابُ اسْتِخْدَامِ الْيَتِيمِ فِي السَّفَرِ
وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ صَلَاحًا لَهُ وَنَظَرِ الْأَمِّ
وَرَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ.

خدمت یعنی یتیموں سے سفر میں اور وطن میں جب کہ یہ اس کے لیے اصلاح ہو یعنی اس کے سنوارنے اور تربیت میں دخل رکھے اور نظر کرنی اور توجہ کرنی ماں کی اور اس کے خاوند کی یتیم کے لیے اس کے حال کے سنوارنے میں۔

۲۵۶۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے بھی ہجرت کر کے اس حال میں کہ آپ کا کوئی خادم نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! انس لڑکا عقل مند ہے پس چاہیے کہ آپ کی خدمت کرے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سفر میں اور حضر میں تو نہ فرمایا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو کیا کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۲۵۶۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
كَثِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ
خَادِمٌ فَأَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَأَنْطَلَقَ بِي
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَتَبْتُ
لِيُخْدَمَكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ
وَالْحَضَرِ مَا قَالَ لِي لَيْشَاءُ صَنَعْتُهُ لِمَا
صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا وَلَا لَيْشَاءُ لِمَا أَصْنَعُهُ
لِمَا تَصْنَعُ هَذَا هَكَذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خاوند ہے۔ پس حدیث مطابق ہے ترجمہ کے ایک دو رکٹوں کے اور لیکن جو رکٹ کہ اس سے پہلے ہے وہ توجہ کرنی ہے ماں کی اپنے بیٹے یتیم کے حال میں تو گویا کہ سمجھا جاتا ہے اس سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کام نہ کیا مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے بعد۔ یا اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہل

مدینے میں آئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا پس لیکن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پس حاضر کیا اس نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس جب کہ آپ نے جنگ خیبر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا جیسا کہ جہاد میں صریح آئے گا۔ اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ حکم مسئلے اس باب کے پس مالکیہ سے ہے کہ ماں وغیرہ کو جائز ہے تصرف کرنا بیچ بھلائیوں اس شخص کے کہ ان کی پرورش میں ہیں یتیم لڑکے لڑکیوں سے اگرچہ وصیت نہ ہوں اور اشکال کیا ہے بعض نے اس کے جواز پر پس تحقیق وہ چاہتا ہے اس کو کہ مشغول ہوں یتیم ساتھ خدمت کے ادب سکھانے سے اور یہ مطلوب کی ضد ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نکلنا حکم مذکور کا اس حدیث سے تقاضہ کرتا ہے قید کرنے کو ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ خبر متدل بہ کے اور وہ یہ ہے کہ ہونزدیک اس شخص کے کہ ادب دے اس کو اور نفع اٹھائے اس کے ادب سکھانے کے ساتھ جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے خدمت نبوی میں پس تحقیق فائدہ اٹھایا اس نے ساتھ موانعت کے اوپر اس کے آداب کے ساتھ اس چیز کے کہ فوقیت حاصل کی اس نے اپنے غیر سے جس کو اپنے باپ نے ادب سکھایا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَلَمْ يَبَيِّنِ الْحُدُودَ
فَهُوَ جَائِزٌ وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ
جب کوئی زمین وقف کرے اور اس کی حدیں بیان نہ کرے تو وہ جائز ہے یعنی وقف کرنا اور اسی طرح صدقہ یعنی وقف کرنا ساتھ لفظ صدقہ کے۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے جواز کو اور وہ محمول ہے اس پر جب کہ موقوف اور صدقہ کی گئی چیز مشہور ہو جدا ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ امن ہو اس سے کہ اپنے غیر کے ساتھ ملے نہیں تو حد کا بیان کرنا بلا اتفاق ضروری ہے لیکن غزالی نے اپنے فتویٰ میں ذکر کیا ہے کہ جو کہے کہ گواہ رکھو کہ میرا تمام ملک وقف ہے اس پر اور اس کے مصرف کا ذکر کرے اور اس سے کسی چیز کی حد معین نہ کرے تو اس کی جائیداد کل وقف ہو جاتی ہے اور نہیں ضرر کرتا نہ جاننا گواہوں کا حدود کو اور احتمال ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہو کہ وقف صحیح ہے ساتھ صفی کے کہ نہیں ہے تحدید بیچ اسکے بنسبت اعتقاد وقف کرنے والے کے اور اس کے ارادے کے کسی چیز معین کے اپنے جی میں اور سوائے اس کے نہیں کہ معتبر ہے تحدید گواہ کرنے کے لیے اور اس کے تاکہ بیان ہو حق غیر کا۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِمَّنْ نَحْنُ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ
۲۵۶۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں مال میں یعنی کھجوروں کے درختوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تھے اور اس کے سب مال میں سے اس کو بہت پیارا باغ میرا تھا کہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کا بیٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ

کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری ہرگز نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے پیارے مال کو اللہ کے راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فرماتا ہے کہ ہرگز نیکو کاری حاصل نہ کر سکو گے جب تک اپنے پیارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال میں مجھے میرا باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور اس کے ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے سویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھیں اس کو جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جو تو نے کہا اور مجھ کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کرتا ہوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

بِيرْحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَى بِيرْحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعَهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ بَعْ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ أَوْ رَابِعٌ شَكَ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ رَابِعٌ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ کو دیا اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو کہتا ہے کہ اقل ان کا کہ دی جائے قرابت والوں سے جب کہ منحصر نہ ہوں دو آدمی ہیں اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ واقع ہوا ہے ماحون کی روایت میں اس شخص سے جو پہلے گزر چکی ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ناتے واروں میں تقسیم کیا اور ان میں سے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں یعنی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دو سے زیادہ کو دیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور عبید بن جابر میں تقسیم کیا۔ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اس کے سوا اور بھی کئی فوائد ہیں کہ پہلے گزرے یہ کہ وقف نہیں محتاج ہے اپنے منفقہ ہونے میں طرف قبول کرنے اس شخص کے جس پر وقف کیا گیا اور اس کے ساتھ استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے اوپر صحیح ہونے صدقہ مطلق کے پھر اس کو معین کرے صدقہ کرنے والا اس شخص کے لیے کہ جس کو چاہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ جمہور کے لیے اس میں کہ جو وصیت کرے کہ تفریق کی جائے اس کے مال کی تہائی جس جگہ وصی کو اللہ دکھائے تو اس کی وصیت صحیح

ہو جاتی ہے اور تفریق کرے اس کو وحی نیک راہوں میں اور نہ کھائے اس سے کچھ اور نہ دے اس سے کچھ میت کے کسی وارث کو اور اس میں مخالفت کی ہے ابو ثور نے موافقت کرنے کی وجہ سے حنفیہ کے اول میں سوائے دوسرے کے اور ایک حدیث میں جواز صدقہ کرنے کا ہے زندہ آدمی کی طرف بیچ غیر مرض الموت کے ساتھ زیادہ کے تہائی مال سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کی مقدار کی تفصیل نہ پوچھی اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تہائی بھی بہت ہے۔ اور یہ کہ جو قرابتوں میں زیادہ قریب ہو اس کو غیروں پر مقدم کیا جائے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنی حسب مال کی طرف مرد فاضل عالم کی اور اس میں اس پر کچھ نقص نہیں اور تحقیق خبر دی ہے اللہ نے انسان کی کہ اس کو خیر کی بہت محبت ہے اور خیر سے مراد اس جگہ بالاتفاق مال ہے اور یہ کہ جائز ہے پکڑنا باغوں اور بستانوں کا اور داخل ہونا اہل فضل اور علم کا اس میں اور آرام کرنا ان کے سارے میں اور یہ کہ کھائے اس کو میوں سے اور آرام کرنا بیچ ان کے اور کبھی ہوتا ہے یہ مستحب کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب جب کہ قصد کرے ساتھ اس کے تفریح جان کے عبادت کی مشقت سے اور خوش کرنا اس کا عبادت کے لیے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا زمین اور غیر منقول چیز کا اور مباح ہونا پانی پینے کا یا رکے گھر سے اگرچہ وہ حاضر نہ ہو جب کہ اس کے نفس کی خوشی معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا بیٹھے پانی کا اور تفصیل بعض پانی کی بعض پر اور یہ کہ جائز ہے استدلال کرنا ساتھ عموم کے اس لیے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا سے یہ سمجھا کہ اپنے کل افراد کو شامل ہے پس نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ وارد ہو اس پر بیان معین چیز سے بلکہ جلدی کی محبوب چیز کے خرچ کرنے میں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کے لیے کہ امام مالک اس کی طرف گئے ہیں کہ صدقہ صحیح ہوتا ہے قول کے ساتھ پہلے قبض کے پس اگر وہ معین کے لیے ہو تو وہ مستحق ہے اس کے مطالبہ کا ساتھ قبض کرنے اس کے اور اگر ہو جہت عام کے لیے تو قائل کے ملک سے نکل جاتا ہے اور جائز ہے امام کے لیے خرچ کرنا اس کا صدقہ کے راہ میں اور یہ کل حکم اس وقت ہے جب کہ صدقہ کرنے والے کی مراد ظاہر نہ ہو اور جب ظاہر ہو تو اس کی تابعداری کی جائے اور یہ کہ جائز ہے متولی ہونا صدقہ کرنے والے کا اپنے صدقہ کی تقسیم کو اور یہ کہ جائز ہے مال دار کو لینا صدقہ نفل سے جب کہ اس کو بغیر سوال کے حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جائز ہونے جس اور وقف کے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور باطل کرتا ہے اس میں حجت نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا صدقہ تملیک ہو اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن ماسون کے سیاق سے اور یہ کہ جائز ہے زیادتی کرنی صدقہ نفل میں اوپر قدر نصاب زکوٰۃ کے۔ اور اس میں فضیلت ہے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ آیت شامل ہے اوپر رغبت دلانے کے پیارے مال کے خرچ کرنے پر پس جلدی کی اس نے خرچ کرنے پر احب المحبوب کو تو حضرت ﷺ نے اس کی رائے کو ٹھیک کہا اور شکر کیا اپنے رب سے فعل اس کے کا پھر حکم کیا اس کو یہ کہ خاص کرے اس

کے ساتھ اپنے اہل کو اور مراد رکھی اپنے راضی ہونے کی اس کے ساتھ ساتھ فرمانے اپنے کے شہاباش اور یہ کہ تمام ہوتا ہے وقف ساتھ قول واقف کے کہ میں نے یہ وقف کیا ہے اور یہ کہ صدقہ اوپر جہت عام کے نہیں محتاج ہے طرف قبول معین کے بلکہ جائز ہے امام کے لیے قبول کرنا اس کا اس سے اور دینا اس کا جس کو مناسب دیکھے جیسا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے قرابت میں وہ شخص کہ جمع کرے اس کو اور وقف کرنے والے کو باپ معین نہ چوتھا اور نہ غیر اس کا اس لیے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سوائے اس کے نہیں کہ جمع ہوتا ہے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے چھٹے باپ میں۔ اور یہ کہ نہیں واجب ہے مقدم کرنا قریب کا قریب مابعد پر اس لیے کہ حسان رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی قریب تر ہے طرف ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور باوجود اس کے پس شریک کیا اس نے ابی رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ اور یہ کہ نہیں واجب ہے تمام پکڑنا قرابت والوں کا اس لیے کہ بنی حرام کی اولاد جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتے ہیں مدینے میں بہت تھے چہ جائیکہ عمرو بن مالک جس کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ (فتح)

۲۵۶۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میری ماں مرگئی تو کیا اس کو فائدہ دیتا ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے سو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

۲۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّهُ تُوِفِّيَتْ أَيْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِي مَخْرَافًا وَأَشْهَدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

ایک جماعت ایک مشترک زمین کو صدقہ کرے تو جائز ہے۔

بَابُ إِذَا أَوْقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُمْتَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد در کرنا ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے وقف کرنے مشترک چیز کے سے مطلق۔ (فتح)

۲۵۶۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد کے بنا کرنے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجاری اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کرو قیمت لو بیی نجار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے یعنی ہم نے

۲۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَارِ فَاْمُنُونِي

بَحَائِطُكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ آپ کو بدون قیمت کے دیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔
تَمَنَّا إِلَّا إِلَى اللَّهِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے پس ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے زمین کو اللہ کے لیے صدقہ کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا پس اس میں دلیل ہے باب کے مسئلے کے لیے اور واقعی نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا مول اس کے مالکوں کو دیا پس اگر یہ ثابت ہو تو ہوگی حجت ترجمہ کے لیے اس جہت سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور ان کے قول پر انکار نہ کیا پس اگر مشترک چیز کا وقف کرنا جائز نہ ہوتا تو البتہ ان پر انکار کرتے اور ان کے لیے حکم بیان کرتے اور استدلال کیا گیا ہے اس قصے کے ساتھ کہ حکم مسجد کا ثابت ہوتا ہے بنا کی وجہ سے جب کہ واقع ہو ساتھ صورت مسجد کے اگرچہ نہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ اس کے۔ اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اذن اس کے بارے میں تو اس کے لیے مسجد کا حکم ثابت ہوتا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ اگر اس میں جماعت کی نماز کی اجازت دے تو ثابت ہوتا ہے اور مسئلہ مشہور ہے اور نہیں ثابت ہوتا جمہور کے نزدیک مگر یہ کہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ وقف کے یا ذکر کے صیغہ محتمل اور نیت کرے ساتھ اس کے اور جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ منقول ہے حنفیہ سے لیکن خاص ویران زمین میں جس کا کوئی مالک نہ ہو اور حق یہ ہے کہ نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اثبات کے لیے اور نہ اس کی نفی کے لیے۔ (فتح)

بَابُ الْوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ.

باب ہے وقف کے بیان میں اور کس طرح لکھا جائے؟
۲۵۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی جس کا نام شمع تھا یعنی وہاں سے خریدی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ تمغہ کو صدقہ کرو تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے خیبر میں ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ تر نہیں کبھی کوئی مال نہیں پایا تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو زمین کے اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو صدقہ کر تو صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے اصل اس کی اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور نہ خریدی جائے جب تک کہ آسمان قائم رہے پس صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے

۲۵۶۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَصَابَ عُمَرُ بِخَيْبَرٍ أَرْضًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ لَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لَا يَبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالصَّيْفِ وَابْنِ

السَّيْلُ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَّيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مَتَمَوْلٍ فِيهِ.

محتاجوں میں اور قریبیوں میں اور گردنوں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مہمان میں اور مسافروں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے یا رکھ اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو یعنی مالک نہ ہو کسی چیز کا اس کے رقبے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اصل زمین کو وقف کر اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے نہ میراث کی جائے تو یہ شرط حضرت ﷺ کے کلام سے ثابت ہے جیسا کہ پانچ بابوں سے پہلے نافع کی روایت میں گذر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کر اس کی اصل کو کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث میں دی جائے مگر اس کا پھل خرچ کیا جائے اور عمر ﷺ نے پہلے یہ شرط کی تھی کی عمر ﷺ کی آل کے اہل رائے اس کے متولی ہوں پھر اپنی وصیت کے وقت اپنی بیٹی حفصہ کو متعین کیا۔ اور بیان کیا ہے اس کو عمر بن شیبہ نے ابی غسان سے کہ یہ نسخہ عمر ﷺ کے صدقے کا ہے لیا میں نے اس کو اس کی کتاب سے جو عمر ﷺ کے گھر والوں کے پاس تھی پس میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا اس کی صورت یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس کو لکھا عبد اللہ یعنی اللہ کے بندے عمر ﷺ نے جو امیر المؤمنین ہے بیچ حق زمین مرغ کے کہ اس کی متولی حفصہ ﷺ ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے جس کو مناسب جانے اس کو اس کا پھل دے پس جب مر جائے تو اس کے متولی اہل رائے ہیں حفصہ ﷺ کے گھر والوں سے اور عمر فاروق ﷺ نے اس کے وقف کرنے کو موخر کیا تھا اور نہیں واقع ہوا اس سے پہلے اس کے مگر مشورہ لینا اس کی کیفیت سے۔ اور طحاوی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ عمر ﷺ نے کہا کہ اگر میں نے اپنا صدقہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اس کو پھیر لیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جاری کیا عمر ﷺ نے وقف کو مگر اپنی وصیت کے وقت اور استدلال کیا ہے طحاوی نے عمر ﷺ کے اس قول سے ابو حنیفہ اور زفر کے لیے اس باب میں کہ زمین کا وقف کرنا نہیں منع کرتا اس میں رجوع کرنے کو اور جس چیز نے عمر ﷺ کو رجوع کرنے سے منع کیا تھا وہ یہ ہے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ذکر کیا تھا پس مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ جدا ہوں آپ سے ایک امر پر پھر مخالفت کریں اس کی آپ کے بعد اور اس میں دوجہ سے حجت نہیں ایک یہ کہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ ابن شہاب نے عمر ﷺ کو نہیں پایا دوم یہ کہ احتمال ہے کہ ہو جو کچھ کہ میں نے پہلے کہا اور احتمال یہ ہے کہ عمر ﷺ تھے دیکھتے ساتھ صحیح ہونے وقف کے مگر یہ کہ وقف کرنے والا رجوع کی شرط کرے تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور تحقیق روایت کی طحاوی نے مانند اس کی علی ﷺ سے پس نہیں ہے حجت اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ وقف ممکن نہیں باوجود ممکن ہونے اس احتمال کے کہ اگر یہ احتمال ثابت ہو تو ہوگا حجت اس شخص کے لیے جو کہتا ہے ساتھ صحیح ہونے تعلیق وقف کے اور وہ مالکیہ کے نزدیک ہے اور اسی کا قائل ہے ابن جریج اور

کہا اس نے کہ پھر آتے ہیں منافع اس کے بعد مدت معین کے طرف اس کی پھر اس کے وارثوں کی طرف پس اگر ہوتعلق کے لیے مدت تو صحیح ہے اتفاق جیسا کہ کہے میں نے اس کو ایک سال زید پر وقف کیا پھر محتاجوں پر۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اصل ہے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسلام میں پہلے پہل عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا۔ اور یہ واقدی نے کہا کہ پہلے جو چیز اسلام میں وقف ہوئی منحیرین کی زمین تھی جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی پس وقف کیا اس کو حضرت ﷺ نے اور ترمذی نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اختلاف اصحاب اور متقدمین کے درمیان زمینوں کے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور شریح سے روایت ہے کہ اس نے جس سے انکار کیا اور بعض نے ان میں سے اس کی تاویل کی ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ لازم نہیں اور اس کے یاروں نے اس کی مخالفت کی ہے سوائے زفر کے۔ پس حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن ابان سے کہا کہ ابو یوسف وقف کے بیچنے کو جائز رکھتا تھا پھر اس کو عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا کہ کسی کو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں اور اگر یہ حدیث ابو حنیفہ کو پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے لیکن یہ حدیث اس کو نہیں پہنچی پس رجوع کیا ابو یوسف نے وقف کی بیع سے اور ہو گیا یہ حال کہ گویا کہ نہیں ہے خلاف اس میں کسی کے درمیان۔ اور طحاوی کے حکایت کرنے کے باوجود پس مدد کی ہے اس نے مانند اپنی عادت کے پس کہا کہ قول آپ کا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ اصل کو روک رکھ اور اس کے میوے کو خرچ کرنیہ لازم پکڑتا بیگلی کو بلکہ احتمال ہے کہ ہومر امدت اس کے اختیار کی اس کے لیے اور اس تاویل کا ضعف پوشیدہ نہیں ہے اور اس کے قول سے نہیں سمجھا جاتا کہ میں نے وقف کیا اور جس کی مگر بیگلی یہاں تک کہ تصریح کرے شرط کے ساتھ اس کے نزدیک جس کا یہ مذہب ہے اور شاید طحاوی اس روایت پر واقف نہیں ہوا جس میں یہ ہے کہ یہ وقف ہے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم رہیں۔ اور قرطبی نے کہا کہ وقف کا رد کرنا اجماع کے مخالف ہے پس نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور جو اس کو رد کرتا ہے اس کا احسن عذر یہ ہے جو ابو یوسف نے کہا پس تحقیق وہ ابو حنیفہ کے ساتھ اعلم ہے اس کے غیر سے۔ اور شافعی نے اشارہ کیا کہ وقف کرنا اہل اسلام کا خاصہ ہے یعنی وقف کرنا اراضی اور غیر منقول چیز کا اور ہم نہیں جانتے کہ جاہلیت میں یہ واقع ہوا ہو اور حقیقت وقف کی شرع میں وارد ہونا ایسے صیغے کا ہے کہ قطع کرے واقف کے تصرف کو بیچ رقبہ موقوف چیز کے کہ اس سے ہمیشہ نفع اٹھایا جاتا ہے اور اس کی منفعت کے خرچ کرنے کو ثابت کرتا ہے نیکی کی جہت میں۔ اور باب کی حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہے ذکر کرنا اولاد کا اپنے باپ کو ساتھ اس کے مجرد نام کے اس کی کنیت کے بغیر اور لقب کے بغیر۔ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا وصیت کا اور نظر کا وقف پر عورت کے لیے اور مقدم کرنا اس کا اس شخص پر کہ اس کے اقران سے کہو مردوں میں سے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا نظر کی اس کی طرف کہ نام نہ رکھا گیا ہو جب کہ موصوف ہو ساتھ صفت معین کے کہ اس کو جدا کرے اور یہ کہ وقف کرنے والا متولی ہوتا ہے نظر کا اپنے وقف پر جب کہ نہ نسبت کرتے اس کو اپنے غیر کی طرف۔ شافعی نے کہا کہ ہمیشہ رہی ایک جماعت

کثیر اصحاب سے اور جوان کے بعد ہیں کہ اپنے وقفوں کے متولی ہوتے تھے نقل کیا ہے اس کو ہزاروں نے ہزاروں سے اور نہیں اختلاف ہے ان کو اس میں۔ اور یہ کہ جائز ہے مشورہ کرنا اہل علم اور دین اور فضل سے نیکی کے کاموں میں برابر ہے کہ دینی کام ہوں یا دنیاوی اور یہ کہ مشورہ دینے والا مشورہ دے ساتھ بہتر اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے لیے تمام امور میں اور اس حدیث میں ظاہر فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے رغبت کرنے کی وجہ سے اللہ کے قول کے بجالانے میں کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ اِلَّا بِرِیْضٍ اور اس میں فضیلت ہے اس صدقے کی جو ہمیشہ جاری رہے اور صحیح ہونا وقف کی شرطوں کا اور تابعداری کرنی اس کی بیچ اس کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے معین کرنا مصرف کا لفظ میں اور یہ کہ وقف نہیں ہوتا مگر اس چیز میں کہ اس کی اصل ہو کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری ہو معین میں پس نہیں صحیح ہے وقف کرنا اس چیز کا کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری نہ رہے مانند کھانے کی اور یہ کہ نہیں کافی ہے وقف میں لفظ صدقے کا برابر ہے کہ کہے میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے یا میں نے اس کو صدقہ گردانا یہاں تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز جوڑے صدقے کے متردد ہونے کی وجہ سے اس کے درمیان کہ ہو تمملیک رقبہ کی یا وقف کرنا منفعت کا پس جب نسبت کرے طرف اس کی جو جدا کرے ایک احتمال کو تو صحیح ہوتا ہے بخلاف اس کے جب کہے کہ میں نے وقف کیا یا جس کیا پس وہ صریح ہے بیچ اس کے رائج مذہب کے مطابق۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صریح خاص وقف کے لفظ ہیں اور اس میں نظر ہے تحمیس کے ثابت ہونے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے میں ہاں اگر کہے کہ میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے کہ اس طرح پر یا ذکر کرے عام جہت کو تو صحیح ہے۔ اور تمسک کیا ہے جس نے جائز رکھا ہے اکتفا کرنے کو اس کے قول کے ساتھ کہ میں نے صدقہ کیا ہے ساتھ اس طرح کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں کہ پس صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس میں جہت نہیں اس لیے کہ اس نے جوڑا اس کے ساتھ اس شرط کو کہ نہ بیچا جائے اور نہ بیہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ رَاجِعٌ طرف پھل کی اوپر حذف کرنے مضاف کے یعنی پس صدقہ کیا اس کے پھل کو پس نہیں متعلق اس شخص کے لیے کہ ثابت کرتا ہے وقف کو ساتھ لفظ صدقے کے تھا اور ساتھ اس دوسرے احتمال کے جزم کیا ہے قرطبی نے اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنا مال داروں پر اس لیے کہ قرابت والے اور مہمان نہیں قید کیے گئے ساتھ حاجت کے اور یہی صحیح تر ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے یہ کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے ایک جز کو موقوف کی چیز کے نفع سے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کی اس شخص کے لیے کہ وقف کا متولی ہو یہ کہ کھائے اس سے دستور کے مطابق اور نہ مستثنیٰ کیا یہ کہ وہ خود اس کا متولی ہو یا غیر اس کا پس دلالت کی اس نے اوپر صحیح ہونے شرط کے اور جب جائز ہے بیچ چیز مبہم کے جس کو عادت معین کرے تو جس کو وہ خود معین کرے وہ بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے صحیح ہونا وقف کا اپنے نفس پر اور یہی ہے قول ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور احمد کا رائج روایت میں اس سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ابن شعبان مالکیہ سے اور ان

کے جمہور منع پر ہیں مگر جب کہ مستثنیٰ کو لے اپنے نفس کے لیے تھوڑی چیز اس حیثیت کے ساتھ کہ نہ اتھام کیا جائے یہ کہ قصد کیا ہے اس نے اپنے وارثوں کے محروم کرنے کا۔ اور شافعیہ سے ابن شریح اور ایک جماعت اور محمد بن عبد اللہ انصاری شیخ بخاری نے اس میں ایک ضخیم جزء تصنیف کیا ہے۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے اور ساتھ قصے راکب بدنہ کے اور ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور وجہ استدلال کرنے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کے ساتھ اپنے مالک سے نکالا پھر اس کو شرط کے ساتھ اپنی طرف پھیرا اور ساتھ قصہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔ اور استدلال کیا ہے مانعین نے ساتھ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سئل انظرۃ اور تسبیل الثمرة مالک کرنا ہے اس کا غیر کے لیے اور آدمی نہیں قادر ہے اس پر کہ خود اپنے آپ کو اس کا مالک کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس کا منع نہ ہونا محال نہیں اور اس کا منع ہونا مالک کرنا اس کا ہے اپنے نفس کے لیے سوائے اس کے نہیں کہ وہ واسطے نہ ہونے فائدے کے ہے اور فائدہ وقف میں حاصل ہے اس لیے کہ مستحق ہونا اس کو بطور ملک کے غیر مستحق ہونے اس کے کا ہے بطور وقف کے خاص کر جب کہ ذکر کرے اس کے لیے اور مال کو پس بے شک وہ اور حکم ہے کہ سمجھا جاتا ہے اس وقف سے اور نیز انہوں نے استدلال کیا ہے اس کے ساتھ کہ جس پر عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کیا اپنے متولی کے لیے وقف کے یہ کہ کھائے اس سے بقدر اپنی محنت کے اور اسی لیے منع کیا اس کو یہ کہ پڑے اپنے نفس کے لیے اس سے مال کو پس اگر نفس پر وقف کا صحیح ہونا اس سے پکڑا جاتا تو نہ منع کرتے اس کو مال پکڑنے سے اپنے نفس کے لیے اور گویا کہ اس نے شرط کیا ایک امر کو اپنے نفس کے لیے کہ اگر اس سے چپ رہتے تو البتہ مستحق ہوتا اس کا اس کے قیام کے لیے اور یہ کہ ارجح قول پر ہے علماء کے دو قولوں سے کہ وقف کرنے والا جب نہ شرط کرے متولی کے لیے بقدر اس کے کام کے تو جائز ہے اس کے لیے یہ کہ لے بقدر اپنے کام کے اور اگر وقف کرنے والا اپنے نفس کے لیے قبول ہونے کی شرط کرے اور شرط کرے اجرت کی تو اس شرط کی صحت میں شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے مانند ہاشمی کی جب کہ کام کرے زکوٰۃ میں کیا لے حصہ عالمین کا اور رائج جواز ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کے جائز ہونے پر وارث پر مرض الموت میں پس اگر زیادہ کرے تہائی پر تو رد کیا جائے اور اگر اس سے خارج ہو تو لازم ہوتا ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد کی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے وقف کا متولی اپنی بیٹی حصہ رضی اللہ عنہا کو ٹھہرایا اور وہ اس کے وارثوں میں سے ہے اور ٹھہرایا اس شخص کے لیے کہ والی ہو اس کے وقف کا یہ کہ کھائے اس سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ عمر رضی اللہ عنہ کا وقف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اس سے صادر ہوا تھا اور جس کے ساتھ وصیت کی تھی وہ تو صرف شرط نظر کی ہے۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اگر وقف کرنے والا وقف کے متولی کے لیے کچھ مقرر کرے تو اس کو لے اور اگر اس

کے لیے شرط نہ کرے تو نہیں جائز ہے مگر یہ کہ اہل وقف کی صفت میں داخل ہونا ماننا محتاجوں اور مسکینوں کی اور اگر دونوں معنی پر ہوں اور اس کے ساتھ راضی ہوں تو جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ تعلیق وقف کی صحیح نہیں اس لیے کہ قول اس کا جس الاصل مخالف ہے اس کے مدت معین کرنے کو اور مالک اور ابن جریج سے یہ ہے کہ صحیح ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے قول لَا تَبَاْع کے ساتھ اس پر کہ وقف نقل نہ کیا جائے ساتھ اس کے اور ابو یوسف سے ہے کہ اگر وقف کرنے والا شرط کرے کہ اگر اس کے منافع بیکار ہو جائیں تو بیچا جائے اور اس کی قیمت غیر میں خرچ کیا جائے اور وقف کیا جائے اس چیز میں کہ نام رکھی گئی ہے پہلے میں اور اس طرح اگر شرط کرے بیع کی جب کہ دیکھے نفع کو بیچ نقل کرنے اس کے کی دوسری جگہ کی طرف اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کرنے پر مشترک چیز کے اس لیے کہ سو حصے کہ عمر ۷۰ کے لیے چیز میں تھے وہ تقسیم نہ ہوئے تھے اور یہ کہ نہیں سرایت زمین وقف شدہ میں بخلاف آزاد کرنے کے اور نہیں منقول ہوا کہ وقف نے سرایت کی ہو عمر ۷۰ کے حصے سے اس کے غیر کی طرف باقی زمین سے یعنی اور شریکوں کے حصے وقف نہیں ہوتے اور بعض متاخرین سے ٹھکی ہے کہ اس نے حکم کیا اس میں ساتھ سرایت کرنے کے اور وہ شاذ اور منکر ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ خیر قہر اور غلبے سے فسخ ہوا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں وقف کرنے محتاج اور مال دار اور مہمان کے لیے۔

بَابُ الْوَقْفِ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَالضَّعِيفِ

۲۵۶۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خیر میں زمین پائی تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو اس کو صدقہ کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے محتاجوں میں اور مسکینوں میں اور قرابت والوں میں اور مہمانوں میں۔

۲۵۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَدَ مَالًا بِخَيْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقْ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَذِي الْقُرْبَى وَالضَّعِيفِ.

وقف کرنا زمین کا مسجد کے لیے

بَابُ وَقْفِ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

فائدہ: نہیں اختلاف ہے علماء کا اس کے مشروع ہونے میں نہ اس کو جو وقف کا منکر ہے اور نہ جو اس کی نفی کرتا ہے مگر مشترک چیز میں احتمال کی وجہ سے بعض شافعیہ کے ابن رافع نے کہا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ وقف کرنا مشترک چیز کا اس چیز کے بیچ کے نہیں ممکن ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے نہیں صحیح۔ اور یقین کیا ابن صلاح نے ساتھ صحیح ہونے اس کے کے یہاں تک کہ حرام ہے جیسی پر بٹھرنا بیچ اس کے۔ اور نزاع کیا گیا ہے بیچ اس کے ابن نمیر نے کہا کہ شاید مراد بخاری کی

رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے جواز وقف کو ساتھ مسجد کے اور گویا کہ اس نے کہا کہ جاری ہوا ہے وقف کرنا زمین مذکورہ کا پہلے اس سے کہ ہو مسجد پس دلالت کی اس نے اس پر کہ صحیح ہونا وقف کا نہیں خاص ہے مسجد کے ساتھ اور وجہ اس کے لینے کی باب کی حدیث کو یہ ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو گویا کہ انہوں نے صدقہ کیا ساتھ زمین مذکور کے پس تمام ہوا منعقد ہونا وقف کا پہلے بنا کرنے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ جو وقف کرے زمین کو اس شرط پر کہ اس میں مسجد بنائے تو منعقد ہوتا ہے وقف پہلے بنا کے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا۔ (فتح)

۲۵۶۷۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو حکم کیا ساتھ بنانے مسجد کے پس فرمایا کہ اے نجاری اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کر (قیمت لو) تو انہوں نے کہا تم ہے اللہ کی ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

۲۵۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ يَا بَنِي النَّجَارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ لِمَنَّهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی باقی بحث ہجرت میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں وقف کرنے چوپایوں کے اور گھوڑوں کے اور اسبابوں کے اور چاندی سونے کے۔

بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالْكَرَاعِ وَالْعُرُوضِ وَالصَّامِتِ.

فائدہ: کرع عطف خاص کا ہے عام پر اور چاندی سونے کے سوا سب مال اور اسباب کو عروض کہتے ہیں اور ضامت ناطق کی ضد ہے یعنی چپ رہنے والا اور مراد ساتھ اس کے چانی سونا ہے اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے جو مشتمل ہے عمر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے قصے پر یہ ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے منقول چیزوں کے وقف کے صحیح ہونے پر پس ملحق ہوگی اس کے ساتھ وہ چیز کہ اس کے معنی میں ہے منقولات سے جب کہ پائی جائے شرط اور وہ بند رکھنا چیز ہے کا ہے پس نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے بلکہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نفع اٹھانا ہر چیز میں اس کے موافق ہے۔ (فتح)

یعنی اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں کہ اس نے ہزار اشرفیاں اللہ کے راہ میں وقف کیں اور اپنے غلام سوداگر کو دیں کہ ان کے ساتھ سوداگری کرے اور گردانا ان کے نفع کو صدقہ محتاجوں اور قراہتوں کے لیے اور کیا

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ جَعَلَ أَلْفَ دِينَارٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدَفَعَهَا إِلَى غُلَامٍ لَهُ تَاجِرٌ يَتَجَرُّ بِهَا وَجَعَلَ رَبْحَهُ صَدَقَةً لِلْمَسَاكِينِ وَالْأَقْرَبِينَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ

اس مرد کو جائز ہے کہ اس ہزار اشرفی کے نفع سے کچھ کھائے زہری نے کہا کہ اس کو ان کے نفع سے کھانا جائز نہیں۔

يَأْكُلُ مِنْ رِبْحِ ذَلِكَ الْأَلْفِ شَيْئًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِينِ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زہری کے نزدیک اس قسم کا وقف کرنا جائز ہے۔

۲۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَعْطَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلًا فَأَخْبَرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيعُهَا فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْتَاعَهَا فَقَالَ لَا تَبْتَاعَهَا وَلَا تَرَجِعَنَّ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۵۶۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چرنے کے لیے دیا اور وہ گھوڑا ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا کہ کسی کو چرنے کے لیے دیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا ایک مرد کو چرنے کے لیے دیا تو کسی نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ اس نے اس کو بازار میں کھڑا کیا ہے کہ اس کو بیچے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ کہ اس کو خریدے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو نہ خرید اور اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الہبہ میں گزر چکی ہے۔ اور اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے پس کہا اس نے کہ نہیں ذکر کیا بخاری نے باب میں مگر زہری کے اثر کو اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو۔ اور اثر زہری کا مخالف ہے اس کے جو پہلے گزر چکا ہے اس وقف سے جس کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اس طرح سے کہ اس کی اصل رد کی جائے اور اس کے پھل سے فائدہ اٹھایا جائے اور چاندی سونا سوائے اس کے نہیں کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ ان کے اس طرح سے کہ نکلے ان کے عین کے ساتھ ایک چیز کی طرف سوائے ان کے اور نہیں یہ بند کرنا اصل کا اور فائدہ اٹھانا اس کے پھل سے بلکہ اس کی اجازت ہے کہ پھرے اس سے نفع زیادتی کے ساتھ مانند پھل کی اور غلبہ کی اور سلوک کرنے کی اور حالانکہ چیز کی اصل ذات قائم ہو پس لیکن وہ چیز کہ نہیں فائدہ اٹھایا جاتا اس کے ساتھ مگر ساتھ فوت کرنے اس کی اصل ذات کے تو یہ وقف نہیں اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تحقیق جو چیز کہ حصر کیا ہے اس نے اس کو بیچ نفع اٹھانے کے ساتھ صامت کے مسلم نہیں یعنی اس کو ہم نہیں مانتے بلکہ ممکن ہے اشقار ساتھ صامت کے بطور سلوک کے اس طرح سے کہ بند کی جائے مثلاً اس سے وہ چیز کہ جائز ہے پہننا اس کا عورت کے لیے پس صحیح ہوگا وقف اس طرح سے کہ اس کی اصل بند کی جائے اور فائدہ اٹھائیں اس کے ساتھ عورتیں پہننے کے ساتھ حاجت کے وقت جیسا کہ میں نے اس کی توجیہ پہلے بیان کی ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں خرچ عامل وقف کے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْقِيمِ لِلْوَقْفِ.

۲۵۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث دینار اور درہم کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میری بیویوں کے خرچ اور کارندے کی محنت کے سوا صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

۲۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَفْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكَتُ بَعْدَ نَفَقَةٍ نِسَائِي وَمَنْوَنَةٍ غَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ زمین مدینے میں تھی اور کچھ فدک اور خیبر میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اس کے حاصلات سے اپنی بیویوں کو سال بھر کا خرچ دیتے جو باقی رہتا تو اس کو محتاج مسلمانوں میں خرچ کرتے تھے سو فرمایا کہ میرے وارث تو ایک درہم کے برابر بھی نہ بانٹیں گے باقی رہی یہ زمین سو بعد میری بیویوں اور کارندوں کے خرچ کے یہ بھی اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وقف کی کارندے کو اجرت لینی درست ہے اور مراد ساتھ عامل کے اس حدیث میں کارندہ ہے زمین پر اور اجیر اور ماندان کی یا مراد خلیفہ تھا اور یہ جو کہا کہ نہ بانٹیں گے تو یہ صیغہ نہی کا بھی ہو سکتا ہے اور نفی کا بھی۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ نفی کا ہے اور ساتھ اس کے قائم ہوتے ہیں معنی تاکہ معارض نہ ہو اس چیز کو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے گزر چکی ہے کہ نہیں چھوڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز کہ میراث کی جائے آپ کی طرف سے اور نہ ہی کی روایت کی تو جیہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یقین نہ تھا کہ آپ اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑیں گے بلکہ اس کا احتمال تھا پس منع کیا اس کو بانٹنے اس چیز کے سے کہ پیچھے چھوڑے اگر ایسا اتفاق ہو اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث تو نام رکھا ان کا وارث اس اعتبار سے کہ وہ بالقوة آپ کے وارث ہیں لیکن منع کیا ان کو میراث سے دلیل شرعی نے اور وہ آپ کا قول ہے کہ ہمارے یعنی پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں شرط کی کہ جو اس کا متولی ہو وہ خود کھائے اور اپنے دوست غیر متمول کو کھلائے۔

۲۵۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَفْقِهِ أَنْ يَأْكُلَ مَنْ وَلِيَهُ وَيُوكِلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا.

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بَيْتًا وَاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دَلَاءِ الْمُسْلِمِينَ

جب کوئی زمین یا کنویں کو وقف کرے یا اپنے لیے اور مسلمانوں کے ڈول کی طرح شرط کرے یعنی عام مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس

کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے اس شخص کے لیے کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے اپنے وقف سے کچھ منفعت کی اور مقید کیا ہے بعض علماء نے جواز کو جب کہ ہونفعت عام یعنی اس کو عام مسلمانوں کے لیے وقف کرے تو اس وقت خود اس کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (فتح)

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر مدینے میں وقف کر دیا تھا سو جب مدینے میں آتے تھے تو اس میں اترتے تھے۔
وَأَوْقَفَ أَنَسٌ دَارًا فَكَانَ إِذَا قَدِمَهَا نَزَلَهَا.

فائدہ: اور یہ موافق ہے اس چیز کے لیے کہ گذر چکی ہے مالکیہ سے کہ جائز ہے یہ کہ وقف کرے گھر کو اور اس سے ایک گھر اپنے لیے مستثنیٰ کرے۔ (فتح)

یعنی اور صدقہ کیا یعنی وقف کیا زبیر نے اپنے گھروں کو اور کہا مردودہ کے لیے اپنی بیٹیوں میں سے یعنی جس کو خاوند نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا یہ کہ ان گھروں میں رہے اس حال میں کہ نہ ضرر کرنے والی ہو گھروں کو اور نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے پھر اگر خاوند کرنے سے بے پرواہ ہو جائے تو اس کے لیے کوئی حق نہیں۔
وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُورِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُودَةِ مِنْ بَنَاتِهِ أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضَرَّةٍ وَلَا مُضِرٍّ بِهَا فَإِنْ اسْتَعْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا حَقٌّ.

فائدہ: احتمال ہے کہ وہ لڑکی کنواری ہو اور خاوند نے اس کو دخول سے پہلے طلاق دی ہو پس اس وقت اس کا خرچ باپ پر ہے کہ اس کو اپنے گھر میں جگہ دے اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو وقف کے گھر میں جگہ دی۔ معلوم ہوا کہ اس نے وقف کا فائدہ اٹھانے کی شرط کر لی تھی۔ ولیہ المطابقة للترجمة

یعنی اور وقف کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا حصہ عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے یعنی جو ان کو عمر رضی اللہ عنہ سے بطور میراث کے پہنچا تھا محتاجوں کے رہنے کے لیے اپنی اولاد سے۔
وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيبَهُ مِنْ دَارِ عُمَرَ سُكْنَى لِدَوَى الْحَاجَةِ مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کو صدقہ کیا بند کر کے کہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ ابو عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جب مصر والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ کیا اور گھیرا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے گھر کے اوپر سے ان پر جھانکا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور نہیں قسم دیتا میں مگر
وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ خُوصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنُشِدُكُمْ اللَّهَ وَلَا

أَشْهَدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ رُومَةً فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ.

حضرت ﷺ کے اصحاب کو کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رومہ کے کنویں کو کھودے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے اس کو کھدوایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جنگی کے لشکر کا سامان درست کر دے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے لشکر کا سامان درست کر دیا راوی نے کہا پس لوگوں نے اس کی تصدیق کی ساتھ اس چیز کے کہ اس نے کہی۔

فائدہ: جب مہاجرین کے سے مدینے آئے تو انہوں نے میٹھا پانی نہ پیا اور غفاری ایک مرد کی ایک نہر تھی اس نہر کا نام رومہ تھا اور وہ اس کا پانی ایک مشک ایک مد سے بیچا کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے بدلے ایک نہر بہشت کے اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عیال دار ہوں اور میرے عیال کے لیے اس کے سوا کوئی سبب معاش کا نہیں اور یہ خبر عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اس نے اس کو ایک ہزار درہم سے خرید لیا پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اس کو اللہ کے راہ میں وقف کیا اور اگر وہ پہلے نہر تھی تو نہیں مانع کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں کنواں کھودا ہو اور شاید کہ نہر کنویں کے طرف جاری تھی پس عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو فراخ کیا اور اس کو گول کیا پس اس کا کھودنا اس کی طرف منسوب ہوا اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کی تصدیق کی تو ایک روایت میں ہے کہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہراے حراء پس نہیں اوپر تیرے مگر نبی اور صدیق اور شہید تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد تنگ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ فلاں کی اولاد کی جگہ خرید کر مسجد میں زیادہ کرے بدلے بھلائی کے بہشت میں تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں ملایا اور آج کے دن تم مجھ کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو اور ان کے سوائے اور کئی چیزیں خرچ ذکر کیں اور اس حدیث میں مناقب ظاہر ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا اپنے مناقب کا ضرورت کے وقت ضرر کے دفع کرنے کے لیے اور منفعت کے حاصل کرنے کے لیے اور مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ فخر اور خود پسندی کے لیے ہو۔ (فتح) معلوم ہوا کہ اگر وقف کرنے والا وقف سے اپنے لیے کچھ منفعت کی شرط کرے تو جائز ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

وَقَالَ عُمَرُ فِي وَفِّهِ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلَّيْتُ أَنْ يَأْكُلَ وَقَدْ يَلِيهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ

یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں کہ نہیں گناہ اس پر جو متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اور کبھی متولی ہوتا ہے وقف

فَهُوَ وَاسِعٌ لِّكُلِّ۔ کرنے والا اور غیر اس کا پس وہ عام ہے ہر ایک لیے۔

فائدہ: اس کی شرح پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور اسماعیلی نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز کہ ترجمہ کے موافق ہو مگر اثر انس کا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ سب اثر اس کے مطابق ہیں پس لیکن قصہ انس کا پس ظاہر ہے ترجمہ میں اور لیکن قصہ زیر کا پس اس جہت سے ہے کہ لڑکی اکثر اوقات کنواری ہوتی ہے اور دخول سے پہلے طلاق دی جاتی ہے تو اس کا خرچ اس کے باپ پر ہوتا ہے پس لازم ہوتا ہے اس پر گھر دینا اس کو رہنے کے لیے اور جب اس کو اپنے وقف کے گھر میں ٹھہرائے تو گویا کہ اس نے شرط کی اپنے نفس پر رفع تکلیف کی لیکن قصہ ابن عمر کا تو وہ بھی اسی طور سے ہے اس لیے کہ آل میں اولاد بھی داخل ہے چھوٹی ہو یا بڑی اور لیکن قصہ عثمان کا پس اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ عثمان نے گھر میں بند ہونے کے دن گھر کے اوپر سے جھانک کر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اسلام کی کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت مدینے میں آئے اور اس میں بیٹھا پانی نہ تھا سوائے کنویں رومہ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کی قیمت لے اور پھر اپنا ڈول اس کنویں میں ایسا ٹھہرائے جیسا دوسرے مسلمانوں کا ڈول ہے بدلے بھلائی کے بہشت میں یعنی اس کی قیمت لے کر اللہ کے راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے اور کچھ بیان اس کا کتاب الشرب میں گزر چکا ہے اور رہا قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا پس باب باندھا ہے اس نے اس کے لیے خاص پہلے کئی ابواب کے اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا جَبَّ وَقَفَّ كَرْنِ وَالَا كَبِّ كَ نَهَيْسَ چاہتے ہم قیمت مگر اللہ سے تو یہ جائز ہے۔

إِلَى اللَّهِ فَهُوَ جَائِزٌ

۲۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَانِطِكُمْ قَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ۔

۲۵۷۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کرو (قیمت لو) تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ انہوں نے اس کو نہ بیچا پھر اس کو مسجد شمار کیا مگر قول مالک کا کہ میں اس کی قیمت نہیں چاہتا مگر اللہ سے اس کو وقف نہیں کرتا۔ اور کبھی آدمی اپنے غلام کو یہ بات کہتا ہے تو پس نہیں کرتا اس کو وقف اور کہتا ہے اس کو مدبر کے لیے پس اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ وقف ہر اس لفظ کے ساتھ درست ہے جو اس پر دلالت کرے یا اس کے تنہا ہونے کے ساتھ یا قریب کے ساتھ اور اللہ بہتر جانتا ہے اسی طرح کہا ہے اور جزم کے ساتھ کہ کہنا کہ یہ اس کی مراد ہے اس میں نظر ہے بلکہ ممکن ہے کہ اس نے

ارادہ کیا ہو تو مجرد اس چیز کی وجہ سے وہ وقف نہیں ہوگا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب بچے کسی کو تم میں سے موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص معتبر چاہے تم میں سے ہو یا دو اور ہوں تمہارے سوائے اخیر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ صَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنْ أَرْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمِنَ الْأَيْمِينَ فَإِنْ عَثَرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَأَخْرَأَ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولَيَانِ فَيَقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهٍهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تَرُدَّ أَيْمَانُ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾.

﴿الْأُولَيَانِ﴾ وَاحِدُهُمَا أُولَىٰ وَمِنْهُ أُولَىٰ بِهِ ﴿عَثَرَ﴾ أَظْهَرَ ﴿أَعَثَرْنَا﴾ أَظْهَرْنَا.

فائدہ: زجاج نے معانی میں کہا کہ یہ تینوں آیات قرآن کی سب سے مشکل آیات ہیں اعراب اور حکم اور معنی میں اور اولیان جو اس آیت میں واقع ہوا ہے واحد اس کا اولیٰ ہے اور اسی قبیل سے اولیٰ بہ یعنی اہل حق بہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دو گواہ اور پہلے دو گواہوں کی جگہ کھڑے ہوں ان لوگوں سے کہ مال کو اپنا حق بنایا ہے ہر ایک نے دونوں جھوٹے گواہوں سے زبردستی کے ساتھ ان پر اور وہ مردے کے قربت والے ہیں اور اولیان یعنی لائق تر ہیں گواہی

کے ساتھ ان کی قربت کی وجہ سے اور ان کی معرفت کی وجہ سے۔ اور عمر کے معنی ظہر ہیں یعنی ظاہر ہوا اور اعتراف کے معنی اظہرنا ہے یعنی ہم نے ظاہر کیا۔ (فتح) اور مقصود بخاری کا اس کا شان نزول بیان کرتا ہے۔

۲۵۷۲۔ وَقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِي بْنِ بَدَاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضِ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بَرَكِيَّةَ فَقَدُوا جَمًا مِنْ فِضَةٍ مَخْوضًا مِنْ ذَهَبٍ فَأَخْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَجَدَ الْجَمَّ بِمَكَّةَ فَقَالُوا ابْتِغَاءَهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِي فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَانِيهِ فَخَلَفَا لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَمَّ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ﴾.

۲۵۷۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی سہم کا ایک مرد تميم داری (ایک صحابی کا نام ہے لیکن اس وقت نصرانی تھا بھی مسلمان نہیں ہوا تھا) اور عدی بن بداء (یہ بھی نصرانی تھا اس کا اسلام ثابت نہیں) کے ساتھ سفر کو نکلا یعنی تجارت کے لیے مدینے سے شام کو پس سہمی بیمار ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنی وصیت لکھی پھر اس کو اپنے اسباب میں چھپایا پھر تميم اور عدی دونوں کو وصیت کی اور ان کو حکم کیا کہ میرا ترکہ میرے وارثوں کو پہنچا دینا پھر وہ سہمی مر گیا ایسی زمین میں جس میں کوئی مسلمان نہ تھا تميم نے کہا کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے اس کے ترکے سے ایک پیالہ لیا اور وہ اس کے کل تجارتی اسباب سے زیادہ قیمتی دار تھا تو ہم نے اس کو ہزار درہم سے بیچا تو میں نے اور عدی نے اس کو آپس میں بانٹ لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ مر گیا تو دونوں نے اس کا اسباب کھولا پھر اس کا ترکہ لے اس کے وارثوں کے پاس آئے اور دونوں نے جو کہ چاہا سوان کو دیا تو اس کے وارثوں نے اس کا اسباب کھولا اور اس میں وصیت لکھی پائی یعنی اور اس کو پڑھا تو نہ پایا انہوں نے اس میں ایک پیالہ چاندی کا جس پر سونے کے نقش تھے حضرت ﷺ نے دونوں کو قسم دی یعنی اور انہوں نے قسم کھائی پھر اس کے وارثوں نے مکے میں پیالہ پایا یعنی ایک جماعت کے پاس تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو تميم اور عدی سے خریدا ہے تو سہمی کے وارثوں سے دو مرد کھڑے ہوئے سو دونوں نے قسم کھائی کہ البتہ ہماری گواہی تحقیق ہے ان کی گواہی سے اور یہ کہ یہ پیالہ ہمارے ساتھی کا ہے راوی نے کہا تو ان

کے حق میں یہ آیت اتری یا ایہا الذین آمنوا۔ الخ

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ قسم کے جواز کے رد کرنے کے لیے اور مدعی کے پس قسم کھائے اور مستحق ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن جریج شافعی نے حکم کرنے کے لیے ساتھ ایک گواہ قسم مدعی کے اور تکلف کیا اس نے اس کے نکالنے میں پس کہا اس نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا پس اگر خبر ہو جائے کہ دونوں نے گناہ حاصل کیا نہیں خالی اس سے کہ دونوں اقرار کریں یا ان پر گواہی دیں دونوں گواہ یا ایک گواہ اور دو عورتیں یا ایک گواہ اور اجماع ہے اس پر کہ اقرار بعد انکار کے نہیں واجب کرتا قسم کو اور طالب کے اور اسی طرح ساتھ دو گواہوں کے اور ساتھ ایک گواہ اور دو عورتوں کے پس نہ باقی رہا مگر ایک گواہ پس اسی لیے مستحق ہوئے طالب دونوں کی قسم کو ساتھ ایک گواہ کے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وارد ہوا ہے قصہ کئی طرق سے بیچ سبب شان نزول کے ان میں سے کسی طریق میں یہ نہیں کہ اس جگہ گواہ موجود تھا بلکہ کبھی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے گواہ طلب کیا پس نہ پایا انہوں نے گواہ کو پس حکم کیا ان کو یہ کہ اس سے قسم لیں اس چیز کے ساتھ کہ اس کے اہل دین پر بڑی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ کفار کی گواہی کے جائز ہونے پر بنا بر اس کے کہ مراد غیر کے ساتھ کافر ہیں اور معنی یہ ہیں کہ تم سے یعنی تمہارے اہل دین سے یا دو اور تمہارے غیر سے یعنی غیر اہل دین تمہارے سے اور ساتھ اس کے قائل ہیں ابو حنیفہ اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ ظاہر آیت کے ساتھ قائل نہیں پس تحقیق وہ نہیں جائز رکھتا ہے کافر کی گواہی مسلمان پر سوائے اس کے نہیں کہ جائز رکھتا ہے وہ گواہی بعض کافروں کی بعض پر اور جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ آیت دلالت کرتی ہے اپنے منطوق کے ساتھ اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز ہے اور ساتھ ایماء اپنے کے اس پر کہ کافر کی گواہی کافر پر بطریق اولیٰ جائز ہے پھر دلیل نے دلالت کی اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز نہیں پس باقی رہی گواہی کافر کی کافر پر اپنے حال پر اور خاص کیا ہے ایک جماعت نے قبول کو ساتھ اہل کتاب کے اور ساتھ اہل وصیت کے اور ساتھ نہ موجود ہونے مسلمان کے اس وقت ان میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور شریح اور ابن سیرین اور اوزاعی اور ثوری اور ابو عبیدہ اور احمد اور ان لوگوں نے ظاہر آیت کو لیا ہے یعنی آیت میں اہل کتاب کی گواہی ہے اور وہ وصیت میں تھی اور اس وقت مسلمان بھی موجود نہ تھا اور قوی کیا ہے اس کو ان کے نزدیک باب کی حدیث نے پس تحقیق سیاق اس کا مطابق ہے ظاہر آیت کے لیے اور بعض کہتے ہیں کہ غیر سے مراد قوم ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم میں سے یا تمہاری قوم میں سے یا دو اور تمہارے غیر سے یا تمہاری قوم کے غیر سے اور یہ قول حسن کا ہے اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے نحاس نے اس طرح سے کہ لفظ آخر کے لیے ضروری ہے یہ کہ مشارک ہو اس کو جو اس سے پہلے ہے صفت میں تاکہ نہ جائز ہو یہ کہ کہے تو مردت برجل کریمہ و لئیمہ آخر بنا بر اس کے پس صفت کئے گئے ہیں دونوں ساتھ عدالت کے پس متعین ہوا کہ

دوسرے دو بھی اسی طرح ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ اگرچہ جائز ہے اس آیت کریمہ میں لیکن حدیث اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور صحابی جب سبب نزول کو حکایت کرے تو ہوتا ہے صحیح حکم حدیث مرفوع کے اتفاقاً اور نیز پس صحیح اس چیز کے کہ اس نے کہا ہے رد کرنا مختلف فیہ کا ساتھ مختلف فیہ کے اس لیے متصف ہونا کافر کا ساتھ عدالت کے مختلف فیہ ہے اور وہ فروع ہے اس کے گواہی کے قبول کرنے کے سو جو اس کی گواہی کو قبول کرتا ہے اس کو عدالت کے ساتھ موصوف کرتا ہے اور جو نہیں کرتا تو سونہیں اور اعتراض کیا ہے ابو حبان نے اوپر مثال کے جس کو نحاس نے ذکر کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مطابق نہیں پس اگر تو کہے جَاءَ نَبِیٌّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ وَاٰخِرُ کَافِرٌ یعنی آیا میرے پاس ایک مرد مسلمان اور دوسرا کافر تو صحیح ہے بخلاف اس کے کہ کہے تو آیا میرے پاس مرد مسلمان اور کافر اور آیت پہلے قبیل سے ہے نہ کہ دوسرے سے اس لیے کہ قول اللہ کا وَاٰخِرُ اس کے قول اثنان کی جنس سے ہے اس لیے کہ ہر ایک ان دونوں میں صفت رجلان کی ہے پس گویا کہ کُفْرٌ جَلَانِ اثنانٍ وَرَجُلَانِ اَخْرَانِ اور اماموں کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور تحقیق ناخ اس کا اللہ کا یہ قول ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں سے۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اجماع کے ساتھ فاسق کی گواہی کے رد کرنے پر اور کافر فاسق سے بد ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ شیخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور دونوں دلیلوں میں تطبیق دینی اولیٰ ہے ایک کے لغو کرنے سے اور ساتھ اس کے کہ سورہ مائدہ سب سورتوں سے پیچھے اتری ہے یہاں تک کہ صحیح ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عمرو بن شریک رضی اللہ عنہ سے اور ایک جماعت سلف سے کہ سورہ مائدہ محکم ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اس شخص کے حق میں اتری ہے جو مسافر مرے اور اس کے پاس کوئی مسلمان نہ ہوں پس اگر تہمت کی جائے تو دونوں سے قسم لی جائے اور انکار کیا ہے احمد نے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور صحیح ہو چکا ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد عمل کیا۔ پس روایت کی ہے ابو داؤد نے سند کے ساتھ کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں شععی سے کہ ایک مسلمان کی موت حاضر ہوئی اور اس نے کسی مسلمان کو نہ پایا پس گواہ کیا اس نے دو مردوں کو اہل کتاب سے پس آئے کوفہ میں اس کے ترکے کے ساتھ اور اس کی وصیت کے ساتھ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پس کہا اس نے کہ یہ نہیں ہوا بعد اس کے کہ تھا بیچ زمانے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پس قسم دی ان کو عصر کے بعد نہ دونوں نے خیانت کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ حق چھپایا اور ان کی گواہی جائز رکھی اور ترجیح دی ہے فخر رازی نے اور سبقت کی ہے اس سے طبری نے اس وجہ سے کہ قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا الذین امنوا خطاب ہے مسلمانوں کے لیے اور جب کہا وَاٰخِرُ اَخْرَانِ تو ظاہر ہوا کہ مراد غیر مخاطبین ہیں۔ پس متعین ہوا کہ وہ مسلمانوں کے سوا ہیں اور نیز پس جواز گواہ کرنے مسلمان کا نہیں مشروط ہے ساتھ سفر کے اور یہ کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کے ساتھ پس نہ انکار کیا کسی نے اصحاب سے پس ہو گئی حجت اور

مذہب کراہیسی اور طبری اور دوسرے لوگوں کا یہ ہے کہ مراد شہادت سے آیت میں قسم ہے اور تحقیق نام رکھا ہے اللہ نے قسم کا شہادت لعان کی آیت میں اور تائید کی انہوں نے اس کی اجماع کے ساتھ اس پر کہ نہیں لازم ہے گواہ کو یہ کہ کہے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یہ کہ گواہ پر قسم نہیں کہ اس نے حق کی گواہی دی ہے کہتے ہیں پس مراد شہادت سے قسم ہے اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے فَيَقْسِمَانِ بِاللّٰهِ یعنی قسم کھائے ساتھ اللہ کے پس اگر معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو پھر آتی ہے قسم وارثوں پر یعنی وارث قسم کھائیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ قسم میں عدد معین کی شرط نہیں اور نہ عدالت بخلاف شہادت کے اور تحقیق دونوں شرط کی گئی ہیں اس قصے میں پس قوی ہوا حاصل کرنا اس پر کہ وہ گواہی ہے اور بعض آیت کے رد کرنے کی یہ علت بیان کرتے ہیں کہ وہ مخالف ہے قیاس کے اور اصول کے اس چیز کی وجہ سے کہ اس میں ہے قبول کرنی گواہی کافروں کی اور بند کرنا گواہ کو اور قسم دینا اس کا اور شہادت مدعی کی اپنے لیے اور اس کا مستحق ہونا ساتھ بحر قسم کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنفسہ مستقل حکم ہے اپنے نظیر سے بے پرواہ ہے اور تحقیق قبول کی جاتی ہے گواہی کافر کی بعض جگہوں میں جیسا کہ طب میں ہے اور نہیں مراد ہے ساتھ جس کے قید خانہ بلکہ مراد روک رکھنا ہے قسم کے لیے تاکہ قسم اٹھائے بعد نماز کے اور لیکن قسم دینی گواہ کی پس وہ مخصوص ہے اس صورت کے ساتھ وقت قائم ہونے شک کے اور لیکن گواہی دینی مدعی کی اپنے نفس کے لیے اور مستحق ہونا اس کا ساتھ محض قسم کے پس تحقیق شامل ہے آیت قسموں کو منتقل کرنے کے لیے ان کی طرف وقت ظاہر ہونے خیانت وصیوں کے یعنی جن کو مرد نے وصیت کی پس مشروع ہے ان کے لیے یہ کہ قسم کھائیں اور مستحق ہوں جیسے کہ مشروع ہے قسم مدعی خون کے لیے قسامت میں یہ کہ قسم کھائے اور مستحق ہو پس نہیں وہ گواہی مدعی کی اپنے نفس کے لیے بلکہ باب حکم سے ہے اس کے لیے ساتھ اس کی قسم کے کہ گواہی کے قائم مقام ہے اس کی جانب کے قوی ہونے کی وجہ سے اور کیا فرق ہے درمیان ظاہر ہونے موت کے سچ صحیح ہونے دعویٰ کے ساتھ خون کے اور اس کے ظاہر ہونے کے سچ صحیح ہونے دعویٰ کے ساتھ مال کے۔ (فتح)

باب ہے سچ بیان ادا کرنے وصی کے مردے کے قرضوں کو بغیر حاضر ہونے وارثوں کے

بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُونَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الْوَرَثَةِ

فائدہ: داودی نے کہا کہ یہ حکم بلا اتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

۲۵۷۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس نے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور اپنے اوپر قرض چھوڑا سو جب کھجوروں کے میوے کاٹنے کا وقت حاضر ہوا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو میں نے کہا

۲۵۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ أَوْ الْفَضْلُ بْنُ يَنْقُوبٍ عَنْهُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَنَّ أَبَاهُ اسْتَشْهَدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتًّا
بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جَدَّادُ
النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ
وَالِدِي اسْتَشْهَدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا
كَثِيرًا وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْفَرَمَاءُ قَالَ
اذْهَبْ فَيُبْدِرُ كُلَّ تَمَرٍ عَلَى نَاحِيَتِهِ فَفَعَلْتُ
ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ اغْرَوْا بَنِي تِلْكَ
السَّاعَةِ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ
أَعْظَمِهَا بِيَدًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ
يَكْبِلُ لَهُمْ حَتَّى أَذَى اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي
وَأَنَا وَاللَّهُ رَاضٍ أَنْ يُؤَذَى اللَّهُ أَمَانَةَ
وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمَرَةٍ
فَسَلِمَ وَاللَّهُ الْبَيَّادِرُ كُلُّهَا حَتَّى أَنِّي أَنْظُرُ
إِلَى الْبَيَّادِرِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمَرَةً
وَاحِدَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اغْرَوْا بَنِي يَعْنِي
هَيُّجُوا بَنِي «فَاغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَاءَ».

کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ میرا باپ جنگ احد
کے دن شہید ہوا اور اس پر بہت قرض ہے اور میں چاہتا ہوں
کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس جا
اور ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر میں نے ہر قسم کے
علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائے پھر میں نے حضرت ﷺ کو بلایا سو
جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو مجھ سے برا بھینٹ
ہوئے یعنی اڑ اور ضد کی سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا جو
کرتے تھے تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے
پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا سو ہمیشہ
ان کو ماپ ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے
باپ کی امانت ادا کی اور قسم ہے اللہ کی میں راضی تھا کہ اللہ
میرے باپ کی امانت ادا کرے اور میں اپنی بہنوں کی طرف
ایک کھجور نہ لاؤں پس قسم ہے اللہ کی سب ڈھیر ثابت رہے
یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں طرف اس ڈھیر کی جس پر
حضرت ﷺ بیٹھے تھے گویا کہ اس میں سے ایک کھجور کم نہیں
ہوئی امام بخاری نے کہا کہ اغروابی کے معنی ہیں یعنی انہوں
نے مجھ کو برا بھینٹ کیا اور آیت فاغربنا بینہم الخ کے یہی معنی
ہیں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الجہاد والسیر

کتاب ہے جہاد اور سیر کے بیان میں

فائدہ: جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ہیں اور شرع میں خرچ کرنا کوشش کا کافروں کی لڑائی میں اور نفس اور شیطان اور فاسقوں سے مجاہدے کو بھی جہاد کہا جاتا ہے پس لیکن مجاہدہ نفس کا پس اوپر سیکھنے امور دینیہ کے ہے پھر ان پر عمل کرنا پھر ان کا سکھانا اور لیکن مجاہدہ شیطان کا پس اوپر دفع کرنے اس چیز کے ہے کہ لاتا ہے اس کوشہات سے اور زینت دیتا ہے اس کوشہات سے لیکن مجاہدہ کافروں کا پس واقع ہوتا ہے ساتھ ہاتھ کے اور مال کے اور زبان کے اور قلب کے اور لیکن مجاہدہ فاسقوں کا پس ہاتھ کے ساتھ ہے پھر زبان اور پھر دل کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کافروں سے لڑنا پہلے فرض عین تھا یا فرض کفایہ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں فضیلت جہاد کے اور سیر کے یعنی اور بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمے پر سچا توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے سو خوشیاں کرو اس بیع پر جو تم نے کی ہے اور یہی ہے مراد ملتی آخر آیت تک۔

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالسَّيْرِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعُذًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُودُ الطَّاعَةِ.

فائدہ: اور مراد ساتھ بیع کے اس آیت میں وہ بیع ہے جو انصار سے عقبہ کی رات میں واقع ہوئی یا عام مراد ہے اور تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز کہ پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے نزدیک احمد کے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ شرط کریں اپنے رب کے لیے اور اپنے نفس کے لیے جو چاہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میں اپنے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ روکو مجھ سے وہ چیز کہ روکتے ہو اس سے اپنی جان کو تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم یہ کام کریں تو ہم کو کیا ثواب ہے فرمایا کہ بہشت تو انہوں نے کہا کہ نفع دیا ہے اس تجارت نے نہ ہم بیع کو پھرتے ہیں اور نہ ٹھہراتے ہیں پس یہ آیت اتری۔ (فتح)

۲۵۷۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِفْعُولٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيدَ بْنَ الْعِزَّارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرِو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مِقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَسَكَتَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اسْتَزَدْتَهُ لَرَأَيْتُنِي.

۲۵۷۴۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یا حضرت عائشہ کون سا عمل افضل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنی میں نے کہا پھر کون سا افضل ہے؟ فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کے راہ میں جہاد کرنا پھر میں چپ ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہ پوچھا اور اگر میں آپ سے زیادہ چاہتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ کو زیادہ کرتے یعنی اگر اس سے زیادہ پوچھتا تو زیادہ فرماتے۔

فائدہ: عجب بات کہی ہے داد دی نے بچ شرح اس حدیث کی پس کہا کہ اگر نماز کو اپنے وقت میں پڑھے تو ہوگا جہاد مقدم اور پر نیکی ماں باپ کے اور اگر اس کو موخر کرے تو ہوگی نیکی مقدم اور پر جہاد کے اور میں اس کی اس باب میں کوئی سند نہیں پہچانتا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مقدم کرنا نماز کا جہاد اور نیکی پر اس کے ہونے کی وجہ سے کہ لازم ہے مکلف کے لیے ہر حال میں اور مقدم کرنا نیکی کا جہاد پر اس کے موقوف ہونے کی وجہ سے ماں باپ کی اجازت پر اور طبری نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان تین چیزوں کو اس لیے کہ وہ عنوان ہیں اس چیز پر کہ ان کے سوا ہیں بندگیوں سے پس تحقیق جو ضائع کرے فرض نماز کو یہاں تک کہ نکالے اس کو اپنے وقت سے بغیر عذر کے باوجود کم ہونے اس کی محنت کے اور پر اس کے اور بڑے ہونے اس کی فضیلت کے پس وہ اس کے ماسوا کے لیے زیادہ تر ضائع کرنے والا ہے اور جو اپنے ماں باپ سے نیکی نہ کرے باوجود ان کے حق کے بہت ہونے کے اس کے اور تو وہ ان کے غیر کے ساتھ اور بھی بہت کم نیکی کرے گا اور جو چھوڑے لڑائی کافروں کی باوجود ان کی سخت دشمنی کے دین کے خلاف تو ان کے سوائے فاسقوں کے جہاد کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ یہ تینوں چیزیں جمع ہوتی ہیں اس بات میں کہ جو ان کی محافظت کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کی زیادہ تر حفاظت کرے گا اور جو ان کو ضائع کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ (فتح)

۲۵۷۵۔ ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دطن چھوڑنے کا ثواب بعد فتح ہونے کے نہ رہا

۲۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي

لیکن جہاد اور اس کی نیت کا ثواب باقی ہے اور جب تم جہاد کے لیے بلائے جاؤ تو نکلو۔

مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرُغْتُمْ فَأَنْفِرُوا. فَأَيْدٍ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل جانتے ہیں کیا پس ہم جہاد نہ کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لیکن افضل جہاد حج مقبول ہے۔

۲۵۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ.

فَأَيْدٍ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو برقرار رکھا کہ ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل دیکھتے ہیں۔ (فتح الباری)

۲۵۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو وہ عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا کہ جہاد کے برابر ہو فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ جب غازی جہاد کو نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو سو نماز میں کھڑا رہے اور کسی دم نماز نہ چھوڑے اور روزہ رکھے اور کبھی نہ کھولے تو اس نے کہا کہ یہ کس سے ہو سکتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غازی کا گھوڑا چھلانگ مارتا ہے اپنے رے میں تو اس کا کودنا غازی کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

۲۵۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُعَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَصِينٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتَرُ وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُ فِي طَوْلِهِ فَيَكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ.

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ کیا چیز جہاد کے برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے دو یا تین بار آپ سے یہی پوچھا حضرت ﷺ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور تیسری بار فرمایا کہ مثل جہاد کی اللہ کے راہ میں آخر حدیث تک۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی اس کے عمل کے دسویں حصے کو نہیں پہنچتا اور یہ جو اس نے کہا کہ یہ کسی سے ہو سکتا ہے تو اس میں فضیلت ظاہر ہوئی مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے یعنی غازی اللہ کے راہ میں تقاضہ کرتا ہے کہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں اور عیدین کے باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت گزر چکی ہے کہ ایام الحشر یعنی ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے عمل سے کوئی عمل افضل نہیں لوگوں نے کہا کہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنا بھی اس کے برابر نہیں تو احتمال ہے کہ باب کی حدیث کا عموم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مخصوص ہوا اور احتمال ہے کہ وہ حدیث باب کہ خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو نکلے اس حال میں کہ اپنی جان اور مال ٹار کر تھامتا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باقی حدیث میں ہے کہ نکلا اس حال میں کہ اپنی جان اور مال اللہ کے راہ میں ٹار کرنے کا قصد کرتا تھا پس نہ پھر اساتھ کسی چیز کے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ پھر آئے وہ اس فضیلت کو نہیں پاتا لیکن مشکل ہے جو حدیث باب کے آخر میں واقع ہوا ہے کہ غازی کے لیے اللہ ضامن ہوا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت مذکور اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو کسی چیز کے ساتھ نہ پھرے بلو انہیں لازم آتا اس سے کہ یہ کہ نہ ہو اس شخص کے لیے کہ پھر آئے ثواب فی الجملہ اور سب سے زیادہ تر شبہ میں وہ چیز ہے جو ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر عملوں تمہارے کے نزدیک تمہارے رب کے اور بلند کرنے والا ہے تمہارے درجوں کو اور بہتر تمہارے لیے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے اور بہتر تمہارے لیے جہاد کرنے سے لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں فرمایا اللہ کا ذکر کرنا پس یہ ظاہر ہے اس میں کہ اللہ کا ذکر کرنا سب عملوں سے افضل ہے اور خرچ جہاد سے بھی اور چاندی سونے کے خرچ کرنے سے بھی باوجود جہاد میں نفع متعدی ہے اور عیاض نے کہا کہ حدیث باب کی شامل ہے اوپر بڑے ہونے امر جہاد کے اس لیے کہ روزہ وغیرہ جو افضل اعمال سے مذکور ہوا ہے جہاد ان سب کے برابر ہے یہاں تک کہ ہو گئے تمام حالات غازی کے اور تصرفات اس کے جو مباح ہیں برابر اجر مواظب کے لیے نماز وغیرہ پر اس لیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی طاقت نہیں رکھتا اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل قیاس سے نہیں پائے جاتے وہ تو صرف اللہ کے احسان سے ہے۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ جہاد سب عملوں سے افضل ہے مطلق جیسے کہ اس کی تقریر پہلے گزر چکی ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ جہاد افضل ہو سب عملوں سے کہ وہ وسیلے ہیں اس لیے کہ جہاد وسیلہ ہے طرف اعلان کرنے دین کے اور اس کے پھیلانے کا اور کفر بجانے کے پس فضیلت اس کی اس اعتبار سے ہے۔ (فتح)

سب لوگوں میں افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راہ میں جہاد کرے یعنی اور بیان میں تفسیر ان آیاتوں کے کہ اے ایمان والو کیا میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بجائے تم کو ایک دکھ کی مار سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کے راہ میں اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو آخر تک۔

بَابُ أَفْضَلِ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكَُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ يَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِينَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾.

فائدہ: روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر الخ (فتح)

۲۵۷۸۔ اے ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت ﷺ سب لوگوں میں افضل کون ہے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ مسلمان جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر کون افضل ہے فرمایا کہ وہ مسلمان کہ پہاڑ کے کسی راہ میں ہو اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنی بدی سے چھوڑے۔

۲۵۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شُعْبٍ مِنَ الشُّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدَعِ النَّاسَ مِنْ شِرِّهِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں میں کامل ایمان دار کون ہے اور گویا کہ مراد ساتھ مومن کے وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ معین ہے اس پر قیام اس کے ساتھ پھر یہ فضیلت حاصل کرے اور نہیں ہے مراد جو فقط جہاد کرے اور فرض عین کو چھوڑے پس اس وقت ظاہر ہوگی بزرگی غازی کی اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے خرچ کرنا مال اور جان اپنی کے سے اللہ کے لیے۔ اور اس لیے کہ اس میں نفع متعدی ہے سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان گوشہ گیر جو اس کے بعد افضل ہے اس لیے کہ جو لوگوں میں ملا جلا رہتا وہ نہیں سلامت رہتا گناہ کے ارتکاب سے اور مقید ہے فتوں

کے وقوف کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ وہ مراد ہے کہ پہاڑ کے درے میں لوگوں سے گوشہ گیر ہے نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد پہاڑ کے راہ میں گذرا اور اس میں بیٹھے پانی کی نہر تھی تو اس کو خوش لگی تو اس نے کہا کہ اگر میں لوگوں سے کنارہ کروں تو خوب ہو پھر اس نے حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کر پس تحقیق جگہ کھڑے ہونے تمہارے کی اللہ کی راہ میں افضل ہے اس کے نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں ستر سال اور اس حدیث میں فضیلت تھا ہونے کی اس لیے کہ اس میں سلامتی ہے لغو اور غیبت سے اور مانند اس کی سے اور لیکن لوگوں سے بالکل علیحدہ ہونا جمہور کہتے ہیں کہ محل اس کا نزدیک واقع ہونے فتنوں کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں پکڑے ہوگا موت کو تلاش کرتا ہوگا اور ایک وہ مرد کہ پہاڑوں کی راہ سے ایک راہ میں ہو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچائے پس یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ گوشہ گیری فتنے فساد کے وقت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ ان حدیثوں میں پہاڑ کے راہوں کا ذکر ہے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات خالی ہوتے ہیں جو جگہ کہ لوگوں سے دور ہو وہ اس میں داخل ہیں۔ (فتح)

۲۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بَأَن يَتَوَفَّاهُ أَنْ يَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

۲۵۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ راہ اللہ کے غازی کی مثل اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے مثل روزے دار شب بیدار کی ہے اور اللہ ضامن ہوا ہے اس شخص کے لیے کہ اس کی راہ میں جہاد کرے ساتھ اس کے کہ اگر اس کو مارے گا تو بہشت میں داخل کرے گا یا پھیر لائے گا اس کو سلامت ساتھ ثواب یا مال غنیمت کے۔

فائدہ: یہ کہا کہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو مراد یہ ہے کہ بغیر حساب اور عذاب کے اور یا مراد یہ ہے کہ موت کی گھڑی اس کو بہشت میں داخل کرے گا جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ شہیدوں کی روحن بہشت میں چرتی ہیں اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اس شخص کا اعتراض جو کہتا ہے کہ ظاہر حدیث کا برابر بری کرنی ہے درمیان شہید کے اور سلامت بخ کر آنے والے کے اس لیے کہ ثواب کا حاصل ہونا لازم پکڑتا ہے بہشت کے داخل ہونے کو اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ

مراد ساتھ داخل ہونے بہشت کے دخول خاص ہے اور یہ جو کہا کہ پھیر لائے گا اس کو ساتھ اجر یا غنیمت کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ساتھ اجر خالص کے اگر کوئی چیز غنیمت نہ لائے یا ساتھ غنیمت خالص کے اس کے ساتھ اجر ہے اور گویا کہ سکوت کیا حضرت ﷺ نے اجر عانی سے جو غنیمت کے ساتھ اس کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے نسبت پہلے اجر کی جو بغیر غنیمت کے ہے اور اس تاویل کا باعث یہ ہے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جب وہ غنیمت لائے تو اس کو ثواب حاصل نہیں ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ یا غنیمت کے اس کے ساتھ اجر ہے جو ناقص ہے اس شخص کے اجر سے جو غنیمت نہ لائے اس لیے کہ قواعد چاہتے ہیں کہ وہ غنیمت نہ لانے کے وقت افضل ہے ثواب میں اس سے جب کہ غنیمت پائے پس حدیث صریح ہے نفی حرمان میں اور نہیں صریح جمع کی نفی میں اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت غازیوں کے لشکر کی کافروں سے لڑے پھر کافروں کا مال لوٹے تو انہوں نے دو تہائیاں اپنی آخرت کی مزدوری سے دنیا میں پائیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہی اور جنہوں نے غنیمت نہ پائی تو ان کی مزدوری پوری ہوگی پس یہ حدیث تائید کرتی ہے تاویل مذکور کی اور یہ کہ جو غنیمت پائے وہ بھی ثواب کے ساتھ پھرنا ہے لیکن اس کا ثواب کم ہے اس شخص کے ثواب سے کہ غنیمت نہ پائے پس ہوگی غنیمت بیخ مقابلہ جزا کے اجر غزا سے پس جب مقابلہ کیا جائے اجر غام کا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوا ہے اس کو دنیا سے ساتھ اجر اس شخص کے کہ نہیں غنیمت پائی اس نے باوجود ان کے مشترک ہونے کے محنت اور مشقت میں تو ہوگا اجر غنیمت پانے والوں کا کم اجر غنیمت نہ پانے والے سے اور یہ موافق ہے جناب کے قول کے حدیث صحیح میں جو آئندہ آتی ہے کہ بعض ہم میں سے مر گئے اور انہوں نے اپنی مزدوری سے کچھ نہ کھایا اور یہ جو کہا کہ غازی کو غنیمت پانے کے سبب سے ثواب کم ملتا ہے تو بعض نے اس پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کے کہ اس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تحقیق مشہور ہوئی ہے مدح حضرت ﷺ کی ساتھ حلال کرنے غنیمت کے اور ٹھہرانے آپ کے اس کو اپنی امت کے فضائل سے پس اگر اس کے پانے سے ثواب کم ہوتا تو اس کے ساتھ مدح واقع نہ ہوتی اور نیز پس یہ چاہتا ہے کہ جنگ بدر والے اصحاب کا ثواب جنگ احد والے اصحاب سے کم ہو مثلاً اس لیے کہ بدر والوں نے غنیمت پائی اور احد والوں نے نہ پائی باوجود اس کے کہ بدر والے افضل ہیں اور یہ اعتراض ابن عبد البر وغیرہ نے کیا ہے اور ذکر کیا اس نے کہ بعض نے اس کا جواب دیا ہے اس طرح سے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ وہ حمید بن ہانی کی روایت سے ہے اور وہ مشہور نہیں اور یہ قول ان بعض کا مردود ہے اس لیے کہ وہ ثقہ ہے حجت پکڑی گئی ہے اس کے ساتھ مسلم کے نزدیک اور نسائی وغیرہ نے اس کی توثیق کی اور نہیں معلوم ہے کہ کسی نے اس کی جرح کی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کا کم ہونا اس غنیمت پر محمول ہے جو اپنی غیر وجہ سے لے جائے یعنی بے وجہ لے جائے اور ظاہر ہونا فساد اس وجہ کا بے پرواہ کرتا ہے اس کے رد کرنے سے اس لیے کہ اگر امر اس طرح ہوتا تو ان کے لیے تہائی

ثواب باقی نہ رہتا اور نہ اس سے کم اور بعض نے کہا کہ ثواب کا کم ہونا اس شخص پر محمول ہے جو قصد کرے غنیمت کا اپنے جہاد کی ابتدا میں اور پورا ثواب اس کے لیے جو محض جہاد کا قصد کرے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ ابتدا حدیث کی تصریح کرتی ہے اس کے ساتھ کہ مقسم راجع ہے اس شخص کی طرف جس کی نیت خالص ہو حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے اس کے اول میں کہ نہ نکالے اس کو مگر میرا ایمان اور میرے رسول کی تصدیق اور ابن دقین العید نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ دونوں میں حکم قیاس پر جاری ہے اس لیے کہ مزدوریاں مختلف ہوتی ہیں باعتبار زیادتی مشقت کے اس چیز میں کہ ہو مزدوری اس کی باعتبار مشقت کے اس لیے کہ مشقت کے لیے دخول ہے مزدوری میں اور سوائے اس کے نہیں کہ مشکل وہ عمل ہے جو متصل ہے ساتھ لینے غنیمتوں کے یعنی پس اگر ثواب کم ہوتا تو البتہ سلف صالحین غنیمتوں کو نہ لیتے پس ممکن ہے یہ کہ جواب دیا جائے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا جہت تقدیم بعض مصالح جزئیہ کے سے ہے بعض پر اس لیے کہ لینا غنیمتوں کا ابتدائے اسلام میں مدد تھا دین پر اور قوت ضعیف مسلمانوں کے لیے اور یہ مصلحت عظیم ہے معاف کیا جاتا ہے اس کے لیے بعض نقص کا اجر میں اس اعتبار سے کہ ہے اور لیکن جواب اس شخص کا کہ شبہ کرتا ہے اس پر اہل بدر کے حال سے پس جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ ہو مقابلہ درمیان کمال مزدوری اور اس کے کم ہونے میں اس شخص کے لیے کہ جہاد کرے اپنی جان سے جب کہ نہ غنیمت پائے یا جہاد کرے پس غنیمت پائے پس غایت اس کی یہ ہے کہ حال اہل بدر کا مثلاً نزدیک نہ پانے غنیمت کے افضل ہے اس سے وقت اس کے پانے کے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو حال ان کا افضل ان کے غیر کے حال سے اور جہت سے اور نہیں وارد ہوتی اس میں نفی کہ اگر وہ غنیمت نہ پاتے تو ہوتا اجر ان کا اپنے حال پر بغیر زیادتی کے اور لازم نہیں آتا اس سے کہ وہ بخشے گئے ہیں اور وہ افضل مجاہدین ہیں یہ کہ ان کے سوا کوئی اور مرتبہ نہ ہو اور لیکن اعتراض ساتھ حلال ہونے غنیمتوں کے پس وارد نہیں اس لیے کہ نہیں لازم آتا حلال ہونے سے غنیمتوں کے ثبوت و فاجر کا ہر غازی کے لیے اور مباح فی الاصل نہیں مستلزم ہے ثواب کو بنفسہ لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ لینا غنیمت کا اور غالب ہونا اس پر کافروں سے حاصل کرتا ہے ثواب کو اور باوجود اس کے پس باوجود صحت ثبوت فضل کے غنیمت کے لینے میں اور صحت مدح کرنے کے ساتھ لینے اس کے نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر غازی کو حاصل ہو اس کے لیے اجر اس کے جہاد سے نظیر اس شخص کی ہے جو غنیمت نہ لائے میں کہتا ہوں کہ جس نے اہل بدر کی مثال دی ہے اس کی مراد تہویل ہی نہیں تو امر بنا براس کے کہ آخر قرار پا چکا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا ہونے ان کے سے باوجود لینے غنیمت کے کم تر ثواب میں اس چیز سے کہ اگر نہ ہوتا ان کے لیے اجر غنیمت کا یہ کہ ہوں بیچ حال لینے ان کے کے غنیمت کو مفضل یعنی فضیلت دیے گئے بنسبت ان کی کہ ان کے بعد ہیں مانند اس شخص کی کہ جنگ احد میں حاضر ہوا ان کے ہونے کی وجہ سے کہ انہوں نے کوئی چیز غنیمت سے نہ پائی بلکہ اجر بدری کا کئی گنا زیادہ ہے اجر اس شخص کے سے کہ اس کے بعد ہے مثال اس کی یہ ہے کہ کہے کہ اگر فرض کیا جائے اجر بدری کا بغیر

غنیمت کے چھ سو حصہ اور اجر احدی کا مثلاً بغیر غنیمت کے سو حصہ پس جب ہم اس کی نسبت کریں باعتبار حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہوگا بدری کے لیے اس کے لینے کی وجہ سے غنیمت کو دو سو حصہ اور وہ چھ سو کی تہائی ہے تو ہوگا بدری زیادہ اجر میں احدی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ممتاز ہوئے اہل بدر ساتھ اس کے اس کے ہونے کی وجہ سے پہلی جنگ کہ حاضر ہوئے تھے اس میں حضرت ﷺ بیچ لڑائی کافروں کے اور تھا مبداء مشہور ہونے اسلام کا اور قوت اس کے اہل کا پس ہوگا اجر اس شخص کا کہ اس میں حاضر ہوا مثل اس شخص کی کہ سب جنگوں میں حاضر ہوا فضیلت میں کوئی چیز اس کے برابر نہ ہوگی اور ذکر کیا ہے بعض متاخرین نے تعبیر کرنے کے لیے ساتھ دو تہائیوں اجر کے بیچ حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لطیفہ بالغہ اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے غازی کے لیے تین کراٹیں تیار کیں ہیں دو دنیاوی اور ایک اخروی پس دنیاوی سلامت آنا اور غنیمت لانا اور اخروی بہشت میں داخل ہونا پس جب سالم اور غانم پھر آئے تو تحقیق حاصل ہو گئیں اس کے لیے دو تہائیاں اس چیز سے کہ اللہ نے اس کے لیے تیار کیں ہیں اور اللہ کے پاس اس کے لیے ایک تہائی باقی رہی اور اگر بدون غنیمت کے پھر آئے تو اس کے بدلے اس کو ثواب دیتا ہے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ اس سے فوت ہوئی اور گویا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ غازی کو کہا جاتا ہے کہ جب فوت ہو تجھ سے کوئی چیز دنیا کے امر سے تو میں اس کے عوض تجھ کو ثواب دوں گا مگر ثواب مختص ہے جہاد کے ساتھ پس وہ حاصل ہے دونوں فریقوں کے لیے اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل نہیں پائے جاتے ہمیشہ ساتھ قیاس کے بلکہ وہ اللہ کے فضل سے ہیں اور یہ کہ اعمال صالح نہیں مستلزم ہیں ثواب کو اپنی ذاتوں کے لیے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتے ہیں ساتھ نیت خالص کے۔ (فتح)

باب الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَقَالَ عُمَرُ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ.

باب ہے بیان میں دعا کرنے کے ساتھ جہاد اور شہید ہونے کے مردوں اور عورتوں کے لیے یعنی جائز ہے مرد اور عورت کو یہ کہ دعا کرے کہ الہی مجھ کو جہاد کرنے والوں میں کر یا مجھ کو شہیدوں سے کر۔ یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الہی روزی دے مجھ کو شہادت کی اپنے رسول کے شہر میں یعنی مدینہ منورہ میں۔

۲۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمَّ حَرَامِ بْنِ

۲۵۸۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے سو وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی اور ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کھانا کھلایا اور وہ آپ کے سر کے بال دیکھنے لگی یعنی تاکہ آپ کے سر سے

جوئیں نکالے یعنی اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کی رضائی خالہ تھیں تو حضرت ﷺ سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں اس سمندر کے اندر سوار بادشاہ ہیں تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر حضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں جیسے کہ پہلی بار فرمایا تھا میں نے کہا یا حضرت ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہے جو سمندر میں سوار ہوں گے تو ام حرامؓ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں جہاز پر سوار ہوئیں سو جب دریا سے ٹکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

مِلْحَانَ فَطْعَمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَقْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ شَكَ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصَرَعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

قائد: ابن مزیر وغیرہ نے کہا کہ وجہ دخول کی اس ترجمہ کی فقہ میں یہ ہے کہ ظاہر شہادت کی دعا سے لازم پکڑتا ہے طلب نصرت کافر کے کو مسلمان پر اور اللہ کے نافرمان کی مدد کرنے کو اس کے فرمانبرار پر یعنی اس لیے کہ مسلمان تو اسی وقت ہی شہید ہوتا ہے جب کہ کافر غالب ہوں لیکن مقصود اصلی اس کے سوائے کچھ نہیں کہ حاصل ہونا بلند درجے کا جو مرتب ہے شہادت کے حاصل ہونے پر اور جو چیز اس نے ذکر کی ہے وہ مقصود لذاتیہ نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتی ہے ضرورت وجود سے پس مغفرت ہوا بڑی مصلحت کا حاصل ہونا کافروں کے دفع کرنے سے اور ان کے

ذلیل کرنے سے اور ان کے قہر سے ان کے قتل کے قصد کی وجہ سے اس چیز کے حاصل ہونے کے ساتھ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ضمن میں بعض مسلمانوں کے قتل کرنے سے۔ اور جائز ہوئی تمنا کرنی شہادت کی اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتی ہے اس پر صدق اس شخص کے سے کہ واقع ہوتی ہے اس کے لیے اللہ کے بول بالا کرنے سے یہاں تک کہ خرچ کیا اس نے اپنی جان کو اس کے حاصل کرنے میں۔ پھر وارد کی بخاری نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور مراد اس سے ام حرام رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے بیچ مطابق ہونے کے ترجمہ کے ساتھ عورتوں کے حق میں اور پکڑا جاتا ہے اس سے حکم عورتوں کا بطریق اولیٰ اور عجیب بات کہی ابن تین نے پس کہا کہ نہیں حدیث میں تمنا شہادت کی بلکہ اس میں تو صرف جہاد کی تمنا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ شہادت بھی ہے ثمرہ عظمیٰ مطلوبہ جہاد میں۔ (فتح) اور عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کی شرح حج کے آخر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ يُقَالُ هَذَا سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي قَالَ
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ «غَزَا» وَاحِدَهَا غَا
«هُمْ دَرَجَاتٌ» لَهُمْ دَرَجَاتٌ.

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجوں کا بیان یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ ہے راہ میری یعنی سبیل کا لفظ مذکر اور مونث دونوں طرح سے آتا ہے یعنی بخاری نے کہا کہ غزی جو قرآن میں واقع ہوا ہے اس کا واحد غازی ہے یعنی ہم درجات (کہ قرآن میں واقع ہوا ہے) کے معنی لہم درجات ہیں یعنی ان کے لیے درجے ہیں۔

۲۵۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا
فُلَيْحٌ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
أَمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ
رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ
الْجَنَّةَ جَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي
أَرْضِهِ الَّتِي وَلَدَ فِيهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَفَلَا نَبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ
دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ

۲۵۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو کرم اور فضل کے راہ سے ضرور ہوگا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے چھوڑا ہو یا اس کی زمین یعنی اس شہر میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنائیں یعنی اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد پر موقوف نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو چھوڑو کہ عمل کریں بے شک بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے غازیوں کے

ہیں تیار کر رکھے ہیں دو درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بیٹھوں کے درمیان ہے اور سب سے اونچی اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں پھوٹی ہیں۔

اللَّهُ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفَرْدَوْسُ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أَرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ زکوٰۃ اور حج کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ وہ فرض نہ تھا میں کہتا ہوں کہ بلکہ وہ حدیث میں مذکور تھا بعض راویوں سے رہ گیا پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے حج ترمذی میں معاذ اللہ کی حدیث سے اور اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے زکوٰۃ کو بھی ذکر کیا ہے یا نہیں اور نیز پس نہیں ذکر کی گئی یہ حدیث بیان ارکان کے لیے پس اقتضار کرتا ہے اس چیز پر کہ مذکور ہے اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات بار بار آتی مگر زکوٰۃ نہیں واجب ہے مگر اس پر کہ جس کے لیے مال ہے ساتھ اس کی شرط کے اور لیکن حج پس نہیں واجب ہے مگر ایک بار ساتھ دیر کے اور یہ جو کہا کہ خواہ اپنے گھر میں بیٹھے تو اس میں تائیس ہے اس شخص کے لیے کہ محروم رہے جہاد سے اور یہ کہ وہ اجر سے محروم نہیں بلکہ اس کے لیے ایمان سے اور الزام فرائض سے وہ چیز ہے کہ اس کو بہشت میں پہنچاتی ہے اگرچہ غازیوں سے درجہ میں کم ہو اور یہ جو کہا کہ جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فرق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ دو درجوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے اور ایک میں پانچ سو برس کا ذکر ہے سو اگر یہ دنوں روایتیں ٹھیک ہوں تو ہوگا اختلاف عدد کا بنسبت اختلاف سیر کے اور ترمذی کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات ان کے ایک درجے میں جمع ہوں تو اس میں سما جائیں اور نہیں اس سیاق میں وہ چیز کہ نفی کرے اس کی کہ بہشت میں اور درجے ہوں کہ تیار کئے گئے ہوں غیر مجاہدین کے لیے کم درجے مجاہدین کے سے اور مراد وسط سے اعدل اور افضل ہے جیسے کہ اس آیت میں ہے کہ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اور طبی نے کہا کہ مراد ساتھ ایک کے علوحی ہے اور ساتھ دوسرے کے علومعنوی ہے اور ابن حبان نے کہا کہ مراد اوسط کے فراخی ہے اور ساتھ اعلیٰ کے فوقیت اور فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس میں ہر چیز ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ وہ ہے جس میں انگور ہوا، بعض کہتے ہیں کہ یہ رومی زبان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سریانی ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے مجاہدین کے لیے اور اس میں عظمت بہشت کی ہے اور عظمت فردوس کی اور اس میں اشارہ ہے کہ غازی کے درجے کو کبھی غیر غازی بھی پالیتا ہے یا تو ساتھ نیت خالص کے یا اس چیز کے ساتھ کہ برابر ہے اس کو نیک عملوں سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے سب کو حکم کیا ہے کہ فردوس کی دعا مانگیں بعد اس کے کہ ان کو بتا دیا کہ اللہ نے اس کو غازیوں کے لیے تیار کیا ہے اور اس میں جواز دعا کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ

حاصل ہوداعی کے لیے اس چیز کے لیے کہ اس کو میں نے ذکر کیا ہے اور اول اولیٰ ہے۔ (فتح) اور یہ بھی معلوم ہوا فقط دعا کو بھی بہشت کے حاصل کرنے میں تاثیر ہے اور نری دعا سے بھی بہشت حاصل ہو سکتی ہے ورنہ دعائے مانگنے کے کوئی معنی نہ تھے۔

۲۵۸۲۔ سرہ ۱۱۱۱ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک درخت پر لے چڑھے سو مجھ کو ایک گھر میں داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا تو دونوں نے کہا کہ یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے۔

۲۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا
۲۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا
أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي
فَصَعِدَا بَنِي الشَّجَرَةِ فَأَذْخَلَانِي دَارًا هِيَ
أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَقُطُ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا
أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ.

فائدہ: یہ کثرا حدیث کا شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور اس کے لیے مفسر ہے کہ مراد اوسط سے افضل ہے حضرت ﷺ کے تعریف کرنے کی وجہ سے شہیدوں کے گھر کی ساتھ اس کے کہ وہ نہایت بہتر اور افضل ہے۔ (فتح)

صبح یا شام کو اللہ کے راہ یعنی جہاد میں کوشش کرنی یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور مقدار تمہاری کمان کی جگہ بہشت سے یعنی بہشت کی اتنی جگہ بھی نہایت بہتر ہے۔

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَقَابِ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: غزوہ مشتق ہے غدا سے اور وہ نکلنا ہے اول دن میں جس وقت میں ہو دو پہر تک اور رواج رواج سے مشتق ہے اور رواج کا معنی نکلنا ہے جس وقت میں ہو ڈھلنے سورج کے سے اس کے ڈوبنے تک۔

۲۵۸۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ صبح یا شام کو اللہ کے راہ میں یعنی جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

۲۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا
وَهَبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ
خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

فائدہ: ابن دقین العید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ احتمال ہے کہ ہو یہ باب چھپی چیز کے اتارنے سے بچ جگہ دیکھی گئی چیز کے اس کے ثابت کرنے کے لیے نفس میں اس لیے کہ دنیا نفس میں محسوس ہے یعنی نظر آتی

ہے عظیم ہے طبیعتوں میں اس لیے واقع ہوئی ہے فضیلت دینی ساتھ اس کے وگرنہ تو یہ بات معلوم ہے کہ تمام دنیا بہشت کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں دوسرا یہ کہ احتمال ہے کہ ہومراد اس کے ساتھ یہ کہ یہ قدر ثواب بہتر ہے اس ثواب سے کہ حاصل ہو اس شخص کے لیے کہ اگر اس کو ساری دنیا ملے تو اس کو اللہ کی بندگی میں خرچ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابن مبارک نے کتاب الجہاد میں حسن کے مرسل سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے پس پیچھے رہا کہ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تو تمام دنیا کو خرچ کرے تو نہ پائے ان کے صبح کو جہاد کے لیے نکلنے کی فضیلت کو اور حاصل یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ دنیا کچھ چیز نہیں اور جہاد نہایت ہی بہت بڑا کام ہے اور یہ کہ جس کو کوڑے کے برابر بہشت میں جگہ ملے تو گویا کہ حاصل ہوا اس کے لیے امر عظیم بہتر تمام دنیا سے پس کیا حال ہے اس شخص کا کہ جس کو بہشت کے اعلیٰ درجے ملیں اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ سب تاخیر کا جہاد میں میل کرنا تھا طرف کسی سبب کی دنیا کے اسباب سے پس تنبیہ کی گئی اس پیچھے رہنے والے کو کہ اس قدر کم جگہ بہشت میں بہتر ہے تمام دنیا سے۔

۲۵۸۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغْدَوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ.

۲۵۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مقدار کمان ایک تمہارے کی بہشت میں بہتر ہے اس چیز سے کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہو یعنی تمام دنیا سے اور فرمایا کہ صبح یا شام کو جہاد میں جانا بہتر ہے اس چیز سے کہ اس پر آفتاب چڑھے اور ڈوبے۔

فائدہ: آئمہ باب میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ ہے لقاب قوس احد کھ اور یہی مطابق ہے ترجمہ باب کے لیے۔

۲۵۸۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّوْحَةُ وَالْغَدَوَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ

۲۵۸۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شام یا صبح کو جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

بَابُ الْحُورِ الْعَيْنِ وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيهَا
الطَّرْفُ شَدِيدَةً سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيدَةً
بَيَاضِ الْعَيْنِ ﴿وَزَوْجَانَهُمْ بِحُورٍ﴾
أَنكَحَاهُمْ.

باب ہے بیان میں حور عین اور ان کی صفت کے حیران
ہوتی ہے اس میں آنکھ یعنی باسبب اس کے حسن کی چمک
کے نہایت سیاہی آنکھ والی اور نہایت سفیدی آنکھ والی
یعنی اس کی آنکھ کی سیاہی نہایت تک ہے اور اس کی
سفیدی بھی نہایت تک ہے۔ یعنی آیت زو جنانہم کے
معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے انکحانہم ہیں یعنی
نکاح کر دیا ہم نے ان کا ساتھ حور عین کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے حور عین کی۔

۲۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ
حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ
يَسْرُهُ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا
وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدَ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ
الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يَسْرُهُ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا
فَيَقْتُلَ مَرَّةً أُخْرَى.

۲۵۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں مرتا جس کے لیے اللہ کے نزدیک
کوئی بھی بہتری ہو کہ اس کو خوش معلوم ہو یہ بات کہ پلٹ آئے
دنیا کی طرف اس حالت پر کہ اس کو تمام دنیا ملے اور جو چیز کہ
دنیا میں ہے یعنی جس کی مغفرت ہوئی ہو اس کی یہ آرزو نہیں کہ
پھر دنیا میں آئے اگرچہ ساری دنیا کی اس کو بادشاہی ملے مگر
شہید اس چیز کے لیے کہ دیکھا ہے شہید ہونے کی فضیلت سے
کہ تحقیق اس کو خوش لگتا ہے کہ دنیا کی طرف پھر آئے اور دوبارہ
اللہ کے راہ میں مارا جائے۔

۲۵۸۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ اللہ کی راہ میں صبح یا شام کی کوشش کرنی بہتر ہے تمام
دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور البتہ بقدر کمان ایک تمہاری
کے بہشت سے یا اس کے کڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ہے
تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اور اگر کوئی عورت بہشت
کے رہنے والوں میں سے زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن
کرے اس چیز کو کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے یعنی

۲۵۸۷۔ قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرُوحَةٍ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ غَدَوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا
فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ
مَوْضِعُ قِنْدٍ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا
فِيهَا وَلَوْ أَنَّ أَمْرًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ
إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا

وَلَمَّا لَنَهُ رِيحًا وَلَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ
مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

ساری دنیا کو روشن کر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ
اس کے سر کی اڑھنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں

ہے۔

فائدہ: یہ چار حدیثیں ہیں اول حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور دوسری کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور تیسری کی شرح
بہشت کی صفت میں آئے گی اور اسی طرح چوتھی کی بھی۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بخاری نے انس رضی اللہ
کی یہ حدیث وارد کی ہے تاکہ بیان کرے اس معنی کو جس کی وجہ سے شہید دنیا میں پھر آنے کی تمنا اور آرزو کرتا ہے تاکہ اللہ
کے راہ میں پھر مارا جائے اس وجہ سے کہ وہ شہادت کی فضیلت اپنے گمان سے زیادہ دیکھتا ہے اس لیے کہ ہر ایک کو حور
عین سے وہ عورت ملے گی کہ اگر دنیا کی طرف جھانکے تو ساری دنیا کو روشن کر دے۔ اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ
روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں خشک ہوتی زمین شہید کے خون سے مگر حور عین سے اس کی بیویاں اس
کے پاس جلد آتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لباس ہوتا ہے جو بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے
اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بہتر حوریں ملتی ہیں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ تَمَنِى الشَّهَادَةِ۔ باب ہے بیان میں آرزو کرنے شہادت کی۔

فائدہ: اس کی توجیہ کتاب الجہاد کے اول میں گزر چکی ہے۔ اور یہ کہ اس کی آرزو اس کا قصد کرنا مرغب فیہ ہے یعنی
اس میں رغبت دی گئی ہے۔ اور اس باب میں کئی حدیثیں صریح ہیں ان میں ایک انس رضی اللہ کی حدیث ہے جو سچے دل
سے شہادت کو طلب کرے وہ اس کو دی جائے گی اگرچہ اس کو نہ پائے یعنی اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس سے زیادہ
تصریح مراد میں وہ حدیث ہے جو حاکم نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں شہید ہونا طلب کرے سچے دل سے
پھر مرجائے یعنی اپنے گھر میں تو اللہ اس کو شہید کا ثواب دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو سچے دل سے شہادت
مانگے تو اللہ اس کو شہادت کے مرتبے میں پہنچا دے گا اگرچہ اپنے بچھونے پر مرے۔ (فتح)

۲۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ
الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا
عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ

۲۵۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ
اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ کئی مسلمانوں کے جی خوش نہ ہوں
گے کہ مجھ سے پیچھے رہیں یعنی فقراء اور میں سواری نہیں پاتا
جس پر سب اصحاب کو سوار کروں تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ
رہتا جو اللہ کے راہ میں جہاد کرتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس
کے قابو میں میری جان ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں

ماراجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں
پھر مارا جاؤں۔

عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْرُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ
ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں آرزو کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو بعض شارحین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آرزو کا صادر ہونا مشکل ہے اس کے باوجود کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ شہید نہ ہوں گے۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ شاید اس آرزو کا صادر ہونا اس آیت کے اترنے سے پہلے تھا کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس آیت کا نزول اوائل ہجرت میں تھا اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ساتویں سال آئے اور جو چیز کہ ظاہر نظر آتی ہے جواب میں یہ ہے کہ نیکی اور بہتری کی آرزو اس کے وقوع کو نہیں چاہتی۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو خوب ہوتا کما سیاتی فی مکانہ۔ اور کتاب التہنی میں اس کی نظیریں بہت آئیں گی اور گویا کہ حضرت ﷺ کی مراد مبالغہ کرنا ہے جہاد کی فضیلت بیان کرنے میں اور رغبت دلانے میں مسلمانوں کو اس کے اوپر ابن تین نے کہا کہ یہ زیادہ تر مشابہ ہے اور نووی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانی ہے حسن نیت پر اور بیان ہے پیمانے شدت شفقت حضرت ﷺ کے کا اپنی امت پر اور آپ کی مہربانی کا ان کے ساتھ اور مستحب ہونا طلب قتل کا اللہ کی راہ میں اور جواز اس قول کا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ ایسی ایسی نیکی حاصل کروں اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ وہ حاصل نہیں ہوگی اور اس میں ترک کرنا مصلحتوں کا رائج یا رائج مصلحت کی وجہ سے یا دور کرنے کی وجہ سے مفیدہ کے اور اس میں جواز آرزو کرنے اس چیز کا ہے جو عادت میں محال ہو اور کوشش کرنی بچ دور کرنے مکروہ چیز کے مسلمانوں سے اور اسی میں یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں اس لیے کہ اگر فرض عین ہوتا تو اس سے کوئی بچھے نہ رہتا، میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس لیے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب تو اس شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو قادر ہو اور جو عاجز ہو پس وہ معذور ہے یعنی وہ خطاب میں داخل نہیں اور اللہ نے فرمایا ہے غیوہ اولی الضرر اور جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی دلیلیں اس کے سوائے اور ہیں اور اس کی بحث وجوب النفر میں آئے گی۔ (فتح)

۲۵۸۹۔ اُس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوا پھر اس کو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

۲۵۸۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ
حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نے بغیر سرداری کے تو اس کو اللہ نے فتح دی اور فرمایا کہ ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے، ایوب کہتے ہیں کہ یا فرمایا کہ ان کو یعنی شہیدوں کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ امْرَأَةٍ لَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذَرِفَانِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس باب میں اس کے داخل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا قول کہ ان کو خوش معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یعنی بہ سبب اس چیز کے کہ جو شہادت کی فضیلت سے انہوں نے دیکھا پس نہیں خوش آتا ان کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئیں بغیر اس کے کہ دوبارہ شہید ہوں اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگی تطبیق دونوں حدیثوں کے درمیان باب کی۔ اور دلیل اس چیز کی کہ ذکر کیا میں نے استثناء سے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گی کہ نہیں کوئی جو بہشت میں داخل ہو جو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا میں پھر آئے مگر شہید۔ (فتح)

باب بیان میں فضیلت اس شخص کے کہ اللہ کے راہ میں سواری سے گر کر مرجائے تو وہ غازیوں سے ہے۔ یعنی اور بیان اس آیت کا کہ جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے طرف اللہ اور اس کے رسول کی پھر اس کو موت پائے تو اس کی مزدوری اللہ پر واجب ہوئی واقع کے معنی واجب کے ہیں یعنی واجب ہوئی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ وَقَعَ وَجَبَ.

فائدہ: یعنی حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ قصد جہاد کے جب کہ نیت خالص ہو پس جب واقع ہو درمیان قاصد کے اور فعل کے کوئی مانع پس تحقیق قول اللہ کا کہ پھر اس کو موت پائے عام ہے اس سے کہ قتل سے ہو یا ساتھ گرنے کے چار پائے سے اور سوائے اس پس مناسب ہوئی آیت ترجمہ باب کے ساتھ۔ اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اتری ایک مرد کے حق میں کہ مسلمان تھا اور کئے میں مقیم تھا یعنی فتح مکہ سے پہلے پس جب اس نے یہ آیت سنی کہ کیا نہ تھی اللہ کی زمین فراخ پس ہجرت کرتے تم اس میں تو اس نے اپنے گھر والوں کو کہا اور حالانکہ وہ بیمار تھا کہ مجھ کو مدینے کی طرف نکالو تو انہوں نے اس کو نکالا پھر وہ راہ میں مر گیا تو اس وقت یہ آیت اتری۔ (فتح)

۲۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ۲۵۹۰۔ اِمْرَامٌ مَلْحَانِ كِي بَنِي سَ رَاوِاِ تَ هَ كَ اِيك

حَدَّثَنِیَ اللَّیْثُ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا قَرِیبًا مِنِّیْ ثُمَّ اسْتَقِظَ یَبْسُمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أَنَا مِنْ أُمَّتِیْ عَرَضُوا عَلَیْ یَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِیَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتْ ادْعُ اللَّهَ أَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِیْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَارِیًّا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِیَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِیْنَ فَزَلُّوا الشَّامَ فَقَرَّبَتْ إِلَیْهَا دَابَّةٌ لِّرُكْبَتِهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

دن حضرت ﷺ میرے قریب سوئے پھر ہتے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہتے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے اس دریا سبز میں سوار جیسے بادشاہ تختوں پر تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر دوسری بار سوئے پھر کیا مانند پہلی بار کے یعنی ہتے ہوئے جاگے تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا جیسے پہلے کہا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا جیسے پہلے دیا تھا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلی جماعت سے ہے کہ سبز دریا میں سوار ہوں گے تو ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلی اس حال میں کہ وہ جہاد کا ارادہ رکھتا تھا پہلے پہل کہ مسلمان معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئے جب وہ جہاد سے پھرے اس حال میں کہ پلٹ آنے والے تھے تو شام میں اترے تو چوپایہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے نزدیک کیا گیا تاکہ اس پر سوار ہو یعنی وہ سوار ہوئی تو چوپائے نے اس کو گرا دیا اور وہ مر گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور ترجمہ کا شاہد اس سے یہ قول ہے کہ چوپایہ اس کے نزدیک کیا گیا تاکہ اس پر سوار ہو تو چوپائے نے اس کو گرا دیا تو وہ مر گئی بسبب دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس کے لیے کہ تو پہلی جماعت سے ہے اور وہ بادشاہوں کی طرح ہیں تختوں پر بہشت میں۔ (فتح)

باب مَنْ يُنْكَبُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کی کہ اس کو اللہ کے راہ میں مصیبت یا زخم پہنچے۔

فائدہ: مراد اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے کہ واقع ہو اس کے لیے یہ یعنی مصیبت یا زخم اللہ کی راہ میں۔

۲۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْخَوْضِيُّ

۲۵۹۱۔ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ رَوَايَةٍ هِيَ أَنَّ

قَارِیَ قَوْمٍ (یہاں مترجم نے ترجمہ متن حدیث کے مطابق نہیں

۲۵۹۱۔ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ

عَنْ رَضِيَ

عَنْ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقْدَمُكُمْ فَإِنْ أَمْنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ فَيَنْمَأُ يُحَذِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَنُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنفَذَهُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ فَرَزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَامٌ فَأَرَاهُ آخِرَ مَعَةٍ فَأَخْبَرَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِي عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ يَلْفُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِي عَنْهُمْ وَأَرْضَانَا ثُمَّ نَسِخَ بَعْدَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِغْلٍ وَذَكَوَانٍ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عَصِيَّةَ الَّذِينَ عَصَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کیا بلکہ فتح الباری نے اس سیاق میں حفص بن عمر نجدی کے استاد کا وہم ثابت کر کے جو تحقیق معتبر ہے اس کے مطابق ترجمہ کیا متن کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی سلیم کے چند لوگوں کو ستر مردوں کی جماعت میں قبیلہ بنی عامر کی طرف بھیجا (انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے) جب یہ خبر پہنچی میرے ماموں نے کہا الخ ابو محمد) بنی عامر (عرب کی ایک قوم کا نام ہے) کی طرف بھیجے یعنی دعوت اسلام کے لیے اور ان کے ساتھ ام سلیم کا بھائی تھا یعنی انس رضی اللہ عنہ کا ماموں سوجب وہ ان کے نزدیک آئے تو میرے ماموں نے ان کو کہا کہ میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں سو اگر انہوں نے مجھے امان دی یہاں تک کہ میں ان کو حضرت ﷺ کا حکم پہنچاؤں تو ٹھیک ورنہ تم میرے نزدیک رہو اگر مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو میری مدد کرنا تو وہ آگے بڑھ گیا سو کافروں نے اس کو امان دی پس اس حالت میں کہ وہ حضرت کا حکم بیان کرتا تھا تو ناگہاں انہوں نے اپنے ایک مرد کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو گدازا یعنی ایسا نیزہ مارا کہ اس کی دوسری طرف سے نکل گیا تو اس نے کہا اللہ بڑا ہے قسم ہے کعبے کے رب کی میں نے اپنا مطلب پایا پھر کافر لوگ اس کے باقی ساتھیوں کی طرف جھک پڑے تو ان کو بھی مار ڈالا مگر ایک لنگڑا مرد کہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہمام نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک اور مرد بھی تھا تو جبریل نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملے تو اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کو راضی کیا تو ہم قرآن میں پڑھتے تھے کہ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو یہ کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہو اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی تو چالیس صحیحیں یعنی چالیس دن

حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یعنی ان کافروں کے چار قبیلوں پر رعل پر اور ذکوان پر اور بنی لحيان اور بنی عاصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: اور جہاد کے آخر میں آئے گا کہ حضرت ﷺ نے بنی سلیم کے کئی قبیلوں پر بددعا کی اس لیے کہ انہوں نے قاریوں کو مار ڈالا اور یہ صریح تر ہے مقصود میں (فتح الباری) یہ ستر صحابی تھے اور سب قرآن کے قاری تھے اور کافروں نے سب کو مار ڈالا مگر ایک آدمی بچ نکلا۔

۲۵۹۲۔ جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بعض جنگوں میں تھے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی پس نکلا اس سے خون حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ تو نے خون بہایا اور اللہ کے راہ میں ہے جس کو تو ملی یعنی درد اور تکلیف سے۔

۲۵۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيتُ إِبْصَعَهُ فَقَالَ هَلْ آتَيْتَ إِلَّا إِبْصَعُ دَمِيتُ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتُ.

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور اس میں ہے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی اور وہ موافق ہے ترجمہ کے لیے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اور اسی باب میں ہے جو ابو داؤد اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کو روند ڈالے گھوڑا اس کا یا اونٹ اس کا اللہ کی راہ میں یا اس کو کوئی جانور کاٹے تو وہ شہید ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں ثواب اس شخص کی کہ اللہ کے راہ میں زخمی ہوا۔

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۲۵۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں زخمی ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور حالانکہ اس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

۲۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدِّمِ وَالرَّيْحُ رِيحُ الْمِسْكِ.

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے کہ ہوگا زخم قیامت کے دن اپنی شکل پر جب کہ زخم کیا گیا خون سے جوش مارتا ہوگا اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں زخمی ہو یا کسی چیز کے لگنے سے اس کے عضو سے خون جاری ہو تو آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ خون جوش مارتا ہوگا اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی اور اس زیادتی سے معلوم ہوا کہ صفت مذکورہ شہید کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ہر شخص کے لیے ہے کہ زخمی ہوا۔ اور احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ زخم ہو کہ اس کے سبب سے آدمی مر جائے اس کے درست ہونے سے پہلے نہ وہ کہ جو دنیا میں تندرست ہو جائے۔ پس تحقیق اثر زخم کا اور خون بہنے کا دور ہو جاتا ہے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو اس کے لیے فضیلت فی الجملہ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کا زخم خون سے جوش مارتا ہوگا وہ شخص ہے جو دنیا سے جدا ہوا اور اس کا زخم بدستور جاری تھا۔ اور علماء نے کہا کہ حکمت بیچ اٹھانے اس کے کی اس حال میں یہ ہے کہ ہو اس کے ساتھ گواہ اس کی فضیلت کے اس کے خرچ کرنے کے اپنی جان کو اللہ کی بندگی میں۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ شہید اپنے خون اور کپڑوں میں دفن کیا جائے اور نہ دور کیا جائے اس سے خون ساتھ غسل وغیرہ کے تاکہ آئے قیامت کے دن جیسا کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں لازم آتا دنیا میں خون کے دھونے سے یہ کہ اس حال سے نہ اٹھایا جائے اور بے پرواہ کرتا ہے استدلال سے شہید کے غسل کو ترک کرنا اس حدیث میں قول حضرت ﷺ کا احد کے شہداء میں کہ کپڑے اوڑھاؤ ان کو ساتھ خونوں ان کے کے جیسے کہ اس کا بیان بط کے ساتھ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ وَالْحَرْبُ سَبَّاحٌ
 باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دونوں نیکیوں میں سے ایک یعنی فتح یا شہادت اور لڑائی ڈول ہے کبھی کوئی غالب اور کبھی کوئی غالب۔

فائدہ: سورۃ برات کی تفسیر میں آئے گا کہ مراد ساتھ حسنین کے فتح ہے یا شہادت اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت قول بخاری کی بعد اس کے کہ لڑائی باری باری سے ہے اگر مسلمان غالب ہوں گے تو ان کی فتح ہوگی اور اگر کافر غالب ہوں گے تو مسلمان کے لیے شہادت ہوگی۔ (فتح)

۲۵۹۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
 اللِّيثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
 عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
 عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ خَرْبٍ
 ۲۵۹۴۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر قل نے اس کو
 کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ تمہاری لڑائی کا اس کے ساتھ
 کیا حال ہے تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے یعنی کبھی وہ غالب
 ہوتا ہے اور کبھی یہ غالب ہوتے ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں

أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ فَرَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سَجَالٌ وَدَوَّلٌ فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ.

کا کہ پہلے ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کے لیے آرام ہوتا ہے یعنی فتح نصیب ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ہرقل کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری کتاب کے ابتدا میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ لڑائی ڈول ہے۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ نہیں بیان کی اس نے حدیث ہرقل کی مگر اس کے قول کے لیے کہ یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور ساتھ اس کے ثابت ہوگی یہ بات کہ ان کے لیے دونیکوں سے ایک ہے اگر وہ غالب ہوں تو ان کے لیے دنیا بھی ہے اور عاقبت بھی اور اگر ان کا دشمن غالب ہو تو رسولوں کے لیے انجام بہتر ہے یعنی عاقبت میں اور یہ قول پہلی تفسیر کی نفی کو مستلزم نہیں اور اس کے معارض نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ پہلی تقریر اولیٰ ہے اس لیے کہ وہ ابوسفیان سے نقل ہے جو اس نے حضرت ﷺ کے حال سے روایت کی ہے اور لیکن دوسری پس وہ ہرقل کے قول سے ہے جو اس نے اپنی کتابوں سے سیکھی تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مسلمانوں میں بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے اور بعض وہ ہیں جو اس کا انتظار کرتے ہیں اور نہیں بدلا انہوں نے کچھ یعنی اپنے عہد کو نہ بدلا۔

فائدہ: مراد ساتھ معاہدہ مذکور کے وہ ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس آیت میں وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوْثِقُونَ الْآذِنَارَ اور تھا یہ جب پہلے پہل احد کی طرف نکلے تھے اور یہ قول ابن اسحق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ عہد ہے جو عقبہ کی رات انصار سے واقع ہوا تھا جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ آپ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں اور پہلی تقریر اولیٰ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نخب پوری کی تو مراد یہ ہے کہ بعض ان میں سے مر گئے اور اصل نخب کے معنی نذر کے ہیں اور جب کہ ہر جاندار چیز کے لیے موت ضرور ہے تو گویا کہ وہ نذر لازم ہے اس کے لیے پس جب مر گیا تو اس نے اپنی نذر پوری کی اور مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو اپنے عہد پر مر گیا اس کے مقابل ہونے کی وجہ سے اس شخص کے ساتھ جو اس کی انتظار کرتا ہے۔ (فتح)

۲۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَمِعَ رَوَايَةَ هِيَ أَنَّ مِيرَاثَ بَنِي النَّسْرِ بْنِ نَضْرَةَ جَنَاحَ بَدْرٍ حَاضِرُهُ هُوَ تَوْبَةُ بَاتِ اسْ بِرْكَرَا غُذَرِي تَوَا اسْ

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ غائب ہوا میں پہلی لڑائی سے جو آپ نے کافروں سے کی یعنی میں افسوس کرتا ہوں کہ میں پہلی لڑائی میں آپ کے ساتھ حاضر نہیں ہوا قسم ہے اللہ کی کہ اگر اللہ نے مجھ کو کافروں کی لڑائی میں حاضر کیا تو البتہ اللہ دیکھے گا جو میں کروں گا یعنی لڑائی میں نہایت مبالغہ کروں گا اور بھاگوں گا نہیں تو مسلمان ننگے ہوئے یعنی شکست کھائی انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا الہی میں عذر کرتا ہوں طرف اس چیز کی کہ انہوں نے کی اپنے ساتھیوں کو مراد رکھتا تھا یعنی مسلمانوں کے بھاگنے سے اور بری ہوتا ہوں طرف تیری اس چیز سے کہ انہوں نے کی یعنی میں کافروں کے کام سے بیزار ہوں پھر میرا چچا انس بن نصر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سامنے آیا اس کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو میرے چچا نے کہا کہ اے سعد میں بہشت چاہتا ہوں قسم ہے رب نصر کی (اپنے باپ) کی بے شک میں بہشت کی بو پاتا ہوں نزدیک احد کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جو انس رضی اللہ عنہ نے کیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا یعنی لشکر سے آگے بڑھ کر کافروں سے لڑنا اور ان کے مقابلے میں صبر کرنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سوہم نے اس کے بدن میں کچھ زائد اسی زخم کے پائے تلوار کا زخم یا نیزے کا زخم یا تیر کا زخم اور ہم نے اس کو پایا اور حالانکہ وہ قتل کیا گیا تھا اور کافروں نے اس کے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور اس کو مقتولوں میں کسی نے نہ پہچانا مگر اس کی بہن نے اس کے پوروں سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ یہ آیت اتری اس کے حق میں اور اس کے مانندین کے حق میں مسلمانوں میں سے کئی مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا آخر آیت تک اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی بہن نے اور اس کا نام رنج

أَنَسَا قَالَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ حَدَّثَنِي حَمِيدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ لَئِنْ لَللَّهِ أَشْهَدُنِي قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ لَئِنْ لَللَّهِ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَدُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْجَنَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسُ فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمَحٍ أَوْ رَمِيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتَهُ بِنَانَةَ قَالَ أَنَسُ كُنَّا نَرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَلَفِي أَشْبَاهِهِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ وَهِيَ تَسْمَى الرَّبِيعَ كَسَرَتْ نَيْبَةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسِرُ

فَبَيْتَهَا فَرَضُوا بِالْأَرْضِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَأَهُ.

تھا ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ نے قصاص
کا حکم فرمایا تو انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم
ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا دانت
نہ توڑا جائے گا تو اس عورت کے وارث دیت کے ساتھ راضی
ہوئے اور قصاص کو چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے
شک اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے
بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

فائدہ: بدر کو پہلی جنگ اس لیے کہا وہ پہلی جنگ ہے جس میں حضرت ﷺ خود نکلے تھے اور اس سے پہلے اور بھی
جنگیں ہوئیں تھیں لیکن خود حضرت ﷺ ان میں نہ نکلے تھے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں بہشت کی خوشبو پاتا ہوں تو
احتمال ہے کہ حقیقی خوشبو ہو اور اس نے سچ مچ بہشت کی خوشبو پائی ہو یا اس نے کوئی پاک خوشبو پائی ہو کہ اس کی
خوشبو نے اس کو بہشت کی خوشبو یاد دلائی ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس شخص نے اپنے ذہن میں بہشت کو
حاضر کیا ہو جو شہید کے لیے تیار کی گئی تو اس نے تصور کیا کہ وہ اسی جگہ میں ہے جہاں وہ لڑتا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ
بہشت اس جگہ میں حاصل ہوگی تو وہ اس کے لیے مشتاق ہو اور انس بن نصر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جواز
بذل نفس کا جہاد میں اور فضل و فائے عہد کا اگرچہ نفس پر دشوار ہو یہاں تک کہ وہ اس کے ہلاکت تک پہنچے اور یہ کہ
طلب کرنا شہادت کا جہاد میں نہیں شامل ہے اس کو نبی ڈالنے نفس کو طرف ہلاکت کی اور اس میں فضیلت ظاہر ہے انس
بن نصر رضی اللہ عنہ کے لیے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب صحت ایمان سے اور کثرت تقویٰ اور تورع سے اور
تو یقین سے۔ (فتح)

www.KitaboSunnat.com

۲۵۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ
حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ أَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدٍ
بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ
بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ
فَلَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ
أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۵۹۶۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ورقوں
کو قرآنوں میں نقل کیا تو میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت
گم کی کہ میں حضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے
تو میں نے اس کو نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری کے جس کی گواہی
حضرت ﷺ نے دوسروں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی اور
وہ آیت یہ ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا
اللہ علیہ کہ مسلمانوں میں کئی مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں
نے جس پر عہد تھا اللہ سے۔

يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خَزِيمَةَ بْنِ
ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً
رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ».

بَابُ عَمَلِ صَالِحٍ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ أَبُو
الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا يُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهُ
«يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا
تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا
لَا تَفْعَلُونَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ
فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَهُمْ بَنِيَانٌ
مَرْصُوصٌ».

جہاد سے پہلے نیک عمل کرنے کا بیان۔ یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم اپنے عملوں سے لڑتے ہو یعنی نیک عمل کو کافروں کی لڑائی میں دخل ہے اور تم کو اس سے تقویت ہوتی ہے اور لڑائی میں مدد پہنچتی ہے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کی یہ کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے ان کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر جیسے وہ دیوار ہے سیدہ پلائی۔

۲۵۹۷۔ اور براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا جس نے لوہے سے اپنا منہ ڈھانکا ہوا تھا یعنی خود لوہے کی پہن کر لڑنے کے لیے تیار ہو کر آیا تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ میں کافروں سے لڑوں یا مسلمان ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلے مسلمان ہو پھر کافروں سے لڑو وہ مسلمان ہو پھر کافروں سے لڑا پس شہید ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت لیا۔

۲۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّادٍ الْفَرَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْ أَوْ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتِلْ فَقَاتِلْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجَرَ كَثِيرًا.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دو مجھ کو اس مرد کی کہ بہشت میں داخل ہوا اور اس نے نماز نہ پڑھی پھر کہا کہ وہ عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ابن اسحق نے اس کا قصہ مغازی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ اسلام سے انکار کیا کرتا تھا پھر جب جنگ احد کا دن ہوا تو اس کو ظاہر ہوا تو اس نے تلوار لی یہاں تک کہ قوم میں

آیا اور ان میں داخل ہوا اور لڑنے لگا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گرا تو اس کی قوم نے اس کو معرکے میں پایا تو انہوں نے کہا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے کیا اپنی قوم کی حمایت کے لیے یا اسلام کی رغبت سے تو اس نے کہا کہ میں اسلام کی رغبت سے آیا ہوں میں حضرت ﷺ کے ہمراہ لڑا یہاں تک کہ پہنچی مجھ کو وہ چیز کہ پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہے اور باب کی حدیث کی اس کے ساتھ تطبیق اس طرح ہے کہ اس نے پہلے حضرت ﷺ سے آکر مشورہ لیا پھر مسلمان ہو کر لڑا اور ابن مسیر نے کہا کہ مناسبت ترجمہ کی اور آیت کی حدیث کے ساتھ ظاہر ہے اور بیچ مناسبت آیت کے ترجمہ کے لیے خفا ہے اور گویا کہ وہ اس جہت سے ہے کہ اللہ نے عتاب کیا ہے اس پر جو کہے کہ میں نیک کام کروں گا اور نہ کرے اور تعریف کی اس پر جو قول کو پورا کرے اور لڑنے کے وقت ثابت رہے بھاگے نہیں۔ یا اس جہت سے ہے کہ اللہ نے انکار کیا اس شخص پر جو لڑائی سے پہلے ناپسند بات کرے پس کھولا گیا غیب کہ اس نے خلاف کیا پس مفہوم اس کا ثابت ہونا فضل کا بیچ مقدم کرنے صدق کے اور قصد صحیح کے اوپر وفا کے اور یہ اصل اعمال سے ہے اور میری رائے میں یہ دوسری توجیہ اظہر ہے اور کرمانی نے کہا کہ مقصود آیت سے اس ترجمہ میں قول اس کا بیچ آیت کے ہے کہ جیسے دیوار میں سیسہ پلائی اس لیے کہ لڑائی میں صف باندھنی عمل صالح ہے لڑائی سے پہلے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی تھوڑے عمل سے بھی بہت اجر حاصل ہوتا ہے اللہ کے فضل اور احسان سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ آتَاهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَقَتَلَهُ. اگر کسی کو تیر غریب لگے یعنی اس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو اور

اس کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۵۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام ربیع براء کی بیٹی اور وہ ماں ہے حارثہ بن سراقہ کی حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ مجھ سے حارثہ کا حال بیان نہیں فرماتے اور حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اور اس کو تیر غریب لگا تھا یعنی ناگہاں پس اگر وہ بہشت میں ہے تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور اگر بہشت کے سوا کہیں اور ہو تو محنت کر کے اس کو رولوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں! حال تو یوں ہے کہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں اور بے شک تیرا بیٹا پہنچا بہت اونچے بہشت میں یعنی یہ نہ سمجھنا کہ وہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب سے

۲۵۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيْعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سَرَّاقَةَ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلَا تَحْدِثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قَتْلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّاتٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى.

اونچا ہے۔

فائدہ: غریب اس تیر کو کہتے ہیں جس کا مارنے والا معلوم نہ ہو یا نہ معلوم ہو کہ کدھر سے آیا یا مارنے والے سے بے قصد آیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ جس کو تیر غریب لگے اس کو بہت ہی بڑا ثواب ہے۔

جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو اس کے لیے کیا ثواب ہے یا اس کا جواب محذوف ہے یعنی پس وہی معتبر العلینا۔

ہے۔

۲۵۹۹۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد غنیمت کے لیے لڑتا ہے کہ لوٹ کا مال پائے اور ایک مرد ذکر کے لیے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مذکور ہو اور شجاعت کے ساتھ مشہور ہو اور ایک مرد لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے لڑتا ہے تاکہ لوگ اس کی بہادری دیکھیں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد اپنی قوم کی حمایت کے لیے لڑتا ہے اور ایک مرد غصے کے لیے لڑتا ہے اور حاصل ان روایتوں سے یہ ہے کہ لڑنا پانچ چیزوں کے سبب سے واقع ہوتا ہے طلب غنیمت کے لیے اور اظہار شجاعت اور ریا کے لیے اور حمیت کے لیے اور غصے کے لیے اور ہر ایک کو ان میں سے شامل ہے مدح اور ذم پس اسی لیے نہ حاصل ہوا جواب ساتھ اثبات کے اور نہ ساتھ نفی کے) تو کون ہے اللہ کی راہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے یعنی جس کی یہ نیت ہو کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ اللہ کے راہ میں ہے۔

۲۵۹۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلدِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِبِرِّى مَكَانَهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِيَتَكُونَ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: مراد ساتھ کلمۃ اللہ کے اللہ کی دعوت ہے اسلام کی طرف اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ تحقیق نہیں ہوتا اللہ کی راہ میں مگر وہ شخص کہ ہو سبب لڑنے اس کے کا طلب کرنا اس بات کا کہ اللہ کا بول بالا ہو فقط اس معنی سے کہ اگر کوئی سبب اسباب مذکورہ سے اس کے ساتھ ملائے تو اس کے لیے نخل ہو اور احتمال ہے کہ نہ نخل ہو جب کہ حاصل ہو ضمن میں نہ

بطور اصل اور مقصود کے اور اس کے ساتھ تصریح کی طبری نے پس کہا اس نے کہ جب ہواصل باعث وہی اول ہے یعنی اللہ کا بول بالا ہوتا تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو کچھ کہ عارض ہو اس کے لیے بعد اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ لیکن ابوداؤد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا مجھے بتاؤ اگر کوئی آدمی جہاد کرے تلاش کرتا ہو اور ذکر کو یعنی تاکہ لوگوں میں اس کا نام پیدا ہو تو کیا اس کے لیے کچھ ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں تو اس نے یہ بات تین بار دہرائی آپ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ اس کے لیے کچھ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ نہیں قبول کرتا عمل مگر وہ کہ جو اس کے لیے خالص ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس آدمی کے حق میں جو دونوں کے لیے اکٹھا قصد کرے ایک حد پر پس نہ مخالف ہوگا مرجع کو اولاً یعنی ابتدا میں جس کی نیت اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے خالص ہو اور اس کے سوائے مغلوب ہو تو اس کا کچھ ذر نہیں پس ہو گے مرتبے پانچ یہ کہ دونوں چیزوں کے لیے اکٹھا قصد کرے یا صرف ایک ہی کا قصد کرے اور دوسرا اس کے ضمن میں حاصل ہو پس گناہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کے بلند کرنے کے سوا کوئی اور چیز قصد کرے پس کبھی حاصل ہوتا ہے اعلاء اس کی ضمن میں اور کبھی نہیں ہوتا اور اس کے تلے دو مرتبے داخل ہوتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور اگر دونوں چیزوں کا قصد کرے تو وہ بھی منع ہے لیکن پہلے سے کم اور اس پر ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور مطلوب یہ ہے کہ صرف اعلاء کا قصد کرے اور کبھی حاصل ہوتا ہے غیر اعلاء کا اور کبھی نہیں ہوتا تو اس میں بھی دو مرتبے ہیں ابو حمزہ نے کہا کہ محققوں کا یہ مذہب ہے کہ جب اول قصد اللہ کے دین بلند کرنے کا ہو تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو اس کے بعد اس کے ساتھ ملے اور ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اگر باعث اصلی اعلاء ہو تو دخول غیر اعلاء کا ضمن نہیں قدح کرتا ہے اعلاء میں اور بیچ جواب دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نہایت بلاغت اور اعجاز ہے اور جوامع الکلم میں سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لیے کہ اگر اس کو جواب دیتے کہ جو چیز مذکور ہوئی ہے وہ اللہ کے راہ میں نہیں تو احتمال تھا کہ اس کے سوائے ہر چیز اللہ کی راہ میں ہوتی اور حالانکہ اس طرح نہیں پس پھرے جامع لفظ کی طرف کہ پھرے اس کے ساتھ مابیت قتال کے جواب سے طرف حال مقاتل کے پس یہ لفظ شامل ہیں جواب کو اور زیادتی کو اور احتمال ہے کہ ضمیر آپ کے قول فہو میں راجع ہو طرف قتال کی جو قتال کے ضمن میں ہے یعنی پس لڑنا اس کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے اور شامل ہے طلب اعلاء کلمۃ اللہ کی اس کی رضامندی کی طلب پر اور ثواب کی طلب پر اور طلب پھیلانے دشمنوں اس کے کی اور یہ کل امر آپس میں لازم ہیں اور حاصل اس چیز سے کہ مذکور ہوئی یہ ہے کہ لڑنا منشاء اس کا قوت عقلی ہے اور قوت غضبی اور قوت شہوانی اور نہیں ہوتی اللہ کی راہ میں مگر پہلی اور اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا ثواب نیت صالحہ پر ہے۔ اور یہ کہ جو فضیلت غازی کے حق

میں وارد ہوئی ہے وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مذکور ہوا اور اس میں جواز ہے سوال کا علت سے اور مقدم ہونا علم کا عمل پر اور اس میں مذمت ہے حرص کرنے کی دنیا پر اور پر لڑنے کے نفس کے حصے کے لیے غیر طاعت میں۔ (فتح)

باب مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾

جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں یعنی اس کے لیے کیا ثواب ہے یعنی نہ چاہیے مدینے والوں کو اور جوان کے گرد دیہاتی مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہ کہ وہ پیچھے رہیں رسول اللہ ﷺ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ اس کی جان سے یہ اس لیے کہ نہ کہیں پیاس کھینچتے ہیں اور نہ تھکن اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ پاؤں پھیرتے کہیں جس سے خفا ہوں کافر نہ چھینتے ہیں دشمن سے کچھ چیز مگر کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ساتھ اس کے نیک عمل تحقیق اللہ نہیں کھوتا حق نیکو کاروں کا۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ مناسبت آیت کی ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ نہیں پھرتے پاؤں کہیں جس سے کافر خفا ہوں اور نیز آیت میں ہے کہ مگر ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے نیک عمل کی تفسیر کہ جو اس کے ساتھ عمل کرے اس کو آگ نہ پہنچے گی اور فی سبیل اللہ سے مراد تمام بندگیاں ہیں ابھی۔ اور یہ اس طرح ہے جس طرح کہ اس نے کہا لیکن متبادر اطلاق کے وقت فی سبیل اللہ کے لفظ سے جہاد ہے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو بخاری نے بیچ فضیلت چلنے کی جوع کے لیے لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ سے اپنے عموم پر اور لفظ اس کے اس جگہ یہ ہیں کہ حرام کرے گا اس کو اللہ آگ پر اور ابن منیر نے کہا مطابقت آیت کی اس جہت سے ہے کہ اللہ نے ان کو ان کے قوموں پر ثواب دیا اگرچہ وہ لڑائی کے ساتھ مباشر نہ ہوئے اور اسی طرح دلالت کرتی ہے حدیث کہ جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں اللہ اس کو آگ پر حرام کر ڈالے گا برابر ہے کہ لڑائی کے ساتھ مباشر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور تمام مناسبت سے ہے یہ بات کہ پاؤں کا پھیرنا متضمن ہے مشی کو جو موثر ہے بیچ غبار آلودہ کرنے پاؤں کے خاص کر اس وقت میں۔ (فتح)

۲۶۰۰۔ عبد الرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں گرد آلودہ ہوتے دونوں پاؤں کسی بندے کے اللہ کی راہ میں پھر پہنچے اس کو آگ۔

۲۶۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عُبَايَةُ بْنُ

رَفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو
عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْبَرْتُ
قَدَمًا عَبْدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ.

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ آگ کا پہنچنا دور ہوتا ہے ساتھ موجود ہونے گرد مذکور کے اور اس میں اشارہ ہے عظیم ہونے
تصرف کی قدر کے اللہ کی راہ میں اور جب کہ محض غبار کے پہنچنے پر آگ حرام ہو جاتی ہے تو کیا حال ہے اس شخص کا جو
کوشش کرے اور اپنی قوت خرچ کرے اور اس حدیث کے لیے کئی شواہد ہیں بعض ان میں سے وہ چیز ہے جو طبرانی
نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس کے پاؤں اللہ کے راہ میں گرد آلودہ ہوں دور کرتا ہے اس کو اللہ آگ سے
ہزار برس کی راہ جلد باز سوار کے لیے۔

اللہ کے راہ میں سر سے گرد کا پونچھنا۔

بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ.

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ بخاری نے یہ باب اور اس سے پچھلا باب اس لیے باندھا ہے کہ دفع کرے وہم کراہت
غسل غبار کے کو اور پونچھنے اس کے کو اس کے ہونے کی وجہ سے جہاد کی نشانیوں سے جیسا کہ مکروہ جانا ہے بعض سلف
نے پونچھنے کو بعد وضو کے میں کہتا ہوں کہ فرق دونوں کے درمیان اس جہت سے ہے کہ سترائی شرع میں مطلوب ہے
اور گرد جہاد کا اثر ہے اور جب جہاد گزر جائے تو نہیں ہے کوئی معنی اس کے اثر کے باقی رکھنے میں اور لیکن وضو پس
مقصود اس کے ساتھ نماز ہے پس مستحب ہے باقی رکھنا اثر اس کے کا یہاں تک کہ مقصود حاصل ہو تو دونوں مسووں میں
فرق ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۶۰۱۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس
کو اور علی بن عبد اللہ کو کہا کہ تم دونوں ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ
اور اس کی حدیث سنو تو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ ابو
سعید رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی اپنے احاطے والے باغ میں تھے
باغ کو پانی سینچتے تھے سو جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ہم کو دیکھا تو
آئے اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے پس کہا اس نے کہ ہم مسجد کی
ایٹیں لے جاتے تھے ایک ایک ایٹ اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو ایٹیں
لے جاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس سے گزرے اور اس

۲۶۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلَعَلِّي بِنِ عَبْدِ اللَّهِ اثْنِيَا
أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَاتَيْنَاهُ وَهُوَ
وَأَخُوهُ فِي حَانِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَأَا
جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَيْنِ
الْمَسْجِدِ لَبْنَةً لَبْنَةً وَكُنَّا عَمَارًا يَنْقُلُ لَبْنَتَيْنِ
لَبْنَتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے سر سے گرد پونجھی اور فرمایا کہ عمار کے لیے خرابی ہونا ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار رضی اللہ عنہ ان کو اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائے گا۔

وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْعَبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَارٍ تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ عَمَارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز کے ابتدا میں گذر چکی ہے اور مراد اس جگہ اس کا یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر سے گرد پونجھی۔ (فتح) یعنی پس معلوم ہوا کہ جہاد کی غبار سر سے صاف کرنا درست ہے۔

باب الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْعَبَارِ.

باب ہے لڑائی اور غبار کے بعد نہانے کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے۔

۲۶۰۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب جنگ خندق کے دن پھرے اور ہتھیار رکھے اور غسل کیا تو آپ کے پاس جبریل آئے اور حالانکہ ان کے سر کو گرو نے احاطہ کیا تھا یعنی ان کے سر میں درد بیٹھی تھی تو اس نے کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور قسم ہے اللہ کی میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرف یعنی کس طرف جاتے ہو جبریل نے کہا کہ اس جگہ اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس طرف چلو کہ وہ یہودی تھے تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے۔

۲۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاعْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ غَضَبَ رَأْسُهُ الْعَبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ قَالَهَا هُنَا وَأَوْمًا إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد نہانا درست ہے۔

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تو نہ گمان کر کہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں خوشی کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ جو دی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہیں ان کی طرف سے جواب بھی نہیں پہنچے

بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ فَرَحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان میں اس قول تک کہ اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکوکاروں کا۔

يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ
وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٦٠٣﴾

۲۶۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بدعا کی ان لوگوں پر جن نے اصحاب بزمعونہ کو مار ڈالا تھا چالیس صمسمیں رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لوگ بزمعونہ میں مارے گئے تھے ان کے حق میں قرآن اترا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر اس کے بعد منسوخ ہوا اور وہ قرآن یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

۲۶۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قُتِلُوا أَصْحَابَ بَنِي
مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ غَدَاةً عَلَى رِغْلٍ وَذُكْوَانٍ
وَعَصِيَّةٍ غَضَبِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ أَنَسُ
أَنْزَلَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بَنِي مَعُونَةَ قُرْآنٌ
قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نَسِخَ بَعْدُ بَلَّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ
لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اشارہ کیا ہے آیت کے وارد کرنے کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے نزدیک قول اس کے کہ ان کے حق میں یہ آیت اتری کہ ہماری قوم کو پہنچا دو الخ۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوئی اور یہ آیت اتری کہ نہ گمان کر ان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے الخ۔ (فتح)

فائدہ: اور معونہ ایک جگہ کا نام ہے وہاں ایک کنواں ہے اس جگہ سترقاری صحابی مارے گئے تھے جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

۲۶۰۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن صبح کو کچھ لوگوں نے شراب پی پھر شہید ہوئے۔ (مترجم صاحب نے پوری حدیث کا ترجمہ نہیں کیا باقی کا ترجمہ اس طرح چاہیے تو سفیان سے کہا گیا کہ اسی دن کے آخر میں سفیان نے جواب دیا کہ لفظ اس حدیث میں نہیں۔ ابو محمد)

۲۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمْعٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ
يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ قُتِلُوا شَهِدَاءَ فَقِيلَ لِسُفْيَانَ مِنْ
أَخِي ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَ لَيْسَ هَذَا فِيهِ.

فائدہ: مغازی میں آئے گا کہ جابر رضی اللہ عنہ کا باپ بھی انہی میں سے تھا۔ ابن نمیر نے کہا کہ مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ مشکل ہے مگر یہ کہ ہومر اس کی جو شراب انہوں نے اس دن پی تھی اس نے ان کو ضرر نہ کیا اس لیے کہ اللہ نے

ان کے مرنے کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے غم اور خوف دور کیا اور یہ اس لیے ہوا کہ شراب اس دن مباح تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ وارد کیا ہو اس کو اشارہ کرنے کے لیے طرف ایک قول کی اقوال سے جو آیت مترجم بھا کے نزول میں وارد ہے اس لیے کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب جابر رضی اللہ عنہ کے والد سے کلام کیا اور اس نے دنیا کی طرف پلٹ آنے کی آرزو کی پھر اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے بچپن کو پیغام پہنچا دے تو اللہ نے یہ آیت اتاری وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا۔

باب ہے بیان میں سایہ کرنے فرشتوں کے شہید پر۔ ۲۶۰۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا یعنی جنگ احد کے دن اور حالانکہ وہ مثلہ کیا گیا تھا یعنی کافروں نے اس کی ناک و کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور حضرت ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو میں اس کا منہ کھولنے لگا تو میری قوم نے مجھ کو منع کیا تو حضرت ﷺ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی تو کہا گیا کہ وہ عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں روتی ہے یا فرمایا رو نہیں کہ ہمیشہ فرشتے اس کو اپنے پروں سے سایہ کیے رہے یعنی شہید پر بظاہر جتنی ذلت گذری اللہ کے نزدیک اتنی ہی اس کی عزت ہوتی ہے امام بخاری نے کہا کہ میں نے صدقہ اپنے استاد سے کہا کہ کیا اس حدیث میں رفع کا لفظ بھی ہے یعنی یہاں تک کہ اس کی لاش اٹھائی گئی تو اس نے کہا کہ اکثر اوقات اس کو ابن عیینہ نے کہا ہے۔

بَابُ ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ۔ ۲۶۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ جِئْتُ أَبَايَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُتِلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبَتْ أَكْشِيفُ عَنْ وَجْهِهِ فَتَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتَ صَاحِبَةِ فَقِيلَ ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةٍ أَفِيهِ حَتَّى رَفَعَ قَالَ رَبَّمَا قَالَهُ۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس کی شرح کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں آرزو کرنے غازی کے یہ کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف۔

بَابُ تَمَنَّى الْمُجَاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا۔

۲۶۰۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کوئی نہیں کہ بہشت میں داخل ہو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئے اور حالانکہ اس کو تمام دنیا ملے علاوہ شہید

۲۶۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

کے وہ آرزو کرے گا کہ دنیا میں پھر پلٹ آئے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے دس بار بسبب اس چیز کے کہ دیکھتا ہے عمدہ درجہ شہادت کا۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَسْمَنُ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيَقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ.

فائدہ: اور یہ حدیث آرزو کے ساتھ بھی وارد ہو چکی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتی آدمی کو لایا جائے گا تو اللہ کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے تو نے اپنا گھر کیا پایا تو وہ کہے گا اے میرے رب بہت عمدہ جگہ تو اللہ فرمائے گا کہ مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو وہ کہے گا میں کچھ نہیں مانگتا اور کچھ تمنا نہیں کرتا میں تجھ سے یہی مانگتا ہوں کہ تو مجھ کو دنیا میں پھر بھیجے اور میں دس بار تیری راہ میں مارا جاؤں شہادت کا عمدہ درجہ دیکھ لو۔ روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور مسلم میں ہے کہ اللہ شہیدوں پر مطلع ہوگا تو فرمائے گا کہ کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ تو ہم کو زندہ کرے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ مارے جائیں اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کہ اللہ نے تیرے باپ کو کیا کہا اللہ نے فرمایا کہ اے بندے مجھ سے مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو اس نے کہا کہ اے رب مجھ کو زندہ کر کہ میں تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات مجھ سے پہلے گذر چکی ہے کہ وہ پھر میں گئے نہیں۔

بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے۔ یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہم کو خبر دی کہ جو ہم سے مارا گیا وہ بہشت کی طرف پھرا یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا نہیں مقتول ہمارے بہشت میں اور مقتول کافروں کے دوزخ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔

بَابُ الْجَنَّةِ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوفِ وَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِهِ رَبَّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى.

فائدہ: یہ اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے اور کبھی بارقہ کہا جاتا ہے اور مراد اس سے نفس تلوار ہوتی ہے پس ہو گی اضافت بیانی اور تحقیق وارد کیا ہے ساتھ لفظ تحت ظلال السیوف کے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ کے ساتھ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف کہ بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے اور ابن مسیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد یہ ہے کہ جب تلواریں چمکنے والی ہیں تو ان کا سایہ بھی ہوگا قرطبی نے کہا کہ یہ کلام جامع ہے نفس ہے مخبر ہے شامل ہے کئی قسم کی بلاغت کے ساتھ اختصار اور شیرینی لفظ کے پس تحقیق اس نے فائدہ دیا ہے جہاد کی رغبت کا اور خبر

دینے کا ثواب کے ساتھ اوپر اس کے اور رغبت دلانے کے اوپر نزدیک ہونے دشمن کے۔ (فتح)
فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور مغازی میں آئے گی۔

۲۶۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
 مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ
 مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ
 مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ
 كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ
 ظِلِّ الشَّوْفِ. تَابَعَهُ الْأَوْيسِيُّ عَنْ ابْنِ
 أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ.

۲۶۰۷۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان لو بہشت تلواروں کے سائے
 کے نیچے ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ ان احادیث میں ہے کہ جائز ہے یہ بات کہنی مسلمانوں کے مقتول بہشت میں ہیں لیکن
 بطور اجمال کے نہ بطور تعین کے۔ (فتح)

جو جہاد کے لیے اولاد چاہے۔

بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ.

فائدہ: یعنی نیت کرے وقت صحبت کے حاصل ہونے اولاد کی تاکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے پس حاصل ہوگا اس کے
 لیے اس کی وجہ سے اجرا گرچہ یہ بات واقع نہ ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ قَالَ سَمِعْتُ
 أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
 سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
 لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةِ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ
 وَتِسْعِينَ كُلُّهُنَّ يَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي
 سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
 فرمایا کہ سلیمان بن داود علیہ السلام نے کہا البتہ میں آج کی
 رات سو عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا
 کہا نہاؤں عورت پر ہر ایک ان میں سے ایک بچہ جنے
 گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے
 ساتھی نے اس کو کہا کہ انشاء اللہ کہو تو سلیمان علیہ السلام نے
 انشاء اللہ نہ کہا تو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت
 کہ آدھا بچہ لائی قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں

میری جان ہے اگر سلیمان انشاء اللہ کہتے تو البتہ وہ کل اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔
بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجُنِّ.

لڑائی میں بہادری اور بزدلی کرنی یعنی مدح دلیری کی اور مذمت بزدلی کی۔

۲۶۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں میں زیادہ تر بہتر تھے اور سب لوگوں میں زیادہ تر دلاور تھے اور سب لوگوں سے زیادہ تر بخشش کرنے والے تھے اور البتہ ایک بار مدینے والے دشمن سے ڈرے اور حضرت ﷺ گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں سے آگے نکل گئے اور فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم۔

۲۶۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ وَقَالَ وَجَدْنَاهُ بِحُورًا.

فائدہ: اس حدیث سے حضرت ﷺ کی کمال شجاعت معلوم ہوئی کہ خوف کی حالت میں رات کو تنہا آگے بڑھ جانا کمال شجاعت کی دلیل ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۶۰۹۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ چلا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے وقت پلٹنے آپ کے حنین سے تو راہ میں دیہاتی لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو ایک درخت کی طرف دبایا تو آپ کی چادر اتاری گئی یعنی آپ کی چادر دیہاتیوں نے اتار لی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو میری چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ

۲۶۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَةً مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمْرَةَ فَخَطِفَتْ رِدَّاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہوتے تو میں سب تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامراد نہ پاتے۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ أُعْطُونِي رَدَّائِي لَوْ كَانَ لِي عَدُوٌّ هَذِهِ الْعِصَاهُ نَعْمًا لَقَسَمْتُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بِخِيَلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ پھر تم مجھ کو بخیل اور نامراد نہ پاتے۔ (فتح) باب مَا يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ.

نامردی سے پناہ مانگنے کا بیان۔

۲۶۱۰۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمے سکھایا کرتے تھے جیسا کہ معلم لڑکوں کو لکھانا سکھاتا ہے اور کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کلموں سے پناہ مانگا کرتے تھے پیچھے نماز کے وہ کلمے یہ ہیں الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں بری اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے فساد اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے تو میں نے یہ حدیث مصعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

۲۶۱۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيَّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْعِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُمْ ذُبُرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَرُدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن کو سعد رضی اللہ عنہ اپنی اولاد سے یہ دعا سکھاتے تھے وہ چودہ مرد تھے اور ستر عورتیں تھیں۔

۲۶۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ الہی میں پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی سے اور بدن کی کالی سے اور نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

۲۶۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

فائدہ: اس کی شرح بھی دعوات میں آئے گی اور فرق عجز اور کسل میں یہ ہے کہ کسل ترک کرنا چیز کا ہے ساتھ قدرت

کے اس کے شروع کرنے میں اور بجز نہ قادر ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ
قَالَ أَبُو عُمَرَ عَنْ سَعْدٍ
جو بیان کرے اپنا حاضر ہونا لڑائی میں یعنی یہ جائز ہے ریا
نہیں اور روایت کیا ہے اس کو ابو عثمان نے سعد رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو مغازی میں سعد رضی اللہ عنہ سے آئے گی کہ اس نے کہا کہ پہلے پہل اللہ کی راہ
میں مجھ کو تیر لگا اور طرف اس کی جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں آئندہ آئے گی ابو عثمان سے کہ نہ باقی رہا ساتھ
حضرت ﷺ کے جن دنوں میں آپ نے لڑائی کی تھی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے دونوں نے یہ حدیث ابو عثمان
سے بیان کی۔ (فتح)

۲۶۱۲۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور
سعد رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ
رہا تو میں نے ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ حضرت ﷺ سے
حدیث بیان کرتا ہو مگر بے شک میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ
حدیث بیان کرتا تھا جنگ احد کے دن سے۔

۲۶۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ عَنِ السَّائِبِ
بْنِ يَزِيدَ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ
وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَعَبْدَ
الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَمَّا
سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ
طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ.

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ اکثر اصحاب کہا نہیں حدیث بیان کرتے تھے حضرت ﷺ سے زیادتی اور نقصان کے
خوف سے اور لیکن حدیث بیان کرنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا پس وہ جائز ہے جب کہ ریاہ اور خود پسندی سے امن ہو اور استہباب کی
طرف ترقی کرتا ہے جب کہ ہو اس جگہ جو پیروی کرے ساتھ اس کے فعل کی۔

بَابُ وَجُوبِ الْفَيْرِ.
باب ہے بیان میں واجب ہونے نفیر کے۔

فائدہ: یعنی کافروں کی لڑائی کی طرف نکلنا۔ (فتح)

وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ.
اور بیان ہے اس چیز کا کہ واجب ہے جہاد اور نیت سے۔

فائدہ: یعنی اور بیان قدر واجب کا جہاد سے اور مشروع ہونا نیت کا اس میں اور لوگوں کے لیے جہاد میں دو حال ہیں
ایک حال حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ایک آپ کے بعد۔ پس لیکن پہلا حال پس پہلے پہل جو جہاد شروع ہوا ہے
تو بعد ہجرت نبوی کے ہوا ہے اتفاقاً یعنی جہاد بعد ہجرت کے مشروع ہوا پھر بعد اس کے کہ مشروع ہوا تو کیا فرض عین
تھا یا فرض کفایہ یہ دو قول مشہور ہیں علماء کے۔ اور یہ دونوں شافعی کے مذہب میں ہیں ماوردی نے کہا کہ مہاجرین پر

فرض عین تھا اور ان کے سوائے اور لوگوں پر فرض نہیں تھا اور تائید کرتا ہے اس کی واجب ہونا ہجرت کا پہلے فتح کے بیچ حق ہر مسلمان کے مدینے کی طرف اسلام کی مدد کے لیے۔ اور سہیلی نے کہا کہ صرف انصار پر فرض عین تھا اور وہیں پر نہ تھا اور تائید کرتا ہے اس کی بیعت کرنا ان کا حضرت ﷺ سے عقبہ کی رات کو اس پر کہ حضرت ﷺ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو دونوں کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد مہاجرین اور انصار پر فرض عین تھا اور ان کے غیر کے حق میں فرض کفایہ تھا اور باوجود اس کے پس نہیں بیچ حق دونوں گروہوں کے عموم پر بلکہ انصار کے حق میں تو اس وقت فرض تھا جب کہ کوئی رات کو مدینے پر آپڑے اور مہاجرین کے حق میں جب کہ کسی کافر کی لڑائی کا ابتداء ارادہ ہو اور تائید کرتی ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بدر کے قہے میں پس وہ مانند صریح کی ہے اس میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ فرض عین تھا اس جنگ میں جس میں حضرت ﷺ خود نکلتے تھے سوائے اس کے جس میں نہ نکلتے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ جہاد فرض اس شخص کے حق میں تھا جس کے حق میں حضرت ﷺ نے معین کر دیا تھا اگرچہ نہ نکلے اور دوسرا حال بعد حضرت ﷺ کے پس وہ فرض کفایہ ہے مشہور قول پر مگر یہ کہ اس کی طرف حاجت بلائے مانند اس کی کہ پڑے ان پر دشمن اور متعین ہوتا ہے اس پر جس پر امام معین کرے اور ادا ہوتا ہے فرض کفایہ ساتھ اس کے فعل کے سال میں ایک بار نزدیک جمہور کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ جزیہ اس کے بدلے میں واجب ہوتا ہے اور نہیں واجب ہوتا جزیہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ اتفاقاً تو چاہیے کہ اس کا بدل بھی اس طرح ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے جب ممکن ہو اور قدرت ہو اور یہ قوی ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بدستور رہا جیسا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے شہر فتح ہوئے اور زمین کے کناروں میں اسلام پھیلا پھر اس چیز کی طرف کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا اور نیز تحقیق یہ ہے کہ جنس جہاد کفار کی متعین ہے ہر مسلمان پر یا تو اپنے ہاتھ سے اور اپنی زبان سے اور یا اپنے مال سے یا اپنے دل سے۔ (فتح)

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے اگر کچھ مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو تیرے ساتھ چلتے اس قول تک کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

بَابُ وُجُوبِ النَّفِيرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ
الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ لَوْ
كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا
لَاتَّبَعُوكَ وَلَكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ
وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ﴾ الْآيَةُ.

فائدہ: یہ آیت پیچھے ہے ترتیب قرآنی میں اس آیت سے جو اس کے بعد ہے اور امر اس میں مقید ہے ساتھ اپنے ما قبل کے اس لیے کہ اللہ نے عتاب کیا ان مسلمانوں پر جو پیچھے رہتے ہیں حکم نفیر کے پھر اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور گویا کہ بخاری نے مقدم کیا ہے امر کی آیت کو عتاب کی آیت پر اس کے عام ہونے کی وجہ سے اور طبری نے ابوضحیٰ سے روایت کی ہے کہ سورۃ برآۃ میں پہلے یہ آیت اتری کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور بعض اصحاب نے اس امر سے عموم سمجھا اور نہ پیچھے رہتے تھے کسی جہاد سے یہاں تک کے مر گئے اور ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں اور معنی خِفَافًا وَثِقَالًا کے یہ ہیں کہ خواہ تیار ہو یا نہ تیار ہو خوش ہو یا نہ خوش ہو اور بعض کہتے ہیں کہ سوار ہوں یا پیادے۔ (فتح)

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیا ہوا ہے تم کو جب تم کو کہا جائے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو بیٹھ جاتے ہو زمین پر کیا راضی ہو دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں دنیا کا برتنا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا۔

وَقَوْلِهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتَأْخُذْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى قَوْلِهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

فائدہ: طبری نے کہا کہ جائز ہے ہو آیت إِلَّا تَنْفِرُوا يَعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا یعنی اگر نہ نکلو گے تو تم کو دے گا دکھ کی مار خاص ساتھ اس شخص کے جس کا نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو وہ باز رہے اور حسن بصری اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مخصوص ہے منسوخ نہیں۔ (فتح)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت فانفروا ثباتا کے معنی یہ ہیں کہ نکلو اور کوچ کرو جدا جدا لشکر ہو کر یعنی اور کہا جاتا ہے کہ اثبات کا واحد ثبۃ ہے یعنی ثبات جمع کا صیغہ ہے۔

يُذَكِّرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿انْفِرُوا ثَبَاتٍ﴾ سَرَابًا مُتَفَرِّقِينَ يُقَالُ أَحَدُ الثَّبَاتِ ثَبَةٌ.

فائدہ: یعنی نکلو لشکر بعد لشکر کے یا نکلو سب اکٹھے اور بعض گمان کرتے ہیں کہ وہ ناخ ہے اس آیت سے کہ نکلو ہلکے یا بوجھل اور تحقیق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ دونوں آیتوں میں رجوع امام کی طرف ہے اور حاجت اس کی۔ (فتح)

۲۶۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے لیکن جہاد اور نیٹ ہے اور جب تم بلائے جاؤ یعنی جہاد کے لیے تو نکلو۔

۲۶۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ
بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ وَإِذَا
اسْتَفْرُغْتُمْ فَأَنْفِرُوا.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ اول اسلام میں ہجرت فرض تھی اس شخص پر جو مسلمان ہو مدینے میں مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اور ان کے محتاج ہونے کی وجہ سے اجماع کی طرف سوجب اللہ نے مکہ فتح کیا تو داخل ہوئے لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج تو مدینے کی طرف ہجرت کرنے کی فرضیت موقوف ہوئی اور باقی رہا فرض ہونا جہاد کا اور نیت کا اس شخص پر جو قائم ہو ساتھ اس کے اس پر دشمن اترے انہی۔ اور نیز تھی حکمت ہجرت کے واجب ہونے میں اس شخص پر کہ مسلمان ہوتا کہ سلامت رہے کافروں کی ایذا سے اس لیے کہ تحقیق وہ عذاب کرتے تھے اس شخص کو کہ جو ان میں مسلمان ہوتا یہاں تک کہ اپنے دین سے پلٹ جائے اور ان کے حق میں یہ آیت اتری اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ الْخَالِقِ یعنی جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم مغلوب تھے اس ملک میں کہتے ہیں کہ کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں الایۃ اور اس ہجرت کا حکم باقی ہے اس شخص کے لیے جو دار الکفر میں مسلمان ہوا اور اس سے نکلنے پر قادر ہو اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ مشرک سے کوئی عمل بعد اس کے کہ مسلمان ہو یا (فتح الباری میں لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ مُشْرِكٍ عَمَلًا بَعْدَ مَا أَسْلَمَ أَوْ يُفَارِقُ الْمُشْرِكِينَ یہ اؤ بمعنی اِلٰی ان کے ہے چنانچہ نحو کی کتابوں میں شرح ہے پس ترجمہ یوں چاہیے یہاں تک کہ کافروں سے جدا ہوا۔ اور ابو داؤد میں ہے فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر مسلمان سے کہ کافروں کے درمیان ٹھہرے۔ اور یہ اس کے حق میں محمول ہے جس کو اپنے دین پر امن نہ ہو اور یہ جو کہا کہ لیکن جہاد اور نیت ہے تو طبیی وغیرہ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق ہجرت یعنی وطن چھوڑ کر مدینے میں جانا فرض عین تھا وہ موقوف ہوا لیکن وطن چھوڑنا بسبب جہاد کے باقی ہے اور اسی طرح وطن چھوڑنا بسبب نیت صالح کے مانند بھاگنے کی دار الکفر سے یا نکلنے کی طلب علم کے لیے اور بھاگنے کی ساتھ دین کے فتنے سے اور نیت کے ان تمام چیزوں میں۔ اور نووی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ تحقیق جو نیکی کہ ہجرت موقوف ہونے کے ساتھ موقوف ہوئی ہے ممکن ہے اس کا حاصل کرنا جہاد کے ساتھ اور نیت صالح کے اور جب تم کو حکم کرے امام نکلنے کا جہاد کی طرف اور اس کی مانند نیک عملوں کی تو اس کی طرف نکلو۔ اور ابن العربی نے کہا کہ ہجرت وہ نکلنا ہے دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف اور حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض تھی اور آپ کے بعد بھی بدستور رہی جو اپنی جان پر خوف کرے اور جو بالکل موقوف ہو گئی ہے وہ قصد کرنا حضرت ﷺ کی طرف ہے جس جگہ کہ ہوں اور اس حدیث میں بشارت ہے کہ مکہ ہمیشہ دار السلام رہے گا اور یہ کہ واجب ہے نکلنا جہاد کی طرف اس شخص پر جس کو امام معین کرے

اور یہ کہ عملوں کے اعتبار نیوٹوں سے ہے۔ اور ابن ابی جرہ نے کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے اتارنا اس حدیث کا سالک کے احوال پر اس لیے کہ اول اس کو حکم کیا جائے کہ اپنی مرغوب چیزوں سے ہجرت کرے یہاں تک کہ اس کے لیے فتح حاصل ہو پس جب نہ حاصل ہو اس کے لیے فتح تو حکم کیا جائے جہاد کا اور وہ جہاد نفس اور شیطان کا ہے ساتھ نیت صالحہ کے۔ (فتح)

بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ
فَيَسْدُدُ بَعْدَهُ وَيُقْتَلُ.

باب ہے بیان میں کافر کہ مسلمان کو مار ڈالے پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہو جائے پس درست کرے اسلام کو (یہاں مترجم صاحب کو دھوکا لگا ترجمۃ الباب کی عبارت جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھی ہے اس سے دیکھ کر ترجمہ لکھا اور ان کے لکھے ہوئے سے فیسد د بعد و یقتل واقع طور پر نہیں پڑھا جاتا بلکہ ظاہراً فیسد د بعد القتل پڑھا جاتا ہے پس انہوں نے ترجمہ بھی اسی طرح کر دیا اور صحیح ترجمہ اس طرح ہے پس بعد اس کے اسلام کو درست کرے اور مارا جائے یعنی راہ اللہ میں، واللہ اعلم، ابو محمد) بعد قتل کے یعنی دین میں استقامت حاصل کرے اور استقامت پر زندہ رہے اللہ کی راہ میں مارا جائے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ میں فیسد د ہے یعنی استقامت حاصل کرے اور حدیث میں ہے کہ پس شہید ہو جائے تو گویا کہ اس نے تنبیہ کی اس کے ساتھ اس پر کہ شہادت تو صرف اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ تنبیہ کرے اوپر وجہوں تدید کے اور یہ کہ ہر تدید اسی طرح ہے اگرچہ شہادت افضل ہے لیکن بہشت میں داخل ہونا شہید کے ساتھ خاص نہیں پس ظہر ایما بخاری نے ترجمہ کو مانند شرح کی معنی حدیث کے لیے۔ (فتح)

۲۶۱۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ ہنستا ہے یعنی راضی ہوتا ہے دو شخصوں سے کہ ایک دوسرے کو قتل کرے اور دونوں بہشت میں داخل ہوں اور یہ ایک اللہ کی راہ میں مرتا ہے پس مارا جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول کرتا ہے پھر شہید ہوتا ہے پس داخل ہوتا ہے بہشت میں۔

۲۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى
رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَذْخُلَانِ
الْجَنَّةَ يَفْقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ

يَتَوَبُّ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيَسْتَشْهَدُ.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ جو ہنسی بندوں کو خوشی کے وقت عارض ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ مثال بیان کی گئی ہے اس فعل کے لیے جو اترتا ہے بچ جگہ اعجاب کے نزدیک بشر کے پس اس کو دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور معنی اس کے خبر دینا ہے اللہ کی رضامندی کا ساتھ فعل ان کے ایک کے اور قبول کرنے اس کے کے دوسرے کے لیے اور بدلہ دینا ان دونوں کو ان کے فعل پر ساتھ بہشت کے باوجود مختلف ہونے ان دونوں کے حال کے۔ اور تحقق تاویل کی ہے بخاری نے ہنسی کی دوسری جگہ میں اوپر معنی رحمت کے اور وہ قریب ہے اور تاویل کرنی اس کی ساتھ معنی رضا کے قریب تر ہے پس تحقیق محکم دلالت کرتا ہے رضا اور قبول پر اور ابن جوزی نے کہا کہ اکثر سلف ایسی صفات کی تاویل سے باز رہتے ہیں دیکھتے ہیں اس کو جیسا کہ وارد ہوا اور لائق یہ ہے کہ ایسی صفتوں میں امرار کی رعایت رکھی جائے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کی صفات مخلوق کی صفات کی مانند نہیں اور معنی امرار کے یہ ہیں کہ اس کی مراد کو نہ جانے باوجود اعتقاد پاک کرنے کے۔ میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ محکم کے متوجہ ہونا ساتھ رضامندی کے ہے متعدی کرنا اس کا ساتھ الی کے مراد اس سے توجہ اور رضا ہے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں بہشت میں داخل ہوتے ہیں تو ابن عبد البر نے کہا کہ معنی اس حدیث کے اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ پہلا قاتل کافر تھا میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جس کو بخاری نے ترجمہ میں استنباط کیا ہے لیکن نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو پہلا قاتل مسلمان آپ کے قول کے عموم کی وجہ سے کہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ قاتل پر جیسے کہ قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر بغیر شبہ کے پھر قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ ایسے شخص کے دخول کو وہ شخص منع کرتا ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کی توبہ قبول نہیں اور اس کی بحث تفسیر سورہ نساء میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور پہلی وجہ کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ جو ہمام سے روایت ہے کہ پھر اللہ دوسرے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کو اسلام کی طرف راہ دکھاتا ہے اور زیادہ تر صحیح یہ روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا کس طرح ہے یہ بات یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ دونوں میں ایک کافر تھا پس مار ڈالا دوسرے کو پھر مسلمان ہو جائے پھر جہاد کرے اور قتل کیا جائے اور ہمام کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر ہدایت دے اس کو اسلام کی طرف پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا شہید ہو جائے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جائے پس وہ بہشت میں ہے۔ (فتح)

۲۶۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں تھے بعد اس کے کہ

مسلمانوں نے اس کو فتح کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْسَةُ بْنُ

سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَحَوْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْهَمَ لِي فَقَالَ بَعْضُ نَبِيِّ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعْجَبًا لَوْ بَرَّ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَايٍ يُنْعَى عَلَى قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللَّهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهْنِي عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمَ لَهُ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي السَّعِيدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ السَّعِيدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرُو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ.

مال غنیمت سے مجھ کو بھی حصہ دیجئے۔ تو سعید بن عاص کے بعض بیٹوں نے یعنی ابان بن سعید نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کو حصہ نہ دیجئے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابن قوقل کا قاتل ہے یعنی جنگ بدر کے دن یہ کافروں کے ساتھ تھا اور اس نے ابن قوقل صحابی کو قتل کیا تھا تو ابان بن سعید نے کہا کہ عجب ہے اس حیوان کے لیے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اتر اہم پر قدم ضان پہاڑ کے راہ سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد مسلمان کے قتل کرنے کا اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی یعنی میرے سبب سے شہادت کے درجے کو پہنچا اور مجھ کو اس کے ہاتھ میں ذلیل نہ کیا راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ دیا یا نہ دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن کہا کہ الہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ نہ غروب ہو آفتاب یہاں تک کہ میں بہشت میں پہنچ جاؤں تو وہ اسی دن شہید ہو گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا اور باقی اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی شہادت کے ساتھ اور نہ قتل ہوا ابان رضی اللہ عنہ اپنے کفر پر کہ آگ میں داخل ہوتا اور امانت سے یہی مراد ہے۔ بلکہ ابان اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام صلح حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے تھا اور یہ بات اس نے حضرت ﷺ کے سامنے کہی اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ بھی اس چیز کے موافق ہے کہ شامل ہے اس کو ترجمہ۔ اور جو راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اس کو حصہ دیا یا نہیں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ نہ دیا اور اس کے ساتھ اس شخص نے دلیل پکڑی ہے جو کہتا ہے کہ جو لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حاضر ہو وہ اس شخص کے ساتھ شریک نہیں ہوتا جو اس میں حاضر ہوا اگرچہ ان کی مدد کو نکلا ہو۔ اور یہ قول جمہور کا ہے اور کو فیوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور ان کی طرف سے طحاوی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ حضرت ﷺ نے کچھ آدمی نجد کی طرف بھیجے تھے پہلے اس سے کہ شروع ہوں بیچ سامان

جنگ خیبر کے پس اسی لیے ان کو حصہ نہ دیا۔ اور لیکن جو لشکر کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کرنے اور اس کو کوئی مانع روک لے تو اس کو حصہ دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کو حصہ دیا جو جنگ میں حاضر نہ ہوئے تھے لیکن انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا تھا تو ایک شرعی مانع نے اس کو اس سے روکا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصُّومِ۔
جو جہاد کو روزے پر اختیار کرے۔

فائدہ: یعنی تاکہ نہ ضعیف کر دے اس کو روزہ لڑنے سے اور یہ اس شخص کے لیے منع نہیں ہے کہ جس کو معلوم ہو کہ یہ اس کو نقصان نہیں کرتا۔ (فتح)

۲۶۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں روزہ نفل نہ رکھا کرتے تھے جہاد کی وجہ سے یعنی قوت پر نگاہ رکھنے کی وجہ سے جہاد کے لیے سوجب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ روزہ کھولتا ہو مگر دن عید فطر اور قربانی کے۔

۲۶۱۶۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لَا يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَهُ مَفْطِرًا إِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى۔

فائدہ: یعنی ان دنوں میں روزہ نہ رکھتا تھا اور عید الاضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں قربانی کرنی جائز ہے پس اس میں تشریق کے دن بھی شامل ہوں گے۔ اور اس چیز میں اشعار ہے اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جہاد کے ملازم نہ تھے یعنی حضرت ﷺ کے بعد اس نے جنگ نہ کی اور سوائے اس کے نہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نفل روزہ جہاد کی وجہ سے چھوڑا تھا تو اس خوف سے کہ اس کو لڑنے سے ضعیف نہ کر ڈالے اس کے باوجود کہ اس نے اپنی اخیر عمر میں پھر جہاد کی طرف رجوع کیا۔ اور روایت کیا حاکم نے کہ وہ جہاد کے لیے جہاز میں سوار ہوا سو مگیا تو لوگوں نے اس کو ساتھ دن کے بعد دفنایا اور اس کی لاش بگڑی نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صیام الدھر یعنی ہمیشہ کے روزے کو جائز سمجھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ سَبْعُ سَوَى الْقَتْلِ۔
شہادت سات قسم کی ہے سوائے قاتل ہونے کے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں نصر بن شمیل نے کہا اس لیے کہ وہ زندہ ہے پس گویا کہ ان کی روح شاہد ہے یعنی حاضر ہے۔ اور ابن باری نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ اور اس کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے لیے ساتھ بہشت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ حاضر کی جاتی ہے نکلنے روح اس کی کے وہ چیز کہ تیار کی گئی ہے کرامت اور بزرگی سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اس کے لیے گواہی دی جاتی امان کی آگ سے اور بعض

کہتے ہیں اس لیے کہ اس پر گواہ ہے ساتھ ہونے اس کے شہید۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں حاضر ہوتے اس کے پاس اس کے مرنے کے وقت مگر رحمت کے فرشتے۔ اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ وہ گواہی دے گا قیامت کے دن رسولوں کے پہچانے کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے لیے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے نیک خاتمہ کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ پیغمبر گواہی دیں گے اس کے لیے حسن اتباع کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اللہ گواہی دیتا ہے اس کے لیے ساتھ نیک نیت اور اس کے اخلاص کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ فرشتے جان نکلنے کے وقت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مشاہدہ کرتا ہے ملکوت کا دنیا کے گھر سے اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ گواہی دی گئی ہے اس کے لیے آگ سے امان کی۔ اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ علامت شاہد ہے اس کے ساتھ کہ اس نے نجات پائی۔ اور ان میں سے بعض چیزیں خاص ہیں اس شخص کے لیے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور بعض ان میں سے عام ہیں ان کے غیر کو اور بعض میں نزاع ہے اور یہ ترجمہ حدیث کا لفظ ہے روایت کیا ہے اس کو مالک نے جابر بن عتیک کی روایت سے کہ حضرت ﷺ عبد اللہ بن ثابت ؓ کی بیمار پرسی کو آئے پس ذکر کی تمام حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم شہید اپنے درمیان کس کو گنتے ہو اصحاب نے کہا کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اس میں یہ بھی ہے کہ شہید ساتھ قسم کے ہیں سوائے قتل کے جو اللہ کی راہ میں ہو ابو ہریرہ ؓ کی حدیث پر اتنا زیادہ ذکر کیا کہ جو آگ میں جل کر مر جائے اور جو ذات المحب کے درد سے مر جائے اور عورت کے نفاس کی حالت میں مرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے مال کے بچانے کے لیے مارا جائے وہ شہید ہے اور دین اور خون اور اہل میں بھی اسی طرح فرمایا۔ اور ایک روایت میں سل کا لفظ آیا ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث اس باب کی ترجمہ کے مخالف ہے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ ترجمہ حدیث سے بالکل نہیں نکلتا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ کتاب کے صاف کرنے سے پہلے مر گیا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تنبیہ ہو اس پر کہ شہادت قتل میں بند نہیں بلکہ اس کے لیے اور کئی اسباب ہیں اور ان اسباب کے عدد میں مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ پس بعض میں پانچ اور بعض میں سات کا ذکر ہے اور جو بخاری کی شرط کے موافق ہے وہ پانچ کی روایت ہے پس تنبیہ کی ترجمہ کے ساتھ اس پر کہ عدد وارد میں تحدید مراد نہیں یعنی حد بیان نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے لیے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اول اقل معلوم کروا یا پھر اس پر زیادتی معلوم کروائی پس ذکر کیا اس کو اور وقت میں اور نہیں قصد کیا بند کرنے کا پانچ کسی چیز کے اس سے اور تحقیق جمع ہوئی ہیں ہمارے لیے کھرے طریقوں سے زیادہ بیس خصلتوں سے پس اس کا مجموعہ کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے چودہ خصلتیں ہیں اور باب مَنْ يَنْكِبُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ میں ابو مالک کی حدیث گذر چکی ہے کہ جس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے پکلیا کاٹا اس کو زہر لے جانور نے یعنی سانپ وغیرہ نے یا مر گیا اپنے بچھونے پر کسی موت کے ساتھ کہ اللہ نے چاہا تو تحقیق وہ شہید

ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مسافر کی موت شہادت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرا وہ شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں اپنے بچھونے پر مرے وہ بھی شہید ہے اور نیز یہ کہا مبطلون کے حق میں اور لدغ اور غریق اور شریق کے حق میں اور جس کو درندہ کھالے اور جو اپنی سواری سے گر کر مر جائے اور صاحب ہدم اور ذات الحجب اور ایک روایت میں ہے کہ سر پھرنے والا دریا میں کہ پہنچے اس کو قے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔ اور پہلے گذر چکا ہے کہ جو خالص نیت سے شہادت طلب کرے وہ شہید لکھا جاتا ہے اور آئندہ آئے گا کہ جو طاعون میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو اس کی سواری گرا دے اور ایک روایت میں ہے کہ جو پہاڑ کے سر سے گرایا جائے جس کو درندہ کھالے اور دریا میں ڈوب جائے وہ اللہ کے نزدیک شہید ہے اور ان کے سوا اور چیزیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں مگر ان کے ضعف کی وجہ سے میں نے ان کو بیان نہیں کیا۔ ابن تیم نے کہا کہ یہ سب موتیں ہیں جن میں سختی ہے کہ اللہ نے امت محمدی پر احسان کیا ساتھ اس طور کے کہ گردانا اس کو مٹانا ان کے گناہوں کے لیے اور ان کے اجر میں زیادتی کے لیے کہ پہنچائے ان کو ساتھ اس کے شہیدوں کے مرتبے میں۔ میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ سب لوگ جو مذکور ہوئے ہیں درجے میں برابر نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ حدیث جو احمد وغیرہ نے روایت کی کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا جہاد افضل ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے گھوڑے کی کوئی کائی جائیں اور جس کا خون گرایا جائے یعنی آپ بھی مارا جائے اور گھوڑا بھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر موت کہ اس کے ساتھ مسلمان مرے پس وہ شہید ہے لیکن شہادت کم و بیش ہے اور ان بیماریوں کی شرح کتاب الطب میں آئے گی اور ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ شہید دو قسم ہے ایک شہید دنیا کا اور ایک آخرت کا۔ اور شہید آخرت کا وہ ہے کہ کافروں کی لڑائی میں مارا جائے آگے بڑھنے والا نہ پیٹھ پھیرنے والا اور خالص حیت والا اور دوسری قسم آخرت کا شہید ہے وہ لوگ وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اس معنی کے ساتھ کہ ان کو بھی شہیدوں کی اجر کی جنس سے دیا جائے گا اور دنیا میں شہیدوں کے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ہوگا اطلاق شہید کا غیر مقتول فی سبیل اللہ پر بطور مجاز کے۔ (فتح)

۲۶۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ سَمْعِي عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْدَاءُ خَمْسَةٌ
الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْفَرَقُ وَصَاحِبُ
الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

۲۶۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں ایک تو جو دبا میں مر جائے اور دوسرا وہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے اور اسہال سے اور تیسرا وہ جو ڈوب جائے اور چوتھا وہ جس پر دیوار گر پڑے اور پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو یعنی جہاد میں مارا جائے۔

۲۶۱۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وبا یعنی عام بیماری شہادت ہے ہر مسلمان کے لیے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ برابر بیٹھے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اس قول تک کہ ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

۲۶۱۸۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّاعُونَ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِّ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ إِلَى قَوْلِهِ غُفُورًا رَحِيمًا﴾.

فائدہ: ذکر کی اس میں بخاری نے حدیث براء رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس کے سبب نزول میں اور اس کی پوری تفسیر سورہ نساء میں آئے گی۔

۲۶۱۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھے والے مسلمان جن کو بدن کا ضرر نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ مونڈ ہے کی ہڈی لے کر آیا یعنی اس لیے کہ اس وقت کاغذ کم ملتا تھا تو اس نے اس کو اس پر لکھا اور ابن ام مکتوم نے اپنے ضرر یعنی اندھے ہونے کی شکایت کی تو یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھے والے مسلمان جن کو ضرر نہیں۔

۲۶۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَفِيفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِّ﴾.

۲۶۲۰۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا یہاں

۲۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ

تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا تو اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ آیت لکھوائی کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمانوں سے اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو مجھ سے لکھوا رہے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ابلتہ جہاد کرتا اور وہ اندھا مرد تھا تو اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میرنی ران پر تھی تو آپ کی ران مجھ پر بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر وہ حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوئی تو اللہ نے یہ آیت اتاری غیر اولی الضر یعنی جن کو دکھ نہیں۔

لڑنے کے وقت صبر کرنا۔

۲۶۲۱۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کافروں سے ملو یعنی جنگ میں تو صبر کرو اور قائم رہو یعنی صف جنگ میں نہ پھرو اور پیٹھ نہ دو۔

حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾. (وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُعَلِّمُهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْنَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذَهُ عَلَى فَخِذِي فَتَقَلَّتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَ فَخِذِي ثُمَّ سَرَى عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾.

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

۲۶۲۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ لِقَرَاتِهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔

لڑائی کی رغبت دلانے کا بیان۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلِهِ

رغبت دلا مسلمانوں کو لڑائی پر۔

۲۶۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خندق کی طرف نکلے تو ناگہاں مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودتے تھے سردی کے دن میں یعنی تاکہ کافر مدینے کے اندر نہ آسکیں اور اصحاب کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے لیے یہ کام کریں تو جب حضرت ﷺ نے دیکھی جو چیز کہ ان کے ساتھ ہے تکلیف اور بھوک سے تو کہا کہ الہی ہجی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انصار اور مہاجرین نے آپ کے جواب میں کہا ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

تَعَالَى ﴿حَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ﴾.
۲۶۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَيْنٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَمِشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاعْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور ترجمے کا نکالنا اس حدیث سے اس جہت سے ہے کہ تحقیق مباشر ہونے حضرت ﷺ کے کھودنے کو ساتھ اپنے نفس کے حرص دلائی ہے مسلمانوں کے لیے عمل پر تاکہ لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں۔ (فتح)

مدینے کے گرد کھائی کھودے کا بیان۔

۲۶۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودنے لگے اور اپنی پٹھوں پر مٹی اٹھا اٹھا کر اور جگہ پھینکتے تھے اور کہتے تھے ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی اسلام پر جب تک ہم زندہ رہیں اور حضرت ﷺ ان کو جواب دیتے تھے کہ الہی ہجی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو برکت کر انصار اور مہاجرین میں۔

۲۶۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَتَقَلَّبُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدًا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيبُهُمْ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا

خَيْرَ إِلَّا خَيْرَ الْآخِرَةِ قَبَارِكُ لِي الْأَنْصَارِ
وَالْمُهَاجِرَةِ.

۲۶۲۳۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی نقل کرتے تھے کہ اگر تو ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

۲۶۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ وَيَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا.

۲۶۲۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احزاب کے دن دیکھا کہ مٹی نقل کرتے تھے یعنی مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور حالانکہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو ڈھانکا ہوا تھا یعنی آپ کا پیٹ گرد آلود تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے سوائے ہم پر چین کو اور طاقت رکھ ہمارے قدموں کو اگر ہم کافروں کا مقابلہ کریں تحقیق اس گروہ نے ہم پر سرکشی کی ہے جب وہ ہمارے فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

۲۶۲۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَيْنَا فَإِنزِلْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَتَبَّ الْأَقْدَامَ إِنَّ لَاقِينَا إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَيْنَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔
بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُدُوُّ عَنِ الْغَزْوِ.

اگر کسی کو عذر جہاد سے روک رکھے تو اس کے لیے غازی کا ثواب ہے جب کہ اس کی نیت سچی ہو۔

فائدہ: عذر ایک وصف ہے جو طاری ہوتا ہے مکلف پر کہ مناسب ہے سہولت کے لیے اس پر۔ (فتح)
۲۶۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے واپس لوٹے۔

۲۶۲۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں تھے سو فرمایا کہ بے شک کچھ لوگ ہم سے چھوٹ کر مدینے

۲۶۲۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

میں رہ گئے ہیں نہیں چلے ہم پہاڑوں کے کسی اونچے نیچے راہ
مگر کہ وہ ہمارے ساتھ تھے یعنی ثواب میں وہ بھی ہمارے
شریک ہوئے ناچاری نے ان کو روک رکھا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا
بِالْمَدِينَةِ خَلَفْنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا
إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ حَبَسَهُمُ الْعَذْرُ. وَقَالَ
مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوسَى
بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

فائدہ: اور مراد ساتھ عذر کے عام ہے بیماری اور عدم قدرت سے سفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو بیماری نے
روکا اور گویا کہ وہ محمول ہے اکثر اوقات پر۔ اور مہلب نے کہا کہ گواہی دیتی ہے اس حدیث کے لیے یہ آیت کہ نہیں
برابر بیٹھنے والے مسلمانوں سے جن کو کوئی دکھ نہیں الایہ۔ پس تحقیق وہ فاصل ہے درمیان قاعدین اور مجاہدین کے پھر
مشقی کیا ضرر والوں کو قاعدین سے تو گویا کہ ان کو فاضلوں کے ساتھ ملایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی پہنچتا ہے
اپنی نیت سے عامل کے اجر کو جب کہ روکے اس کو عذر عمل کرنے سے۔ (فتح)
بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. باب ہے بیان میں فضیلت روزے رکھنے کی اللہ کے راہ
میں۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ جب سبیل اللہ کا لفظ مطلق ہو تو اس سے مراد جہاد ہوتا ہے اور قرطبی نے کہا کہ سبیل اللہ
سے مراد اطاعت اللہ ہے پس مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی رضامندی کے لیے روزہ رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ
اس سے عام مراد ہو پھر میں نے فوائد ابو طاہر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث پائی اس کے لفظ یہ ہیں کہ کوئی نہیں جو اللہ
کی راہ میں چوکیداری کرتا ہو تو روزہ رکھے اللہ کی راہ میں آخر حدیث تک۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اکثر استعمال
اس کا عرف میں جہاد پر ہے پس اگر جہاد پر محمول ہو تو ہوگی فضیلت جمع ہونے کے لیے دو عبادتوں میں۔ اور احتمال ہے
کہ اللہ کی اطاعت مراد ہو جس طرح کہ ہو اور اول توجیہ قریب تر ہے اور نہیں معارض ہوگا یہ اس کو کہ جہاد میں روزہ
کھولنا افضل ہے اس لیے کہ روزہ دار ضعیف ہوتا ہے دشمن کے مقابلے میں جیسا کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اس
لیے کہ فضیلت مذکورہ اس شخص کے حق میں محمول ہے جو ضعیف کا خوف نہ کرے خاص کر جس کو اس کی عادت ہو پس یہ
امور نسبیہ سے ہے پس جس کو روزہ جہاد سے ضعیف نہ کرے تو روزہ اس کے حق میں افضل ہے تاکہ دونوں فضیلتوں
کو جمع کرے۔ (فتح)

۲۶۲۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۲۶۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا

نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ایک روزہ رکھے گا اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور ڈالے گا۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

فائدہ: اور ستر برس سے مراد کثرت ہے اور اس کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ نسائی کی روایت میں سو برس کا ذکر آیا ہے۔ (فتح)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان۔

۲۶۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا دے گا اللہ کی راہ میں بلائیں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازوں کے کہیں گے او میاں فلاں ادھر آؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے عرض کیا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس شخص کو تو کچھ ڈر نہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو اور دوسرے کو چھوڑ دے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا البتہ مجھے کو امید ہے کہ تو انہی لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے بلائیں گے۔

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.
۲۶۲۹۔ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةٍ بَابِ أَى فُلْ هَلَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرَجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دوا شرعی دے یا دوروپے یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو اونٹنیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اور یہ جو فرمایا کل خزانہ باب تو یہ ترکیب مقلوب ہے اس لیے کہ مراد چوکیدار ہر دروازے کا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سب عملوں سے افضل ہے اس لیے کہ غازی دیا جاتا ہے ثواب نمازی اور روڑے دار کا اور صدقہ دینے والے کا اگرچہ یہ کام نہ کرے اس لیے کہ باب الریان روزے داروں کے لیے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس حدیث میں کہ غازی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا لکھن چھ خرچ کرنے کی وجہ سے مال میں اللہ کی راہ میں اتنی۔ وہ چیز کہ جاری ہوا ہے اس پر ظاہر حدیث سے رد کرتا ہے اس کو جو میں نے روزے کے باب

میں پہلے بیان کیا ہے زیادتی سے احمد کی حدیث میں اس لیے کہ اس میں ہے کہ ہر عمل والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس سے بلایا جائے اس کے ساتھ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد اللہ کی راہ کے وہ چیز ہے کہ وہ عام ہے جہاد سے اور جو اس کے سوائے اور عمل ہیں۔ (فتح)

۲۶۲۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو اپنے پیچھے تم پر اس چیز کا ڈر ہے جو کھولی جائے گی تم پر زمین کی برکات سے یعنی اناج اور لباس اور چاندی سونے کی کان وغیرہ سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی زینت اور آرائش ذکر کی سو ایک کو پہلے بیان کیا اور دوسری بار دوسری کو تو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا نیک چیز ہی بدی لائے گی یعنی جب زمین کی پیدا ہوئی چیز کو برکت فرمایا تو پھر بدی کیوں کر ہوگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب سے چپ رہے ہم نے کہا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے اور لوگ چپ رہے جیسے کہ ان کے سروں پر جانور ہیں اور وہ ان کو شکار کرنا چاہتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ مبادا حرکت کرنے سے سر سے اڑ نہ جائیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے مبارک سے پسینہ پونچھا تو فرمایا کہ کہاں ہے اب پوچھنے والا کیا وہ خیر ہے یہ آپ نے تین بار فرمایا یعنی وہ مال خیر نہیں بے شک خیر سے خیر ہی آتی ہے البتہ ہر ایک گھاس جس کو ربیع کی فصل اگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کر دیتی ہے یعنی جب کہ حد سے زیادہ چرے مگر اسی جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاک نہیں کرتی کہ وہ کھایا گیا یہاں تک کہ جب اس کے دنوں کو ہیں تہی گئیں یعنی سیر ہوا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور لید کی اور پیشاب کیا پھر چرے نے لگا اور کہنا شروع کیا بے شک یہ مال دنیا کہ ہر ابھر اور بیٹھا ہے اور خوب مصاحب ہے مال

۲۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّمَا أَخَشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يَفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا قَبْدًا بِإِحْدَاهُمَا وَثَنِي بِالْأُخْرَى فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالْشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا يُوحَى إِلَيْهِ وَسَكَتَ النَّاسُ كَانَ عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّخَصَاءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ إِنَّمَا أَوْ خَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ وَإِنَّهُ كُلَّمَا بُنِيتِ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبْطًا أَوْ يُلْمُ إِلَّا أَكَلَةَ الْخَضِيرِ كُلَّمَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ فَلَطَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلُوهٌ وَنَعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْأَكْلِ الَّذِي لَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ

الْقِيَامَةِ.

مسلمان کا جس نے اس کو بچالیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور خرچ کیا اس کو اللہ کی راہ میں اور یتیموں میں اور مسکینوں میں اور مسافروں میں اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مال دار کا حال اس بیمار کا حال جو جو ع قلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی سیر نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس پر گواہ ہوگا یعنی اس پر کہ اس نے ناحق طور سے کمایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رقائق میں آئے گی اور غرض اس حدیث سے راوی کا یہ قول ہے کہ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ یعنی اس کو اللہ کے راہ میں خرچ کیا پس یہ قول اس کا موافق ہے ترجمہ کے لیے اور نسائی میں خریم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے اس آیت کے مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الْاِيَةِ یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں آخر آیت تک۔ (فتح)

باب فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ
جو غازی کا سامان درست کر دے یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے۔
بِخَيْرٍ.

فائدہ: غازی کا سامان درست کر دے یعنی اس کے سفر کا سامان تیار کر دے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر لیا کرے۔

۲۶۳۱- زید بن خالد جہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سامان درست کر دے بے شک وہ بھی غازی ہو اور جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے تو بے شک وہ بھی غازی ہو یعنی اس کو بھی غازی کے برابر ثواب ملے گا۔

۲۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا.

فائدہ: ابن حبان نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بھی ثواب میں غازی کے برابر ہے اگرچہ ہیئتہ جہاد نہ کرے

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے بھی غازی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اس کے ثواب سے کچھ چیز بھی کم نہیں کی جاتی روایت کی یہ حدیث ابن حبان نے۔ اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جو غازی کا سامان درست کر دے یہاں تک کہ پورا ہو تو اس کے لیے بھی اس کے برابر ثواب ہوتا ہے یہاں تک کہ غازی مرجائے یا لوٹ آئے اور اس حدیث سے دو فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ وعدہ مذکور مرتب ہے سامان غازی کے تمام کرنے پر کہ کسی چیز کی اس کو حاجت نہ رہے۔ دوم یہ کہ وہ برابر ہے اس کے ساتھ اجر میں یہاں تک کہ جہاد گذرے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو فرمایا کہ چاہیے کہ ہر دو مردوں سے ایک مرد نکلے اور ثواب دونوں کے درمیان ہے یعنی آدھا آدھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر بیٹھنے والوں کو فرمایا کہ جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری کرے اچھی طرح سے تو اس کے لیے ثواب ہے مثل نصف ثواب غازی کے پس اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ غازی جب اپنا سامان خود درست کر لے یا قائم ہو ساتھ کفایت اس شخص کے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر داری کرے تو ہوگا اس کے لیے ثواب دوبار۔ اور تحقیق حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ مراد احادیث سے جو وارد ہوئیں ہیں ساتھ مثل ثواب فعل کا حاصل ہونا اصل ثواب ہے اس کے لیے بغیر دوگنا ہونے کے اور یہ دوگنا ہونا خاص ہے اس شخص کے حق میں جو مباشر عمل کا ہو یعنی جو اپنے ہاتھ سے عمل کرے قرطبی نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس کے لیے اس حدیث میں دو وجوہوں سے ایک یہ کہ وہ محل نزاع کو شامل نہیں اس لیے کہ مطلوب تو صرف یہ ہے کہ تحقیق دلالت کرنے والا نیکی پر مثلاً کیا اس کے لیے مثل اجر فاعل اس کے کی ہے ساتھ دوگنا ہونے کے یا اس کے بغیر اور حدیث باب کی سوائے اس کے نہیں کہ چاہتی ہے مشارکت کو اور مشاطرة کو یعنی نصف نصف ہونے کو اور دونوں میں فرق ظاہر ہے دوم یہ احتمال ہے کہ نصف کا لفظ زیادہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی حاجت نہیں کہ اس کے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا جائے اس کے صحیح میں ثابت ہونے کے بعد جو چیز کہ اس کی توجیہ میں ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ لفظ بولا گیا ہے بنسبت مجموع ثواب کے جو حاصل ہوتا ہے غازی کے لیے اور پیچھے رہنے والے کے لیے اس کے گھر میں ساتھ اچھی طرح کے پس تحقیق کل ثواب جب تقسیم کیا جائے دونوں کے درمیان نصف نصف تو ہوگا ہر ایک کے لیے دونوں میں سے مثل اس چیز کے کہ وہ دوسرے کے لیے ہے پس نہیں تعارض ہے دونوں حدیثوں میں۔ پس لیکن جو وعدہ دیا گیا ساتھ مثل ثواب عمل کے اگرچہ اس کو نہ کرے جب کہ ہو اس کے لیے اس میں دلالت یا مشارکت یا نیت صالح تو نہیں اپنے اطلاق پر دوگنا ہونے میں ہر ایک کے لیے اور پھر تاخیر کا اپنے ظاہر سے محتاج ہے طرف سند کی اور شاید اس کی سند جو کہتا ہے کہ عامل خود اپنی جان سے مشقت کا مباشر ہوتا ہے برخلاف دلالت کرنے والے کے اور مانند اس کی لیکن جو غازی کو اپنے مال سے مثلاً سامان بہت کر دے اور اسی طرح وہ شخص کہ اس کے پیچھے والوں کی خبر گیری کرے وہ بھی کچھ مشقت کا مباشر ہوتا ہے پس تحقیق نہیں حاصل ہوتا اس سے جہاد

مگر جب کہ اس عمل سے کفایت کیا جائے۔ پس ہو گیا گویا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جہاد کا مباشر ہے برخلاف اس شخص کے جو مثلاً صرف نیت پر اختصار کرے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۶۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ مدینے میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے سوائے کسی کے گھر میں نہ جایا کرتے تھے مگر اپنی بیویوں پر تو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یہ عنایت کس سبب سے ہے فرمایا کہ اس بھائی میرے لشکر میں مارا گیا۔

۲۶۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَّا عَلَى أَرْوَاجِهِ فَتَبِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا قِيلَ أَخُوهَا مَعِيَ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس اکثر جایا کرتے تھے یعنی مراد کثرت سے جانا ہے ورنہ کبھی اس کی بہن ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ اور شاید ام سلیم رضی اللہ عنہا مقتول کی بہن تھی یا اس کا غم ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ام حرام رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام حرام رضی اللہ عنہا کا ایک گھر تھا اور نہیں مانع ہے کہ یہ کہ دونوں بہنیں ایک بڑے گھر میں ہوں کہ ہر ایک کے لیے اس میں علیحدہ جگہ ہو پس ایک بار اس کی طرف منسوب کیا گیا اور ایک بار اس کی طرف۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ آپ کے اس قول سے ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر گیر کرے اس لیے کہ یہ عام ہے اس سے کہ اس کی زندگی میں ہو یا اس کے مرنے کے بعد ہو اور حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے دل کو جبر کرتے تھے اس طرح سے کہ اس کی ملاقات کو جاتے تھے اور اس کی علت یہ بیان کرتے تھے کہ اس کا بھائی میرے لشکر میں یا میری اطاعت میں مارا گیا۔ پس اس میں ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری اچھی طرح کرتے تھے اس کے مرنے کے بعد اور یہ حضرت ﷺ کے اچھے اخلاق سے ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّحْنِطِ عِنْدَ الْقِتَالِ۔ کافروں کے ساتھ لڑنے کے وقت خوشبو لگانا۔

فائدہ: اور حنوط وہ چیز ہے کہ جو مردے کو لگائی جاتی ہے۔

۲۶۲۳۔ موسیٰ سے روایت ہے کہ اور حالانکہ ذکر کیا اس نے دن یمامہ (ایک شہر کا نام ہے یمن میں) یعنی جب کہ مسلمانوں نے مسیلہ کذاب اور اس کے یاروں کا محاصرہ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ موسیٰ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حالانکہ اس نے اپنی دونوں رائیں

۲۶۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسٌ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَيْحِهِ وَهُوَ يَتَحَنِّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ

مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَا تَجِيءَ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ
أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَنَّنُ يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ ثُمَّ
جَاءَ فَجَلَسَ فَلَذَكَرَ لِي الْحَدِيثَ انْكِشَافًا
مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هَكَذَا عَنْ وُجُوْهِنَا حَتَّى
نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَسَ مَا
عَوَدْتُمْ أَقْرَأَكُمْ. رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ
عَنْ أَنَسٍ.

نگی کی تھیں اور وہ خوشبو لگاتا تھا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے چچا
تجھ کو کس چیز نے روکا ہے کہ تو جنگ میں نہیں آتا تو اس نے
کہا کہ اے میرے بھتیجے میں ابھی آتا ہوں اور خوشبو ملنے لگا پس
ثابت رضی اللہ عنہ صف میں آکر بیٹھ گئے اور ذکر کی راوی نے حدیث
میں ہزیمت لوگوں کی یعنی جو مسلمانوں کی شکست ہوئی تو ثابت
بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے آگے سے ہٹ جاؤ یعنی میرے
لیے جگہ کشادہ کرو تا کہ ہم کافروں سے لڑیں ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے ساتھ اس طرح نہ کیا کرتے تھے بلکہ صف اپنی جگہ سے نہ
پھرتی تھی بری ہے وہ چیز کہ عادت ڈالی ہے تم نے اپنے
جیسوں کو یعنی لڑائی سے بھاگنے والوں کو تیغ کی کہ تم نے
عادت ڈالی اپنے دشمنوں کو جو قوت میں تمہارے برابر ہیں اور
یہ کہ تم ان سے بھاگ جاتے ہو یہاں تک کہ انہوں نے تم میں
طبع کی اور تم نے لڑائی کی خواہش کی۔

فائدہ: اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ کے دن آیا اور
حالانکہ خوشبو لگائی تھی اور دو کپڑے سفید پہنے تھے جن میں کفنائے جائیں اور حالانکہ مسلمانوں نے شکست کھائی تو اس
نے کہا کہ الہی میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ یہ کافر لائے اور عذر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ مسلمانوں نے
کی یعنی بھاگنا پھر فرمایا کہ بری ہے وہ چیز جو تم نے اپنے جیسوں کو عادت ڈالی آج کے دن ایک گھڑی مجھے ان سے نہ
روکو تو اس نے حملہ کیا اور لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اور اس کی زرہ چرائی گئی تھی۔ تو ایک مرد نے یعنی بلال نے اس کو شہید
ہونے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میری زرہ فلانی جگہ پالان کے نیچے ہانڈی میں رکھی تھی اور اس کے
علاوہ اور بھی کئی چیزوں کی وصیت کی تو جس طرح اس نے کہا تھا لوگوں نے اسی طرح زرہ کو پایا اور اس کی وصیتوں کو
جاری کیا۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہلاکت چاہنی اپنی جان کی جہاد میں اور ترک کرنا اخذ
رخصت کا اور تیاری کرنی مرنے کے لیے خوشبو اور کفن پہننے کے ساتھ اور اس میں بیان ہے قوت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا
اور صحت یقین اس کی اور نیت اس کی۔ اور یہ کہ جائز یہ بلانا ایک دوسرے کو لڑائی کی طرف اور اس پر رغبت دلانی اور
جھڑکنا اس کا جو اس سے بھاگے اور اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں
اصحاب شجاعت اور ثابت رہنے سے لڑائی میں۔ اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ ران عورت نہیں یعنی

اس کا چھپانا فرض نہیں اور اس کی بحث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔ (فتح الباری)

بابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ.

باب ہے بیان فضیلت مقدمہ لشکر کے یعنی جو لوگ کہ دشمن کی طرف بھیجے جاتے ہیں تاکہ دشمن کی خبر لائیں اور اس کا حال معلوم کر کے امام کو آکر بتائیں۔

۲۶۲۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زیر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں لاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں لاتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار اور جانثار زیر ہے۔

۲۶۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بنی قریظہ کی جنگ کے دن جب امر سخت ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ ان کی خبر لائے آخر حدیث تک اور اس میں ہے کہ زیر رضی اللہ عنہ تین بار ان کی طرف گئے اس سے معلوم ہوا کہ قوم سے مراد پہلی روایت میں بنو قریظہ ہے اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا اور یہ کہ جب قریش وغیرہ عرب کے سب کافر مدینے پر چڑھ آئے اور حضرت ﷺ نے مدینے کے گرد خندق کھودی تو مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کی کہ یہود بنی قریظہ نے جو مسلمانوں سے عہد کیا ہوا تھا سوا انہوں نے توڑ ڈالا اور مسلمانوں کی لڑائی پر کفار قریش پر شریک ہوئے اور حواری کی شرح آئے گی۔ (فتح)

بابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ.

کیا امام صرف ایک آدمی کو تہا دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجے؟

۲۶۲۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کون ہے کہ دشمن کی خبر لائے تو زیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجالایا پھر دوسری بار حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا تو زیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجالایا پھر تیسری بار حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا پھر بھی زیر رضی اللہ عنہ

۲۶۲۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَذَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظْنَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ

لَذَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ لَذَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَ الزُّبَيْرِ بَنُ الْعَوَّامِ.

آپ کا حکم بجالایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا ایک خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر بن عوامؓ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے استعمال کرنا تجسس کا جہاد میں اور اس میں تعریف ہے زبیرؓ کی اور اس کے قوت دل کی اور اس کی صحت یقین کی اور یہ کہ جائز ہے مرد کو تنہا سفر کرنا اور یہ کہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت تو اس وقت ہے جب اس کو کوئی حاجت نہ ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔

بَابُ سَفَرِ الْإِثْنَيْنِ. باب ہے بیان میں سفر کرنے دو شخصوں کے۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا اور مراد دو شخصوں کا سفر ہے نہ سفر کرنا سوموار کے دن برخلاف اس کے جس کو داودی نے سمجھا پھر بخاری پر اعتراض کیا اور رد کیا ہے ابن تین نے اس طرح سے کہ وارد کی بخاری نے اس میں مالک بن حویرثؓ کی حدیث کہ تم دونوں اذان دیا کرو اور بکیر کہا کرو اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو یہ بات اس وقت کہی جب کہ انہوں نے اپنی قوم کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا پس لیا جاتا ہے جواز حضرت ﷺ کے اجازت دینے سے ان کے لیے۔ میں کہتا ہوں کہ شاید اس نے حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے جو وارد ہوئی جھڑک میں ایک اور دو آدمیوں کے سفر کرنے سے منع میں اور وہ حدیث یہ ہے جو اصحاب سنن نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار تین شیطان ہیں یعنی تین کو سفر کرنا درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور اس کے لیے باب باندھا ابن خزیمہ نے اَلْنَهْيُ عَنْ سَفَرِ الْإِثْنَيْنِ وَإِنَّ مَا دُونَ الثَّلَاثَةِ عَصَاۃُ یعنی دو کو سفر کرنا منع ہے اور یہ کہ تین سے کم گناہگار ہیں اس لیے کہ معنی شیطان کے اس جگہ گناہگار ہیں اور طبری نے کہا کہ یہ جھڑک ادب اور ارشاد کی ہے اس چیز کے لیے کہ خوف کیا جاتا ہے تنہا پر وحشت اور وحدت سے اور یہ حرام نہیں پس تنہا جنگل میں چلنے والا اور گھر میں تنہا رات کاٹنے والا نہیں امن میں ہے وحشت سے خاص کر جب کہ اس کا فکر ردی اور دل ضعیف ہو اور حق یہ ہے کہ لوگ اس میں مختلف ہیں پس احتمال ہے یہ کہ یہ نہی واقع ہوئی ہو اکھاڑنے کے لیے مادے کے پس نہ شامل ہوگی اس کو جب اس کی حاجت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ معنی الרכب شیطان کے یہ ہیں کہ تنہا سفر کرنے پر اس کو شیطان باعث ہوتا ہے یا وہ اپنے فعل میں شیطان کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس لیے مکروہ ہے کہ اگر اکیلا آدمی سفر کرے اور سفر میں مرجائے تو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا خبر گیر ہو اور اس کو کھنڈے دفنائے اور اسی طرح اگر دو میں سے ایک مرجائے تو نہ پائے گا کسی کو

کہ اس کا مددگار ہو بخلاف تین آدمیوں کے کہ وہ اکثر اوقات اس خوف سے امن میں ہوتے ہیں۔ (فتح)

۲۶۳۶۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے پھرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مجھ کو اور میرے ساتھی کو فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان دیا کرو اور اقامت کہو اور چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام بنے۔

۲۶۳۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبُ لَبِيٍّ أَذْنَا وَأَقِيمَا وَلْيُؤْمِكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

بَابُ الْخَيْلِ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: اسی طرح بخاری نے باب باندھا حدیث کے الفاظ کے ساتھ بغیر زیادتی کے اور تحقیق استنباط کی ہے اس نے اس سے وہ چیز کہ آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

۲۶۳۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے دن قیامت تک۔

۲۶۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۲۶۳۸۔ عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں نیکی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

۲۶۳۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ سَلِيمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ عروہ رضی اللہ عنہ بہت گھوڑے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے ان

کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اونٹ عزت ہیں اپنے مالکوں کے لیے اور بکریوں میں برکت ہے۔ (فتح)

۲۶۳۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برکت گھوڑوں کی چوٹیوں میں ہے۔

۲۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ.

فائدہ: یعنی برکت ان کی چوٹیوں میں اترتی ہے۔ عیاض نے کہا کہ جب گھوڑوں کی چوٹیوں میں برکت ہے تو بعید ہے کہ ان میں نحوست ہو۔ پس احتمال ہے یہ کہ نحوست جس کا ذکر آئندہ آتا ہے بیچ غیر ان گھوڑوں کے جو جہاد کے لیے باندھے جاتے ہیں اور یہ کہ جو گھوڑے جہاد کے لیے تیار کئے گئے ہیں وہی برکت اور خیر کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں یا کہا جائے گا کہ بھلائی اور برائی کا ایک ذات میں جمع ہونا ناممکن ہے پس تحقیق تفسیر کی گئی ہے خیر کی اجر و غنیمت کے ساتھ اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو یہ گھوڑا اس قبیل سے کہ بدشگون لی جاتی ہے اس کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ گھوڑا تو مراد اس سے وہ گھوڑا ہے جو جہاد کے لیے ہو اس طرح کہ اس پر سوار ہو کر لڑائی کی جائے یا جہاد کے لیے باندھا جائے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ آئندہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں پس تحقیق روایت کی ہے احمد نے اسماء بنت یزید سے بطور رفع کے کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر و ابستہ ہے قیامت کے دن تک سو جو اس کو اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے باندھے اور ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کرے تو ہوگا سیر ہونا اس کا اور بھوک اس کی اور سیراب ہونا اس کا اور پیاس اس کی اور لید اس کی اور پیشاب اس کا نجات اس کے ترازو میں قیامت کے دن اور حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے آئندہ باب کی حدیث میں کہ اجر اور غنیمت یعنی وہ اجر اور غنیمت میں ہے اور مراد ماتھے سے اس جگہ بال ہیں جو ماتھے پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں خطابي وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ ماتھے سے مراد گھوڑے کی تمام ذات ہو اور یہ بعید ہے باب کی تیسری حدیث سے۔ اور مسلم میں جریر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی انگلی سے اپنے گھوڑے کا ماتھا پھیرتے تھے اور کہتے تھے آخر حدیث تک۔ پس احتمال ہے کہ ماتھا اس لیے خاص کیا گیا ہو کہ وہ گھوڑے کی اگلی طرف میں ہے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ فضیلت آگے بڑھنے میں ہے اس کے ساتھ دشمن کی طرف سوائے پیچھے رہنے کے اس لیے کہ اس میں پیٹھ پھیرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیز اس کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ اس میں نحوست ہے تو وہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی اس کے ظاہری معنی مراد نہیں۔ لیکن احتمال ہے کہ ہو مراد

اس جگہ گھوڑے کی جنس یعنی تحقیق وہ درپے اس بات کے ہے کہ اس میں خیر ہو پس لیکن اس کو غیر صالح عمل کے لیے پس حاصل ہونا گناہ کا اس امر خارجی کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے گھوڑے کی فضیلت پر اس کے سوا دوسرے چوپایوں سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ایسی بات اور جانوروں کے حق میں نہیں کہی۔ اور نسائی میں ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک گھوڑوں سے زیادہ ترکوئی چیز محبوب نہ تھی۔ اور خطاب نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو مال گھوڑے کے رکھنے سے کمایا جائے وہ سب مالوں سے بہتر اور پاکیزہ تر ہے اور عرب مال کو خیر کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْجِهَادِ مَا ضَمَّ النَّبِيُّ وَالْفَاجِرُ
لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جہاد جاری اور لازم ہے ساتھ امام عادل اور گناہگار کے۔
یعنی دلیل کی وجہ سے قول حضرت ﷺ کے کہ گھوڑوں کی
چوٹیوں میں بھلائی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: یہ استدلال پہلے امام احمد نے کیا ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر قیامت تک باقی رہے گی اور تفسیر کی خیر کی ساتھ ثواب اور غنیمت کے اور غنیمت ساتھ اجر کے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتی ہے گھوڑوں سے جہاد کے ساتھ اور نہیں قید کیا اس کو اس وقت کے ساتھ جب کہ ہو عادل یعنی امام کے عادل ہونے کی اس میں قید نہیں پس دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ حاصل ہونے اس فضیلت کے اس کے درمیان کہ ہو جہاد امام عادل کے ساتھ یا ظالم کے ساتھ۔ اور حدیث میں ترغیت ہے جہاد کرنے میں گھوڑوں پر اور نیز اس میں خوشخبری ہے ساتھ باقی رہنے اسلام اور مسلمانوں کی قیامت کے دن تک اس لیے کہ جہاد کے باقی رہنے کو مجاہدین اور غازیوں کا باقی رہنا لازم ہے اور غازی مسلمان ہیں اور وہ مانند دوسری حدیث کی ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر لڑتا رہے گا کہ اس میں بھی بشارت ہے دین اسلام کے باقی رہنے پر قیامت تک اور استنباط کیا ہے اس سے خطاب نے ثابت کرنا حصے کا گھوڑے کے لیے کہ مستحق ہوتا ہے اس کو سوار اس کے سبب سے پس اگر مراد اس کی زیادہ حصہ ہے سوار کے لیے پیادے کی نسبت تو ان میں کچھ نزاع نہیں اور اگر اس کی یہ مراد ہے کہ گھوڑے کے لیے دو حصے ہیں اس کے سوار کے حصے کے علاوہ تو یہ محل نزاع ہے اور اس پر حدیث دلالت نہیں کرتی۔ (فتح)

۲۶۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ

۲۶۴۰۔ عروہ باریقی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک اجر یعنی ثواب اخروی اور غنیمت۔

وَالْمَغْنَمُ.

بَابُ مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ رِبَاطِ الْحَيْلِ﴾.

جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا روک رکھے
یعنی اس کی فضیلت کا بیان اس آیت کی دلیل کی وجہ سے
کہ تیاری کرنے گھوڑوں کے سے جہاد کے لیے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ گھوڑے کی چوٹی پر شیطان کا قابو نہیں۔

۲۶۴۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا رکھے اللہ کو
مان کر اور اس کا وعدہ سچا جان کر تو البتہ اس کے چارے اور پانی
پینے کی اور اس کی لید اور پیشاب کے برابر ثواب اس کے
ترازو میں ہوگا قیامت کے دن یعنی جب اللہ کے لیے خالص
جہاد کی نیت سے گھوڑا پالے نام منظور نہ ہو تو یہ ثواب پائے۔

۲۶۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ
الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ
سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمِقْبَرِيِّ يُحَدِّثُ أَنَّ
سَمْعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ احْتَبَسَ
فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا
بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّةَ وَرَوَّكَةَ وَبَوْلَهُ فِي
مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا وعدہ سچا جان کر تو وعدہ سے مراد وہ چیز ہے کہ وعدہ دیا ہے اس کے ساتھ اللہ نے ثواب کا اور مہلب
نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے وقف کرنا گھوڑے کا دفع کرنے کے لیے مسلمانوں سے اور استنباط کیا
جاتا ہے جواز وقف کرنا غیر گھوڑے کا یعنی جب گھوڑے کا وقف کرنا جائز ہو تو اس کو سوائے اور چیزوں منقولہ اور غیر منقولہ کا
وقف کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور یہ جو کہا کہ لید اس کی تو مراد اس کا ثواب ہے نہ یہ کہ بعینہ اس کی لید ترازو میں تولی جائے
گی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نیت سے ثواب ملتا ہے جیسا کہ عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور یہ کہ حاجت کے لیے
مکروہ چیز کا نام لینا درست ہے اور ابن ابی حمزہ نے کہا کہ اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ نیکیاں قبول کی جاتی ہیں اس
کے صاحب سے شارع کی نص کی وجہ سے کہ وہ اس کے ترازو میں تولی جائیں گی بخلاف دوسری نیکیوں کے کہ وہ کبھی مقبول
نہیں ہوتی پس نہیں داخل ہوتی ترازو میں اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھے پھر اس کو اپنے ہاتھ
سے گھاس کاٹ کر کھلائے تو اس کے لیے ہر ایک دانے کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ.

باب ہے بیان میں ذکر کرنے نام گھوڑے اور گدھے کے
اور جائز ہونے اس کے کے امتیاز کے لیے غیر جنس اس
کی سے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا اور اسی طرح جائز ہے نام رکھنا ان کے سوائے دوسرے جانوروں کا ساتھ ناموں کے کہ خاص کرے ان کو سوائے ناموں جنہوں ان کی کے اور تحقیق کوشش کی ہے اس نے جس نے سیرت نبوی میں تالیف کی ساتھ بیان کرنے ناموں اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں حضرت ﷺ کے گھوڑوں سے اور ان کے سوائے آپ کے اور چوپایوں سے اور اس باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو قوی کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے ذکر کی ہے نسب بعض عربی گھوڑوں اسیلوں کی اس لیے کہ نام وضع کیے گئے ہیں جدائی کرنے کے لیے درمیان افراد جنس کے۔ (فتح)

۲۶۴۲۔ ابوققادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا یعنی سال حدیبیہ کے تو ابوققادہ رضی اللہ عنہ اپنے بعض یاروں کے ساتھ جدا ہوا اور اس کے یار احرام باندھے ہوئے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو انہوں نے جنگی گدھا دیکھا پہلے اس سے کہ اس کو ابوققادہ رضی اللہ عنہ دیکھے سو جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کو چھوڑ دیا یعنی ابوققادہ رضی اللہ عنہ کو نہ بتلایا یہاں تک کہ اس کو ابوققادہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا تھا اور ابوققادہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ اس کو اس کا کوڑا پکڑا دیں تو انہوں نے نہ مانا تو اس نے اتر کر کوڑا لیا اور جنگی گدھے پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کیا اور پکڑ لیا پھر ابوققادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کے یاروں نے بھی کھایا پھر اس کے کھانے سے پشیمان ہوئے پھر جب انہوں نے حضرت ﷺ کو پایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے ہم نے کہا کہ اس کی ایک ران ہمارے ساتھ ہے تو حضرت ﷺ نے اس کو لے کر کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے غرض وہ قول ہے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا ہے یعنی پس معلوم ہوا کہ گھوڑے کا نام رکھنا جائز ہے۔ (فتح)

۲۶۴۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے باغ میں حضرت ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحیف تھا اور بعض کہتے

۲۶۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرَمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا جِمَارًا وَحَشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَأَاهُ أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يَقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاولُوهُ سَوْطَةً فَأَبَوْا فَتَنَاولُوهُ فَحَمَلَ فَقَفَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا فَنَدِمُوا فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَعَنَا رَجُلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا.

۲۶۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ عَبَّاسٍ

ہیں کہ اس کا نام لُحَیْف تھا۔

بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ. قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللَّحِيفُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اللَّحِيفُ.

۲۶۴۴۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو عفیر کہا جاتا تھا یعنی خاکی رنگ کا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ بھلا تو جانتا ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا کہ بے شک اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ عذاب نہ کرے اس شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو لوگوں کو خوشخبری سنا دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خوشخبری سنانا کو پس اعتماد کر بیٹھیں گے اور عمل کے ساتھ کوشش نہ کریں گے۔

۲۶۴۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِذَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عَفِيرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرُهُمْ فَيَتَكَلَّبُوا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

۲۶۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک بار ہول پڑی تو حضرت ﷺ نے ہمارا گھوڑا عاریتاً لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ ہول نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے تو اس کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم پایا۔

۲۶۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ كَمَا كَانَ قَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مُنْدُوبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ قَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَعْرًا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی اور اس کی موافقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ شُومِ الْفَرَسِ

گھوڑے کی نحوست سے۔

فائدہ: یعنی کیا وہ اپنے عموم پر ہے یا بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہے اور کیا وہ اپنے ظاہر پر ہے یا مؤول ہے اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے وارد کرنے کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد اس کی طرف کہ جو حصر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ اپنے ظاہر پر نہیں اور ترجمہ باب کے ساتھ اشارہ کیا ہے جو اس کے بعد ہے اور وہ یہ کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے طرف اس کی کہ نحوست مخصوص ہے ساتھ گھوڑوں کے سوائے بعض کے اور یہ سب اشارات اس کی تیز نظر اور باریک بینی کا نتیجہ ہے۔ (فتح)

۲۶۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الشُّومُ فِي ثَلَاثَةِ فِرَاسٍ وَالْمَرْأَةِ وَالذَّارِ.

۲۶۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ نحوست اور نامبارکی تو تین چیزوں میں ہے گھوڑے میں اور عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ: ابن العربی نے کہا کہ حصر ان تین چیزوں میں نسبت عادت کے ہے نہ کہ پیدائش کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ان تین چیزوں کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کیونکہ کہ یہ ایک مدت تک ساتھ لازم رہتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور بدشگونی لینا مگر تین چیزوں میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر بدشگونی لینا کسی چیز میں ہوتا تو ان تین میں ہوتا۔ اور طیرہ اور شوم کے معنی ایک ہیں۔ اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نامبارکی ان تین چیزوں میں ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اہل جاہلیت شگون بدلیا کرتے تھے تو حضرت علیہ السلام نے ان کو منع کیا اور ان کو بتلادیا کہ شگون بد نہیں سوجب انہوں نے نہ مانا تو باقی رہی نحوست ان تین چیزوں میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن قتیبہ نے اس کے ظاہر کو لیا ہے اور لازم آتا ہے اس کے قول سے کہ جو ان چیزوں میں سے کسی کے ساتھ بدشگونی لے تو وہ اس پر اترتی ہے وہ چیز جس کو وہ برا جانے۔ اور قرطبی نے کہا کہ نہیں گمان کیا جاتا ابن قتیبہ کے ساتھ کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس پر جس کا اہل جاہلیت اعتقاد رکھتے تھے بنا براس کے کہ وہ فی ذاتہ نفع و نقصان پہنچاتا ہے پس یہ خطا ہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ یہی تین چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ اکثر اوقات شگون بد لیتے ہیں سوجب کسی کے جی میں کوئی چیز واقع ہو تو اس کو جائز ہے کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ بدل ڈالے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے اور یہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے موافق ہے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور وہ تقاضہ کرتی ہے نہ جزم کرنے کا اس کے ساتھ بخلاف روایت زہری کے۔ ابن العربی نے کہا کہ معنی اس

کے یہ ہیں کہ اگر فرضا اللہ نے کسی چیز میں نامبارکی پیدا کی ہے اس قبیل سے کہ جاری ہوئی بعض عادت سے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پیدا کرتا یعنی اللہ ان چیزوں میں۔ اور مازری نے کہا کہ محمل اس روایت کا یہ ہے کہ اگر نحوست حق ہے تو یہ تین چیزیں زیادہ لائق ہیں اس کے اس معنی سے کہ واقع ہوتا ہے دلوں میں بدشگونی لینا ساتھ ان چیزوں سے اکثر اس چیز سے کہ واقع ہوتا ہے ان کے غیر کے ساتھ۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گیا اور ان کے انکار کا کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کے اور اصحاب نے بھی اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث بیان کی گئی ہے لوگوں کے اعتقاد کے بیان کے لیے اس کے بارے میں نہ یہ کہ وہ اخبار ہے حضرت ﷺ سے اس کے ثابت ہونے کے ساتھ اور سیاق حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس تاویل کو بعید ٹھہراتا ہے ابن العربی نے کہا کہ یہ جواب ساقط ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ اس لیے نہیں بھیجے گئے تاکہ خبر دیں لوگوں کو ان کے اعتقاد گذشتہ کی اور حال کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجے گئے ہیں تعلیم دینے کے لیے اس چیز کی جس کا اعتقاد رکھنا لوگوں کے لیے لازم ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور تحقیق ہوتی ہے نحوست عورت میں اور گھر میں اور گھوڑے میں اور اس کی سند میں ضعف ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا جو اس حدیث کی تفسیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جنے اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ بد ہو۔ اور ابو داؤد سے روایت ہے کہ کسی نے مالک سے اس کا معنی پوچھا تو مالک نے کہا کہ بہت ایسے گھر ہیں کہ لوگ ان میں بے پس ہلاک ہوئے۔ مازری نے کہا کہ مالک اس کو اپنے ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی تقدیر سے اکثر اوقات ایسی چیز کا اتفاق ہو جاتا ہے کہ گھر میں بسنے میں مکروہ ہوتی ہے پس یہ سبب کے مانند ہوتا ہے۔ ابن العربی نے کہا نہیں ارادہ کیا مالک نے اضافت شوم کا گھر کی طرف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مراد ہے عادت کے جاری ہونے سے اس میں پس اشارہ کیا اس کی طرف کہ لائق ہے مرد کے لیے نکلنا گھر سے نگاہ رکھنے کے لیے اپنے اعتقاد کے تعلق سے باطل کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دراز ہوتا ہے عذاب دل کا ان کے ساتھ ان کے مکروہ ہونے کے باوجود بسنے میں ان کی ملازمت کی وجہ سے اور صحبت کی وجہ سے اگرچہ نہ اعتقاد کرے آدمی نحوست کا اس کے بارے میں۔ پس حدیث نے اشارہ کیا حکم کرنے کی طرف ان کے جدا کرنے میں تاکہ دور ہو عذاب کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ چیز کہ جس کی طرف ابن العربی نے اشارہ کیا ہے مالک کی کلام کی تاویل میں اولیٰ ہے اور وہ نظیر ہے حکم کرنے کے ساتھ بھاگنے کو کوڑھی سے باوجود صحیح ہونے نفی عدویٰ کے اور اس سے مراد مادے کا اکھاڑنا ہے اور ذریعہ کا بند کرنا ہے تاکہ نہ موافق ہو اس سے کوئی چیز تقدیر کو پس اعتقاد کرے جس کے لیے یہ واقع ہو کہ یہ عدویٰ ہے یا یہ طیرہ ہے پس واقع ہو اس چیز میں اعتقاد کہ جس کا اعتقاد رکھنے سے

٢٦٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

فرمایا کہ اگر نحوست اور نامبارکی کسی چیز میں ہو تو عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

مَالِك عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ بَابُ الْخَيْلِ لِلثَّلَاثَةِ.

باب ہے اس بیان میں کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا بخاری نے ابتداء حدیث پر اور اس کی تفسیر کو حوالے کیا اور اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے بعض شارحین نے اس سے حصر سمجھا ہے پس کہا کہ گھوڑا رکھنا نہیں خارج ہوتا اس سے کہ ہو مطلوب یا مباح یا منہج پس داخل ہوگا مطلوب میں واجب اور مندوب اور داخل ہوگا مکروہ میں ممنوع اور حرام باعتبار اختلاف مقاصد کے اور بعض نے اس طرح اعتراض کیا ہے کہ مباح حدیث میں مذکور نہیں اس لیے کہ دوسری قسم جس میں کہ یہ خیال کیا جاتا ہے وارد ہوئی مقید ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ بھلایا حق اللہ کا بیچ اس کے پس ملحق ہوگا ساتھ مندوب کے اور اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر اوقات سوائے اس کے نہیں کہ کوشش کرتے تھے ساتھ ذکر کرنے اس چیز کے کہ اس میں رغبت دلانا ہے یا منع کرنا ہے اور لیکن محض مباح پس اس سے چپ رہتے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ آپ کی عادت ہے کہ آپ کا چپ رہنا معافی ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم دوسری دراصل مباح ہے مگر یہ کہ اکثر اوقات چڑھتی ہے ندب کی طرف قصد کے ساتھ برخلاف پہلی قسم کے پس تحقیق وہ ابتداء ہی سے مطلوب ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخَيْلِ لِلثَّلَاثَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾
یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے گھوڑے بنائے اور خنجر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو جاؤ اور رونق کا باعث بنایا اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: یعنی تحقیق ان کو پیدا کیا ہے اللہ نے سوار ہونے کے لیے اور رونق کے لیے سو جس نے اس کو ان میں استعمال کیا پس اگر فعل کے ساتھ بندگی کا قصد ہو وہ ندب کی طرف ہے اور اگر گناہ کا قصد کرے تو گناہ حاصل ہوگا اور باب کی حدیث اس تقسیم پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

۲۶۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں ایک مرد کے لیے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے لیے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں تو جس کو ثواب ہے سو وہ مراد ہے جس نے

۲۶۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

الْحَيْلُ لِفَلَانَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ
وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ
رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ
رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ مِنْ
الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ
أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ
شَرْفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاتُهَا وَإِثَارُهَا حَسَنَاتٍ
لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ
يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ
وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِنَاءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ
الْإِسْلَامِ فَهِيَ وَزْرٌ عَلَى ذَلِكَ وَسَيْلٌ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الْحُمْرِ لَقَالَ مَا أَنْزَلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَلِيلُ
الْآيَةِ الْجَامِعَةِ الْفَادَةِ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا
يَرَهُ﴾.

گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے باندھ رکھا پھر ان
کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سودہ اپنی
رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک پہنچے اور جتنے گھاس کو
چرے تو اس مرد کے لیے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی
رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مارے (ایک یا دو
ٹیلوں پر چڑھے) تو اس مرد کے لیے ان کے ٹاپوں کی مٹی
اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گذرے
اور اس میں سے پانی پیئے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا
قصد نہ کیا تو بھی اس کے لیے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے
اس مرد کے ثواب کا سبب ہیں۔ اور جس مرد نے گھوڑے کو
باندھا اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور
عداوت کے لیے یعنی کفر کی کمک (مدد) کو تو ایسے گھوڑے اس
مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حال
سے تو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز
مگر یہ آیت جامعہ اور نادر کہ شامل ہے ان کے احکام کو کہ جس
نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے ذرہ بھر
برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں تو تین میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ جو گھوڑے رکھتا ہے تو یا تو ان
کو سواری کے لیے پالتا ہے یا تجارت کے لیے اور ہر ایک دونوں میں سے یا تو اس کے ساتھ اللہ کی بندگی کا فعل متصل
ہوتا ہے اور وہ پہلی قسم ہے یا گناہ کا فعل ہوتا ہے اور وہ اخیر ہے اور یا اس سے خالی ہوتا ہے اور وہ دوسری قسم ہے اور یہ جو
کہا کہ اس نے پانی پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ آدمی اجر دیا جاتا ہے اوپر تفصیلات کے جو واقع ہوتی
ہیں فعل طاعت میں جب کے ان کے اصل کا قصد کیا ہو اگرچہ ان تفصیلات کا قصد نہ کیا ہو اور تحقیق تاویل کی ہے اس
کی بعض شارحین نے پس کہا ابن منیر نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اجر دیا گیا ساتھ اس کے اس وجہ سے کہ یہ وقت
ہے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا اس کے پینے کے ساتھ بچ اس کے پس غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے ساتھ پس وہ
ثواب دیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جب پیئے غیر کے پانی سے اس کی اجازت کے بغیر پس

غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے لیے پس ثواب دیا جاتا ہے اور یہ سب پھرنا ہے قصد سے۔ اور تیسرے شخص کو بیان نہیں کیا اور وہ ہے کہ گھوڑے کو باندے تجارت کی نیت سے یعنی اس کی نسل کے ساتھ فائدہ اٹھائے یا اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کی اجرت سے حاصل ہوتی ہے اس شخص سے کہ اس پر سوار ہو یا مانند اس کے اور لوگوں سے بے پرواہ ہو اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں میں ہے نہ بھولا اور پوری حدیث علامات النبوة میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ اس کی گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولا تو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اچھی طرح اس کا مالک بنے اور اس کا پیٹ بھرنے اور سیراب کرنے کی خبر گیری کرے اور سواری میں اس پر مشقت نہ کرے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے گردن ذکر کے ساتھ اس لیے کہ وہ استعارہ کی جاتی ہے بہت وقت حقوق لازمہ میں اور اسی قبیل سے ہے یہ آیت فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ اور یہ اس شخص کا جواب ہے جو گھوڑوں میں زکوٰۃ کو واجب نہیں کہتا اور یہ قول جمہور کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ حق کے چھوڑنا ان کے نہ رکنا ہے اور سوار کرنا اس پر اللہ کی راہ میں اور یہ قول حسن اور شععی اور مجاہد کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حق سے مراد زکوٰۃ ہے اور یہ قول حماد اور ابو حنیفہ کا ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں نے اور تمام فقہاء امصار نے۔ ابو عمر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہو اور ریا کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں بندگی ہو اور باطن میں اس کے برخلاف ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وَرِيَاءٌ وَنَوَآءٌ میں دو معنی آو کے ہے اس لیے کہ یہ چیزیں کبھی جدا جدا ہوتی ہیں اشخاص میں اور ہر ایک ان میں سے جدا جدا مذموم ہے اور اس حدیث میں بیان ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر اس وقت ہوتی ہے جب کہ ہوان کا پالنا اطاعت میں یا مباح کاموں میں نہیں تو ان کا پالنا مذموم ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ آیت جامعہ ہے تو یہ اس کے شامل ہونے کی وجہ سے ہے سب قسموں کو بندگی اور گناہ سے اور اس کا نام فاذہ رکھا اس کے منفرد ہونے کی وجہ سے اپنے معنی میں۔ ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو گدھوں کے پالنے میں نیک عمل کرے گا وہ اس کا ثواب دیکھے گا اور جو گناہ کرے گا وہ اس کا عذاب دیکھے گا ابن بطلان نے کہا کہ اس میں تعلیم ہے استنباط اور قیاس کرنے کی اس لیے کہ تشبیہ دی گئی ہے وہ چیز کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب میں اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کیا اس کو ذرا بھر سے بھلائی سے ہو یا برائی سے جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں اور یہ عمدہ قیاس ہے نہیں منکر ہوتا اس کا مگر جس کو سمجھ نہیں اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن منیر نے کہ یہ قیاس سے کسی چیز میں نہیں وہ صرف استدلال عموم کے ساتھ ہے اور اس میں تحقیق ہے عمل کے ثابت کرنے کے لیے ساتھ ظواہر عموم کے اور یہ کہ وہ لازم کیا گیا ہے یہاں تک کہ دلالت کرے دلیل تخصیص پر اور اس میں اشارہ ہے طرف فرق کے درمیان حکم خاص منصوص کے اور عام ظاہر کے اور یہ کہ ظاہر منصوص سے دلالت کم ہے دلالت میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ضَرَبَ ذَاتَهُ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ۔ بیان ہے اس شخص کا جو غیر کے چوپائے کو کوڑا مارے

یعنی اس کی مدد اور رفاقت کے لیے۔

۲۶۳۹- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ ابو قتیل راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ جہاد کا سفر تھا یا عمرے کا سوجب ہم مدینے کی طرف پلٹے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے گھر والوں کی طرف جلدی جانا چاہے تو چاہیے کہ جلدی جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم متوجہ ہوئے اور حالانکہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو خالص سیاہ تھا اس میں کوئی داغ نہ تھا اور لوگ میرے پیچھے تھے سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تو اونٹ مجھ پر کھڑا ہو یعنی تھک گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ تو اس کو روک رکھ تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے کوزے سے ایک چوٹ ماری تو اونٹ اپنی جگہ سے کودا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں سوجب ہم مدینے میں آئے حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے تو میں آپ کے پاس گیا اور اونٹ کو بلاط (ایک جگہ کا نام ہے کہ مسجد کے آگے پتھروں سے فرش کی گئی تھی) کے کنارے میں باندھا تو میں نے آپ سے کہا یہ آپ کا اونٹ ہے تو حضرت ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے اور اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور کہتے تھے کہ اونٹ ہمارا اونٹ ہے تو حضرت ﷺ نے سونے کے کئی اوقیہ بیچے اور فرمایا کہ یہ جابر رضی اللہ عنہ کو دے دو پھر فرمایا کہ تو نے پوری قیمت لے لی میں نے کہا ہاں فرمایا کہ قیمت اور اونٹ دونوں تیرے ہیں۔

۲۶۴۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُو عَقِيلٍ لَا أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَّعِجَلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيُعِجَلَ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى جَمَلٍ لِي أُرْمَكَ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَالنَّاسُ خَلْفِي فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلِيٌّ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرْبَةً بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِيرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ لِي نَاجِيَةَ الْبِلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا جَمْلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ الْجَمَلَ الْجَمَلَ جَمَلْنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَاتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتِ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمْلُ لَكَ.

فائدہ: یعنی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی تجھ کو عطا کیا۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ
وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ.

فائدہ: اور اخذ کیا ہے مصنف نے سخت چوپائے پر سوار ہونے کو ز پر سوار ہونا۔ سخت چوپائے پر سوار ہونا اور ز گھوڑے پر سوار ہونا۔

فائدہ: اور اخذ کیا ہے مصنف نے سخت چوپائے پر سوار ہونے کو ز پر سوار ہونے سے اس لیے کہ وہ اکثر اوقات میں سخت ہوتا ہے مادہ سے اور اخذ کیا ہے اس نے اس کے ز ہونے کو اس سے کہ ذکر کیا اس کو ساتھ ضمیر مذکر کے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ عود صحیح ہے لفظ پر اور فرس کا لفظ مذکر ہے اگرچہ مونث پر بھی واقع ہوتا ہے اور عکس کیا ہے اس کو ایک جماعت نے پس کہا کہ صحیح ہے پھرنا ضمیر کا لفظ پر اور معنی پر ابن منیر نے کہا کہ اور نہیں باب کی حدیثوں میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر فضیلت دینے ز کے مگر یہ کہ ہم کہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تعریف کی ہے اور مادہ سے سکوت فرمایا پس ثابت ہوئی فضیلت اس کے ساتھ ابن بطلان نے کہا کہ معلوم ہے کہ مدینہ گھوڑیوں سے خالی نہ تھا اور نہیں منقول ہوا حضرت ﷺ سے اور نہ آپ کے اصحاب سے کہ وہ زروں کے سوا گھوڑیوں پر سوار ہوئے ہوں مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے سعد بن عاص سے اور اس کے اس کے قول میں توقف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلْفُ
يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لِأَنَّهَا أَجْرَى
وَأَجْسَرُ.

یعنی اور راشد بن سعد نے کہا کہ تھے سلف یعنی اصحاب اور جوان کے بعد ہیں پسند کرتے ز گھوڑوں کو اس لیے کہ وہ دلاور تر اور بہادر تر ہیں گھوڑیوں سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تھے پسند کرتے گھوڑیوں کو لوٹوں اور شب خونوں میں اور اس چیز کے لیے کہ پوشیدہ ہیں لڑائی کے کاموں سے اور تھے پسند کرتے گھوڑوں کو لڑائی میں اور قلعوں میں اور اس چیز میں کہ ظاہر ہے لڑائی کے کاموں سے اور روایت ہے کہ تھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لڑتے مگر گھوڑیوں پر اس لیے کہ وہ پیشاب کو دور کرتی ہیں اور گھوڑا پیشاب کو روک رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۶۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں گھبراہٹ پڑی یعنی اس لیے کہ دشمن آگیا تھا تو حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً لیا کہ کہا جاتا تھا اس کو مندوب یعنی بیٹھا تو حضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے اور جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے خوف کی کوئی چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

۲۶۵۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
بِالْمَدِينَةِ فَرْعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يَقَالُ لَهُ
مَدُوبٌ فَرَسَكِهِ وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرْعٍ
وَأِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

باب ہے بیان میں حصے گھوڑے کے یعنی وہ چیز کہ مستحق

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ. وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهِمُ

لِّلْخَيْلِ وَالْبَرَادِينِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ ﴿وَالْخَيْلِ
وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ لَتَرْكَبُوَهَا﴾
ہوتا ہے اس کو سوار مال غنیمت سے بسبب اپنے گھوڑے
کے اور امام مالک نے کہا کہ حصہ دیا جائے گھوڑے
کے لیے اور ترکی گھوڑوں کے لیے۔ اس آیت کی وجہ
سے کہ بنائے ہم نے گھوڑے اور خچریں اور گدھے کہ تم
ان پر سوار ہو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ نے احسان جتلا یا ساتھ سوار ہونے کے
گھوڑوں پر اور تحقیق حصہ ٹھہرایا ہے ان کے لیے حضرت ﷺ نے اور نام خیل کا واقع ہوتا ہے برزون اور جہین
پر بخلاف بغال اور حمیر کے اور گویا کہ آیت نے تمام پکڑا ہے اس چیز کو کہ سواری کی جاتی ہے اس جنس سے اس چیز کے
لیے کہ اس کو چاہتا احسان جتنا پس جب کہ نہ نص بیان کی برزون اور جہین کے بیچ اس کے تو دلالت کی اس نے اوپر
ان کے داخل ہونے کے گھوڑوں میں۔ اور مراد جہین سے وہ گھوڑا ہے جس کا ایک ماں باپ عربی ہو اور دوسرا غیر عربی
اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا صرف باپ عربی ہو۔ (فتح)

وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرٍ مِنْ فَرَسٍ

یعنی اور نہ حصہ نکالا جائے ایک سے زیادہ گھوڑوں کے
لیے یعنی اگر غازی کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے
ہوں تو صرف ایک ہی گھوڑے کا حصہ نکالا جائے اور

گھوڑوں کا حصہ نہ نکالا جائے

فائدہ: یہ بقیہ ہے امام مالک کی کلام کا اور یہی ہے قول جمہور کا اور لیث اور ابو یوسف اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ
دو گھوڑوں کا حصہ نکالا جائے اس سے زیادہ کا نہ نکالا جائے اور اس باب میں ایک حدیث بھی آئی ہے جس کو دارقطنی
نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے ابو عمرہ سے کہ حضرت ﷺ نے ایک حصہ میرے لیے نکالا اور چار حصے میرے
گھوڑے کے لیے نکالے سو میں نے پانچ حصے لیے اور قرطبی نے کہا کہ کسی نے نہیں کہا کہ دو گھوڑوں سے زیادہ کے
لیے حصہ نکالا جائے مگر جو سلیمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ ہر گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے جائیں خواہ کتنے ہی
ہوں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ہے یعنی گھوڑے کے دو حصوں کے سوا۔ (فتح)

۲۶۵۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے ہیں اور اس کے مالک
کے لیے ایک حصہ ٹھہرایا۔

۲۶۵۱۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي
أُسَامَةَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ

وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا.

فائدہ: یعنی سوائے دو حصوں گھوڑے کے تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور خیبر کی جنگ میں آئے گا کہ نافع نے اس کو اس طرح تفسیر کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے لیے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گھوڑا نہ ہو تو اس کے لیے صرف ایک حصہ ہے اور ابو داؤد وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مرد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے ٹھہرائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے اور دارقطنی نے رمای کے طریق سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے۔ دارقطنی نے کہا کہ اس میں راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم نہیں اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرائے سوار کے لیے بسبب اس کے گھوڑے کے دو حصے اس کے حصے کے سوا جو اس کے ساتھ خاص ہے اور تحقیق روایت کا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسی سند کے تو کہا **أَسْهَمَ لِلْفَرَسِ** اس میں یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے ابن ابی شیبہ سے اور شاید کے رمادی نے اس کو معنی کے ساتھ روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے احمد نے ابو اسامہ اور ابن نمیر دونوں سے ساتھ اس لفظ کے اسہم للفرس یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور نیز اسی تاویل پر محمول ہوگی وہ حدیث جو عبد اللہ سے رمادی کی روایت کی طرح مروی ہے اور اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو علی بن حسین نے اور وہ ثابت تر ہے نعیم سے عبد اللہ بن مبارک سے ساتھ لفظ اسہم للفرس کے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس روایت کے ظاہر کے بعض اس شخص نے جس نے دلیل پکڑی ہے ابو حنیفہ کے لیے بیچ قول اس کے کے کہ گھوڑے کے لیے ایک حصہ ہے اور اس کے سوار کے لیے دوسرا حصہ تو سوار کے لیے دو حصے ہوں گے اور نہیں جت اس کے لیے بیچ اس کے اس چیز کے لیے کہ ہم نے ذکر کی کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے حصے سوار کے جو اس کے ساتھ خاص ہے اور نیز جت پکڑی گئی ہے اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے مجمع بن جاریہ کی حدیث سے خیبر کے قصبے میں کہا پس حضرت ﷺ نے سوار کو دو حصے اور پیادے کو ایک حصہ اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو حاصل کیا جائے گا اس چیز پر کہ پہلے گذری کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے اس کے حصے کے اس لیے کہ وہ دونوں امروں کی محتمل ہے اور تطبیق دینی دونوں روایات میں اولیٰ ہے خاص کر پہلی سندیں زیادہ تر ثابت ہیں اور ان کے راوی کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو ابو داؤد نے ابو عمرہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے گھوڑے کے دو حصے دیئے اور ہر انسان کے لیے ایک حصہ تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور نسائی کے لیے زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو چار حصے دیے دو اس کے گھوڑے کے اور ایک حصہ اس کا اور ایک حصہ اس کی قرابت کے لیے اور کہا محمد بن سحون نے کہ

اکیلا ہوا ہے ابوحنیفہ اس کے ساتھ سوائے اور فقہاء امصار کے اور ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ میں برا جانتا ہوں کہ چوپائے کو مسلمان پر فضیلت دوں اور ضعیف شبہ ہے اس لیے کہ درحقیقت کل حصے مرد کے لیے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث ثابت نہ ہوتی تو البتہ شبہ قوی ہوتا اس لیے کہ مراد کمی بیشی ہے درمیان پیادے اور سوار کے پس اگر گھوڑا نہ ہوتا تو سوار کو پیادے سے ایک حصہ زیادہ نہ دیا جاتا سو جس نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے تو اس نے گھوڑے اور مرد کے درمیان برابری کی اور تحقیق یہ بھی تعاقب کیا گیا ہے اس لیے کہ اصل عدم مساوات ہے درمیان انسان اور چوپائے کے سو جب لکھایہ اصل سے ساتھ مساوات کے تو چاہیے کہ کمی بیشی بھی اسی طرح ہو اور تحقیق فضیلت دی ہے حنفیہ نے چوپائے کو آدمی پر بعض احکام میں پس کہتے ہیں کہ اگر مار ڈالے کوئی شکاری کتا کہ اس کی قیمت دس ہزار سے زیادہ تو اس کو ادا کرے اور غلام مسلمان کو مار ڈالے تو نہ ادا کرے اس میں مگر کم دس ہزار درہم سے اور حق یہ ہے کہ اعتماد اس میں خبر پر ہے یعنی حدیث پر اور نہیں اکیلا ہوا ابوحنیفہ اس چیز کے ساتھ کہ اس نے کبھی پس یہی قول مروی ہے عمر ؓ اور علی ؓ اور ابو موسیٰ ؓ سے لیکن ثابت عمر ؓ اور علی ؓ سے مانند قول جمہور کے ہے۔ اور جمہور کے لیے استدلال کیا گا ہے باعتبار معنی کے اس طرح سے کہ گھوڑا محتاج ہے محنت کی طرف اپنی خدمت کی وجہ سے اور گھاس اپنے اور ساتھ اس کے کہ خاص ہوتی ہے ساتھ اس کے لڑائی میں بے پرواہی سے وہ چیز کہ نہیں پوشیدہ ہے پس استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ مشرک جب لڑائی میں حاضر ہو اور مسلمان کے ساتھ لڑے تو اس کے لیے حصہ ٹھہرایا جائے اور یہی قول ہے بعض تابعین کا شععی کی طرح۔ اور نہیں حجت ہے اس میں اس لیے کہ اس جگہ کوئی عموم کا صیغہ وارد نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے جمہور کے لیے اس حدیث کے ساتھ کہ نہیں حلال ہوئیں غنیمتیں کسی کے لیے ہم سے پہلے اور اس کا بیان اپنی جگہ میں آئے گا۔ اور اس حدیث میں ترغیب ہے گھوڑوں کے حاصل کرنے پر اور ان کے رکھنے پر جہاد کے لیے اس چیز کی وجہ سے کہ جو اس میں برکت ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اعظام شوکت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ یعنی اور گھوڑوں کے باندھنے سے کہ ڈراؤ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جو جہاد کی طرف نکلے اور اس کے ساتھ گھوڑا ہو پس مرجائے لڑائی کے حاضر ہونے سے پہلے تو مالک نے کہا کہ مستحق ہے گھوڑے کے حصے کا اور امام شافعی اور باقی امام کہتے ہیں کہ نہ حصہ نکالا جائے اس کے لیے مگر جب کہ حاضر ہو لڑائی میں اور اگر گھوڑا لڑائی میں مرجائے تو مستحق ہوتا ہے اس کا مالک اور اگر اس کا مالک مرجائے تو بدستور رہتا ہے استحقاق اس کا اور وہ وارثوں کے لیے ہے۔ اور اوزاعی سے روایت ہے کہ جو لڑائی کی جگہ میں پہنچے اور اپنا گھوڑا بچ ڈالے تو اس کے لیے حصہ نکالا جائے لیکن مستحق ہے بالغ اس چیز سے کہ غنیمت لائے پہلے عقد کے اور خریدار اس چیز سے کہ غنیمت لائے بعد اس کے اور جو مشتبہ ہو وہ بانٹا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ ٹھہرایا جائے یہاں تک کہ دونوں صلح کریں

اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ جو داخل ہودثن کی زمین میں پیادہ تو نہ ٹھہرایا جائے اس کے لیے مگر حصہ پیادے کا اور اگرچہ گھوڑا خرید لے اور اس پر لڑے اور اختلاف کیا گیا ہے دریا کے غازیوں میں جب کہ ان کے ساتھ گھوڑے ہوں تو شافعی اور اوزاعی نے کہا کہ اس کا حصہ نکالا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةً غَيْرَهُ فِي الْحَرْبِ
اگر کوئی لڑائی میں کسی کے چوپائے کی مہار کھینچے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۶۵۲۔ ابو اطلق سے روایت ہے کہ ایک مرد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت ﷺ کے نزدیک سے بھاگ گئے تھے لیکن حضرت ﷺ تو ہرگز نہیں بھاگے اس کا قصہ یوں ہے کہ تحقیق ہوازن تیر انداز لوگ تھے اور بے شک جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگے اور مسلمان غنیمتوں پہ متوجہ ہوئے اور سامنے ہوئی ہم کو قوم ہوازن ساتھ تیروں کے یعنی ہم کو سامنے سے تیر مارنے لگے اور مسلمانوں نے شکست کھائی اور بھاگے اور لیکن حضرت ﷺ پس نہیں بھاگے پس البتہ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا اور حالانکہ آپ اپنے سفید خنجر پر سوار تھے ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت ﷺ کہتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۶۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرْ إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاءَ وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَأَنهَزَمُوا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَعْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخِذَ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

فائدہ: اس کی پوری شرح جنگ حنین میں آئے گی اور اس کی غرض یہ قول تھا کہ ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا۔ (فتح)
بَابُ الرِّكَابِ وَالْفُرْزِ لِلدَّابَّةِ.

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ رکاب لوہے کی ہوتی ہے اور کڑی کی اور غرض نہیں ہوتی مگر چڑے سے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں ہم معنی ہیں یا غرض اونٹ کے لیے ہوتی ہے اور رکاب گھوڑے کے لیے۔ (فتح)

۲۶۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے اور آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ

۲۶۵۳۔ حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ

سیدھی کھڑی ہوتی ہے تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے نزدیک سے
احرام باندھتے تھے۔

عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أُذْخِلَ رِجْلُهُ فِي
الْعُرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَأَيْمَنَ أَهْلًا مِنْ
عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحَلِيفَةِ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا اس کے لیے غرز سے اور لیکن رکاب پس لاحق کیا اس کو اس
کے ساتھ اس لیے کہ وہ اس کے معنی میں ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ
جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکابوں کو کاٹ ڈالو اور گھوڑوں پر چڑھو تو یہ مطلق رکابوں کے منع کرنے پر دلیل نہیں
اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عادت ڈالنی ان کی ہے اور پر سوار ہونے گھوڑوں کے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعُرِيِّ.

ننگے گھوڑے پر سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جس پر نہ زین ہو اور نہ پالان۔

۲۶۵۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگے آئے ان کو
حضرت رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ ننگے گھوڑے پر سوار تھے اس پر
زین نہ تھی اور اس کی گردن پر تلوار لگی ہوئی تھی۔

۲۶۵۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
فَرَسٍ عُرِيٍّ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ.

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاری بنا لیا اور ایک روایت
میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک رات مدینے میں ہول پڑا تو حضرت رضی اللہ عنہ ان کو آگے سے آٹے اور حضرت رضی اللہ عنہ آواز کی
طرف ان سے آگے بڑھ گئے تھے اور وہ ننگے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ابو
طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور شجاعت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے دلاور تر تھے اور اس
کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت رضی اللہ عنہ تواضع سے یہ کہ حضرت رضی اللہ عنہ
کو گھوڑے کی سواری کا نہایت تجربہ تھا اس لیے کہ ننگے پر سوار ہونا نہیں حاصل ہوتا مگر اس شخص سے جو سواری کرنی
خوب جانتا ہوں اور یہ کہ گردن میں تلوار کا لٹکانا جائز ہے حاجت کے وقت جب کہ اس کو اس سے مدد ہو۔ اور اس
حدیث میں وہ چیز ہے کہ جو اس کی طرف اشارہ کرتی ہے جو لائق ہے سوار کے لیے یہ کہ سواری کی حفاظت رکھے اور
اس کی خبر گیری کرے اور طبع کو اس کے ساتھ ریاضت کر دے تاکہ اچانک اس کو کوئی سختی پیش نہ آئے تو اس کے لیے
تیار کی ہوگی۔ (فتح)

سست قدم گھوڑے کا بیان۔

بَابُ الْفَرَسِ الْقُطُوفِ.

۲۶۵۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے والے گھبرائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو ست قدم تھا یا اس میں کچھ سستی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا تو اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔

۲۶۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ أَوْ كَانَ فِيهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا بیان ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ست گھوڑے پر سوار ہوئے تو وہ تیز قدم ہو گیا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں گھڑ دوڑ کے

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

فائدہ: یعنی اس کے شروع ہونے کے اور مراد سبق سے اس جگہ رہن ہے جو اس کے لیے رکھا جاتا ہے پھر کہا کہ باب ہے بیان میں اضمار کرنے گھوڑوں کے گھڑ دوڑ کے لیے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ سنت گھڑ دوڑ میں یہ ہے کہ پہلے گھوڑوں کو اضمار کریں اور اگر نہ اضمار کیے ہوں تو نہیں منع ہے گھڑ دوڑ ان کے اوپر پھر کہا باب غایۃ السباق فی الخیل المضمرة یعنی بیان اس کا اور بیان غایت ان گھوڑوں کا کہ نہیں اضمار کئے گئے۔ (فتح)

۲۶۵۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دوڑایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا اضمار کیا ہوا حیا سے ثنیۃ الوداع تک اور دوڑایا اس گھوڑے کو کہ نہ اضمار کیا گیا تھا ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گھوڑے کے دوڑانے والوں میں تھا سفیان نے کہا کہ حیا سے ثنیۃ تک پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصلہ ہے۔

۲۶۵۶۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَمَرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرَى مَا لَمْ يُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرَى. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ وَبَيْنَ ثَنِيَّةٍ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي

ذُرْبِي مَيْلٌ.

فائدہ: ہذا نام ہے ایک جگہ کا چند قوس پر مدینہ سے اور ثمیۃ الوداع ایک پہاڑ کا نام ہے کہ اہل مدینہ مسافروں کو وہاں تک پہنچانے کو جاتے ہیں۔

بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلْسَّبْقِ. اضمار کرنا گھوڑے کا گھڑ دوڑ کے لیے۔

فائدہ: گھڑ دوڑ یہ ہے کہ دو گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے۔ اور اضمار اس کو کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب چارہ کھلاتے ہیں تاکہ قوی اور فرہ ہو بعد ازاں کم کرتے جاتے ہیں چارے کو اور اس کی خوراک پر لاشعرا تے ہیں اور ایک مکان میں بند کر کے اس پر جھول ڈالتے ہیں کہ وہ گرم ہوتا ہے اور عرق لاتا ہے اور جب اس کا عرق خشک ہوتا ہے تو اس کا گوشت ہلکا ہو جاتا ہے اور قوی ہو جاتا ہے دوڑنے میں۔ (فتح)

۲۶۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ
بَيْنَ الْغَيْلِ النَّبِيِّ لَمْ تَضْمَرْ وَكَانَ أَمَدُهَا مِنْ
النَّبِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي ذُرْبِي وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابِقَ بِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
أَمَدًا غَايَةً ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ﴾

۲۶۵۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گھڑ دوڑ کی
حضرت علیہ السلام نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کئے
گئے تھے اور اس کی انتہاء ثمیۃ سے مسجد بنی ذریق تھی اور بے
شک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور
ابو عبد اللہ یعنی بخاری نے کہا امد کے معنی غایت ہے یعنی نہایت
فطال علیہم الامد یعنی دراز ہوئی ان پر غایت یعنی امد کے
معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے غایت ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ باب باندھا ہے بخاری نے لیث کے طریق کے ساتھ اضمار کا اور وار د کیا ہے ساتھ لفظ
سابق بین الغیل النبی لم تضمر تاکہ اشارہ کرے اس کے ساتھ طرف تمام حدیث کے اور ابن نمیر نے کہا کہ نہیں
الزام کیا بخاری نے اس کو اپنے تراجم میں بلکہ اکثر اوقات باب باندھا ہے مطلق اس چیز کے لیے کہ کبھی ثابت ہوتی
ہے اور کبھی منفی ہوتی ہے پس معنی اس کے قول کا اضمار الخیل للسبق یعنی کیا اضمار شرط ہے یا نہیں پس بیان کیا اس
روایت کے ساتھ جس کو وار د کیا کہ شرط نہیں اور ہوتی غرض اس کی اقتصار محض تو البتہ ہوتا اختصار کرنا اور اس طرف کہ
جو مطابق ہے ترجمہ کے لیے اولیٰ لیکن عدول کیا اس نے اس سے اس نکتہ کے لیے اور نیز پس زائل کرنے کے لیے
اعتقاد اس بات کے کہ اضمار جائز نہیں اس لیے کہ اس میں مشقت ہانکنے اس کے سے اور خطر سے بچ اس کے پس
بیان کیا ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے میں کہتا ہوں کہ ابن بطال اور ابن نمیر کی کلام میں منافات نہیں۔ (فتح)

بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضْمَرَةِ. نہایت گھڑ دوڑ کی ان گھوڑوں کے لیے کہ اضمار کیے گئے

۲۶۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أَضْمِرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفِيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثِيْبَةً الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوسَى فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ سِتَّةَ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةَ وَسَأَلْتُ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تَضْمَرْ فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثِيْبَةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِيلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَأَلَنِي فِيهَا.

۲۶۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت یہ ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے درمیان ان گھوڑوں کے اضمار کیے گئے تھے سو ان کو حشیا سے چھوڑا اور گھڑ دوڑ کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی اور ابواحق کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ سے کہا کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ چھ یا سات میل ہے اور گھڑ دوڑ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کئے گئے تھے سو چھوڑا ان کو ثنیۃ الوداع سے اور اس کی انتہاء مسجد بنی زریق تھی میں نے کہا کہ اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ میل یا مانند اس کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ لوگوں میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گھڑ دوڑ کرنی اور یہ عبت میں داخل نہیں بلکہ یہ ریاضت محمودہ ہے جو پہنچانے والی ہے مقاصد کے حاصل کرنے کی طرف جہاد میں اور نفع اٹھانے کے ساتھ اس کی حاجت کے وقت اور وہ دائرہ ہے درمیان استحاب اور اباحت کے باعتبار باعث کے اس کے اوپر قرطبی نے کہا کہ نہیں خلاف ہے صحیح جائز ہونے گھڑ دوڑ کے اوپر گھوڑوں کے اور ان کے سوا اور چوپایوں سے اور اوپر قدموں کے اور اس طرح آپس میں تیر اندازی کرنے اور استعمال کرنا ہتھیاروں کا اس لیے کہ اس میں تجربہ کرنا ہے لڑائی پر اور یہ کہ جائز ہے اضمار کرنا گھوڑوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے اختصار استحاب اس کے کا ساتھ گھوڑوں کے تیار کیے گئے ہیں کہ جہاد کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نشان کرنا ساتھ ابتدا کے اور انتہا کے گھڑ دوڑ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا فضل کی حکم کرنے والے کی طرف اس لیے کہ مراد اس کی قول سابق سے یہ ہے کہ آپ نے حکم کیا یا مباح کیا۔

تنبیہ: نہیں تعرض کیا اس حدیث میں گرد رکھنے کے لیے اس پر لیکن باب باندھا ہے اس کے لیے ترمذی نے بَابُ الْمَرَاتِنَةِ عَلَى الْخَيْلِ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھڑ دوڑ کی اور رہن رکھا اور تحقیق اجماع کیا ہے گھڑ دوڑ کے جواز پر بغیر عوض کے لیکن بند کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے اونٹ اور گھوڑے دوڑانے میں اور تیر اندازی میں اور خاص کیا اس کو بعض علماء نے ساتھ گھوڑوں کے اور عطائے اس کو ہر چیز میں جائز رکھا ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے گھڑ دوڑ کے جائز ہونے پر عوض کے ساتھ

بشرطیکہ وہ دونوں گھڑ دوڑ والوں کے غیر کی طرف سے ہو مانند امام کے جس جگہ کہ ان کے ساتھ کوئی اس کا گھوڑا نہ ہو اور جائز رکھا ہے جمہور نے یہ کہ دونوں میں سے ایک کی طرف سے ہو اور اس طرح جب کہ ہوساتھ ان کے تیسرا احلال کرنے والا بشرطیکہ اپنے پاس سے کچھ نہ نکالے تاکہ نکلے عقد قمار کی صورت سے اور وہ یہ ہے کہ جانبین سے شرط ہو اور دونوں مال مشروط نکالیں جو آگے بڑھ جائے سود دونوں کا مال لے پس اتفاق ہے علما کا اس کے منع ہونے پر اور ان میں سے بعض نے شرط کی ہے محلل میں کہ نہ متحقق ہو سبق مجلس سبق میں اور یہ کہ مراد ساتھ مسابقت بالخیل کے ان پر سوار ہونا ہے نہ محض دو گھوڑوں کا چھوڑنا بغیر سوار کے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور اس طرح استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بعض نے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جو سوار ہونے کی شرط نہیں کرتا نہیں منع کرتا صورت سواری کو اور سوائے اس کے نہیں کہ حجت پڑی ہے جمہور نے اس طرح سے کہ گھوڑے خود بخود راہ نہیں پاتے ساتھ قصد غایت کے بغیر سوار کے اور اکثر اوقات نفرت کرتے ہیں اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ راہ پانا نہیں خاص ہے سوار ہونے کے ساتھ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا مسجد کا طرف قوم خاص کی اور اس کے لیے باب باندھا ہے بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں اور یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا چوپایوں کا حاجت کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ ہو تعذیب اس کے لیے بیچ غیر حاجت کے مانند بھوکا رکھنے کے اور دوڑانے کے اور یہ کہ خلقت کو اپنی جگہوں میں اتارا جائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اضمار کئے گئے اور نہ اضمار کئے گئے میں فرق کیا اور اگر ان کو باہم ملائے تو غیر مضمر تھک جاتا۔ (فتح) گھڑ دوڑ میں اگر ایک طرف سے شرط ہو تو درست اور اگر دونوں طرف سے ہو تو درست نہیں کہ یہ قمار ہے لیکن اگر کوئی تیسرا آدمی ان کے درمیان گھوڑا اڈالے اس شرط پر کہ اگر تیسرا گھوڑا بڑھ گیا تو دونوں سے لے گا اور اگر پیچھے رہے گا تو کچھ نہیں دے گا تو یہ اس صورت میں درست ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک بڑھ جائے تو اس کو بھی دوسرے سے لینا درست ہوگا اور تیسرے آدمی کو محلل کہتے ہیں کہ اس کے سبب سے یہ صورت شرط جانبین کی حلال ہوگی۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی اونٹنی کے۔

فائدہ: اس طرح جدا کیا ہے بخاری نے اس باب کو اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ قصواء اور عضباء ایک ہی اونٹنی کا نام ہے۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أُرْدِفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَامَةَ عَلَى الْقَصَوَاءِ. یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قصواء اونٹنی پر سوار کیا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اور پوری حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

وَقَالَ الْمِسُورُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَامَةَ عَلَى الْقَصَوَاءِ. یعنی اور مسور نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں

اڑی قصوا۔

وَسَلَّمَ مَا خَلَّاتِ الْقُصُوءُ.

فائدہ: یہ ایک حدیث دراز کا ٹکڑا ہے جو کتاب الشروط میں گزر چکی ہے۔

۲۶۵۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی اونٹنی کو عضباء کہا جاتا تھا۔

۲۶۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقَالُ لَهَا الْعُضْبَاءُ.

۲۶۶۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی ایک اونٹنی تھی اس کا نام عضباء تھا کوئی اس سے آگے نہ بڑھتا تھا یا نہ قریب تھا کہ اس سے آگے بڑھے یعنی جب اونٹ سے مقابلہ کرتی تھی آگے بڑھ جاتی تھی تو ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا تو وہ عضباء سے آگے بڑھ گیا تو یہ اس کا آگے بڑھنا مسلمانوں پر ناگوار گذر آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کو پہچانا یعنی اڑ اس کے پیچھے رہنے کا تو فرمایا کہ حق ہے یعنی امر ثابت ہے اللہ پر یہ کہ نہیں اونچی ہوتی کوئی چیز دنیا سے مگر کہ اس کو پست کر دیتا ہے۔

۲۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعُضْبَاءَ لَا تُسَبِّقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَادُ تُسَبِّقُ فَجَاءَ أَغْرَابِيٌّ عَلَى فَعُوْدٍ فَسَبَّحَهَا فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفَعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ. طَوَّلَهُ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ عضباء وہی قصواء تھی یا کوئی اور تھی پس جزم کیا ہے حربی نے ساتھ اول کے اور کہا کہ اس کے تین نام تھے عضباء اور قصواء اور جدعاء اور یہی روایت ہے واقدی سے اور اس کے غیر نے کہا کہ عضباء اور تھی اور کہا کہ جدعاء شہباء تھی اور دجی کے اترنے کے وقت آپ کو اس کے سوا اور کوئی اونٹنی نہ اٹھاتی تھی اور اس کے سوا اور بھی حضرت ﷺ کی کئی اونٹنیاں تھی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری کے لیے اونٹوں کا رکھنا جائز ہے اور ان پر گھڑ دوڑ کے لیے۔ اور اس حدیث میں زاہد بتانا ہے دنیا میں اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ کوئی چیز اس سے اونچی نہیں ہوتی مگر کہ پست ہوتی ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے تو اضع پر اور اس میں حسن خلق ہے حضرت ﷺ کا اور تواضع اور عظمت آپ کی اصحاب کے سینوں میں۔

بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کے سفید خچر کے یہ بات

انس رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔

الْبَيْضَاءِ قَالَهُ أَنَسٌ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث اس کی طرف کہ جو قصہ حنین میں ہے اس میں ہے کہ حضرت سفید خمرؓ پر سوار تھے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ.

یعنی اور ابو حمید نے کہا کہ ایلاء (ایک شہر کا نام ہے بحرین میں) کے بادشاہ نے حضرت سفید خمرؓ کو ایک خمر سفید بھیجی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو دراز ہے اور غزوہ تبوک میں آئے گی اور جانا چاہیے کہ جس خمر پر حضرت سفید خمرین کے دن سوار تھے وہ غیر اس خمر کے ہے جو ایلاء کے بادشاہ نے تحفہ بھیجا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس خمر پر حضرت سفید خمرین کے دن سوار تھے اس کا نام دلدل تھا۔ (فتح)

۲۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَمَّارَةَ وَلَيْتَمَ يَوْمَ حَنِينٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ وَلَّى سَرْعَانَ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَخَذَ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا

۲۶۶۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اس کو کہا کہ اے ابو عمارہ کیا تم نے جنگ حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی اس نے کہا کہ سم ہوا اللہ کا حضرت سفید خمرؓ نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تو ہوازن ان کو تیروں کے ساتھ ملے یعنی سامنے سے ان کو تیر اندازی کی اور حضرت سفید خمرؓ پر سوار تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے تھے اور حضرت سفید خمرؓ فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ سفید خمر پر سوار تھے اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ جائز ہے رکھنا خمر اور چڑھانا گدھوں کا گھوڑوں پر اور لیکن حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو نہیں جانتے روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے پس کہا طحاوی نے کہ اس کو ایک قوم نے لیا ہے تو کہا کہ یہ کام کرنا حرام ہے اور نہیں ہے حجت اس میں اس لیے کہ اس کا معنی رغبت دلانا ہے اور پر زیادہ کرنے گھوڑوں کے کیونکہ اس میں ثواب ہے اور گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں کہ نہیں جانتے ثواب کو جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ (فتح)

عورتوں کے جہاد کا بیان۔

بَابُ جِهَادِ النِّسَاءِ.

۲۶۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

۲۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهِذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس کے لیے شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جہاد کبیر کا یعنی عاجز ضعیف کا اور عورت کا حج عمرہ ہے۔

۲۶۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ سے جہاد کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے۔

۲۶۶۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهِذَا وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نَعَمْ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جہاد عورتوں پر واجب نہیں لیکن حضرت ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو نفل کرنا بھی جائز نہیں اور جہاد ان پر واجب نہیں تو یہ اس چیز کی وجہ سے ہے کہ مغایرت ہے اس چیز سے کہ ان سے مطلوب ہے مردوں سے پردہ کرنے میں اور ان

سے دور رہنے میں پس اس لیے حج افضل ہے ان کے لیے جہاد سے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کے ساتھ اس کے وارد کرنے میں ساتھ ترجمہ کو مجمل اور پچھا کرنا اس کے ساتھ ان بابوں کے جو تشریح کرتے ہیں عورتوں کے جہاد پر نکلنے کی۔ (فتح)

دریا میں سوار ہو کر عورت کا جہاد کرنا۔

۲۶۶۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ام حرام رضی اللہ عنہا) ملحان کی بیٹی کے پاس گئے تو اس کے پاس تکیہ کر کے سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ کچھ لوگ میری امت کے اس دریا سبز میں سوار ہوں گے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے مثل ان کی جیسے بادشاہ تختوں پر تو اس نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ الہی اس کو بھی ان میں شریک کر پھر دوسری بار سو کر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی مثل کہا یعنی جیسا پہلے کہا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس کو اسی طرح کہا تو اس نے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو پہلے غازیوں میں شریک ہے پچھلوں میں نہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سوام حرام رضی اللہ عنہا نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو قرطہ کی بیٹی کے ساتھ دریا میں سوار ہوئی سو جب جہاد سے پھری تو اپنے چوپائے پر سوار ہوئی تو اس نے اس کی گردن توڑ ڈالی تو سواری سے گر پڑی اور مر گئی۔

بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ.

۲۶۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرَكِبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِثْلَهُمْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلُ أَوْ مِمَّ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلُ ذَلِكَ فَقَالَتْ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَلَسْتَ مِنَ الْآخِرِينَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتْ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرْظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ ذَاتَهَا فَوَقِصَتْ بِهَا لَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اس نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو اس سے ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے بعد نکاح کیا اور اول جہاد میں گزر چکا ہے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس داخل ہوئے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس وقت اس کے نکاح میں تھیں پس یا تو یہ

روایت اس پر محمول ہوگی کہ وہ اس کی بیوی تھی پھر اس نے اس کو طلاق دی پھر اس کے بعد اس سے رجوع کیا یہ جواب ابن تین کا ہے۔ یا قول راوی کا کَانَتْ تَحْتَ عِبَادَةِ جملہ معترضہ ہے مراد راوی کی وصف کرنا ہے ام حرام ہے یا کاساتھ اس کے بغیر مقید کرنے کے ساتھ کسی حال کے حالات میں اور دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس سے اس کے بعد نکاح کیا اور یہی اولیٰ ہے کہ دوسری روایت کے موافق ہے۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ أَمْرًا فِي الْغَزْوِ
اٹھانا مرد کا اپنی بی بی کو جہاد میں سوائے اپنی بعض بیبیوں کے یعنی یہ جائز ہے۔
دُونُ بَعْضِ نِسَائِهِ.

۲۶۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو حضرت ﷺ اپنے ساتھ لے جاتے تھے تو حضرت ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد میں جس میں جنگ کی تھی تو اس میں میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی بعد نازل ہونے حجاب کے۔

۲۶۶۶۔ حَدَّثَنَا حَبَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النَّمِيرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ كُلُّ حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتَهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جس کے لیے باب باندھا گیا ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اٹھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اپنے تھا قرعہ ڈالنے کے بعد اپنی بیویوں میں۔ (فتح)

عورتوں کا جہاد کرنا اور لڑنا ساتھ مردوں کے۔

۲۶۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کا دن ہوا تو لوگوں نے حضرت ﷺ سے پیٹھ پھیری اور بے شک میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کھینچے ہوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کی پازیبیں دیکھتا ہوں اپنی

بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ.
۲۶۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بیٹھوں پر مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں
پھر پھر جاتی تھیں اور ان کو بھر لاتی تھیں اور ان کو لوگوں کے منہ
میں گراتی تھیں۔

وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بَسَتْ أَيْ
بَكَرِيَّ وَأَمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمَشْمِرَتَانِ أُرِي
خَدَمَ سَوْقِهِمَا تَنْقِزَانِ الْقِرْبَ وَقَالَ غَيْرُهُ
تَنْقِلَانِ الْقِرْبَ عَلَى مُتُونِهِمَا ثُمَّ تَفَرَّغَا
فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرَجَعَا فَتَمَلَّأْنِيهَا ثُمَّ
تَجَبَّانِ فَتَفَرَّغَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ ان کو جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے تو وہ زخمیوں کی دوا کرتی تھیں
اور ایک روایت میں ہے کہ عورتیں حضرت عائشہؓ کے ساتھ جنگ میں حاضر ہوا کرتی تھیں لڑنے والوں کو پانی پلاتی
تھیں اور دوا کرتی تھیں زخمیوں کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ حنین میں عورتیں حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکلیں تو
حضرت عائشہؓ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نکلیں ہیں کہ بال میں اور اللہ کی راہ میں مدد کریں اور زخمیوں کی دوا
کریں اور تیر دیں اور سٹو پلائیں۔ اور میں نے کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں دیکھی کہ وہ لڑیں اور اس لیے کہا ابن
منیر نے کہ باب میں عورتوں کے لڑنے کا ذکر ہے اور حدیث میں نہیں ہے پس یا تو اس سے مراد غازیوں کی مدد کرنی
غزوہ کرنا ہی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ نہ کھڑیں ہوئیں کہ پانی پلائیں زخمیوں کو اور مانند ان کے مگر کہ وہ درپے اس بات
کے تھیں کہ اپنی جانوں سے دفع کریں اور یہی غالب ہے۔ اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے
حنین کے دن خنجر لیا تھا تو کہا کہ اگر کوئی کافر میرے نزدیک آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ اور احتمال ہے کہ
بخاری کی غرض ترجمہ سے یہ ہو کہ بیان کریں کہ عورتیں نہ لڑیں اگرچہ جہاد کے لیے نکلیں پس اصل اس طور سے ہے کہ
لڑنا ان کا مردوں کے ساتھ یعنی کیا وہ جائز ہے یا جب مردوں کے ساتھ جہاد میں نکلیں تو اس چیز پر اقتصار کریں جو کہ
ذکر کی گئی ہے زخمیوں کی دوا کرنے سے اور مانند اس کے پھر بخاری نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی اور غرض اس سے
اس کا یہ قول ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے تھیں اور اس کی
شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْقِرْبَ إِلَى النَّاسِ فِي
الْغَزْوِ.

۲۶۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ
أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ

اٹھانا عورتوں کا مشکوں کو طرف لوگوں کے جہاد میں یعنی
جائز ہے۔

۲۶۶۸۔ ثعلبہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کی
کچھ عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کیں سو ایک عمدہ چادر
باقی رہی تو اس کی بعض پاس والوں نے کہا کہ اے امیر

المومنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہے مراد ان کی ام کلثوم علیہا السلام کی بیٹی تھی جو حضرت فاطمہ علیہا السلام سے تھیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیط لائق تر ہے اس سے اور ام سلیط ایک انصاری عورت تھی ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ امام بخاری نے کہا کہ تفر کے معنی تخیط ہیں یعنی سیتی تھیں۔

عَنْ قَسَمَ مَرْوَةَ بَيْنَ نِسَاءِ مِنَ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مَرْطٌ جَيْدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطَ هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أَمْ كَلَفُوا بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أَمْ سَلِيطٌ أَحَقُّ وَأَمْ سَلِيطٌ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزِفُّ لَنَا الْقِرْبَ يَوْمَ أُحُدٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَزِفُّ تَخِيطٌ.

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے علی کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا ہوا تھا اور اس کی ماں فاطمہ علیہا السلام تھیں پس اس لیے اس کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کہا کہ وہ حضرت ﷺ کی نواسی تھیں اور آپ کی زندگی میں پیدا ہوئی تھیں اور وہ فاطمہ علیہا السلام کی سب بیٹیوں سے چھوٹی تھیں اور اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ (فتح)

دوا کرنا عورتوں کا زخموں کو جہاد میں۔

بَابُ مَدَاوَاةِ النِّسَاءِ الْجَرْخِي فِي الْغَزْوِ
فائدہ: یعنی خواہ مرد زخمی ہو یا کوئی غیر۔ (فتح)

۲۶۶۹۔ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھیں غازیوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخموں کو دوا دیتی تھیں اور مقتولوں کو اٹھاتی تھیں مدینہ کی طرف۔

۲۶۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مَعْوِذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي وَنَدَاوِي الْجَرْخِي وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا اجنبی مرد کا معالجہ کرنا درست ہے حاجت کے وقت۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ یہ محرموں کے ساتھ خاص ہے پھر ساتھ متجالات کے ان میں سے اس لیے کہ جگہ زخم کی نہیں لذت اٹھائی جاتی اس کے چھونے کے ساتھ بلکہ اس سے بدن کے بال کھڑے ہوتے ہیں پس اگر غیر متجالات کے ساتھ ضرورت پڑی تو چاہیے کہ ہو بغیر مباشرت اور چھونے کے اس پر ان کا اتفاق دلالت کرتا ہے کہ جب عورت مرجائے اور کوئی عورت اس کے غسل دینے کو نہ پائی جائے تو تو نہ مباشر ہو اس کو غسل دینے والا ساتھ چھونے کے اس کے بلکہ پردے کے اوپر سے اس کو نہلائے اور اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے بیچ قول بعض ان کے مانند زہری کے اور اکثر کے قول میں تیمم

کروائے۔ اور اوزاعی نے کہا کہ بدستور دفنائی جائے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ فرق درمیان حال مداوۃ کے اور نہلانے مرد کے یہ ہے غسل عبادت اور مداوۃ ضرورت ہے اور ضرورت حرام کو مباح کر دیتی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجُرْحَى وَالْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۶۷۰۔ ربيع بنت معوذہؓ سے روایت ہے کہ ہم (عورتیں) حضرت عائشہؓ کے ساتھ جہاد کرتی تھیں تو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور پھر لاتی تھیں زخمیوں کو اور شہیدوں کو طرف مدینے کی۔

۲۶۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مُعَوِذٍ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقَى الْقَوْمَ وَنَحْدُمُهُمْ وَنُرِذُ الْجُرْحَى وَالْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

کھینچنا تیر کا بدن سے۔

۲۶۷۱۔ ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ابو عامرؓ کے گھنے میں تیر لگا تو میں اس کے پاس پہنچا اس نے کہا کہ اس تیر کو کھینچ لے تو میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا تو میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ الہی بخش دے عبید ابو عامرؓ کو۔

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ.

۲۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بَرِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَمَى أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ انْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي عَامِرٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ مہلب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھینچنا تیر کا بدن سے اگرچہ اس کے پیچھے موت ہو اور یہ ہلاکت میں ڈالنے کے قبیل سے نہیں جب کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانے کی امید رکھتا ہو اور مثل اس کے ہے داغنا وغیرہ اور جن کے ساتھ دوا کی جاتی ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ شاید باب باندھا بخاری نے اس کے ساتھ تاکہ نہ خیال کیا جائے کہ شہید سے تیر نہ کھینچا جائے جیسا کہ حکم ہوا ہے اس کو اس کے خون کے ساتھ دفنانے کا تاکہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے۔ پس بیان کیا اس ترجمہ کے ساتھ یہ کہ جائز ہے اور جو بات مہلب نے کہی وہ ادلی ہے اس لیے کہ حدیث باب کی متعلق ہے اس شخص کے ساتھ جس کو تیر لگے اور ابھی وہ زندہ ہے اور جو بات ابن منیر نے کہی ہے وہ مطلق ہے اس کے کھینچنے کے ساتھ موت کے بعد۔ (فتح)

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

جہاد میں اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بیان اس چیز کا کہ اس میں ہے جو فضیلت۔

۲۶۷۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ جاگتے رہے پھر جب مدینے میں آئے تو فرمایا کاش کوئی نیک آدمی میرے اصحاب سے آج کی رات میری نگرانی کرے تو اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا کہ یہ کون ہے اس نے کہا میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں میں آیا ہوں کہ آپ کی نگہبانی کروں اور حضرت ﷺ سوئے۔

۲۶۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْرًا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ لَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خوف کو لینا اور دشمن سے نگہبانی کرنی اور یہ کہ لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ کی نگہبانی کریں قتل کے خوف سے اور یہ کہ اس شخص کی تعریف جائز ہے جو بھلائی کے ساتھ احسان کرے اور نام رکھنا اس کا نیکو کار اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ کام کیا باوجود قوی ہونے آپ کے توکل کے پیر دی کرنے کے لیے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اور حالانکہ آپ نے دوزر ہیں پہنچی تھی باوجود اس کے کہ جب لڑائی سخت ہوتی تھی تو حضرت ﷺ سب کے آگے ہوتے تھے اور نیز توکل اسباب کے منافی نہیں اس لیے کہ توکل دل کا عمل ہے اور اسباب بدن کا عمل ہے اور تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تاکہ میرا دل قرار پکڑے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کورسی سے باندھ پھر توکل کر۔ ابن بطلان نے کہا کہ یہ منسوخ ہے جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر دلالت کرتی ہے۔ قرطبی نے کہا کہ نہیں آیت میں وہ چیز کہ منافی ہو چوکیداری کے جیسا کہ خبر دینا اللہ کا اپنے دین کی مدد کی اور اس کے غالب ہونے کی تو یہ نہیں منع کرتا لڑنے اور دشمنوں کے لیے تیاری کرنے کے حکم کو تو بتا براس کے پس مراد آیت میں عصمت فتنے اور ضلال سے یا روح قبض کرنے سے۔ (فتح)

۲۶۷۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منہ کے بل گر پڑا یعنی ہلاک ہوا اشرنی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کبیل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیا جائے تو راضی ہے اور اگر نہ دیا جائے تو خوش ہو اور ایک روایت

۲۶۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَوْسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ يَعْنَى ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرنی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کبیل کا بندہ اگر دیا جائے تو راضی رہے اور اگر نہ دیا جائے تو غضبناک ہو ہلاک ہوا اور گھانا پانے والا ہوا اور جب اس کو کاٹنا لگے تو نہ نکال سکے (صحیح ترجمہ یوں ہے کہ تو کوئی نہ نکالے) خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی بھاگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے اس کے سر کے بال بکھرے اور اس کے دونوں قدم گرد میں بھرے اگر اس کو چوکیداری میں رکھے تو چوکیداری میں رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے حفاظت کے لیے مقرر کیا جائے تو وہی رہے اور اگر وہ سردار کے پاس آنے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت نہ ملے اور کسی کی سفارش کرے تو قبول نہ ہو اور فتعسا کے معنی جو آیت ﴿والذین کافروں فتعسا لہم﴾ میں واقع ہے یہ ہیں کہ گویا اللہ کہتا ہے کہ اللہ نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور ناامید کیا اور طوبیٰ فعلی کا وزن ہے جو ہر چیز ستھری ہے شتق ہے طیب سے اور وہ یا داو سے بدل گئی ہے اور یطیب سے ہے۔

تَعَسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالذِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ. لَمْ يَرْفَعَهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَزَادَنَا عَمْرُو قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الذِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعَسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شَيْئَكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوبَى لِعَبْدٍ اخِذَ بَعَنَانَ فَرَمِيهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَشَقَّتْ رَأْسُهُ مُغْبِرَةً قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يَشْفَعْ وَقَالَ ﴿فَتَعَسَا﴾ كَأَنَّهُ يَقُولُ فَاتَعَسَهُمُ اللَّهُ ﴿طُوبَى﴾ فَعَلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٌ وَهِيَ بَاءٌ حَوَلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطْيُبُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے آپ کے قول کی وجہ سے کہ اگر چوکیداری میں رکھا جائے تو چوکیداری میں رہے۔ اور تحس سعد کی ضد ہے یعنی بد بخت اور یہ جو کہا کہ جب اس کو کاٹنا چاہیے تو نہ نکال سکے تو بیچ دعا کرنے کے ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف عکس مقصود اس کے لیے کہ جو گر پڑے پس اس کے پاؤں میں کاٹنا چاہیے اور کوئی نکالنے والا نہ پائے تو ہوتا ہے عاجز حرکت سے اور کوشش کرنے سے دنیا کے حاصل کرنے میں اور یہ جو کہا کہ خوشی ہو اس بندے کو اس لیے اشارہ ہے رغبت دلانے کی طرف عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے خیر دنیا اور آخرت کی۔ اور یہ جو کہا کہ چوکیداری ہو تو چوکیداری میں ہوتا ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر مہم چوکیداری

ہو تو چوکیداری میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چوکیداری کے ثواب میں ہے۔ اور ابن جوزی نے کہا کہ وہ غیر مشہور ہے نہیں قصد کرتا بلندی کا۔ اور یہ جو کہا کہ اگر سفارش کرے تو اس کی قبول نہ ہو تو اس میں ترک کرنا حسب ریاست کا ہے اور شہرت کا اور فضیلت قبول اور تواضع کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ طوبیٰ سے مراد دعا کرنا ہے اس کے لیے بہشت کی اس لیے کہ طوبیٰ بہشت کے سب درختوں سے مشہور ہے اور جس کو طوبیٰ ملا وہ بہشت میں داخل ہوا۔ — تکمیل: اور وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں حراست کی فضیلت کے متعلق جو بخاری کی شرط پر نہیں اور ان میں ایک حدیث عثمان کی ہے جو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزار رات سے کہ رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور حدیث سہل بن معاذ کی جو مسلمانوں کے گرد چوکیداری کرے تو دوزخ کو اپنی اور نہ دیکھے گا مگر قسم کو حلال کرنے کے لیے روایت کی یہ حدیث احمد نے۔ اور حدیث ابوریحانہ کی کہ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگے اس پر آگ حرام ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے۔ (فتح)

باب فُضِّلَ الْخِدْمَةُ فِي الْغَزْوِ۔ باب ہے بیان میں فضیلت خدمت کی جہاد میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ ہو چھوٹے سے بڑے کے لیے یا اس کے عکس یا برابر کی کے ساتھ۔ (فتح)

۲۶۷۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا یعنی سفر میں تو وہ میری خدمت کرتا تھا اور انس رضی اللہ عنہ سے بڑا تھا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ ایک چیز کرتے تھے (یعنی حضرت ﷺ کی نہایت تعظیم) نہیں پاتا میں کسی کو ان میں سے یعنی جنہوں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی مگر کہ میں اس کی تعظیم کرتا ہوں۔

۲۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ قَابِطِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ لَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيرٌ إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَحَدٌ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے قسم کھائی کہ میں ان میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہ کروں گا مگر اس کی خدمت کروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہمیشہ انصار کو دوست رکھتا ہوں اور اس حدیث میں فضیلت انصار اور جریر کی ہے اور اس کی تواضع اور اس کی محبت کی دلیل ہے حضرت ﷺ کے لیے۔ (فتح)

۲۶۷۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلا اس حال میں کہ میں آپ کی خدمت کرتا تھا سو جب حضرت ﷺ پھر کرمینے کی طرف تشریف لائے اور آپ کے لیے احد پہاڑ ظاہر ہوا تو

۲۶۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ

فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر اپنے ہاتھ مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ الہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنی اس کے درخت اور شکاری جانوروں سے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا الہی برکتے دے ہم کو ہمارے صاع اور مد میں۔

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ أَخَذُمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَأَ لَهُ أَحَدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بُدَّهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمَدِّنَا.

۲۶۷۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے (متن صحیح بخاری میں نہیں کہ ہم میں سے بعض روزہ سے تھے اور بعض بے روزہ تھے بلکہ یہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے پس صحیح بخاری کی حدیث کے ترجمہ میں یہ داخل کر دینا کمال جرات ہے) ہم میں سے زیادہ تر سائے میں وہ شخص تھا جو اپنی چادر کے ساتھ سایہ کرتا تھا اور بعض ہم میں سے ساتھ اپنے ہاتھ کے سورج سے سایہ کرتے تھے یعنی سایہ مطلق نہ تھا (یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث میں نہیں مسلم کی زیادات ہے انفس ہے کہ مترجم حدیث کے ترجمہ میں بلا تفریق دوسری سندوں کے زیادات کو داخل کرتا ہے اور الحمد للہ کے نزدیک یہ فعل جائز نہیں) ہم میں سے اپنے ہاتھ سو جو روزے دار تھے انہوں نے کچھ کام نہ کیا یعنی روزے کے سبب سے کام سے عاجز ہوئے اور لیکن جن لوگوں نے روزہ کھول ڈالا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا یعنی ان کی خدمت کے لیے اور پانی پلانے اور گھاس ان کی کے اور روزے داروں کی خدمت یعنی اور خیمے قائم کیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے ثواب کو لے گئے۔

۲۶۷۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَزَّقِ بْنِ عَجَلَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَنَا ظِلًّا الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكَسَائِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَنَهُوا وَعَالَجُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ..

فائدہ: یعنی زیادہ ثواب کو اور یہ مراد نہیں کہ روزے داروں کا ثواب کم ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے لیے اجر حاصل

ہوا ان کے عمل کا اور مانند ثواب روزے داروں کے کہ انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزے داروں کا کام بھی یہ پس اس لیے کہا کہ ساتھ کل ثواب کے صفات کے وجود کے لیے جو تقاضا کرتی ہیں اجر کے حاصل کرنے کا ان میں سے ابن ابی سفرہ نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اجر خدمت جہاد کا اعظم ہے روزے دار کے اجر سے میں کہتا ہوں کہ یہ عام نہیں اور اس میں رغبت دلانا ہے جہاد میں مدد کرنے پر اور اس پر کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رکھنے سے افضل ہے اور یہ کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ منعقد نہیں ہوتا اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ یہ روزہ فرض تھا یا نفل اور لائق تھا کہ یہ حدیث کتاب الصیام میں بیان کی جائے۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ.

باب بیان میں اس شخص کے جو سفر میں اپنے ساتھی کا اسباب اٹھائے۔

۲۶۷۷۔ ۲۶۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی ہر ہڈی اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے مدد کرنا مرد کا اس کی سواری میں اس حال میں کہ اس کو سواری پر چڑھائے یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لدائے صدقہ ہے اور نیک بات سے ہے کسی کا دل خوش کر دینا اور ہر قدم جو نماز کے لیے چلے صدقہ ہے اور راہ بتلانا صدقہ ہے۔

۲۶۷۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سُلَامَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ يُعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَدَلَّ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ.

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اس لیے کہ وہ شامل ہے حالت سفر کو اس اطلاق سے بطریق اولیٰ اور اس کی شرح کچھ گزر چکی ہے اور کچھ آگے آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ جب غیر کی سواری کے ساتھ کام کرنے میں آدمی کو ثواب ہوتا ہے تو جو غیر کو اپنی سواری پر چڑھادے ثواب کی نیت سے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔ (فتح)

اللہ کی راہ میں ایک دن دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنے کی فضیلت یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! صبر کرو یعنی ثابت قدم رہو دین پر اور محنت کرو یا مقابلے میں مضبوطی کرو اور چوکیداری کرو دار اسلام کی سرحد پر یعنی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کافروں سے۔

بابُ فَضْلِ رِبَاطٍ يَوْمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

فائدہ: اور استدلال کرتا بخاری کا ساتھ آیت کے اختیار کرتا ہے اس کی مشہور تفسیر کے پس حسن بصری اور قتادہ سے روایت ہے کہ اصبروا سے مراد ثابت رہنا بندگی پر ہے اور صابروا سے مراد مضبوطی کرنا دشمن کے مقابلے میں ہے جہاد میں اور رابطوا سے مراد اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنی ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ صبر کرو اطاعت پر اور صبر کرو وعدے کے انتظار کے لیے اور دشمن کے جہاد کے لیے تیار ہو اور زور درمیان اپنے۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ صبر کرو جہاد پر اور صبر کرو دشمن کے مقابلے میں اور تیار کرو گھوڑے اور لیکن قید کرنی ایک دن کی ترجمہ میں اور اطلاق اس کا آیت میں پس گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ مطلق اس کا مقید ہے ساتھ حدیث کے پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اقل درجہ چوکیداری کا ایک دن ہے اس کے سیاق کی وجہ سے مبالغہ میں۔ اور ذکر کرنا ساتھ جگہ کوڑے کے نیز اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (فتح)

۲۶۷۸۔ ۲۶۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں دار اسلام کی سرحد پر ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور بہشت میں تمہارے کوڑے رکھنے کا مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور جہاد میں پہلے روز یا آخر روز بندے کا کوشش کرنا بہتر ہے دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے۔

۲۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْمُونٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَبَّاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

فائدہ: نسائی اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک دن یا ایک رات دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنی بہتر ہے ایک ماہ کے روزے سے اور اس کی شب بیداری سے اور احمد اور ترمذی میں روایت ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزاروں سے اس چیز میں کہ اس کے سوا ہر منزلوں میں۔ ابن بریرہ نے کہا کہ نہیں تعارض ہے دونوں کے درمیان اس لیے کہ وہ حمل کی جائے گی اعلام کرنے پر زیادہ کرنے کے ساتھ ثواب میں پہلے سے یا ساتھ اختلاف عمل کرنے والوں کے۔ میں کہتا ہوں کہ یا باعتبار عمل کے نسبت کثرت اور قلت کے اور یہ دونوں باب کی حدیث کو بھی معارض نہیں اس لیے کہ روزہ ایک مہینے کا اور قیام اس کا بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَزَا بِصِيٍّ لِلْخِدْمَةِ.
جو کوئی جہاد کرے ساتھ لڑکے کے کہ خدمت کے لیے
ہونے کہ جہاد کے لیے ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لڑکا جہاد کے ساتھ مخاطب نہیں لیکن اس کو ساتھ لے جانا جائز ہے بطور تابعداری کے۔ (فتح)

۲۶۷۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کر جو میری خدمت کرے یہاں تک کہ میں خیبر کی طرف نکلوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلا اس حال میں کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا اور میں لڑکا تھا بلوغت کے قریب پہنچا ہوا سو حضرت ﷺ اترتے تھے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور میں حضرت ﷺ سے سنتا تھا کہ بہت وقت کہتے تھے کہ الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش و غم سے اور جان کی ماندگی سے اور بدن کی کابلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبے سے یعنی بآبادشاہ ظالم ہو یا جاہلوں سے سابقہ پڑے تو شہوت پرستی مردوں پر غالب ہو پھر ہم خیبر میں آئے سو جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کیا تو ذکر کی گئی حضرت ﷺ کے لیے خوبی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حنی بن اخطب کی اور اس کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور تھی دہن یعنی اس کی شادی تازہ ہوئی تھی تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنی ذات کے لیے چن لیا پس حضرت ﷺ اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب سد الصباء (ایک جگہ کا نام ہے خیبر کی راہ میں) پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ بنا کی یعنی اس کے ساتھ خلوت کی پھر چمرے کے ایک دسترخوان میں حیس تیار کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروالوں کو اجازت دے پس تمہاریہ ولیمہ حضرت ﷺ کا

۲۶۷۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عُمَرُو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ التَّمِيمِ غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكَمُ يَخْدُمُنِي حَتَّى أُخْرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَّاهَقْتُ الْحُلْمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْخِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُنَيٍّ بِنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَّغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْنٌ مِّنْ حَوْلِكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ

قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَأَتْهُ بَعَانَةً ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرُكِبَ فَيَسْرِنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أَحَدٍ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحْرِمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَدِينِهِمْ وَصَاعِهِمْ.

صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے اس وقت نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہا آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے پیچھے چادر سے اونٹ کی کہان کا گرد گھیرا یعنی پردے کے لیے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے تھے اور اپنا زانو پست کیا تو صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے پاؤں حضرت ﷺ کے زانو پر رکھ کر سوار ہوئی پھر ہم چلے یہاں تک کہ جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو حضرت ﷺ نے احد کی طرف نظری تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر مدینے کی طرف نظری تو فرمایا کہ الہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ اس کے دونوں طرف پتھر لی زمین کے اندر ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا الہی برکت کران کے صارع میں اور مد میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور مکہ کے حرام ہونے کی بحث حج میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس حدیث سے یہاں اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ (فتح)
بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ.

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اور خاص کر وارد کرنا اس کا جہاد کے ابواب میں اشارہ کرتا ہے اس کے جہاد کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے یعنی جہاد کے سوا اور کسی کام لیے دریا میں سوار ہونا جائز نہیں۔ اور تحقیق سلف نے اختلاف کیا ہے اس کی سواری کے جائز ہونے میں اور پیوع کی ابتدا میں قول مطر الورق کا گذر چکا ہے کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے دریا میں سوار ہونے کو قرآن میں مگر حق کے ساتھ اور اس نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ هُوَ الَّذِي يُسَبِّحُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اللہ وہ ہے جو سیر کرواتا ہے تم کو جنگل اور دریا میں اور زبیر بن عبد اللہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو موج مارنے کے وقت دریا میں سوار ہو تو اس سے اللہ کا ذمہ بری ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کی امان سے بری ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیے کہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو۔ روایت کیا ابو عبید نے غریب حدیث میں۔ اور زبیر کی صحبت میں اختلاف ہے اور تحقیق روایت کیا ہے بخاری نے اس حدیث کی شرح کو اپنی تاریخ میں پس کہا کہ اپنی روایت میں عن زبیر عن رجل من الصحابة اور اس کی اسناد حسن ہے اور اس میں تنقید ہے منع کی ساتھ ارتجاج کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر ارتجاج نہ ہو تو جائز ہے اور یہی مشہور ہے

علماء کے اقوال سے پس جب سلامتی غالب ہو تو جنگل دریا برابر ہے اور بعض نے مرد اور عورت میں فرق کیا اور یہ مالک سے روایت ہے پس منع کیا ہے اس نے عورت کے لیے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے لیے اور عنقریب گذر چکا ہے کہ پہلے پہل دریا میں معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور مالک نے ذکر کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے لوگوں کو دریا میں سوار ہونے سے یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس سے اجازت چاہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اجازت دے دی۔ (فتح)

۲۶۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا فَاسْتَقِظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَضْحَكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحَرَ كَالْمَلُوكِ عَلَى الْأَسِرَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنْهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَقِظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَيَقُولُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَتَزُوجَ بِهَا عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِبَتْ دَاثَبَهُ لَيْتَرُ كَبَهَا فَوَقَعَتْ فَأَنْدَقَتْ عَنْقَهَا.

۲۶۸۰۔ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دوپہر کو اس کے گھر میں سوئے پھر بھٹتے ہوئے جاگے تو میں نے کہا یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنسے ہیں فرمایا کہ تعجب کیا میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں سے کہ دریا میں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت ﷺ نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر سوئے اور بھٹتے ہوئے جاگے تو فرمایا اس کے لیے مثل اس کی دوبار یا تین بار میں نے کہا یا حضرت ﷺ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے تو نکاح کیا اس سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اور اس کو لے کر جہاد کی طرف نکلا سو جب ام حرام رضی اللہ عنہا جہاد سے پھر تو ان کی سواری ان کے نزدیک کی گئی تاکہ اس پر سوار ہوں پھر سوار ہوئی اور سواری سے گر پڑی اور ان کی گردن کوئی گئی پس مر گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دریا میں سوار ہونا درست ہے۔

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مدد چاہے ساتھ ضعیفوں اور نیکیوں کے لڑائی میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

بَابُ مَنْ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي

کہ خبر دی مجھ کو ابوسفیان نے کہ مجھے قیصر روم کے بادشاہ ہرقل نے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب تو نے کہا کہ غریب تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول غریب لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

أَبُو سَفْيَانَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُ أَشْرَافَ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضَعَفَاؤُهُمْ فَرَعَمَتْ ضَعْفَانَهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ.

فائدہ: یعنی ساتھ برکت ان کیلئے اور دعائان کی کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے اور پوری حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا قول ضعیفوں کے حق میں ہے کہ پہلے پہلے پیغمبروں کی وہی لوگ اطاعت کرتے ہیں اور طریق حجت پکڑنے کا اس کے ساتھ حکایت کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اس کو اور برقرار رکھنا اس کا اس کے لیے۔ (فتح)

۲۶۸۱۔ مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ اس کے لیے سوائے اور اصحاب پر زیادتی ہے یعنی بسبب شجاعت اپنی کے اور مانند اس کے کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو فتح اور روزی نہیں ملتی مگر اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے۔

۲۶۸۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَنْصُرُونَ وَتَرْذَقُونَ إِلَّا بِضَعْفَانِكُمْ.

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ مدد کرتا ہے اللہ اس امت کی ان کے غریبوں سے اور ان کی دعا سے اور نماز سے اور اخلاق سے اور اس کے لیے شاہد ہے احمد اور نسائی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فتح دیئے جاتے ہو تم اور روزی دیئے جاتے ہو اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے ابن بطلان نے کہا کہ حدیث کی تاویل یہ ہے کہ ناچار لوگ سخت تر ہیں از روئے اخلاص کے دعا میں اور اکثر ہیں از روئے خشوع کے عبادت میں خالی ہونے کی وجہ سے ان کے دل دنیا کی آرائش کے تعلق سے اور مہلب نے کہا کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے رغبت دلانا سعد رضی اللہ عنہ کو تواضع پر اور نفی کرنا فخر کی غیر پر اور ترک کرنا اختصار مسلم کا ہر حالت میں۔ اور عبد الرزاق نے روایت کی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بھلا بتلائیے تو اگر کوئی اپنی قوم کا حامی ہو اور اپنے اصحاب سے دشمن کو دفع کرے تو کیا اس کا حصہ غیر کے حصے کے برابر ہوگا پس ذکر کی ساری حدیث بنا بر اس کے پس مراد زیادتی کے ساتھ زیادہ حصہ لینا مال غنیمت سے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ لڑنے والوں کے حصے برابر ہیں پس اگر کوئی ترجیح دیا جاتا ہے اپنی شجاعت کے زیادہ ہونے کی وجہ تو غریب ترجیح پاتا ہے اپنی دعا کی

زیادتی کے ساتھ اور اپنے اخلاص کے ساتھ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا راز اس بات کا کہ بخاری نے اس کے پیچھے ابو سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی۔ (فتح)

۲۶۸۲۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہاد کریں گے اس میں آدمیوں کے جھنڈ تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں وہ شخص ہے کہ جس نے حضرت رضی اللہ عنہ سے صحبت کی ہو یعنی تم میں کوئی صحابی ہے تو لوگ کہیں گے ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک وقت آئے گا پھر پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی ہے جس نے حضرت رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے صحبت کی ہو یعنی تابعین تو کہا جائے گا کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے اصحاب کے یاروں سے صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین تو کہا جائے گا ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔

۲۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمْعٍ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِتْنًا مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقَالُ نَعَمْ فَيَفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيَقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقَالُ نَعَمْ فَيَفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيَقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقَالُ نَعَمْ فَيَفْتَحُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوة اور فضائل صحابہ میں آئے گی۔ ابن بطلال نے کہا کہ یہ حدیث دوسری حدیث کی طرح ہے کہ سب لوگوں میں بہتر میرا زمانہ ہے یعنی میرے زمانے کے لوگ یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین اس لیے کہ فتح ہوگی اصحاب کے لیے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تبع تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے اور اسی لیے ہوگی بھلائی اور فضیلت اور فتح چوتھے طبقے کے لیے کم تر پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے۔ (فتح)

باب لَا يَقُولُ فُلَانٌ شَهِيدٌ۔ باب ہے اس بیان میں کہ نہ کہے کوئی کہ فلاں شہید ہے۔

فائدہ: یعنی بطور قطع اور یقین کے ساتھ اس کے مگر یہ کہ وحی سے ہو اور شاید یہ اشارہ ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کہ تم اپنی جنگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہے اور فلاں شہادت سے مراد خبردار ہو یہ نہ کہو لیکن کہو جیسے حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مرے وہ شہید ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد نے اور یہ حسن ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے درمیان شہید کس کو گنتے ہو لوگوں نے کہا جس کو تھوہیا ر لگے فرمایا بہت لوگ ایسے ہیں کہ

ان کو ہتھیار لگتا ہے اور حالانکہ وہ شہید نہیں بنا براس کے پس نہیں معین کرنا وصف ایک مرد بعینہ کے ساتھ اس کے کہ وہ شہید ہے بلکہ جائز ہے کہ کہا جائے بطور اجمال کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّهِ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کی ابتدا میں گزری چکی اور وجہ نکالنے مسئلہ باب کے اس سے ظاہر ہوتا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ماضی سے کہ جوڑے اس لیے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور نہیں اطلاع ہوتی اس پر مگر وحی کے ساتھ پس جو ثابت ہو کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے تو اس کو شہادت کا حکم دیا جائے پس قول اس کا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہو پس نہیں جانتا اس کو کوئی مگر جس کو اللہ معلوم کر دئے پس نہیں ہے لائق کہنا ہر شخص کے لیے کہ جہاد میں مارا جائے کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (فتح)

۲۶۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتُلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَاذَةً وَلَا فَاذَةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالَ مَا أَجْزَأُ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأُ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجَرِحَ الرَّجُلُ

۲۶۸۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور کافر آپس میں لڑے پس جب حضرت ﷺ اپنے لشکر کی طرف پھرے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کے اصحاب میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کافروں کے کسی اکیلے دو کیلے کو مگر کہ اس کا پیچھا کرتا تھا اور اس کو اپنی تلوار سے مار ڈالتا تھا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ نہیں ثواب پایا آج کے دن کسی نے ہم میں سے جیسا کہ ثواب پایا فلاں نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار رہو بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں تاکہ اس کے حال پر واقف ہوں تو وہ مرد اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی دوڑتا تھا وہ شخص سخت زخمی ہو اس نے مرنے کو جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو مار ڈالا

جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ
نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ تَدْيِيهِ ثُمَّ
تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ
الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ
وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ أَنَا
أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ
فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ
جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ
فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ
تَدْيِيهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ
ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلُ أَهْلِ الْجَنَّةِ
فِيَمَا يَبْذُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ
الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلُ أَهْلِ النَّارِ فِيَمَا يَبْذُو
لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اور جو مرد اس کے ساتھ تھا وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس
نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول
ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے
اس نے کہا کہ جس مرد کے حق میں آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ
دوزخیوں میں سے ہے یعنی بے شک وہ دوزخیوں میں سے
ہے تو لوگوں نے اس بات کو یعنی آپ کے اس قول کو کہ وہ
دوزخی ہے بعید جانا کہ ایسا بہادر مجاہد کس طرح دوزخی ہو گا تو
میں نے کہا کہ میں تمہارے لیے اس کے ساتھ رہتا ہوں سو میں
اس کا حال دریافت کرنے کو نکلا پھر اس کو بہت شدید زخم لگے تو
پس اس نے مرنے کے لیے جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار کا
قبضہ زمین میں رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اس
پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ بے شک آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے ظاہر لوگوں
کی نظروں میں اور حالانکہ دوزخیوں سے ہے اور بے شک آدمی
البتہ دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے بظاہر لوگوں کی نظروں میں
اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور وجہ لینے ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ انہوں نے شہادت
دی اس کے لیے ساتھ مقدم ہونے میں جہاد کے امر میں پس اگر قتل کیا جاتا تو نہ منع تھا یہ کہ گواہی دیں اس کے لیے
شہادت کی اور تحقیق ظاہر ہوا اس سے کہ اس نے اللہ کے لیے جہاد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی قوم
کے لیے لڑا تھا پس نہیں بولا جاتا ہر مقتول فی الجہاد کے لیے کہ وہ شہید ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس کی مثل
ہو اگرچہ باوجود اس کے کہ ظاہر میں اس کو شہیدوں کا حکم دیا جاتا ہے اس لیے اتفاق کیا ہے سلف نے اوپر نام رکھنے
مقتولوں بدر اور احد کے شہداء یعنی شہید اور مراد اس کے ساتھ حکم ظاہر ہے جو مبنی ہے گمان غالب پر۔ اور مجاہد سے
روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جنگ تبوک کی طرف نکلے تو فرمایا کہ نہ نکلے ساتھ ہمارے مگر قوی پس نکلا ایک مرد
ضعیف اونٹ پر پس اونٹ نے اس کو کچلا تو وہ مر گیا تو لوگوں نے کہا کہ شہید ہے شہید ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
اے بلال لوگوں میں پکارو کہ نہیں داخل ہو گا بہشت میں گناہگار۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ شہید دوزخ میں داخل نہیں

ہو گا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخیوں سے ہے اور نہیں ظاہر ہوا اس سے مگر اپنے آپ کو مارنا اور وہ اس کے ساتھ گناہگار ہوا نہ کہ کافر لیکن احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے باطنی کفر پر اطلاع ہوئی کہ وہ باطن میں کافر تھا یا اس نے خود کو مارنے کو حلال جانا۔ اور تعجب ہے مہلب سے کہ اس نے کہا کہ حدیث باب کی ترجمہ کے مطابق نہیں اور شاید اس نے بخاری کی مراد میں غور نہ کیا اور وہ ظاہر ہے جیسے کہ میں نے اس کی تقریر کی۔ (فتح)

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الرَّمْيِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾

تیر اندازی پر رغبت دلانے کا بیان یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ تیار کرو ان کی لڑائی کو جو پیدا کر سکوزور اور گھوڑے پالنے سے کہ ڈراؤ ساتھ اس کے اپنے دشمنوں کو اور اللہ کے دشمنوں کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ آیا ہے قوت کی تفسیر کے بارے میں اس آیت میں کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے اور وہ مسلم میں عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر تھے کہ کافروں کے لیے تیار کرو قوت سے جتنا تم سے ہو سکے اور خبردار رہو کہ البتہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے اس کے بنانے والے کو جو ثواب کی نیت سے بناتا ہے اس کے پھینکنے والے کو اور اس کے دینے والے کو یعنی جو تیر انداز کے ہاتھ میں دے پس تیر اندازی کرو اور سواری کرو گھوڑوں پر اور تمہاری تیر اندازی کرنی بہت محبوب ہے میری طرف سواری کرنے سے اور اس میں ہے کہ جو چھوڑ دے تیر اندازی بعد اس کے سیکھنے کے بسبب بیزار ہونے کے اس سے تو تیر اندازی ایک نعمت ہے کہ اس نے اس نعمت کا کفران کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں یا فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی اور قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ تفسیر کی قوت کی تیر اندازی کے ساتھ اگرچہ قوت ظاہر ہوتی ہے تیار کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے لڑائی کے ہتھیاروں سے اس لیے کہ تیر اندازی سخت تر ہے دشمن کے زخمی کرنے میں اور آسان تر ہے محنت میں۔

۲۶۸۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں پر گذرے کہ آپس میں تیر اندازی کرتے تھے یعنی تاکہ دیکھیں کون آگے بڑھ جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسماعیل کی یعنی عرب پس تحقیق تمہارا باپ یعنی اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے

۲۶۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلَمَةَ حَدَّثَنَا خَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَاعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْصُلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ

اور میں فلاں کی اولاد کے ساتھ تیر اندازی کرتا ہوں تو دوسرے فریق نے یعنی جن کے ساتھ حضرت ﷺ تھے جو ان کے مقابل میں تھے انہوں نے اپنے ہاتھ تیر اندازی سے روکے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تم کو کہ تیر اندازی نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح تیر اندازی کریں در حالانکہ آپ ان کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فَلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بَأْيَدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ قَالُوا كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا فَإِنَّا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

فائدہ: اور مراد معیت سے معیت قصد کرنے کی ہے خیر کی طرف اور احتمال ہے کہ ہوں قائم مقام محلل کے۔ اور مہلب نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس پر بادشاہ چڑھے بیچ جماعت تیر اندازوں کے تو لائق ہے اس کو یہ کہ نہ تعرض کرے اس کے لیے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے دوسرے کے فریق میں اس خوف سے کہ ان پر غالب نہ ہوں تو حضرت ﷺ مغلوبوں کے ساتھ ہوں گے پس بند رہے اس سے ادب کی وجہ سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ جس معنی کے لیے وہ بند رہے تھے وہ اس میں بند نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بند ہوئے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ معلوم کی انہوں نے اپنے ساتھیوں کی قوت قلوب سے جب کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ ہوئے اور یہ اعظم وجوہ سے ہے جو خبر دیتے ہیں فتح کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس کے ساتھ آپ ہوں گے وہ غالب ہوگا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جد اعلیٰ کا نام باپ رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حضرت ﷺ کے خلق کا بیان ہے اور آپ کی معرفت کا لڑائی کے امر میں اور اس میں بلانا ہے آباء اجداد کا جو نیک ہیں ان کی خصلتوں کی طرف اور عمل کرنا ساتھ مانند ان کے کے۔ اور اس میں حسن ادب ہے اصحاب کا حضرت ﷺ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۶۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْفَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَذْرِ حِجْنَ صَفَفْنَا لِقَرْنِشٍ وَصَفُّوا لَنَا إِذَا أَكْبَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالْبَلْبَلِ.

۲۶۸۵۔ ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے لڑنے کے لیے صف باندھی اور قریش نے ہمارے لڑنے کے لیے صف باندھی کہ جب وہ تمہارے نزدیک پہنچیں تو لازم پکڑو اپنے اوپر تیر مارنے کو یعنی ان کو تیر مارو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے تیروں کو باقی رکھو اور نہ کھینچو تلواریں کو یہاں تک کہ تمہارے سر پر پہنچ جائیں۔ پس ظاہر ہوا کہ حدیث کا معنی امر کرنا ساتھ ترک کرنے تیر اندازی کے اور لڑائی کے یہاں تک کہ ہوں اس لیے کہ اگر ان کو دور سے تیر ماریں گے تو کبھی ان کے پاس نہ پہنچے گا اور اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ قول حضرت ﷺ

کے کہ باقی رکھوائے تیروں کو اور یہ جو فرمایا کہ نہ کھینچو تلواروں کو یہاں تک کہ تم کوڑھائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قرب سے مراد جو تیر اندازی میں مطلوب ہے قرب نسبی ہے اس طرح سے کہ ان تک تیر پہنچ سکے نہ قرب قریب کہ آپس میں مل جائیں۔ (فتح)

بابُ اللّٰهُوَ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا۔ کھیلنا ساتھ برچھیوں اور مانند ان کی کے۔

فائدہ: یعنی اس کی طرح کے لڑائی کے ہتھیاروں سے۔ اور شاید اس نے اپنے قول نحوھا کے ساتھ اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ جو ابودود وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نہیں کھیل سے مشروع یا مطلوب مگر اب سکھانا مرد کا اپنے گھوڑے کو اور کھیلنا اپنی بیوی سے اور تیر اندازی کرنی اپنے کمان سے۔ (فتح)

۲۶۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حبشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو کنکری کی طرف جھکے اور کنکراٹھا کر ان کو مارے اس گمان سے کہ یہ کھیل باطل ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمران کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسجد میں کھیلتے تھے۔

۲۶۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا الْجَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعَهُمْ يَا عُمَرُ. وَزَادَ عَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ.

فائدہ: اس حدیث میں برچھیوں کا ذکر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوا ہے برچھیوں کا ذکر جیسا کہ نماز کے بیان میں گذر چکا ہے۔ ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو اور نہ معلوم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں یا گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں اور حیا کیا کہ ان کو منع کریں اور یہ اولیٰ ہے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیلتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پہلے احتمال کو منع نہیں کرتا اور احتمال ہے کہ ہوا نکار اس کا اس کے انکار کے مشابہ اوپر گانے عورتوں کے اور ان کی دین کے کام میں بہت شدت تھی خلاف اولیٰ پر بھی انکار کرتے تھے اور جد فی الجملہ اولیٰ ہے کھیل مباح سے اور لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس تھے درپے بیان جواز کے یعنی جائز ہے۔ (فتح)

بابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتَرَسُّ بِتَرَسٍ صَاحِبِهِ۔ باب ہے بیان میں ڈھال کے۔ اور بیان ہے اس شخص کا جو اپنے ساتھی کی ڈھال سے پردہ کرے یعنی پس نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ وجہ ان ترجموں کی اس شخص کا رد ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ ان آلات کا پڑنا توکل کے منافی ہے اور حق یہ ہے کہ حذر تقدیر کو دور نہیں کرتا لیکن تنگ کرتا ہے دوسرے کی راہوں کو اس چیز کی وجہ سے کہ انسان اس پر پیدا ہوا ہے۔ (فتح)

۲۶۸۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پردہ کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے ایک ڈھال سے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خوب تیر انداز تھے سو جب وہ تیر پھینکتے تھے تو حضرت ﷺ سر اونچا کر کیاس کے تیر گرنے کی جگہ کی طرف دیکھتے تھے۔

۲۶۸۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَرَسُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرَسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمَى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی کہتے ہیں کہ تیر انداز محتاج ہوتا ہے کہ اس کو کوئی پردہ کرے اس کے مشغول ہونے کے وجہ سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ تیر اندازی کرنے کی وجہ سے اس لیے کہ اس کو حضرت ﷺ اپنی ڈھال سے پردہ کرتے تھے۔

۲۶۸۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کی خود آپ کے سر پر توڑی گئی اور آپ کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بار بار پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کا چہرہ مبارک دھوتی تھیں تو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون کو دیکھا کہ کثرت سے پانی پر زیادہ ہوتا ہے تو قصد کیا طرف چٹائی کے سو اس کو جلایا اور اس کو حضرت ﷺ کے زخم پر لگایا تو خون بند ہوا۔

۲۶۸۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ وَأَذْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رِبَاعِيَّتُهُ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ يَحْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ فَلَمَّا رَأَتْ الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَالْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِهِ فَرَقَأَ الدَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ احد میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے۔ (فتح)

۲۶۸۹۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے مال اس قسم سے تھے کہ عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر کہ نہیں دوڑائے تھے مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ تو وہ مال حضرت ﷺ کے لیے خاص ہوئے خرچ کرتے تھے اپنے اہل پر خرچ سال بھر کا پھر باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں پر خرچ کرتے تھے سامان کرنے کے لیے راہ اللہ میں یعنی جہاد میں۔

۲۶۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ لَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض خمس میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ پھر باقی کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے سامان جہاد کے لیے اس لیے کہ ڈھال بھی جملہ آلات ہتھیاروں سے ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک ڈھال تھی تو کہا اس نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یہ وصیت نہ کی ہوتی کہ اپنے ہتھیاروں کو روک رکھ تو البتہ یہ ڈھال میں اپنی بعض اولاد کو دے دیتا۔ (فتح)

۲۶۹۰۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو نہیں دیکھا کہ کسی شخص کے حق میں کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں بعد سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے کہ تیرا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

۲۶۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ عَنْ عَلِيٍّ ح حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفِدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَرُمُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

فائدہ: اور دخول اس حدیث کا اس جگہ غیر ظاہر ہے اس لیے کہ یہ ترجمہ کے کسی رکن کے موافق نہیں اور ایک روایت میں باب کا لفظ بغیر ترجمہ کے ہے اور اس کے لیے مناسبت ہے پہلے باب سے اس لیے کہ تیرا انداز نہیں بے پرواہ ہے کسی چیز سے کہ بچائے ساتھ اس کے اپنی جان کو غیر کے تیر سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز تفدیہ کا ہے اور اس

کی پوری شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں ڈھال کے۔

بَابُ الدَّرَقِ.

فائدہ: یعنی جواز پکڑنے اس کے کایا اس کی مشروعیت۔ (فتح)

۲۶۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے اور میرے پاس چھوٹی چھوٹی دو لڑکیاں تھیں جو لڑائی بھات کی بہادری کے گیت گاتی تھیں تو حضرت ﷺ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیرا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ پیغمبر کے نزدیک شیطانی باجے کا کیا کام تو حضرت ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ غافل ہوئے میں نے ان کو اشارہ کیا تو وہ نکل گئیں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ عید کا دن تھا حبشی ڈھالوں اور برھیوں سے کھیلتے تھے سو یا تو میں نے حضرت ﷺ سے التماس کی یا حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا تو دیکھنا چاہتی ہے میں نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا رخسار آپ کے رخسار مبارک پر تھا اور فرماتی تھی کہ لو اے ارفدہ (جس کے جد کا نام) کی اولاد اپنی ڈھال اور برھیوں کو یہاں تک کہ جب میں اداس ہوئی تو فرمایا کہ کیا بس میں نے کہا ہاں فرمایا پس جا۔

۲۶۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرُو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَغْنِيَانِ بِغَنَاءٍ بَعَثْتُ فَاصْطَلَجَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوْلَ وَجْهِهِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزَتْهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمٌ عِيدٌ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالْذَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَلَمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا قَالَ تَشْتَهِيَنَّ تَنْظِيرَيْنِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَأَاهُ خَدَّيْ عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ دُونَكُمْ بَنِي أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مَلَلْتُ قَالَ حَسْبُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَحْمَدُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈھال کر رکھنا جائز ہے۔

باب ہے بیان میں حمائل کے یعنی وہ چیز کہ ہار ڈالی جاتی ہے ساتھ اس کے تلوار اور لڑکاتا تلوار کا گردن میں۔

بَابُ الْحِمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ.

۲۶۹۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ بہترین سب لوگوں میں اور دلاور تر سب لوگوں میں اور ایک رات

۲۶۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَتَا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

مدینے والے گھبرائے یعنی ایک آواز ہولناک آئی تو لوگ آواز کی طرف نکلے تو ان کو حضرت ﷺ آگے سے آٹے اور خبر کی تحقیق کی کہ کچھ نہ تھا اور آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نئے گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی اور فرماتے تھے کہ مت گھبراؤ پھر فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یا یوں فرمایا کہ البتہ وہ دریا ہے یعنی نہایت تیز قدم ہے۔

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوا نَحْوَ الصُّوتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا لَمْ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہ میں گزر چکی ہے۔ اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ آپ کی گردن میں تلوار تھی پس دلالت کی اس کے جواز پر۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ بخاری کا مقصد ان ترجموں سے یہ ہے کہ بیان کرے حل سلف کا بیچ ہتھیاروں لڑائی کے اور وہ چیز کہ گزر چکی ہے استعمال اس کے سے حضرت ﷺ کے زمانے میں تاکہ ہو خوش تر نفس کے لیے اور نفی کرنے والی بدعت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ زیور اور لوہا کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جواز اور عدم جواز کی۔ (فتح)

۲۶۹۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ لَقَدْ فَتَحَ الْفَتْوحُ قَوْمٌ مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُّيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيُّ وَالْأُنْكَ وَالْحَدِيدُ.

۲۶۹۳۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ ایک قوم نے کافروں کے شہر فتح کیے نہ تھا زیور ان کی تلواروں کا سونا اور نہ چاندی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کا زیور کپاچہ اور قلعی اور لوہا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ابوامامہ کے پاس گئے اس نے ہماری تلواروں میں چاندی کا کچھ زیور دیکھا پس غضناک ہوئے پھر یہ حدیث فرمائی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیور کرنا تلواروں وغیرہ آلات حرب کا ساتھ غیر چاندی اور سونے کے اولیٰ ہے اور جو اس کو مباح رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ زیور کرنا تلواروں کا ساتھ چاندی سونے کے سوائے اس کے نہیں کہ مشروع ہوا ہے دشمن کو ڈرانے کی وجہ سے اور حضرت ﷺ کے اصحاب اس

سے بے پرواہ تھے ان کی شدت کی وجہ سے اپنے نفسوں میں اور ان کی قوت کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں۔ (فتح)
 بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ
 عِنْدَ الْقَائِلَةِ.

۲۶۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
 عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي
 سِنَانٍ الدَّوْلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 أَخْبَرَا أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَذَرَ كَتَمَهُمُ
 الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِصَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ
 يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمَرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا
 سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ
 أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي
 وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلَاتًا
 فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللَّهُ ثَلَاثًا وَلَمْ
 يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

۲۶۹۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے
 حضرت ﷺ کے ساتھ نجد (ایک ملک کا نام ہے یمن اور عراق
 کے درمیان) کی طرف جہاد کیا سو جب حضرت ﷺ وہاں
 سے پلٹے تو جابر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پلٹے تو ان کو ایک بہت
 خاردار درختوں والے نالے میں دوپہر آئی تو حضرت ﷺ
 اترے اور لوگ سایہ پکڑنے کے لیے درختوں میں جدا جدا
 ہوئے اور حضرت ﷺ ایک کیکر کے درخت کے تلے اترے
 اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی اور ہم تھوڑا سا سوئے تو
 اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہم کو بلاتے ہیں اور
 اچانک آپ کے پاس ایک دیہاتی ہے تو حضرت ﷺ نے
 فرمایا کہ اس آدمی نے میری تلوار مجھ پر کھینچی اور میں سویا تھا تو
 میں جاگ اٹھا اور اس کے ہاتھ میں نگلی تلوار تھی تو اس نے
 کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تجھ کو مجھ سے
 کون بچائے گا میں نے تین بار کہا اللہ بچائے گا تجھ کو مجھ کے
 مارے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو حضرت ﷺ نے اس
 سے بدلہ نہ لیا اور وہ آپ کے پاس بیٹھا اور ایک روایت میں
 اتنا زیادہ ہے کہ پس تلوار کو میان میں ڈالا پس وہ یہ بیٹھا ہے
 پس اس کو عقاب نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس سے غرض یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک درخت کے
 تلے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی۔ (فتح)
 بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ.

فائدہ: اور خود وہ ہے جو پہنی جاتی ہے سر پر آلات ہتھیاروں سے۔ (فتح)

باب ہے خود کے پہننے کے بیان میں۔

٢٦٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَارِثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ
جُرْجٌ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَسِيرَتِ رَبَاعِيَّتُهُ وَهَشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى
رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلَى يَمْسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ
الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا
فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ الزَّقَتْهُ
فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کا سر پر پہننا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرْكَسِرِ السِّلَاحَ عِنْدَ الْمَوْتِ.

جو نہیں دیکھتا یعنی اعتقاد نہیں کرتا توڑنا ہتھیاروں کا وقت مرنے کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب ان میں کوئی رئیس مرنے لگتا تو ہتھیار توڑ ڈالتے تھے اور چوپایوں کی کونچیں کاٹ ڈالتے تھے اور اکثر اوقات وصیت کر جاتا تھا اس کے لیے اور ابن مسیر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے عمل جاہلیت کے بند ہونے کی طرف کہ اس کو غیر اللہ کے لیے کرتے تھے اور باطل ہونے اس کے اثر کے اور چھپانے اس کے ذکر کے برخلاف سنت مسلمانوں کے بیچ تمام ان کاموں کے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس شخص کی کہ جس سے منقول ہے کہ اس نے اپنا نیزہ توڑ اصطدام یعنی جنگ کے وقت تاکہ غنیمت نہ کرے اس کو دشمن اگر وہ مارا جائے اور اپنی تلوار کامیان توڑ ڈالا اور اپنی تلوار سے لڑا جہاں تک کہ مارا گیا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جنگ موتہ میں اسی طرح کیا۔ پس اشارہ کیا بخاری نے اس کی طرف کہ یہ فعل جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اپنے اجتہاد سے ہے اور اصل یہ ہے کہ مال کا تلف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ ایک چیز محقق کرتا ہے امر غیر محقق میں۔ (فتح)

۲۶۸۶- عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا مگر ہتھیار اور سفید نجر اور زمین کہ

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

اس کو اللہ کی راہ میں وقف کیا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَهُ بَيْضَاءً وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

فائدہ: اور کرمانی نے گمان کیا ہے کہ مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ پر قرض تھا اور نہ بیچی اس نے کوئی چیز اپنے ہتھیاروں سے اگرچہ آپ کی زرہ گروی تھی بنا بر اس کے پس مراد ساتھ توڑنے ہتھیاروں کے بیچنا ان کا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے دور ہونا اس توجیہ کا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں جدا جدا ہونا لوگوں کا امام سے وقت دوپہر کے اور سایہ پکڑنا ساتھ درختوں کے۔

بَابُ تَفْرِيقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْطِلَالِ بِالشَّجَرِ.

۲۶۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدَّوْلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذْرَكَتَهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرٍ الْعِصَاهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِصَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ قُلْتُ اللَّهُ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

یہ وہ شخص بیٹھا ہوا ہے پھر آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ قرطبی نے کہا کہ یہ دلالت کرتی ہے

اس پر کہ اس وقت میں کوئی آدمی حضرت ﷺ کی نگہبانی نہ کرتا تھا بخلاف اس کے کہ اول امر میں تھے کہ اس وقت آپ کی نگہبانی کی جاتی تھی پھر آیت اتری کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا لیکن ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ایک قصے میں اتری اور اس کے نازل ہونے کا سبب یہی قصہ ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کہا جائے گا کہ حضرت ﷺ چوکیداری کروانے میں مختار تھے پس کبھی اس کو چھوڑتے تھے اپنے یقین کے قوی ہونے کی وجہ سے۔ پس جب یہ قصہ واقع ہوا اور یہ آیت اتری تو آپ نے چوکیداری موقوف کروائی۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ. باب ہے بیان میں اس چیز کے جو نیزوں میں کہی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ رکھنے ان کے کے اور ان کے استعمال کرنے کے یعنی اس کی فضیلت سے۔ (فتح)

وَيَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الدَّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي. یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ میرا رزق میرے نیزے کے سائے کے نیچے ٹھہرایا گیا یعنی مال غنیمت کا اور میرا مخالف ذلیل اور خوار کیا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے نیزے کی فضیلت کی طرف اور اس امت کے لیے غنیمتوں کے حلال ہونے کی طرف اور اس چیز کی طرف کہ حضرت ﷺ کا رزق اس میں ٹھہرایا گیا ہے نہ اس کے سوا اور کسوں میں۔ اس لیے بعض علما نے کہا کہ یہ سب کسبوں سے افضل ہے اور خواری سے مراد جزیہ لینا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ میرے تیر کے سائے کے تلے تو اس میں اشارہ ہے کہ اس کا سایہ دراز کیا گیا ہے ابد الابد تک یعنی ہمیشہ رہے گا اور نیزوں کے ذکر پر اقتضار کرنے کی وجہ دوسرے ہتھیاروں سے مانند تلوار کی یہ ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ گردانے جھنڈوں کے نیزوں کی طرف پس جب کہ نیزے کا سایہ اسبغ ہے تو ہوگی نسبت روزی کی طرف اس کے لائق تر ہے اور تحقیق تعرض کیا ہے دوسری حدیث میں تلوار کے سائے سے جیسا کہ آگے آئے گا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے۔ پس منسوب کیا گیا رزق نیزے کے سائے کے تلے کی طرف اس وجہ سے کہ میں نے ذکر کی ہے کہ مقصود نیزے سے جھنڈا ہے اور نسبت کی گئی ہے بہشت کی تلواروں کے سایے کی طرف اس لیے کہ شہادت واقع ہوتی ہے اس کے ساتھ اکثر اوقات۔ اور نیز اس لیے کہ تلوار کا سایہ اکثر ظاہر ہوتا ہے ساتھ کثرت حرکت تلوار کے لڑنے والے کے ہاتھ میں اور نیز اس لیے کہ سایہ تلوار کا نہیں ظاہر ہوتا مگر اس کے مارنے کے بعد اس لیے کہ اس سے پہلے مغمود اور معلق ہوتی ہے۔ (فتح)

۲۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ۲۶۹۸۔ ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے

مَا لِكَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
إِذَا كَانَ بَعْضُ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ
أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ
فَرَأَى حِمَارًا وَحَشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرْسِهِ
فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَنَالُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا
فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى
الْحِمَارِ لَفَقَتْلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضُ
فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ
أَطَعَمَكُمُوهَا اللَّهُ. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ
الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ
مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ.

ساتھ تھا یہاں تک کہ جب وہ مکے کی بعض راہ میں تھے تو اپنے
یاروں کے ساتھ جدا ہوا کہ احرام باندھے تھے اور وہ احرام
سے نہ تھا تو اس نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو اپنے گھوڑے پر
سوار ہوا تو اس نے اپنے یاروں سے اپنا کوزا مانگا تو انہوں نے
نہ دیا پھر اس نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو بھی انہوں نے نہ
مانا تو اس نے اس کو خود اتر کر لیا پھر جنگلی گدھے کو ڈانٹا اور مار
ڈالا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اس کا گوشت کھایا اور بعض
نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت ﷺ کو پایا تو آپ
سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو ایک
کھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا اور ایک روایت میں اتنا
زیادہ ہے کہ فرمایا کیا تمہارے ساتھ اس کا گوشت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ اس نے ان سے
اپنا نیزہ مانگا تو انہوں نے نہ دیا۔ (فتح)

بیان اس چیز کا کہ کبھی گئی ہے بیچ زرہ حضرت ﷺ کی
کے اور حکم پوشاک کا لڑائی میں۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيصِ فِي الْحَرْبِ.

فائدہ: یعنی آپ کی زرہ کس چیز سے تھی اور پوشاک کے پہننے کا کیا حکم ہے۔ (فتح)

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لیکن خالد پس اس کا تو
یوں حال ہے کہ اس نے اپنی زرہوں کو اللہ کی راہ میں بند
کر رکھا ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا
خَالِدٌ فَقَدْ احْتَبَسَ أَذْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مع شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے ذکر کرنے کے ساتھ اس طرف کہ بے شک جیسے کہ حضرت ﷺ نے زرہ پہنی ہے اس چیز میں کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ویسے ہی ذکر کیا زرہ کو اور منسوب کیا اس کو بعض بہادر اصحاب کی طرف پس دلالت کی اس نے اس کے مشروع ہونے پر اور یہ کہ اس کا پہننا توکل کے منافی نہیں۔ (فتح)

۲۶۹۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک قبة میں یعنی خیمے میں تھے کہ الہی میں تجھ سے تیرا قول قرار چاہتا ہوں یعنی تیرے عہد اور بیان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اسلام کی مدد کرنے میں کیا ہے الہی اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو اتنی دعا کافی ہے کہ آپ نے پرلے سرے کی اپنے رب سے التجا کی اور حالانکہ حضرت ﷺ زرہ میں تھے تو حضرت ﷺ قبة سے باہر آئے اور آپ کہتے تھے کہ شکست کھائے گی جماعت کافروں کی اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت بڑی اور بڑی کڑوی ہے۔

۲۶۹۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ اللَّهِ هَمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبِدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ أَلْحَمْتُ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الذَّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ «سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونُ الذُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ». وَقَالَ وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اپنی زرہ میں تھے۔ (فتح)

۲۷۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی بدلے میں صاع جو کے۔

۲۷۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ وَقَالَ مَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَقَالَ رَهْنَهُ دِرْعًا

مِنْ حَدِيثٍ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ آپ کی زرہ گردی تھی اور اس کی شرح کتاب الرهن میں گزر چکی ہے۔

۲۷۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہات ایسے ہے جیسے دو مردوں کی کہات ہے جن پر دو کرتے یاد دوزر ہیں ہوں لوہے کی باندھے ہوئے ہیں ہاتھ ان کے گردن تک جب کہ ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے والا خیرات کا تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی نقش قدم پر گھسٹی جاتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو ہر ایک حلقہ زرہ کا دو سے حلقے سے مل جاتا ہے اور زرہ اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گردن تک کھینچ جاتے ہیں اور وہ کوشش کرتا ہے کہ زرہ کشادہ سو وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

۲۷۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ أُيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَعْفَى أَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوسِعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر دو کرتوں کا ہے پس تحقیق وہ مروی ہے باء کے ساتھ اور یہ مناسب ہے قیص کے ذکر کے لیے ترجمہ میں اور نون کے ساتھ مروی ہے اور وہ مناسب ہے زرہ کے لیے اور محل استشہاد ترجمہ کا یہ ہے اگرچہ مثل بہ مثل ہیں نہیں شرط کیا تا جو داس کاچہ جائیکہ مشروع ہو اس جہت سے ہے کہ اس نے تمثیل بیان کی ہے ساتھ زرہ نجی کی کے پس تشبیہ نجی محمود کی ساتھ زرہ کے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ زرہ محمود ہے اور موضوع شاہد کی اس سے زرہ نجی کی ہے نہ زرہ بخیل کی۔ اور گویا کہ اس نے قائم کیا نجی کو مقام شجاع کے دونوں کے لازم ہونے کی وجہ سے آپس میں اکثر اوقات اور اس طرح ان کی ضد۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ نجی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے ہاتھ دل کے ارادے کی اطاعت کرے ہیں اور بخیل کی خیرات کرتے ہوئے جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے اس کا دل تنگی کرتا ہے اور دینے کو ہاتھ باہر نہیں نکلتے گویا کہ اس نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

باب ہے بیان میں کرتے پہننے کے سفر میں اور لڑائی میں۔

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ.

۲۷۰۲۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۲۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

قضائے حاجت کو گئے پھر آئے اور میں آپ کو آگے سے پانی لے کر ملا آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنی آستینوں سے نکالے لگے سو دونوں آستینیں تنگ تھیں تو دونوں ہاتھ اس کے نیچے سے نکالے پھر ان کو دھویا اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونوں موزوں پر۔

عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى مُسْلِمٌ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُعِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَقِيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلِيهِ جُبَّةٌ شَامِيَةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَشَقَّ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَيْهِ فَكَانَا صَافِقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)
بَابُ الْحَرِيرِ فِي الْحَرْبِ.

۲۷۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی کرتا پہننے کی اجازت دی کھلی کی وجہ سے کہ دونوں کو تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے جوؤں کی شکایت کی اور ممکن ہے تطبیق اس طرح سے کہ کھلی حاصل ہوئی تھی بسبب جوؤں کے پس نسبت کی گئی علت ایک بار طرف سبب کے اور ایک بار طرف سبب کے سبب کے اور لیکن قید کرنا اس کا لڑائی کے ساتھ پس شاید کہ لیا ہے بخاری نے اس کو اس کے قول سے ہمام کی روایت میں کہ میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا اور ابو داؤد کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ اس کو سفر میں کھلی تھی اور تحقیق اس نے اس کے لیے باب باندھا۔ ہے لباس میں۔ باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے مردوں کے لیے ریشم کے لیے کھلی کی وجہ سے۔ اور نہیں قید کیا اس کو ساتھ لڑائی کے۔ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ جرب ترجمہ میں جیم اور راء کے فتح کے ساتھ ہے اور نہیں ہے ہسا کہ اس نے گمان کیا اس لیے کہ نہ باقی رہے گی اس کے لیے باب الجہاد میں کوئی مناسبت اور لازم آئے گا اس سے دوبارہ لانا باب کا لباس میں اس لیے کہ حکم اور جرب ہم معنی ہیں اور کیا ہے طبری نے اس کے جواز کو جہاد کے لیے استنباط کرتے ہوئے اس کے جائز ہونے کے کھلی کے لیے پس کہا اس نے کہ دلالت کی کھلی کی وجہ سے پہننے کی رخصت نے اس پر کہ بے شک جو قصد کرے اس کے پہننے کا اس چیز میں وہ اعظم ہے کھلی کے دکھ سے مانند دفع کرنے ہتھیاروں دشمن کے اور مانند اس کے کہ وہ جائز ہے پس پیر دی کی ہے ترمذی

نے بخاری کی اور ترجمہ باندھا ہے اس کے لیے بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرَبِ فِي الْحُوبِ پھر مشہور قائلین جواز سے ہے کہ یہ سفر کے ساتھ خاص نہیں اور بعض شافعیہ سے روایت ہے کہ وہ سفر کے ساتھ خاص ہے اور قرطبی نے کہا کہ حدیث حجت ہے منع کرنے والے پر مگر یہ کہ دعویٰ کرے کہ یہ جواز زیر اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے اور یہ دعویٰ صحیح نہیں میں کہتا ہوں کہ میل کی ہے اس کی طرف عمر رضی اللہ عنہ نے پس ابن عساکر نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ پر ریشمی کرتا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے تو ذکر کیا اس کے لیے خالد رضی اللہ عنہ نے زیر اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کا قصہ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو بھی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی طرح ہے پھر حاضرین کو فرمایا تو انہوں نے اس کو پھاڑ ڈالا اور تحقیق اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے پہننے میں پس منع کیا ہے مالک اور ابو حنیفہ نے مطلقاً اور شافعی اور ابو یوسف نے کہا کہ ضرورت کے لیے جائز ہے اور ابن ماثون سے روایت ہے کہ مستحب ہے پہننا اس کا لڑائی میں اور مہلب نے کہا کہ پہننا اس کا لڑائی میں دشمن کو ڈرانے کے لیے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ رخصت ہے اکڑ کر چلنے کی لڑائی میں اور نووی نے کہا کہ حکمت ریشم کے پہننے میں کھلی کے لیے یہ ہے کہ اس میں سردی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ ریشم تو گرم ہے اور ٹھیک بات تو یہ ہے کہ حکمت تو اس میں واسطے خاص کے لیے ہے جو اس میں ہے دفع کرنے کے لیے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے کھلی مانند جوؤں کے۔ (فتح)

۲۷۰۴۔ اُس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد الرحمن اور زیر رضی اللہ عنہما نے حضرت رضی اللہ عنہ کی طرف شکایت کی یعنی جوؤں کی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے ریشم پہننے کی اجازت دی تو میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا۔

۲۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. ح. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَرُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْينِي الْقَمَلُ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرَبِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ.

۲۷۰۵۔ اُس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف اور زیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔

۲۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرَبٍ.

www.KitaboSunnat.com
اُس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو رخصت دی یعنی ریشم پہننے کی کھلی کی وجہ سے کہ ان دونوں

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

کوئی۔

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے چھری میں۔

رَخَّصَ أَوْ رَخَّصَ لَهَا لِحِكْمَةٍ بِهِمَا.
بَابُ مَا يُذَكَّرُ فِي السَّكِينِ.

۲۷۰۶۔ عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بکری کے مونڈھے سے گوشت کھاتے تھے یعنی اس سے کاٹتے تھے پھر نماز کی طرف بلائے گئے تو آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ کیا بلکہ پہلے وضو پر کفایت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ چھری کو ڈال دیا۔

۲۷۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ كَيْفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَالْقَى السَّكِينِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ (وہاں شرح مفصل کی گئی ہے)۔

باب مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ.
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ لڑائی روم کی۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے اور اختلاف کیا گیا ہے روم میں اکثر اس پر ہیں کہ وہ عیسیٰ بن اسحاق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں اور نام جدان کے کا بعض کہتے ہیں کہ رومانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابن لیطان بن یوسف بن نوح ہے۔ (فتح)

۲۷۰۷۔ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ اول لشکر میری امت سے جو سمندر میں جہاز پر چڑھ کر کافروں سے جہاد کرے گا ان کے لیے بہشت واجب ہوئی ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھ کو ان میں شریک کرے فرمایا تو بھی ان میں ہوگی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت کا جو روم والے بادشاہ قسطنطین سے لڑے گا بخش دیے گئے ہیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں بھی ان میں ہوں فرمایا نہیں یعنی تو ان میں داخل نہیں۔

۲۷۰۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْقَسِّيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بَنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوَّلَ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ

أَوْجِبُوا قَالَتْ أَمْ حَرَامٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتَ فِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي
 يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا
 فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا.

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں فضیلت ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ پہلے پہل اس نے دریا میں سوار ہو کر جہاد کیا اور فضیلت ہے اس کے بیٹے یزید کے لیے (قول مہلب کا یزید کے حق میں مردود ہے ساتھ دلائل قطعیہ کے مقرر ثقفی نے اس سے بڑھ کر کام کئے تھے آخر مردود ہو کر مر گیا) اس سے کہ پہلے پہل اس نے قسطنطیہ پر جہاد کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اور ابن نمیر نے جس کا حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کے داخل ہونے سے اس عموم میں یہ کہ نہ نکالا جائے ساتھ دلیل خاص کے اس لیے کہ نہیں اختلاف ہے اہل علم کو کہ قول حضرت ﷺ کا مغفور لہم مشروط ہے ساتھ اس کے کہ ہوں اہل مغفرت سے یعنی مغفرت کے لائق ہوں یہاں تک کہ اگر ان غازیوں میں سے اس کے بعد کوئی مرتد ہو جائے تو اس عموم میں بالاتفاق داخل نہ ہوگا پس دلالت کی اس نے کہ مراد مغفور لہم کے وہ شخص ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے اور لیکن قول ابن تین کا کہ احتمال ہے کہ یزید اس لشکر کے ساتھ حاضر نہ ہوا ہو تو یہ مردود ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ لڑنے کے ساتھ مباشر نہ ہوگا تو ممکن ہے پس تھا وہ سردار اس لشکر کا بالاتفاق اور جائز رکھا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ شہر قیصر کے وہ شہر ہے جس میں وہ تھا جس دن حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور وہ حصہ ہے اس وقت اس کی دار السلطنت وہی شہر تھا اور یہ دفع ہوتا ہے اس کے ساتھ کہ حدیث میں ہے کہ جو سمندر میں جہاد کریں گے وہ اس سے پہلے ہے اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا ان میں تھی اور حصہ فتح کیا تھا اس جہاد سے پہلے جس میں ام حرام رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ جنگ یزید کی ہجرت کے باون سال میں تھی اور اس حدیث میں ترغیب ہے شام میں بسنے کی۔ (فتح)

باب قِتَالِ الْيَهُودِ۔ باب ہے بیان میں پیشین گوئی حضرت ﷺ کی ساتھ لڑنے کے یہود سے۔

۲۷۰۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑو گے تم اے مسلمانوں یہود سے یہاں تک کہ پتھر کے چھپے یہودی چھپے گا تو پتھر کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

۲۷۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ
 حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ

حَتَّى يَخْتَبِيَ أَحَدُهُمْ وَرَأَى الْحَجَرَ
فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ
فَأَقْتُلَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مخاطب کرنا ایک شخص کو اور مراد اس کا غیر ہو جو اس کے قول کے ساتھ قائل ہو اور اس کے اعتقاد کا معتقد ہو اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ جس وقت کی طرف حضرت ﷺ نے اشارہ کیا تھا وہ ابھی نہیں آیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ تم لڑو گے مسلمانوں کو خطاب کرنا ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خطاب شفاہی عام ہوتا ہے مخاطبین کو اور جو ان کے بعد ہیں اور لیکن اتفاق ہے حکم کی جہت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف بیچ غائب لوگوں کے کہ کیا غائبوں کو بھی نفس خطاب سے حکم واقع ہوا ہے یا بطریق الحاق کے اور حدیث تائید کرتی ہے اس شخص کی جس کا پہلا مذہب ہے اور اس میں اشارہ ہے دین اسلام کے باقی رہنے کی طرف یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ اتریں پس عیسیٰ علیہ ہی دجال سے لڑیں گے اور جڑا کھاڑ ڈالیں گے یہود کی جو دجال کے تابع دار ہیں اور اس کا پورا بیان علامات النبوة میں آئے گا۔ (فتح)

۲۷۰۹۔ ۲۷۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ہوگی قائم قیامت یہاں تک کہ اے مسلمانوں تم یہودیوں کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمانوں یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

۲۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَمَّارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ
أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى
يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَأَى الْيَهُودِيَّ يَا مُسْلِمُ
هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَأَقْتُلَهُ.

باب ہے بیان میں لڑائی ترک کے کہ آخر زمانہ میں واقع ہوگی۔

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ.

فائدہ: اور ترک کی اصل میں اختلاف ہے پس خطابی نے کہا کہ وہ قسطنطین کی اولاد ہیں جو ابوجہیم رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں اور ابو عمر نے کہا کہ یافث کی اولاد سے ہیں اور وہ کئی قسم ہیں اور وہب بن منہ نے کہا کہ وہ یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں کہ جب ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس وقت بعض لوگ یاجوج ماجوج سے غائب تھے تو وہ دیوار سے باہر اپنی قوم کے ساتھ داخل نہ ہوئے پس نام رکھا گیا ان کا ترک اور بعض کہتے ہیں کہ وہ تبع کی اولاد ہیں۔ (فتح)

۲۷۱۰۔ عمرو بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں اور قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جن کے منہ چوڑے ہیں گویا کہ منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تہہ بہ تہہ جی ہوئی یعنی ان پر چڑا ہوا یعنی ان کے منہ گول اور مولے مولے ہیں۔

۲۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ ثَعْلَبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَتَّعِلُونَ نَعَالَ الشَّعْرِ وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوْهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ.

فائدہ: یہ حدیث اور جو اس کے بعد ہے ظاہر ہے اس میں کہ جو لوگ بالوں کی جوتیاں پہنتی ہیں وہ ترک کے غیر ہیں۔ (فتح)

۲۷۱۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو تم ترک سے چھوٹی آنکھوں والے سرخ منہ والے چپے ناکوں والے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہہ بہ تہہ جی ہوئی اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں۔

۲۷۱۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْوَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأَنْوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالُهُمُ الشَّعْرُ. بَابُ قِتَالِ الدِّينِ يَتَّعِلُونَ الشَّعْرَ.

باب ہے بیان میں ان لوگوں کی لڑائی ہے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں۔

۲۷۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس قوم سے لڑو گے کہ ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہہ بہ تہہ جی ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی آنکھوں

۲۷۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالُهُمُ

والے چپے ناکوں والے۔

الشَّعْرُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا
كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ. قَالَ
سُفْيَانُ وَزَادَ فِيهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ
الْأُنُوفِ كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ.
بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيمَةِ
وَنَزَلَ عَنْ ذَاتِهِ وَاسْتَنْصَرَ.

جو صف باندھے اپنے یاروں کی وقت شکست کے۔ یعنی
صف باندھے ان کی جو اس کے ساتھ ثابت رہے بعد
بھاگنے اس شخص کے کہ بھاگا اور اپنے چوپائے سے
اترے اور فتح چاہے اللہ سے۔

۲۷۱۳۔ ابو اسحق سے روایت ہے کہ میں نے براءؓ سے
سنا اور حالانکہ ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم
جنگ حنین کے دن بھاگے تھے اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی
حضرت ﷺ نے تو پیٹھ نہیں پھیر لیکن آپ کے اصحاب سے
نوجوان اور ہلکے لوگ نکلے اس حال میں کہ ننگے تھے ان کے
پاس ہتھیار نہ تھے سو تیر انداز قوم کے سامنے آئے جو ہوازن
اور بنی نصر کی جماعت تھے نہ قریب تھا کہ ان کا تیر زمین پر
گرے یعنی خالی جائے تو ہوازن نے ان کو تیر مارے نہ قریب
تھا کہ چوکے یعنی ان کا تیر نشانے سے چوکتا نہ تھا تو وہ اصحاب
پھرے اس جگہ سے طرف حضرت ﷺ کی اور حضرت ﷺ
اپنے فخر سفید پر سوار تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابو سفیانؓ
فخر کی باگ کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ اترے اور اللہ سے مدد
چاہی پھر فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں
عبدالمطلب کا بیٹا ہوں پھر اپنے اصحاب کی صف باندھی۔

۲۷۱۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّائِيُّ
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ
سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ
يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حَنْينٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا
وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَأَخِفَاءُ هُمْ
حُسْرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ فَاتُوا قَوْمًا رَمَاةَ جَمْعٍ
هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ
مِنْهُمْ فَرَشَقُهُمْ رَشَقًا مَا يَكَادُونَ
يُخِطُّونَ فَاقْبَلُوا هَذَا إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَعْلِيهِ الْبَيْضَاءِ
وَأَبْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ
أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ
صَفَّ أَصْحَابَهُ.

فائدہ: اور یہ بعد اس کے تھے کہ آپ اترے اور مدد چاہی یعنی اللہ سے بعد اس کے کہ کافروں کو مٹی کی مٹی ماری

اور اس کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْهَرِيمَةِ
وَالزَّلْزَلَةِ.

۲۷۱۴۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہم کو نماز وسطیٰ یعنی بیچ کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

۲۷۱۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا
عِيسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ
الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا
عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کے آخر میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کی صف باندھی۔ اس حدیث میں بد دعا ہے اور ان کے ساتھ اس کے کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے اور اس میں ان پر شکست کی دعائیں لیکن یہ ہزیمت پکڑی جاتی ہے زلزلے کے لفظ سے اس لیے کہ ان کے گھروں کے جلانے میں نہایت ترزل ہے ان کی جانوں کے لیے۔ (فتح)

۲۷۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قنوت میں دعا کیا کرتے تھے کہ الہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الہی نجات دے ولید بن ولید کو الہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الہی نجات دے عکے کے دبے ہوئے مسلمانوں کو الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

۲۷۱۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ
ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي الْقُنُوتِ اللَّهُمَّ أَنْجِ
سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ
الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ
اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ
سَيِّئِينَ كَيْسِيَّ يُوسُفَ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں بطور عموم کے ہے اس لیے کہ سخت عذاب میں ترجمہ باب بھی داخل ہے پس مراد یہ ہے کہ سخت ڈال ان پر سختی اور عقوبت اور پکڑ سختی اور اس کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

۲۷۱۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

۲۷۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَنَجِرَتْ جَزُورُ بَنَاتِهِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لَا أَبَى جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ وَأَبَتِي بْنُ خَلْفٍ وَعُتْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلْبٍ بَدْرٍ قَتَلَنِي قَالَ أَبُو

۲۷۱۶۔ عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ نے کافروں پر بددعا کی سو فرمایا کہ اے الہی! اتارنے والے قرآن کے جلد حساب لینے والے الہی شکست دے کفار کے گرد ہوں کو الہی شکست دے ان کو اور ان کو ڈگمگادے۔

فائدہ: جنگ احزاب کے دن کفار نے مدینے کو گھیر لیا تھا حضرت ﷺ کی دعا سے نہایت سرد ہوا چلی کفار گھبرا کر بھاگ گئے اور یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اور مراد دعا ہے ان پر جب کہ بھاگیں یہ کہ ان کو قرار نہ دے اور داود نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ان کی عقل ماری جائے اور ان کے پاؤں کا پھٹنے لگیں لڑائی کے وقت پس نہ ثابت رہیں۔ (فتح)

۲۷۱۷۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے سایے میں نماز پڑھتے تھے سو ابو جہل اور قریشیوں نے کہا اور حالانکہ مکے کے ایک کنارے میں اونٹ ذبح ہوا تھا تو انہوں نے کچھ آدمی بھیجے وہ ان کی اوجھری لائے اور رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی تو فاطمہؓ آئیں اور اس کو حضرت ﷺ کی پیٹھ سے اتارا اور حضرت ﷺ نے ان کو بددعا کی کہ الہی پکڑ لے قریش کو یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا (یعنی اولاً مجمل قریش کو ذکر کیا پھر بڑے بڑے موزیوں کا مفصل نام لیا) فرمایا کہ الہی پکڑ لے ابو جہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ اور ابی بن خلف کو اور عتبہ بن ابی معیط کو عبد اللہؓ نے کہا کہ میں نے ان کو جنگ بدر میں دیکھا کہ مارے گئے اور وہ بدر کے کنوئیں میں ڈالے گئے ابو اسحق سے روایت کی ہے کہ ساتواں امیہ بن خلف ہے اور شیبہ نے کہا کہ امیہ یا ابی ہے۔ اور صحیح امیہ ہے۔

إِسْحَاقُ وَنَسِيتُ السَّابِعَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ يُونُسُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أُمِّيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ أُمِّيَّةُ أَبِي وَالصَّحِيحُ أُمِّيَّةُ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ میں نے تقریر کی باب کی دوسری حدیث میں۔ (فتح)

۲۷۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت عائشہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ السام علیکم تم کو موت ہو تو میں نے ان کو لغت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے ان کو لغت کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا اور تم پر۔

۲۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَلَعَنَتْهُمْ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ أَوْلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

فائدہ: اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے اس کے آخر میں کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی پس اس میں جائز ہونا دعا کا ہے مشرکین کے خلاف اگرچہ دعا کرنے والا خوف کرے کہ وہ اس پر بددعا کریں گے اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیعاد ان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ.

فائدہ: مراد کتاب اول سے توراۃ اور انجیل ہے اور کتاب ثانی سے مراد وہ چیز ہے کہ عام تر ہے اس سے اور قرآن سے اور غیر اس کے سے۔ (فتح)

۲۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روم کے بادشاہ کی طرف لکھا کہ اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہو تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی اور ان کی گمراہی کا عذاب تجھ پر ہو گا۔

۲۷۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَمِّيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ أُمِّيَّةُ أَبِي وَالصَّحِيحُ أُمِّيَّةُ.

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ
وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ
الْأَرَبِيِّينَ.

فائدہ: اور ہدایت کرنا اہل کتاب کا اس سے ظاہر ہے اور لیکن ان کو کتاب سکھانی شاید استنباط کیا ہے اس نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے بعض قرآن ان کی طرف لکھا تھا ساتھ عربیت کے گویا کہ مسلط کیا ان کو اس کی تعلیم پر اس لیے کہ نہ پڑھیں گے وہ اس کو مگر ترجمہ کروانے کے بعد اور نہ ترجمہ کیا جائے گا ان کے لیے یہاں تک کہ پہچانے مترجم کیفیت اس کے استخراج کی۔ اور اس مسئلے میں سلف کو اختلاف ہے پس امام مالک کہتے ہیں کہ کافر کو قرآنی تعلیم کرنا منع ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس کی اجازت دی ہے اور شافعی کا قول اس میں مختلف ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ راجح تفصیل ہے اس شخص کے درمیان کہ اس میں دین کی رغبت کی امید کی جائے اور اس کے مسلمان ہونے کی امید ہو ساتھ امن کے اس سے یہ کہ غالب ہو اس کے ساتھ طرف طعن کے بچ اس کے اور درمیان اس شخص کے کہ ثابت ہو جائے کہ وہ اس میں رغبت نہیں کرتا یا گمان ہو کہ وہ پہنچے گا اس کے ساتھ دین میں طعن کی طرف۔ اور نیز فرق کیا جاتا درمیان قلیل کے اس سے اور کثیر کے کما تقدم فی اوائل کتاب الحيض۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى
ان کے دلوں کو الفت دے۔
لِيَتَأْلَفَهُمْ.

۲۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ طِفِيلٌ بَنُ
عَمْرِو الدَّوْسِيِّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا
فَقِيلَ هَلَكْتَ دَوْسُ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا
وَأَتِ بِهِمْ.

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ تاکہ الفت دے ان کو تو یہ مصنف کی فقہت سے ہے اور یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں مقاموں میں فرق ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ ایک بار ان پر بددعا کرتے تھے اور ایک بار ان کے لیے دعا کرتے تھے پس پہلی حالت یعنی ان پر بددعا کرنی اس جگہ ہے جس جگہ ان کی شوکت سخت

ہو اور ان کی ایذا بہت ہو جیسے کہ پہلے باب کی حدیثوں میں گذر چکا ہے اور دوسری حالت یعنی ان کی ہدایت کے لیے دعا اس جگہ ہے کہ ان کے دکھ سے امن ہو اور ان کی الفت کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ وَعَلَىٰ مَا يَقَاتِلُونَ عَلَيْهِ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ كِسْرَىٰ وَقَيْصَرَ وَالذَّعُورَةَ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب ہے بیان میں بلانے یہود اور نصاریٰ کے طرف اسلام کی قبل اس کے کہ لڑائی کی جائے ان سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پچھلے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں اور اس میں حکم ہے حضرت ﷺ کا اس کے لیے ساتھ اترنے کے ان کے میدان میں پھر بلانا ان کو طرف اسلام کی پھر لڑنا اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے روم کی طرف لکھا اس حال میں کہ ان کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اس سے پہلے کہ ان کی لڑائی کی طرف متوجہ ہوں۔ (فتح)

فائدہ: اور بیان ہے اس چیز کا کہ لکھی فارس کے بادشاہ کی طرف اور روم کے بادشاہ کی طرف۔

فائدہ: یہ بات باب میں مسند مذکور ہے۔

فائدہ: اور لڑنے سے پہلے اسلام کی دعوت کرنی۔

فائدہ: شاید یہ ابن عون کی حدیث کی طرف اشارہ ہے حضرت ﷺ کے بنی مصطلق کے لوٹنے کے بارے میں غفلت کی حالت میں۔ اور وہ حدیث مروی ہے اس کے نزدیک کتاب الفتن میں اور وہ اس شخص کے نزدیک محمول ہے جو کہتا ہے ساتھ اشتراط کے دعوت اسلام کی لڑائی سے پہلے اس پر کہ ان کو اسلام کی دعوت پہنچ گئی تھی اور یہ مسئلہ اختلافی ہے سوا یک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ لڑنے سے پہلے اسلام کی طرف بلانا شرط ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پہلے پھیلنے دعوت اسلام کے پس اگر کوئی ایسا آدمی پایا جائے جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو تو اس کے ساتھ دعوت دینے سے پہلے لڑائی نہ کی جائے۔ شافعی نے اور مالک نے کہا ہے کہ جس کا گھر دار السلام سے قریب ہو لڑائی کی جائے اس سے بغیر دعوت کے اسلام کے مشہور ہونے کی وجہ سے اور جس کا گھر دور ہو اس کو دعوت ضروری ہے شک کی وجہ سے۔ اور ابو عثمان مندی سے روایت ہے کہ ہم کبھی دعوت کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ محمول ہے پہلے دونوں حالتوں پر۔ (فتح)

۲۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ لِيُخْرِجَهُمْ مِنْ دَارِهِمْ لَمْ يَكُنْ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ بَلْ كَانَ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ الْوَحْدَانِيَّةِ

۲۷۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت یہ کہ جب حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کی طرف خط لکھا کہ ارادہ کیا اس کو بلانے کے لیے طرف اسلام کی تو کسی نے عرض کیا کہ وہ بغیر مہر کے خط نہیں

پڑھتے تھے تو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی سفیدی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کھودا گیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةٍ فَكَانِي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۲۷۲۲- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط کسری بادشاہ فارس کی طرف بھیجا یعنی طرف بیٹے نوشیروان کے جس کا نام خسرو تھا پس حکم کیا ایلچی کو کہ اس کو بحرین کے سردار کے پاس پہنچا دے (یعنی اس نے اس کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے سردار نے اس کو کسری کے پاس پہنچایا سو جب کسری نے اس کو پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا پس میں گمان کرتا ہوں کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یہ کہ پارہ کئے جائیں وہ تمام پارہ پارہ ہوں۔

۲۷۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَذْفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى حَرَّقَهُ فَحَصِبَتْ أَنْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَذَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلُّ مُمَزَّقٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس میں ہے کہ خط لے جانے والا عبداللہ بن حذافہ تھا اور ذکر کریں گے ہم اس جگہ جو کسری سے متعلق ہے اور یہ کہ عظیم البحرین سے کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث میں بلانا ہے اسلام کی طرف کلام کے ساتھ اور لکھنے کے ساتھ اور یہ کہ لکھنا قائم مقام ہوتا ہے نطق کے۔ اور اس میں بھیجنا مسلم کا ہے کافر کی طرف اور یہ کہ بادشاہوں کے درمیان عادت جاری ہے ساتھ اس کے کہ ایلچی کو قتل نہ کیا جائے اس لیے کسری نے خط پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو کچھ نہ کہا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں بلانے حضرت ﷺ کے لوگوں کو طرف اسلام اور نبوت کی اور یہ کہ نہ پکڑے بعض ہمارا بعض کو رب سوائے اللہ کے یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ وَأَنْ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ
اللَّهُ الْكِتَابَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ٹھہرائے۔ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دے کتاب اور حکم اور پیغمبری پھر کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر آخر تک۔

فائدہ: اس آیت سے مراد انکار کرنا ہے اس شخص پر جو لوگوں کو کہے کہ میرے بندے ہو جاؤ اور مثل اس کی یہ آیت ہے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو کہا ہے آخر آیت تک۔ (فتح)

۲۷۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى
الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ
الْكَلْبِيِّ وَأَمْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ يَذْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بَصْرَى لِيَذْفَعَهُ
إِلَى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ
جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمَاصَ إِلَى إِبِلْيَاءَ
شُكْرًا لِمَا أَنْهَاهُ اللَّهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ
كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حِينَ قَرَأَهُ التَّمِسُّوا لِي هَاهُنَا أَحَدًا مِنْ
قَوْمِهِ لِأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو
سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِي
رَجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوا بَحَارًا فِي الْمَدَّةِ
الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۲۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور اپنا خط دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حکم کیا کہ خط کو بصری کے سردار کے پاس پہنچا دے تاکہ بصری کا سردار اس کو روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے اور جب اللہ تعالیٰ نے روم کے بادشاہ سے فارس کی فوجیں دور کیں اور وہ ان پر غالب ہو تو بیت المقدس کی طرف چلا شکر ادا کرنے کے لیے اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انعام کی سوجب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا تو کہا اس نے جب کہ اس کو پڑھا کہ کسی کو اس کی قوم سے اس جگہ تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ کہ میں ان سے آپ کا حال پوچھوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو سفیان نے مجھ کو خبر دی کہ وہ شام میں تھا مع چند مردوں قریش کے کہ تجارت کے لیے آئے تھے اور اس مدت میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کفار قریش کے درمیان قرار پائی تھی یعنی دن صلح حدیبیہ کے۔ ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے اچھی نے ہم کو شام کی بعض جگہ میں پایا تو وہ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں آئے اور روم کے بادشاہ پر داخل کیے گئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے ملک کی مجلس میں بیٹھا ہے اور

وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ
فَوَجَدَنَا رَسُولُ قَيْصَرَ بَعْضِ الشَّامِ
فَانْطَلِقْ بِي وَبِأَصْحَابِي حَتَّى قَدِمْنَا إِبِلْيَاءَ
فَاذْخَلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ
مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ
الرُّومِ فَقَالَ لِرَجُلَيْنِ سَلُّهُمَا إِلَيْهِمْ أَقْرَبُ
نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ
قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا
قَالَ مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ
عَمِّي وَلَيْسَ لِي الرَّكْبُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ
بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِي فَقَالَ قَيْصَرُ أَذْنُوهُ
وَأُمَرَاءُ أَصْحَابِي فَجَعَلُوا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ
كَتِفِي ثُمَّ قَالَ لِرَجُلَيْنِ قُلْ لِأَصْحَابِهِ إِنِّي
سَأَلْتُ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ
فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ
لَوْ لَا الْحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَنْ يَأْتُرَ أَصْحَابِي
عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَّبْتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ
وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْتُرُوا الْكَذِبَ عَنِّي
فَصَدَّقْتُهُ ثُمَّ قَالَ لِرَجُلَيْنِ قُلْ لَهُ كَيْفَ
نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فَيَكْفُرُ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو
نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلُ أَحَدٌ
مِنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُتُمُ تَتَهَمُونَهُ
عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا
قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مُلِكٍ قُلْتُ لَا
قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعَفَاءُ هُمْ

اس کے سر پر تاج ہے اور اس کے گرد وہ روم کے سردار ہیں اس
نے اپنے مترجم دو بیان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ ان لوگوں
میں اس مرد کا رشتے میں کون شخص زیادہ تر قریب ہے جو گمان
کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو ابو سفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا میں
اس کو رشتے میں سب سے زیادہ تر قریب ہوں تو بادشاہ نے
کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان کیا قرابت ہے میں نے
کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اور اس دن قافلے میں عبد مناف
کی اولاد سے میرے سوا کوئی نہ تھا تو بادشاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک لاؤ اور میرے ساتھیوں کو حکم ہوا تو وہ میرے پیچھے
بٹھائے گئے میرے دونوں مونڈ ہوں کے پاس پھر بادشاہ نے
ترجمان سے کہا کہ میں اس مرد سے اس شخص کا حال پوچھتا
ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر گمان کرتا ہے سوا گریہ جھوٹ بولے تو
تم اس کو جھٹلاؤ۔ ابو سفیان نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اس دن
شرم نہ ہوتی یعنی اس کا ڈرنہ ہوتا ہے میرے یا میری دروغ
گوئی مشہور کریں گے تو البتہ میں اپنی طرف سے جھوٹ بولتا
جب کہ اس نے مجھ سے حضرت ﷺ کا حال پوچھا لیکن میں
نے حیا کیا اس سے کہ میری دروغ گوئی مشہور ہو سو میں نے سچ
کہا پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ تم میں اس
پیغمبر کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت
شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں
سے اس طرح نبوت کا دعویٰ کسی نے اس سے پہلے بھی کیا ہے
میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے
کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت بھی کرتے تھے میں نے کہا کہ
نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ
بھی تھا میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ سردار لوگ اس کے

قُلْتُ بَلْ ضَعَفَاؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيدُونَ أَوْ
يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَزِيدُ
أَحَدٌ سَخَطَهُ لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ
لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْأَنْ مِنْهُ
فِي مَدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ قَالَ أَبُو
سُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِي كَلِمَةً أَدْخُلُ فِيهَا شَيْئًا
أَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا أَخَافُ أَنْ تُؤَثِّرَ عَنِّي غَيْرُهَا
قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ
كَانَتْ دُولًا وَسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرْءُ
وَنَدَالُ عَلَيْهِ الْأُخْرَى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ
بِهِ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ
بِهِ شَيْئًا وَبَيْنَهُمَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا
وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ
وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ
لِتَرْجُمَانِي حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ لَهُ قُلْ لَهُ ابْنِي
سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَيَكُفُّكُمْ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ ذُو
نَسَبٍ وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبٍ
قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا
الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ
أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ
رَجُلٌ يَأْتُمُ بِقَوْلٍ قَدْ قِيلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
كُنْتُمْ تَتَّبِعُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا
قَالَ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ
لِيَدْعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى

تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا کہ بلکہ غریب لوگ
اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اس کے ساتھی بڑھتے
جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کہ بلکہ بڑھتے جاتے
ہیں، بادشاہ نے کہا کہ کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے
ناخوش ہو کر بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے میں نے کہا کہ
نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا کبھی قول اقرار کر کے دعا بھی کرتا ہے
میں نے کہا کہ نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے ایک مدت
تک صلح ہوئی ہم ڈرتے ہیں کہ دعا کرے۔ ابوسفیان نے
کہا کہ میں اتنی بات کے سوا اس میں اور کوئی بات نہ ملا سکا کہ
اس کے ساتھ حضرت ﷺ کی تحقیض کروں جس کے مشہور
ہونے کا مجھ کو خوف نہ ہو سوائے اس بات کے بادشاہ نے
کہا کہ کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہے میں نے کہا کہ ہاں
بادشاہ نے کہا کہ تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے یعنی
کون غالب ہوتے ہیں میں نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے کبھی وہ
ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں بادشاہ
نے کہا کہ تم کو کس بات کا حکم کرتا ہے میں نے کہا کہ ہم کو حکم
کرتا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی
کو شریک نہ ٹھہرائیں اور منع کرتا ہے ہم کو اس چیز سے کہ
ہمارے باپ دادا نے عبادت کی یعنی بت پرستی وغیرہ اور حکم
کرتا ہے ہم کو نماز پڑھنے کا اور خیرات کرنے کا اور حرام سے
بچنے کا اور عہد کے پورا کرنے کا اور امانت کے ادا کرنے کا تو
بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا (جب کہ میں نے یہ اس سے
کہا) کہ اس کو کہہ کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کا نسب تم
میں کیسا ہے تو تم نے کہا کہ وہ شریف خاندان ہے اور اسی طرح
پیغمبر لوگ اپنی قوم میں شریف اور عالی خاندان ہوتے آئے

اللّٰهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنَ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ
فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنَ آبَائِهِ
مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ
أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ
فَزَعَمْتَ أَنْ ضَعْفَاءَهُمْ أَتَّبِعُوهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ
الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ
فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ
حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخَطَةً
لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا
فَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تَخْلُطُ بِشَاشَتِهِ
الْقُلُوبُ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا
يَغْدِرُونَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ
فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ وَأَنْ حَرَبَكُمْ وَحَرَبَهُ
تَكُونُ ذُوْلًا وَيُدَالُ عَلَيْكُمْ الْمَرْءُ
وَتُدَالُونَ عَلَيْهِ الْآخَرَى وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ
تُبْطَلُ وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا
يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا
اللّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا
كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ
وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَذَاءِ
الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ النَّبِيِّ قَدْ كُنْتُ
أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ
وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتُ حَقًّا فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ
مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرَجُو أَنْ أَخْلَصَ

ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں کسی نے اس سے
پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے سو تم نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ
اگر تم میں کسی نے اس سے پہلے بھی دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ
اس شخص نے بھی پہلی بات کی پیروی کی اور اگلوں کی طرح اس
کو بھی ہوس نے لیا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا نبوت کے
دعویٰ سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت کرتے تھے سو
تو نے کہا کہ نہیں سو میں نے جانا کہ جو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ
باندھے گا بھلا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تم
سے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے تو
نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے باپ دادا میں
کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے میں
اپنے باپ دادے کی بادشاہی چاہتا ہے میں نے تجھ سے پوچھا
کہ کیا سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ تو تو
نے کہا کہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں تو یہی حال ہے
پیغمبروں کا کہ اول غریب انکی اطاعت کرتے ہیں یعنی رئیس
لوگ غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا
کہ اس کے تابع دار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں سو تو
نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا یہاں تک
کہ پورا ہو یعنی ایمان کی بھی خاصیت ہے کہ بڑھتا جاتا ہے
یہاں تک کہ پورا ہوا اور کمال کو پہنچے اور میں نے تجھ سے پوچھا
کہ کیا اس کے دین سے کوئی ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو تو
نے کہا کہ نہیں اور یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب دل میں
رج جائے کہ کوئی اس سے ناخوش نہیں ہوتا اور میں نے تجھ سے
پوچھا کہ کیا دعا بھی کرتا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال
پیغمبروں کا کہ وہ دعا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ تم

إِلَيْهِ لَتَجْشَمُنَّ لِقَائِهِ وَلَوْ كُنْتَ عِنْدَهُ
لَفَسَلْتُ قَدَمِيهِ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ ثُمَّ دَعَا
بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَفَرَّءَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ
عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى
أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ
أَسْلِمْتَ تَسْلَمَ وَأَسْلِمَ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ
مَرَّتَيْنِ فَإِن تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِنَّهُمُ الْآرِثِينَ
و﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ
بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ
دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا
مُسْلِمُونَ﴾ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا أَنْ قَضَى
مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ
عُظَمَاءِ الرُّومِ وَكَثُرَ لَفْظُهُمْ فَلَا أَدْرَى
مَاذَا قَالُوا وَأَمْرٌ بِنَا فَأَخْرَجْنَا فَلَمَّا أَنْ
خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ
لَهُمْ لَقَدْ أَمَرَ أَمْرٌ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ هَذَا مَلِكُ
بَنِي الْأَصْفَرِ يَخَافُهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ مَا
زِلْتُ ذَلِيلًا مُسْتَقِيمًا بَأَنَّ أَمْرَهُ سَيُظْهَرُ حَتَّى
أَدْخَلَ اللَّهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِهٌ.

سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے سوتونے کہا کہ اس نے
لڑائی کی ہے اور تمہاری اور اس کی لڑائی ڈھول ہے کبھی وہ تم
پر غالب ہوتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو تو یہی حال
ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح
نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا چیز تم کو بتلاتا
ہے تو نے کہا کہ ہم کو بتلاتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے
ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور منع کرتا ہے تم کو اس چیز سے کہ
تمہارے باپ دادے عبادت کرتے تھے اور حکم کرتا ہے تم کو
نماز کا اور صدقے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا
اور امانت ادا کرنے کا اور یہی صفت ہے پیغمبر کی میں آگے سے
جانتا تھا کہ پیغمبر ظاہر ہونے والا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم
عرب لوگوں میں پیدا ہوگا اور اگر تیری یہ سب باتیں سچی ہیں تو
عنقریب ہے کہ وہ میرے دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا
یعنی اس کی سلطنت اور حکومت یہاں تک پہنچے گی اور اگر میں
جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کے لیے
تکلیف کرتا یعنی بہر کیف اس کی ملاقات حاصل کرتا اگر میں
اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا پھر بادشاہ نے
حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا تو ناگہاں اس میں یہ مضمون
تھا ﷺ یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت
مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے بندے
اور اس کے رسول کی طرف سے ہر قل کی طرف جو روم کا
سر دار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں
تجھ کو بتلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین
و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تعالیٰ تجھ کو دہرا
ثواب دے گا (یعنی ایک ثواب دین عیسوی کے قبول کرنے

کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا) اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا اور اے کتاب والو! آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو اللہ تعالیٰ کے سوائے اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سوا اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الہی کے مطیع ہیں ابوسفیان نے کہا کہ جب وہ اپنی بات پوری کر چکا یعنی خط پڑھ چکا تو روم کے سردار اس کے گرد تھے یعنی اہل دربار ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور نہایت شور اور غل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا اور ہمارے نکالنے کا حکم ہوا سو ہم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر نکلا اور ان کے ساتھ خالی ہوا تو میں نے کہا کہ ابی کبشہ کے بیٹے یعنی محمد ﷺ کا رتبہ بلند ہوا کہ یہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں جب سے ہمیشہ خوار اور یقین کرنے والا تھا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا اور حالانکہ میں اسلام سے ناخوش تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور کچھ شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۲۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ جنگ خیبر کے دن فرماتے تھے کہ البتہ میں علم دوں گا اس کو جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح کرے گا تو اصحاب اس کی امید کو کھڑے ہوئے کہ کس کو ملے (یعنی اس

۲۷۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرِ

لَا عَظِيمَ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ
فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذَلِكَ أَنَّهُمْ يُعْطَى فَعَدُوا
وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنَّ يُعْطَى فَقَالَ أَيْنَ عَلَى
فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنِي فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ فَبَصَقَ
فِي عَيْنِهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَانَهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ
شَيْءٌ فَقَالَ نَقَاتِلْهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا
فَقَالَ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ
ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا
يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَأَنْ يُهْدِيَ بِكَ رَجُلٌ
وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

کے لیے مستعد ہوئے) توجیح کوکل اصحاب حضرت ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور حالانکہ ہر ایک شخص ان میں سے
امیدوار تھا کہ علم اس کو ملے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ
(مرقسی) کہاں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کی
آنکھیں دکھتی ہیں تو فرمایا کہ ان کو بلاؤ تو وہ بلائے گئے
حضرت ﷺ نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگایا تو اسی وقت
صحت ہوگئی جیسے کہ ان کو کچھ درد نہ تھا تو علی رضی اللہ عنہ (مرقسی) نے
کہا کہ ہم ان سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ ہماری مثل ہوں یعنی
مسلمان ہو جائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا یہاں تک
کہ تو ان کے میدان میں اترے پھر ان کو اسلام کی طرف بلا
اور خبر دے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ اوپر ان پر واجب ہے
پس قسم ہے اللہ کی کہ ہدایت پانا ایک مرد کا تیرے سبب سے
تیرے لیے بہتر ہے سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ پھر ان کو اسلام کی طرف بلا۔ (فتح)
۲۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ
حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغْرُ حَتَّى يُصْبِحَ
فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ
أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَفَزَلْنَا خَيْرَ لَيْلٍ.
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بَنِي.

۲۷۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا
کہ جب کسی قوم سے جہاد کرتے تھے تو نہ لوٹ کرتے تھے
یہاں تک کہ فتح کرتے پس اگر اذان سنتے تو لوٹ سے باز
رہتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کے بعد لوٹ کرتے سو ہم
رات کو خیر میں اترے۔

۲۷۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خیر کی

۲۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

طرف نکلے اور رات کو اس کی طرف پہنچے اور آپ کا معمول تھا کہ جب جہاد کے لیے کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو ان پر لوٹ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے سو جب حضرت ﷺ نے صبح کی تو یہود اپنے بیلچوں اور تھیلوں کے ساتھ نکلے یعنی ساتھ اسباب زراعت کے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا اے محمد! قسم ہے اللہ کی آئے محمد ﷺ ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بطور تقاول کے کہ اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر (یہ خبر ہے یادعا ہے) تحقیق ہم مسلمان یا جماعت پیغمبروں کی جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی ڈرائے گئے ہوں۔

مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا لَيْلًا لَا يَغِيرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِيْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَبْتُ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ «فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ».

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں آئے گی اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جس کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو بغیر دعوت کے۔ پس تطبیق دی جائے گی اس کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان کہ دعوت مستحب ہے شرط نہیں اور اس میں دلالت ہے اوپر حکم کے ساتھ دلیل کے حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے کہ باز رہتے تھے لڑنے سے ساتھ مجرد سننے اذان کے اور اس میں اخذ ہے ساتھ زیادہ احتیاط کے منوں کے امروں میں اس لیے کہ باز رہے ان سے بچ۔ اس حالت کے باوجود اس احتمال کے کہ نہ ہو یہ حقیقت پر اور اس روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ خیبر میں صبح کے وقت میں پہنچے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دن چڑھے پہنچے تھے تو ان دنوں کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ شہر کے پاس اول ابتدا میں صبح کے وقت پہنچے پھر اترے اور نماز پڑھی پھر سوار ہوئے۔ (فتح)

۲۷۲۷۔ ۲۷۲۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کا حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔

۲۷۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَسَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَرِسَابِهِ عَلَى اللَّهِ. رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں یعنی موافق ہے اس چیز کے ساتھ کہ کہا اس چیز پر ان سے لڑائی کی جائے اور اس کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا تحقیق وارد ہوئی ہیں کئی حدیثیں ساتھ اس کے کہ ایک دوسری سے زیادہ ہیں پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تو صرف لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے اور مسلم کے نزدیک اس کی حدیث میں حتیٰ یشهدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو ذکر کی جا چکی ہے اور حدیث انس میں جو ابواب القبلہ میں گذر چکی ہے یہ ہے کہ جب نماز پڑھیں اور قبلہ کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائیں۔ طبری وغیرہ نے کہا کہ لیکن پہلا کلمہ پس کہا ہے اس کو حضرت رضی اللہ عنہ نے بیچ حالت لڑنے آپ کے کی ساتھ بت پرستوں کے جو اللہ کو واحد نہیں جانتے اور لیکن دوسرا کلمہ پس کہا اس کو بیچ حالت لڑائی اہل کتاب کے جو توحید کا اقرار کرتے ہیں اور حضرت رضی اللہ عنہ کی نبوت سے انکار کریں بطور عموم یا خصوص کے اور لیکن تیسرا کلمہ پس اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو اسلام میں داخل ہوں اور گواہی دیں ساتھ توحید اور نبوت کے اور نہ عمل کریں ساتھ بندگیوں کے تو ان کا حکم یہ ہے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ عمل کریں۔ (فتح)

بابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَزَّيْ بِغَيْرِهَا وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ يَوْمَ الْخُمَيْسِ.
باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ کرے جہاد کا اور توریہ کرے ساتھ غیر اس کے کے اور جو پسند کرے سفر کو جمعرات کے دن۔

فائدہ: توریہ کے معنی ہیں چھپانا ایک چیز کا اور ظاہر کرنا دوسری چیز کا یعنی اگر حضرت رضی اللہ عنہ چاہتے کہ ایک جگہ جہاد کو جائیں گے تو لوگوں میں ایسا مشہور کر دیتے کہ اور جگہ جائیں گے اور یہ اس لیے تھا کہ دشمن غافل رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لڑائی میں پکڑنا دشمن کا ہے غفلت پر اور لیکن سفر کرنا دن جمعرات کے پس شاید سبب اس کا وہ چیز ہے جو روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ برکت کی گئی ہے میری امت کے لیے جمعرات کے دن میں اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت رضی اللہ عنہ کا جمعرات کے دن نکلنے کو پسند کرنا نہیں مستزم ہے بیشکی کرنے کو اس کے لیے مانع کے پائے جانے کی وجہ سے اس سے اور ایک باب کے بعد آئے گا کہ حضرت رضی اللہ عنہ بعض سفروں میں ہفتے کے دن نکلتے تھے۔ (فتح)

۲۷۲۸۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں جنگ تبوک میں حضرت رضی اللہ عنہ سے پیچھے رہا حضرت رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے۔

۲۷۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ

قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ جِئْتُ تَخْلَفُ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ
يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا.

۲۷۲۹۔ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ
كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيدُ
غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى
كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْبٍ شَدِيدٍ
وَأَسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَقَارًا وَأَسْتَقْبَلَ
غَزْوً وَعَدُوٌّ كَثِيرٌ فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ
لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً عَدُوَّهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ
الَّذِي يُرِيدُ.

۲۷۳۰۔ وَعَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ
يَقُولُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا
يَوْمَ الْخَيْبِ.

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تھے تو
پسند کرتے تھے کہ جمعرات کے دن نکلیں۔ (فتح)

۲۷۲۹۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا
دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر
سے تو یہ کہتے تھے یہاں تک کہ جنگ تبوک کا ہوا تو
حضرت ﷺ نے اس کا جہاد سخت گرمی میں کیا اور متوجہ ہوئے سفر
دور دراز کو اور جنگوں بے آب و گھاس کو اور بہت دشمنوں کو سو
حضرت ﷺ نے مسلمانوں کو اس کا حال کھول کر کہہ دیا تاکہ
اپنے دشمن کے جہاد کا سامان درست کر لیں اور خبر دی ان کو اپنے
ارادہ کی جس کا آپ ارادہ رکھتے تھے۔

۲۷۳۰۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کم تھے حضرت ﷺ جب
کہ نکلتے کسی سفر میں مگر کہ دن جمعرات کے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تھے تو
پسند کرتے تھے کہ جمعرات کے دن نکلیں۔ (فتح)

۲۷۳۰۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جمعرات کے دن نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنے کو پسند کرتے تھے۔

ظہر کی نماز کے بعد سفر کو نکلتا۔

۲۷۳۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے اصحاب کو سنا کہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ بیک کہتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث حج میں گزر چکی ہے اور شاید بخاری نے اس کو اشارہ کرنے کے لیے وارد کیا ہے اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ میری امت کے صبحوں میں برکت کی گئی ہے نہیں منع کرتا جواز تصرف کو بیچ غیر وقت صبح کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی صبح ساتھ برکت کے اس کے ہونے کی وجہ وقت نشاط کا اور یہ حدیث صبح کے وقت میں برکت ہونے کی ہیں اصحاب سے مروی ہے۔ (فتح)

مہینے کے آخر میں سفر کرنے کا بیان۔

باب الخروج اخير الشهر۔ یعنی رد کرنے کے لیے اس شخص پر جو اس کو برا جانتا ہے شگون بدلنے کے طریقے سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے چلے اور چوتھی ذی الحجہ کو مکہ کے میں آئے۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ لِخَمْسِ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ۔

فائدہ: اور ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ تھے اہل جاہلیت قصد کرتے مہینوں کے اول کو عمل کے لیے اور یہ برا جانتے

تھے تصرف کو چاند کی کمی میں۔ (فتح)

۲۷۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِسَ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ يَلْحَمُ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ. قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَنَكَّ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مہینے کے آخر میں سفر کرنا درست ہے۔

۲۷۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ پچیسویں ذی القعدہ کو نکلے اور نہ دیکھتے تھے ہم مگر حج کو یعنی اس لیے کہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو برا جانتے تھے سو جب ہم مکے کے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو جب خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن گائے کا گوشت ہمارے پاس لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیسا گوشت ہے تو گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ یازدہم صحیح بخاری تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ دے، آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ علیہ تعالیٰ علی خیر محمد والہ واصحابہ اجمعین.



فہرست مضامین

- 248..... قول کے ساتھ یعنی زبانی لوگوں سے شرط کرنے کا بیان ❀
- 249..... ولا میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 250..... مزارعت میں مالک جب چاہے مزارع کے نکال دینے کی شرط کا بیان ❀
- 252..... باب ہے بیچ میان شرطوں کے جہاد میں اور صلح کرنے ❀
- 271..... قرض میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 271..... باب ہے بیان میں مکاتب کی شرطوں میں ❀
- 272..... بیان میں شرائط ساتھ استثناء کے کے اور شرائط مردہ بیع شراء وغیرہ کے ❀
- 274..... وقف میں شرط کرنے کا بیان ❀

کتاب الوصایا

- 285..... مال دار وارثوں کے لیے مال چھوڑے تو بہتر ہے تاکہ وہ گدائی نہ کریں ❀
- 289..... تہائی مال کی وصیت کا بیان جس کو وصیت کرے کہ اولاد میری کی خبر گیری کر اور جائز ہے وصی کو دعویٰ ❀
- 293..... مریض جب اشارہ کرے ظاہر جس میں خفا نہ ہو تو جائز ہے تعمیل اس کی ❀
- 294..... نہیں جائز وصیت وارث کے لیے ❀
- 297..... مرنے کے وقت بھی صدقہ جائز ہے ❀
- 298..... بیان آیت ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ ذَنْبٍ﴾ یعنی وارث ہونا بعد وصیت کے اور قرض کے ❀
- 302..... مراد اس آیت سے کہ بعد وصیت اور قرض کے تقسیم چاہیے ❀
- 307..... وقف اقرباء کے لیے کیا حکم ہے؟ ❀
- 310..... کیا عورتیں اور اولاد اقرباء میں ہیں؟ ❀
- 311..... کیا وقف کرنے والا بھی فائدہ اٹھاتا ہے؟ ❀
- 313..... جب وقف کرے کوئی چیز اور کسی کو نہ دے ❀

- 315 جب کہے گھر میرا صدقہ ہے
- 316 جب کہے زمین یا باغ میرا صدقہ ہے
- 318 جو اپنے وکیل کی طرف خیرات کرے
- 319 بیان آیت ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ﴾
- 320 جو مر گیا ناگہانی موت سے وارث اس کی طرف سے خیرات کریں تو مستحب ہے
- 322 گواہ کرنا وقف اور صدقہ میں
- 323 بیان آیت ﴿وَلَا تَبَدَّلُوا الْخَيْرَ﴾
- 324 بیان آیت ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى﴾
- 327 بیان آیت ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى﴾
- 329 خدمت لینی یتیم سے
- 330 جب کوئی اپنی زمین وقف کرے
- 333 ایک جماعت مشترک زمین کو وقف کرے
- 334 وقف کس طرح لکھا جائے
- 339 وقف فقیر اور غنی اور مہمان کے لیے
- 341 بیان خرچ عامل وقف کے
- 345 جب کہے واقف اللہ سے اجرت لوں گا
- 346 بیان ﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ﴾
- 350 وصی کا ادا کرنا قرض مردے کا

کتاب الجہاد

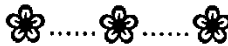
- 352 فضیلت جہاد اور سیر کی
- 356 افضل الناس مومن مجاہد
- 360 دعا مردوں اور عورتوں کے لیے جائز ہے کہ الہی مجھ کو مجاہد اور شہید کر
- 362 درجات مجاہدین کے
- 364 صبح اور شام اللہ کی راہ میں
- 366 حور عین کی صفت

- 367 شہادت کی آرزو کرنا ❀
- 369 اللہ کی راہ کی میں گر کر مرے تو شہید ہے ❀
- 370 جس کو اللہ کی راہ میں زخم آئے ❀
- 372 جو اللہ کی راہ میں زخم ہوا ❀
- 373 بیان آیت ﴿قُلْ هَلْ تَرَبُّصُونَ﴾ ❀
- 374 بیان آیت ﴿رِجَالٌ صَدَقُوا﴾ ❀
- 377 جہاد سے پہلے نیک عمل کرنا ❀
- 378 جو تیرنا گہانی کھا کر مرے تو اس کا حکم کیا ہے ❀
- 379 جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو ❀
- 381 جس کے قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں ❀
- 382 سر سے غبار اللہ کی راہ میں پھونچنا ❀
- 383 نہانا بعد جہاد کے اور غبار کے ❀
- 383 بیان آیت ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الدِّينَ قُلُوبًا﴾ ❀
- 385 سایہ کرنا فرشتوں کا شہداء پر ❀
- 386 بہشت تلواریں کی چمک کے نیچے ہے ❀
- 387 جو جہاد کے لیے اولاد چاہے ❀
- 388 بہادری اور بزدلی جہاد میں ❀
- 389 نامردی سے پناہ مانگنے کا بیان ❀
- 390 اظہار جہاد یا نہیں ❀
- 390 واجب ہونے خروج کا جہاد کے لیے اور مقدار و وجوب جہاد کا ❀
- 394 کافر مسلمان کو قتل کر کے مسلمان ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے ❀
- 397 روزہ دار ہو کر جہاد کرنا ❀
- 397 شہادت سات قسم ہے سوائے مقتول کے ❀
- 400 بیان آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾ ❀
- 401 لڑنے کے وقت صبر کرنا ❀

- 402 مدینے کے گرد خندق کا بیان ❀
- 403 سچے عذر سے جہاد سے رہ جائے تو اس کو غازی کا ثواب ہے ❀
- 404 فضیلت روزہ فی سبیل اللہ ❀
- 405 اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ❀
- 407 جو غازی کا سامان درست کرے ❀
- 409 لڑائی کے وقت خوشبو لگانا ❀
- 411 کیا امام دشمن کی طرف ایک آدمی کو بھیجے؟ ❀
- 412 سفر کرنا دو شخصوں کا ❀
- 413 گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت تک جو جہاد کے لیے ہوں ❀
- 415 جہاد جاری اور لازمی ہے ساتھ امام عادل اور فاجر کے ❀
- 416 فضیلت اس کی جو گھوڑا جہاد کے لیے رکھے ❀
- 416 نام رکھنا گھوڑے اور گدھے کا جائز ہے ❀
- 418 بیان گھوڑے کی نحوست کا ❀
- 422 گھوڑا تین آدمیوں کے لیے ہے ❀
- 424 جو غیر کے چوپائے کو ہانگے ❀
- 426 سخت چوپائے پر سوار ہونا ❀
- 426 گھوڑے کا حصہ غنیمت سے ❀
- 430 مہار اور لگام دوسرا کھینچے اور فرمانا حضرت ﷺ کا انا النبی لا کذب ❀
- 430 رکاب کا بیان ❀
- 431 ننگے گھوڑے پر سوار ہونا ❀
- 431 ست قدم گھوڑے کا بیان ❀
- 432 گھوڑ دوڑ کا بیان ❀
- 432 تیار کرنا گھوڑا دوڑ کے لیے ❀
- 433 نہایت گھوڑ دوڑ کا بیان ❀
- 435 حضرت ﷺ کی اونٹنی کا بیان ❀

- 438 عورتوں کے جہاد کا بیان ❀
- 439 دریا میں سوار ہو کر عورتوں کا جہاد کرنا ❀
- 440 اپنی عورتوں سے ایک کو جہاد میں لے جانا ❀
- 440 عورتوں کا جہاد کرنا مردوں سے ❀
- 441 عورتوں کا پانی دینا مجاہدین کو ❀
- 442 دوا کرنا عورتوں کا زخموں کو جہاد میں ❀
- 443 پھر لانا عورتوں کا زخمی اور مقتولوں کو ❀
- 443 کھینچنا تیر کا بدن سے ابو عامر کے ❀
- 443 جہاد میں چوکیداری کرنی ❀
- 446 فضیلت خدمت کی جہاد میں ❀
- 448 ثواب اس کا جو سفر میں رفیق کا اسباب اٹھائے ❀
- 450 جہاد میں لڑکے کا خدمت کے لیے لے جانا ❀
- 452 مدد ساتھ ضعفاء اور صلحاء کے جہاد میں ❀
- 454 نہ کوئی کہے کہ فلاں شہید ہے ❀
- 457 رغبت دلانا تیر اندازی پر ❀
- 459 کھیلنا ساتھ برچھیوں اور مانند اس کے ❀
- 461 سعد کو فرمایا اوم لہذاک ابی وامی ❀
- 462 ڈھال کے بیان میں دو باب میں ❀
- 462 حمال یعنی جس میں تلواریں گردن میں ڈالتے ہیں بغیر پر تلہ ❀
- 463 تلواریں کو سونے اور چاندی سے مزین کرنا ❀
- 464 تلواریں کو درخت سے لٹکانا سفر میں ❀
- 464 خود کے پہننے کا بیان ❀
- 465 جو نہ توڑے ہتھیار وقت مرنے کے ❀
- 466 جدا جدا ہونا درختوں کے سائے میں امام سے ❀
- 467 تیروں کے رکھنے کے فضائل جہاد کے لیے ❀

- 468..... بیان زرہ پیغمبر ﷺ اور قیص جہاد میں ❀
- 470..... جبہ یعنی کرتا جہاد میں ❀
- 471..... لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا ❀
- 473..... چھری سے گوشت کو ٹکڑا کھانا آیا ہے ❀
- 473..... روم کی لڑائی کا بیان ❀
- 474..... پیشین گوئی یہود سے لڑنے کی ❀
- 475..... لڑائی ترک اخیر کے زمانے میں ہوگی ❀
- 476..... بالوں کی جوتی والوں سے جہاد ہوگا ❀
- 478..... دعا کرنی مشرکوں پر شکست و زلزلہ کی ❀
- 480..... کیا جائز ہے اہل کتاب کو ہدایت کرنی ❀
- 481..... دعا ہدایت کی مشرکوں کو تالیف کے لیے ❀
- 482..... بلانا یہود و نصاریٰ کا طرف اسلام کے اور لڑنا ان سے ❀
- 483..... بلانا حضرت ﷺ کا لوگوں کو اسلام اور نبوت کی طرف اور بیان ہر قتل کا ❀
- 492..... ارادہ جہاد کا ہو اور ظاہر کرنا اور چیز کا تاکہ دشمن خبر نہ پائے اور بیان سفر کا دن جمعرات کے ❀
- 494..... ظہر کی نماز کے بعد سفر کو ٹھٹھانا ❀



www.KitaboSunnat.com

فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكُوْتِي

اور ترجمہ

فتح البای

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۲

تقدیم

فخر محمد اسماعیل سند آادی

تصدیر

فخر محمد اسماعیل الخطیب

بمختار امتیاز

عبد اللطیف ربانی مدیر

حافظ پلازہ مچھلی منڈی

نیوآرڈ ویار لاهور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحت الحدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رمضان کے مہینے میں سفر کرنے کا بیان۔

۲۷۳۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رمضان کے مہینے میں سفر کو نکلے تو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید (ایک جگہ کا نام ہے دو منزل کے سے) پہنچے تو روزہ کھول ڈالا۔ ابو عبد اللہ یعنی بخاری نے کہا کہ یہ زہری کا قول ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ.

۲۷۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ لِقَصَامٍ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ. قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور مراد بخاری کی اس کے ساتھ دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو اس کے مکروہ ہونے کا وہم کرتا ہے یعنی گمان کرتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرنا درست نہیں۔ (فتح) سفر کرنے کے وقت وداع کرنے کا بیان۔

بَابُ التَّوْدِيعِ عِنْدَ السَّفَرِ

فائدہ: یعنی جائز ہے یعنی عام تر ہے اس سے کہ مسافر مقیم کو وداع کرے یا مقیم مسافر کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے پہلے معنی کے لیے یعنی مسافر مقیم کو وداع کرے۔ اور پکڑے جاتے ہیں اس سے دوسرے معنی بطریق اولیٰ اور وہ اکثر ہیں وقوع میں۔ (فتح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو ملو دو مردوں کے لیے قریش سے جن کا حضرت ﷺ نے نام لیا تو ان کو آگ سے جلا دینا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے آپ کے وداع کرنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِينُمُ فَلَانًا وَفَلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ

نَوَدَّعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي
كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحْرَقُوا فَلَانًا وَفَلَانًا
بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يَعْذِبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ
فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَأْمُرْ
بِالْمَعْصِيَةِ.

فائدہ: ایک روایت میں ما لم یمر بمعصیہ کی قید نہیں لیکن وہ بھی اس پر محمول ہے۔

۲۷۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ. ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ
فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا تو مراد نفی

حقیقت شرعی کی ہے نہ وجودی کی یعنی جائز نہیں نہ یہ کہ اس کا وجود ممکن نہیں۔ (فتح)

بَابُ يُقَاتِلُ مِنْ وَرَاءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقِي بِهِ.

امام کے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے

بچاؤ کیا جاتا ہے۔

فائدہ: نہیں زیادہ کیا بخاری نے اور لفظ حدیث کے اور مراد ساتھ بقاتل کے لڑنا ہے امام سے دفع کرنے کے لیے

برابر ہے کہ ہو یہ اس کے پیچھے سے حقیقتاً یا اس کے آگے سے۔

۲۷۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۲۷۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فَرَمَاكَ هَمُّ دُنْيَا فِيهِ يَجْعَلُ فِيهِ أَوَّلَ آخِرَتِ فِي آغَةِ هِيَ۔

البتہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا
دیجیے اور بے شک آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے
اللہ کے کسی کو جائز نہیں سوا اگر تم ان دونوں کو پکڑو تو قتل کر
ڈالنا۔

امام کا کہنا ماننا اور فرمانبرداری کرنا جب تک کہ نہ حکم کرے
ساتھ گناہ کے۔

۲۷۳۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ بادشاہ کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا واجب ہے جب
تک کہ نہ حکم کرے ساتھ گناہ کے اور جب حکم کرے ساتھ گناہ
کے تو نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا۔

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
نَحْنُ الْأَخِرُونَ السَّابِقُونَ.

۲۷۳۷۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ
أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ
وَمَنْ يُطِيعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعُصِ
الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ
يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيَنْقُصُ بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى
اللَّهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ
بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ.

۲۷۳۷۔ اور اسی مذکورہ سند کے ساتھ ہی ہے کہ اور جس نے
میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی
اور جس نے میری نافرمانی کی یعنی میرے خلاف کیا اور کہا نہ مانا
تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی
اطاعت کی تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے حاکم کی
نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی اور نہیں سردار مگر جیسے
ڈھال کہ اس کی آڑ میں لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے
بچاؤ کیا جاتا ہے یعنی لڑائی سردار کی ہمت اور تدبیر سے بنتی ہے
اس کی محافظت اور اطاعت لشکر کو ضروری ہے سو اگر سردار اللہ کی
پرہیزگاری کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کے سبب سے
اس کو ثواب ملے گا اور اگر اس کے سوائے حکم کرے یعنی خلاف
شرع تو اس کے سبب سے اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: اور تکلف کیا ہے ابن نمیر نے پس کہا کہ وجہ مطابقت ترجمہ کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے نحن الاخرون
السابقون اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت ﷺ ہی امام ہیں اور یہ کہ واجب ہے ہر شخص پر یہ کہ اس کی طرف سے
لڑے اور اس کی مدد کرے اس لیے کہ اگرچہ آپ زمانے میں متاخر ہیں لیکن متقدم ہیں بیچ لینے عہد کے ہر شخص پر جو
آپ سے پہلے ہے یہ کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائے گا تو آپ کے ساتھ ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا پس وہ
ظاہر میں آگے ہیں اور حقیقت میں پیچھے پس مناسب ہوا یہ آپ کے قول کو کہ امام کے پیچھے لڑائی کی جائے اس لیے کہ
وہ عام تر ہے اس سے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آگے کا یا پیچھے کا اور یہ جو کہا کہ امام ڈھال ہے تو معنی اس کے یہ
ہیں کہ وہ سترہ اور آڑ ہے اس لیے کہ وہ دشمن کو مسلمانوں کی ایذا سے منع کرتا ہے اور بعض کو بعض کی ایذا سے
روکتا ہے اور مراد ساتھ امام کے ہر وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ امور لوگوں کے اور انتظام ان کے کے۔ (فتح)

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَا يَفِرُّوا
وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ
اس پر بیعت کرنی کہ لڑائی سے نہ بھاگیں اور بعض نے
کہا کہ موت پر بیعت کی یعنی لڑائی سے نہ بھاگیں اگرچہ

مارے جائیں۔

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کی طرف کہ دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ دو جگہوں میں یا ایک دوسری کو تسلیم ہو۔ (فتح)

لَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾
اس آیت کی وجہ سے کہ بے شک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے صبر پر بیعت کی اور وجہ نکالنے اس کے کی اس آیت سے یہ آیت ہے کہ پھر جانا اللہ نے جو ان کے جی میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور سکینت کو مراد چین ہے بیچ لڑائی کے پس دلالت کی اس نے کہ ان کے دلوں میں یہ تھا کہ وہ نہ بھاگیں گے تو اللہ نے ان کی اس پر مدد کی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ بخاری نے سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا ہے آیت کو پیچھے قول کے کہ پھر ناولا ہے اس کی طرف کہ بیعت موت پر واقع ہوئی تھی اور اس کے نکالنے کی وجہ آیت سے یہ ہے کہ اس میں مطلق بیچ ہے یعنی اس میں یہ ذکر کچھ نہیں کہ کس بات پر بیعت واقع ہوئی تھی اور تحقیق خبر دی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت رضی اللہ عنہم سے مرنے پر بیعت کی اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے درخت کے تلے بیعت کی تھی پس دلالت کی اس نے کہ نہیں منافات ہے درمیان ان کے قول کے کہ انہوں نے آپ سے مرنے پر اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اس لیے کہ مراد ساتھ بیعت کرنے کے موت پر یہ ہے کہ نہ بھاگیں اگرچہ مر جائیں اور یہ مراد نہیں کہ واقع ہو موت اور حالانکہ کہ کوئی چارہ نہیں یعنی یہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے موت پر بیعت کی تو اس سے مراد یہ نہیں کہ موت کے واقع ہونے پر بیعت کی تھی اس لیے کہ اس سے تو کچھ چارہ نہیں اور یہی معنی ہیں جن سے نافع نے انکار کیا اور عدول کیا طرف اپنے قول کی کہ بلکہ بیعت کی انہوں نے حضرت رضی اللہ عنہم سے صبر یعنی صابر رہنے پر اور نہ بھاگنے پر برابر ہے کہ یہ ان کو موت کی طرف پہنچائے یا نہ۔ اور عنقریب مغازی میں آئے گی موافقت میتب بن خزن کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس درخت کے پوشیدہ ہونے پر اور بیان حکمت کا اس میں اور وہ یہ ہے کہ نہ حاصل ہو اس کے ساتھ فتنہ اس چیز کی وجہ سے کہ واقع ہوئی اس کے نیچے خیر سے پس اگر وہ درخت باقی رہتا تو اس سے امن نہ تھا کہ بعض جاہل اس کی تعظیم کریں یہاں تک کہ بہت وقت ان کو اس اعتقاد کی طرف پہنچا تا کہ اس کو نفع اور ضرر پہنچانے کی قوت ہے جیسا کہ اب ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ اس سے کم ہے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قول کے ساتھ کہ یہ اللہ کی رحمت تھی یعنی اس کے بعد اس درخت کا لوگوں سے پوشیدہ ہو جانا اللہ کی رحمت تھی اور احتمال ہے کہ اس کے قول کانت رحمۃ من اللہ کے یہ معنی ہوں کہ وہ

درخت اللہ کی رحمت کی جگہ تھی اور اس کی رضامندی کا عمل تھا نازل ہونے کی وجہ سے رضامندی کے مسلمانوں سے اس کے نزدیک۔ (فتح)

۲۷۳۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آئندہ سال کو حدیبیہ میں پلٹ کر آئے یعنی عمرہ قضائیں تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اس درخت کے تعین پر اتفاق نہ کیا جس کے نیچے ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی یعنی ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ درخت کون سا درخت تھا اور کہاں تھا یہ اللہ کی رحمت تھی سو میں نے نافع سے کہا کہ حضرت ﷺ نے لوگوں سے کس چیز پر بیعت کی تھی کیا مرنے پر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیعت کی اس نے صبر پر۔

۲۷۳۹۔ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب واقعہ حرہ کا دن ہوا تو کوئی آنے والا اس کے پاس آیا تو اس نے کہا ابن حنظلہ لوگوں سے بیعت لیتا ہے مرنے پر تو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس پر حضرت ﷺ کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا۔

۲۷۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا الثَّانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلَى أَمَى شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

۲۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَنَا هُنا فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يَبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أَبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: مراد حرہ سے وہ جنگ ہے جو سن تریسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت مدینے میں واقع ہوئی اس لڑائی میں یزید کی طرف سے مسلم بن عقبہ سردار تھا اور ابن حنظلہ انصار کا سردار تھا جو مسلم کے مقابل میں تھا اور عبد اللہ بن مطیع ان کے سوائے اور لوگوں پر سردار تھا وہ بھی مسلم کے مقابلے میں تھا وہ دونوں اس لڑائی میں مارے گئے اور اس لڑائی کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ یہ جو کہا کہ میں اس پر حضرت ﷺ کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے حضرت ﷺ سے اس پر بیعت کی اور یہ صریح نہیں اس لیے کہ اس کے پیچھے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لایا اس کی تصریح کرنے کی وجہ سے اس میں اس کے ساتھ۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ حکمت بیچ قول صحابی کے کہ وہ حضرت ﷺ کے بعد یہ کام نہ کرے گا یہ ہے کہ ہر مسلمان پر حق تھا کہ حضرت ﷺ کو اپنی جان کے ساتھ بچائے اور تھا فرض ان کے اوپر یہ کہ نہ بھاگیں آپ سے یہاں تک کہ مر جائیں آگے آپ کے اور یہ برخلاف

اس کے غیر کے ہے۔ (فتح)

۲۷۴۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں درخت کے سایے کی طرف پھرا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد لوگ کم ہوئے تو فرمایا اے اکوع کے بیٹے کیا تو بیعت نہیں کرتا میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بیعت کر چکا ہوں فرمایا پھر بیعت کرتو میں نے دوسری بار پھر بیعت کی میں نے اس سے کہا کہ اے ابو مسلم (یہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تم اس دن کس چیز پر بیعت کرتے تھے اس نے کہا کہ مرنے پر۔

۲۷۴۰۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ لَا تَبَايِعْ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَابْصُرْ فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أُنَى شَيْءٍ كُنْتُمْ تَبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن منیر نے کہا کہ حکمت دوبار بیعت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ وہ لڑائی میں پیشوا تھا پس زیادہ احتیاط کی وجہ سے اس نے مکرر بیعت کی۔ میں کہتا ہوں کہ یا اس لیے کہ وہ سوار اور پیادے دونوں کی لڑائی لڑا تھا پس مکرر ہوئی صفت کے متعدد ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

۲۷۴۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب میں یہ دعا فرمائی کہ الہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سوا کرام کر یعنی بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

۲۷۴۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حِينَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۷۴۲۔ مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم سے ہجرت پر بیعت کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذر چکی ہجرت اپنے اہل کے لیے یعنی ہجرت کا ثواب ہو چکا اب اس

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضِيلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا

وَأَخْبَى فَقُلْتُ بَايَعَنَا عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ
مَضَتْ الْهَجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَامَ تَبَايَعَنَا
قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ.

فائدہ: اس کی شرح بھی مغازی میں آئے گی۔

بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا
يُطِيقُونَ.

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ
رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ
عَلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُؤَدِّيًا نَشِيطًا
يَخْرُجُ مَعَ أَمْرَانَا فِي الْمَغَازِي فَيَعِزُّمُ
عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لَا نُحْصِيهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللَّهِ
مَا أَذْرِي مَا أَقُولُ لَكَ إِلَّا أَنَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسَى أَنْ لَا يَعِزُّمُ
عَلَيْنَا فِي أَمْرِ إِلَّا مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ وَإِنْ
أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللَّهَ وَإِذَا
شَكَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَّاهُ مِنْهُ
وَأَوْشَكَ أَنْ لَا تَجِدُوهُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ مَا أَذْكَرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالْتَقَبِ
شُرْبِ صَفْوَةٍ وَبَقِيَ كَذْرُهُ.

کا ثواب نہیں میں نے کہا آپ ہم سے کس چیز پر بیعت کرتے
ہیں فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

بادشاہ کی فرمانبرداری اس چیز میں واجب ہے جس کی
لوگوں کو طاقت ہو اور ان سے ہو سکے۔

۲۷۴۳۔ ابوداؤد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ آج ایک مرد میرے پاس آیا تو اس نے مجھ سے ایک
بات پوچھی کہ میں نہیں جانتا کہ اس کو کیا جواب دوں یعنی مجھ کو
اس کا جواب نہ آیا تو اس نے کہا کہ بھلا تم بتاؤ تو اس مرد کے
حال کو جوڑا ائی کے پورے ہتھیرا رکھتا ہے اور ہمارے سرداروں
کے ساتھ خوشی سے جنگوں میں نکلتا ہے تو سردار ہم پر کئی کام
لازم کرتا ہے جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے تو میں نے اس سے
کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں تجھ کو کیا جواب دوں
مگر یہ کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے پس قریب تھا
کہ کوئی کام ہم پر لازم نہ کریں امارت کے باب میں یہاں
تک کہ ہم اس کو کرتے اور تحقیق ایک تمہارا ہمیشہ خیر سے رہے گا
جب تک کہ اللہ سے ڈرتا رہے گا اور جب کوئی اپنے جی میں کسی
چیز میں شک کرے کہ جائز ہے یا ناجائز تو کسی مرد سے پوچھے
پس شفا دے اس کو وہ مرد اس سے یعنی اللہ کی پرہیزگاری سے
یہ ہے کہ نہ اقدام کرے مرد اس چیز پر جس میں شک کرتا ہے
یہاں تک کہ کسی عالم سے پوچھے پس راہ دکھائے وہ اس کو
طرف اس چیز کی جس میں اس کی شفا ہے اور قریب ہے کہ نہ
پاؤ گے تم اس مرد کو یعنی بعد گزرنے اصحاب کے کہ دلوں کو
شک سے شفا دے اور قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی لائق

عبادت کے نہیں ذکر کرتا ہوں میں جو کچھ باقی ہے دنیا سے مگر
مانند گڑھے پانی کی کہ سائے میں ہو جس کا صاف پانی پیا گیا
اور میل باقی رہا یعنی جو دنیا گزر چکی ہے اس کی مثل گڑھے کے
صاف پانی کی مثل ہے جو پیا گیا اور جو دنیا باقی ہے اس کی مثل
اس کی میل کی مثل ہے جو باقی رہا۔

فائدہ: حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سردار کی فرمانبرداری کا حکم پوچھا کہ واجب ہے یا
نہیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے بشرطیکہ مامور بہ اللہ کی پرہیزگاری کے
موافق ہو اور جب کہ یہ حال تھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حالانکہ مر گئے تھے وہ پہلے بلوی عثمان رضی اللہ عنہ کے
اور پیدا ہونے ان وقتوں عظیمہ کے تو کیا ہوگا اعتقاد اس کا اس چیز میں کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ تھے اعتقاد رکھتے اس کا کہ امام کی فرمانبرداری واجب ہے۔ اور لیکن وقف کرنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خصوصی
جواب اس کے سے اور اس کا پھر نا عام جواب کی طرف پس اس اشکال کی وجہ سے ہے کہ ان کے لیے واقع ہوا
اور تحقیق اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اپنی باقی حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے توقف کرنا فتویٰ دینا
اس چیز میں کہ مشکل ہو امر سے اس چیز کے لیے کہ واقع ہوئی ہے فساد سے اور اگر جواب دیتے اس کو ساتھ جواز باز
رہنے کے تو مشکل ہوتا امر اس لیے کہ وہ فتنے کی طرف پہنچتا ہے پس صواب توقف کرنا ہے اس کے جواب سے اور جو
اس کی مانند ہے۔ (فتح)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ آخَرَ الْقِتَالِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ.
باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تھے تو لڑنے میں تاخیر کرتے تھے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلتا۔

فائدہ: یعنی اس لیے کہ اکثر اوقات ہو اذوال کے بعد چلتی ہے پس حاصل ہوتی ہے اس کے ساتھ تہرید تیزی
تہیاریوں کے اور لڑائی کی اور زیادتی نشاط میں۔ (فتح)

۲۷۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى
۲۷۴۳۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی جہاد میں انتظار کی یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی یہ نہ چاہوں کہ کافروں سے لڑائی واقع

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَرَأَتْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا أَنْتَظَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُّوْا اللَّهَ الْعَاقِبَةَ فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُعْجَزِ السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

ہو کہ اس میں طلب کرنا بلا کا ہے اور یہ منع ہے اور اللہ سے عافیت مانگو اور جب تم دشمنوں سے ملو تو صبر کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے پھر فرمایا یعنی دعا کی کہ الہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد لینے والے حساب کے اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو کافروں پر۔

فائدہ: اس حدیث میں ترجمہ باب کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن اس میں یہ نہیں کہ اذالم یقاتل اول النہار اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے پس احمد کی ایک روایت میں ہے کہ پسند کرتے تھے یہ کہ کھڑے ہوں دشمن کی طرف آفتاب کے ڈھلنے کے وقت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہلت دیتے تھے جب آفتاب ڈھلتا پھر دشمن کی طرف کھڑے ہوتے۔ اور بخاری نے جزیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں نہ لڑتے تھے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز حاضر ہوتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مدد اترتی پس ظاہر ہوا کہ فائدہ تاخیر کا یہ ہے کہ نماز کے اوقات جگہ ظن قبول ہونے دعا کے ہیں۔ اور جنگ احزاب میں ہوا کے چلنے کے ساتھ فتح نصیب ہوئی تھی۔ پس اس کے ظن کی جگہ ہوئی اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے نعمان بن حارث سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر چڑھتی تھی تو جہاد کے شروع کرنے سے باز رہتے تھے یہاں تک کہ آفتاب ٹھٹھکا سو جب آفتاب ٹھٹھکا تو لڑتے پھر جب دوپہر ہوتی تو باز رہتے پھر جب آفتاب ڈھلتا تو لڑتے پھر جب عصر کا وقت آتا تو باز رہتے یہاں تک کہ اس کو پڑھتے پھر لڑتے اور فرماتے تھے کہ اس وقت فتح کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی نماز میں اپنے لشکر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (فتح)

باب ہے رعیت میں سے کوئی امام سے اجازت چاہے یعنی پھرنے کی یا نکلنے سے پیچھے رہنے کی یا مانند اس کی تو اس کا کیا حکم ہے یعنی اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب

بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ لِقَوْلِهِ «إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ

يَسْتَأْذِنُكَ ۖ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ. ہوتے ہیں ساتھ اس کے کسی امر جامع پر یعنی جیسے کہ تدبیر جہاد کی ہے تو نہیں جاتے یہاں تک کہ اس سے اجازت لیں۔

فائدہ: ابن عباس نے کہا کہ حجت پکڑی ہے اس آیت کے ساتھ حسن نے اس پر کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ جائے لشکر سے یہاں تک کہ سردار سے اجازت لے اور یہ نزدیک سب فقہاء کے حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اسی طرح کہا ہے اس نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ خصوصیت بیچ عموم وجوب اجازت لینے کے ہے نہیں تو اگر ہوگا ان لوگوں میں سے کہ معین کیا ہے ان کو امام نے پس عارض ہو اس کے لیے وہ چیز کہ تقاضہ کرے پیچھے رہنے کا یا پھر آنے کا تو تحقیق وہ محتاج ہے اجازت کی طرف۔ (فتح)

۲۷۴۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت ﷺ مجھ کو پیچھے سے آٹے اور میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا نہ قریب تھا کہ چلے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ یہ تھک گیا ہے تو حضرت ﷺ پیچھے ہوئے اور اس کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا کی (تو وہ ایسا تیز قدم ہو گیا) کہ ہمیشہ سب اونٹوں کے آگے چلتے تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنا اونٹ کس طرح دیکھتا ہے میں نے کہا کہ خیر کے ساتھ دیکھتا ہوں بے شک آپ کی برکت اس کو پہنچی یعنی آپ کی برکت سے تیز قدم ہو گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بچتا ہے تو میں شرمندہ ہوا اور حالانکہ اس کے سوائے ہمارے پاس کوئی اونٹ پانی سینچنے والا نہ تھا میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا پس اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اس شرط پر کہ اس کی سواری میرے لیے ہوگی یہاں تک کہ میں مدینے میں پہنچوں جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ میں نے تازہ شاری کی ہے سو میں نے آپ سے اجازت چاہی تو

۲۷۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُعْبِرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَحَّقَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاصِيحٍ لَنَا قَدْ أَضَاعَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيْبٌ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قَدْ آمَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ قَالَ قُلْتُ بِغَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِعْنِيهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاصِيحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيهِ فَبَعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَرُوسٌ فَاسْتَأْذِنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ

فَلَقِيتُنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ
بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَا مَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي
حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بَكْرًا أَمْ نَيْبًا
فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ نَيْبًا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتَ
بَكْرًا تَلَاعِبَهَا وَتَلَاعِبَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ تُوَفِّي وَالِدِي أَوْ اسْتَشْهَدْ وَلِي
أَخَوَاتٍ صَغَارُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِنْهُنَّ
فَلَا تُؤْذِبُهُنَّ وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ
نَيْبًا لَتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذِبُهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ
عَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي لَمَنَةً وَرَدَّه
عَلَيَّ قَالَ الْمَغِيرَةُ هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لَا
نَرَى بِهِ بَأْسًا.

حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی تو میں مدینے کی طرف
لوگوں سے آگے بڑھایاں تک کہ میں مدینے میں آیا تو میرا
ماموں مجھ کو ملا اور مجھ سے اونٹ کا حال پوچھا تو خبر دی میں
نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ میں نے اس میں کی تو اس نے
مجھ کو ملامت کی اور جب میں نے حضرت ﷺ سے اجازت
چاہی تھی تو اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ کیا تو نے
کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے
نکاح کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح
کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا یا
حضرت ﷺ میرا باپ مر گیا یا یوں کہا شہید ہوا اور میری بہنیں
چھوٹی چھوٹی ہیں اور میں نے برا جانا کہ ان کی مانند سے نکاح
کروں پس نہ ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کی خبر گیری کرے تو
نکاح کیا میں نے بیوہ سے تاکہ ان کے حال کی خبر گیری کرے
اور ان کو ادب سکھائے سو جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے
تو میں صبح کو آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو
اس کی قیمت دی اور اونٹ بھی پھیر دیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ
بیچ اس شرط پر ہمارے فتویٰ میں درست ہے ہم اس کے ساتھ
کچھ ڈر نہیں دیکھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ میں
نے تازہ شادی کی ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی اور باقی شرح اس کی نکاح
میں آئے گی۔ اور مغیرہ نے جو کہا کہ یہ ہمارے فتویٰ میں جائز ہے تو مراد اس کی اس کے ساتھ وہ چیز ہے جو واقع ہوئی
ہے جابر رضی اللہ عنہ سے شرط کرنے سواری اونٹ کی سے مدینے تک۔ (فتح)

جو جہاد کرے اور حالانکہ اس نے تازہ شادی کی ہو۔ یعنی
اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے
حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔ یعنی جو کہ پہلے باب

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُورِهِ
فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ.

میں گزر چکی ہے اور یہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں جلدی کرتا ہے میں نے کہا کہ میں نے تازہ شادی کی ہے۔

جو اختیار کرتا ہے جہاد کو بعد بنا کے یعنی بعد خلوت کرنے کے ساتھ بیوی اپنی کے۔ یعنی اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو فس میں آئے گی کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے جہاد کیا تو فرمایا کہ جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک ہوا ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے اور اس کی شرح اس جگہ آئے گی اور باب باندھا ہے اس کے ساتھ بخاری نے نکاح میں من احب البناء بعد الغزو اور غرض اس جگہ یہ ہے کہ خالی ہودل اس کا جہاد کے لیے اور متوجہ ہو اس پر ساتھ خوشی کے اس لیے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اس کا دل اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے بخلاف اس شخص کے جو اس کے ساتھ صحبت کرے کہ پس تحقیق اس کے حق میں امر اکثر اوقات ہلکا ہوتا ہے اور اس کی نظیر مشغول ہونا ہے ساتھ کھانے کے پہلے نماز کے۔ (فتح)

باب مبادرۃ الإمام عند الفرع۔
۲۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَرَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَعْرًا۔

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گزر چکی ہے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے۔
باب السُرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَرَجِ۔

۲۷۴۷۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ

۲۷۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں ہول پڑی تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا۔

گھبراہٹ کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑا دوڑانا۔
۲۷۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ گھبرائے اور دوڑے تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو ست قدم تھا پھر تنہا دوڑتے نکلے تو لوگ آپ کے پیچھے سوار ہوئے

اس حال میں کہ اپنے چوپائے دوڑاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت ڈرو بے شک وہ دریا ہے تو اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس کے آگے نہ بڑھا۔

عَنْهُ قَالَ فَرَزَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبْنِي طَلْحَةَ بَطِينًا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُونَ خَلْفَهُ فَقَالَ لَمْ تَرَوْا إِنَّهُ لَيَبْخَرُ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

خوف کے وقت تنہا نکلتا۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي الْفَزَعِ وَحْدَهُ.

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہو یہ کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھے جو مذکور ہے اور طریق سے پھر اس سے پہلے مر گئے۔ ابن بطلان نے کہا کہ خلاصہ ان ابواب کا یہ ہے کہ امام کو لائق ہے کہ اپنی جان کو بچائے اس لیے کہ اس میں نظر کرنی ہے مسلمانوں کے لیے مگر یہ کہ ہواہل غنا شدید سے اور ثبات بالغ سے پس احتمال ہے کہ ہو یہ جائز اس کے لیے۔ اور جو شجاعت حضرت ﷺ میں تھی وہ آپ کے سوا کسی میں نہ تھی خاص کر حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اللہ آپ کو بچائے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْجَعَالِ وَالْحُمْلَانِ فِي السَّبِيلِ.

اگر کوئی کسی مرد کو مزدوری دے کر اپنی طرف سے جہاد کروائے اور اللہ کی راہ میں کسی کو سواری چڑھنے کو دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: جعالہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کو مقرر کرے بیٹھنے والا اجرت سے اس شخص کے لیے جو اس کی طرف سے جہاد کرے۔ ابن بطلان نے کہا کہ اگر کوئی مرد اپنے مال سے کچھ نکالے اور اس کے ساتھ مستحب کام کرے یا مدد کرے غازی کی جہاد میں گھوڑے وغیرہ سے تو اس میں کچھ نزاع نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس چیز میں جب کہ اجارہ دے اپنی جان کو یا اپنے گھوڑے کو جہاد میں یعنی کسی کی طرف سے مزدوری پر جہاد کرے سو مکروہ جانا ہے اس کو مالک نے اور مکروہ جانا ہے اس نے یہ کہ لے مزدوری اس پر کہ آگے بڑھے قلعے کی طرف۔ اور ابو حنیفہ کے یاروں نے جعالہ کو برا جانا ہے مگر یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ ضعف ہو اور بیت المال میں کچھ چیز نہ ہو اور کہتے ہیں کہ اگر بعض بعض کی مدد کرے تو جائز ہے نہ بطور بدل کے اور امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز یہ کہ جہاد کرے مزدوری پر کہ لے اس کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بادشاہ سے جائز ہے اور کسی سے جائز نہیں اس لیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے پس جو اس کو کرے واقع ہوگا فرض سے اور نہیں جائز ہے کہ مستحق ہوا اپنے غیر سے عوض کو انتہی۔ اور اس کی تائید کرتی ہے جو عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فائدے پہنچائے بیٹھنے والا غازی کو اس چیز کے ساتھ کہ چاہے لیکن غازی اپنا جہاد بیچے تو یہ جائز نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ جعالہ کا

کیا حکم ہے تو اس نے اس کو مکروہ جانا اور کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غازی اپنا جہاد بیچتا ہے اور مزدوری دینے والا اپنے جہاد سے بھاگتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے خلاف کی طرف اس چیز میں کہ لے اس کو غازی کہ کیا مستحق ہوتا ہے اس کا جہاد کے سبب سے پس نہ تجاوز کرے جہاد سے اس کے غیر کی طرف یعنی جہاد کرنے کے سوا اس میں کچھ تصرف نہ کرے یا مالک ہوتا ہے اس کا پس تصرف کرے اس میں جو چاہے۔ کماسیاتی بیانہ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوُ
قَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُعِينَكَ بِطَائِفَةٍ مِّنْ
مَّالِي قُلْتُ أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ
غِنَاكَ لَكَ وَإِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ مِّنْ
مَّالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ.
یعنی اور مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ
میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں
چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تیری مدد کروں میں نے
کہا کہ اللہ نے میری روزی مجھ پر فراخ کی ہے ابن
عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری مال داری تجھ کو مبارک ہو میں
چاہتا ہوں کہ میرا کچھ مال اس وجہ میں یعنی اللہ کی راہ میں
خرچ ہو۔

فائدہ: اس اثر کا بیان مغازی میں آئے گا۔ اور تنبیہ کی ہے بخاری نے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد پر اس اثر
کے ساتھ جو اس سے ابن سیرین نے روایت کیا ہے کہ نہیں مکروہ ہے مدد کرنی غازی کی۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هَذَا
الْمَالِ لِيُجَاهِدُوا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُونَ فَمَنْ
فَعَلَهُ فَتَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا
أَخَذَ وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ
إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَأَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعَهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.
یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ لوگ بیت المال سے
مال لیتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں پھر جہاد نہیں
کرتے سو جو ایسا کرے یعنی بیت المال سے مال لے اور
جہاد نہ کرے تو ہم اس کے مال کے ساتھ لائق تر ہیں
یہاں تک کہ ہم اس سے لیں جو اس نے لیا یعنی اگر وہ
جہاد نہ کرے تو وہ مال اس سے واپس لیا جائے یعنی اور
طاووس اور مجاہد نے کہا کہ جب تجھ کو کوئی چیز دی جائے کہ
تو اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلے یعنی جہاد کے لیے تو
کر ساتھ اس کے جو کچھ چاہے اور رکھ اس کو نزدیک اپنے
اہل و عیال کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز جہاد کے لیے لے تو لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے جس جگہ چاہے اس
کو خرچ کرے یہ ضروری نہیں کہ جہاد کے سوا اس کو اور کسی جگہ خرچ نہ کرے۔

۲۷۴۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَيْتُهُ يَبَاعُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَشْتَرِيهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کی راہ میں دے اس کو پھر خرید کر بھی نہ لے۔

۲۷۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يَبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَتَنَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتِعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے قصے گھوڑے عمر رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ برقرار رکھا حضرت رضی اللہ عنہ نے محمول علیہ کو اوپر تصرف کرنے کے اس میں بیع وغیرہ کے ساتھ پس دلالت کی اس نے اوپر قوی کرنے اس چیز کے جو طاؤس کا مذہب ہے کہ جو جہاد کے لیے کوئی چیز لے اس کو اس چیز میں جہاد کے سوا اور طرح سے تصرف کرنا جائز ہے یعنی جیسا کہ اس کے اثر میں ابھی گذر چکا ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ جو لے مال کو بیت المال سے کسی عمل پر اور پھر وہ نہ کام کرے تو جو چیز اس نے لی ہے سو پھیر دے اور اس طرح لینا ہے اس عمل پر جس کے وہ لائق نہ ہو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب امر مذکور میں تاویل کا محتاج ہے اس طرح کہ حمل کیا جائے کراہت پر۔ ابن مسیب نے کہا کہ جو جہاد میں کسی چیز کے ساتھ مدد کرے وہ چیز اس کی ملک ہوئی جو دیا گیا جب کہ پہنچے اس مغزی کو روایت کیا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو وادی القری میں پہنچے تو نشان تیرا ہے ساتھ اس کے یعنی تصرف کر بیچ اس کے اور یہی قول ہے ثوری اور لیث کا۔ (فتح)

۲۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

۲۷۴۸۔ ۲۷۴۹۔ ۲۷۵۰۔

أَبُو صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلَّيْنَا أَنْ أَسْقَى عَلَى أُمَّتِي مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلَكِنْ لَا أَجِدُ حَمُولَةً وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيُشَقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَوْ دِدْتُ أَنِّي قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَتَلْتُ ثُمَّ أُحْيِيتُ ثُمَّ قَتَلْتُ ثُمَّ أُحْيِيتُ.

رہتا یعنی ہر لشکر کے ساتھ جاتا لیکن میں بار برداری اور سواری نہیں پاتا نہ میرے پاس وہ چیز ہے جس پر سب اصحاب کو سوار کروں اور مجھ کو رنج ہوتا ہے کہ مسلمان مجھ سے چھوٹ رہیں اور البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پس مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی باب میں یہ ہے کہ وہ متعلق ہے رکن ثانی سے ترجمہ باب سے اور وہ اللہ کی راہ میں سوار کرنا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ نہ میرے پاس وہ چیز ہے جس پر سب اصحاب کو سوار کروں۔ (فتح)

بابُ الْأَجِيرِ۔ باب ہے بیان میں مزدور پکڑنے کے جہاد میں۔

فائدہ: جو مزدور کہ جہاد میں رکھا جائے اس کے لیے حال ہیں یا یہ کہ خدمت کے لیے رکھا جاتا ہے کہ اس سے خدمت لی جائے یا اس لیے کہ لڑے لیکن پہلا پس کہا ہے اوزاعی اور احمد اور اسحق نے کہ مال غنیمت سے اس کو حصہ نہ دیا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کو حصہ دیا جائے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا نوکر تھا اس کے گھوڑے کی خدمت کیا کرتا تھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا حصہ نکالا اور ثوری نے کہا کہ نوکر کے لیے حصہ نہ نکالا جائے مگر یہ کہ لڑے اور لیکن جب کوئی لڑنے کے لیے مزدور رکھا جائے تو مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے مال غنیمت سے حصہ نہ نکالا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کے لیے حصہ نکالا جائے اور امام احمد نے کہا اگر امام کسی قوم کو لڑنے کے لیے نوکر رکھے تو اجرت کے سوائے اور حصہ ان کو نہ دے اور شافعی نے کہا کہ اس کے حق میں ہے جس پر جہاد واجب نہ ہو۔ اور لیکن آزاد بالغ مسلمان جب صف کفار میں حاضر ہو تو اس پر جہاد متعین ہوتا ہے پس اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے اور وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ يُقْسَمُ لِلْأَجِيرِ مِنَ الْمَغْنَمِ۔ یعنی حسن اور ابن سیرین نے کہا کہ نوکر اور مزدور کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی اور وہ اجرت کا مستحق نہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کی ہے کہ جب غلام اور نوکر لڑائی میں حاضر ہوں تو ان کو غنیمت سے حصہ دیا جائے۔

وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَىٰ۔ یعنی اور لیا عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا نصف پر یعنی

النِّصْفَ فَلَبَّغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةٍ
دِينَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَةَ
مِائَتَيْنِ.

جو حصہ گھوڑے کے مال غنیمت سے ملے اس کو آدھم آدھ
بانٹ لیں گے تو گھوڑے کا حصہ چار سواشرنی کو پہنچا یعنی
گھوڑے کے حصے میں چار سواشرنی آئی تو اس نے دو سو
اشرنی آپ لی اور دو سواشرنی گھوڑے کے مالک کو دی۔

فائدہ: یہ فعل جائز ہے اس شخص کے نزدیک جو مختار ہو جائز رکھتا ہے اور کہا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے اس جگہ
اوزاعی اور احمد نے برخلاف باقی تین اماموں کے اور مختار کی بحث مزارعت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ
صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرِ فَهُوَ
أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَاسْتَأْجَرْتُ أُجَيْرًا
فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَصَّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَانْتَزَعَ
يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ ثِيْبَتَهُ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ أَيْدُفُ يَدَهُ
إِلَيْكَ فَتَقْصِمُهَا كَمَا يَقْصِمُ الْفَحْلُ.

۲۷۵۱۔ یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے
ساتھ جنگ تبوک کیا اور میں نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں کسی
کو چرنے کے لیے دیا اور وہ میرے نزدیک میرے سب عملوں
سے مضبوط تر ہے تو میں نے ایک مزدور ٹھہرایا سودہ ایک مرد
سے لڑا تو ایک نے دوسرے کو کاٹ کھایا یعنی اس کا ہاتھ اپنے
منہ میں چبایا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا
تو اس کا سامنے کا دانت اکھاڑ ڈالا تو کاٹنے والا حضرت ﷺ
کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا
کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا پس چباتا تو اس کو
جیسے کہ اونٹ چباتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القصاص میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے ایک مزدور
ٹھہرایا۔ اور مہلب نے کہا کہ استنباط کیا ہے بخاری نے اس سے کہ جہاد میں آزاد مرد کو نوکر رکھنا جائز ہے اور تحقیق
خطاب کیا ہے اللہ نے مسلمانوں کو اپنے قول کے ساتھ کہ جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سوا اللہ کے لیے اس میں
سے پانچواں حصہ ہے آخر تک پس داخل ہوا مزدور اس خطاب میں۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ابو داؤد نے یہ
حدیث اور طریق سے جو اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے جہاد کی اجازت دی
اور میں بوڑھا تھا میرا کوئی خادم نہ تھا سو میں نے مزدور تلاش کیا جو مجھ کو کفایت کرے اور میں اپنا حصہ اس کو دوں سو میں
نے ایک مرد پایا سو جب کوچ کا وقت قریب ہوا تو میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا تیرا حصہ کیا ہے پس
میرے لیے کچھ چیز مقرر کر خواہ تجھ کو حصہ ملے یا نہ ملے تو میں نے اس کے لیے تین اشرفیاں مقرر کیں۔ (فتح)
بَابُ مَا قِيلَ فِي لُؤَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ - بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے بیچ جھنڈے حضرت ﷺ

کے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: جھنڈے کو رایت اور علم بھی کہتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ لشکر کا سردار اس کو تھامے رکھے پھر اس کا یہ حال ہو گیا کہ سردار کے سر پر ہو گیا اور ابن العربی نے کہا کہ لواء اور رایت میں فرق ہے پس لواء وہ ہے جو نیزے کی ایک طرف میں گرہ دیا جاتا ہے پھر اس پر لپٹا جاتا ہے اور رایت وہ ہے جو اس میں گرہ دی جاتی پھر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہوائیں ادھر ادھر پلٹا دیں اور بعض کہتے ہیں کہ لواء رایت سے کم ہوتا ہے۔ اور میلان کیا ہے ترمذی نے فرق کی طرف پس باب باندھا ساتھ لواء کے اور وارد کی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے اور آپ کا لواء سفید تھا پھر باب باندھا رایت کے لیے اور وارد کی براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت ﷺ کا لواء کالا تھا چوکھنٹا نرمہ سے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت ﷺ کا رایت کالا تھا اور لواء سفید تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا جھنڈا زرد تھا اور تطبیق دی جاتی ہے ان کے درمیان اختلاف اوقات کے ساتھ یعنی کبھی سفید تھا اور کبھی زرد اور ایک روایت میں ہے کہ اکرام دیا ہے اللہ نے میری امت کو ساتھ جھنڈوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے جھنڈے پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا اور اس کی سند وافی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا چوکھنٹا تھا اور آپ کے ایک جھنڈے کا نام سفید جھنڈا تھا اور اکثر اوقات اس میں کوئی چیز سیاہ لگاتے تھے۔ (فتح)

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرْظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ لَوَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَلَ.

۲۷۵۲۔ ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سعد بن انصاری رضی اللہ عنہ نے اور وہ حضرت ﷺ کا جھنڈا اٹھانے والا تھا حج کا ارادہ کیا اور کنگھی کی۔

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرْظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ لَوَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَلَ.

فائدہ: اور مراد وہ جھنڈا ہے جو خرزرج کے ساتھ خاص تھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ اپنے جہاد میں ہر قبیلے کے سردار کو جھنڈا دیتے تھے کہ وہ اس کے تلے لڑیں اور غرض بخاری کی اس سے یہ ہے کہ قیس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کا جھنڈا اٹھانے والے تھے اور نہ مقرر تھے اس میں مگر ساتھ اجازت کے پس یہی قدر ہے مرفوع حدیث سے اور اس کی یہاں حاجت ہے اور اسماعیلی نے یہ حدیث پوری روایت کی ہے پس کہا کہ اس نے آدھے سر میں کنگھی کی تو اس کا غلام کھڑا ہوا اور ہدی کے گلے میں ہار ڈالا سو جب قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی ہدی کو دیکھا کہ ہار ڈالی گئی ہے توج کا احرام

باندھا اور آدھے سر میں لٹکھی نہ اور یہ پھرنا ہے قیس رضی اللہ عنہ سے اس بات کی طرف کہ جو احرام کا ارادہ رکھتا ہو اور جب اپنی ہڈی کے گلے میں ہار ڈالے تو محرم کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔ (فتح)

۲۷۵۳۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیچھے رہے تھے اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی بطور حسرت کے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیچھے رہتا ہوں پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہا نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جانے پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ پکڑے گا علم کو کل وہ شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا پس اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم ان کی امید نہ رکھتے تھے تو لوگوں نے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو علم دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح کی۔

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ لِلْحَقِّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَعْطَيْنَ الرَّايَةَ أَوْ قَالَ لِيَأْخُذَنَّ عَدَا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اس میں غرض یہ قول ہے کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں پس تحقیق وہ مشر ہے اس کے ساتھ کہ جہنڈا کسی معین شخص کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ ہر جہاد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس کو چاہتے تھے دیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں دینے والا ہوں لواء اس مرد کو جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ یہ مشر ہے ساتھ اس کے کہ راۓ اور لواء برابر ہے۔ (فتح)

۲۷۵۴۔ نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تجھ کو اس جگہ جہنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

۲۷۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ

لِزَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَذَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكَزَ الرَّايَةَ.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور بیان کروں گا میں تعین مکان کی کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا اور یہ کہ وہ بھون ہے اور طبری نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ امام سردار کرے لشکر پر اس شخص کو جس کی قوت اور بصیرت اور معرفت کا اعتبار ہو اور اس کی باقی شرح مغازی میں آئے گی انشاء اللہ۔ اور مہلب نے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جھنڈا نہ گاڑا جائے مگر امام کی اجازت کے ساتھ اس لیے کہ وہ علامت ہے اس کے مکان (مرتبے) پر پس نہ تصرف کیا جائے اس میں مگر ساتھ اس کے حکم کے اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے پکڑنا جھنڈوں کا لڑائی میں اور یہ جھنڈا ہوتا ہے امیر کے ساتھ یا جس کو وہ قائم کرے اس کے لیے لڑائی کے وقت اور تحقیق پہلے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ لیا علم کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے پس وہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا اور اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَزَّ «سَنَلِقِيَ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ» قَالَهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی رعب سے مہینے بھر کی راہ تک۔ یعنی اللہ نے فرمایا کہ اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت اس لیے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ نے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کا اول یہ ہے کہ مجھ کو پانچ نعمتیں ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں پس تحقیق اس میں ہے کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی ہیبت سے مہینے بھر کی مسافت سے اور جس کی شرح تیم میں گذر چکی ہے اور مجھ کو ظاہر ہوا ہے کہ حکمت ایک مہینے کے اقتدار کرنے میں یہ ہے کہ آپ کے درمیان اور بڑے ملکوں کے درمیان جو آپ کے گرد تھے ایک مہینے کی مسافت سے زیادہ فاصلہ نہ تھا جیسے شام عراق یمن اور مصر کہ ان میں اور مدینے کے درمیان مگر ایک ماہ کی مسافت یا اس سے کم۔ اور طبرانی میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ایک مہینہ میرے آگے اور ایک پیچھے اور یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی نہیں اور نہیں مراد خصوصیت سے محض حاصل ہونا ہیبت کا بلکہ وہ اور جو کہ اس سے پیدا ہوتا ہے دشمن پر فتح پانے سے۔ (فتح)

۲۷۵۵۔ حَدَّثَنَا يَعْنَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ سَبْعِينَ أَلْفَ ذَنْبٍ»

۲۷۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح

نصیب ہوئی رعب سے پس جس حالت میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے سامنے ہوئیں سو میرے آگے رکھی گئیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے گئے اور تم وہ خزانے نکالتے ہو۔

بَنِ الْمَسِيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمِفْتَاحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَبِلُونَهَا.

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔ اور جوامع الکلم سے مراد قرآن اور حدیث ہے جن کے معانی اور مطالب کی کچھ حد نہیں۔ اور زمین کے خزانوں کی کنجیوں سے مراد وہ چیز ہے جو کھولی جائے گی آپ کی امت پر آپ کے بعد فتوحات سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کانیں مراد ہیں۔ (فتح)

۲۷۵۶۔ اُحْبَبْنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرْقُلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُمْ بِبَلْبَلَاءَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قِرَآئَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخْبُ فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمَرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ.

فائدہ: یہ حدیث بدء الوعی میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے اس لیے کہ ہرقل کی جگہ اور مدینے کے درمیان ایک ماہ کی مدت تھی یا اس کی مانند۔ (فتح)

جہاد میں سفر کا خرچ اٹھانا۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ خرچ راہ ساتھ لیا کرو کہ خرچ راہ بہتر ہے گناہ سے بچنا یعنی سوال سے۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾.

فائدہ: اس ترجمہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سفر میں خرچ کا اٹھانا توکل کے منافی نہیں اور تحقیق گذر چکی ہے حج میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں جو اس کی تائید کرتی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۷- اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضرت ﷺ کا کھانا تیار کیا جب کہ آپ نے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو نہ پائے ہم نے آپ کے لیے دسترخوان اور نہ آپ کی مشک کے لیے وہ چیز کہ باندھیں ہم ان کو ساتھ اس کے تو میں نے اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ باندھوں مگر اپنا کمر بند ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر پس ایک سے مشک باندھ اور دوسرے سے دسترخوان تو میں نے اسی طرح کیا پس اس لیے اسماء رضی اللہ عنہا کا نام ذات الطاقین رکھا گیا یعنی صاحب دو کمر بند کی۔

۲۷۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَحَدَّثَنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أُسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ سَفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسَفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشَقَّيْهِ بِاثْنَيْنِ فَأَرْبِطِيهِ بِوَاحِدِ السِّقَاءِ وَبِالْآخِرِ السَّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذَلِكَ سَمِيَتْ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ.

فائدہ: اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ ہم نے آپ کی مشک اور دسترخوان باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ پائی۔ پس تحقیق وہ ظاہر ہوتا ہے بچ اٹھانے آلہ خرچ کے سفر میں اور اس کی شرح ہجرت میں آئے گی۔ (فتح)

۲۷۵۸- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت خرچ راہ ساتھ لیا کرتے تھے مدینے تک۔

۲۷۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لِحُومِ الْأَصْحَابِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۷۵۹- سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ خیبر کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب صہباء میں پہنچے اور وہ جگہ خیبر کے علاقہ سے ہے اور وہ خیبر کے تلے ہے تو انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت ﷺ نے کھانے

۲۷۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصُّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ أَذْنَى خَيْبَرَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يَأْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلَكَنَّا فَأَكَلْنَا وَشَرَبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۷۶۰۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَفْتُ أَزْوَادَ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَّتِهِمْ فَاحْتَنَى النَّاسُ حَتَّى قَرَعُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ.

منگائے پس نہ لایا گیا پاس حضرت ﷺ کے کچھ مگر ستوتو ہم نے لقمہ منہ میں پھیرا سو ہم نے کھایا اور پیا یعنی بعضوں نے خشک ستوکھایا اور بعضوں نے پانی میں بھگو کر پیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

۲۷۶۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے خرچ راہ کم ہوئے اور محتاج ہوئے تو حضرت ﷺ کے پاس اونٹوں کے ذبح کرنے کے ارادے سے آئے یعنی پس آپ سے اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو ملے تو لوگوں نے ان کو اس واقعہ سے خبر دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں زندگی تمہاری بعد تمہارے اونٹوں کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے یا حضرت ﷺ نہیں زندگی ان کی بعد ان کے اونٹوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے کہ اپنے باقی خرچ راہ لائیں یعنی جتنا کسی کے پاس خرچ راہ باقی ہو تو حضرت ﷺ کے پاس لے آئے سو اس کے لیے دسترخوان بچھایا گیا اور باقی خرچ راہ لائے تو حضرت ﷺ نے ان پر برکت کی دعا کی پھر ان کے برتن منگوائے تو لوگوں نے پیوں سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ اپنی حاجتوں سے فارغ ہوئے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ظاہر ہونا معجزے کا اس قبیل سے ہے کہ رسالت کی تائید کرتا ہے اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق ہے اور اجابت آپ کی طرف اس چیز کی کہ التماس کریں آپ سے اصحاب آپ کے اور ان کا جاری ہونا اور پر عادت بشری کے بیچ محتاج ہونے طرف سفر خرچ کی اور اس میں فضیلت ظاہر ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جو دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے اس کے یقین کے ساتھ قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی اور ان کی نیک نظری پر مسلمانوں کے لیے علاوہ ازیں نہیں بیچ اجابت کرنے حضرت ﷺ کے ان کے لیے اوپر ان کے اذنوں کے ذبح کرنے کے جو اس بات کو واجب کرے کہ وہ بغیر سواری کے باقی رہیں گے اس احتمال کی وجہ سے کہ بھیجے اللہ ان کے لیے وہ چیز جو ان کو اٹھائے غنیمت سے اور مانند اس کی سے لیکن قبول کیا حضرت ﷺ نے کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا اس چیز کی طرف کی اشارہ کیا اس کے ساتھ معجزے میں جلدی کرنے کے لیے ساتھ برکت کہ حاصل ہوئی کھانے میں اور تحقیق واقع ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مشابہ ساتھ اس قصے کے پانی میں جیسا کہ علامات النبوۃ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تمہاری زندگی تمہارے اونٹوں کے بعد تو یہ اس لیے کہ پے درپے پیادہ چلنا اکثر اوقات پہنچاتا ہے ہلاکت کی طرف۔ ابن بطال نے کہا کہ استنباط کیا ہے اس سے بعض فقہانے یہ کہ جائز ہے حاکم اور بادشاہ کے لیے قلعہ میں کہ جس کے پاس اپنی قوت اور حاجت سے زیادہ غلہ ہو وہ اس کے بیچنے کے لیے واجب کر کے حکم کرے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے لوگوں کی خیر خواہی سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جائز ہونا مشورے کا ہے امام پر ساتھ مصلحت کے اگرچہ اس سے پہلے مشورہ نہ لیا ہو۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرَّقَابِ.
خرچ راہ کا گردنوں پر اٹھانا یعنی جب کہ اس کا چوپایوں پر اٹھانا مشکل ہو۔

۲۷۶۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جہاد کو نکلے اور ہم تین سے آدمی تھے ہم اپنا خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے تو ہمارا خرچ راہ کم ہوا یہاں تک کہ آدمی ہر دن ایک کھجور کھاتا تھا ایک مرد نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ (یہ جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) ایک کھجور سے آدمی کو کیا ہوتا ہوگا یعنی ایک کھجور سے آدمی کا کس طرح گزارا ہوگا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کھجوریں تمام ہوئیں تو ایک کو بھی ہم نے گم پایا یعنی پھر ایک بھی ہاتھ نہ آتی تھی یہاں تک کہ ہم دریا پر آئے تو ناگہان ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے یعنی مری ہوئی جس کو دریائے باہر پھینک

۲۷۶۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مَائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا لَفَيْنِي زَادُنَا حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَإِنِّي كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقَدْهَا حِينَ فَقَدْناها حَتَّى أَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا حَوْثٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ

فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا. دیا ہے سو ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن تک کھایا جو کچھ ہم نے چاہا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہم اپنے خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے۔

عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا۔

۲۷۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب توج اور عمرہ دونوں کے ثواب کے ساتھ پھرتے ہیں اور میں نے صرف حج کیا ہے عمرہ نہیں کیا یعنی چاہتی ہوں کہ میں بھی عمرہ کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور چاہیے کہ عبد الرحمن تجھ کو اپنے پیچھے سوار کرے تو حضرت ﷺ نے عبد الرحمن کو حکم دیا کہ اس کو متعیم سے عمرہ کروائے تو حضرت ﷺ نے کئے کی اونچی طرف میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتظاری کی یہاں تک کہ عمرہ کر کے آئیں۔

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْءَةِ خَلْفَ أُخِيهَا.

۲۷۶۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَلَمْ أَرِذْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي وَلِيُرِدْكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّعِيمِ فَانْطَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور مشابہ ہے یہ کہ ہو وجہ داخل ہونے اس کے اس جگہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلے گزری ہے کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ (فتح)

۲۷۶۳۔ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے چڑھاؤں اور ان کو متعیم سے عمرہ کراؤں۔

۲۷۶۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عُمَرُو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّعِيمِ.

جہاد اور حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

۲۷۶۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور البتہ لوگ آواز بلند کرتے تھے ساتھ حج اور عمرہ

بَابُ الْإِرْدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ.

۲۷۶۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

أَنَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي
طَلْحَةَ وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا
الْحَيَّ وَالْعُمْرَةَ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج میں ایک دوسرے کے پیچھے
سوار ہونا درست ہے اور علیٰ ہذا القیاس جہاد کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ.

گدھے پر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

۲۷۶۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ گدھے
پر سوار ہوئے پالان پر جس پر کپڑا ڈالا ہوا تھا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو
اپنے پیچھے چڑھایا۔

۲۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ
عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَاْفٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ
وَأَزْدَفَ أَسَامَةُ وَرَأَاهُ.

۲۷۶۶۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن
حضرت ﷺ اپنی سواری پر گدھے کی اونچی طرف سے آئے اس
حال میں کہ اسامہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور آپ کے
ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو کعبہ کے
دربانوں سے تھے یہاں تک کہ سواری کو مسجد حرام میں بٹھایا
اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ خانے کعبہ کی کھجی لائے تو خانہ کعبہ
کھولا گیا اور حضرت ﷺ اس کے اندر داخل ہوئے اور آپ
کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو
حضرت ﷺ اس کے اندر دیر تک رہے تو لوگوں نے کعبہ کے
اند میں ایک دوسرے سے جلدی کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب
سے پہلے داخل ہوئے انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے
پاس کھڑے پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے نماز
کہاں پڑھی ہے تو اشارہ کیا اس نے اس کے لیے طرف اس

۲۷۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللِّيثُ قَالَ يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى
مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ
وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ
الْحُجَبَةِ حَتَّى آتَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ
يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَسَامَةُ
وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَتْ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا
ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَى النَّاسُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَأَاهُ
الْبَابُ فَأَتَيْنَا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَسَيَّتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ۔
جگہ کی جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے پوچھنا بھول گیا کہ حضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ظاہر ہوگی وجہ اس کے داخل ہونے کی جہاد کے ابواب میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نماز اور حج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن آئے اس حال میں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ۔ باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پکڑے رکاب کو اور مانند اس کے کو یعنی مدد کرنے سے سواری وغیرہ پر۔

۲۷۶۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَلَامِي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يُعَدُّ بَيْنَ الْإِنْسَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى ذَاتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔

فائدہ: یعنی ہر مسلمان مکلف پر ساتھ گنتی ہر جوڑ کے اس کی ہڈیوں سے صدقہ ہے اللہ کے لیے بطور شکر کے اس کے لیے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں میں جوڑ بنائے کہ ان کے سبب سے قبض اور بسط یعنی بند کرنے اور کھولنے پر قادر ہوتا ہے اور خاص کی گئیں ہڈیاں ذکر کے ساتھ اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ تصرف کے ہے ساتھ ان کے دقائے کاری گریوں سے جن کے ساتھ آدمی خاص ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو اس کی سواری پر چڑھانا تو یہ جگہ ترجمہ کی ہے پس تحقیق قول اس کا بحمل علیہا عام تر ہے اس سے کہ اس کا اسباب اس کی سواری پر لادے یا اس کو اس پر چڑھادے اور یہ جو کہا اور رفع علیہا متاعہ تو یہ راوی کا شک ہے یا توبیخ ہے اور سوار کا چڑھانا عام تر ہے اس سے کہ اس کو بدستور اٹھا کر سواری پر سوار کرے یا سوار ہونے میں اس کی مدد کرے پس صحیح ہوگا ترجمہ۔ ابن منیر نے کہا کہ نہیں لیا جاتا

ترجمہ مجرد صیغہ فعل سے پس تحقیق وہ مطلق ہے بلکہ عموم کی جہت سے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جنگ حنین میں کہ میں حضرت ﷺ کی رکاب کو پکڑنے والا تھا۔ اور یہ جو کہا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا خیرات ہے تو ابن بطلال نے بعض سے حکایت کی ہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ فضائل قیاس کے ساتھ مدرک نہیں ہوتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑے جاتے ہیں بطور توقیف کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ
الْعُدُوِّ وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کافروں کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر کرنا مکروہ ہے یعنی اور اس طرح روایت ہے محمد بن بشر سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: لیکن روایت محمد بن بشر کی پس موصول کیا ہے اس کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند سے اس لفظ سے کہ مکروہ رکھا ہے حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن یعنی کافر کی اس خوف کی وجہ سے کہ پہنچے اس کو دشمن اور لیکن متابعت ابن اسحق کی پس وہ معنی کے ساتھ اس لیے کہ احمد نے اس کو روایت کیا ہے اس لفظ کے ساتھ کہ نہیں کی حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے قرآن کے ساتھ دشمن کی زمین کی طرف اور نہیں تقاضہ کرتی ہے کراہت کو اس لیے کہ وہ نہیں جدا ہوتی ہے کراہت تنزیہ یا تحریم سے۔ (فتح)

وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعُدُوِّ وَهُمْ
يَعْلَمُونَ الْقُرْآنَ.

اور متابعت کی ہے عبید اللہ کی ابن اسحق نے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے یعنی اور سفر کیا حضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے بیچ زمین کافر کے اور حالانکہ وہ قرآن جانتے تھے۔

فائدہ: اس کے ساتھ بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کے ساتھ سفر کرنے کی نہی سے مراد لکھے ہوئے قرآن کی نفی ہے یعنی جو کاغذ وغیرہ پر لکھا ہو اس خوف سے کہ پہنچے اس کو دشمن۔ یہ مراد نہیں کہ نفس قرآن کے ساتھ سفر کرنا منع ہے یعنی عامل قرآن مراد نہیں۔ اور اسماعیلی نے اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو قرآن اچھا جانتا ہو وہ دشمن کے گھر میں اس کے ساتھ جہاد نہ کرے اور یہ اس شخص کا اعتراض ہے جو بخاری کی مراد نہیں سمجھتا اور دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ مراد بخاری کی اس کے ساتھ قوی کرنا ہے اس شخص کے قول کا جو بڑے اور چھوٹے لشکر میں فرق کرتا ہے پس بڑے میں جائز اور چھوٹے میں ناجائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۷۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ.

۲۷۶۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا
حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف
زمین دشمن کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس خوف کی وجہ سے کہ اس کو دشمن پہنچے۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجماع
کیا ہے فقہاء نے اس پر کہ ناسفر کیا جائے ساتھ قرآن کے چھوٹے لشکروں میں جن کے مغلوب ہونے کا خوف ہو اور
انہوں نے اختلاف کیا ہے بڑے لشکر کے بارے میں جس کے مغلوب ہونے سے امن ہو سو امام مالک نے تو اس میں بھی
مطلق منع کیا ہے اور ابو حنیفہ نے تفصیل کی ہے اور دائر کیا ہے شافعیہ نے کراہت کو خوف کے ساتھ وجود اور عدم اور ان
میں سے بعض نے مالکیہ کی طرح کہا ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ کافر کے ہاتھ قرآن کا بیچنا منع ہے
معنی مذکور کے موجود ہونے کی وجہ سے اس میں اور وہ اس کی اہانت پر قدرت پانی ہے اور نہیں اختلاف ہے اس کے حرام
ہونے میں سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا صحیح ہے اگر واقع ہو اور حکم کیا جائے ساتھ دور کرنے
اس کی ملک کے اس سے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ کافر کو قرآن سکھانا منع ہے پس مالک تو مطلق منع
کرتے ہیں اور حنفیہ تو مطلق جائز رکھتے ہیں اور شافعی سے دو قول ہیں اور تفصیل کی ہے بعض مالکیہ نے درمیان قلیل کے
سبب کے لیے مصلحت قائم ہونے حجت کے اوپر ان کے پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس کو اور درمیان کثیر کے پس منع کیا
ہے اس کو اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ہر قل کا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس کی طرف بعض آیات لکھی اور نووی نے
اتفاق نقل کیا ہے اوپر جائز ہونے کتاب کے طرف ان کی ساتھ مثل ان کے۔ (فتح)

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ.
لڑائی کے وقت تکبیر کہنے کا بیان یعنی اللہ اکبر کہنا یعنی جواز
اس کا یا مشروعیت اس کی۔

۲۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاجِي
عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا هَذَا مُحَمَّدٌ
وَالْحَمِيسُ مُحَمَّدٌ وَالْحَمِيسُ فَلَجَبْنَا إِلَى
الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۶۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیر
میں صبح کی اور حالانکہ خیر والے بیچوں کو اپنی گردنوں پر رکھ
کر نکلے تھے یعنی کھیتی ہتھیار لے کر نکلے بے خبر حضرت ﷺ
کے آنے سے سوجب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے
لگے کہ آئے محمد ﷺ اور ان کا لشکر آئے محمد ﷺ اور ان کا لشکر
تو انہوں نے قلع کی طرف پناہ لی تو حضرت ﷺ نے اپنے
دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے

بڑا ہے خراب ہوا خیر تحقیق ہم مسلمان جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی جو ڈرائے گئے اور ہم نے گھر کے پلے ہوئے گدھے پائے سو ہم نے ان کو پکایا سو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

يَدِيهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَبْتُ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ﴾ وَأَصَبْنَا حُمْرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولُهُ يَنْهَيَانَكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ فَأَكْفَيْتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا. تَابَعَهُ عَلِيُّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے وقت تکبیر کہنی درست ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے بلند کرنے آواز کے سے تکبیر میں۔

۲۷۷۰۔ ۲۷۷۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو جب ہم کسی نالے کی بلندی پر پہنچتے تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہوتیں تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگوں نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو یعنی بلکہ تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو تحقیق وہ تمہارے ساتھ موجود ہے سنتا ہے قریب ہے۔

۲۷۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَلَدُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور طبری نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا اور ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنی مکروہ ہے اور یہی قول ہے عام سلف کا اصحاب اور تابعین سے اور تصرف بخاری کا چاہتا ہے اس بات کو کہ یہ خاص ہے ساتھ تکبیر کے لڑائی کے وقت اور لیکن بلند کرنا آواز کا کہ اس کے غیر میں پس تحقیق گذر چکا ہے کتاب الصلوٰۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں دستور تھا کہ جب فرض نماز سے پھرتے تھے تو پکار پکار کے ذکر کرتے تھے اور اس کی بحث اس جگہ گذر چکی ہے۔ (فتح)

جب کسی پست زمین میں اترے تو سبحان اللہ کہے۔
۲۷۷۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

جب کسی بلند جگہ پر پہنچے اللہ اکبر کہے۔
۲۷۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تھے یعنی مانند پہاڑ کی اور نیلے کی تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

فائدہ: یہ وہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابھی مذکور ہو چکی ہے۔

۲۷۷۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرے سے پلٹتے تھے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر ذکر کیا جہاد کو کسی پہاڑی کی گھاٹی یا سنگستانی زمین پر پہنچتے تھے تو تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تھا اسی نے۔ صالح کہتا ہے کہ میں نے سالم سے کہا عبد اللہ نے انشاء اللہ نہیں کہا یعنی بعد آیتوں کے تو اس نے کہا کہ نہیں۔

بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَإِذَا يَازُ
۲۷۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ
سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا
كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا.
۲۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ
أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنِ عَنْ سَالِمِ
عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا
صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا.

۲۷۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ
الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ
عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ
وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوُ يَقُولُ كَلِمًا أَوْفَى
عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ قَدْ فِدَ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ابْتَوْنَ
تَابِتُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ
صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ
الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ
يَقُلْ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ قَالَ لَا.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ جب پہاڑ کی کسی گھاٹی یا بلند جگہ پر اترتے تھے تو میں بار اللہ اکبر کہتے تھے اور مہلب نے کہا کہ اللہ اکبر کہنا حضرت ﷺ کا بلندی کے وقت خبر دینی ہے اللہ کی بڑائی کی جو بلند اور بزرگ ہے اور وقت واقع ہونے اور بڑی چیز کے اس کی مخلوق سے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اور سبحان اللہ کہنا حضرت ﷺ کی میدانوں کے اندر مستتب ہے یونس علیہ السلام کے قصے سے اس لیے کہ باسب سبحان اللہ کہنے ان کے کے مچھلی کے پیٹ میں نجات دی ان کو اللہ نے اندھیروں سے تو حضرت ﷺ نے بھی میدانوں میں سبحان اللہ کہنا کہ اللہ آپ کو بھی نجات دے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ پست جگہوں میں سبحان اللہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ تسبیح کے معنی پاکی بیان کرنے کے ہیں پس مناسب ہوئی پاکی بیان کرنی اللہ کی پست ہونے کے صفوں سے جیسا کہ مناسب ہے بڑائی بیان کرنی اس کی بلندی کے وقت اور نہیں لازم آتا ہونے جہت بلند اور پستی سے محال اللہ تعالیٰ پر یہ کہ نہ صفت کیا جائے ساتھ بلندی کے اس لیے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ علو کے معنی کے جہت سے ہے اور محال ہونا اس کا حس کی جہت سے ہے اس لیے کہ وارد ہوا ہے اس کی صفت میں عالی اور علی اور متعالی اور نہیں وارد ہوئی اس کی ضد اگرچہ اللہ کے علم نے اس کو احاطہ کیا ہے۔ (فتح)

بَابُ يَكْتَبُ لِلْمَسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ
فِي الْإِقَامَةِ.
 لکھا جاتا ہے مسافر کے لیے ثواب مثل اس کی کہ تھا عمل کرتا بیچ حالت اقامت کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ اس کا سفر گناہ میں نہ ہو۔ (فتح)

۲۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيدُ يَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مَرَّارًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا.

۲۷۷۴۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ اور یزید بن ابی کبشہ دونوں ایک سفر میں ساتھی تھے یزید رضی اللہ عنہ روزہ رکھتے سفر میں تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کئی بار سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کا ثواب ویسا ہی لکھا جاتا ہے جیسا وہ اپنے وطن میں اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔

فائدہ: یہ اس شخص کے حق میں ہے جو بندگی کرتا ہو پس روکا جائے اس سے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اگر مانع نہ ہوتا تو اس کو ہمیشہ کرتا اور ابو داود میں صریح آچکا ہے اور نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ بندہ جب کسی نیکی پر ہو پھر بیمار

ہو جائے تو جو فرشتہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ لکھ اس کے لیے مثل اس کی جو یہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں یہاں تک کہ میں اس کو صحت دوں یا اپنی طرف لاؤں روایت کی یہ حدیث عبد الرزاق اور احمد نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب مبتلا کرتا ہے اللہ مسلمان کو کسی بلا کے ساتھ اس کے بدن میں تو اللہ فرشتے کو کہتا ہے کہ لکھ اس کے نیک عمل اس کے لیے جو کیا کرتا تھا پھر اگر اس کو اللہ شفا دے تو اس کو گناہ سے پاک کر ڈالتا ہے اور اگر اس کی روح قبض کر لے تو اس کو بخش دیتا ہے اور رحم کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ لکھتا ہے بیمار کے لیے وہ اجر کہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں جب تک کہ بیمار رہے اور ایک روایت میں ہے کہ رات کو نماز پڑھا کرتا ہو یعنی اس کی عادت ہو پھر غالب آئے اس پر نیند یا بیماری تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے اجر نماز اس کی کا اور وہ سونا اس پر صدقہ ہوتا ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ سب بحث نوافل کے حق میں ہے اور لیکن نماز فرائض کے تو نہیں ساقط ہوتی سفر اور بیماری میں اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ بیمار اور مسافر جب تکلیف اٹھا کر عمل کرے تو افضل ہوگا اس سے جو صحت اور اقامت کی حالت میں کرے ان احادیث میں تعاقب ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عذر رخصت دینے والے جماعت کے ترک پر ساقط کرتے ہیں کراہت اور گناہ کو خاص کے اس کے بغیر کے ہوں حاصل کرنے والے فضیلت کو اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے نودی نے شرح مذہب میں اور اس کی پہلی وجہ کو جزم کیا ہے روایانی نے تلخیص میں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعہ کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف جائے اور پائے لوگوں کو کہ نماز پڑھ چکے ہوں تو اللہ اس کو نماز پڑھنے والے اور اس پر حاضر ہونے والے کے برابر ثواب دیتا ہے اس کا کچھ ثواب کم نہیں ہوتا یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور اس کی سند قوی ہے اور سبکی کبیر نے کہا کہ جس کی عادت جماعت سے نماز پڑھنے کی ہو اور اس پر جماعت سے نماز پڑھنی مشکل ہو تو تنہا نماز پڑھے تو اس کے لیے جماعت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس کی عادت نہ اور جماعت کا ارادہ کرے پس دشوار ہو اس پر پس تنہا نماز پڑھے تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب قصد اس کے کا نہ کہ جماعت کے ثواب کا اس لیے کہ اگرچہ اس کا قصد جماعت کا تھا مگر قصد مجرد ہے اور پہلے کے لیے دلالت کرتی ہے حدیث باب کی اور ثانی کے لیے یہ کہ ثواب فعل کا دو گنا ہوتا ہے اور اجر قصد کا دو گنا نہیں ہوتا اس دلیل کے ساتھ کہ جو نیکی کا قصد کرے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو تنہا نماز پڑھتا ہے اگرچہ اس کے لیے جماعت کا ثواب ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کی عادت تھی پس لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب اکیلے کی نماز کا ساتھ اصالت کے اور ثواب جماعت سے پڑھنے والے کا ساتھ فضل کے۔ (فتح)

تنہا چلنے کا بیان۔

بَابُ السَّيْرِ وَحَدُّهُ.

۲۷۷۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - ۲۷۷۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُكَدَّرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَذَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَذَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَذَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

خندق کے دن حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے ان کو بلایا یعنی کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں جاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی تین بار بلایا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے تینوں بار آپ کا حکم قبول کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باب الطلیعہ میں پہلے گزر چکی ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث اس باب میں کس طرح داخل ہوتی ہے اور ابن منیر نے اس کی تقریر یوں کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ﷺ کا حکم قبول کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ کوئی اور نہ گیا ہو میں کہتا ہوں کہ اور طریق میں وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تھا گئے تھے اور مناقب میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آئے گی وہ چیز کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے باپ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو جدا ہوتا ہے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے سو میں چلا ہوں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تھا گئے اور ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ (فتح)

۲۷۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُوا مَا سَارَ رَاكِبٌ بَلِيلٍ وَحْدَهُ.

۲۷۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُوا مَا سَارَ رَاكِبٌ بَلِيلٍ وَحْدَهُ.

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ لڑائی کی مصلحت کے لیے چلنا خاص تر ہے سفر کرنے سے اور حدیث منع کی سفر کے حق میں وارد ہوئی ہے پس جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا ضرورت کے لیے اور مصلحت کے جو

نہیں منتظم ہوتی مگر ساتھ ساتھ ہونے کے مانند بھیجنے جاسوس کے اور طلوعہ کے اور جو اس کے علاوہ ہے اور سو کردہ ہے اور احتمال ہے کہ ہو حالت جواز کی مفید حاجت کے ساتھ امن کے وقت اور حالت منع کی مفید ساتھ خوف کے جس جگہ ضرورت نہ ہو اور تحقیق واقع ہوا ہے کتب مغازی میں بھیجنا ہر ایک کا حذیفہ اور نعیم بن مسعود اور عبد اللہ بن انیس اور خوات بن جہیر اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہم سے بھی کئی جگہوں کے بیچ ان میں سے بعض صحیح میں ہیں۔ (فتح)

چلنے میں جلدی کرنی یعنی بیچ رجوع کرنے کے طرف وطن کی۔ یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں جلد جانے والا ہوں مدینے کو سو جو تم لوگوں میں سے میرے ساتھ جلد جانا چاہے تو چاہیے کہ جلد جائے پھر جب مدینے کے قریب پہنچے۔ آخر حدیث تک

۲۷۷۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے تو اس نے کہا کہ تیز چلتے تھے پھر جب فراخ جگہ پاتے تھے تو اور زیادہ تیز چلتے تھے اور نص عنق سے تیز چلتا ہے۔

بَابُ السَّرْعَةِ فِي السَّيْرِ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيُعَجِّلْ.

۲۷۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَحْيَى يَقُولُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ لَكَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ لِإِذَا وَجَدَ فَجَوْهَةً نَصًّا وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۲۷۷۸۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے کے راہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ جلدی چلے یہاں تک کہ جب سرفی غروب ہوئی تو پھر اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی یعنی دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھا اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا یعنی جلد چلنے کی ضرورت ہوتی تھی تو مغرب کی نماز کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو جمع کرتے تھے۔

۲۷۷۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أَسْلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَلَمَّا عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةً وَجِعَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ آخِرَ
الْمَغْرِبِ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۲۷۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي
صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ
نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ
نَهْمَتَهُ فَلْيُعِجِلْ إِلَى أَهْلِهِ.

۲۷۷۹- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے باز رکھتا ہے تمہارے ایک کوسونے اس کے سے اور کھانے سے اور پینے سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھروالوں کے پاس آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے بیان میں گزر چکی ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ حضرت ﷺ کا مدینے کی طرف جلد چلنا اس لیے تھا کہ اپنی جان کو آرام دیں اور اپنے گھروالوں کو خوش کریں۔ اور جلد چلنا آپ کا مزدلفہ کی طرف اس لیے تھا کہ مشعر حرام میں جلد وقوف کریں۔ اور جلد چلنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنی بیوی کی طرف اس لیے تھا کہ اس کی زندگی سے کچھ پائیں کہ ممکن ہو اس کو کہ وصیت کریں اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کرتے تھے اس کے غیر کی طرف۔ (فتح)

باب إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَأَاهَا تُبَاعُ.
جب کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا چرنے کو دے پھر اس کو بکتا دیکھے تو اس کو نہ خریدے۔

۲۷۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى
فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَجَدَهُ يَبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ
يَتْبَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعُهُ وَلَا تُعَدِّ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۸۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چرنے کو دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا سو حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت خریدو اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

۲۷۸۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ

۲۷۸۱- عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چرنے کے لیے دیا تو جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کو بیچنا چاہا یا ضائع کیا سو میں نے اس

کو خریدنا چاہا اور میں نے گمان کیا ہے وہ اس کو ستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت خریدو اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے پس (صحیح ترجمہ اس طرح ہے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے جو اپنی تے کو پھر کھا جاتا ہے) تحقیق اپنی خیرات کی چیز کو پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی تے کو اپنے پیٹ میں پھر ڈال لے۔

حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَابْتَاعَهُ
أَوْ فَاَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ
أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا
تَشْتَرِهِ وَإِنْ بَدَرَهُمْ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هَيْبَتِهِ
كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْإِبْرَاهِيمِ.

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور یہی قول ہے ثوری کا اور متقید کیا ہے اس کو جمہور نے اسلام کے ساتھ اور نہیں واقع ہوا باب کی حدیث میں کہ ماں باپ نے اس کو منع کیا تھا لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف جو آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۸۲۔ حَدَّثَنَا إِدْمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا
الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتُّهُمْ فِي حَدِيثِهِ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَى
وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِهِمَا فَجَاهِدْ.

۲۷۸۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے جہاد کی پرواگی چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس انہی دونوں میں جہاد کر۔

فائدہ: یعنی خاص کر ان کو ساتھ جہاد نفس کے بیچ رضامندی ان کی کے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعبیر کرنا چیز کو ساتھ ضد اس کی کے جب کہ اس کے معنی سمجھ جائیں اس لیے کہ صیغہ امر کا بیچ قول حضرت ﷺ کے فائدہ ظاہر ہے اس کا پہنچنا ضرر کا ہے جو دونوں کے غیر کے لیے حاصل ہونا تھا ان کے لیے اور حالانکہ یہ قطعاً مراد نہیں بلکہ مراد تو پہنچانا قدر مشترک ہے جہاد کی تکلیف سے اور وہ مشقت بدن کی ہے اور مال کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو چیز جان مشقت میں ڈالے اس کا نام جہاد رکھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ سے نیکی کرنا کبھی جہاد سے افضل ہوتا ہے اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ محض خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے اور یہ مکلف بندگی کے عملوں سے افضل عمل

پوچھتے تاکہ اس کے ساتھ عمل کرے اس لیے کہ اس نے جہاد کی فضیلت سنی پس جلدی کی طرف اس کی پھر نہ قناعت کی اس نے یہاں تک کہ اس کی اجازت چاہی پس دلالت کی اس نے اس چیز پر کہ وہ افضل ہے اس کے حق میں اور اگر سوال نہ ہوتا تو اس کو اس کا علم حاصل نہ ہوتا اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ ہے کہ پھر جا اپنے ماں باپ کی طرف اور اچھی طرح ان کے ساتھ رہ اور ابو داؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ پھر جا پس ہنسا اس کو جیسا کہ تو نے ان کو رلایا اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے کہ پھر جا اور اپنے ماں باپ سے اجازت مانگ پس اگر وہ تجھ کو اجازت دیں تو جہاد کرنیں تو ان کے ساتھ نیکی کر اور صحیح کہا ہے ان کو ابن حبان نے اور جمہور علما نے کہا کہ حرام ہے جہاد کرنا جب کہ ماں باپ دونوں منع کریں یا ایک منع کرنے بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں اس لیے کہ ان کی خدمت فرض عین اور جہاد فرض کفایہ۔ پس جب متعین ہو جہاد تو اس وقت اجازت نہیں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے وہ حدیث جو ابن حبان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ سب سے افضل کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا کہ نماز اس نے کہا کہ پھر کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا جہاد اس نے کہا کہ میرے ماں باپ زندہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھ کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم کرتا ہوں اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ میں جہاد کروں گا اور ماں باپ کو چھوڑ دوں گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو خوب جانتا ہے پس یہ حدیث محمول ہے فرض عین پر دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کے لیے اور کیا داد اور دادی بھی ماں باپ کے ساتھ ملحق ہیں یا نہیں اس میں اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور نیز صحیح یہ ہے کہ اس میں آزاد اور غلام کے درمیان فرق نہیں شامل ہونے کی وجہ سے طلب بر کے پس اگر اولاد غلام ہو اور اس کا سردار اس کو اجازت دے تو ماں باپ کا اذن معتبر نہیں اور ماں باپ کے لیے رجوع کرنا ہے بچ اذن کے مگر یہ کہ صف میں حاضر ہو اور اسی طرح اگر ماں باپ شرط کریں یہ کہ جہاد نہ کرے پس حاضر ہو صف میں تو نہیں اثر ہے شرط کے لیے یعنی شرط باطل ہو جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ سفر کے حرام ہونے پر بغیر اذن کے اس لیے کہ جب جہاد منع ہے اس کی فضیلت کے باوجود تو مباح سفر بطریق اولیٰ منع ہوگا ہاں اگر ہو سفر اس کا فرض عین کے سیکھنے کے لیے جس جگہ کہ متعین ہو سفر طریقہ طرف اس کی تو نہیں ہے منع اور اگر فرض کفایہ ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اس حدیث میں فضیلت بر والدین کی ہے اور تعظیم ان کے حق کی اور بہت ہونا ثواب کا ان کے بر میں اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْجَوَاسِ وَنَحْوِهِ فِي
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بچ گھنٹی کے
اور مانند اس کی کے اونٹ کی گردن میں۔
أَعْنَاقِ الْإِبِلِ.

فائدہ: یعنی جیسا کہ گھگر واد پازیب وغیرہ بچ گردنوں اونٹوں کے یعنی کراہت سے اور قید کیا ہے بخاری نے اس

کوساتھ اونٹ کے وارد ہونے کی وجہ سے خبر کے بیچ اس میں خاص کر۔ (فتح)

۲۷۸۳۔ ابو بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا اور حالانکہ لوگ اپنے سونے کی جگہ میں تھے تو حضرت ﷺ نے کسی کو بھیجا یہ کہ نہ باقی رہے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر کہ کاٹ ڈالا جائے۔

۲۷۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا أَنْ لَا يَبْقَيْنَ فِي رَقَبَةٍ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قُطِعَتْ.

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ ادبار کی مراد میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ تانت کا گنڈا اونٹوں کی گردن میں اس لیے ڈالتے تھے تاکہ نظر نہ لگے ان کے گمان میں تو ان کو حکم ہوا کہ اس کو کاٹ ڈالیں خبر دینے کے لیے کہ تانت اللہ کے حکم کو پھیر نہیں سکتی اور یہ قول مالک کا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ جب اونٹ کی گردن میں تانت ڈالنے والا یہ اعتقاد کرے کہ وہ نظر کو پھیر دیتی ہے تو بے شک اس نے گمان کیا کہ وہ تقدیر کو پھیر دیتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اس لیے منع ہے کہ دوڑانے کے وقت جانور کا گلانا گھونٹا جائے اور یہ محکی ہے محمد بن حسن ابو حنیفہ کے شاگرد سے اور ترجیح دیتی ہے اس کو ابو عبیدہ کی کلام پس اس نے کہا کہ یہ اس لیے منع ہے کہ چوپائے اس کے ساتھ ایذا پاتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی جان تنگ ہوتی ہے اور چرنے سے رک جاتا ہے اور اکثر اوقات درخت کے ساتھ انک جاتا ہے پس اس کا گلانا گھنٹا ہے یا چلنے سے باز رہتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ لوگ اس میں گھنٹا باندھتے تھے حکایت کیا ہے اس کو خطاب نے اور اس پر دلالت کرتا ہے بخاری کا باب باندھنا اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن میں گھنٹا ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ کہ اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ نہ باقی رہے کوئی گنڈا تانت کا اور نہ گھنٹا کسی اونٹ کی گردن میں مگر کہ کاٹا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں فرق ہے اس میں اونٹ اور اس کے غیر کے درمیان مگر تیسرے قول پر کہ نہیں جاری ہوئی عادت لٹکانے کی گھنٹوں کے گھوڑوں کی گردن میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اونٹوں کی گردن میں تانت نہ ڈالے پس اس سے (یہ) دعویٰ دلیل مذکور سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی نقیض ثابت ہوتی ہے فتح الباری میں تو اس طرح نہیں اس میں تو ابو داؤد اور نسائی کی حدیث اس طرح نقل کی ہے اربطوا الخیل وقلدوها ولا تقلدوها الاوتار یعنی گھوڑوں کو باندھ رکھو

اور ان کے گلوں میں ہار ڈالو لیکن تانت ان کے گلوں میں نہ ڈالو۔ واللہ اعلم) معلوم ہوا کہ حکم اونٹوں کے ساتھ خاص نہیں اور شاید اس کی قید ترجمہ میں غالب کی وجہ سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنی داڑھی کو گرہ دے یا تانت کو گلے میں ڈالے تو تحقیق محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ گھنٹا شیطان کا باجا ہے اور یہ روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس میں کراہت اس کی آواز کی وجہ سے ہے اس لیے کہ اس میں مشابہت ہے ناقوس کی اور اس کی مثل کی آواز کے ساتھ۔ اور نووی وغیرہ نے کہا کہ یہ نہی کراہت کے لیے ہے اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کراہت تحریم کے لیے ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر حاجت نہ ہو تو منع کیا جائے اور جب حاجت ہو تو جائز ہے اور مالک سے روایت ہے کہ خاص ہوتی ہے کراہت ساتھ تانت کے گنڈے کے اور اس کے غیر کے ساتھ جائز ہے جب کہ قصد دفع کرنا نظر کا ہو اور یہ سب بحث بیچ لٹکانے تعویذوں وغیرہ کے ہے جن میں قرآن اور اس کی مانند نہ ہو اور لیکن جس چیز میں اللہ کا ذکر ہو تو وہ منع نہیں پس تحقیق سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ڈالا جاتا ہے تبرک کے لیے اور تعویذ کے اللہ کے ناموں کے ساتھ اور اس کے ذکر کے ساتھ۔ اور اسی طرح نہیں منع جو ڈالا جاتا ہے زینت کے لیے جب تک کہ نہ پہنچے تکبر اور اسراف کو اور گھنٹے کے باندھنے میں بھی اختلاف ہے تیسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے بقدر حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ چھوٹا جائز ہے بڑا جائز نہیں۔

جو جہاد میں لکھا جائے اور اس کی بیوی حج کے لیے نکلے یا اس کو کوئی عذر ہو تو کیا اس کو اجازت دی جائے کہ جہاد میں نہ جائے۔

بَابُ مَنْ اكْتَسَبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتْ امْرَأَتُهُ حَاجَةً أَوْ كَانَ لَهُ عَذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ.

۲۷۸۴۔ اہل عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خلوت کرے کوئی مرد ساتھ عورت کے یعنی مرد اور عورت اجنبی ایک مکان میں تہا جمع نہ ہوں اور نہ سفر کرے کوئی عورت مگر کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا گیا ہے یعنی جو لشکر فلاں جہاد میں جانا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو نکلی ہے یعنی تو میں کیا کروں آیا جہاد کو جاؤں اور اپنی بیوی کو اکیلے حج کو جانے دوں یا بیوی کے ساتھ جاؤں اور جہاد کو نہ جاؤں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

۲۷۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرُنَّ امْرَأَةً إِلَّا وَمَعَهَا مُحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْتَسَبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتْ امْرَأَتِي حَاجَةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

فائدہ: یہ حدیث مع شرح کے حج میں گزر چکی ہے۔ اور اس سے غرض یہ اخیر قول ہے کہ جاو اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر اور اس سے استفاد ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے حق میں حج جہاد سے افضل ہے اس لیے کہ جمع ہوا اس کے لیے حج نفل کے بیچ اس کے کہ حاصل کرنا حج فرض کا اپنی بیوی کے لیے تو ہوگا یہ جمع ہونا اس کے لیے افضل مجرد جہاد سے جو کہ حاصل ہوتا ہے مقصود اس سے ساتھ غیر اس کے اور اس میں مشرودیت ہے لکھنے کی لشکر کے اور نظر کرنی امام کی اپنی رعیت کی مصلحت کے لیے۔ (فتح)

بابُ الْجَاسُوسِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾
باب ہے جاسوس کے بیان میں یعنی تجسس کے معنی جستجو کے ہیں باطن امور سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ پکڑو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

فائدہ: مناسبت آیت کی یا اس چیز کی وجہ سے کہ تفسیر میں آئے گی کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں مذکور ہے وہ اس کا سبب نزول تھا اور یا اس لیے کہ اس سے نکالا جائے حکم جاسوس کفار کا پس جب بعض مسلمانوں کو اس پر اطلاع ہو اس کے امر کو چھپائے نہیں بلکہ اس کو امام کے پاس لے جائے تاکہ وہ اس میں اپنی رائے کے موافق کام کرے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کفار کے جاسوس کے قتل کے جواز میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ فَإِنَّ بِهَا طَعِينَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلِقُوا تَعَادَى بَنَا حَيْلَنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالطَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِي الْكِتَابَ أَوْ لَنَلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ

۲۷۸۵۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے بارہ میل مدینے سے میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شترسوار ہے اور اس کے پاس ایک خط ہے سو وہ خط اس سے چھین لو تو ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچے تو ناگہاں ہم نے ایک شترسوار عورت دیکھی تو ہم نے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ یا تو خط نکال یا بدن سے کپڑے اتار تو اس نے اپنے بالوں کی جوڑی سے خط نکالا تو ہم اس خط کو حضرت ﷺ کے پاس لائے پس ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ یہ خط حاطب کی طرف سے ہے طرف بعض مشرکین کے اہل مکہ سے اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو حضرت ﷺ کے بعض امروں سے

عَقَاصِهَا فَاتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَعَجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ لَأَتِيَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ لِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عَنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قُرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبُ عَنْقُ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ ااعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سَفِيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هَذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

بَابُ الْكِسْوَةِ لِلْأَسَارَى.

۲۷۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب یہ کیا ہے یعنی اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے حاطب نے کہا یا حضرت مجھ پر شتابی نہ کیجیے بے شک میں مرد قریش میں ملا ہوا تھا ان کی برادری میں سے نہ تھا یعنی مکے میں میرا کوئی بھائی بند نہیں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے لیے مکے میں قرابتی ہیں کہ وہ قرابت کے سبب سے ان کے لڑکے بالوں اور مالوں کی نگاہ رکھتے ہیں اور جب ان میں میرا کوئی قرابتی نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں جس کے سبب سے وہ میرے لڑکے بالوں کی نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کفر کے سبب سے اور نہ مرتد ہونے کے سبب سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تم کو سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں کہ یہ منافق ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا اور تجھ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے کہا کہ جو تمہارا جی چاہے کرو میں تم کو بخش چکا۔

قیدیوں کو کپڑا پہنانا یعنی جوان کے ستروں کو ڈھانکے اس لیے کہ ان کی طرف نظر کرنی جائز نہیں ہے۔

۲۷۸۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب جنگ

بدر کا دن ہوا تو قیدی لائے گئے اور عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں لائے گئے اور ان پر کوئی کپڑا نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے حاضرین میں پوشاک دیکھا تو لوگوں نے عبد اللہ بن ابی کا پوشاک اس کے اندازے کے مطابق پایا تو حضرت ﷺ نے وہ پوشاک اس کو پہنائی پس اسی لیے حضرت ﷺ نے اپنی پوشاک عبد اللہ کو مرنے کے وقت پہنائی ابن عیینہ نے کہا کہ حضرت ﷺ پر ایک احسان تھا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو اس کا بدلہ دیں۔

باب ہے بیان میں اس شخص کے جس کے ہاتھ پر کوئی مرد مسلمان ہو۔

۲۷۸۷۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا کل اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر پس فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں تو لوگوں نے وہ رات اس فکر میں کاٹی کہ دیکھیں علم کس کو ملے تو صبح کو سب اصحاب حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص اس کا امید دار تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کی آنکھیں آئی ہیں حضرت ﷺ نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگائی اور ان کے لیے دعا کی تو اسی وقت ان کو صحت ہوگئی جیسے کی ان کو کچھ درد نہ تھا پھر حضرت ﷺ ان کو علم دیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور

ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو سَمْعٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرِ أُتِيَ بِأَسَارَى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ فَمِيصًا فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَقْدُرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِيَّاهُ فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ. بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ.

۲۷۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِينَ الرَّايَةَ غَلًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَعَدُّوا كُلَّهُمْ بِرَجْوَةٍ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَن لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أَقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ

إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرَهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ
قَوْلَهُ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ
مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمُرُ النِّعَمِ.

پر یہاں تک کہ تو اپنے میدان میں اترے پھر ان سے اسلام کی
درخواست کر اور خبر دے ان کو جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے
پس قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب
سے تیرے لیے بہتری ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہاں بھی آخر قول ہے کہ اللہ کی تیری وجہ سے ایک مرد کو ہدایت دینا تیرے لیے
بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)
بَابُ الْأَسَارِ فِي السَّلَاسِلِ.

۲۷۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عُذْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

۲۷۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ تعجب کیا اللہ نے یعنی راضی ہو ان لوگوں کے حال
سے جو بہشت میں داخل ہوں گے زنجیروں میں۔

فائدہ: اور ابو داؤد میں ہے کہ کھینچے جاتے ہیں بہشت کی طرف زنجیروں میں اور تحقیق گندرجلی ہے توجہ عجب ہونے
کی اللہ کے حق میں بیچ ابتدائے جہاد کے اور یہ کہ اس کے معنی اللہ کی رضامندی ہے اور مانند اس کی ابن منیر نے کہا کہ
اگر مراد ہیچ رکھنا زنجیروں کا ہے گردنوں میں تو ترجمہ مطابق ہے اگر مراد مجاز ہے اکراہ سے نہیں ہے مطابق۔ میں کہتا
ہوں کہ زنجیروں کا گردنوں میں ہونا مقید ہے ساتھ حالت دنیا کے پس نہیں ہے کوئی مانع اس کے حمل کرنے سے
حقیقت پر اور معنی یہ ہیں کہ بہشت میں جائیں گے اور مسلمان ہونے سے پہلے زنجیروں میں تھے یعنی ان میں بندھے
ہوئے آئے تھے اور آل عمران کی تفسیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کَلْتُمُ خَيْرَ امَةٍ اُخْرَجَتْ لِلنَّاسِ كِ تفسیر میں کہ لوگوں
میں بہتر وہ لوگ جو لائے جائیں گے اس حالت میں کہ ان کی گردنوں میں زنجیر ہوں گے یہاں تک کہ اسلام میں
داخل ہوں گے ابن جوزی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ قید کئے گئے پھر جب انہوں نے اسلام کی صحت معلوم
کی تو خوشی سے اسلام میں داخل ہوئے پھر بہشت میں داخل ہوئے پس ہوگا اکراہ قید کرنے پر وہ سبب پہلا اور گویا کہ
اس نے اطلاق کیا ہے اکراہ پر تسلسل کو اور جب کہ بہشت میں داخلہ کا وہی سبب تھا تو قائم کیا سبب کو جگہ سبب کی اور طبی
نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ زنجیر کے کھینچنا جس کو اللہ کھینچتا ہے اپنے خاص بندوں سے گمراہی سے ہدایت کی
طرف لیکن آل عمران کی تفسیر دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے حقیقی قید ہے اور مانند اس کی ہے جو ابو طفیل کے طریق
سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ اپنی امت سے دیکھے کہ بہشت کی طرف ہانکے جاتے

ہیں زنجیروں میں ناخوشی سے میں نے کہا یا حضرت ﷺ وہ کون ہیں فرمایا کہ ایک قوم غم کی ہے کہ مہاجرین ان کو قید کریں گے اور ان کو جبراً اسلام میں داخل کریں گے اور لیکن ابراہیم حربی تو منع کیا ہے اس نے حمل کرنے اس کے کو حقیقت قید پر اور کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اسلام کی طرف کھینچے جائیں گے اس حال میں کہ ناخوش ہوں گے پس ہو گا یہ سب داخل ہونے ان کے کا بہشت میں اور یہ مراد نہیں کہ وہاں زنجیر ہوں گے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد مسلمان ہوں جو کافروں کے پاس قید ہوں اور اسی حالت میں مرجائیں یا مارے جائیں پس قیامت کے دن اسی طرح (ان کا حشر ہوگا) جمع کیے جائیں گے اور تعبیر کیا حشر کو ساتھ داخل ہونے بہشت کے ان کے دخول کے ثابت ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کی جو یہود اور نصاریٰ سے مسلمان ہو۔

۲۷۸۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کو ہر اثواب ملے گا ایک مرد وہ ہے جس کے پاس ایک لوٹھی ہو تو اس کو شرع کے احکام سکھائے سو اس کو اچھی طرح تعلیم کرے پھر اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرے بعد اس کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دو ہر اثواب ہے یعنی ایک اثواب اس کی تعلیم اور آزادی کا اور دوسرا نکاح کر لینے کا اور دوسرا مرد اہل کتاب سے ہے یعنی یہود و نصاریٰ سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا تھا پھر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے بھی دو ہر اثواب ہے۔ اور تیسرا وہ مملوک غلام ہے جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کی خیر خواہی کی۔ شععی نے کہا کہ میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت دے دی اور حالانکہ تھا مرد کو بیچ کر تاج حاصل کرنے ادنیٰ چیز کے اس سے طرف مدینے کی۔

۲۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْإِمَّةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيَحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّيُهَا فَيَحْسِنُ أَدَاءَهَا ثُمَّ يَعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنٌ أَهْلُ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ. ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرَحُلُ فِي أَهْوَنِ مَنِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حقیق میں گزر چکی ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ نص ان تین شخصوں کے حق میں آئی ہے تاکہ تنبیہ کرے اس کے ساتھ اوپر تمام ان شخصوں کے جو احسان کرے دونوں معنی میں جس فعل میں کہ ہو افعال بر سے اور

لوٹنے سے نکاح کرنے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مومن اہل کتاب سے ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہو اس چیز کی وجہ سے کہ لیا ہے اللہ نے ان سے عہد اور میثاق پس جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ہوگا ایمان اس کا مستمر پس کس طرح متعدد ہوگا اس کا ایمان تاکہ دوہرا ہو اس کا ثواب پھر جواب دیا ہے اس نے اس طرح کہ ایمان اس کا پہلا اس طرح سے ہے کہ موصوف ساتھ اس طرح کے رسول ہیں اور دوسرا اس طور سے کہ تحقیق محمد ﷺ وہی موصوف ہیں پس ظاہر ہوا تغایر پس ثابت ہوا تعدد اتنی اور احتمال ہے کہ اس کا اجر دوہرا اس لیے ہو کہ اس نے عناد نہیں کیا جیسا کہ اس کے غیر نے کیا ان لوگوں سے جن کو اللہ نے علم پر گمراہ کیا پس حاصل ہو اس کے لیے ثواب ثانی ساتھ مجاہدہ نفس اس کے کے اوپر مخالفت ہم ثملوں اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يَبْتَغُونَ فَيْصَابَ
الْوِلْدَانِ وَالذَّرَارِئِ ﴿يَبْتَغُونَ﴾ كَيْلًا.
باب ہے بیان میں اہل دار کے یعنی کافروں کے کہ
شہروں میں رہتے ہیں شیخون کئے جاتے ہیں پس ان کی
اولاد اور لڑکے مارے جائیں یعنی کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔
یعنی بیاتاکے معنی لیلیا ہیں یعنی رات کو۔

فائدہ: اور سمجھا جاتا ہے قید کرنے اس کے سے ساتھ مارے جانے سے ان کی اولاد کے بند کرنا خلاف کا اوپر اس کے یعنی اختلاف صرف اسی میں ہے اور جواز شب خون کرنے کا جب کہ اس سے خالی ہو۔ امام احمد نے کہا کہ شیخون کرنے کا کوئی ڈر نہیں اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو مکروہ جانا ہو۔ (فتح)

فائدہ: بیاتاق قرآن کا لفظ ہے جو آیت وجاء حابسا بیاتاق میں واقع ہے اور بخاری کی عادت ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا لفظ واقع ہو جو قرآن کے لفظ کے موافق ہو تو اس کی تفسیر کر دیتے ہیں دونوں مصلحتوں کے جمع کرنے کے اور تبرک حاصل کرنے کے لیے دونوں امروں کے۔ (فتح)

﴿لَنْ يَبْتَغِيَ﴾ كَيْلًا يَبْتَغِي كَيْلًا.
یہ سب قرآن کے الفاظ ہیں جو اس مادے سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد یبْتَغِي سے یہ آیت ہے ﴿يَبْتَغِي طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ﴾ یعنی سب لفظوں کے معنی شیخون کے ہوں اور معنی بیات کے جو مراد ہیں حدیث میں یہ ہیں کہ لوٹ کرے کافروں پر رات میں ساتھ اس طور کہ ان کے فردوں میں تمیز اور فرق نہ ہو سکے۔ (فتح)

۲۷۹۰۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گذرے
ساتھ میرے حضرت ﷺ ابواء میں یا ودان میں کہ وہ دونوں
نام ہیں دو جنگیوں کے پس پوچھے گئے حال اہل دار حرب کے
سے کہ شیخون کئے جائیں مشرکوں سے پس ماری جائیں ان کی

۲۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

عورتیں اور ان کے لڑکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں اور میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہے راکھ مگر اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔

وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ وَسَيْلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يَبْتَغُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَيْصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الدَّرَارِيِّ كَانَ عَمْرُو يُحَدِّثُنَا عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرُو هُمْ مِنَ آبَائِهِمْ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اس حالت میں وہ حکم میں برابر ہیں اور یہ مراد نہیں کہ جائز ہے مار ڈالنا ان کا قصد ان کی طرف بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ناممکن ہو پہنچنا طرف باپوں کی مگر اولاد کے قتل کے ساتھ پس اگر مارے جائیں مخلط ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ تو جائز ہے قتل ان کا اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور اس کے معنی کے ساتھ زہری سے ساتھ دوسرے طریق کے شاید کہ زہری نے اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ حدیث صعب کے نسخ کی طرف۔ اور مالک اور اوزاعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے قتل کرنا عورتوں اور بچوں کا کسی حال میں یہاں تک کہ اگر اہل حرب اپنی عورتوں اور بچوں کو بجائے ڈھال کے اپنے آگے کریں یا پناہ لیں ساتھ قلعے یا کشتی کے اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے ساتھ گردائیں تو نہیں جائز ہے تیر اندازی کرنی ان کی طرف اور نہ ان کا جلانا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آپ نے جنگ حنین کے دن فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ قتل کرو مزدور کو اور نہ بچوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے تو ایک عورت قتل کی گئی اور حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نہ لڑتی تھی اور اس کے قتل سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے طائف میں ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ کیا میں نے عورتوں کے مارنے سے منع نہیں کیا کس نے اس کو قتل کیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے اس کو مارا میں نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا تو اس نے چاہا کہ مجھ کو گرا کر مار ڈالے تو میں نے اس کو

مارڈ الا تو حکم کیا حضرت ﷺ نے پس مٹی میں دبائی گئی اور احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں اور جس کی طرف اس کے غیروں نے میل کی ہے وہ تطبیق دیتے ہیں دونوں حدیثوں کے درمیان جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور کوفیوں کا اور کہتے ہیں کہ اگر عورت لڑے تو اس کا قتل جائز ہے حبیب اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ نہیں جائز قصد کرنا اس کے قتل کی طرف جب کہ لڑی مگر یہ کہ لڑائی کی مباشر ہو اور اس کی طرف قصد کرے اور اس طرح لڑا جو بلوغت کے قریب پہنچا ہو اور تائید کرتی ہے جمہور کے قول کی جس کو ابو داؤد وغیرہ نے ریح سے روایت کی ہے کہ میں ایک جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے لوگ جمع ہوئے دیکھے تو ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ یہ عورت تو نہیں لڑتی تھی پس اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لڑے تو قتل کی جائے۔ اور اتفاق کیا ہے تمام نے جیسا کہ نقل کیا ہے ابن بطل وغیرہ نے قصد عورتوں اور بچوں کے قتل کے لیکن عورتیں پس ان کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اور لیکن بچے پس واسطے قصور ان کے کے فعل کفر اور اس لیے کہ ان سب کے باقی رہنے میں نفع اٹھانا ہے ان کے ساتھ یا تو غلامی کے ساتھ یا بدلے لینے کے لیے جس کا بدلہ لینا جائز ہے اور حکایت کیا ہے حازی نے ایک قول ساتھ جواز قتل کے عورتوں اور بچوں کے بنا بر ظاہر حدیث صعب کی اور گمان کیا اس نے کہ وہ منسوخ ہے نہی کی حدیث سے اور یہ قول غریب ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے جواز عمل کی عام پر یہاں تک کہ وارد ہو خاص اس لیے کہ اصحاب رحمہم نے استدلال کیا عموماً کے ساتھ جو دلالت کرتے ہیں اہل شرک کے قتل پر پھر منع کیا حضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے پس خاص کیا گیا یہ عموم پس احتمال ہے کہ استدلال کیا جائے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے خطاب کے وقت وقت حاجت تک اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو جدا ہوتا ہے عورتوں سے اور ان کے سوائے اور مال کی اقسام سے زہد کی وجہ سے اس لیے کہ اگرچہ حاصل ہوتا ہے ان سے ضرر دین میں لیکن موقوف ہے جدا ہونا ان سے اوپر حاصل ہونے اس ضرر کے پس جب ضرر حاصل ہو تو بچے نہیں تو بقدر حاجت کے اس سے لے۔ (فتح)

لڑائی میں لڑکوں کے مارنے کا بیان۔

۲۷۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے کسی جنگ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو انکار کیا حضرت ﷺ نے قتل کرنے لڑکوں کے سے اور عورتوں کے سے۔

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ.

۲۷۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وَجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ
النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ.

۲۷۹۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبْنِي أَسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدْتُ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

لڑائی میں عورتوں کا مارنا یعنی جائز ہے یا نہیں۔
۲۷۹۲- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض جنگوں میں ایک عورت مقتول پائی گئی پس منع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے عورتوں کے سے اور لڑکوں کے سے۔

فائدہ: اور طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے سے عورتوں اور بچوں کے اور فرمایا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو غالب ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللَّهِ.

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے اس نے حکم کو اس مسئلے میں دلیل کے واضح ہونے کی وجہ سے اس میں اس کے نزدیک اور محل اس کا وہ ہے جب نہ متعین ہو چلانا طریق طرف غلبے کی کفار پر لڑائی کی حالت میں۔ (فتح)

۲۷۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَقَلَانًا فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فَلَانًا وَقَلَانًا وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذَّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.

۲۷۹۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا سو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو پاؤ تو ان کو آگ سے جلا دینا پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم آپ کو وداع کرنے کے لیے آئے تو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا دینا اور بے شک آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے اللہ کے کسی کو نہ چاہیے سو اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو قتل کر ڈالو۔

فائدہ: ابن اسحق نے روایت کی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک ہبار بن اسود ہے اور دوسرا نافع بن قیس ہے۔ اور ان کا قصہ یوں ہے کہ جب ابو العاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کا داماد یعنی زینب بنت رسول علی رضی اللہ عنہ کا خاوند قید ہو کر آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے اس کو مدینے سے چھوڑ دیا اور اس پر شرط کی کہ زینب کو یہاں پہنچائے تو اس نے زینب کا سامان تیار کر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے کی طرف روانہ کیا اور ہمار بن اسود اور نافع بن قیس دونوں اس کے ساتھ ہو لیے تو دونوں نے زینب کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو وہ گر پڑی اور اس سے بیمار ہوئی تو حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم اب دونوں کو پاؤ تو ان کو کلڑیوں کے گھٹوں میں ڈالو پھر ان کو آگ لگاؤ اور یہ جو فرمایا کہ نہیں عذاب کرتا آگ کے ساتھ کوئی مگر اللہ تو یہ خبر ہے ساتھ منع نبی کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ جلانے کے سو عمر رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو اس کو مطلق مکروہ جانا ہے برابر ہے کہ ہو یہ باسبب کفر کے یا بیچ حالت لڑائی یا بطور قصاص کے اور علی مرتضیٰ اور خالد رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اور قصاص کا بیان عنقریب آئے گا اور مہلب نے کہا کہ یہ نبی تحریمی نہیں بلکہ بطور تواضع کی ہے اور دلالت کرتا ہے جلانے کے جواز پر فعل اصحاب کا اور حضرت ﷺ نے عربیوں کی آنکھوں میں لوہے کی سیخیں گرم کر کے پھیریں اور تحقیق جلا یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو آگ کے ساتھ اصحاب کے سامنے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کو جلایا۔ اور مدینے کے اکثر علما جائز رکھتے ہیں جلا نا قلعوں کا اور ساریوں کا ان کے اہل پر یہ ثوری اور اوزاعی نے کہا۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس چیز میں کہ جواز کے لیے ذکر کی اس لیے کہ عربیوں کا قصہ بطور قصاص کے تھا یا منسوخ ہے جیسا کہ پہلے گذرا اور جائز رکھنا ایک صحابی کا معارض ہے ساتھ منع دوسرے صحابی کے اور قصہ قلعوں اور ساریوں کا مفید ہے ساتھ ضرورت کے اس کی طرف جب کہ متعین ہو راہ فتح پانے کے لیے دشمن پر۔ اور بعض نے ان میں سے قید کیا ہے اس کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عورتیں نہ ہوں اور لڑکے کما تقدم اور لیکن باب کی حدیثیں پس ظاہر نہیں اس میں حرمت کے لیے ہے اور وہ نسخ ہے پہلے حکم کے لیے برابر ہے کہ وحی سے ہو یا اجتہاد سے اور وہ معمول ہے اس شخص پر جو اس کی طرف قصد کرے معین شخص میں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے مالک کے مذہب میں اصل مسئلے میں اور بیچ تدخین کے اور قصاص کے بیچ آگ کے ساتھ اور حدیث میں جواز ہے حکم لگانے کا ساتھ چیز کے از روئے اجتہاد کے پھر رجوع کرنا اس سے اور استحباب ذکر کرنے کا کرنا دلیل کو نزدیک حکم کے دور کرنے کے لیے التباس کے اور نائب کرنا حدود وغیرہ میں اور یہ کہ زمانے کا لمبا ہونا نہیں اٹھا تا عتوبت کو اس شخص سے کہ اس کا مستحق ہے اور اس میں کراہت مارنا جوں وغیرہ کا ہے آگ کے ساتھ اور اس میں سنت کا منسوخ کرنا ہے سنت کے ساتھ اور اس پر اتفاق ہے اور اس میں مشروعیت ہے مسافر کے ووداع کرنے کی اکابر اہل بلد اپنے کے اور ووداع کرنا اس کے اصحاب کا اس کے لیے بھی اور اس میں جواز نسخ حکم کا ہے پہلے عمل کرنے کے ساتھ اس کے یا پہلے قادر ہونے سے اس کے عمل پر اور اس پر اتفاق ہے مگر بعض معتزلوں سے اور یہ مسئلہ غیر اس مسئلے کے ہے جو مشہور ہے اصول میں بیچ واجب ہونے عمل کے ساتھ ناخ کے پہلے جاننے اس کے کے اور اس کا کچھ ذکر نماز کی ابتدا میں گذر چکا ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر اس کے معلوم کرنے پر قادر

ہوں تو ثابت ہوتا ہے حکم ان کا سچ حق ان کے کے اتفاقاً پس اگر نہ قادر ہوں تو جمہور اس پر ہیں کہ ان کے حق میں ان کا حکم ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ ذمہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ سوتا ہو لیکن وہ معذور ہے۔ (فتح)

۲۷۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُيُوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَقَتْلُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ.

۲۷۹۴۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو آگ سے جلایا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ عذاب کرو ساتھ عذاب اللہ کے اور البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو یعنی تو یہ خبر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو فرمایا کہ خرابی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

فائدہ: جن کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے قتل کیا وہی مرتد لوگ تھے۔ (یعنی آگ سے جلا کر۔ ابو جہر)

بَابُ ﴿فَمَا مَنَا بَعْدُ وَإِنَّا فِدَاءٌ﴾ فِيهِ حَدِيثُ ثَمَامَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم لڑائی کرو منکروں سے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب بہت کرو خون ریزی بچ ان کے تو مضبوط باندھو قیدی کو پھر یا احسان کرو پیچھے یا فدیہ لیجیے یہاں تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار یعنی بالکل موقوف ہو جائے اس باب میں ثمامہ کی حدیث وارد ہوئی ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف ثمامہ کے اسلام لانے کے بارے میں اور یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول ثمامہ کا ہے کہ اگر تم قتل کرو گے یعنی مجھ کو تو قتل کرو گے خون والے کو یعنی میرا خون ساقط نہیں ہوگا بلکہ میری قوم اس کا بدلہ لے گی اور اگر انعام کرو گے تو انعام کرو گے قدر دان پر یعنی میری طرف سے اس کے بدلے اچھا سلوک ہوگا اور اگر تم مال چاہتے ہو تو مانگو جس قدر چاہو یعنی دیئے جاؤ گے پس تحقیق حضرت ﷺ نے اس پر برقرار رکھا اور نہ انکار کیا اس پر تقسیم کا پھر اس کے بعد اس پر احسان کیا پس ہوگی اس میں تقویت قول کے جمہور کے لیے کہ امر بچ قیدیوں کا فروع کے مردوں سے طرف امام کے اختیار میں ہے کہ کرے ان میں جو زیادہ فائدہ دینے والا ہو مسلمانوں کو اور اسلام کو اور کہا زہری نے اور مجاہد اور ایک جماعت نے کہ کافروں کے قیدیوں کو مال لے کر چھوڑ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اور حسن اور عطاء سے روایت ہے کہ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ امام کو اختیار ہے

احسان کرنے کے درمیان اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا بغیر فدیہ لینے کے اور حنفیہ سے روایت ہے یہ احسان کرنا ہرگز جائز نہیں نہ ساتھ فدیہ لینے کے اور نہ ساتھ اس کے غیر کے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر آیت کا حجت ہے جمہور کے لیے اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ثمامہ کے قصے میں لیکن ثمامہ کے قصے میں قتل کا ذکر ہے اور ابو بکر رازی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ہمارے اصحاب نے مکروہ ہونے پر فدیہ مشرکین کے ساتھ مال کے اس آیت کی وجہ سے کہ لولا کتاب من اللہ سبق الایۃ یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ پہلے تو تم کو آپڑتا اس کے لینے میں بڑا عذاب اور نہیں حجت ہے ان کے لیے اس میں اس لیے کہ یہ غنیمت کے حلال ہونے سے پہلے تھا پس اگر غنیمت کے حلال ہونے کے بعد یہ کرے تو یہ مکروہ نہیں اور یہی ٹھیک بات ہے اور تحقیق حکایت کہا ہے ابن قیم نے ہدی میں اختلاف کو بیچ اس کے دونوں امروں سے کون رائج ہے یعنی وہ چیز کہ مشورہ دیا گیا ساتھ اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے سے یا وہ چیز کہ مشورہ دیا جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کا سوا ایک گروہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے ظاہر آیت کی وجہ سے اور اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ قصے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے ہے حضرت رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میں روتا ہوں اس چیز کے لیے کہ سامنے کی گئی تیرے ساتھیوں پر عذاب سے ان کے لینے کی وجہ سے فدیہ کو اور ایک گروہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ وہ وہ چیز ہے اس وقت اسی پر حال قرار پایا ہے اور موافق ہونے کی وجہ سے ان کی رائے کے اس کتاب کو کہ آگے گزر چکی اور اس کے موافق ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے اور حاصل ہونے سے خیر عظیم کے بعد اس میں داخل ہونے بہت لوگوں کے ان میں سے اسلام میں اور صحبت میں اور جو ان سے پیدا ہو جو تھا اور جو نیا اسلام لایا اور سوائے اس کے جو تامل سے معلوم ہوتا ہے اور صل کی گئی تحدید ساتھ عذاب کے اس شخص کے حق میں جس نے اختیار کیا فدیہ کو پس حاصل ہو گا دنیا کا مال مجرد اور اللہ نے ان سے یہ بات معاف کی۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُفْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ يَعْنِي يَغْلِبُ فِي الْأَرْضِ ﴿تَرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا﴾ الْآيَةُ۔
یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں چاہیے نبی کو کہ اس کے ہاتھ میں قیدی ہوں جب تک کہ نہ خون کرے زمین میں یعنی غائب ہو جائے زمین میں تم چاہتے ہو مال دنیا کا آخر آیت تک۔

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ امٹخان کے معنی غالب ہونے کے ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی قتل کرنے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ قادر ہوں زمین میں۔ اور لغت میں امٹخان کا اصل قوت اور شدت ہے۔ اور بخاری نے اس آیت سے اشارہ کیا ہے مجاہد وغیرہ کے قول کی طرف جو کفار کے قیدیوں سے فدیہ لینے کو منع کرتے ہیں اور ان کی حجت اس آیت سے یہ ہے کہ اللہ نے

انکار کیا ہے بدر کے قیدیوں کے چھوڑنے پر اوپر مال کے پس دلالت کی اس نے اس کے ناجائز ہونے پر اور انہوں نے اس آیت کے ساتھ جحت پکڑی ہے کہ مشرکین کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو۔ اس نے کہا کہ پس نہیں استثناء کیا جاتا اس سے کوئی شخص مگر جس سے جزیہ لینا جائز ہے۔ اور ضحاک نے کہا کہ بلکہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿فَأَمَّا مَنْ بَعْدُ وَأَمَّا فِدَاءً﴾ ناسخ ہے اس آیت کا کہ ﴿فَأَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾ اور ابو عبید نے کہا کہ ان آیتوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ محکم ہیں اور یہ اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عمل کیا اس چیز پر کہ دلالت کی اس پر تمام آیات نے اپنے تمام احکام میں۔ پس جنگ بدر کے دن بعض کافروں کو قتل کیا اور بعض کو مال لے کر چھوڑ دیا اور بعض کو احسان کر کے چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح بنو قریظہ کو قتل کیا اور بنی مصطلق پر احسان کیا اور کئے میں ابن نخل وغیرہ کو قتل کیا اور ان کے سوا اور لوگوں پر احسان کیا اور قوم ہوازن کے لڑاکے بالوں کو قید کیا اور ان کے باقی پر احسان کیا اور ثمامہ پر احسان کیا پس یہ کل جمہور کے قول پر دلالت کرتا ہے کہ یہ امام کی رائے کی طرف ہے اور حاصل احوال ان کے کا اختیار دینا امام کو ہے قید کرنے کے بعد درمیان مقرر کرنے جزیہ کے اس شخص کے لیے جس سے لینا اس کا مشروع ہے یا مار ڈالنا یا غلام بنانا یا احسان کرنا ساتھ عوض کے یا اس کے بغیر یہ حکم مردوں کے حق میں ہے اور لیکن عورتیں اور بچے پس غلام بنائے جائیں ساتھ نفس قید کے اور جائز ہے بدلہ لینا ساتھ قیدی عورت کا فرہ کے بدلے قیدی مسلمان مرد کے یا مسلمان عورت کے نزدیک کافروں کے اور اگر قیدی مسلمان ہو جائے تو دور ہوتا ہے اس سے قتل اتفاقاً اور کیا وہ غلام غلام رہتا ہے یا باقی خصلتیں باقی رہتی ہیں دو قول ہیں علما کے۔ (فتح)

باب ھَلْ لِلْأَسِيرِ أَنْ يُقْتَلَ وَيَخْدَعُ
الَّذِينَ أَسْرَوْهُ حَتَّى يَنْجُوَ مِنَ الْكُفْرَةِ
فِيهِ الْمَسْئُورُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا جائز ہے قیدی کے لیے یہ کہ قتل کرے یا دعا بازی کرے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو قید کیا اس باب میں حدیث مسور کی ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اشارہ ہے وہ تفصیل کے ساتھ شرط میں بیان ہو چکا ہے۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور یہ بھی اختلافی مسائل سے ہے اسی لیے یقین کیا اس نے اس میں ساتھ حکم کے جمہور نے کہا کہ اگر انہوں نے اس کو عہد میں دیا تو عہد ان کے ساتھ پورا کرے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ ان سے بھاگے اور مخالفت کی ہے اس کی اہمب نے پس کہا اس نے کہ اگر نکلے اس کے ساتھ کافر تا کہ اس کے ساتھ فدیہ دے تو جائز ہے اس کو اس کا قتل۔ اور کہا ابو حنیفہ اور طبری نے کہ عہد کو اس پر دینا باطل ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ ان کے ساتھ دفن کرے اور کہا شافعیہ نے کہ جائز ہے اس کے لیے کہ ان کے ہاں سے بھاگے اور نہیں جائز ہے اس کے لیے یہ کہ ان کے مال لے کہتے ہیں کہ اگر ان کے درمیان عہد نہ ہو تو جائز ہے اس کو یہ کہ بھاگے ان سے

ساتھ ہر طور کے اگرچہ قتل کے ساتھ اور لینے مال کے اور جلانے گھر کے اور سوائے اس کے اور نہیں ہے بچ قہے ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ کے تصریح اس کے ساتھ کہ تھا اس کے درمیان اور ان کے درمیان جن کے سپرد کیا تھا تا کہ پھیر دے ان کو مشرکین کی طرف کوئی عہد اور اس لیے تعرض کیا اس نے قتل کے لیے سوا یک کو مار ڈالا اور دوسرا بھاگ گیا اور اس پر حضرت علیہ السلام نے انکار نہ کیا کا تقدیم مستوفی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَرَقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرِّقُ
اگر مشرک مسلمان کو آگ سے جلا دے تو کیا اس کے بد لے کافر کو جلا یا جائے۔

فائدہ: یعنی اس کے فعل کے عوض میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تخصیص نہی کی جو حضرت علیہ السلام کے اس قول میں ہے کہ نہ عذاب کرو عذاب اللہ کے ساتھ اس چیز کے جب کہ نہ ہو یہ بطور قصاص کے اور اس کی طرف پہلے اشارہ گذر چکا ہے۔ (فتح)

۲۷۹۵۔ انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قوم عکلی کی آٹھ آدمی حضرت علیہ السلام کے پاس آکر مسلمان ہوئے تو ان کو مدینے کی آب و ہوا موافق پڑی تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت علیہ السلام ہمارے لیے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم اونٹوں میں جا ملو یعنی اونٹوں میں جا رہو تو وہ اونٹوں میں رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پینا شروع کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے اور موٹے ہوئے اور چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک لے چلے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئے تو فریاد کرنے والا حضرت علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت علیہ السلام نے کچھ لوگ تلاش کے لیے ان کے پیچھے بھیجے سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ وہ لائے گئے تو حضرت علیہ السلام نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے پھر لوہے کی میخوں کے گرم کرنے کا حکم کیا سو گرم کی گئیں پھر ان کو ان کی آنکھوں میں پھیر کر اندھا کیا پھر ان کو پتھر ملی زمین میں ڈال دیا یعنی سورج کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سوان کو کوئی پانی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ مر گئے۔ ابو قتاہب نے

۲۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْعَثْنَا رَسُولًا قَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِالدَّوْدَ فَاَنْطَلِقُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَالْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَأْفَقُوا الدَّوْدَ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَاتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أَتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُخِمَّتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقُونَ حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو قَلَابَةَ قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَتَسْعُوا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا۔
 کہا کہ انہوں نے قتل کیا اور چوری کی اور اللہ اور اس کے رسول
 سے لڑائی کی اور دوڑے زمین میں فساد کرنے کو یعنی ڈاکے اور
 راہزنی کو۔

فائدہ: اور نہیں ہے اس حدیث میں تصریح اس کی کہ انہوں نے چرانے والے کو گرم سلاخوں سے اندھا کیا تھا لیکن
 اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں ہے جیسا کہ مسلم نے دوسرے طریق کے ساتھ
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عربیوں کی آنکھوں میں گرم سلاخی ڈال کر ان کو اندھا کیا اس لیے کہ
 انہوں نے چرانے والوں کو گرم سلاخیوں سے اندھا کیا تھا ابن بطلان نے کہا کہ اگر یہ مراد نہ ہو تو لیا ہوگا اس کو
 عربیوں کے قصے سے بطریق اولیٰ اس لیے کہ جب ان کی آنکھوں میں گرم سلاخی پھیرنی درست ہے اور یہ عذاب
 کرنا ہے آگ کے ساتھ اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا نہ کریں پس اگر ایسا کریں تو ان کے ساتھ ایسا کرنا بطریق اولیٰ
 جائز ہوگا اور اس کی پوری شرح کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔ (فتح)
 باب۔
 یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے گویا کہ وہ فصل کی طرح ہے پہلے باب سے اور ان کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ نہ
 تجاوز کیا جائے ساتھ جلانے کے جس جگہ جائز ہو اس شخص کی طرف جو اس کا مستوجب نہ ہو پس تحقیق وارد کی ہے
 بخاری نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح تخریق قریہ چیونٹی کے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ
 اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک چیونٹی کیوں نہ ماری اور اس
 میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ ایک چیونٹی کو جلاتا تو اس پر عتاب نہ ہوتا اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صحت استدلال
 ساتھ اس کے موقوف ہے اس پر کہ پہلے نبیوں کی شرع کیا ہمارے لیے بھی ہے اور اس کی پوری شرح بدء الخلق میں
 آئے گی۔ (فتح)

۲۷۹۶۔ ۲۷۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے سنا فرماتے تھے کہ ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اس نے
 حکم کیا سو چیونٹیوں کا مکان جلا دیا گیا تو اللہ نے اس پیغمبر کی
 طرف وحی کی کہ تجھ کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو نے مخلوقات کے
 ایک گروہ کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

۲۷۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
 اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
 سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا
 هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَرِصَتْ
 نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرِيَةِ النَّمْلِ
 فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرِصَتْكَ

نَمَلَةٌ أَحْرَقَتْ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تَسْبِيحُ.
بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالتَّخِيلِ.

باب ہے بیان میں جلانے گھروں کے اور کھجوروں کے
درختوں کے یعنی جو مشرکین کے ہوں۔

۲۷۹۷- جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے یعنی یمن کے کعبے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم خشم میں اس کا نام کعبہ یمانیہ تھا یعنی یمن کا کعبہ سو میں ڈیڑھ سو سواریں چلا جو اس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتا تھا تو حضرت ﷺ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھا اور فرمایا کہ الہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گیا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلادیا پھر اس کی خبر حضرت ﷺ کی طرف بھیجی سو جریر رضی اللہ عنہ کے ایلچی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے کہ وہ بت خانہ اونٹ خارش دار ہے یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے اس کی زینت کچھ باقی نہیں رہی تو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں میں پانچ بار برکت کی دعا کی۔

۲۷۹۸- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلادیئے یعنی حکم کیا ساتھ جلانے ان کے کا۔

۲۷۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرٌ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَرَى يَحْيَى مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْنَا فِي خَنْعَمَةٍ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبْتُ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَاللَّهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَانَتْهَا جَمَلٌ أَجُوفٌ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرَجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

۲۷۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح مغازی میں آئے گی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ دشمن کے شہروں کو جلانا اور ڈھانا درست ہے اور مکروہ جانا ہے اس کو اوزاعی اور لیث اور ابو ثور نے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت

کے ساتھ اپنے لشکروں کو کہ اس قسم کی کوئی چیز نہ کریں اور جواب دیا ہے طبری نے اس طور کہ نبی محمول ہے اس کے قصد پر بخلاف اس کے جب کہ پہنچیں اس کو بیچ لڑائی کے جیسا کہ واقع ہوا بیچ کھڑا کرنے منجیق کے طائف پر اور وہ مانند اس کی ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے بیچ نبی قتل کرنے عورتوں اور بچوں کے سے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور اسی طرح ہے قتل کرنا ساتھ غرق کرنے کے اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو اس سے۔ اس لیے کہ اس نے معلوم کیا تھا کہ یہ شہر فتح ہو جائیں گے پس ارادہ کیا باقی رکھنا ان کا مسلمانوں پر۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان قتل کرنے سوتے مشرک کے۔

بَابُ قَتْلِ الْمُشْرِكِ النَّائِمِ.

۲۷۹۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک جماعت ابو رافع کی طرف بھیجی تاکہ اس کو مار ڈالیں سوان میں سے ایک مرد چلا اور ان کے قلعے میں داخل ہوا تو اس نے کہا کہ میں ان کے چوپایوں کی باندھنے کی جگہ میں گھسا اور کافروں نے قلعے کا دروازہ بند کیا پھر ان کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ اس کی تلاش کو نکلے تو میں بھی ان میں نکلا میں ان کو معلوم کروا تا تھا کہ میں بھی اس کو ان کے ساتھ تلاش کرتا ہوں سوانہوں نے گدھا پایا اور قلعے میں داخل ہوئے میں بھی داخل ہوا پھر انہوں نے اس قلعے کا دروازہ بند کیا اور دیوار کے ایک سوارخ میں جس جگہ کہ میں ان کو دیکھتا تھا چابیاں رکھ دیں سو جب سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعے کا دروازہ کھولا پھر میں ابو رافع کے پاس داخل ہوا تو میں نے کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے مجھ کو جواب دیا تو میں نے آواز کا قصد کر کے اس کو تلوار ماری تو اس نے چیخ ماری سو میں وہاں سے نکلا اور پھر پلٹ گیا جیسے کہ میں فریاد رس ہوں تو میں نے آواز بدل کر کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے کہا کہ کیا ہے تیرے لیے تیری ماں کی کم بختی میں نے کہا کیا حال ہے تیرا ابو رافع نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کون مجھ پر داخل ہوا اور مجھ کو تلوار

۲۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوهُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِي مَرْبِطٍ دَوَّابٍ لَهُمْ قَالَ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَهُ فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أُرِيهِمْ أَنِّي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوا وَدَخَلْتُ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوا الْمِفْتَاحَ فِي كَوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمِفْتَاحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَأَجَابَنِي فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتُ فَصَرَبْتُهُ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُعِيْتُ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيْرْتُ

صَوْتِي فَقَالَ مَا لَكَ لِأَمِكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لَا أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَصَرَبْنِي قَالَ فَوَضَعْتُ سَيْفِي فِي بَطْنِهِ ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعُ الْعَظْمَ ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهْشُ فَاتَيْتُ سُلَمًا لَهُمْ لِأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُثِّتُ رَجُلِي فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلْبَةً حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ.

ماری اس مرد نے کہا سو میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں رکھی پھر میں نے اس کو زور سے دبا یا یہاں تک کہ اس نے ہڈیاں توڑیں پھر میں نکلا اور میں خوفناک تھا تو پھر میں ان کی سیڑھی پر آیا تاکہ اس سے اتروں تو میں گر پڑا اور میرا پاؤں زخمی ہوا سو میں وہاں سے نکل کر اپنے یاروں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز سنوں سو میں نہ گیا یہاں تک کہ میں نے ابورافع کے مرنے کی خبر سنی جو اہل حجاز کا سوداگر تھا تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور حالانکہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا یہاں تک کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آ کر خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اگر اللہ نے چاہا۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں اس لیے کہ صحابی نے ابورافع کو قتل کرنا چاہا اور حالانکہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کو آواز تو صرف اس لیے دی تھی کہ تحقیق ہو کہ وہی ہے تاکہ اس کے سوائے اور کوئی نہ مارا جائے ان لوگوں سے جن کے مارنے سے وہاں کوئی غرض نہ تھی اور بعد اس کے کہ جواب دیا اس نے اس کو کہ وہ سونے والی جگہ میں تھا اس لیے کہ وہ اس وقت بدستور اپنے سونے کے خیال میں رہا اس دلیل سے کہ جب اس نے اس کو مارا تو وہ اپنے مکان سے نہ بھاگا اور نہ اپنے بچھونے سے پھرایا یہاں تک کہ اس نے اس کو پھر کر قتل کیا اور اس میں جاسوسی کا جواز ہے مشرکین پر اور ان کی غفلت کا طلب کرنا اور دھوکا دینے کا جواز بہت ایذا دینے والے کے لیے۔ اور ابورافع حضرت ﷺ سے عداوت رکھتا تھا اور لوگوں کو آپ کی لڑائی کی ترغیب دیتا تھا اور اس سے لیا جاتا ہے جواز قتل مشرک کا بغیر دعوت کے اگر اس کو اس سے پہلے دعوت پہنچ چکی ہو اور لیکن قتل کرنا اس کا جب کہ سویا ہو پس محل اس کا یہ ہے کہ جانے کہ وہ بدستور اپنے کفر پر قائم ہے اور ناامید ہو چکا ہے اس کی فلاح سے اور طریق علم کا ساتھ اس کے یا تو ساتھ وحی کے ہے یا ساتھ قرآن کے جو دلالت کرتے ہیں اس پر۔ (فتح)

۲۸۰۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُولُ

۲۸۰۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصاریک ایک جماعت ابورافع کی طرف بھیجی تو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کو اس کے گھر میں اس کے پاس گیا پس قتل کیا اس کو اس حال میں کہ وہ سوتا تھا۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ
الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ عَبِيدٍ بَيْتَهُ لَيْلًا فَقَتَلَهُ وَهُوَ نَائِمٌ.
بَابُ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ.

جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو۔
۲۸۰۱۔ ۲۸۰۲۔ عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ اپنے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی
جہاد میں انتظار کی یعنی لڑائی شروع نہ کی یہاں تک کہ آفتاب
ڈھلا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ
اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی نہ چاہو
کہ کافروں سے لڑائی واقع ہو اور مانگو اللہ سے عافیت پھر جب
تم دشمن سے مل جاؤ تو جم جایا کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں
کے سائے کے تلے ہے پھر دعا کی کہ الہی اتارنے والے
کتاب کے اور لینے والے حساب کے اور چلانے والے ابر کے
اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد
دے ہم کو اور ان کے۔

۲۸۰۱۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا
عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو
إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ قَالَ
حَدَّثَنِي سَالِمُ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ
عُبَيْدِ اللَّهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُوْلَى حِينَ خَرَجَ إِلَى
الْحَرُورِيَّةِ فَقَرَأَتْهُ فَإِذَا فِيهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي
لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَضَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ
ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا
تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُّوْا اللَّهَ الْعَاقِبَةَ فَإِذَا
لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ
تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ
الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ
الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

۲۸۰۲۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا کہ مجھے بیان کیا سالم
ابونضر نے کہ میں کاتب تھا عمر بن عبید اللہ کا تو پس آیا اس کے
پاس عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کا خط کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا ہے کہ نہ تم امید کرو دشمن سے ملاقات کی اور ابو عامر
فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم کو مغیرہ بن عبد الرحمن ابوزناد وہ
اعرج سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ

۲۸۰۲۔ وَقَالَ مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ حَدَّثَنِي
سَالِمُ أَبُو النَّضْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ بْنِ
عُبَيْدِ اللَّهِ فَاتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
أُوْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ
الْعَدُوِّ. وَقَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ

آرزو کرو دشمن سے ملنے کی لیکن جب تم طوق صبر کرو۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ
الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ حکمت نبی کی یہ ہے کہ آدمی نہیں جانتا کہ انجام کار کیا ہوگا اور وہ نظیر سوال کرنے کی ہے
فتنوں سے اور صدیق اکبر ؓ نے کہا کہ میرا آرام میں ہونا اور شکر کرنا مجھ کو بہتر ہے اس سے کہ میں مبتلا ہوں پس صبر
کروں اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع فرمایا حضرت ؓ نے دشمن کے ملنے کی آرزو کرنے
سے اس لیے کہ اس میں خود پسندی اور تکبر کرنا ہے اور اعتبار کرنا ہے قوت پر اور قلت اہتمام ہے دشمن کے لیے اور کل
یہ مخالف ہے احتیاط کے اور جزم پر عمل کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو شک
مصلحت میں یا حصول ضرورت میں نہیں تو قتال کرنا فضیلت اور اطاعت ہے اور تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی یہ بات کہ
حضرت ؓ نے نبی کے بعد فرمایا کہ اللہ سے عافیت چاہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ چونکہ تھامنا موت کا دشوار
ترین چیزوں سے جانوں پر اور امور غائبہ اور امور محققہ کی طرح نہ تھے تو نہ امن ہوا اس سے کہ ہونزدیک واقع ہونے
کے جیسا کہ لائق ہے پس کمروہ ہوئی آرزو کرنی اس کے لیے اور اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے اگر واقع ہوا احتمال
سے یہ کہ مخالفت کرے انسان اس چیز کی کہ وعدہ اس کا اپنے نفس سے پھر امر کیا ساتھ صبر کے نزدیک واقع ہونے
حقیقت کے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اوپر منع ہونے لڑائی کے طلب پر اور یہ رائے حسن بصری کی
ہے اور یہ جو کہا کہ الہی اتارنے والے کتاب کے الخ تو اشارہ کیا اس دعا کے ساتھ مدد کی وجہ کی طرف ان کے اوپر
پس ساتھ کتاب کے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ قتل کرو ان کو کہ عذاب کرے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے اور
ساتھ جاری کرنے بادل کے طرف قدرت ظاہرہ کے بیچ تغیر ابر کے جس جگہ کہ چلاتی ہے اس کو ہوا ساتھ خواہش اللہ
کے اور جس جگہ بدستور اپنی جگہ میں کھڑا رہتا ہے باوجود چلنے ہوا کے اور جس جگہ کہ ایک بار برستا ہے اور ایک بار نہیں
برستا پس اشارہ کیا ہے اس کی حرکت کے ساتھ طرف اعانت غازیوں کے بیچ ان کے حرکت کرنے میں لڑائی میں
اور ساتھ کھڑا ہونے اس کے کے طرف روکنے ہاتھ کفار کی اور ساتھ اتارنے مینہ کے اور غنیمت کرنے اس چیز کے کہ
ساتھ ان کے ہے جس جگہ کہ اتفاق پڑے ان کے قتل کا اور ساتھ نہ ہونے اس کے کے ان کی شکست کی طرف جس
جگہ کہ نہ حاصل ہو ساتھ کسی چیز کے ان میں سے اور کل یہ احوال صالح ہیں مسلمانوں کے لیے اور اشارہ کیا ساتھ ہازم
الاحزاب کے ساتھ طرف توسل کی ساتھ نعمت سابقہ کے اور طرف تجرید توکل اور اعتقاد رکھنے کے ساتھ اس کے کہ تحقیق
اللہ وہی ہے تنہا ساتھ فعل کے اور اس میں تنبیہ ہے اوپر بڑی ہونے ان تینوں نعمتوں کے پس تحقیق ساتھ اتارنے

کتاب کے حاصل ہوئی نعمت اخروی اور وہ اسلام ہے اور ساتھ جاری کرنے ابر کے حاصل ہوئی نعمت دنیویہ اور وہ رزق ہے اور ساتھ شکست دینے کافروں کے حاصل ہوا حفظ دونوں نعمتوں کا اور گویا کہ اس نے کہا کہ الہی جیسے انعام کیا تو نے ساتھ عظیم دونوں نعمتوں اخرویہ اور دنیویہ کے اور محفوظ رکھا ہے تو نے ان کو پس باقی رکھ ان کو اور اس حدیث میں استحباب دعا کا ہے نزدیک ملنے دشمن کے اور مدد چاہنے کے اور وصیت مقتلین کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کے امر کی صلاح ہے اور تعلیم کرنی ان کو ساتھ اس چیز کے کہ محتاج ہیں وہ اس کی طرف اور سوال کرنا اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کے ساتھ جو حسی ہیں اور ساتھ نعمت سابقہ اس کی کے اور رعایت نشاط نفوس کی اطاعت کے فعل کے لیے اور رغبت دلانے کے اور سلوک ادب کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

باب الْحَرْبِ خَدْعَةً۔ باب ہے اس بیان میں کہ لڑائی فریب ہے۔

۲۸۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہو اریہ ان کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا ہلاک ہو اور وہ بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا اور البتہ ان ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے اور نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا فریب۔

۲۸۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَلَقِصْرٌ لِيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُونُ قِصْرٌ بَعْدَهُ وَلَقُصَمَنٌ كُنُوزُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَسَمَى الْحَرْبَ خَدْعَةً.

فائدہ: اس حدیث کا معنی ہے اظہار کرنا ایک امر کا اور دل میں اس کے برخلاف ہو اور اس میں رغبت دلانی ہے اوپر لینے پناہ کے لڑائی میں اور بلانا طرف فریب کفار کی اور خبردار ہونا اس کے لیے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس پر امر الٹا ہو جائے امام نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے علانے فریب کے جواز پر کفار کے ساتھ لڑائی میں جس طرح کہ ممکن ہو مگر یہ کہ اس میں نقض عہد ہو یا نقض امان ہو پس جائز نہیں ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں فریب واقع ہوتا ہے ساتھ تعریض اور گھات لگانے کے اور اس کی مانند۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے رائے کے استعمال کا لڑائی میں بلکہ اس کی طرف محتاجی زیادہ مؤکد ہے دلاوری سے اور اسی لیے واقع ہوا ہے اختصار کرنا اس چیز پر کہ اشارہ کرتا اس کی طرف اس حدیث کے ساتھ اور یہ اس حدیث کی مانند ہے کہ حج عرفہ ہے اور ابن منیر نے کہا کہ معنی حدیث الحرب خدعہ کے یہ ہیں کہ لڑائی جید اس کے مالک کے لیے جو کامل ہے مقصود میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فریب دینا ہے نہ سامنے ہونا اور یہ خطر مواجہت کی وجہ سے ہے اور حاصل ہونے فتح کے ساتھ فریب کے بغیر خطرے کے۔ (فتح)

۲۸۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ بُرَّانٍ أَخْبَرَنَا

۲۸۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نام رکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے لڑائی کا فریب کہا ابو عبد اللہ (امام بخاری کی کنیت ہے) کہ
یہ ابو بکر وہ بور بن اصرم ہے۔

۲۸۰۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا کہ
رسول ﷺ نے فرمایا کہ لڑائی ایک قسم کا دھوکا ہے۔

لڑائی میں جھوٹ بولنا۔

۲۸۰۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ بے
شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول کو تو محمد
بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں
کہ میں اس کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں
جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ
اس یعنی حضرت ﷺ نے ہم کو تکلیف دی یعنی ساتھ امروں
اور نو اہی کے اور ہم سے صدقہ چاہتا کہ اس کو اس کی جگہوں
میں رکھے تو کعب نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تم اور بھی زیادہ
رنج پاؤ گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کے تابع ہوئے
ہیں سو ہم برا جانتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ اس کا
انجام کار دیکھیں سو ہمیشہ رہا اس سے کلام کرتا یہاں تک کہ اس
پر قادر ہوا سو اس نے اس کو مار ڈالا۔

عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ.

۲۸۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا
أَبْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمْعٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ.

بَابُ الْكُذِبِ فِي الْحَرْبِ.

۲۸۰۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ
الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ أَذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ أَتَيْتُ أَنَا قَتْلَهُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ
هَذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ
عَنَانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللَّهِ
لَتَمْلَأَنَّهُ قَالَ فَإِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاهُ فَتَكَرَّرَهُ أَنْ نَدْعُهُ
حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ
يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمَكَّنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ مطابق نہیں اس لیے کہ قول اس کا عنانا معنی اس کے یہ ہیں کہ تکلیف دی اس نے ہم کو
ساتھ اوامر اور نو اہی کے اور قول اس کا کہ ہم سے صدقہ چاہتا کہ اس کو اس کی جگہ میں اور قول اس کا فنسکرہ الخ
معنی اس کا یہ ہے کہ ہم مکروہ جانتے ہیں جدائی اس کی کو اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ چاہتے تھے کہ ہمیشہ آپ کے
ساتھ رہیں اور جو خطا ہر ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کسی بات میں بالکل کچھ جھوٹ واقع نہیں ہوا اور تمام وہ چیز کہ ان سے

واقع ہوئی تلوح ہے کما سبق۔ لیکن ترجمہ باندھا ساتھ اس کے محمد بن مسلم رحمہ اللہ کے قول کی وجہ سے جو اس نے حضرت علیہ السلام سے اول کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جو چاہوں سو کہوں فرمایا کہو۔ پس تحقیق داخل ہوتی ہے اس میں اجازت جھوٹ بولنے کی بطور تصریح اور تلوح کے۔ اور یہ زیادتی اگرچہ نہیں مذکور ہے پس تحقیق وہ ثابت ہے سچ اس کے جیسے آئندہ باب میں ہے اور علاوہ یہ ہے کہ اگر مراد نہ ہو تو البتہ ہوگا ترجمہ مخالف حدیث کے اس لیے کہ اس کے معنی اس وقت یہ ہیں کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مطلق جائز ہے یا جائز ہے اس سے ایماء سوائے تصریح کے اور یہ ترمذی کی روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں حلال جھوٹ مگر تین چیزوں میں بات چیت کرنا مرد کا اپنی بیوی سے تاکہ اس کو راضی کرے اور جھوٹ بولنا لڑائی میں اور سچ صلح کروانے کے لوگوں کے درمیان اور تحقیق گزر چکی ہے صلح میں وہ چیز کہ ام کلثوم کی حدیث میں ہے اس معنی کی وجہ سے اس سے اور نقل کرنا خلاف کا سچ جائز ہونے جھوٹ کے مطلقاً یا قید کرنا اس کا ساتھ تلوح کے۔ نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ ان تین چیزوں میں صریح جھوٹ بولنا جائز ہے لیکن تعریض اولیٰ ہے۔ ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مستثنیٰ ہے جو جائز ہے ساتھ نص کے نرمی کرنے کے لیے ساتھ مسلمانوں کے ان کی حاجت کے لیے اس کی طرف اور نہیں ہے واسطے عقل کے اس میں مجال اور حرمت جھوٹ کی عقل سے ہوتی تو حلال نہ ہوتا اور قوی کرتی ہے اس کو جو احمد اور ابن حبان نے انس رحمہ اللہ کی حدیث کے حجاج بن علاط کے قصے میں روایت کی ہے اس کے اجازت مانگنے میں حضرت علیہ السلام سے یہ کہ کہے آپ کی طرف سے جو چاہے مصلحت کے لیے اپنے مال کو خلاص کروانے میں اہل مکہ سے اور حضرت علیہ السلام نے اس کو اجازت دی اور خبر دینا اس کا اہل مکہ کے لیے کہ اہل خیبر نے مسلمانوں کو شکست دی اور سوائے اس کے جو مشہور ہے اور نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی نسائی نے عبد اللہ بن ابی سرح کے قصے میں اور قول نصاریٰ کا حضرت علیہ السلام کے لیے جب کہ اس کی بیعت سے باز رہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کیوں نہیں اشارہ کیا فرمایا کہ لائق نہیں پیغمبر کو کہ اس کی آنکھیں خائن ہوں اس لیے کہ طریقہ تطبیق کا ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ جس جھوٹ کے بولنے کی اجازت ہے وہ صرف لڑائی کی حالت کے ساتھ خاص ہے اور لیکن حالت بیعت کی پس وہ لڑائی کی حالت نہیں اور اس تطبیق میں شبہ ہے اس لیے کہ حجاج کا قصہ بھی لڑائی کی حالت میں نہ تھا اور جواب مستقیم یہ ہے کہ کہا جائے کہ منع مطلق حضرت علیہ السلام کے خصائص سے ہے یعنی حضرت علیہ السلام کو جھوٹ بولنا مطلق منع ہے اور آپ کے سوائے اور لوگوں کو جھوٹ بولنا جائز ہے اور نہیں معارض ہے اس کے وہ چیز جو گزر چکی ہے کہ حضرت علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے پس تحقیق مراد یہ ہے کہ آپ کام کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو ظاہر نہ کرتے تھے جیسا کہ ارادہ کرتے تھے کہ مشرق کی طرف جہاد کرے پس سوال کرتے تھے اسی امر سے کہ مغرب میں ہے یعنی مغرب کا حال دریافت کرتے تھے اور سفر کا سامان درست کرتے تھے پس جو آپ کو دیکھتا تھا وہ گمان کرتا تھا کہ آپ مغرب کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ صریح نہ کہتے

طرف چلے اور آپ کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے لوگوں نے خبر دی کہ وہ کھجوروں کے باغ میں ہے سو حضرت ﷺ باغ میں اس کے پاس گئے تو کھجور کی ٹہنیوں میں چھپ کر چاہا کہ اس کی آواز سنیں اور ابن صیاد اپنا کپڑا اوڑھے تھا کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی میں ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ اے صاف! یعنی ابن صیاد دیکھ محمد ﷺ آئے تو ابن صیاد اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی معلوم ہو جاتا کہ کیا کہتا تھا۔

لڑائی میں شعر پڑھنا اور کھائی کے کھودنے میں آواز بلند کرنا۔ یعنی اس باب میں حدیث سہل اور انس رضی اللہ عنہما کی ہے جو حضرت ﷺ سے مروی ہے نیز اس باب میں حدیث یزید کی ہے جو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۲۸۰۸۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اور حالانکہ آپ مٹی کو اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے یہاں تک کہ مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو ڈھانک لیا اور حضرت ﷺ کے بدن پر بال بہت تھے اور آپ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ الہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے سو تسکین کو ہم پر اتار اور قدموں کو جمادے اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور دشمنوں

شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَبِي بَنُ كَعْبٍ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ فَحَدَّثَ بِهِ فِي نَخْلٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ طَفِقَ يَتَقَبَّحُ بِجَذْوَعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَيَّادٍ فِي قُطَيْفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا صَافُ هَذَا مُحَمَّدٌ فَوَثَّبَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتُهُ بَيْنَ فَاثِلَةٍ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ الرَّجْزِ فِي الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِيهِ سَهْلٌ وَأَنْسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ.

۲۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتَّى وَارَى التُّرَابَ شَعْرَ صَدْرِهِ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ الشَّعْرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللَّهِ اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلْنَا سَكِينَةً

عَلَيْنَا وَنَبَتِ الْأَقْدَامَ إِنَّ لَاقِنَا إِنَّ الْأَعْدَاءَ
قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أُنَبِّئُكَ يَرْفَعُ
بَهَا صَوْتَهُ.

نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے
ہیں ہم ان کی بات نہیں مانتے ان کے ساتھ آواز بلند کرتے
تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں پڑھنا حضرت ﷺ کا ہے غیر کے شعر کو اور اس کا بیان بط کے ساتھ آئندہ آئے اور اس
میں بلند کرنا آواز کا ہے بیچ عمل اطاعت کے تاکہ اس کا نفس اور غیر اس کا خوش ہو اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے
ترجمہ میں اپنے قول کے ساتھ و رفع الصوت فی حفر الخندق طرف اس بات کی کہ کراہت رفع صوت کی لڑائی
میں خاص ہے حالت قتال کے ساتھ جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب مکروہ جانتے تھے
بلند کرنے آواز کے کو نزدیک لڑائی کے۔ (فتح)

جو گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے۔

فائدہ: یعنی لائق ہے اہل خیر کے لیے یہ کہ دعا کریں اس کے لیے ساتھ ٹھہرا دینے کے۔ اور اس میں اشارہ ہے
طرف فضیلت سوار ہونے کی گھوڑوں پر اور ٹھہرنے کی اوپر ان کے۔ (فتح)

۲۸۰۹۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو
حضرت ﷺ نے گھر میں آنے سے جب سے کہ میں مسلمان
ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو کبھی مگر کہ میرے منہ میں تبسم فرمایا اور میں
نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا تو
حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا پس فرمایا کہ الہی
اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا
اور راہ یاب۔

۲۸۰۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا
حَاجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْدُ
أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِهِ
وَلَقَدْ شَكَّوْتُ إِلَيْهِ إِنِّي لَا أَتُبْتُ عَلَى
الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ
اللَّهُمَّ بَنِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا.

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس میں یہ قول ہے کہ میں نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا اور اس
کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں دوا کرنے زخم کے ساتھ جلانے چٹائی
کے اور دھونا عورت کا خون کو اپنے باپ کے منہ سے اور
اٹھانا پانی ڈھال میں۔

بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيرِ
وَوَسْطِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَيْبِهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ
وَحَمْلِ الْمَاءِ فِي التَّرْسِ.

فائدہ: یہ باب شامل ہے تین احکام پر اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ ان کے اور مفرو بیان کیا ہے اس نے ثانی

مسئلے کو کتاب الطہارۃ میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَأْسَ شَيْءٍ دُوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيُّ بْنُ يَحْيَىٰ بِالْمَاءِ فِي تَرْسِهِ وَكَانَتْ يَغْنِي فَاطِمَةً تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَخَذَ حَصِيرًا فَأَحْرَقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۱۰۔ ابو حازم سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کس چیز سے دوا کیا گیا زخم حضرت ﷺ کا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں باقی رہا کوئی جو زیادہ جانتا ہو اس کو مجھ سے تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پانی لاتے اپنی ڈھال میں اور تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا دھوتی خون کو آپ کے منہ سے اور چٹائی لے کر جلائی گئی اور حضرت ﷺ کا زخم اس کے ساتھ بھرا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّزَارُعِ وَالْإِخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوبَةِ مَنْ غَضِيَ إِمَامَهُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَعَشَلُوا وَتَذَهَبَ رِيحُكُمْ﴾ قَالَ قَتَادَةُ الرِّيحُ الْحَرْبُ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے جھگڑے اور اختلاف سے لڑائی میں۔ یعنی لڑائی والوں سے لڑائی کے احوال میں اور بیان میں عذاب اس شخص کے جو اپنے امام کی نافرمانی کرے یعنی ساتھ بھاگنے کے اور محروم ہونے کے غنیمت سے یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو آپس میں پس بزدل اور نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری لڑائی کی قوت دور ہو جائے گی۔

فائدہ: اور مراد رخ سے قوت ہے لڑائی میں۔

۲۸۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَىٰ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعْسِرَا وَبَشِّرَا وَلَا تَفْرِرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْلِفَا.

۲۸۱۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشخبری دو اور نہ بھڑکاؤ آپس میں موافقت کرو اور اختلاف نہ کرو۔

فائدہ: مراد اس حدیث سے یہی آخری قول ہے کہ اختلاف نہ کرو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت ﷺ نے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پیادوں پر سردار کیا اور وہ پچاس مرد تھے سو فرمایا کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ پرندے ہم کو اچک رہے ہیں تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں اور اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم نے ان کافروں کو شکست دی اور ان کو اپنے قدموں سے کچل ڈالا تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں تو حضرت ﷺ نے ان کو شکست دی براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے مشرکوں کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے کپڑے اٹھا کر جلد چلتی تھیں ان کے بازئیں اور پنڈلیاں ننگی ہوئیں اور اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئیں تھیں تو عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے یاروں نے کہا کہ غنیمت لو اے قوم غنیمت لو کہ تمہارے یار غالب ہوئے پس کس چیز کی انتظار کرتے ہو تو عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو حضرت ﷺ نے تم کو کہا تھا انہوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا نہ مانا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ہم لوگوں میں جاتے ہیں پس غنیمت پاتے ہیں سو جب وہ ان میں آئے تو ان کے منہ پھیرے گئے تو سامنے آئے لوگوں کو اس حال میں کہ بھاگتے تھے پس یہ اس وقت تھا جب کہ بلاتے تھے ان کو رسول اللہ ﷺ پیچھے لوگوں میں پس نہ باقی رہے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مگر بارہ مرد تو کافروں نے ہم میں سے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور جنگ بدر کے دن حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب نے مشرکین سے ایک سو چالیس آدمی پائے تھے ستر قیدی اور ستر مقتول تو ابوسفیان نے تین بار کہا کہ کیا قوم مسلمانوں میں محمد ﷺ ہیں تو منع کیا حضرت ﷺ نے مسلمانوں کو اس سے کہ اس کو جواب دیں پھر

۲۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرِّجَالِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخَطُّفْنَا الطَّيْرَ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَرَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْكُمْ فَهَرَمُوهُمْ قَالَ فَاْنَا وَاللَّهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْدُدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَا حِلْهُنَّ وَأَسَوْفُهُنَّ رَافِعَاتٍ لِبَائِهِنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةُ أَى قَوْمِ الْغَنِيمَةِ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ أُنْسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَاللَّهِ لَنَاتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صَرَفَتْ وَجُوهَهُمْ فَأَقْبَلُوا مِنْهُمْ وَمِنْ لَدَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمْ الرَّسُولُ فِي أَخْوَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلًا فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ أَلَى الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثُ

اس نے تین بار کہا کہ کیا قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر تین بار کہا کہ کیا قوم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں پھر اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا اور کہنے لگا لیکن یہ تینوں پس مارے گئے یعنی جب مسلمانوں کی طرف سے کسی نے اس کو جواب نہ دیا تو اس کو گمان ہوا کہ یہ مارے گئے ورنہ جواب دیتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو روک نہ سکے تو انہوں نے کہا کہ اے دشمن اللہ کے قسم ہے اللہ کی کہ تو نے جھوٹ کہا جن کو تو نے گناہتہ وہ سب زندہ ہیں اور تحقیق باقی ہے تیرے لیے وہ چیز کہ ناخوش کرے تجھ کو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کے مقابلے ہے اور لڑائی مانند ڈھول کی ہے یعنی بدر کے دن تم غالب ہوئے تھے اور آج ہم تحقیق تم اپنے مردوں میں ناک کان کئے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں کیا اور نہ میں اس سے ناخوش ہوں پھر گانے لگا کہ بلند ہوائے ہبل (ایک بت کا نام ہے جو کعبے میں رکھا ہوا تھا) بلند ہوائے ہبل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جواب نہیں دیتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں فرمایا کہ کہو اللہ بلند تر اور بزرگ تر ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے لیے عزی ہے اور تمہارے لیے عزی نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب نہیں دیتے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا جواب دیں فرمایا کہ اللہ ہے مددگار ہمارا اور نہیں مددگار تمہارے لیے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ شکست واقع ہوئی بسبب مخالفت تیر اندازوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور پوری شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

جب لوگ رات کو ڈریں یعنی تولا لاق ہے امیر لشکر کے لے کہ خود اس خبر کا حال دریافت کرے یا ساتھ اس شخص کے کہ اس کو اس لیے بلائے۔

مَرَاتٍ فَهَاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيبُوهُ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا فَمَا مَلَكَ عَمْرٍ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللَّهِ يَا عَدُوَّ اللَّهِ إِنَّ الدِّينَ عَدَدَتْ لَأَحْيَاءُ كُلَّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسْؤُنُكَ قَالَ يَوْمٌ يَوْمٌ بِذَرٍ وَالْحَرْبُ سِحَالٌ إِنَّكُمْ سَتَجِدُونِ فِي الْقَوْمِ مِثْلَةَ لَمْ أَمْرٌ بِهَا وَلَمْ تَسْؤُنِي ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ أَعْلُ هُبْلٍ أَعْلُ هُبْلٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُونَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعُزَى وَلَا عُزَى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُونَهُ قَالُوا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ.

بَابُ إِذَا فَرَعُوا بِاللَّيْلِ.

۲۸۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے بہتر اور سخی تر اور دلاور تر تھے اور مدینے والے ایک رات گھبرائے کہ انہوں نے ایک آواز سنی تو حضرت ﷺ لوگوں کو آگے سے آملے اس حال میں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے اور اپنی گردن میں تلوار کو لٹکائے ہوئے تھے پس فرمایا کہ مت گھبراؤ مت گھبراؤ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے کو دریا پایا۔

جو دشمن کو دیکھے اور اپنی بلند آواز سے پکارے یا صبا حاہ تاکہ لوگوں کو سنائے۔

۲۸۱۴۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے سے نکل کر غابہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک منزل مدینے سے طرف شام کی) کو چلا یہاں تک کہ جب میں غابہ کے پہاڑ پر پہنچا تو عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھے راہ میں ملا تو میں نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تجھ کو کیا ہوا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں نے کہا کہ ان کو کس نے پکڑا اس نے کہا کہ غطفان اور فزارہ کی قوم نے تو میں نے تین بار چیخ ماری کہ لوگو دوڑو کہ سنایا میں نے اس شخص کو کہ مدینے کی پھرلی زمین کے درمیان ہے یعنی میں نے ایسی بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری کہ مدینے کے سب لوگوں نے سن لیا پھر میں اکیلا ان کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ میں ان کو ملا اور حالانکہ انہوں نے اونٹنیاں پکڑی ہوئی تھیں سو میں ان کو تیر مارنے لگا اور میں یوں کہتا تھا کہ میں اکوع کا

۲۸۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةَ سَمِعُوا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرِيٍّ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تَرَاعُوا لَمْ تَرَاعُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ.

فائدہ: اس کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهُ حَتَّى يُسْمَعَ النَّاسَ.

۲۸۱۴۔ حَدَّثَنَا الْمُكَنِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَشِيَةِ الْغَابَةِ لَقَيْتُنِي غَلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بَكَ قَالَ أَخَذْتُ لِقَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غُطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى الْقَاهُ ثُمَّ وَقَدْ أَخَذْتُهَا فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ فَاسْتَقْدْتُهَا

بیٹا ہوں اور آج کم بختوں کی موت کا دن ہے سو میں نے ان سے سب اونٹیاں چھین لیں تو میں ان کو ہانکتا ہوا آگے بڑھا تو راہ میں حضرت ﷺ مجھ کو ملے یعنی سواروں کو لے کر دوڑے جاتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ لوگ ابھی پیاسے ہیں میں نے ان کو پانی نہیں پینے دیا سو ان کے پیچھے لشکر کو بھیجے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے تو قابو پا چکا ان پر سوزی اور آسانی کر کہ البتہ لوگوں کی مہمانی ہوتی ہوگی ان کی قوم میں یعنی تو ان پر غالب ہو چکا اب در گذر کر جانے دے اپنی قوم میں کھاتے پیتے ہوں گے۔

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ جگہ اس ترجمہ کی یہ ہے کہ اس طرح کا پکارنا جاہلیت کا پکارنا نہیں جومع ہے اس لیے کہ یہ استغاثہ ہے کفار پر۔

باب مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فَلَانٍ۔ جو کہے کہ لے اس کو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں۔
فائدہ: یہ کلمہ ہے مدح کے وقت کہا جاتا ہے۔ ابن نمیر نے کہا کہ موقع اس کا احکام سے یہ ہے کہ وہ خارج ہے فخر کرنے سے جومع ہے تقاضہ کرنے کی وجہ سے حال کے اس کو میں کہتا ہوں کہ یہ قریب ہے جواز احتیال سے حرب میں سوائے اس کے غیر میں۔ (فتح)
وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ۔ یعنی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: یہ ایک کلمہ ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو ابھی مذکور ہوئی اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے دوسرے طریق سے اور اس میں ہے کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں یعنی یہ لفظ کہنا اپنی تعریف میں درست ہے۔

۲۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَافِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَوْلَيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُولِ يَوْمَئِذٍ كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَخِيًا يِعْنَانِ

۲۸۱۵۔ ابی اسحق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ کیا تم اصحاب جنگ حنین کے دن بھاگ گئے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ میں ابوالحق سنتا تھا کہ حضرت ﷺ نے تو اس دن ہرگز پیٹھ نہیں پھیری اور ابوسفیان حضرت ﷺ کے فخر کی باگ پکڑے ہوئے تھے سو جب کافروں نے حضرت ﷺ کو گھیر لیا تو

حضرت ﷺ سواری سے نیچے اترے اور فرمانے لگے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں سو نہیں دیکھا گیا لوگوں میں اس دن کوئی زیادہ سخت حضرت ﷺ سے لڑائی میں۔

بَغْلَتِهِ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمَشْرِ كُنُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لَمَّا رَئِنِي مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں جائز ہے۔

باب إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ.
جب اترے دشمن ایک مرد کے حکم پر یعنی پس جائز رکھے اس کو امام تو جاری ہوتا ہے حکم اس کا۔

۲۸۱۶۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہود بنی قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے یعنی قلعے سے تو حضرت ﷺ نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے بلانے کے لیے بھیجا اور سعد رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک تھے یعنی ان کو اپنے پاس خیمے میں جگہ دی ہوئی تھی تاکہ قریب سے ان کی بیمار پرسی کریں اس بیماری میں جو ان کو تیر لگنے سے پہنچی تھی تو سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے جاؤ طرف سردار اپنے کی سو سعد رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تو حضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ بے شک یہ لوگ یعنی بنی قریظہ تمہارے حکم پر راضی ہو کر اترے ہیں اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ جو کچھ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے بارے میں حکم کرے ہم کو منظور ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے مارے جائیں یعنی جو لڑنے کے قابل ہیں اور ان کے بچے اور عورتیں قید کیے جائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ان کے حق میں حکم کیا ساتھ حکم بادشاہ کے یعنی تو نے ایسا حکم کیا ہے اس سے اللہ راضی ہوا۔

۲۸۱۶۔ حَدَّثَنَا سَلِيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي اُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلْتُ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدُكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تَقْتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَأَنْ تُسَبِيَ الذَّرِيَّةَ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ ابن نمیر نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے لازم ہونا حکم محکم کا ساتھ رضامندی مدعی اور مدعی علیہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْأَسِيرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ.

باب ہے بیان میں قتل کرنے قیدی کے اور قتل کرنے کے نشانہ ٹھہرا کر یعنی جاندار چیز کو کھڑا کیا جائے پھر اس کو تیر سے مارا جائے۔

۲۸۱۷- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی سو جب حضرت ﷺ نے اپنے سر سے خود اتاری تو ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ ابن نطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔

۲۸۱۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری چکی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے کہ امام اختیار کرے وہ چیز کہ وہ زیادہ ترمفید ہے اسلام کے لیے اور مسلمانوں کے قیدی کے قتل اور اس کے احسان کے درمیان اور اوپر بدلہ لینے کے ساتھ یا بغیر بدلہ لینے کے یا اس کے غلام بنانے سے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنْ وَمَنْ رَكَعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ.

کیا طلب کرے مرد قید ہونا اپنا یعنی اپنے نفس کو قید ہونے کے لیے دوسرے کے سپرد کرے یا نہیں اور جو اپنے تئیں قید ہونے کے لیے سپرد نہ کرے اور جو قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھے۔

۲۸۱۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے دس آدمی بطور لشکر جاسوسی کے بھیجے اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا سو وہ چلے یہاں تک کہ ہدایہ میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان عسفان اور مکہ کے تو ذکر کیے گئے ہذیل کے قبیلے کے لیے جن کو بنو عیان کہا جاتا تھا یعنی ان کو خبر ہوئی تو ان کے لیے دو سو آدمی کے قریب نکلے کہ سب تیر انداز تھے تو وہ ان کے پیچھے چلے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ پائی جس کو انہوں نے مدینے سے خرچ راہ لیا تھا سو انہوں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجوریں ہیں تو ان کے پیچھے چلے

۲۸۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سَفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيفُ لَيْبِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاظْلَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا

بِالْهَدَاةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا
لِحَيٍّ مِنْ هَذِلِّي يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ
فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتِي رَجُلٍ كُلُّهُمْ
رَامَ فَاقْتَصَبُوا اثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا
مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا
هَذَا تَمْرٌ يَثْرَبُ فَاقْتَصَبُوا اثَارَهُمْ فَلَمَّا
رَأَوْهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَنُوا إِلَى فِذْفِدٍ
وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ انْزِلُوا
وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِثَاقُ
وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بْنُ
ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ أَمَا أَنَا فَوَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ
الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ
فَرَمَوْهُمْ بِالْأَنْبِلِ فَفَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ
فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِثَاقِ
مِنْهُمْ خَبِيبُ الْأَنْصَارِيِّ وَابْنُ دَيْثَةٍ وَرَجُلٌ
آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْسَكُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ
قَسَبِهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ
هَذَا أَوَّلُ الْعَذْرِ وَاللَّهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي
فِي هَؤُلَاءِ لَأَسْوَأَ يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرَرُوهُ
وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَفَقَتَلُوهُ
فَانْطَلَقُوا بِخَبِيبٍ وَابْنِ دَيْثَةٍ حَتَّى بَاعُوهُمَا
بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَأَبْتَا عِيسَى بَنُو
الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ
وَكَانَ خَبِيبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ
يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خَبِيبٌ عِنْدَهُمْ أُسِيرًا.

سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں نے ان کو دیکھا تو ایک
بلند جگہ کی طرف پناہ لی تو کافروں نے ان کو گھیرا تو کافروں
نے ان کو کہا کہ اتر اور ہم کو اپنے ہاتھ دو یعنی اپنے آپ کو
ہمارے حوالے کر دو اور تمہارے لیے قول و اقرار ہے ہم کسی کو تم
میں سے نہ ماریں گے تو عاصم رضی اللہ عنہ لشکر کے سردار نے کہا کہ
لیکن میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں اتروں گا آج سچ ڈسے کافر
کے الہی ہمارے نبی کو ہمارے حال سے خبر دے تو کافروں نے
ان کو تیروں سے مارا تو عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات آدمیوں کو قتل کیا
اور باقی تین آدمی عہد و پیمان کے ساتھ ان کی طرف اترے
ان میں سے ایک خبیب انصاری رضی اللہ عنہ تھا دوسرا ابن دثیمہ اور
تیسرا ایک مرد اور تھا سو جب کافران پر قادر ہوئے تو کمانوں کی
تان کھول کر ان کو باندھ لیا تو تیسرے مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ
کی یہ اول دعا ہے قسم ہے اللہ کی کہ میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں
گا البتہ مجھے ان لوگوں کی چال چلنی ہے یعنی شہیدوں کی سو
انہوں نے اس کو کھینچا اور اس کے ساتھ محنت کی اس پر کہ وہ ان
کے ساتھ چلے اس نے نہ مانا تو انہوں نے اس کو مار ڈالا اور
خبیب اور ابن دثیمہ رضی اللہ عنہما کو لے چلے یہاں تک کہ دونوں کو کئے
میں بیچا بعد جنگ بدر کے سو خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر کی
اولاد نے خرید لیا اور جنگ بدر کے دن خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث
کو قتل کیا تھا سو خبیب رضی اللہ عنہ کچھ مدت ان کے پاس قید رہا پس
خبر دی مجھ کو عبید اللہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ
جب کافر اس کے مارنے کے لیے جمع ہوئے تو اس نے
زیر ناف بال مونڈنے کے لیے استرا مانگا تو اس نے اس
کو استرا عاریہ دیا سو اس نے میرے بیٹے کو لیا اور میں اس سے
بے خبر تھی سو میں نے اس کو پایا کہ میرے بیٹے کو اپنی ران

پر بٹھائے ہوئے ہے اور اس کے ہاتھ میں ہے سو گھبراہٹ میں گھبرانا کہ خبیثؓ نے اس کو میرے چہرے میں پہچانا تو خبیثؓ نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کروں تحقیق میں یہ کام نہیں کروں گا قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کوئی قیدی خبیثؓ سے بہتر نہیں دیکھا قسم ہے اللہ کی میں نے البتہ اس کو ایک دن پایا کہ انگوڑ کے گچھے سے کھاتا تھا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور البتہ وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا اور کے میں میوہ نہ تھا اور حارث کی بیٹی کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ نے خبیثؓ کو دی تھی سو جب کافراں کو حرم سے لے نکلے تاکہ اس کے حل میں یعنی حرم سے باہر قتل کریں تو خبیثؓ نے ان کو کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پھر خبیثؓ نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم گمان کرو گے کہ مجھ کو ڈر ہے تو البتہ میں نماز کو دراز کرتا الہی ان سب کو ہلاک کر دے اور نہ باقی چھوڑ ان میں سے کسی کو اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا جب کہ مسلمان مارا جاؤں اوپر جس کروٹ کے کہ ہو اللہ کے لیے جگہ ہلاک ہونے میرے کی اور یہ مارا جانا میرا اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو برکت کرے گا اوپر جوڑوں عضو کٹے ہوئے کے سو حارث کے بیٹے نے اس کو قتل کیا پس تھا خبیثؓ وہ جس نے مسنون کی دو رکعت نماز ہر مسلمان کے لیے کہ قید میں مارا جائے تو قبول کی اللہ نے دعا عامؓ کی جس دن کہ شہید ہوا سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو ان کے حال سے خبر دی اور جو مصیبت کہ ان کو پہنچی اور کفار قریش نے کچھ آدی اس کے پاس بھیجے جب کہ ان کو خبر ہوئی کہ وہ مارا گیا تاکہ کوئی چیز اس سے لائی جائے کہ پہچانا جائے اور تحقیق جنگ بدر کے دن اس نے ان کے

فَاخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنَا لَيْ وَآنَا غَافِلَةً حِينَ آتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَيْحِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ فَزَعَةً عَرَفْتُهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أُسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمَوْثِقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ قَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لِرِزْقٍ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعَ رَكَعَتَيْنِ فَرَكَّوهُ فَرَكَّعَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَطْنُوا أَنْ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا مَا أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيْ شَيْءٍ كَانَ لِلَّهِ مَضْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُتَمَرِّعٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَ الرَّكَعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قَتَلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصَيْبٍ فَاخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدُّثُوا

ایک رئیس کو مارا تو بھیجے گئے عاصم رضی اللہ عنہ پر زبور مثل ابر کی تو زبوروں نے اس کو ان کے ایلچیوں سے نگاہ رکھا سو نہ قادر ہوئے وہ اس پر کہ اس کے بدن سے کچھ گوشت کاٹیں۔

أَنَّهُ قُتِلَ لِيُوتُوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفَ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عِظَمَاءِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبِعَتْ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلَ الظِّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتُهُ مِنْ رَسُولِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں چھڑانے قیدی کے۔

بَابُ فَكَالِكَ الْأَسِيرِ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی دشمن کے ہاتھ سے ساتھ مال کے ہو یا غیر اس کے۔

۲۸۱۹۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی۔

۲۸۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَالِيَيْنِ يَغْنِي الْأَسِيرَ وَأَطْعُمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ چھڑانا قیدی کا فرض کفایہ ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسحق بن راہویہ نے کہا کہ بیت المال سے اور مالک سے بھی مروی ہے اور احمد نے کہا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ سروں کے اور لیکن ساتھ مال کے پس اس کو میں نہیں پہچانتا اور اگر ہوں نزدیک مسلمانوں کے قیدی اور نزدیک کافروں کے قیدی اور اتفاق کریں اوپر بدلے کے تو معین ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے بدلہ لینا کافروں کے قیدیوں کا ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۲۰۔ ابوحقیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز وحی سے ہے سوائے اس چیز کے کہ قرآن میں ہے یعنی سوائے قرآن کے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا اناج کو اور پیدا کیا جاندار چیز کو میں اس کو نہیں جانتا مگر سمجھ کہ اللہ کسی شخص کو قرآن میں دینا ہے اور جو کچھ کہ اس کا غذ لکھا ہوا ہے میں نے کہا کہ اس کا غذ میں کیا لکھا ہوا ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیت اور

۲۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَطَرٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فَهَمًا يُعْطِيهِ اللَّهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ وَمَا

تدراس کا اور چھڑانا قیدی کا یعنی ثواب اس کا اور یہ کہ نہ مارا جائے مسلمان بدلے کا فرکے۔

فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ
قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاهُ الْأَسِيرُ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ
مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور باقی آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)
باب ہے بیان میں بدلہ لینے کے مشرکین سے یعنی ساتھ
بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ.
مال کے کہ ان سے لیا جائے۔

۲۸۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری مردوں نے
حضرت ﷺ سے پرواگی چاہی پس عرض کیا یا حضرت ﷺ
ہم کو پرواگی دیجئے کہ ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا بدلہ
چھوڑ دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ
چھوڑو اور نیز انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس
پاس بحرین کا مال لایا گیا تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس
آئے پس کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو مال دیجیے کہ بے شک
میں نے بدلہ دیا ہے اپنی جان سے اور بدلہ دیا ہے عقل کا یعنی
جنگ بدر کے دن تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لے
تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کپڑے میں دیا۔

فائدہ: کچھ بیان اس کا پہلے باب میں گزر چکا ہے۔

۲۸۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ
مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَنْذَنُ فَلَنْتَرِكَ لِابْنِ أَخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ
فَقَالَ لَا تَدْعُونَ مِنْهَا دَرَاهِمًا. وَقَالَ
إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَبَجَّاهُ
الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي فَبَنِي
فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ خذْ
فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ.

فائدہ: اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے جواز پر دینے بعض قسموں کے زکوٰۃ سے اور اس میں دلالت
نہیں اس لیے کہ یہ مال زکوٰۃ کا نہ تھا اور بر تقدیر اس کے ہونے سے زکوٰۃ سے پس عباس رضی اللہ عنہ نہیں اہل زکوٰۃ سے اور حق
یہ ہے کہ مال مذکور خراج یا جزیہ کا تھا اور دونوں مصالح کے مال سے ہیں اور اس کا بیان جزیہ میں آئے گا۔ (فتح)
۲۸۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ بدر کے قیدیوں میں
حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ

آیا تھا کہا اس نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے تھے۔

الرِّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ جَاءَ فِي أُسَارَى بَذْرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ بدر کے قیدیوں میں آیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آیا تھا بیچ طلب کرنے بدلہ قیدیوں بدر کے اور اس کی شرح کتاب القراءۃ میں گزر چکی ہے اور کچھ شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔

بابُ الْحَرْبِ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ باب ہے کہ اگر کافر حربی دارالسلام میں بغیر امان کے داخل بغیر امان۔

فائدہ: تو کیا جائز ہے اس کا قتل اور یہ اختلافی مسائل سے ہے مالک نے کہا کہ امام کو اس میں اختیار ہے اور اس کا حکم حکم اہل حرب کا ہے۔ اور کہا اوزاعی اور شافعی نے کہ اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنی جگہ سے قبول کیا جائے اور ابو حنیفہ اور احمد نے کہا کہ یہ دعویٰ اس کا قبول نہ کیا جائے اور وہ نے ہے مسلمانوں کے لیے۔ (فتح)

۲۸۲۳۔ سلمہ بن اکوع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا ایک جاسوس حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سفر میں تھے تو وہ آپ کے اصحاب کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگا پھر پھرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ڈھونڈ کر مار ڈالو وہ جاسوس ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا اسباب سلمہ رحمہ اللہ کو دیا۔

۲۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَيْسِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكُوْعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اظْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ فَقَتَلُوهُ فَفَقَلَهُ سَلْبَةً.

فائدہ: مسلم میں عکرمہ رحمہ اللہ سے اس روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ سلمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں دوڑتا ہوا نکلا یہاں تک کہ میں نے اونٹ کی مہار پکڑی سو میں نے اس کو بٹھایا سو جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار کھینچ کر اس کے سر پر ماری سو وہ مر گیا سو لایا میں سواری اس کی اور جو اس پر تھا اس حال میں کہ میں اس کو کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ آگے بڑھ کر مجھ کو جا ملے تو فرمایا کہ کافر کو کس نے مارا ہے لوگوں نے کہا کہ اکوع کے بیٹے نے فرمایا کہ اس کا سبب اس کے لیے ہے اس سے معلوم ہوا کہ باعث اس کے قتل پر یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے ستر پر جھانکا اور جلدی کی تاکہ آپ کے اصحاب کو معلوم کرے پس غنیمت جانے ان کی غفلت کو اور اس کے قتل میں مسلمانوں کی مصلحت تھی اور نووی نے کہا کہ اس میں راز ہے قتل کا جاسوس حربی کافر کے اور اس پر اتفاق ہے اور لیکن عہد والا کافر اور ذمی پس

کہا مالک اور اوزاعی نے کہ اس سے اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک خلاف ہے اور لیکن اگر شرط کی ہو اس پر یہ بیچ عہد اس کے تو ٹوٹ جاتا ہے اس کا عہد اتفاقاً اور اس میں حجت ہے اس شخص کے لیے کہ جو کہتا ہے اسباب مقتول کا سب قاتل کے لیے ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا مستحق نہیں مگر ساتھ قول امام کے وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ایک کے دوامروں سے بلکہ وہ دونوں کے لیے محتمل ہے لیکن ایک روایت میں ہے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ جاسوس ہے مشرکین کا تو فرمایا کہ جو اس کو مارے پس اس کے لیے ہے اسباب اس کا کہا پس میں نے اس کو پایا تو میں نے اس کو مار ڈالا یہ تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی بلکہ قرطبی نے کہا کہ اگر کہتے کہ قاتل مستحق ہے سلب کا ساتھ مجرد قتل کے تو نہ ہوتا حضرت ﷺ کے قول کے لیے کہ سلبہ اجمع کوئی فائدہ اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوا ہوا سی وقت اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس لیے کہ اللہ کا قول وَعَلَّمُوا اَنْعَامَهُمْ مِنْ شَيْءٍ عام ہے ہر غنیمت میں پس بیان کیا حضرت ﷺ نے بعد زمانے دراز کے کہ سلب قاتل کے لیے ہے برابر ہے کہ ہم اس کو امام کی اجازت کے ساتھ قید کریں یا نہیں لیکن مالک کا قول کہ نہیں پہنچی مجھ کو یہ بات کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہو مگر حنین کے دن پس اگر مراد مالک کی یہ ہے کہ ابتداء اس حکم کی حنین کے دن تھی تو وہ مردود ہے لیکن مالک کے غیر پر جو اس کو منع کرتا ہے پس تحقیق مالک نے سوائے اس کے نہیں کہ پہنچنے کی نفی کی ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابو داؤد میں کہ حضرت ﷺ نے جنگ موتہ میں حکم کیا کہ اسباب مقتول کا قاتل کے لیے ہے اور موتہ بالاتفاق جنگ حنین سے پہلے ہے۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ ترجمہ میں حربی کا ذکر ہے اور حدیث میں جاسوس کا ذکر ہے اور حکم جاسوس کا مخالف ہے حربی مطلق کے لیے جو داخل ہوتا ہے بغیر امان کے پس دعویٰ عام ہے دلیل سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جاسوس مذکور نے وہم دلایا تھا کہ وہ امن والوں سے ہے پس جب اس نے اپنی حاجت ادا کی جاسوسی کرنے سے تواٹھ کر جلدی چلا پس معلوم ہو گیا کہ وہ حربی ہے کہ بغیر امان کے داخل ہوا ہے۔ (فتح)

لُرَائِي كِي جَائے اہل ذمہ کی طرف سے یعنی ان کی مدد کی
جائے اگر ان کا دشمن ان پر غالب ہو اور نہ غلام بنائے
جائیں یعنی اگر چہ وہ عہد کو توڑ ڈالیں۔

۲۸۲۴۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں امیر کو ساتھ ذمہ اللہ کے اور ذمے اس کے رسول ﷺ کے اور یہ کہ پورا کیا جائے عہد ان کا اور یہ کہ لُرَائِي كِي جائے پیچھے ان کے سے اور نہ تکلیف دی جائے ان کو مگر موافق طاقت ان کی کے۔

۲۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَرَو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ
وَرَأْيِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاعَتَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی اور ابن تیم نے کہا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس لیے کہ اس میں غلام بنانے کا ذکر نہیں اور جواب دیا ہے ابن مسیر نے اس طرح سے کہ لیا ہے اس کو بخاری نے اس کے اس قول سے کہ میں اس کو وصیت کرتا ہوں ساتھ ذمہ اللہ کے پس تحقیق متقنی وصیت بالاشفاق کا یہ ہے کہ نہ داخل ہو غلامی میں اور جو کہتا ہے کہ وہ غلام بنائے جائیں جب کہ عہد کو توڑ ڈالیں وہ ابن قاسم ہے اور مخالف ہے اس کے جمہور علماء اور اہلب اور محل اس کا وہ ہے جب کہ قید کریں حربی ذمی کو پھر قید کریں مسلمان ذمی کو اور عجیب بات کہی ابن قدامہ نے پس حکایت کیا اجماع کو اور شاید اس کو ابن قاسم کے خلاف کی اطلاع نہیں ہوئی اور بخاری کو اطلاع ہوئی پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں انعام دینے ایلچیوں کے۔

بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ
وَمَعَامِلَتِهِمْ.

کیا طلب کی جائے شفاعت طرف اہل ذمہ کی اور معاملہ ان کا۔

بَابُ جَوَازِ الْوَفْدِ.

فائدہ: بعض روایتوں میں پہلا ترجمہ اس باب سے موخر ہے اور اس کے ساتھ دور ہو جاتا ہے اشکال پس تحقیق حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موافق ہے باب جواز الوفد کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وجہ سے کہ انعام دیا کرو ایلچیوں کو برخلاف دوسرے ترجمہ اور شاید بخاری نے باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور بیاض خالی چھوڑا تھا تا کہ اس کے موافق کوئی حدیث اس میں وارد کرے پھر اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے باب کے تحت میں ہے اور باب جواز الوفد بالکل یہاں نہیں ہے اور بیچ مناسبت اس کی کے ترجمہ کے لیے غرض ہے اور شاید وہ اس جہت سے ہے کہ یہود کا نکالنا تقاضہ کرتا ہے رفع استغناء کا اور رغبت دلانا اور اجازت وفد کے تقاضہ کرتا ہے حسن معاملہ کا یا شاید اہل ترجمہ میں ساتھ معنی لام کے ہے یعنی کیا استغناء کیا جائے ان کے لیے نزدیک امام کے اور کیا معاملہ کیا جائے ان سے اور دلالت آخر جوہم من جزیرۃ العرب اور اجیزوا الوفد کی اس کے لیے ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۸۲۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جمہرات کا دن اور کیا ہے جمہرات کا دن پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے پھر کہا کہ جمہرات کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیماری سخت ہوئی اور درد غالب ہوا تو

۲۸۲۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ
سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ
الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى

خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ
الْخَيْبِ فَقَالَ اتُّوْنِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ
كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا
يَبْغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا هَجَرَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي
فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ
وَأَوْضَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ أَخْرَجُوا
الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا
الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أَجِيزُهُمْ وَنَسِيتُ
الثَّالِثَةَ. وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ
الْمُعِيزَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيرَةِ
الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَالْيَمَامَةُ
وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوبُ وَالْعَرُجُ أَوَّلُ يَهَامَةٍ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں
تمہارے لیے نوشتہ لکھ دوں تاکہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکو
یعنی کبھی مختلف اور حیران نہ ہو تو اصحاب آپس میں جھگڑنے لگے
یعنی کاغذ لانے نہ لانے میں کہ کسی نے کہا کہ لاؤ اور کسی نے کہا
کہ نہ لاؤ اور پیغمبر ﷺ کے پاس جھگڑنا لائق نہیں تو انہوں نے
کہا کہ حضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑ دیا یعنی غنقریب ہے کہ دنیا
کو چھوڑ دیں یا اصحاب نے کہا کہ کیا ورد سے حضرت ﷺ کی
زبان قابو میں نہیں رہی یعنی اس کو حضرت ﷺ سے تحقیق کرو
پھر حضرت ﷺ سے تحقیق کرنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ چھوڑ دو مجھ کو جس میں کہ اب میں مشغول ہوں اس سے بہتر
ہے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے مرنے کے وقت
تین چیزوں کی وصیت کی کہ نکال دینا مشرکین کو عرب کے
جزیرہ سے اور انعام دیا کرنا ایچیوں کو جس طرح میں ان کو
انعام دیتا تھا راوی نے کہا کہ میں تیسری چیز کو بھول گیا ابو عبیدہ
نے کہا کہ ابو یعقوب نے کہا کہ میں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا
کہ عرب کا جزیرہ کون سا ہے اس نے کہا کہ مکہ اور مدینہ اور
یمامہ اور یمن اور یعقوب نے کہا کہ عرج اول تہامہ ہے اور اس
کی ابتدا ہے۔

فائدہ: جزیرہ عرب کا طول عدن سے عراق تک ہے اور عرض جدہ سے شام تک ہے اور نام رکھا گیا ہے جزیرہ عرب کا
احاطہ کرنے کی وجہ سے دریاؤں کا اس کو یعنی بحر ہند اور بحر قزقم اور بحر فارس اور بحر حبشہ کا اور نسبت کیا گیا عرب کی
طرف اس لیے کہ وہ اسلام سے پہلے ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ ان کا وطن تھا اور ان کی جگہ تھی لیکن جس میں مشرکوں کا
رہنا منع ہے وہ خاص مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور جو اس کے آس پاس ہیں نہ سوائے ان کے ان پر عرب کا جزیرہ
بولا جاتا ہے سب کے اتفاق کی وجہ سے اس پر کہ مشرکوں کو یمن میں رہنے سے منع نہ کیا جائے باوجود اس کے کہ وہ بھی
جزیرہ عرب میں داخل ہے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ جائز ہے مطلقاً مگر مسجد حرام اور مالک سے
روایت ہے کہ جائز ہے داخل ہونا ان کا حرم میں تجارت کے لیے اور شافعیہ نے کہا کہ نہ داخل ہوں حرم میں ہرگز مگر

امام کی اجازت کے ساتھ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خاصہ۔ (فتح)

بَابُ التَّجْمُلِ لِلْوُفُودِ.

باب ہے بیان میں زینت کرنے کے ایلیچوں کے لیے
یعنی جب امام کے پاس کسی ملک کے ایلیچی آئیں تو امام
ان کے دکھانے کے لیے عمدہ لباس پہنے۔

۲۸۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
ایک جوڑا ریشمی پایا جو بازار میں بکتا تھا تو اس کو حضرت ﷺ
کے پاس لائے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ اس جوڑے کو خرید
لیں پس زینت کیا کریں ساتھ پہننے اس کے کے عید کے دن
اور ایلیچوں کے لیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص
کا لباس ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے یا یوں فرمایا کہ اس
کو تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر کچھ مدت
کے بعد حضرت ﷺ نے ایک ریشمی پوشاک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو
بھیجی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ اس کو
حضرت ﷺ کے پاس لائے تو کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ
نے فرمایا تھا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے
نصیب ہے پھر آپ نے یہ مجھ کو بھیجا یعنی پھر مجھ کو کیوں بھیجا
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تاکہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے
فائدہ پائے یا تو اس سے اپنی کوئی حاجت ادا کرے۔

۲۸۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللِّثُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةً اسْتَبْرَقِي تَبَاعُ فِي
السُّوقِ فَاتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْتَعِ هَذِهِ
الْحُلَّةُ فَتَجْمَلُ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا
هَذِهِ لِبَاسٌ مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ
هَذِهِ مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ فَلَبَّكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ
أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِجُعَّةٍ دِينَارٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قُلْتُ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسٌ مَنْ لَا
خَلَقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَقَ
لَهُ ثُمَّ أَرَسَلْتُ إِلَيَّ بِهِذِهِ فَقَالَ تَبِعْهَا أَوْ
تُصِيبُ بِهَا بَعْضُ حَاجَتِكَ.

فائدہ: ابن عمر نے کہا کہ جگہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کو خرید لیں تاکہ عید کے دن
یا ایلیچوں کے لیے زینت کیا کریں تو حضرت ﷺ اس پر اس کا انکار نہ کیا بلکہ صرف ریشمی کپڑے کے ساتھ زینت
کرنے سے انکار کیا اور اس کی شرح لباس میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ كَيْفِ يَعْزُضُ الْإِسْلَامَ عَلَى الصَّبِيِّ.

کس طرح پیش کیا جائے اسلام لڑکے نابالغ پر۔

۲۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ عِنْدَ أُطَمٍ بَنَى مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَتَنَظَرُ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَيْبَتًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنُ فَلَنْ تَعْدُو قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَدَنْتَنِي فِيهِ أَضْرَبُ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

۲۸۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمر فاروق اور چند اصحاب رضی اللہ عنہم تھے یہاں تک کہ اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا نزدیک ٹیلوں بنی مغالہ کے اور ابن صیاد اس دن بلوغت کے قریب پہنچا تھا تو اس کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو پھر ابن صیاد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے ابن صیاد نے کہا کہ آتی ہے مجھ کو خبر جھوٹی اور سچی یعنی جو خبر میں لوگوں کو بتلاتا ہوں کبھی سچ ہو جاتی ہے اور کبھی جھوٹ نکلتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مخلوط ہوا تجھ پر حق اور باطل یعنی جیسے کہ کاہنوں کا حال ہوتا ہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو تو بتلا کہ وہ کیا ہے ابن صیاد نے کہا کہ وہ درخ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دور ہو تو بے مراد ہو تو اپنے اس قدر سے ہرگز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا یعنی بلکہ اس کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں۔

يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلِّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

۲۸۲۸- قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَنْ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْفِي بِجَذْوَعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَحْتِلُ ابْنَ صَيَّادٍ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْفِي بِجَذْوَعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أُنَى صَافٍ وَهُوَ اسْمُهُ فَتَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتُهُ بَيْنَ.

۲۸۲۸- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ ابی بن کعب کے ساتھ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب باغ میں داخل ہوئے تو کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر چاہا کہ ابن صیاد سے کچھ خبریں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ ﷺ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اپنی چادر میں کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حالانکہ حضرت ﷺ کھجوروں کی شاخوں میں چھپتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف (یہ ابن صیاد کا نام تھا) دیکھ محمد ﷺ آئے تو ابن صیاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو البتہ اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اگر اس کی ماں کو ہمارا آنا معلوم نہ ہوتا تو بدستور رہتا اس چیز میں کہ تھا اس میں پس سنتے ہم وہ چیز کہ اس کے ساتھ اس کا حال کھل جاتا اور اس کی حقیقت حال معلوم ہوتی۔

۲۸۲۹- تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبے کے واسطے سوا اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر حضرت ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے البتہ ڈرایا ہے اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو لیکن میں تم کو اس کا ایسا پتا بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتلایا یاد رکھو کہ بیشک وہ کاٹا ہے اور بیشک اللہ کا نہیں۔

۲۸۲۹- وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَنشَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي أَنْذَرُكُمْ وَهُوَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَزُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَزَ.

فائدہ: اس ترجمہ کی توجیہ کتاب الجنائز میں بَابُ هَلْ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ میں گزر چکی ہے۔ اور وجہ

مشروعیت پیش کرنے اسلام کی لڑکے پر بیچ حدیث باب کے حضرت ﷺ کے قول سے ہے جو آپ ﷺ نے ابن صیاد سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس وقت ابن صیاد بالغ نہیں ہوا تھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے مدعی کے صحیح ہونے پر اور دلالت کرتا ہے اوپر صحت اسلام لڑکے کے اور یہ کہ اگر وہ اقرار کرے تو قبول کیا جائے اس واسطے کہ یہی ہے فائدہ عرض کرنے کا اور یہ جو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جن یہودیوں میں سے ابن صیاد تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے قائل اور مقرر تھے لیکن دعویٰ کرتے تھے کہ ان کی بحث عرب کے ساتھ خاص ہے اور ان کی حجت کافساد واضح ہے اس واسطے کہ جب انہوں نے اقرار کر لیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو محال ہوا کہ وہ اللہ پر جھوٹ بولیں پس جب حضرت ﷺ نے دعویٰ کیا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں خواہ غریب ہوں یا غیر تو متعین ہوا صدق ان کا پس واجب ہوئی تصدیق ان کی ابن مسیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ پیش کیا حضرت ﷺ نے اسلام کو ابن صیاد پر بنا بر اس کے کہ وہ دجال موعود نہیں جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بات متعین نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا امر محتمل تھا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو اس کے ساتھ جانچیں پس اگر اس نے اسلام قبول کیا تو غالب ہوگی یہ ترجیح کہ وہ دجال نہیں اور اگر اس نے اسلام کو قبول نہ کیا تو احتمال باقی رہے گا اور ارادہ کیا ساتھ بلانے اس کے کے اظہار کرنا کذب اس کے کا جو منافی ہے واسطے دعویٰ نبوت کے اور چونکہ یہی مراد تھی تو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ جواب منصف کے پس کہا میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور قرطبی نے کہا کہ ابن صیاد کا ہنوں کے طور پر تھا آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلاتا تھا سو کوئی خبر سچی نکلتی تھی اور کوئی جھوٹی پس یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی اور اس کے حق میں وحی نہ اتری پس حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کا حال معلوم کریں کہ کیا کہتا ہے پس یہی سبب تھا بیچ جانے حضرت ﷺ کے طرف اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں میں ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا ہوا اس کی ایک آنکھ مسوح تھی اور دوسری اٹھی ہوئی تو حضرت ﷺ نے خوف کیا کہ مبادا یہی دجال ہو اور ترمذی میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے ماں باپ کے گھرتیں برس اولاد پیدا نہ ہوگی پھر ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نقصان بہت ہوگا اور فائدہ کم اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی ماں موٹی ہوگی اور اس کے ہاتھ دراز ہوں گے اور اس کا باب دراز ہوگا گویا اس کا ناک منقہ ہے سو ہم نے سنا کہ ایک لڑکا اس صفت کا پیدا ہوا ہے یعنی ابن صیاد کے ماں باپ کے پاس گئے تو بعینہ ان کی وہی صفت پائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں بارہ مہینے حاملہ رہے گی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے سورہ دخان چھپائی تھی اور گویا کہ اطلاق کیا سورہ کا اور ارادہ کیا بعض کا اور لیکن جواب ابن صیاد کا ساتھ رخ کے پس کہتے ہیں کہ وہ مدہوش ہوا پس نہ واقع ہوا لفظ دخان سے مگر اس

کے بعض پر اور حکایت کی ہے خطاب نے کہ یہ آیت اس وقت حضرت ﷺ کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی پس نہ راہ یاب ہوا ابن صیاد اس سے مگر ساتھ اس قدر ناقص کے اوپر طریق کاہنوں کے پس اسی واسطے اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے یعنی اپنے کاہنوں کے قدر دے جو اپنے جنوں کا القاسے کچھ جھوٹ بچ ملا ہوا ہو یاد رکھتے ہیں اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جو اس کا امر دریافت کرنا اور ظاہر کرنا چاہا تو یہ اس واسطے ہے کہ تاکہ بیان کریں واسطے اصحاب اپنے کے طمع اس کا تاکہ نہ مخلوط ہو حال اس کا ضعیف پر جو اسلام میں پکا نہیں ہوا اور حاصل جواب حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بطور تنزل اور فرض کے فرمایا کہ اگر تو اپنی پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے اور تجھ پر امر مخلوط نہیں تو میں اللہ کے ساتھ ایمان لایا اور اگر تو جھوٹا ہے اور تیرا امر تجھ پر مخلوط ہے تو نہیں اور تحقیق ظاہراً جھوٹ تیرا اور التباس امر کا اوپر تیرے پس نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے اور خطاب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کے مارنے کی اجازت نہ دی باوجود یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو یہ اس واسطے ہے کہ وہ نابالغ تھا اور یا اس واسطے کہ وہ عہد والوں میں سے تھا میں کہتا ہوں کہ یہی دوسری بات متعین ہے اور احمد کی حدیث میں یہ بات صریح آچکی ہے اور عروہ کے مرسل میں ہے کہ پس نہیں حلال ہے واسطے تیرے قتل کرنا اس کا پھر تحقیق سچ سوال کے نزدیک میرے نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ دعویٰ نبوت کے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہم دلایا اس نے کہ وہ رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور نہیں لازم آتا دعویٰ رسالت کے سے دعویٰ نبوت کا اللہ نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيْطٰنَ عَلٰی الْكَافِرِيْنَ یعنی رسول کیا ہم نے شیطانوں کو کافروں پر اور سچ قصبے ابن صیاد کے اہتمام کرنا امام کا ہے ساتھ ان امور کے جن میں سے فساد کا خوف ہو اور نقب کرنی اوپر ان کے اور ظاہر کرنا کذب مدعی باطل کا اور امتحان کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ کھول دے حال اس کے کو اور جاسوس کرنے اوپر اہل ریب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ تھے اجتہاد کرتے اس چیز میں کہ نہیں وحی ہوتی تھی اس میں طرف آپ کی اور ابن صیاد کے حق میں علماء کو بہت اختلاف ہے کما سیاقی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے رجعت کا یعنی پھر آنے کا طرف دنیا کی واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہ اگر یہ وہی ہے جس سے تو خوف کرتا ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ اگر جائز ہوئی یہ بات کہ مردہ دنیا کی طرف پھر آتا ہے تو البتہ نہ ہوتی درمیان قتل کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے ابن صیاد کو اس وقت اور ہونے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہی اس کو اس کے بعد قتل کریں گے منافات۔ (فتح) یعنی اس واسطے کہ اندریں صورت رجعت ممکن ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن صیاد کو قتل کریں اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِلْيَهُودِ اَسْلِمُوا تَسْلَمُوا قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ

باب ہے بیان حضرت ﷺ کے اس قول واسطے یہود کے کہ اسلام قبول کرو تا کہ دین و دنیا میں سلامت رہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. رَوَايتُ كَمَا اسَ كُو مَقْبَرِي نَے اَبُو هَرِيْرَةَ رَوَى عَنْهُ سَ۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرْضُونَ فَبَيْتُ لَهُمْ

اگر کوئی قوم دار الحرب میں اسلام لائے اور واسطے ان کے مال اور زمینیں ہوں تو وہی ان کے مالک ہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے حنفیہ سے کہ حربی جب دار الحرب میں اسلام لائے اور وہاں اقامت کرے یہاں تک کہ مسلمان ان پر غالب ہوں تو وہ لائق تر ہے ساتھ تمام مال اپنے کے مگر زمین اس کی اور غیر منقول چیز اس کی یعنی مانند گھر اور باغ کی پس تحقیق وہ مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مخالفت کی ہے عقبہ کی ابو یوسف نے پس کہا اس نے کہ ایک قوم بنی سلیم کی اپنی زمینوں سے بھاگ گئی اور ایک شخص نے ان کی زمین لے لی پھر وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنی زمین کا حضرت ﷺ کے پاس جھگڑا کیا تو حضرت ﷺ نے ان کو ان کی زمینیں پھیر دیں اور فرمایا کہ جب آدمی مسلمان ہو تو وہ لائق تر ہے ساتھ مال اپنے کے اور زمین اپنی کے۔ (فتح)

۲۸۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا عَنْ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُفْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزُلُ غَدَا فِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنَزِلًا لَمْ قَالَ نَحْنُ نَازِلُونَ غَدَا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ خَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يَبَايَعُوهُمْ وَلَا يُؤْوُوهُمْ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

۲۸۳۰۔ اسامہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت ﷺ آپ کل حجتہ الوداع میں اپنے مکانات سے کس مکان میں اتریں گے تو فرمایا کہ کیا ہمارے واسطے عقیل نے کوئی گھر چھوڑا ہے یعنی عقیل نے ہمارے سب مکانات بچ ڈالے ہیں کوئی مکان باقی نہیں رہا جس میں اتریں پھر فرمایا کہ ہم اتریں گے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے خیل پر یعنی مصب پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی بنی ہاشم پر کہ نہ ان سے خرید و فروخت کریں اور نہ ان کو جگہ دیں یعنی یہاں تک کہ وہ تنگ ہو کر حضرت ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں وہ چیز ہے جس کے ساتھ وہاں باب باندھا ہے یعنی کئے کے گھروں کا وارث ہونا اور بیچنا اور لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ مکہ قہر سے فتح ہوا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور اس کی بحث مغازی میں آئے گی اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ جب برقرار رکھا حضرت ﷺ نے عقیل کو اوپر تصرف اس کے کے بچ اس چیز کے کہ تھی واسطے دونوں کے بھائیوں اس کے یعنی علی اور

جعفر علیہ السلام اور واسطے حضرت علیہ السلام کے گھروں سے اور حویلیوں سے ساتھ بیچ وغیرہ کے اور حضرت علیہ السلام نے اس کو نہ بدلایا اور نہ چھینا ان کو اس شخص سے جس کے ہاتھ میں تھی جب فتح یاب ہوئے تو ہوگی اس میں دلالت اوپر برقرار رکھنے اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ میں ہو گھر ہو یا زمین جبکہ مسلمان ہو اور وہ اس کے ہاتھ میں ہو بطریق اولیٰ اور قرطبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہومر ادا امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ کہ حضرت علیہ السلام نے احسان کیا اہل مکہ پر ساتھ مالوں ان کے کے اور گھروں ان کے پہلے اس سے کہ مسلمان ہوں پس برقرار رکھنا اس شخص کا کہ مسلمان ہو بطریق اولیٰ ہے۔

۲۸۳۱۔ ابن عمر علیہ السلام سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو راہ یعنی روند (چراگاہ) پر عامل کیا جس کا نام ہنی تھا سو فرمایا کہ اے ہنی روک رکھنا اپنے ہاتھ کو مسلمانوں سے یعنی ان پر ظلم کرنے سے اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بددعا سے پس تحقیق دعا مظلوم کی مقبول ہے اور داخل کر روند میں تھوڑی اونٹیاں والے کو اور تھوڑی بکریاں والے کو اور بیچ ابن عوف کے چوپایوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چوپایوں سے پس تحقیق اگر ان دونوں کے مویشی ہلاک ہوں تو رجوع کریں گے طرف باغوں اور کھیتی کی یعنی ان کو مویشیوں کی بالکل حاجت نہیں بلکہ ان کے پاس اور قسموں کے مال بہت ہیں اور تھوڑے اونٹوں کا مالک اور تھوڑی بکریوں کا مالک اگر ان کے مویشی ہلاک ہوں تو اپنے بیوی بچے میرے پاس لائے گا پس کہے گا اے امیر المؤمنین یعنی سوال کرے گا اور کہے گا کہ میں محتاج ہوں یعنی اگر وہ پانی اور گھاس سے منع کیے جائیں تو ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں گے پس محتاج ہوگا طرف معاوضہ دینے ان کے کی ساتھ خرچ سونے اور چاندی کے واسطے ان کے واسطے بند کرنے حاجت ان کی کے اور اکثر اوقات معارض ہوگی یہ حاجت طرف نقد کی بیچ خرچ کرنے اس کے کی دوسری مہم میں کیا پس میں ان کو چھوڑ دوں یعنی میں ان کو محتاج نہ چھوڑوں گا تیرا باپ نہ ہو (یہ بددعا ہے اس کے حق میں اور ظاہر اس کا

۲۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنِيًّا عَلَى الْيَمَى فَقَالَ يَا هُنِيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصَّرِيمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمْ ابْنُ عَوْفٍ وَنَعَمْ ابْنُ عَفَّانٍ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكَ مَا شِئْتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَيَّ نَخْلٍ وَزَرْعٍ وَإِنَّ رَبَّ الصَّرِيمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيمَةِ إِنْ تَهْلِكَ مَا شِئْتُهُمَا يَأْتِيَنِي بَيْنِيهِمْ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أُيَسِّرُ عَلَى مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَيَأْمُرُ اللَّهُ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شَبْرًا.

مراد نہیں) پس پانی اور گھاس آسان تر ہے بھہ پر سونے اور چاندی سے اور قسم ہے اللہ کی البتہ وہ گمان کرتے ہیں یعنی تھوڑے مویشی والے کہ میں نے ان پر ظلم کیا یعنی وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے مجھ پر اور حالانکہ یہ زمین البتہ انہیں کے شہر ہیں اور انہیں کا ملک ہے لڑائی کی انہوں نے ان زمینوں پر جاہلیت میں اور مسلمان ہوئے ہیں اور پر معاف ہونے ان کے اسلام میں یعنی کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری زمینیں ہمارے ملک ہیں اور سب ہم ان کے مالک ہیں پھر تو نے کیوں روند رکھی ہیں قسم ہے اللہ کی کہ اگر نہ ہوتا وہ مال جس پر میں لوگوں کو اللہ کی راہ میں سوار کرتا ہوں یعنی اونٹوں سے کہ تھے سوار کرتے ان پر اس شخص کو جو سواری نہ پاتا تو میں ان کے شہروں سے ایک بالشت بھر زمین نہ گھیرتا۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ اس واسطے کہا تھا کہ مدینے والے غفور پر مسلمان ہوئے تھے اور ان کے مال انہی کے واسطے تھے اس واسطے مول چکایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بنی نجار سے ساتھ مکان مسجد اپنی کے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو اہل صلح سے مسلمان ہو پس وہ لائق تر ہے زمین اپنی کے اور جو مسلمان ہو اہل قہر سے پس زمین اس کی مسلمانوں کے واسطے ہے اس واسطے کہ غالب ہوئے ان کے شہروں پر جیسے کہ غالب ہوئے ان کے مال پر بخلاف اہل صلح کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ روند رکھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض زمین غیر آباد سے اس قسم سے کہ اس میں سبزی اگتی تھی بغیر محنت کسی کے اور خاص کیا صدقے کے اونٹوں کو اور مجاہدین کے گھوڑوں کو اور اجازت دی اس شخص کو جس کے مویشی کم ہوں یہ کہ اپنے مویشی کو اس میں چرائے واسطے نرمی کرنے کے ساتھ اس کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے مخالف کے اور یہ جو کہا کہ گمان کرتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا تو اشارہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے نہ یہ کہ منع کیا انہوں نے اپنے حق کو جو ان پر واجب ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ قوت سے اور جودت نظر سے اور شفقت سے اور مسلمانوں کے اور مالک سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو جانور یعنی اونٹ اور گھوڑے وغیرہ چراگاہ میں چرتے تھے ان کی گنتی چالیس ہزار کو پہنچتی تھی اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہوا یہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ وہ زمین غیر آباد تھی کسی کے ملک میں نہ تھی پس چراگاہ میں رکھا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے واسطے اونٹوں صدقہ کے واسطے مصلحت عام مسلمانوں کے۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ.

لکھنا امام کا لوگوں کو۔

فائدہ: یعنی لڑنے والوں سے یا غیر ان کے سے اور مراد عام ہے اس سے کہ وہ خود لکھے یا کوئی اس کے حکم سے لکھے۔ (فتح)

۲۸۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ
حَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَظَ
بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكُتِبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسُ
مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ
وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْنَا ابْتِلِيَانَا حَتَّى إِنَّ
الرَّجُلَ لَيَصِلُنِي وَحَدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ. حَدَّثَنَا
عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ
فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَا
بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ.

فائدہ: یہ جو حدیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم بتلا ہوئے تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئے سچ اخیر
خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکومت بعض امیروں کو فہ کے سے مانند ولید بن عقبہ کی اس لیے کہ وہ نماز میں تاخیر کرتے تھے اس
کو اچھی طرح ادا نہ کرتے تھے اور بعض پرہیزگار تہا پوشیدہ نماز پڑھتے تھے پھر امیر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے واسطے خوف
وقوع فتنے کے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس لیے کہ یہ پیشین گوئی ہے اور تحقیق واقع ہوا سخت
تر اس سے بعد حدیفہ کے سچ زمانے حجاج وغیرہ کے۔ (فتح) اور اس حدیث میں مشروعیت کتابت دفتر لشکروں کی ہے
اور کبھی متعین ہوتا ہے وقت حاجت کی طرف جدا کرنے اس شخص کو جو لڑائی کی صلاحیت رکھتا ہے اور جو نہیں رکھتا اور اس
میں وقوع عقوبت کا ہے اور خود پسندی کرنے کے ساتھ کثرت کے اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے
کہ نہ خیال کیا جائے کہ لکھنا لشکر کا اور گنا عدد اس کے کا ہوتا ہے ذریعہ واسطے دور ہونے برکت کے بلکہ کتابت ماسور بہا
واسطے مصلحت دینی کے ہے اور جو مواخذہ حنین کے دن واقع ہوا تھا وہ خود پسندی کی جہت سے تھا۔

۲۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ
ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي
۲۸۳۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میرا نام فلاں فلاں

جہاد میں لکھا گیا اور میری بیوی حج کو نکلی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

مَعْبِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ فِي غَزْوَةٍ
كَذًا وَكَذَا وَأَمْرًاي حَاجَةٌ قَالَ ارْجِعْ
فَحَجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

فائدہ: پوری شرح اس کی حج میں گزر چکی ہے۔
بَابُ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ
الْفَاجِرِ.

باب ہے اس بیان میں کہ بے شک اللہ مدد کرتا ہے دین
کی گناہگار آدمی سے۔

۲۸۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے
ساتھ حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے ایک مرد کے لیے فرمایا
کہ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخی ہے سو جب لڑائی
حاضر ہوئی یعنی لڑائی کا وقت ہوا تو اس مرد نے سخت لڑائی کی تو
اس کو زخم پہنچا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت جس کے لیے آپ
نے کہا تھا کہ وہ دوزخی ہے اس نے آج سخت لڑائی کی اور مر گیا
تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں گیا تو قریب تھا کہ
بعض لوگ حضرت ﷺ کے قول میں شک کریں سو جس حالت
میں کہ لوگ اسی تردد میں تھے کہ ناگہاں کسی نے کہا کہ وہ مرا
نہیں لیکن اس کو سخت زخم لگے ہیں سو جب رات ہوئی تو زخم پر
صبر نہ کر سکا سو اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تو کسی نے
حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ
سب سے بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں اللہ کا بندہ
ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر بلال کو حکم کیا تو اس نے لوگوں
میں پکارا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر وہ شخص کہ مسلمان ہے
اور بے شک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گناہگار آدمی سے۔

۲۸۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدْعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ
النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا
شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ
قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ
فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيَّنَا لَهُمْ
عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ
جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ
يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ

اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ
أَمَرَ بَلَالًا فَنَادَى بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيَوْدُ
هَذَا الَّذِينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور مہلب نے کہا کہ نہیں معارض ہے یہ حدیث حضرت ﷺ کی اس حدیث کو نہیں مدد چاہتے ہم مشرک سے اس لیے کہ یا وہ خاص ہے ساتھ اس وقت کے اور یا کہ ہومر اس کے فاجر غیر مشرک میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی نے ساتھ اول وجہ کے اور حجت نسخ کی حاضر ہونا صفوان کا ہے حنین میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور وہ مشرک تھا اور اس کا قصہ مشہور مغازی میں اور بعضوں نے ان میں اور کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک تطبیق ان میں سے یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی کہ میں مشرک سے مدد نہیں چاہتا اس سے آپ نے اسلام کی رغبت معلوم کی تھی پس اس کو اس امید سے کہ مسلم ہو اور اپنا گمان سچا کرے اور ایک تطبیق یہ ہے کہ امر اس میں طرف رائے امام کے ہے اور ان دونوں میں نظر ہے اس لیے کہ لفظ مشرک کا لفظ ہے سیاق نفی میں پس مدعی تخصیص کا محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے امام میں جبکہ اسلام کی چراگاہ رکھے اور غیر عادل ہو یہ کہ ڈالا جائے نفع اس کا دین میں گناہ گار کے لیے پس جائز ہے خروج کرنا اور اس کے پس ارادہ کیا ہے اس نے کہ یہ خیال مدفع ہے ساتھ اس نص کے اور کہ یہ مدد کرتا ہے اللہ اپنے دین کی ساتھ گناہگار کے اور اس کا گناہ اس کی جان پر ہے (فتح)

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ
إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ.

فائدہ: یعنی جائز ہے۔ (فتح)

۲۸۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہو گیا پھر علم کیا جعفر رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سردار بنانے حضرت ﷺ کے اس کو تو اللہ نے اس کو فتح نصیب کی اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوئے یعنی شہید نہ

۲۸۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
ابْنُ عُثَيْبٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَمِيدِ بْنِ هَلَالٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا
جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

ہوتے اور آپ کی دونوں آنکھیں سے آنسو جاری تھی۔

رَوَّاحَةٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ
الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ امْرَأَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ وَمَا
يَسْرُرُنِي أَوْ قَالَ مَا يَسْرُرُهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا
وَقَالَ وَإِنْ عَيْنِي لَتَدْرِ لَانَ.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ بھی ظاہر ہے ترجمہ باب میں ابن نمیر نے کہا کہ پکڑا جاتا ہے حدیث باب سے کہ جو متعین ہو واسطے سرداری کے اور دشوار ہو مراجعت کرنے طرف امام کی تو اس کی سردادی ثابت ہوتی ہے شرعاً اور واجب ہوتی ہے فرمانبرداری اس کی حکم میں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ اتفاق کریں حاضرین اوپر اس کے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے یہ کہ مالک کا قول صحیح ہے کہ جب بادشاہ کے سوا عورت کا کوئی والی نہ ہو اور بادشاہ سے اجازت لینی دشوار ہو تو جائز ہے یہ کہ نکاح کر دے کوئی ایک اور اسی طرح جب غائب ہو امام جمعہ کا تو امام بنے لوگوں کا کوئی ایک (فتح)

باب ہے مدد کرنا امام کا لشکر کو ساتھ فوج کے

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ.

۲۸۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصبی اور بنو لیحان (یہ چاروں نام ہیں عرب کی قوموں کے) حضرت ﷺ کے آپاس آئے تو انہوں نے گمان کیا کہ وہ مسلمان ہوئے میں اور حضرت ﷺ سے اپنی قوم پر مدد چاہی یعنی چاہا کہ ہم کو مدد دیجیے تاکہ ہم اپنی قوم کو جا کر ہدایت کریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ستر انصاری مردوں سے مدد کی انس نے کہا کہ ہم ان کو قاری کہا کرتے تھے یعنی وہ ستر انصاری قرآن کے قاری تھے دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے تو وہ ان کو لے چلے یہاں تک کہ جب بزمعونہ میں پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان کے اور عسفان کے تو ان کے ساتھ دعا کیا اور ان کو مار ڈالا تو قنوت پڑھی حضرت ﷺ نے ایک مہینہ رعل اور ذکوان اور بنو لیحان پر اور قتادہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ اصحاب نے ان کے سبب سے قرآن پڑھا یعنی جو ان کے حق

۲۸۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَهَاشِمُ بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَاهُ رِغْلٌ وَذَكْوَانٌ وَعُصْبَةُ وَبَنُو لَحْيَانَ فَرَزَعُمَا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا وَاسْتَمَدَوْهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَسْمِيهِمُ الْقُرَاءَ يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فَاثْلَقُوا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بَنِي مَعُونَةَ عَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ فَقَتَلَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَأُوا بِهِمْ قُرْآنًا أَلَّا يَبْلُغُوا عَنَّا قَوْمَنَا بَانًا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا

وَأَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ۔
میں اترا وہ قرآن یہ تھا کہ خبردار ہو کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے ابن مسیر نے کہا کہ تحقیق اجتہاد اور عمل ساتھ ظاہر کے نہیں ضرر کرتا اس کے صاحب کو اگر واقع ہو خلاف اس شخص سے جس سے وفا کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)
بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرَصَتِهِمْ ثَلَاثًا۔
جو غالب ہو دشمن پر پھر ان کے میدان میں تین دن ٹھہرے۔

۲۸۳۷۔ ابوطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو ان کے میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے۔

۲۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فائدہ: اور سنن میں ہے کہ دوست رکھتے تھے کہ ان کے میدان میں تین دن ٹھہریں اور مہلب نے کہا کہ حکمت اقامت کی آرام دینا سوار یوں کا ہے اور جانوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے یہ بات کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ ہوا امن دشمن سے اور چوڑی سے اور تین دن پر اقتصار کرنے سے نکالا جاتا ہے کہ چار دن اقامت ہیں ابن جوزی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں تین دن وہاں ٹھہرتے تھے تاکہ ظاہر ہوتا شیر غلبے کی اور جاری کرنے احکام کے پس گویا کہ کہتے تھے کہ پس جس میں تم میں سے قوت ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف ہماری اور ابن مسیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ہو ضیافت اسی زمین کی جس میں گناہ واقع ہوئے ساتھ واقع کرنے بندگی کے بیچ اس کے ساتھ ذکر اللہ کے اور ظاہر کرنے شعار مسلمانوں کے اور جب یہ ضیافت کے حکم میں ہو تو مناسب ہوا کہ اس میں تین دن ٹھہریں اس لیے کہ ضیافت تین دن ہوتی ہے۔ (فتح)
بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ۔
جو تقسیم کرے مال غنیمت کو اپنے جہاد میں اور سفر میں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے رد کرنے کا اور قول کوفیوں کے کہ غنیمت کا مال دار الحرب میں تقسیم نہ کیا جائے اور اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ ملک نہیں تمام ہوتا مال غنیمت پر مگر ساتھ استیلا کے اور نہیں تمام ہوتا غالب ہوتا مگر ساتھ گھیرنے اس کے کے بیچ دارالاسلام کے اور جمہور نے کہا کہ وہ راجع ہے طرف نظر امام کی اور اجتہاد اس کے کی اور تمام ہونا غلبے کا حاصل ہوتا ہے ساتھ قابو ہونے اس کے کے بیچ ہاتھ مسلمانوں کے اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ بات کہ اگر کفار اس وقت کوئی غلام آزاد کریں تو نہیں صحیح آزاد کرنا ان کا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو اور مسلمانوں میں جا ملے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَاصْبْنَا غَنَمًا وَابِلًا فَعَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْغَنَمِ بَيْنَهُنَّ۔
۲۸۲۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حَنْبَنِ۔
یعنی اور رافع نے کہا کہ تھے ساتھ حضرت ﷺ کے ذوالحلیفہ میں سو ہم نے بکریاں اور اونٹ پائے تو حضرت ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا۔ ۲۸۳۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ (ایک گاؤں کا نام ہے درمیان مکہ اور طائف کے) سے عمرے کا احرام باندھا جس جگہ کہ حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں ترجمہ باب میں ظاہر ہیں اور ان کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)
بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ۔
جب مشرکین مسلمانوں کا مال لوٹ لیں پھر مسلمان اس کو پائے۔

فائدہ: یعنی تو کیا وہ خاص اسی کا حق ہے یا داخل ہوتا ہے غنیمت میں اور اس میں اختلاف ہے۔ پس کہا شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہ نہیں مالک ہوتے ہیں اہل حرب ساتھ غلبے کے کسی چیز کے مسلمان کے مال سے اور واسطے مالک اس کے کے ہے لینا اس کا پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے یعنی مالک کو اس کا لینا جائز ہے قسمت سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور علی اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن سے روایت ہے کہ نہ پھیرا جائے ہرگز اور خاص ہوتے ہیں ساتھ اس کے اہل غنیمت یعنی مجاہدین، اور کہا عمر اور سلیمان بن ربیعہ اور عطا اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسروں نے اور یہی روایت ہے فقہا سب سے اور یہی ایک روایت ہے حسن سے کہ اگر اس کا مالک اس کو تقسیم سے پہلے پائے تو لے اور اس کے پیچھے پائے تو نہ لے مگر ساتھ قسمت کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو مرفوع ہے ساتھ اس تفصیل کے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مانند قول مالک رحمہ اللہ کے مروی ہے مگر غلام بھاگے ہوئے میں پس کہا انہوں نے اور ثوری نے کہ اس کا مالک لائق

ترہے ساتھ اس کے مطلقاً۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ
الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ
فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ
فَرَدَّاهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا چھوٹ
گیا اور دشمن نے اس کو پکڑ لیا پھر مسلمان ان پر غالب
ہوئے تو وہ گھوڑا ان پر پھیرا گیا بیچ زمانے حضرت عائشہ رضی اللہ
عہا عنہا کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگا اور رومیوں میں جا
ملا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو خالد بن ولید رضی اللہ
عہو عنہ نے وہ غلام ان کو پھیر دیا بعد حضرت عائشہ رضی اللہ
عہا عنہا کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں جزم نہیں کیا واسطے تردد راویوں کے اس کے وقف اور رفع میں لیکن جو اس کا
قائل ہے اس کو جائز ہے کہ حجت پکڑے ساتھ واقع ہونے اس کے بیچ زمانے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور
اصحاب رضی اللہ عنہم عام تھے اور کسی نے ان میں سے انکار نہیں کیا۔ (فتح)

۲۸۳۹۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام
بھاگ کر روم میں جا ملا پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روم پر غالب
آئے تو وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پھیر دیا اور تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک
گھوڑا بھاگا اور روم میں جا ملا پھر غالب ہوئے ان پر خالد بن
ولید رضی اللہ عنہ تو پھیر دیا ہو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو، ابو عبداللہ یعنی امام
بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عارعر سے مشتق ہے اور اس کا معنی جنگلی
گدھا کے ہیں یعنی بھاگ گیا۔

۲۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ
عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ
عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَرَدَّاهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ
وَأَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ
فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدَّاهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ عَارَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارٌ
وَحَشٍ أَيْ هَرَبَ.

۲۸۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار
تھے جس دن کہ مسلمان کافروں سے ملے اور مسلمانوں کے
سر دار اس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
ان کو بھیجا تھا تو گھوڑے کو دشمن نے پکڑا پھر جب دشمن بھاگ
گیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑا پھیر دیا۔

۲۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ
عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ
لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ وَامِيرُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ
خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ

فَلَمَّا هَزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ.

بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّطَانِيَّةِ.

فارسی اور عجمی زبان میں کلام کرنا۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فارسی لوگ منسوب ہیں طرف فارس بن کیومرث کی اور کیومرث میں اختلاف ہے کہ وہ سام بن نوح کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یافث کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدم علیہ السلام کا صلی بیٹا ہے اور کہتے ہیں کہ فقہ اس باب کی ظاہر ہوگی بیچ امن دینے مسلمانوں کے واسطے اہل حرب کے ساتھ زبانوں ان کی کے وسیاتی فی الجزیۃ۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَإِخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَاكِنُكُمْ﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی نشانیوں سے مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا ہے اور رنگوں تمہارے کا۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان قوم اپنی کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت ﷺ سب زبانوں کو جانتے تھے اس واسطے کہ آپ ﷺ سارے جہان کی طرف بھیجے گئے ہیں باوجود مختلف ہونے زبانوں ان کی کے پس تمام امتیں قوم آپ ﷺ کی ہے ساتھ نسبت کرنے کی طرف عام ہونے رسالت آپ ﷺ کی کے تاکہ حضرت ﷺ ان کا کلام سمجھیں اور لوگ آپ ﷺ کا کلام سمجھیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں مستزم یہ بولنے آپ ﷺ کے کو ساتھ تمام زبانوں کے واسطے ممکن ہونے ترجمان کے جو معتبر ہے نزدیک ان کے۔ (فتح)

۲۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْنَا بِهَيْمَةَ لَنَا وَطَخْنَتْ صَاحًا مِنْ شَعِيرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ لَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا فَحَيَّ هَلَا بِكُمْ.

۲۸۴۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور تین سیر جو پیس کر آٹا نکالا تو آپ اور دو تین آدمی چلیں تو حضرت ﷺ نے کہا کہ اے خندق کھودنے والو! جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا ہے سو جلدی کرو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا اور سور فارسی میں کھانے کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف اس کی جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ فارسی میں کلام کرنا مکروہ

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا اور سور فارسی میں کھانے کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف اس کی جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ فارسی میں کلام کرنا مکروہ

ہے وہ حدیثیں ضعیف ہیں مانند اس حدیث کی کہ دوذخیوں کا کلام فارسی ہے اور مانند اس حدیث کی کہ جو فارسی میں کلام کرے اس کا جبث زیادہ ہوتا ہے اور اس کی مروت کم ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اچھی طرح عربی جانتا ہو وہ فارسی میں کلام نہ کرے کہ وہ نفاق کو پیدا کرتا ہے اور ان حدیثوں کی سند وہی ہے۔ (فتح)

۲۸۴۲۔ اِم خَالِد بن مَخْلُوم سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ آئی اور مجھ پر زرد کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوب خوب عبد اللہ بن مبارک راوی نے کہا کہ اس کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں تو میں خاتم النبوة کے ساتھ کھینے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پرانا کر پڑے کو پھر پرانا کر پھر پرانا کر یعنی مکرر پیوند کر اس کو عبد اللہ نے کہا کہ وہ عورت باقی رہی یعنی بہت مدت زندہ رہی یہاں تک کہ لوگوں میں مذکور ہوئی۔

۲۸۴۲۔ حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَى قَمِيصٍ أَصْفَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهُ سَنَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةً قَالَتْ فَلَذَهَبَتْ اللَّعْبُ بِحَاتِمِ النَّبُوءَةِ فَوَبَّرَنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِي وَأَخْلِفِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِفِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِفِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ سنہ سنہ کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں۔ (فتح)

۲۸۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کجھوروں سے ایک کجھور لی اور اس کو اپنے منہ میں ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھی چھی کیا تو جانتا ہے کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہیں کھاتے عکرمہ نے کہا کہ سنہ حبشہ کی زبان میں عکرمہ چیز کو کہتے ہیں اور کہا ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ کسی عورت نے اس کے بعد ام خالد جیسی عمر نہیں پائی۔

۲۸۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَيْخُ كَيْخُ أَمَا تَعْرِفُ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. قَالَ عِكْرَمَةُ سَنَهُ الْحَسَنَةُ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ تَعْسِ امْرَأَةٌ

مِثْلَ مَا عَاشَتْ هَذِهِ بَعْنِي أُمُّ خَالِدٍ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول آپ ﷺ کا کج کج ہے اور یہ کلمہ لڑکے کے جھڑکنے کے واسطے کہا جاتا ہے اور کرمانی نے کہا کہ یہ تینوں کلمے عجی نہیں اس واسطے کہ اول جائز ہے کہ توافق دو لغتوں کے سے ہو اور دوسرا جائز ہے کہ اس کا اصل حسہ ہو پس حذف کی گیا اول اس کا واسطے ایجاز کے اور تیسرا اسماء صوت سے ہے اور جواب دیا ہے ابن نمیر نے اخیر سے پس کہا کہ وہ مطابقت اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خطاب کیا اس کو ساتھ اس چیز کے سمجھے اس کو اس قسم سے کہ نہیں کلام کرتا ساتھ اس کے مرد مرد سے پس وہ مانند خطاب کرنے عجی کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھے اس کو لغت اپنی سے، میں کہتا ہوں کہ ساتھ اسی کے جواب دیا جاتا ہے باقی سے اور کلمہ کے اول سے حرف کا حذف کرنا معروف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْغُلُولِ.

باب ہے بیان میں خیانت کرنے کے مال غنیمت میں۔

فائدہ: ابن قتیبہ نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا غلول اس واسطے کہ لینے والا اس کا چھپاتا ہے اس کو اپنے اسباب میں اور نقل کیا ہے نووی نے اجماع اس پر کہ مال غنیمت میں خیانت کرنی کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غُلَّ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو خیانت کرے لائے گا قیامت کے دن وہ چیز کہ خیانت کی۔

۲۸۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے پس ذکر کیا خیانت کرنے کا مال غنیمت میں پس بڑا گناہ بتلایا اس کا اور بڑا بیان کیا امر اس کا فرمایا کہ نہ پاؤں میں کسی کو تم میں سے قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور اس کے واسطے آواز ہو اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور اس کے واسطے آواز ہو کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کرو یعنی شفاعت کرو تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں تحقیق میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر اونٹ ہو کہ اس کے واسطے آواز ہو کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو تو کہے گا کہ

۲۸۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَهُ أُمْرَهُ قَالَ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا نُعَاءٌ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنَيْ فَاَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَعْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُعَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنَيْ فَاَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَعْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنَيْ فَاَقُولُ لَا

یا حضرت ﷺ فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر پکڑے ہوں ہلتے تو کہے کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں یعنی مغفرت سے اس واسطے کہ شفاعت کا امر اللہ کی طرف ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی تو مراد یہ ہے کہ نہیں تیرے واسطے کوئی عذر بعد پہنچا دینے شریعت کے اور گویا کہ ظاہر کی حضرت ﷺ نے یہ وعید بیچ مقام جھڑک کے اور تغلیظ کے یعنی مراد اس سے جھڑک ہے نہیں تو حضرت ﷺ قیامت کے دن صاحب ہیں شفاعت کے واسطے گنہگاروں امت کے اور احتمال ہے کہ ہوا اٹھانا مذکورہ چیزوں کا ضرر ہو واسطے عقوبت کرنے کے اس کے لیے ساتھ اس کے تاکہ ذلیل ہو سامنے گواہوں کے اور ایپر بعد اس کے پس امر اس کا طرف اللہ کی ہے کہ خواہ اسے عذاب کرے یا اس کو معاف کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تفسیر کرتی ہے آیت مذکورہ کی یعنی آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ بعض اس چیز کا کہ چرایا جاتا ہے نقد سے اخف ہے اونٹ سے مثلاً اونٹ سستا ہے مول میں تو جس کا تصور ہلکا ہے کس طرح عذاب کیا جائے گا ساتھ ثقیل تر چیز کے اور عکس اس کا تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عقوبت کرنے کے ساتھ اس کے نصیحت کرنی اٹھانے والے کی ہے سامنے گواہوں کے اس موقف عظیم میں نہ ساتھ ثقل اور خفت کے، ابن مزیر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حاکموں نے اس حدیث سے سمجھا ہے کہ چور کے گلے میں گھنٹہ وغیرہ ڈالنا درست ہے۔

تکمیل: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو کوئی غنیمت سے کچھ چرائے وہ قسمت سے پہلے اس میں پھیر دے اور ایپر بعد قسمت کہ پس کہا ثوری اور اوزاعی اور لیث اور مالک نے کہ دفع کرے طرف امام کی شخص اس کا اور باقی کو خیرات کر دے اور شافعی یہ حکم نہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس کا مالک ہوا تو نہیں لازم ہے اس پر صدقہ کرنا ساتھ اس کے اور اگر اس کا مالک نہ ہوا تو نہیں جائز ہے اس کو صدقہ کرنا ساتھ مال غیر کے کہا کہ واجب ہے اس کو امام کی طرف پھیر دے مانند ضائع شدہ مالوں کے۔ (فتح)

بابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْغُلُولِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ

غنیمت میں تھوڑی خیانت کرنے کا بیان یعنی کیا لاحق ہے حکم میں ساتھ کثیر کے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے اس

کا اسباب جلا دیا اور یہ صحیح تر ہے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کی عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بات باب کی حدیث میں اور ہذا اصح اشارہ ہے طرف ضعف کرنے اس چیز کے جو مروی ہے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ جلا دینے اسباب خیانت کرنے والے کے مال غنیمت میں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور بخاری نے تاریخ میں کہا کہ لوگ اس کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں اور یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے امام احمد رحمہ اللہ نے ایک روایت میں اور یہی قول ہے اوزاعی اور مکحول کا اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کل اسباب جلا دیا جائے مگر حیوان اور قرآن اور لمادی نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احتمال ہے کہ یہ اس وقت حکم ہو جبکہ تھی عقوبت ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۴۵۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ﷺ کے اسباب پر داروغہ تھا کہ اس کو کرہ کہا جاتا تھا یعنی بعض جنگوں میں سو وہ مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے تو لوگوں نے اس کو دیکھنا شروع کیا تھا تو انہوں نے اس کے اسباب میں ایک کبیل پائی جس کو اس نے غنیمت میں سے چرایا تھا۔

۲۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَالِمٍ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاثَةً قَدْ عَلَهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كِرْكِرَةٌ يَعْنِي بَفَتْحِ الْكَافِ وَهُوَ مَضْبُوطٌ كَذَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں خیانت کرنی حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت اور مراد آگ میں ہونے سے یہ ہے کہ اس کو عذاب کیا جاتا ہے اس کے گناہ پر یا یہ کہ وہ آگ میں ہے اگر نہ معاف کرے اللہ اس سے۔ (فتح الباری)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے اور بکریوں کے سے کہ غنیمت کے مال میں ہیں یعنی پہلے تقسیم کرنے کے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ.

۲۸۴۶۔ رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے لوگوں کو بھوک پھٹی سو ہم نے

۲۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَاثَةَ

بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَى الْحَلِيفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ وَأَصْبْنَا إِبِلًا وَعُغْمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحْرِيَّاتِ النَّاسِ فَعَجَلُوا فَتَصَبَّوْا الْقُدُورَ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْعَنَمِ بِيَعِيرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ يَسْهَمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ هَذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَأَصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا فَقَالَ جَدِّي إِنَّا نَرَجُو أَوْ نَخَافُ أَنْ تَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى الْفَنْدَبُحِ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفَرُ وَسَأُحْدِثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفَرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ.

اونٹ اور بکریاں پائیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے تو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیاں چڑھائیں سو حضرت ﷺ نے ہانڈیوں کے اٹانے کا حکم کیا سو انہی گئیں پھر غنیمت تقسیم کی تو دس بکریوں کو ایک انٹ کے برابر کیا سو ایک اونٹ بھاگا اور لوگوں میں گھوڑے تھوڑے تھے تو لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو اس نے ان کو تھکایا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو بند کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کے درمیان بھڑکنے والے اور نفرت رکھنے والے ہیں لوگوں سے مانند بھڑکنے والے جنگلی جانوروں کی سو جو تم سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح تو میرے دادا نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ یہ دشمن سے ملیں یعنی لڑائی میں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں یعنی شاید کہ چھریاں ساتھ نہ ہوں سو کیا ہم بانس کے چیرے ہوئے ٹکڑے سے ذبح کر لیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھا یعنی اس کا کھانا جائز ہے سو سوائے دانت اور ناخن کے اور میں بیان کرتا ہوں تجھ سے حال ہر ایک کا ایپر دانت پس ہڈی ہے اور ایپر ناخن پس یہ جھیشوں کی چھریاں ہیں یعنی اس میں ان سے مشابہت لازم آتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور موضع ترجمہ کی اس سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ اٹانے ہانڈیوں کے پس تحقیق وہ مشر ہے ساتھ کراہت اس چیز کے کہ کیا انہوں نے ذبح سے بغیر اذن کے اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوتے ہیں وہ غنیمت کے بعد قسمت کرنے ان کے اور یہ اس واسطے کہ یہ قصہ دارالاسلام میں واقع ہوا واسطے قول ان کے کہ ذوالحلیفہ میں اور ابن نمیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ کہتے ہیں کہ جب ہو ذبح اوپر طریقے تعدی کے تو ہوتا ہے مذبوح مردار اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد کی ہے واسطے اس مذہب کے یا حمل کیا ہے اٹانے کو عقوبت بالمال پر اگرچہ نہ خاص ہو یہ مال ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے ذبح کیا تھا لیکن چونکہ ان کا طمع ان کے ساتھ متعلق تھا تو ان کے واسطے عبرت حاصل ہوگی اور جب اس قسم کی

عقوبت کو جائز رکھیں تو عقوبت صاحب مال کی اس مال میں اولیٰ ہے اور اسی واسطے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ گرایا جائے دودھ مشوش اور چھوڑا جائے واسطے مالک اس کے کے اگرچہ وہ گمان کرے کہ وہ نفع اٹھائے گا ساتھ اس کے بیچ کے واسطے ادب دینے اس کے اور قرطبی نے کہا کہ مامور ساتھ لانے کے شور بہ تھا واسطے عقوبت ان لوگوں کے جنہوں نے جلدی کی تھی اور اپہر نفس گوشت پس تلف نہیں ہوا پس وہ محمول ہے اس پر کہ وہ جمع کر کے مال غنیمت میں پھر داخل کیا گیا اس واسطے کہ مال کا ضائع کرنا منع ہے کما تقدم اور قصور ساتھ پکانے اس کے نہیں واقع ہوا انعام لوگوں سے اس واسطے کہ ان میں بعض اصحاب فہم ہیں اور غنیمت لانے والوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ مباشر نہیں ہوتے اور جب یہ منقول نہیں ہوا کہ انہوں نے اس کو جلا دیا یا تلف کیا تو اس کی تاویل متعین ہوئی موافق قواعد شرعیہ کے اسی واسطے گھر کے پلے ہوئے گدن میں کہا جبکہ ان کے گرانے کا حکم کیا کہ وہ گندگی ہیں اور اس قصہ میں یہ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ ان کا گوشت چھوڑا نہیں گیا اور جو چیز کہ غازی کو غنیمت میں سے کھانی جائز ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

باب ہے فتوحات میں بشارت دینے کا۔

بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ.

۲۸۴۷- جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذوالخصلہ کے دہانے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم خثعم میں کعبہ یمانیہ تھا سو میں ڈیڑھ سو سوار میں چلا جو احمس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تو حضرت ﷺ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ ﷺ کی انگلیوں کا نشان دیکھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر اس کی طرف چلا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا تو اس نے حضرت ﷺ کو اس کی بشارت دے بھیجی تو جریر کے اہلی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ ﷺ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے کہ وہ اونٹ

۲۸۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْنًا فِيهِ خَثْعَمٌ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَأَنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللَّهُمَّ لَبَنُهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا فَأَنْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا فَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ لِرَسُولٍ

اللہ یا رَسُوْلَ اللہِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا جَنَّتْکَ حَتّٰی تَرْکُتْہَا کَانَہَا جَمَلٌ اُجْرُبُ فَبَارَکَ عَلٰی خَیْلِ اَحْمَسَ وَرَجَالِہَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. قَالَ مُسَدَّدٌ بَیْتُ فِیْ خَصَمَ.

خارش دار ہے تو حضرت ﷺ نے احس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی۔

فائدہ: اور مراد یہاں پر قول ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ نے کسی کو آپ ﷺ کے پاس بشارت دینے کے لیے بھیجا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُعْطَى الْبَشِيرُ وَأَعْطِيَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِينَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ خوشخبری دینے والے کو دی جائے اور جب کعب کو توبہ قبول ہونے کی خوشخبری پہنچی تو انہوں نے اس کے شکر یہ میں دو کپڑے دیے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو دراز ہے سچ بیان پیچھے رہنے اس کے جنگ تبوک سے اور مغازی میں اس کا بیان آئے گا اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

باب ہے اس بیان میں کہ نہیں ہجرت ہے پیچھے فتح کے۔

فائدہ: یعنی بعد فتح مکہ کے یا مراد عام تر ہے اس واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ حکم غیر مکہ کا فتح اس کے مانند حکم کے کی ہے پس نہیں واجب ہے ہجرت اس شہر سے جس کو مسلمان فتح کریں اور اپہر پہلے فتح کے پس جو مسلمان کہ اس میں رہتے ہیں وہ تین حال سے خالی نہیں۔ اول وہ ہے جو اس سے ہجرت کرنے پر قادر ہو اور وہ اپنا دین وہاں ظاہر نہ کر سکے اور نہ دین کے واجبات ادا کر سکے پس ہجرت کرنی اس پر اس شہر سے واجب ہے، دوسرا وہ جو قادر ہے لیکن وہ اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے فرائض ظاہر کر سکتا ہے تو اس کے حق میں ہجرت مستحب ہے واسطے زیادہ کرنے مسلمانوں کے اور مدد کرنے ان کی اور جہاد کفار کے اور امن کے دعا بازی سے اور راحت دیکھنے بری چیز کے سے درمیان ان کے اور تیسرا عاجزی ہے ساتھ عذر کے قید ہونے سے یا بیماری سے یا اس کے غیر سے پس جائز ہے واسطے اس کے اقامت اس شہر میں پس اگر تکلیف اٹھا کر وہاں سے نکلے تو اس پر اجر دیا جائے گا۔ (فتح)

۲۸۴۸۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ بْنُ أَبِي اِيَّاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرَغْتُمْ فَاَنْفِرُوا.

۲۸۳۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے اور لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم جہاد کے واسطے بلائے جاؤ تو نکلو۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

۲۸۴۹۔ مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کے ساتھ حضرت علیؑ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ مجالد آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا ہے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے لیکن میں اس سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

۲۸۴۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ لَا هَجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلَكِنْ أَبَايَعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

۲۸۵۰۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ پہاڑ شمیر میں تھیں تو انہوں نے ہم سے کہا کہ موقوف ہوئی ہجرت جب سے اللہ نے اپنے پیغمبر پر مکے کو فتح کیا۔

۲۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرُو وَابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عَمِيرٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِبَيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهَجْرَةُ مِنْذُ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

جب ناچار ہو مرد طرف دیکھنے کی بیچ بالوں اہل ذمہ کے اور مسلمان عورتوں کے جبکہ اللہ کی نافرمانی کریں اور ننگا کرنا ان کا۔

بَابُ إِذَا اضْطُرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُورِ أَهْلِ الدِّمَةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا غَضِبَ اللَّهُ وَتَجَرَّيْدَهُنَّ.

www.KitaboSunnat.com

۲۸۵۱۔ ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ مقدم جانتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت میں تو انہوں نے ابن عطیہ سے کہا اور وہ مقدم جانتے تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فضیلت میں کہ البتہ میں جانتا ہوں کس چیز نے جرات دی ہے تیرے یار کو یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اوپر خوزیری لوگوں کے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہتے تھے کہ حضرت علیؑ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں باغ میں کہ وہاں

۲۸۵۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشِبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا فَقَالَ لِابْنِ عَطِيَّةٍ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّي لَا أَعْلَمُ مَا الَّذِي جَرَأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ فَقَالَ

اَتُّوْا رَوْضَةً كَذَا وَتَجِدُوْنَ بِهَا امْرَأَةً
اَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِنَانًا فَاتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا
الْكِتَابُ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ اَوْ
لَا تَجِرْ ذَنْكَ فَاَخْرَجَتْ مِنْ حُجْرَتِهَا فَارْسَلَتْ
اِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعَجَلْ وَاللّٰهِ مَا
كَفَرْتُ وَلَا اَزْدَدْتُ لِلْاِسْلَامِ اِلَّا حُبًّا وَلَمْ
يَكُنْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِكَ اِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ
يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ
اَحَدٌ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَّخِذَ عَنْدهُمْ يَدًا
فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
عَمْرُ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَهُ فَاِنَّهُ قَدْ نَافَقَ
فَقَالَ مَا يَدْرِيْكَ لَقَلَّ اللّٰهُ اَطْلَعَ عَلَى اَهْلِ
بَدْرٍ فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَهَذَا الَّذِي
جَرَّاهُ.

تم ایک عورت پاؤ گے جس کو حاطب نے ایک خط دیا ہے تو ہم
اس باغ میں گئے سو ہم نے کہا کہ ہم کو خط دے تو اس عورت
نے کہا کہ مجھ کو کسی نے خط نہیں دیا تو ہم نے کہا کہ خط نکال اور
یا میں تجھ کو نکا کروں گا تو اس نے اپنا ازار باندھنے کی جگہ سے
خط نکالا تو حضرت ﷺ نے حاطب کو بلا بھیجا تو اس نے کہا کہ
یا حضرت ﷺ شتابی نہ کیجیے قسم ہے اللہ کی میں کافر نہیں ہوا اور
نہیں زیادتی کی میں نے واسطے اسلام کے مگر دوستی میں اور نہیں
کوئی آپ ﷺ کے اصحاب سے مگر کہ واسطے اس کے کئے میں
وہ شخص ہے یعنی قرابتی کو دور کرے اللہ دشمن کو ساتھ اس کے اہل
اس کے سے اور مال اس کے سے اور میرا وہاں کوئی بھائی بند
نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں تاکہ میرے
لڑکے بالوں کو نہ ستائیں تو حضرت ﷺ نے اس کو سچا جانا تو عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن
کاٹوں کہ بیشک منافق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا
معلوم ہے کہ شاید اللہ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے
اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے پس اس چیز نے
اللہ تعالیٰ کے اس حکم نے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے دلیر کیا ہے علی
کو خوزیری پر چونکہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یقین ہے کہ اللہ ان کو بخش
چکا ہے تو اس لیے انہوں نے خوزیری پر دلیری کی کہ اگر اس
میں کچھ قصور ہوگا تو اللہ بخش دے گیا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا نہیں حدیث میں بیان کہ وہ عورت مسلمان تھی یا ذمیہ تھی لیکن جبکہ برابر ہے حکم اس کا بیچ حرام
ہونے نظر کے بغیر حاجت کے تو شامل ہوئے دونوں کو دلیل اور ابن تین نے کہا کہ اگر مشرک ہو تو ترجمہ کے موافق نہ ہو
گی اور جواب دیا گیا کہ وہ صاحب عہد تھی پس حکم اس کا مانند حکم اہل ذمہ کے ہے اور اس جگہ ہے کہ اس نے خط کو اپنے
ازار باندھنی کی جگہ سے نکالا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے اس کو اپنے بالوں کے جوڑے سے نکالا تو ان کے درمیان
تطبیق اس طور سے ہے کہ اس کو ازار باندھنے کی جگہ سے نکال کر اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپایا تھا پھر ناچار ہوئے

طرف نکالنے کے اس کے کی یا بالعکس یا یہ کہ اس کا بالوں کا جوڑ اور از تھا بایں طور کہ اس کے کولے تک پہنچتا تھا اس نے اس کو اپنے جوڑ میں باندھا پھر اس کو اپنے ازار باندھنے کی جگہ میں چھپایا اور ایہ احتمال رائج تر ہے۔ (فتح)

غازیوں کا استقبال کرنا یعنی وقت پلٹنے ان کے کی۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغَزَاةِ.

۲۸۵۲۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو یاد رکھتا ہے جبکہ میں اور تو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھ کر جا ملے تھے اس نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سوار کیا اور تجھ کو چھوڑ دیا۔

۲۸۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ اتَذَكُرُ إِذْ تَلَقَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلْنَا وَتَرَكَكَ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ قائل فَحَمَلْنَا کا وہ عبداللہ بن جعفر ہے اور متروک وہ ابن زبیر ہے اور حج میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ کی پیشوائی کو گئے تو ایک کو آپ نے آگے چڑھایا اور ایک کو اپنے پیچھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قائل حَمَلْنَا کا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہے اس لیے کہ وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہے بخلاف ابن زبیر کے ابن تین نے کہا کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں حفظ یتیم کا ہے یعنی ابن جعفر کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے آگے چڑھایا اور نیز اس میں جواز فخر کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا کرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور ثبوت صحیح کا اس کے لیے اور ابن زبیر کے اور وہ عمر میں قریب ہیں۔ (فتح)

۲۸۵۳۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو گئے۔

۲۸۵۳۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصَّبِيَّانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

جب جہاد سے پلٹے تو کیا کہے؟

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزَاةِ.

۲۸۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر سے پلٹتے تھے تین بار اللہ اکبر کہتے تھے کہ ہم سفر سے پھرے ان شاء اللہ تو بہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے

۲۸۵۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگادیا تب اس نے۔

إِذَا قُفِلَ كَبْرُ ثَلَاثًا قَالَ آيُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ حَامِدُونَ لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۲۸۵۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عسفان سے پلٹتے وقت اور حضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اپنے پیچھے صفیہ کو چڑھائے ہوئے تھے تو آپ کی اونٹنی پھسل گئی تو دونوں گر پڑے تو ابو طلحہ نے اپنے تئیں اونٹ سے ڈالا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے آپ کا کیا حال ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم پکڑا اپنے اوپر عورت کو یعنی اس کی خبر لے تو ابو طلحہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا یعنی تاکہ صفیہ کا منہ نہ دیکھیں اور صفیہ کے پاس آیا پھر وہ کپڑا اس پر ڈالا اور ان کی سواری ان کے لیے درست کی اور ہم حضرت ﷺ کے گرد جمع ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے بلندی سے مدینے کو دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں تو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک مدینے میں داخل ہوئے۔

۲۸۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَةً مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَقَدْ أُرْدِفَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُحَيٍّ لَعَنَتْ نَاقَتَهُ فَصُرِعَا جَمِيعًا فَأَفْتَحَهُمُ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةُ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكَبَا وَاسْتَفْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی اور دمیاطی نے کہا یہ وہم ہے اس لیے کہ جہاد عسفان کا چھٹے سال تھا اور ارداف صفیہ کا ساتویں سال تھا جنگ خیبر میں تو ظاہر یہ ہے کہ راوی نے منسوب کیا ہے پلٹنے کو طرف عسفان کی اس لیے کہ جنگ خیبر کا اس کے پیچھے تھا اور شاید کہ نہیں اعتبار کیا اس نے ساتھ اقامت کے جو واقع ہوئے درمیان دونوں جنگوں کے لیے قریب قریب ہونے ان کے کے آپ میں اور یہ مثل اس کی ہے جو کہا گیا ہے۔ صحیح حدیث سلسلہ بن اکوع کے جو آتی ہے صحیح حرام ہونے نکاح متعہ کے جنگ اوطاس میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ تو

صرف مکہ میں حرام ہوا تھا پس منسوب کیا اس کو طرف او طاس کے لیے قریب ہونے ان کے کے آپس میں اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔ (فتح)

۲۸۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے ساتھ آئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ صفیہ تھیں اس حال میں کہ ان کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے سو جب بعض راہ میں پہنچی تو اونٹنی پھسل گئی تو حضرت ﷺ ام المؤمنین دونوں گر پڑے اور تحقیق ابو طلحہ نے اپنے آپ کو اونٹ پر ڈالا اور حضرت ﷺ کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کیا آپ کو تکلیف پہنچی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لیکن لازم پکڑو اپنے عورت کو تو ابو طلحہ نے اپنا کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور صفیہ کی طرف گیا اور اپنا کپڑا صفیہ پر ڈالا تو صفیہ کھڑی ہوئیں اور ابو طلحہ نے ان کے لیے ان کی سواری پر پالان باندھا تو دونوں اس پر سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا یوں کہا کہ مدینے کی اونچان پر پہنچے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی کرے ہم اپنے رب کی شکر گزار ہیں سو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ اس میں داخل ہوئے۔

جب سفر سے آئے تو نماز پڑھے۔

۲۸۵۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو جب ہم مدینے میں آئے تو

۲۸۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرَدِّفَهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ غَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنْ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبْ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ لِفِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَالْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَالْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهَا عَلَى رَاحِلَتِهَا فَوَكَّيَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُونُ تَأْيِيُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمَّا يَزُلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ.

۲۸۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَارِبِ بْنِ دِنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

مجھ کو فرمایا کہ مسجد میں داخل ہو اور دو رکعتیں نماز پڑھ۔

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي ادْخُلِ
الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اسی طرح وہ حدیث جو اس کے بعد ہے۔

۲۸۵۸۔ کعب بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا
کہ جب چاشت کے وقت سفر سے آتے تھے تو مسجد میں داخل
ہوتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے بیٹھنے سے پہلے۔

۲۸۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ
سَفَرٍ ضَحَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى
رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

کھانا دینا وقت آنے کے سفر سے اور تھے ابن عمر روزہ
کھولتے واسطے خاطر اس شخص کے کہ ان کے پاس مہمان
آتا۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ وَكَانَ ابْنُ
عُمَرَ يَفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ.

فائدہ: اور اصل اس میں یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے نہ فرضی اور نہ نفلی اور حضر میں نفلی
روزے بہت رکھا کرتے تھے اور جب سفر کرتے تھے تو روزہ نہیں رکھتے تھے اور جب سفر سے آتے تھے تو روزہ رکھتے
تھے یا تو قضا اگر رمضان میں سفر کیا ہوتا اور یا بطور نفل کے اگر اس کے غیر میں ہوتے لیکن آنے کی ابتداء میں چند روز
روزہ نہ رکھتے تھے واسطے خاطر ان لوگوں کے جو آتے ان کے پاس سلام کرنے کے لیے اوپر ان کے اور مبارکباد
دینے کے ساتھ آنے کی پھر روزے رکھتے اور ایک روایت میں نافع سے ہے کہ تھے ابن عمر روزہ رکھتے جبکہ ہوتے
مقیم اور تھے روزہ کھولتے جبکہ ہوتے مسافر اور جب سفر سے آتے تو کئی دن روزہ نہ رکھتے تھے واسطے آمدورفت
ملاقات کرنے والوں کے۔ ابن بطلان نے کہا کہ اس میں کھانا امام اور رئیس کا ہے اپنے یاروں کو وقت آنے کے
سفر سے اور یہ مستحب ہے نزدیک سلف کے اور اس کھانے کا نام نقیعہ ہے۔ (فتح)

۲۸۵۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے
میں تشریف لائے تو ذبح کیا اونٹ کو یا گائے کو اور ایک

۲۸۵۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ
شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

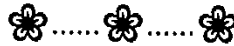
روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ دو اوقیے اور ایک درہم یا دو درہم سے خریدا سو جب مرار (ایک جگہ کا نام ہے تین میل مدینے سے باہر) تو گائے کے ذبح کرنے کا حکم کیا پس ذبح کی گئی تو لوگوں نے اس کا گوشت کھایا یا پھر جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو مجھ کو حکم دیا کہ میں مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اور وزن کیا واسطے میرے اونٹ کی قیمت کا۔

۲۸۶۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سفر سے آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں نماز پڑھ۔

عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ اشْتَرَى مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا بِوَقِيتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذَبَحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ.

۲۸۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارًا مَوْضِعَ نَاحِيَةِ بِالْمَدِينَةِ.

فائدہ: یہ بھی پہلی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ حدیث اور پہلی دونوں ایک حدیث ہیں پس ایک راوی نے ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اور نے ایک۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب فرض الخمس

کتاب ہے بیان میں فرض خمس کے

فائدہ: خمس اس چیز کو کہتے ہیں جو غنیمت میں سے لی جاتی ہے اور مراد ساتھ قول اس کے کے فرض الخمس یعنی وقت فرض ہونے اس کے کا یا کیفیت فرض ہونے اس کے کے یا ثابت ہونا فرض اس کے کا اور جمہور کا یہ مذہب کہ ابتداء فرض ہونے خمس کا تھا ساتھ اس آیت کے **وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ الْآيَةُ** یعنی جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز تو اللہ کے لے اس میں سے پانچواں حصہ ہے اور رسول ﷺ کے اخیر آیت تک اور غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی پس جدا کیا جاتا تھا اس کے پانچواں حصہ جو خرچ کیا جاتا تھا ان لوگوں میں جو اس آیت میں مذکور ہیں اور آئے گی بحث صحیح مستحقوں اس کے کے بعد کئی بابوں کے اور اس پانچویں حصے کا پانچواں حصہ حضرت ﷺ کے لیے تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد اس خمس کے کون مستحق تھے پس شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مصالح میں خرچ کیا جائے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ یہ پانچواں حصہ بھی انہیں آٹھ حصوں میں پھیرا جائے جو آیت میں مذکور ہیں اور یہی ہے قول حنفیہ کا باوجود اختلاف ان کے کے آپس میں اور بعض کہتے ہیں کہ خاص ہے ساتھ اس کے خلیفہ اور باقی چار خمس غنیمت کے غنیمت لانے والے غازیوں میں تقسیم کیے جائیں مگر سبب یعنی اسباب مقتول کا کہ وہ قاتل کے لیے ہے رائج قول پر کما سیاتی۔ (فتح)

یہ باب ہے۔

بَابُ

۲۸۶۱۔ علی مرتضیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک جوان اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ایک اونٹنی خمس سے دی تھی سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ حضرت ﷺ کی بیٹی کو گھر میں لاؤں اور ان کے ساتھ دخول کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سار سے وعدہ کیا کہ میرے ساتھ چلے تو ہم اذخر کی گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں کے ہاتھ بیچ کر اپنی شادی کھانے میں اس سے مددوں سو جس حالت میں کہ میں اپنے دونوں اونٹوں کے لیے اسباب جمع کرتا تھا پالوں اور گھاس کی

۲۸۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمْسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَيْتَنِي بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعَدْتُ رَجُلًا صَوَاغًا مِنْ بَنِي قَيْنَقَاعٍ أَنْ

يَرْحَلْ مَعِيَ فَنَاتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ
الصُّوَّاعِينَ وَأَسْتَعِينُ بِهِ فِي وَلِيْمَةِ عُرْسِي
فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفِي مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ
وَالْفَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مَخَاتِنِ
إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ
رَجَعْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا
شَارِفَايَ قَدْ اجْتَبَّ أَسْمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ
خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ
أَمْلِكْ عَيْنِي حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ
مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَالُوا فَعَلَ
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا
الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاَنْطَلَقْتُ
حَتَّى أَدْخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِ الَّذِي
لَقِيتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ
قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَافَتِي فَأَجَبْتُ
أَسْمَتَهُمَا وَبُقِرَ خَوَاصِرُهُمَا وَهَذَا فِي
بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَّى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي
وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ
الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَاذَنَ فَأَذِنُوا
لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرَبٌ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا

تھیلیوں اور رسیوں سے اور میرے دونوں اونٹ ایک انصاری
مرد کے حجرے کے پاس بٹھائے ہوئے تھے سو جب میں ان کا
اسباب جمع کر کے پھرا تو میں نے اچانک دیکھا کہ اونٹیوں کی
کوہان کاٹی گئی ہیں اور ان کی کوکھیں چیر کر ان کے جگر لے گئے
ہیں سو جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کو
نہ روک سکا یعنی بے اختیار رونے لگا تو میں نے کہا کہ یہ کام
کس نے کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے نے
اور وہ اس گھر میں ہے انصار کے شراب خواروں میں ہے سو
میں چلا تا کہ حضرت ﷺ کو جا کر خبر دوں اور حضرت ﷺ
کے پاس زید بن حارثہ تھے تو حضرت ﷺ نے میرے چہرے
میں ملال پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا تو
میں نے کہا کہ یا حضرت میں نے آج کے دن جیسی مصیبت
کبھی نہیں دیکھی کہ حمزہ نے میرے دونوں اونٹیوں پر ظلم کیا سو
ان کے کوہان کاٹ لی اور ان کی کوکھیں چیر ڈالیں اور خردار ہو
کہ حمزہ یہ ہے اس گھر میں اس کے ساتھ شراب خوار میں تو
حضرت ﷺ نے اپنی چادر منگا کر پہنی پھر چلے اور میں اور زید
بن حارثہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے
جس میں حمزہ تھے تو حضرت ﷺ نے پروا لگی مانگی تو انہوں نے
آپ کو پروا لگی دی تو حضرت ﷺ نے دیکھا کہ ناگہاں وہ
شراب پیتے تھے تو حضرت ﷺ حمزہ کو ملامت کرنے لگے اس
کام میں کہ اس نے کیا تو ناگہاں دیکھا کہ حمزہ بہت مست ہیں
ان کی آنکھیں سرخ ہوئی ہیں سو حمزہ نے حضرت ﷺ کی
طرف نظر کی پھر نظر اونچی کی اور آپ کے گھٹنے دیکھے پھر نظر
اونچی کی سو آپ کی ناف کو دیکھا پھر نظر اونچی کی اور آپ کے
منہ کو دیکھا پھر کہا نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے یعنی میں تم

فَعَلَ فَإِذَا حَمَزَةٌ قَدْ لَمِلَ مُحَمَّرَةٌ عَيْنَاهُ
فَنَظَرَ حَمَزَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى
رُكْبَتِهِ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ
صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمَزَةٌ
هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عِبِيدُ لِأَبِي فَقَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ لَمِلَ فَتَكَصَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
عَقَبِيهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

سے قریب تر ہوں ساتھ عبدالمطلب کے تو حضرت ﷺ نے
معلوم کیا کہ حمزہ بہت مست ہیں تو حضرت ﷺ اپنی ایڑیوں پر
پچھے پڑے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے یعنی اس خوف سے کہ
مبادا حمزہ کا عتب زیادہ ہو پس منتقل ہو قول سے طرف فعل
کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اور یہ واقع شراب کی حرام ہونے سے پہلے تھا اور اس لیے نہ مؤاخذہ
کیا حضرت ﷺ نے حمزہ کو ساتھ قول اس کے کہ اور اس زیادتی میں رد ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس
قصے کی اس پر کہ نشے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی پس جب معلوم ہوا کہ یہ واقع شراب کے حرام ہونے سے پہلے
تھا تو ہوگا ترک مؤاخذہ کا واسطے ہونے اس کے کیے کہ نہ داخل کیا اس نے اپنے نفس پر ضرر کو اور جو کہتا ہے کہ نشے
والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ وہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ داخل کیا ہے اس نے اپنے نفس پر ضرر نشے کو
اور وہ اس پر حرام ہے پس عقاب کیا گیا ساتھ جاری کرنے طلاق کے پس نہ اس حدیث میں حجت واسطے اثبات
اس کے کہ اور نہ واسطے نفی اس کی کے ابو داؤد نے کہا میں نے احمد بن صالح سے سنا کہ کہتا تھا کہ اس حدیث میں
جو میں سنیں ہیں میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ غنیمت لانے والے کو غنیمت سے دو طرح کا حصہ دیا جائے
چار خسوں سے ساتھ حق غنیمت کے اور خس سے جبکہ ہو ان لوگوں سے کہ ان کے لیے اس میں حق ہو اور یہ کہ جائز ہے
مالک کے لیے اونٹ کے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بیچ بوجھ اٹھانے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے بٹھانا اونٹ کا
اوپر دروازے غیر کے جبکہ اس کی رضا مندی معلوم ہو اور وہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور یہ کہ جو روٹا غم سے پیدا ہو
وہ مذموم نہیں۔ اور کہ آدمی کبھی پانی آنسو روک نہیں سکتا جبکہ اس پر غصہ غالب ہو اور یہ کہ فرمایا دکرنی مظلوم کی ظالم پر
اور خبر دینے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا خارج ہے غیبت اور چٹلی سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا جگر کا
اگرچہ خون ہے اور یہ کہ نشہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا اور یہ رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ نشہ کبھی مباح نہیں ہوا
اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اوپر اس نشے کے جس کے ساتھ بالکل تمیز نہ رہے اور اس میں مشروع ہونا ولیمہ شادی کا
ہے اور مشروع ہونا زرگری کا اور کسب کرنا اس کے اور جواز جمع کرنا اذخرو وغیرہ کا مباحات سے اور کسب کرنا ساتھ اس

کے اور اس میں مد لینا ہے ہر کسب میں ساتھ عارف اس کے کے اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ جائے طرف گھر اس شخص کے کہ پہنچے اس کو کہ وہ برے کام پر ہے تاکہ بدل سکے اس کو اور یہ سنت ہے دخول میں اذن لینا اور یہ کہ اذن واسطے رئیس کے شامل ہے اس کے تابعداروں کو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اذن لیا اور زید اور علی نے اذن نہ لیا اور یہ کہ سکران کو ملامت کی جائے جبکہ علامت کو سمجھتا ہو اور یہ کہ بڑے آدمی کو اپنی چادر کا رکھ دینا جائز ہے واسطے تخفیف کے اور یہ جب وہ اپنے تابعداروں کے ملنے کا ارادہ کرے تو اپنی کامل تر شکل سے ملے کہ حضرت ﷺ نے جب حمزہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ارادہ کیا تو اپنی چادر لی (فتح)

۲۸۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ یہ تقسیم کریں واسطے ان کے حصہ میراث ان کی کا حضرت ﷺ کے ترکہ سے اس قسم سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں اور اس کے بعد صدیق سے کلام کرنا چھوڑ دیا سو اس نے کبھی کلام نہ کیا یہاں تک کہ مر گئیں۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تھیں فاطمہ رضی اللہ عنہا مانگتی حصہ اپنا اس چیز سے کہ چھوڑی تھی حضرت ﷺ نے خیبر سے اور فدک سے اور صدقے اپنے سے جو مدینے میں تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا اور کہا کہ میں نہیں چھوڑنے والا اس چیز کو جس کے ساتھ حضرت ﷺ عمل کرتے تھے مگر یہ کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ اگر کسی چیز کو حضرت ﷺ کے حکم سے چھوڑ دوں تو حق سے باطل کی طرف جھکوں پس لیکن صدقہ آپ ﷺ کا مدینے میں پس دفع کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی اور

۲۸۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورِثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تَوَفَّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرٍ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتِهِ

لیکن خیر اور فک پس ان کو بدستور اپنے پاس رکھا اور کسی دوسرے کے سپرد نہ کیا اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا صدقہ ہے کہ تھے یہ دونوں واسطے حقوق حضرت ﷺ کے کہ آپ ﷺ کو پیش آتے تھے اور واسطے حادثوں کے کہ نازل ہوتے تھے اور امر ان کا سپرد ہے طرف اس شخص کی کہ حاکم ہوا۔ راوی نے کہا کہ پس وہ اسی طرح پر ہے آج تک ابو عبد اللہ نے کہا کہ اعتراک التعلت ہے یعنی اعتراک کہ قرآن میں واقع ہوا ہے وہ باب التعلال سے مشتق ہے اور وہ مشتق ہے مجرد سے کہ عروہ ہے جس کے معنی اصبہ ہیں یعنی پہنچا اور پانا اور اس سے باب ہے نعروہ واعتراکی کہ حدیث میں واقع ہوا ہے۔

بِالْمَدِينَةِ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَرْبِغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَذَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَأَمَّا خَيْرُ وَلَدِكَ فَامْسَكْهَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لِحَقْوَقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَآئِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَيَّ مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ قَالَ فَهَمَّا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اعْتَرَكَ التُّعَلُّتُ مِنْ عَرْوَتِهِ فَأَصْبَتْهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ماترک تو یہ بدل ہے قول اس کے میزائہا سے اور ایک روایت میں مِمَّا تَرَكَ ہے اور اس قصے میں رد ہے اس شخص پر جو لا یورث کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور لفظ صدقہ کہ منصوب پڑھتا ہے بنا برخواست کے اور بعض رافضیوں کا دعویٰ ہے پس دعویٰ کیا ہے اس نے کہ صواب بیچ قراءۃ حدیث کے اسی طرح ہے جس پر اہل حدیث قدیم اور نئے زمانے سے متعلق ہیں لَا نُورِثُ ساتھ نون کے ہے اور صدقہ ساتھ رفع کے ہے اور یہ کلام دو جملے ہیں اور مَاتَرَ كُنَاهُ بیچ موضع رفع کے ہے ساتھ مبتدا ہونے کے اور صدقہ اس کی خبر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے مَاتَرَ كُنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ اور تحقیق حجت پکڑی ہے بعض محدثین نے بعض امامیہ یعنی رافضیوں پر ساتھ اس کے کہ صدیق نے حجت پکڑی ساتھ اس کلام کے اوپر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس چیز میں کہ انہوں نے صدیق سے چاہی اس چیز سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے چھوڑی تھی زمینوں سے اور تھے دونوں زیادہ تر فصیح تھے فصحاء سے اور زیادہ تر عالم تھے ساتھ معنی الفاظ کے اور اگر ہوتا امر جیسے کہ رافضی پڑھتا ہے تو نہ ہوتے اس چیز میں کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے صدیق نے حجت اور نہ ہوتا جواب اس کا مطابق واسطے سوال اس کے کے اور یہ بات واضح ہے واسطے مصنف کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ نے صدیق سے مطلق کلام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بیہتی نے شعی کے طریق سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ

میں اس کو اجازت دوں علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اجازت دی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ فاطمہ کے پاس گئے اور ان کو راضی کیا یہاں تک کہ راضی ہوئیں اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن سند اس کی قطعی تک صحیح ہے اور ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال بیچ جواز بدستور رہنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوپر ہجرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور بعض اماموں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ قطعی ہجرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی انقباض ملاقات ان کی سے اور اجتماع سے ساتھ ان کے اور اس قسم کی ہجرت حرام نہیں اس واسطے کہ شرط اس کی یہ ہے کہ دونوں ملیں پس ایک اس طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور گویا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب غصے ہو کر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو بدستور ہیں بیچ اشتعال اپنے کے ساتھ غم اپنے کے پھر ساتھ بیماری اپنے کے اور لیکن سبب غصے ان کے کا ساتھ حجت پکڑنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث مذکور کے پس واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے تاویل حدیث کو اوپر خلاف اس چیز کے کہ تمسک کیا تھا ساتھ اس کے صدیق رضی اللہ عنہ نے گویا کہ اس نے اعتقاد کیا کہ لا نورث کا عموم مخصوص ہے اور انہوں نے دیکھا کہ منافع اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑا ہے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین اور عقار سے انکا وارث ہونا منع نہیں اور تمسک کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ عموم کے اور دونوں مختلف ہوئے بیچ امر محتمل کے پس اس واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے جدا ہوئیں پس اگر قطعی کی حدیث ثابت ہو تو دور ہوگا اشکال اور لائق تر ہے کہ یہ امر اسی طرح ہو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے کمال عقل ان کے سے اور دین ان کے سے و سیاتی فی الفرائض۔ (فتح)

فائدہ: لیکن خیبر پس تقسیم کیا تھا اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یعنی بعد فتح ہونے اس کے دو حصوں پر نصف اس کا اپنی حاجتوں اور حادثوں کے واسطے رکھا تھا اور نصف اس کا مسلمانوں میں تقسیم کیا تھا اٹھارہ حصوں میں اور اپر فدک پس وہ ایک شہر ہے تین منزل مدینے سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وہاں کے رہنے والے یہودی لوگ تھے سو جب خیبر فتح ہوا تو اہل فدک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ ہم کو امان دیجیے اور ہم شہر کو چھوڑ کر کوچ کر جاتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے خاص تھا یعنی جہاں مناسب دیکھتے تھے وہاں خرچ کرتے تھے اور اپر صدقہ آپ ﷺ کا مدینے میں پس ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بنی نضیر کی کھجوریں خاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تھیں کہ اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کی تھیں یعنی بعد جلاوطن کرنے ان کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ آئیں تو حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا نے اکثر ان میں سے مہاجرین کو دیں اور باقی رہا صدقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں چھوڑوں گا کسی چیز کو جس کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمل کرتے تھے مگر کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں بدلاؤں گا کسی چیز کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے صدقوں سے ان کے اس حال سے کہ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں تھے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خرچ کرے اس کو خلیفہ بعد آپ ﷺ کے اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی رہے اس کو مصالحِ مسلمین میں خرچ کرے اور شافعی سے روایت ہے کہ خرچ کرے اس کو مصالح میں اور مالک اور ثوری نے کہا کہ اجتہاد کریں اس میں امام احمد نے کہا کہ خرچ کرے گھوڑوں اور ہتھیاروں میں اور ابن جریر نے کہا کہ پھیرا جائے طرف چار کی اور ابن منذر نے کہا کہ تھا لائق تر لوگوں میں ساتھ اس قول کے وہ شخص کہ واجب کرے تقسیم زکوٰۃ کو درمیان سب قسموں کے پس اگر ایک قسم نہ ہو تو باقیوں پر رد جائے مراد شافعی ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ رد کیا جائے ساتھ حصے ذوی القربیٰ کے طرف تینوں کی اور بعض کہتے ہیں کہ رف کیا جائے خمس خمس غنیمت سے طرف غنمین کی اور نفے سے طرف مصالح کی اور اسپر خیبر یعنی جو اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور فدک پس پاس رکھا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے یعنی نہ دفع کیا اس کو طرف غیر اپنے کی اور بیان کیا سبب اس کا اور تحقیق ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ صدقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا ساتھ اس چیز کے کہ تھی بنی نضیر سے اور لیکن حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر اور فدک سے پس تھا حکم اس کا طرف اس شخص کی کہ حکم ہو بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو خرچ دیا کرتے تھے پس خرچ کرتے تھے اس کو خیبر اور فدک سے اور جو باقی رہتا تھا اس کو مصالحِ مسلمین میں خرچ کرتے تھے اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی رائے کے موافق اس میں تصرف کیا پھر فدک مروان کو جاگیر دی اس واسطے کہ انہوں نے تاویل کی کہ جو چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی وہ ان کے بعد خلیفہ کے ساتھ خاص ہوگی پس بے پرواہ ہوئے اس سے ساتھ مالوں اپنے کے پس سلوک کیا ساتھ اس کے اپنے بعض قرائتوں سے یعنی مروان سے۔

فائدہ: اور یہ عادت ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی کہ تعبیر کرتا ہے لفظ غریب کی جو حدیث میں ہے ساتھ تفسیر لفظ غریب کے قرآن سے۔ (فتح)

۲۸۶۳۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا تھا جبکہ دن بلند ہوا کہ ناگہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اچھی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ چل امیر المؤمنین تجھ کو بلاتے ہیں سو میں چلا یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو ناگہاں وہ بیٹھنے والے تھے چٹائی پر جو چار پائی پر ڈالی ہوئی تھی نہ تھا درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور چٹائی کے کچھ بچھونا نکلیے کیے ہوئے تھے اوپر نیچے چڑے کے تو میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے

۲۸۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيثِهِ ذَلِكَ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَذْخَلَ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ فَقَالَ مَالِكُ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي حِينَ مَعَ النَّهَارِ إِذَا رَسُولُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

يَا بَنِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَدْخَلَ عَلَيَّ عُمَرَ فَإِذَا
هُوَ جَالِسٌ عَلَى رِمَالِ سَرِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ
وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَكِيٌّ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ إِنَّهُ
قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أُبَيَاتٍ وَقَدْ
أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضِخٍ فَأَقْبَضَهُ فَأَقْسَمَهُ بَيْنَهُمْ
فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَمَرْتُ بِهِ غَيْرِي
قَالَ أَقْبَضَهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ
عِنْدَهُ أَنَا هُ حَاجِبُهُ يَرِفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي
عُثْمَانَ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَ الزُّبَيْرِ
وَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ يُسْتَاذِنُونَ قَالَ نَعَمْ
فَإِذَنْ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا ثُمَّ
جَلَسَ يَرِفَا يَسِيرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ
وَ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَإِذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا
فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ
بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ
اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مَالِ بَنِي النَّضِيرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ
وَ أَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنَهُمَا
وَ أَرِخْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ قَالَ عُمَرُ
تَيْدَكُمُ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ
السَّمَاءُ وَ الْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورُثُ
مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

مالک تیری قوم سے کئی گھر والے ہمارے پاس آئے ہیں اور
تحقیق میں نے حکم کیا ہے درمیان ان کے ساتھ بخشش کے جو
بہت نہیں تو اس کو لے کر ان میں تقسیم کر دے تو میں نے کہا کہ
اے امیر المؤمنین اگر میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم کرو تو بہتر
ہو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد اس کو لے لے سو جس حالت
میں کہ میں بیٹھا تھا کہ ان کا دربان یرفان کے پاس آیا تو اس
نے کہا کہ کیا تم کو حاجت ہے نبی عثمان رضی اللہ عنہ کے اور عبدالرحمن
بن عوف کے اور زبیر کے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے کہ
تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں عرفاروق رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ ہاں تو ان کو یرفان نے اجازت دی سو وہ اندر آئے اور
سلام کر کے بیٹھ گئے پھر یرفان تھوڑی دیر بیٹھا پھر آکر کہا کہ کیا تم
کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو
عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بھی اجازت دی تو وہ بھی اندر آئے
اور سلام کر کے بیٹھ گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر
المؤمنین میرے اور اس کے درمیان حکم کریں اور یہ جھگڑتے
ہیں اس چیز میں کہ عطا کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نصیر کے
مال سے تو عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں نے کہا کہ اے
امیر المؤمنین ان کے درمیان حکم کریں اور ایک دوسرے سے
راحت دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ میں قسم دیتا ہوں تم کو
اس اللہ کی جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم
جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے مال کا
کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ
ہے مراد حضرت ﷺ کے ترکہ سے اپنی ذات مبارک ہے تو
جماعت نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر عمر
فاروق رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ
ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ
أَتَشُدُّكُمَا اللَّهُ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَا
قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أَخَذْتُكُمَا عَنْ
هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّيَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ
يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ
عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيرٌ﴾
فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّيَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ مَا اخْتَارَهَا دُونَكُمْ
وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أُعْطَاكُمْوهَا
وَبَشَّاهَا فَبِكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ
فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَتَيْهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ
ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ
فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِذَلِكَ حَيَاتَهُ أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ
ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ
أَتَشُدُّكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ
ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّيَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَصَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ
فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّ فِيهَا لَصَادِقَ بَارٍ

میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو دونوں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں حقیقت اس امر کی کہ تحقیق خاص کیا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس نے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی کو نہ دی پھر یہ آیت پڑھی وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيرٌ ساری آیت یعنی جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر ان میں سے پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ اور لیکن غالب کرتا ہے اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پس ہوا وہ مال خاص واسطے حضرت ﷺ کے اور قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا ان مالوں کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہیں اکیلے ہوئے ساتھ ان کے یعنی اگرچہ یہ مال حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا مگر لیکن حاجت کے موافق اپنے قراہتوں وغیرہ سے اس کے ساتھ سلوک کرتے تھے تحقیق دیا تم کو وہ مال حضرت ﷺ نے اور تقسیم کیا اس کو درمیان تمہارے یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال پس تھے حضرت ﷺ خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر خرچ برس روز کا اس مال میں سے پھر باقی کو لیتے پس گردانتے اس کو سچ جگہ گردانے مال اللہ کے یعنی خرچ کرتے اس کو مصالح مسلمین میں اور دیتے تھے جس کو چاہتے تھے محتاجوں اور مساکین سے پھر عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کہ کیا تم یہ جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اللہ نے

رَاشِدُ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ
فَكَنتُ أَنَا وَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَتَيْنِ
مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَمِلَ فِيهَا
أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ
رَاشِدُ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَنِي تَكْلِمَانِي
وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ جِئْتَنِي
يَا عَبَّاسُ تَسْأَلْنِي نَصِيكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ
وَجِئْتَنِي هَذَا يُرِيدُ عَلَيًّا يُرِيدُ نَصِيْبَ
أَمْرَاتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا
تَرَكَنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَأَ لِي أَنْ أَذْفَعَهَا إِلَيْكُمَا
قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ
عَلَيْكُمَا عَهْدُ اللَّهِ وَمِيقَاتُهُ لَتَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا
عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا
عَمِلْتُ فِيهَا مِنْدُ وَلَيْتَهَا فَقُلْتُمَا أَذْفَعُهَا إِلَيْنَا
فَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا فَأَنْشَدُكُمُ بِاللَّهِ هَلْ
دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ
أَقْبَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ أَنْشَدُكُمَا
بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَا نَعَمْ
قَالَ فَلَتَمِيسَانِ مِنِّي قَضَاءٌ غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ
الَّذِي يَأْذِيهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا
أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَإِنْ عَجَزْتُمَا
عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا.

اپنے نبی ﷺ کی روح قبض کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں
خليفة ہوں حضرت ﷺ کا تو لیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کام
میں سچے تھے نیکو کار اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر
اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہ میں خلیفہ
ہوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سولیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلاف
سے اور عمل کیا میں اس میں موافق عمل حضرت ﷺ کے اور
موافق عمل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا
نیکو کار راہ راست پر تابع حق کے ہوں پھر تم دونوں میرے
پاس کلام کرتے آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور کام بھی
ایک تھا اے عباس تم میرے پاس آئے اس حال میں کہ تم
اپنے بھتیجے کی میراث سے یعنی حضرت ﷺ سے اپنا حصہ مانگتے
تھے اور آیا میرے پاس یہ یعنی علی رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت کا حصہ
مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے تو میں نے تم کو کہا تھا کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا
پھر جب میرے عقل میں آیا کہ میں وہ مال تمہارے سپرد کروں
تو میں نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو سپرد کرتا ہوں تم کو وہ مال
بایں شرط کہ لازم پکڑو اپنے اوپر قول قرار اللہ کا کہ البتہ عمل کرو
تم اس میں اس طرح کہ عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے جب سے کہ میں اس کا دالی ہوا تو تم
دونوں نے کہا کہ سپرد کرو ہم کو اس شرط پر تو میں نے اس شرط
سے تم کو سپرد کیا پس قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ
مال ان دونوں کو اس شرط سے سپرد کیا تھا تو جماعت نے کہا کہ
ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم
دیتا ہوں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال اس شرط سے تمہارے
سپرد کیا تھا دونوں نے کہا کہ ہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس

تم چاہتے ہو کہ میں اس کے برخلاف حکم کروں پس قسم ہے اس اللہ کی جس کی اجازت سے آسمان اور زمین کھڑے ہیں کہ میں اس میں اس کے برخلاف حکم نہ کروں گا پس اگر تم اس سے عاجز ہوئے ہو تو اس کو میرے سپرد کرو کہ میں تم کو اس سے کفایت کروں اور مشقت کھینچوں۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ اصل قصہ صریح ہے اس میں کہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پس اگر دونوں نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی تھی تو پھر اس مال کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا اور اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی یا ان کی خلافت میں ان کو اس کا علم حاصل ہوا تھا تو پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا تو جواب اس کا یہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ امر اس میں محمول ہے اس پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ حدیث لا نُورِثُ کا عموم خاص ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑیں اس کو حضرت ﷺ سوائے بعض کے اسی واسطے منسوب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جو انکا مخالف ہے وہ ظالم ہے اور ایپر جھگڑتے آنا علی اور عباس کا بعد اس کے دوسری بار نزدیک عمر کے تو وہ میراث میں نہ تھا سوائے اس کے نہیں کہ جھگڑا کیا دونوں نے بیچ والی ہونے کے صدقہ پر اور بیچ خرچ کرنے اس کے کی کہ کس طرح خرچ کیا جائے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے میراث کے طور پر تقسیم کرنا چاہا تھا اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مصرف لینے جگہ خرچ کرنے فنی کے پس کہا مالک نے کہ فے اور خمس کا مال برابر ہے بیت المال میں داخل کئے جائیں اور دیں امام حضرت ﷺ کے قرابت والوں کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان خمس غنیمت کے اور درمیان فے کے پس کہا خمس رکھا جائے بیچ ان لوگوں کے کہ معین کیا ہے ان کو اللہ نے اصناف مسلمین سے بیچ آیت خمس کے سورہ انفال سے نہ تجاوز کیا جائے ساتھ اس کے طرف غیر ان کے اور لیکن مال فے کا یعنی جو بغیر لڑائی کے کافروں سے ہاتھ آئے تو اس کا مصرف رائے امام کے سپرد ہے باعتبار مصلحت کے یعنی جگہ جس مصلحت دیکھی وہاں خرچ کرے اور تنہا ہوا ہے شافعی جیسے ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ فے سے بھی پانچواں حصہ نکالا جائے اور اس کے چار خمس حضرت ﷺ کے لیے ہیں اور واسطے آپ کے خمس خمس کا ہے جیسا کہ غنیمت میں ہے اور چار خمس خمس کے لیے مستحق نظیر اس کے کہ ہیں غنیمت سے اور جمہور نے کہا کہ فے کا مصرف حضرت ﷺ کے سپرد ہے یعنی جس جگہ چاہیں خرچ کریں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کہ یہ مال حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھا اور تاویل کیا ہے شافعی نے عمر رضی اللہ عنہ کو قول مذکور کو کہ مراد ان کی چار خمس ہیں ابن بطال نے کہا مناسبت ذکر کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے فاطمہ کے باب فرض الخمس میں یہ ہے کہ جس چیز کو

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مانگا تھا اس کے جملے سے ایک خیبر بھی تھا اور مراد ساتھ اس کے حصہ حضرت ﷺ کا ہے خیبر سے اور وہ پانچواں حصہ ہے اور مغازی میں یہ حدیث آئے گی ساتھ اس لفظ کے کہ اس قسم سے کہ عطا کیا ہے اللہ نے رسول پر مدینے میں اور فدک اور خمس خیبر سے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واجب ہے یہ کہ حاکم کیا جائے ہر قبیلے پر چوہدری ان کے کو اس لیے کہ وہ اعرف ہے ساتھ استحقاق ہر مرد کے ان میں سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پکارے مرد شریف کبیر کو ساتھ نام اس کے کے اور ساتھ ترخیم کے جہاں تنقیص مراد نہ ہو اور اس میں استعفا چاہنا مرد کا ہے ولایت اور حکومت سے اور سوال کرنا اس کا امام سے اس کو ساتھ نرمی کے اور یہ کہ جائز ہے کہنا اور دربان کا اور بیٹھنا آگے امام کے اور سفارش کرنے نزدیک اس کے بچ جاری کرنے حکم کے اور بیان کرنا حکام کا اپنے حکم کی وجہ کو اور یہ کہ جائز ہے امام کے لیے کھڑا کرنا اس شخص کو کہ وقف کی خبر گیری کرے بطور نیابت کے اس سے اور دو کو آپس میں شریک کرنا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز اکثر کا دو سے باعتبار مصلحت کے اور یہ جائز ہے جمع رکھنا اور ذخیرہ کرنا اناج کا برخلاف اس شخص کے جو انکار کرتا ہے اس سے مشدد زاہدوں سے اور یہ کہ یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ جائز ہے پکڑنا اعتقاد عقار یعنی زمین وغیرہ کا اور لینا نفع اس کے کا اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے پکڑنا اس کے سوائے اور مالوں کا کہ حاصل ہو ساتھ ان کے بڑھنا اور نفع زراعت اور تجارت وغیرہ سے اور یہ کہ امام جب اس کی پاس دلیل قائم ہو تو اس کی طرف پھرے اور اس کے موافق حکم کرے اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز حکم حاکم کا ساتھ علم اپنے کی اور یہ کہ تابعدار جب امام کو گھٹا ہوا دیکھیں (یعنی منقبض الطر اور طول دیکھیں) تو پہلے کلام نہ کریں یہاں تک کہ وہ پہلے کلام کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حضرت ﷺ نہیں مالک ہوتے تھے کسی چیز کو نہ سے اور نہ خمس غنیمت سے مگر بقدر حاجت اپنی کے اور حاجت اہل عیال اپنے کے اور جو اس پر زیادہ ہوتا تھا تو تھا واسطے آپ کے اس میں تصرف ساتھ قسمت کرنے کے اور بخشش کرنے کے اور لوگوں نے کہا کہ نہیں گردانا اللہ نے واسطے نبی اپنے کی مالک ہونا گردن اس چیز کا کہ غنیمت لائیں اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک کیا ہے اس کو منافع اس کے کا اور گردانا واسطے آپ کے اس سے بقدر اپنی حاجت کے اور اسی طرح جو آپ بعد خلیفہ ہوا اور کہا باقلا نی نے بچ رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کا مال بھی ورثہ ہوتا ہے یعنی آپ کے وارث آپ کے بعد آپ کے مال کے وارث ہوتے ہیں کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ **يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ**۔ کہا کہ ایہر جو کوئی عموم سے انکار کرتا ہے پس نہیں استغراق ہے یعنی نہیں عموم ہے نزدیک اس کے واسطے ہر مرنے والے کے کہ وہ وارث کیا جائے اور ایہر جو اس کو ثابت کرتا ہے پس نہیں تسلیم کرتا دخول حضرت ﷺ کے کو بچ اس کے اور اگر آپ کا داخل ہونا اس میں تسلیم کیا جائے تو البتہ واجب ہوگی تخصیص کرنی اس کے واسطے صحت خبر کے اور خبر واحد تخصیص کرتی ہے اگرچہ ناسخ نہیں ہوتی پس کیا حال ہے خبر کا جبکہ آئے مثل آنے

اس خبر کے اور وہ لَا نُورِثُ ہے۔ (فتح)

بَابُ أَذَاءِ الْخُمْسِ مِنَ الدِّينِ.

۲۸۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضَّبْعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَدِيمٌ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رَبِيعَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ لَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَأَيْنَا قَالَ أَمْرُكُمْ بَارِيعٌ وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدَ بَيْدِهِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَنْ تَوَدُّوا لِلَّهِ خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَأَكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالنَّفِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَرْفَتِ.

ادا کرنا خمس کا دین سے ہے یعنی دین کی ایک شاخ ہے۔ ۲۸۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے اچھی حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت بے شک ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے واقع ہیں جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں سو ہم آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینوں میں یعنی محرم اور رجب اور ذوالقعدہ میں کہ جاہلیت کے وقت کافر بھی ان میں لڑنا حرام جانتے تھے سو ہم کو ایسا کلام بتلائیے کہ ہم اس پر عمل کریں اور اپنے پچھلوں کو اس کی طرف بلائیں فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنی اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے اور اپنے ہاتھ سے گرہ کی یعنی واسطے شمار ان چیزوں کے اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوٰۃ کا دینا اور چوتھا رمضان کے کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لیے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو کے برتن سے اور کھجور کی لکڑی سے کھدے برتن سے اور سبز مکے سے یعنی مرتبان وغیرہ سے اور روغنی برتن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور اس جگہ بخاری نے یہ باب باندھا ہے اداء الخس

من الایمان۔ اور یہ اس کے قاعدے پر ہے کہ اسلام اور ایمان اور دین کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں خرچ حضرت رضی اللہ عنہ کی بیبیوں کے

بعد وفات آپ کی کے۔

بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

۲۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

۲۸۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث ہونے کے دینار کے برابر

بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میرے پیسوں کے خرچ کے اور میرے کارندی کی محنت کے تو وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے۔

هُرَيْرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَّا تَرَكَتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَنُونَةٍ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

فائدہ: جو اس حدیث کی شرح کے متعلق ہے وہ ایک باب سے پہلے گزر چکا ہے اور کچھ اس کی شرح فرائض میں آئے گی اور کارندی میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے خلیفہ ہے جو آپ کے بعد ہوا اور یہی معتمد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے کارندہ ہے کھوروں پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خادم آپ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عامل صدقہ پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اجرت قسام کے۔ (فتح)

۲۸۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے یعنی انسان ہو یا حیوان مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھے تو میں نے ان کو کھانا شروع کیا یہاں تک کہ مجھ پر مدت دراز ہوئی پھر میں نے ان کو مانپا تو تمام ہوئے اور کچھ باقی نہ رہا۔

۲۸۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَطَرُ شِعْپَرٍ فِي رَقِ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فِكَلْتُهُ لِفَتًى.

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کی ترجمہ میں یہ ہے کہ اگر عائشہ حضرت ﷺ کے بعد خرچ کے مستحق نہ ہوتیں تو ان سے جو لیے جاتے۔ (فتح الباری)

۲۸۶۷۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر اپنے ہتھیار اور اپنی سفید نچر اور زمین کہ چھوڑا اس کو صدقہ۔

۲۸۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغَلَتَهُ الْبَيْضَاءُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں بیچ گھروں حضرت ﷺ کے پیسوں کے اور جو گھر کہ نسبت کیے گئے ہیں طرف ہر ایک کی ان میں سے۔ یعنی اور اللہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نِسَبَ مِنَ الْبُيُوتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَقَرْنَ

فِي يَوْمَتُكَنَّ وَ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ
النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ۔
نے فرمایا: حضرت ﷺ کی بیبیوں کو کہ قرار پکڑو اپنے
گھروں میں اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں حضرت ﷺ کے
گھروں میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا غرض اس کی ساتھ اس باب کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ یہ نسبت ثابت کرتی ہے اس کو کہ وہ
ہمیشہ اپنے گھروں کے مستحق ہیں جب تک کہ زندہ رہیں اس لیے کہ نفقہ ان کا اور ان کو رہنے کی لیے جگہ دینی
حضرت ﷺ کے خصائص سے ہے اور راز اس میں بند کرنا ان کا ہے اور حضرت ﷺ کے یعنی تاکہ اور کسی سے نکاح
نہ کریں۔ (فتح)

۲۸۶۸۔ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدٌ
قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا تَقَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ
يُمرَضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ۔

۲۸۶۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ
سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تُوَفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي نَوْبَتِي وَبَيْنَ سَحْرِي
وَنَحْرِي وَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رَيْقِي وَرَيْقِهِ
قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسِوَاكِ فَضَعَفَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَأَخَذَتْهُ
فَمَضَعَتْهُ ثُمَّ سَنَّتْهُ بِهِ۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح مغازی میں آئے گی۔
۲۸۷۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي
صَفِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حضرت ﷺ کی بی بی سے روایت ہے کہ

وہ حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور حضرت ﷺ رمضان کے اخیر دہے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے پھر اٹھ کر پھر چلیں تو حضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے یعنی تاکہ ان کو پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے نزدیک دروازے ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی بیوی کے تو راہ میں ان کو دو انصاری مرد ملے تو دونوں حضرت ﷺ کو سلام کر کے آگے بڑھے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ البتہ یہ عورت صفیہ ہے یعنی میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ یا حضرت ﷺ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے اور یہ بات ان کو گراں معلوم ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں شیطان اس طرح پھرتا ہے جیسے خون میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

الَّتِي قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ لِقَامِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْدِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ نزدیک دروازے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے۔

۲۸۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اوپر چڑھا تو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی حاجت ادا کرتے تھے قبلے کو پیٹھ دے کر شام کو منہ کر کے۔

۲۸۷۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَرِيرَةَ عَنْ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَيْتُ لَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ

مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.

فائدہ: اس کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا.

فائدہ: اس کی شرح مواقیت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكِنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِّنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

فائدہ: اس کی شرح فتنے میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

۲۸۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَانْهَى سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاهُ فَلَانَا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ الرِّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۲۸۷۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ سورج کی روشنی میرے حجرے سے نہ نکلتی یعنی پہلے اس سے کہ سورج کی روشنی دیواروں پر پڑھے۔

۲۸۷۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا سو تین بار فرمایا کہ اس جگہ یعنی مشرق کی طرف سے فتنہ پیدا ہوگا جس جگہ شیطان کا سینک نکلتا ہے۔

۲۸۷۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اس کے پاس تھے اور تحقیق عائشہ نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو فلانا گمان کرتا ہوں کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا ہے یعنی دودھ کے ناتے کا پھر فرمایا کہ حرام ہوتی ہے دودھ پینے سے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جن سے یعنی جو نسب سے حرام ہوتی ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہوتی ہے۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے مالک کر دیا ہوا تھا ہر بی بی کو اس گھر کا جس میں وہ رہتی تھی تو آپ کے بعد وہ اس تملیک کے سبب سے اس میں رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے انہیں کہ نہ جھڑا کیا گیا ان میں ان کے گھروں میں اس لیے کہ وہ ان کے خرچ کے جملے سے تھے جن کو حضرت ﷺ نے ان کے لیے مستثنیٰ کیا تھا اس قسم سے کہ آپ کی زندگی میں آپ کی ہاتھ میں تھا جس جگہ کہ کہا کہ میں نے اپنی عورتوں کے خرچ کے بعد کچھ نہیں چھوڑا اور یہ وجہ رائج تر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ان کے بعد ان کے وارث ان کے گھروں کے وارث نہیں ہوتے اور اگر گھر ان کے مالک ہوتے تو ان کے وارثوں کی طرف پھر جاتے اور بیچ ترک کرنے وارثوں ان کے کے حق اپنے کو ان سے دلالت ہے اوپر اس کے اسی لیے ملائے گئے گھر ان کے مسجد نبوی میں بعد مرنے ان کے کے واسطے عموم نفع ان کے کے واسطے مسلمانوں کو جیسا کہ کیا گیا بیچ اس چیز کے کہ خرچ کی جاتی ہے واسطے ان کے نفقوں سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے حضرت ﷺ کی زرہ سے اور آپ کے عصا سے اور آپ کی تلوار سے اور آپ کے پیالے سے اور آپ کے انگلیشی سے اور بیان ہے اس چیز کا کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے اس سے بعد آپ کے اس چیز سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی اور وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے آپ کے بالوں سے اور آپ کی جوتی سے اور آپ کے برتنوں سے اس قسم سے کہ شریک ہوئے اس میں آپ کی اصحاب اور غیر ان کے بعد وفات آپ کی کے درود ہو اللہ کا ان پر اور سلام۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَأَنِيَّتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

فائدہ: غرض اس بات سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوا۔ اور نہ بیچا گیا موجود آپ کا بلکہ چھوڑا گیا بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ ہاتھ اس کی طرف پھر واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کی اور اگر میراث ہوتی تو البتہ بیچی جاتی اور قسمت کی جاتی اور اسی لیے اس کے بعد کیا اس قسم سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی پھر ذکر کیں بخاری نے حدیثیں کہ نہیں ان میں باب کی چیزوں سے مگر خاتم اور جوتی اور تلوار اور ذکر کی ان میں چادر اور ازار اور نہیں تصریح کی ساتھ ان کے ترجمہ میں پس جو چیز کہ ترجمہ میں مذکور ہے اور اس کی حدیث باب میں مذکور نہیں۔ زرہ ہے اور شاند اس نے چاہا کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لکھی کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ گروی تھی لیکن اتفاق نہ ہوا اور اسی طرح عصا کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہو

گا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں ذکر کرے کہ حضرت ﷺ لاشی سے رکن کو یعنی حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور حج میں گزر چکی ہے اور اسی طرح بالوں کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہوگا کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرے کہ ہمارے پاس حضرت ﷺ کے بال تھے جو ہم کو انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے پہنچے تھے اور یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور ذکر آئینہ کا بعد قد کے عطف عام کا ہے خاص پر اور نہیں مذکور ہے باب میں برتنوں سے سوائے پیالے کے اور اس میں کفایت ہے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر ماعد اس کے۔ (فتح)

۲۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتَخْلَفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَصْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ۔

۲۸۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس کو بحرین کی طرف بھیجا اور اس کے لیے یہ حکم نامہ لکھا یعنی حکمنامہ صدقہ کا اور مہر کی اس پر ساتھ انگوٹھی حضرت ﷺ کے اور انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر تھی اور رسول دوسری سطر تھی اور اللہ تیسری سطر تھی۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہر کی حکمنامہ پر ساتھ مہر حضرت ﷺ کے پس تحقیق وہ مطابق ہے واسطے قول اس کے کہ ترجمہ میں کہ جو چیز کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے بعد آپ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تھے وہ بیچ ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ (فتح)

۲۸۷۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ نَعْلَانَ جَرْدَاوِينَ لَهُمَا قَبَالَانِ فَحَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ بَعْدَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعَلَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۸۷۶۔ عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف دو جوتے نکالے جن پر بال نہ تھے اور ان کے لیے دو تسمے تھے یعنی ایک تسمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تسمہ ہوتا تھا درمیان بیچ انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور کہا کہ وہ دونوں حضرت ﷺ کے جوتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۲۸۷۷۔ ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالی عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف ہماری ایک چادر پیوند کی ہوئی اور کہا کہ اس چادر میں حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی اور ایک روایت میں اتنا

زیادہ ہے کہ نکالا طرف ہماری عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہ بند موٹا اس قسم سے کہ یمن میں بنتا ہے اور چادر اس قسم سے کہ جس کو تم بلندہ کہتے ہو یعنی سخت اور موٹی۔

۲۸۷۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹنے کی جگہ کو چاندی کی زنجیر سے باندھا عاصم نے کہا کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا اور اس میں پانی پیا۔

۲۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَاصِمٌ رَأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيهِ.

۲۸۷۹۔ علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مدینہ میں آئے یزید بن معاویہ کے نزدیک سے وقت ہونے حسین رضی اللہ عنہ کے تو مسور بن مخرمہ ان سے ملا تو مسور نے زین العابدین سے کہا کہ کیا تجھ کو میری طرف کچھ حاجت ہے تو میں نے اس سے کہا کہ نہیں تو مسور نے اس کو کہا کہ کیا تو مجھ کو حضرت ﷺ کی تلوار دیتا ہے پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ غالب ہوں تجھ کو لوگ اس پر یعنی لوگ تجھ سے یہ تلوار چھین لیں اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو مجھ کو تلوار دے تو کوئی اس کی طرف نہ پہنچ سکے گا یہاں تک کہ مجھ کو موت پہنچے اور تحقیق علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا زہرا پر تو میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے لوگوں کو اس باب میں اپنے اس منبر پر اور میں اس دن بالغ تھا سو فرمایا کہ بے شک فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے دین میں فتنہ نہ ڈالا جائے یعنی بہ سبب غیرت طبعی کے کہ بشریت کو لازم ہے پھر ذکر کیا حضرت ﷺ نے اپنے داماد کو کہ عبد شمس کی اولاد سے تھا یعنی ابو العاص کو سو تعریف کی

۲۸۷۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ الدَّوْلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقَتَلَ حُسَيْنٍ بْنُ عَلِيٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ لَقِيَهُ الْمَسُورُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا فَقُلْتُ لَهُ لَا فَقَالَ لَهُ فَهَلْ أَنْتَ مُعْطَى سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُعْلَبِكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَيَأْمُرُ اللَّهُ لَنْ أُعْطِيَتِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ

اس پر اس کی دامادی میں فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا تو وعدہ پورا کیا اور تحقیق میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کر دوں اور حرام کو حلال بتلا دوں لیکن قسم ہے اللہ کی کہ پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی۔

النَّاسُ فِي ذَلِكَ عَلَى مَنَبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُّحْتَلِمٌ فَقَالَ إِنَّ لَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَتَيْنِي عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحْرِمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا تَجْمَعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے وہ چیز ہے جو دائر ہے درمیان مسور اور زین العابدین کے سچ امر تلوار حضرت علیؓ کے اور مراد مسور کی یہ تھی کہ حضرت علیؓ کی تلوار کو محفوظ رکھے تاکہ نہ لے اس کو وہ شخص جو اس کی قدر نہ جانتا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ تلوار مذکور کے ذوالفقار تھی جس کو بدر کے دن غنیمت سے لیا تھا اور احد کے دن اس کے حق میں خواب دیکھا اور کرمانی نے کہا کہ وہ مناسبت ذکر کرنے مسور کی واسطے واسطے تھے مگنے بیٹی ابو جہل کے نزدیک طلب کرنے اس کے کی تلوار کو اس جہت سے ہے کہ جیسے حضرت علیؓ فاطمہؓ کی خوشحالی کو دوست رکھتے تھے اسی طرح میں یہی تیری خوشحالی کو دوست رکھتا ہوں اس لیے کہ تو ان کا پوتا ہے سو مجھ کو تلوار دے تاکہ میں اس کو تیرے لیے نگاہ رکھوں۔ (فتح)

۲۸۸۰۔ محمد بن حنفیہؓ سے روایت ہے کہ اگر ہوتے علیؓ ذکر کرنے والے عثمان کو ساتھ بدی کے تو ذکر کرتے ان کو اس دن جس دن لوگ ان کے پاس آئے اور عثمان کے عالموں کی شکایت کی تو علیؓ نے مجھ کو کہا کہ عثمانؓ کے پاس جا اور ان کو خبر دے کہ یہ حکمنامہ حضرت علیؓ کے صدقے کے بیان میں ہے سو حکم کو اپنے عالموں کو کہ اس پر عمل کریں تو میں وہ حکم نامہ ان کے پاس لایا تو عثمانؓ نے کہا کہ بے پرواہ کر ہم کو اس سے یعنی اس لیے کہ عثمان ان احکام کو جانتے نہیں پھر میں اس کو علی مرتضیٰؓ کے پاس لایا اور ان کو خبر دی تو علیؓ نے کہا کہ رکھ اس کو جس جگہ سے تو نے ان کو لیا تھا اور نیز ابن

۲۸۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْفَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَتْهُ نَاسٌ فَشَكَّوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرُّ سَعَاتِكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَقَالَ أَغْنِيهَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعُفَهَا حَيْثُ أَخَذْتُهَا. قَالَ الْحُمَيْدِيُّ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْفَةَ قَالَ
سَمِعْتُ مُنْذِرًا الْفُورِيَّ عَنِ ابْنِ الْخَنَفِيَّةِ
قَالَ أُرْسِلْنِي أَبِي خَذَ هَذَا الْكِتَابَ فَأَذْهَبَ
بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ.

حنفیہ سے روایت ہی کہ مجھ کو میرے باپ یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھیجا کہ اس حکمائے کو عثمان کے پاس لے جا پس تحقیق اس میں لکھا ہوا ہے حکم حضرت ﷺ کے صدقے کے بیان میں مصارف زکوٰۃ اور صدقات کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ منذر نے کہا کہ میں ابن حنفیہ کے پاس تھا تو بعضوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ چپ رہ سو ہم نے اس سے کہا کہ کیا تیرا باپ یعنی علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا کرتے تھے تو اس نے کہا کہ علی نے عثمان کو برا نہیں کہا اور اگر اس کو برا کہتے تو اس دن کہتے جس دن میں ان کے پاس حکمائے لے گیا تھا پھر ذکر کی ساری حدیث اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے خرچ کرنا نصیحت کا واسطے امیروں کے اور کھولنا احوال شخص کے کا کہ واقع ہوا اس سے فساد اتباع ان کے کے اور واسطے امام کے اس کا دریافت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ نہ ثابت ہوئے ہوزدیک عثمان کے وہ چیز کہ طعن کیا گیا ہے اس کے عالموں پر ساتھ اس کے یا ثابت ہوا لیکن تدبیر تقاضا کرتی تھی تاخیر انکار کو یا جس چیز پر انکار ہوا تھا وہ مستحبوں سے تھے نہ واجبوں سے اور اسی لیے معذور کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے اور ذکر کیا ان کو ساتھ بدی کے۔

باب الدلیل علی أن الخمس لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسَاكِينِ وَإِيتَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصَّفَةِ وَالْأَزَامِلَ حِينَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنُ وَالرَّحَى أَنْ يُخَدِمَهَا مِنَ السَّيِّ فَوَكَّلَهَا إِلَى اللَّهِ.

باب ہے اس بیان میں کہ خمس یعنی پانچواں حصہ غنیمت کا واسطے حاجات حضرت ﷺ کے ہے یعنی واسطے ضیافت مہمانوں کے اور ہتھیار اور سواری مجاہدوں کے اور سوائے اس کے یعنی اور مقدم کرنا حضرت ﷺ کا اہل صفہ کو اور بیوہ عورتوں کو جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا اور آپ کے پاس چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی یہ کہ ان کو قیدیوں سے لونڈی خدمتگار دیں تو حضرت ﷺ نے فاطمہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا۔

۲۸۸۱۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا عَلِيُّ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى مِمَّا

۲۸۸۱۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے کی مشقت سے شکایت تھی سوان کو خبر معلوم ہوئی کہ حضرت ﷺ کے پاس لونڈی غلام قیدی آئے ہیں تو وہ خدمت گار مانگنے کو آئیں تو اس وقت حضرت ﷺ سے ملاقات نہ

تَطَحْنُ فَلَعَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسَالَهُ خَادِمًا فَلَمْ تَوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَاتَّانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَلَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبَّرَا اللَّهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبَّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ.

ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیغام کہہ کہ آئیں پھر حضرت ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام آپ کو پہنچایا تو حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور حالانکہ ہم اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے سو ہم نے حضرت ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے قدموں کی سردی پائی سو حضرت ﷺ ہم دونوں کے درمیان بیٹھے سو فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتاؤں جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے جو تم نے مانگا جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو پس تحقیق یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے جو تم نے مانگا۔

فائدہ: نہیں ہے اس حدیث میں ذکر اہل صفہ کا اور نہ رائدوں کا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے موافق عادت اپنی کے اور وہ حدیث وہ ہے جس کو احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے طول کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں یہ لفظ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیتا میں تم کو اور چھوڑوں اہل صفہ کو کہ ان کے پیٹ بھوک سے بچ کھاتے ہیں میں نہیں پاتا جو ان پر خرچ کروں لیکن قیدیوں کو بیچ کر ان کا مول ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے فاطمہ کو یہ کہ بھیجیں غلام کو طرف بعض گھر والوں کی کہ ان کو حاجت ہے اور اسماعیل قاضی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ خرچ کرے غم کو جس جگہ مناسب دیکھے اس واسطے کہ چار غم کے مستحق غنیمت لانے والے ہیں یعنی غازی اور جو امام کے ساتھ خاص ہے وہ پانچواں حصہ ہے اور تحقیق منع کیا حضرت ﷺ اس سے اپنے بیٹی کو اور حالانکہ وہ سب قرابتوں سے آپ ﷺ کو زیادہ محبوب تھیں اور خرچ کیا ان کو طرف غیر ان کے کی اور کہا ہے مانند اس کی طبری نے اگر حصہ قرابت والوں کا فرض ہوتا تو اپنی بیٹی کو خدمت گار دیتے اور نہ تھے حضرت ﷺ کہ چھوڑیں اس چیز کو کہ اختیار کی ہے اللہ نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور احسان رکھیں ساتھ اس کے قرابت والوں پر اور اسی طرح کہا ہے طحاوی نے میں کہتا ہوں کہ بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ فے سے ہو اور لیکن غم خمس الخمس غنیمت سے پس تحقیق روایت کی ہے ابو داؤد نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا کہ یا

حضرت ﷺ اگر آپ مناسب دیکھیں کہ متولی کریں مجھ کو ہمارے حق پر خمس سے تو بہتر ہے پس احتمال ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو اور یہ بعید ہے اس واسطے کہ آیت **فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ** جنگ بدر میں نازل ہوئی اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے پہلے غنیمت سے خمس نکالا جو پہلے مشرکین سے لوٹ لائے تھے پس احتمال ہے کہ حصہ خمس الخمس کا اور وہ حق قرابتوں کا تھا فے مذکور سے نہ پہنچا تھا قدر خدمتگار کو جن کو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مانگا پس اس کا حق اس سے نہایت کم تھا اگر ان کو خدمتگار دیتے تو لازم آتا تصور پنج حصے باقی حقداروں کے جو مذکور ہوئے ہیں اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام مقدم کرے بعض مستحق خمس کے کو اوپر بعض کے اور زیادہ تر مستحق کو پھر جو اس سے کم ہو اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے رغبت دلانا آدمی کا اپنے گھر والوں کو جس پر اپنی جان کو اٹھائے قلیل ہونے اور زہد سے دنیا میں اور قناعت کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ تیار کیا ہے اس کو اللہ نے واسطے اپنے دوستوں کے جو صبر کرنے والے ہیں آخرت میں میں کہتا ہوں کہ یہ سب مٹی ہے اس پر جس کو ظاہر ترجمہ چاہتا ہے اور لیکن ساتھ اس احتمال کے جس کو میں نے اخیر ذکر کیا ہے تو نہیں ممکن ہے کہ یہ پکڑا جائے ذکر ایثار سے عدم وقوع استدراک کا خیر میں پس پنج ترک کرنے قسمت کے اور دینے کے ایک کو مستحقین سے سوائے دوسرے کے ایثار آخذ کا ہے ممنوع پر یعنی جس کو حصہ نہیں ملا پس نہیں لازم آتی اس سے نفی استحقاق کی۔ (فتح) یہ مسئلہ مفصل طور سے آئندہ آئے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ يَعْنِي لِلرَّسُولِ قِسْمَ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يَعْطِي.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس تحقیق ثابت ہے واسطے اللہ کے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے یعنی مراد اللہ کی یہ ہے کہ واسطے رسول کے ہے قسمت اس خمس کی جو اللہ کے واسطے ہے یعنی حضرت ﷺ اس خمس کے مالک نہیں بلکہ نسبت اس کی طرف رسول کی اس اعتبار سے ہے کہ اس کی قسمت آپ ﷺ کی سپرد ہے۔ یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو صرف قاسم یعنی بانٹنے والا ہوں اور خازن ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔

فائدہ: یہ اختیار کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا واسطے بعض اقوال کے جو اس کی تفسیر میں وارد ہوئے ہیں اور اکثر اس پر ہیں کہ لام للرسول میں واسطے ملک کے ہے اور یہ کہ واسطے رسول کے خمس الخمس ہے غنیمت سے برابر ہے کہ جنگ میں حاضر ہوں یا نہ ہوں اور کیا حضرت ﷺ خمس کے مالک ہوئے تھے یا نہیں یہ دو وجہیں ہیں واسطے شافعیہ کے اور مائل ہوا ہے طرف ثانی کی امام بخاری رحمہ اللہ نے یعنی مالک نہیں ہوئے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے اور قاضی اسماعیل

نے کہا کہ نہیں حجت واسطے اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ خمس یعنی پانچویں حصے کے مالک ہوتے ہیں ساتھ اس آیت کے **فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ** اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا کہ سوال کرتے ہیں تجھ کو مال غنیمت سے تو کہہ کہ غنیمت واسطے اللہ کے ہے اور رسول کے اور اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ خمس کے فرض ہونے سے پہلے غازیوں کو غنیمت دیا کرتے تھے موافق اپنے اجتہاد اور رائے کے پس جب خمس فرض ہوا تو ظاہر ہوا کہ چار خمس غنیمت کے غازیوں کے واسطے ہیں نہیں شریک ہوتا ان کو کوئی بچ ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت خمس کی حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہوئی تو واسطے اشارت کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں واسطے غنمین کے اس میں حق بلکہ وہ اس کی رائے کے سپرد ہے اور اسی طرح جو آپ ﷺ کے بعد امام ہوا اور اجماع ہے اس پر کہ لام اللہ میں واسطے تبرک کے ہے۔

۲۸۸۲۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے سو انصاری نے کہا کہ میں اس کو اٹھا کر حضرت ﷺ کے پاس لایا اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ میں قاسم ٹھہرایا گیا ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حصین راوی نے کہا کہ میں بھیجا گیا ہوں قاسم تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس نے چاہا کہ اس کا نام قاسم رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

۲۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ وَقَتَادَةَ سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَلَدَ لِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهُ عَلَىٰ عُنُقِي فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ وَلَدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا. قَالَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ حُصَيْنٌ بَعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي.

فائدہ: بیان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اختلاف کو شعبہ پر تو انصاری نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا تھا یا قاسم اور اشارہ

کیا طرف راجح ہونے اس بات کے کہ اس نے اس کا نام قاسم رکھا چاہا تھا ساتھ روایت سفیان ثوری کے امش سے اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۸۸۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا چاہا تو انصار نے کہا کہ نہیں کنیت رکھتے ہم تیری ابو القاسم اور نہیں ٹھنڈا کرتے ہم آنکھ تیری کو ساتھ اس کے تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام رکھا تو انصار نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں رکھتے اور تیری آنکھ کو اس کے ساتھ ٹھنڈا نہیں کرتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ انصار نے بہت اچھا کہا نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں تو بانٹنے والا ہوں۔

۲۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وَلَدَ لِرَجُلٍ مِّنَا غُلَامٌ فَسَمَاهُ الْقَاسِمُ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نَنَعِمُكَ عَيْنًا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نَنَعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُوءًا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ.

۲۸۸۴۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور ہمیشہ یہ امت غالب رہیں گے اپنے مخالفوں پر یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور حالانکہ وہ غالب ہوں گے۔

۲۸۸۴۔ حَدَّثَنَا جِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مَعَاوِيَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ وَاللَّهِ الْمُعْطَى وَأَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ اللہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ مطابق ہے حدیثوں باب کے۔

۲۸۸۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو نہیں دیتا اور تم سے نہیں روکتا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں رکھتا ہوں جہاں مجھ کو حکم ہوتا ہے یعنی نہ

۲۸۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

میں کسی کو دیتا ہوں اور نہ میں کسی سے روکتا ہوں مگر ساتھ حکم اللہ کے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيَكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

۲۸۸۶۔ خولہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ بیشک جو لوگ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں یعنی ناحق لوٹتے کھاتے ہیں تو ان کے لیے قیامت میں آگ ہے۔

۲۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي عِيَّاشٍ وَاسْمُهُ نَعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ناحق تو یہ عام تر ہے اس سے کہ ہوساتھ قسمت کے اور ساتھ غیر اس کے اور ساتھ اس وجہ سے کہ مناسب ہوگی حدیث ترجمہ کو، کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث خولہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور ممکن ہے کہ لی جائے آپ ﷺ کے اس قول سے کہ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق یعنی بغیر قسمت حق کے اور لفظ اگرچہ عام ہے لیکن خاص کیا ہے ہم نے اس کو ساتھ قسمت کے تاکہ اس سے ترجمہ سمجھا جائے میں کہتا ہوں کہ نہیں حاجت طرف قید اعتذار کے اس واسطے کہ قول آپ ﷺ کا بغیر حق کے داخل ہے اس کے عموم میں صورت مذکورہ پس صحیح ہے ساتھ اس کے حجت پکڑنی اور شرط ہونے قسمت کے بیچ اموال نے اور غنیمت کے ساتھ حکم عدل کے اور پیروی کرنی اس چیز کی کہ کتاب اور سنت میں ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ لانے اس کے ڈرانا اس شخص کا جو مخالف ہو اور مستفاد ہوتا ہے ان حدیثوں سے کہ اسم اور صفتی بہ کے درمیان نسبت ہے لیکن نہیں لازم آتا اس سے پایا جانا اس کا سب صورتوں میں اور یہ کہ جو لے غنیمت کے مال سے کچھ ناحق یا منع کریں اس کو اہل اس کے سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ تمہارے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے بہت غنیوں کا کہ تم ان کو لو گے پس جلدی عطا کی تم کو، یہ آیت اخیر تک۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِلَّتْ لَكُمْ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾.

فائدہ: یہ آیت بالاتفاق اہل حدیبیہ کے حق میں اتری اور جب حدیبیہ سے پھرے تو خیبر کو فتح کیا کما سیاتی۔

پس یہ غنیمت کے مال عام مسلمانوں کے واسطے ہیں یعنی لڑنے والوں کے یہاں تک کہ بیان کریں اس کو رسول ﷺ کہ اس کا کون مستحق ہے اور کون نہیں۔

وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتَّى يَبْيَنَهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوا ہے بیان اس کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جان رکھو جو غنیمت لاؤ تم کچھ تو پانچواں حصہ اس کا ہے واسطے اللہ کے، آخر آیت تک۔

۲۸۸۷۔ عروہ بارتی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں پر خیر وابستہ ہے یعنی اجر اور غنیمت قیامت کے دن تک۔

۲۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ لِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَنْعَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ حدیث جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اجر اور غنیمت۔

۲۸۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی بادشاہ وہاں نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

۲۸۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُفَقَّنَ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوة میں آئے گی اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے اور تحقیق خرچ کیے گئے خزانے ان کے بیچ غنیمتوں کے۔ (فتح)

۲۸۸۹۔ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.
 ۲۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا
 هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ
 حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَجَلْتُ لِي الْغَنَائِمُ.

فائدہ: اس کی شرح تیم میں گزر چکی ہے۔

۲۸۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
 مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ
 فِي سَبِيلِهِ لَا يَخْرُجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ
 وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بَأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ
 يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا
 نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

فائدہ: اس کی شرح اول جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ساتھ ثواب کے یا غنیمت کے۔ (فتح)
 ۲۸۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا
 ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيُّ
 مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعُنِي رَجُلٌ
 مَلَكَ بَضْعُ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَّبِعَنِي بِهَا
 وَلَمَّا بَيْنَ بَهَا وَلَا أَحَدُ بَنِي بَبُوتَا وَلَمْ يَرْفَعْ
 سُقُوفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خِلْفَاتٍ
 وَهُوَ يَنْتَظِرُ وَلَدَهَا فَغَزَا فَدَنَّا مِنَ الْقَرْيَةِ

۲۸۹۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
 میرے لیے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔

۲۸۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا
 کہ اللہ ضامن ہو گیا ہے اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا
 نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ اللہ میں جہاد کی نیت نے
 اور آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن
 ہوا ہے کہ بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو اس کے وطن میں
 پھیر لائے گا ساتھ ثواب کے یا مال غنیمت کے۔

۲۸۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا
 کہ جہاد پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ﷺ نے کیا تو اس نے
 اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے
 نکاح کیا کسی عورت سے اور وہ چاہتا ہوں کہ اس عورت سے
 صحبت کرے اور ابھی تک اس نے اس سے صحبت نہیں کی اور نہ
 چلے جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی تک اس کی چھت بلند نہ کی
 ہو اور نہ وہ شخص میرے ساتھ چلے جس نے بکریاں یا اونٹیاں
 کا بھن خریدی ہوں اور وہ ان کے چننے کا امیدوار ہو پھر وہ
 پیغمبر جہاد کو چلا تو عصر کے وقت یا قریب عصر کے اس کے

صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ
لِلشَّمْسِ إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللَّهُمَّ
أَحْسِبْهَا عَلَيْنَا فَحَبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ
فَجَمَعَ الْعَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَغْيَى النَّارَ لِنَأْكُلَهَا
فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا
فَلْيَبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ
رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُولُ فَلْيَبَايِعْنِي
قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ
فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُولُ فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ
رَأْسٍ بِقَرَّةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا فَجَاءَتْ
النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْعَنَائِمَ رَأَى
ضَعْفَنَا وَعَجَزَنَا فَأَحْلَاهَا لَنَا.

گاؤں میں یعنی اریحا میں پہنچا تو پیغمبر ﷺ نے سورج سے کہا
کہ تو بھی حکم بردار ہے اور میں بھی حکم بردار ہوں الہی سورج کو
میرے اوپر تھوڑا سا روک رکھ تو سورج ڈوبنے سے رک گیا
یہاں تک کہ لڑائی فتح ہو گئی حضرت ﷺ نے فرمایا تو لوگوں
نے جمع کی جو غنیمت پائی تھی پھر آگ متوجہ ہوئی کہ غنیمت کے
مال کو جلا دے تو اس نے نہ جلایا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں
میں چوری ہے تو چاہیے کہ مجھ سے بیعت کرے ہر گروہ کا ایک
آدمی سو ان لوگوں نے بیعت کی تو ایک مرد کا ہاتھ پیغمبر کے
ہاتھ سے چٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تمہارے گروہ میں چوری ہے
تو چاہیے کہ تیرا تمام گروہ مجھ سے بیعت کرے تو اس گروہ نے
بیعت کی تو پیغمبر کا ہاتھ دو یا تین مرد کے ہاتھ سے چٹ گیا
پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تم نے چرایا ہے
تو انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکالا اور اس کو غنیمت
کے مال میں رکھا اور وہ مال زمین پر رکھا تو آگ متوجہ ہوئی اور
اس کو آگ جلا گئی پھر اللہ نے ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں کہ
اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو غنیمت کو ہمارے لیے
حلال کیا۔

فائدہ: یہ پیغمبر یوشع بن نون ہیں جیسے کہ احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں
بند ہوا سورج کسی آدمی کے لیے مگر یوشع بن نون کے لیے اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم
ہوا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ جائے تو ان کو حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کا صندوق اپنے ساتھ اٹھالے جائے تو ان
کی قبر معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ صبح صادق نکلنے لگی اور انہوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا یہ کہ ان کے ساتھ صبح
صادق کے وقت چلے گا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی یہ کہ تاخیر کرے طلوع فجر کو یہاں تک کہ فارغ ہوں
یوسف علیہ السلام کے کام سے تو یہ حدیث پہلی حدیث کے حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ حصر واقع
ہوا ہے بیچ حق یوشع کے ساتھ سورج کے پس نہیں نفی کرتا اس کی کہ روکا جائے طلوع فجر کا واسطے غیر ان کے کے اور
ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی رات کی صبح کو حضرت ﷺ نے قریش کو خبر دی کہ تمہارا قافلہ سورج ڈوبنے

سے پہلے آئے گا تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج روکا گیا یہاں تک کہ قافلہ کے میں آیا تو یہ حدیث بھی اس حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ وہ حصر محمول ہے اس چیز پر جو گزر چکی ہے واسطے اگلے پیغمبروں کے پہلے ہمارے حضرت ﷺ سے پس نہیں روکا گیا سورج مگر یوشع کے لیے پس نہیں نفی اس میں اس کی کہ روکا جائے بعد اس کے ہمارے حضرت ﷺ کے لیے اور نیز طحاوی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر سو گئے اور عصر کی نماز علی سے فوت ہو گئی تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج پھیرا گیا یہاں تک کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی پھر غروب ہوا اور یہ بڑا عظیم معجزہ ہے اور ابن جوزی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے لیکن یہ ابن جوزی کی خطا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خندق کے دن حضرت ﷺ کے لیے سورج پھیرا گیا کما تقدّم۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لیے روکا گیا جبکہ وہ گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول رہے یہاں تک سورج غروب ہوا اور یہ کہا کہ میں بھی مامور ہوں اور تو بھی مامور ہے تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ امر بمعادات کا امر تسخیر کا ہے اور امر عقلا کا امر تکلیف کا ہے اور خطاب ان کا واسطے سورج کے احتمال ہے کہ حقیقت پر ہے اور بے شک اللہ نے اس میں تمیز پیدا کی جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ سورج ہر دن چڑھنے کے لیے اجازت چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطور استحصار اس کے کہ جی میں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ نہیں ممکن ہے پھر اس کا عادت اپنی سے مگر ساتھ خرق عادت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ سورج اس جگہ کس طرح روکا گیا پس بعض کہتے ہیں کہ اپنے درجوں پر پھیرا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ کھڑا کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حرکت سست ہو گئی اور ان سب وجہ کا احتمال ہے لیکن تیسری وجہ ارجح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر کرنا عاجزی کا آگے اللہ کے واجب کرتا ہے ثبوت فضل کو اور اس میں خاص ہونا اس امت کا ہے ساتھ حلال ہونے غنیمت کے اور اس کی ابتدا جنگ بدر کے دن سے ہوئی اور اسی کے حق میں یہ آیت اتری کہ کھاؤ تم جو غنیمت لاؤ حلال پاک پس حلال کی اللہ نے اس امت کے لیے غنیمت اور بیچ تنقید کے ساتھ عدم دخول کے وہ چیز ہے کہ سمجھی جاتی ہے کہ امر بعد دخول کے بخلاف اس کے ہے پس دونوں امروں میں فرق ظاہر ہے اور اگرچہ اکثر اوقات دخول کے بعد بھی دل کا تعلق بدستور رہتا ہے لیکن نہیں وہ جیسے کہ پہلے دخول کے ہے اکثر اوقات اور دلالت کرتی ہے تعیم پر بیچ سب کاموں دنیاوی کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ایک روایت میں نہ زیادتی سے کہ واسطے اس کے حاجت ہو رجوع میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امور نہیں لائق ہیں یہ کہ سپرد کئے جائیں گے مگر واسطے فارغ البال کے اس لیے کہ جس کے لیے کچھ تعلق اکثر اوقات اس کی نیت ضعیف ہوتی ہے اور کم ہوتی ہے رغبت اس کی اطاعت میں اور دل جب متفرق ہو تو اعضا کا فعل ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور جب دل جمع تو قوی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے لوگ بھی جہاد کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کے مال لوٹ لاتے تھے لیکن اس میں دست اندازی

نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو جمع کرتے تھے اور نشانی ان کے جہاد کی قبول ہونے یہ تھی کہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا دیتی تھی اور علامت عدم قبول کی یہ ہے کہ آسمان سے آگ نہ اترتی تھی اور عدم قبول کے اسباب سے یہ ہے کہ اس میں چوری واقع ہو اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ نے اس امت پر اور رحمت کی واسطے بزرگ ہونے پیغمبر ان کے نزدیک اس کے پس حلال کیا واسطے ان غنیمت کو اور چھپایا ان کے چوری کو اور دور کی ان سے فضیحت عدم قبول کی پس اللہ کے لیے سب تعریفیں ہیں ہر نعمت پر کہ ہاتھ آئے اور اس میں معاقبہ جماعت کا ہے ساتھ فعل ان کے بے وقوفوں کے اور یہ کہ احکام پیغمبروں کے کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر باطن کے جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر ظاہر کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے **إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ** الخ اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اوپر جواز جلانے مال مشرکوں کے یعنی کافروں کے جبکہ نہ پائے یہ کہ پہلے پیغمبروں کے شرع ہمارے لیے شرع ہے جبکہ نہ وارد ہوتا رخ اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْغَنِيمَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْوُقُوعَةَ.
غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو۔

۲۸۹۳۔ اسلم ﷺ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر نہ ہوتی رعایت پچھلے مسلمانوں کی جو ابھی پیدا نہیں ہوئی تو فتح ہوتا کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو غازیوں میں تقسیم کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا۔

۲۸۹۳۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

فائدہ: یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اگر ایسا کیا جائے تو نہ باقی رہے گی کوئی چیز واسطے ان لوگوں کے جو اس کے پیچھے پیدا ہوں گے اور اسلام کی مدد کریں گے پس مقرر کیا ان پر خراج اور محصول زمینوں کا تاکہ اگلے پچھلے لوگ سب اس سے فائدہ پائیں اور وجہ لینے اس کے کی ترجمہ سے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بھی تصریح کی ہے ساتھ اس چیز کے دلالت کرتا ہے اس پر یہ اثر مگر عارض ہوئے واسطے اس کے حسن نظر پچھلے مسلمانوں کے لیے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ زمین کے خاص کر پس واجب کیا اس کو مسلمانوں پر اور مقرر کیا ان پر خراج جو ان کی مصلحت جمع کرے اور عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت پر **وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ** الآية اور ایک روایت میں ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے زمین کا تو معاذ نے ان کو کہا کہ اگر تو اس کو تقسیم کرے گا تو سب زمین لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی پس پھرے گی طرف ایک مرد کی اور ایک عورت کی اور ان کے بعد ایک لوگ آئیں گے جو اسلام کے خلل کو بند کریں گے

پس نہ پائیں گے کچھ چیز پس کوئی ایسا امر سوچ کہ پہلے پچھلے سب لوگ اس سے فائدہ پائیں تو عمر رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ بات آئی کہ زمین تقسیم نہ کریں سو مقرر کیا اس پر خراج کو غازیوں کے لیے اور جوان کے بعد پیدا ہوں اور جو اس کے سوائے تھا وہ خاص غنیمت لانے والوں کے لیے رہا اور یہی قول ہے جمہور کا کہ اس میں اور کسی کا حق نہیں سوائے غازیوں کے جو غنیمت لا دیں اور ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ جب دارالاسلام سے لشکر کی مدد کے لیے جدا ہو پس پہنچیں ان کے پاس بعد فتح ہونے کے تو وہ غازیوں کے ساتھ غنیمت میں شریک ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے اشعریوں کے جبکہ آئے ساتھ جعفر کے خیر سے اور ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے اس شخص کے لیے کہ نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں مانند عثمان کی پس اشعریوں کے قصے کا جواب تو آئندہ آئے گا اور اپر جواب قصے عثمان کے سے اور جو اس کی مانند ہے تو اس سے جمہور نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ عثمان کے نہ ساتھ اس کے جو اس کی مانند ہو دوم یہ کہ حکم اس وقت تھا جبکہ سب غنیمت حضرت ﷺ کے لیے تھی نزدیک نازل ہونے اس آیت کے۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ۔ پھر اس کے بعد یہ آیت اتری وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ۔ پس ہوئے چار خمس غنیمت کے واسطے غنیمت لانے والوں کے سوم یہ کہ یہ بر تقدیر اس کے ہوئے سو یہ واقعہ بعد فرض خمس کے پس وہ محمول ہے اس پر کر دیا اس کو خمس سے اور اس کی طرف میل کی ہے بخاری نے چہارم فرق کرنا ہے درمیان اس شخص کے کہ ہو چاہی ایسی حاجت کے کہ متعلق ہے ساتھ لشکر کے یا ساتھ اجازت امام کے پس حصہ دے اس کو برخلاف غیر اس کے کہ اور یہ مشہور مذہب مالک کا ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ نہیں تقسیم کیا حضرت ﷺ نے بیچ غیر اس شخص کے کہ حاضر ہوا لڑائی میں مگر بیچ خیر کے پس وہ مستثنیٰ ہے اس سے پس نہ گردانا جائے اصل کہ قیاس کیا جائے اوپر اس کے پس تحقیق تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے کشتی والوں کے واسطے شدت حاجت ان کی کے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے جو کچھ اشعریوں کو دیا وہ اہل غنیمت کی رضامندی سے دیا ہو اور یہ سب اس غنیمت میں ہے کہ منقول ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے حضرت ﷺ نے خیر کو تقسیم کیا تو مراد یہ ہے کہ بعض خیر کو نہ کل خیر کو اور یہ اشارہ ہے طرف اس روایت کی کہ حضرت ﷺ نے جب خیر کو تقسیم کیا تو جدا کیا آدھے اس کے کو واسطے حاجتوں اپنی کے اور واسطے اس چیز کے کہ آپ ﷺ کے ساتھ اتری اور تقسیم کیا نصف باقی کو درمیان مسلمانوں کے اور نہ تھے مسلمانوں کے خدمتگار اور کارندے پس وہ نصف یہودیوں کے حوالے کیا تا کہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھم آدھ بانٹ لیں اور جو نصف اپنے واسطے جدا کیا تھا وہ وہ تھا جو صلح سے فتح ہوا اور جو تقسیم کیا تھا وہ وہ تھا جو غلبے اور قہر سے فتح ہوا تھا اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، ابن نمیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب یہ باندھا ہے الْغَنِيمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوُقُوعَ اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے وقف ہونے زمین کے کو جو غنیمت لائی گئی اور یہ ضد ترجمہ کی ہے پھر جواب دیا اس نے

کہ مطابق واسطے ترجمہ کے قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ جس طرح تقسیم کیا حضرت ﷺ نے خیر کو پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف ترجیح قسمت ناجزہ کی اور حجت اس میں یہ ہے کہ آنے والا جو نہیں پایا گیا ہنوز نہیں مستحق ہے کسی چیز کو غنیمت حاضرہ سے ساتھ اس دلیل کے کہ جو جنگ سے غیر حاضر ہے وہ نہیں مستحق ہے کسی چیز کو بطریق اولیٰ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہو تطبیق کا درمیان اس چیز کے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو اور درمیان اس چیز کے کہ اس سے آئی ہے کہ وقف کی جائے زمین ساتھ حمل کرنے اول کے کہ اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ غیر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ.
جو غنیمت کے واسطے لڑے کیا اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے؟

۲۸۹۴۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ ایک مرد غنیمت کے واسطے لڑتا ہے اور ایک مرد اس واسطے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو جس کو سمعہ کہتے ہیں اور ایک اس واسطے لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی اپنی شجاعت دکھانے کے لیے لوگوں کو جس کو ریا کہتے ہیں سوان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

۲۸۹۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَغْرَابِيُّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ مَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ قصد غنیمت کا نہیں ہوتا منافی واسطے اجر کے اور نہ ناقص کرنے والا جبکہ قصد کرے ساتھ اس کے اعلائے کلمۃ اللہ کا اس واسطے کہ سبب نہیں مستلزم ہے حصر کو اس واسطے ثابت ہوتا ہے حکم واحد ساتھ اسباب متعدّدہ کے اور اگر قصد غنیمت کا اعلاء کے قصد کے منافی ہوتا تو آتا جواب عام مثلاً اس طرح کہتے کہ جو غنیمت کے واسطے لڑے وہ اللہ کی راہ میں نہیں اور اس تقدیر میں بعد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اجر کا کم ہونا نسبتی امر ہے کما تقدم پس جس کا قصد محض اعلاء کلمۃ اللہ کا ہو وہ نہیں ہے مانند اس کی جو ملائے ساتھ اس قصد کے دوسرے قصد کو غنیمت سے ہو یا غیر اس کے سے اور ابن نمیر نے اور جگہ میں کہا کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو خاص غنیمت کے واسطے لڑے پس نبی وہ اللہ کی راہ میں اور یہ کہ نہیں اجر ہے واسطے اس کے پس کس طرح ترجمہ باندھتا ہے واسطے اس کے ساتھ نقص اجر کے اور جواب اس کا وہ ہے جو اوپر گزرا۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ
لَمَنْ لَمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ.

تقسیم کرنا امام کا اس چیز کو کہ اس کے پاس آئے یعنی اہل
حرب سے اور چھپا رکھے واسطے اس شخص کے کہ نہ حاضر
ہو وہ اس کے پاس یعنی بیچ مجلس قسمت کے یا غائب ہو
اس سے یعنی بیچ غیر شہر قسمت کے۔

فائدہ: ابن میر نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے چیز کے کہ مشہور ہے درمیان لوگوں کے کہ ہدیہ واسطے اس شخص کے
ہے کہ جو حاضر ہو۔ (فتح)

۲۸۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَهْدَيْتَ لَهُ أَقْبِيَّةً مِنْ دِيْبَاجٍ مُزْرَرَةٍ
بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ
وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةِ بْنِ نَوْفَلٍ
فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنُ الْمِسُورِ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَامَ
عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَسَمِعَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَأَخَذَ قَبَاءً
فَتَلَقَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَرْزَارِهِ فَقَالَ يَا أَبَا
الْمِسُورِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ يَا أَبَا الْمِسُورِ
خَبَأْتُ هَذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شِدَّةٌ
وَرَوَاهُ ابْنُ عُثَيْبٍ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ
وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ
عَنِ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ
عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

۲۸۹۵۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے
حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن کو سونے کے تکے
لگے تھے تو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں
تقسیم کیا اور ان میں سے ایک قبائے خرمہ کے واسطے جدا کر رکھی
سو وہ آئے اور ان کے ساتھ مسور بن خرمہ تھے اور دروازے
پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کو بلاؤ
تو آپ ﷺ نے ان کی آواز سنی تو قبائے کر اس کو آگے بڑھ
کر آئے اور آگے آئے اور اس کو ساتھ تکوں کے یعنی تاکہ اس
کی خوبی اس کو دکھائیں تو فرمایا کہ اے مسور کے باپ یہ قبائیں
نے تیرے واسطے چھپا رکھی اور یہ خرمہ کی خوشخت تھی۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو
قبائیں ہدیہ بھیجیں اور یہ قول اس کا کہ یہ قبائیں نے تیرے لیے چھپا رکھی اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے ابن بطل

نے کہا کہ جو چیز کہ بھیجی گئی طرف حضرت ﷺ کی مشرکین کی طرف سے پس حلال ہے واسطے آپ ﷺ کے لینا اس کا اور جائز ہے آپ ﷺ کو ہبہ کرنا اس کا جس کو چاہیں اور مقدم کریں ساتھ اس کے جس کو چاہیں مانند فنی کی اور ابھر جو لوگ آپ ﷺ کے بعد ہیں پس نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہدیہ بھیجا گیا طرف آپ ﷺ کی اس واسطے آپ ﷺ اس کے امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِيبَةَ وَالنَّصِيرَ وَمَا أُعْطِيَ مِنْ ذَلِكَ فِي نَوَاتِبِهِ.

۲۸۹۶۔ اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے انصار ٹھہراتے واسطے حضرت ﷺ کے درخت کھجوروں کے یعنی حضرت ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے یہاں تک کہ قرظہ اور نصیر کے قلعے کو فتح کیا تو فتح کے بعد حضرت ﷺ وہ درخت ان کو پھیر دیتے تھے یعنی جو درخت انصار آپ ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے۔

۲۸۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَاتِ حَتَّى افْتَسَحَ قُرَيْبَةَ وَالنَّصِيرَ فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور اس میں بیان ہے واسطے کیفیت ترجمہ کے اور حاصل قصہ کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی نصیر کی زمین اس قسم سے تھی کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر اور وہ زمین حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھی لیکن اختیار کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے مہاجرین کو اور حکم کیا ان کو یہ کہ پھیر دیں انصار کو وہ چیز کہ تھے سلوک کرتے ان کو ساتھ اس کے جبکہ مدینے میں ان کے پاس آئے اور ان کے پاس کچھ نہ تھا تو دونوں فریق اس کے ساتھ بے پرواہ ہوئے پھر قرظہ کا قلعہ فتح ہوا جبکہ انہوں نے عہد توڑا پس محاصرہ کیے گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتری اور تقسیم کیا حضرت ﷺ نے ان کی زمین کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں اور دیا اپنے حصے سے اپنی حاجتوں میں یعنی اپنی بیویوں کے خرچ میں اور مہمانوں وغیرہ میں اور باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں میں خرچ کرتے تھے واسطے سامان جہاد کے۔ (فتح)

برکت غازی کی بیچ مال اس کے زندگی میں اور مرنے کی حالت میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور حاکموں کے۔

۲۸۹۷۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہوئے زبیر رضی اللہ عنہ دن جنگ جمل کے (مراد ساتھ اس کے قصہ

بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلَاةِ الْأَمْرِ.

۲۸۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ أَحَدَكُمْ هِشَامُ بْنُ

مشہور ہے جو علی مرتضیٰ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان واقع ہوا اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اس میں موجود تھے اور اس کو جنگ جمل اس واسطے کہا گیا کہ یعلیٰ بن امیہ صحابی رضی اللہ عنہ مشہور ان کے ساتھ تھے تو سوار کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اوپر بڑے اونٹ کے جس کو سواشریوں سے خریدا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ صف میں کھڑی ہوئیں پس جوان کے ساتھ تھے وہ ہمیشہ اونٹ کے گرد لڑتے رہے یہاں تک کہ اونٹ کی کونچیں کاٹی گئیں پس واقع ہوئی شکست اور یہ واقع جمادی الاول میں چھتیسویں سال تھا) تو میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے تحقیق شان یہ ہے کہ نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم یا مظلوم (یعنی ظالم اپنے دشمن کے نزدیک اور مظلوم اپنے نفس کے نزدیک اس واسطے کہ ہر ایک دونوں فریق سے تاویل کرتا تھا کہ وہ صواب پر ہے یا نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم اس معنی سے کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ جلد بھیجے گا واسطے ظالم کے ان میں سے عقوبت یا نہ مقتول ہوگا آج مگر مظلوم یعنی اس نے گمان کیا کہ اللہ اس کو جلد شہادت دے گا اور ظن کیا اس نے دونوں تقدیروں پر کہ وہ مظلوم مقتول ہوگا) اور میں نہیں گمان کرتا اپنے آپ کو مگر کہ آج مظلوم مارا جاؤں گا (اور تحقیق یہ بات ٹھیک ہوئی اس واسطے کہ وہ دھوکے سے مارے گئے بعد اس کے یاد دلایا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے پس پھرے لڑائی سے اور ایک مکان میں سو گئے تو ناگہاں بنی تمیم کے ایک مرد نے ان کو مار ڈالا پس روایت ہے کہ جب دونوں صفیں آپس میں ملیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زبیر کہاں ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے پس زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حدیث یاد دلائی تو حضرت ﷺ نے تجھ کو فرمایا تھا کہ تو ابنت علی سے لڑے گا اور

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بَنِي إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ وَإِنِّي لَا أَرَانِي إِلَّا سَاقِلُ الْيَوْمِ مَظْلُومًا وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي أَفْتَرَى يُبْقَى دِينُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بَنِي بَعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَأَوْضِ بِالْثُلُثِ وَلِلَّهِ لِبَنِيهِ يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ثُلُثُ الثُّلُثِ فَإِنْ فَضَّلَ مِنْ مَالِنَا فَضَّلْ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لَوْلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ وَازَى بَعْضُ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَيْنٍ وَتَسَعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَجَعَلَ يُوصِيُنِي بِدِينِهِ وَيَقُولُ يَا بَنِي إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ يَا أَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دِينِهِ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ فَقِيلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدْعُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرْضَيْنَ مِنْهَا الْعَابَةُ وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ لَا

وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا
 وَلِيَّ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جَبَايَةَ خَرَجٍ وَلَا شَيْئًا
 إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِي غَزْوَةٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ
 وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 الزُّبَيْرِ فَحَسِبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدِّينِ
 فَوَجَدْتُهُ أَلْفِي أَلْفٍ وَمِائَتِي أَلْفٍ قَالَ فَلَقِي
 حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ
 يَا ابْنَ أَخِي كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدِّينِ
 فَكَنَّمَهُ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيمٌ وَاللَّهِ
 مَا أَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهَذِهِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ
 اللَّهِ أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفِي أَلْفٍ وَمِائَتِي
 أَلْفٍ قَالَ مَا أَرَأَيْتَ تُطِيقُونَ هَذَا فَإِنْ
 عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي قَالَ
 وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ
 أَلْفٍ قَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفٍ أَلْفٍ وَسِتِّ
 مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى
 الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُؤَاظِمْنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ
 بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ
 أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْنَاهَا لَكُمْ
 قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا
 فِيمَا تَوَخَّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ
 لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ
 اللَّهِ لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَى هَاهُنَا قَالَ قَبَاعَ مِنْهَا
 فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ

حالانکہ تو ظالم ہوگا تو زبیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث سن کر جنگ سے پھر
 آئے) اور مجھ کو زیادہ تر فکر اپنے قرض کی ہے کیا پس تو گمان
 کرتا ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال سے کچھ چیز باقی چھوڑے
 گا یعنی کیا قرض ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی رہے گا تو
 زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بیٹے ہمارے مال کو بیچ کر ہمارا
 قرض ادا کر دینا اور وصیت کی زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ تہائی مال
 کے اور تہائی اس تہائی کے واسطے اولاد اسکی کے یعنی اولاد
 عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی کہا کہ تہائی کو تین حصے کر پس اگر قرض
 ادا کرنے کے بعد ہمارے مال سے کچھ باقی رہے تو اس کو اپنی
 اولاد کے واسطے تین حصے کر یعنی پس تہائی کو ان میں سے پھر
 تین حصے کر ایک حصہ اپنی اولاد کو دے اور باقی دو تہائیاں اللہ
 کی راہ میں خیرات کر اور پہلے ثلث کی دو تہائیاں وارثوں کے
 واسطے ہیں ہشام نے کہا اور عبد اللہ کی بعض اولاد زبیر رضی اللہ عنہ کی
 اولاد کے برابر تھی یعنی عمر میں اپنے چچوں کے برابر تھی یعنی
 خبیب اور عباد اور اس دن زبیر رضی اللہ عنہ کی نو بیٹیاں تھیں اور نو
 بیٹے تھے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو زبیر رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے قرض کی
 وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے میرے بیٹے اگر تو قرض
 کی کسی چیز کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو مدد مانگ اس پر
 میرے مولا سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی
 کہ میں نے معلوم نہ کیا کہ مولا سے ان کی کیا مراد ہے یہاں
 تک کہ میں نے کہا کہ اے ابا جان آپ کا مولیٰ کون ہے تو
 انہوں نے کہا کہ اللہ، سو قسم ہے اللہ کی نہیں واقع ہوا میں کسی
 مشکل میں ان کے قرض سے مگر کہ میں نے کہا کہ اے زبیر
 کے مولیٰ اس کا قرض اس کی طرف سے ادا کر دے تو اللہ نے
 اس کا قرض ادا کیا پس شہید ہوئے زبیر اور نہ چھوڑا انہوں نے

کوئی دینار اور نہ درہم مگر زمیناں بعض ان زمینوں سے غابہ ہے جو ایک بڑی زمین مشہور ہے مدینے او چانوں سے اور گیارہ گھر مدینے میں اور دو گھر بصرے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر مصر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قرض ان پر تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ کوئی مرد مال لا کر اس کے پاس امانت رکھنا چاہتا تھا تو زیر کہتے تھے کہ میں امانت نہیں رکھتا لیکن یہ قرض ہے پس تحقیق میں اس کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہوں اور نہیں متولی ہوئے زیر سرداری کے کبھی اور نہ لینے خراج کے اور نہ کسی چیز کے مگر جہاد میں ہوتے تھے ساتھ حضرت ﷺ کے یا ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے (یعنی اکثر مال ان کا نہیں حاصل ہوا ان وجہوں سے جو تقاضا کرتی ہیں بدلتی کو ساتھ اصحاب ان کے کے بلکہ تھا کسب ان کا غنیمت سے اور روایت ہے کہ ان کے ہزار غلام تھے۔ جو ان کی طرف خراج ادا کرتے تھے) عبد اللہ بن زبیر نے کہا سو میں نے حساب کیا جو ان پر قرض تھا تو میں نے اس کو بائیس لاکھ پایا سو حکیم بن حزام عبد اللہ بن زبیر سے ملے تو انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے میرے بھائی پر یعنی زبیر پر کتنا قرض ہے؟ تو عبد اللہ نے اس کو چھپایا اور کہا کہا ایک لاکھ حکیم نے کہا کہ قسم ہے اللہ میں نہیں گمان کرتا کہ تمہارے مال اتنے قرض کی گنجائش رکھیں یعنی اس قلیل مال سے اتنا قرض ادا نہیں ہو سکے گا تو عبد اللہ نے اس کو کہا کہ اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا کیا چاہیے تو حکیم نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ تم اس کو ادا کر سکو پس اگر تم کچھ قرض سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد مانگو اور زبیر نے غابہ کی زمین کو ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدا تھا تو عبد اللہ نے اس کو سولہ لاکھ سے بیچا یعنی گویا کہ

وَنَصَفُ فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْدِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قَوْمَتِ الْعَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةِ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنَصَفُ قَالَ الْمُنْدِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَنَصَفُ قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ فَلَمَّا فَرَّغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَائِهِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ أَقْسَمُ بَيْنَنَا مِيرَاثًا قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَقْسَمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أَنْادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلُّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعِ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرَفَعَ الثَّلَاثَ فَأَصَابَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ.

اس نے اس کو سولہ حصے کیا پھر عبد اللہ کھڑا ہوا اور کہا کہ جس کا زیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس غار میں آئے تو عبد اللہ بن جعفر اس کے پاس آیا اور اس کا زیر پر چار لاکھ درہم تھا تو اس نے عبد اللہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم معاف کر دوں عبد اللہ نے کہا کہ ہم معاف کرانا نہیں چاہتے پھر اس نے کہا کہ اگر تم تاخیر چاہو تو ان میں تاخیر کرو یعنی مہلت کے ساتھ دے دینا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تاخیر نہیں کرتا تو عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ ایک قطعہ زمین کا میرے لیے جدا کرو تو عبد اللہ بن زیر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے لیے اس جگہ سے اس جگہ تک ہے راوی نے کہا پس بیچا عبد اللہ نے یعنی غابہ سے اور گھروں سے نہ تنہا غابہ سے یعنی اس لیے کہ ان کا قرض بائیس لاکھ تھا اور اس نے غابہ کو سولہ لاکھ سے بیچا تھا بائیس لاکھ اس سے ادا نہ ہو سکتا تھا سو عبد اللہ نے ان کو بیچ کر زیر کا قرض ادا کیا اور سب ادا کر دیا اور باقی رہے اس سے ساڑھے چار حصے سو عبد اللہ بن زیر معاویہ کے پاس آیا اور معاویہ کے پاس عمرو بن عثمان اور منذر بن زیر اور ابن زمعہ تھے تو معاویہ نے عبد اللہ سے کہا کہ تو نے اپنی غابہ کی کتنی قیمت کی اس نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ سے معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ اس نے کہا کہ ساڑھے چار حصے تو منذر نے کہا کہ میں نے ایک حصہ لاکھ سے اور عمرو نے کہا کہ میں نے یہ ہی ایک حصہ لاکھ سے لیا اور ابن زمعہ نے کہا کہ میں نے بھی ایک حصہ لاکھ سے لیا تو معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ عبد اللہ نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ معاویہ نے کہا میں اس کو ڈیڑھ لاکھ سے لیا راوی نے کہا اور عبد اللہ بن جعفر نے اپنا حصہ (یعنی جو اس کو زیر کے قرض میں غابہ سے ملا تھا) معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ کو بیچا یعنی

تو ان کو دو لاکھ نفع ہو سو جب ابن زبیر اس کے قرض کے ادا کرنے سے فارغ ہوا اور زبیر کی اولاد نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کر دے تو عبد اللہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں تقسیم کروں گا میں درمیان تمہارے یہاں تک کہ موسم حج میں چار سال پکاروں کہ خبردار ہو کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کو دا کریں راوی نے کہا عبد اللہ نے موسم حج میں ہر سال پکارنا شروع کیا سو جب چار سال گزر چکے تو باقی مال ان کے درمیان تقسیم کیا راوی نے کہا اور زبیر کی چار بیبیاں تھیں اور تیسرا حصہ وصیت کا نکالا گیا تو ہر ایک عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ جب ہر عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو چاروں عورتوں کا حصہ اڑتالیس لاکھ ہو اور یہ آٹھواں حصہ کل ترکہ کا ہے اور جب اڑتالیس لاکھ کو آٹھ میں ضرب کیا تو حاصل ضرب تین کروڑ چوراسی لاکھ ہوا اور یہ دو تہائیاں کل ترکہ کی ہیں اور جب وصیت کی تہائی کو اور ایک کروڑ بیانوے لاکھ ہے اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو ہوگا تمام مال اس کا بنا بر اس کے پانچ کروڑ پچھتر لاکھ یعنی قرض کو اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو چھیانوے لاکھ اصل پر (کہ وہ پانچ کروڑ دو لاکھ ہیں) زیادہ ہوگا اور اس کی اور اصل میزان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اور ابن بطلال نے اس پر تنبیہ کی ہے لیکن اس شبہ کا اس نے جواب نہیں دیا اور دمیاطی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ قول راوی کا کہ پس تمام مال زبیر کا پانچ کروڑ دو لاکھ تھا صحیح ہے اور مراد ساتھ اس کے قیمت اس چیز کی ہے کہ چھوڑا اس نے اس کو پیچھے اپنے نزدیک مرنے اپنے کے اور یہ کہ جو چیز کہ اس پر زیادہ ہے اور وہ چھیانوے لاکھ ہے اس اعتبار سے کہ جب اڑتالیس لاکھ کو جو آٹھواں حصہ ہے آٹھ میں ضرب کیا جائے اور پھر تہائی وصیت کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا پھر قرض کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو حاصل ہوگا پانچ کروڑ اور آٹھانوے لاکھ اور حاصل ہوا یہ مال زائد منافع عقار اور زمینوں کے سے بیچ اس مدت کے کہ تاخیر کی اس میں ابن زبیر نے تقسیم ترکہ کے کے واسطے براءت چاہنے کے قرض سے اور یہ توجیہ نہایت عمدہ ہے اور یا کہا جائے کہ راوی سے عورتوں کے حصے بیان کرنے میں وہم ہو گیا ہے کہ اصل میں ہر عورت کا حصہ دس دس لاکھ تھا اور راوی نے وہم سے اس کو بارہ بارہ لاکھ بیان کر دیا پس اندریں صورت بھی حساب اصل میزان کے مطابق ہوگا اور اس حدیث

میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا وصیت کا نزدیک حاضر ہونے اس امر کے کہ خوف کیا جائے اس سے فوت ہونے کا یہ کہ جائز ہے واسطے وصی کے تاخیر کرنا قسمت کا یہاں کہ پورا ادا کیا جائے قرض میت کا اور جاری جائیں وصیتیں اس کی اگر ہو واسطے اس کے تہائی اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے برائت چاہنی قرض کے امر سے اور قرض خواہوں سے پہلے قسمت کے اور یہ کہ تاخیر کرے اس کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور نہیں پوشیدہ یہ کہ وارثوں کی اجازت پر موقوف ہے نہیں تو جو طلب کرے قسمت کو بعد ادا کرنے قرض کے جس کے ساتھ علم واقع ہو تو ترکہ تقسیم کیا جائے اور نہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز متوہم کی پس اگر اس کے بعد کوئی چیز ثابت ہو تو اس سے پھیر لیا جائے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا ضعف اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس قصے کے واسطے مالک کے جس جگہ کہ مالک نے کہا کہ مدت مفقود کی چار برس ہیں۔ اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تحقیق زیر نے سوائے اس کے نہیں کہ اختیار کیا تاخیر کو چار برس اس لیے کہ شہر وسیع جن کی طرف سے لوگ کئے مدینے میں آتے ہیں اس وقت چار تھے یمن اور عراق اور شام اور مصر پس بنا کی اس نے اس پر کہ نہیں متاخر رہتے لوگ ہر طرف کہ اکثر اوقات میں حج سے زیادہ میں سال سے پس حاصل ہوگا استیعاب ان کا بیچ مدت چار سال کے اور ان سے بیچ طول مدت کے پہنچے گی خبر اس شخص کو کہ ان کے سوائے ہیں طرفوں زمین کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ چار سال وہ غایت ہیں آحاد میں اس باعتبار اس چیز کے کہ ممکن ہے کہ مرکب ہوں اس سے عشرات اس لیے کہ اس میں ایک ہے اور دد اور تین اور چار اور مجموع ان سب کا دس ہیں اور اختیار کیا اس نے موسم حج کو اس لیے کہ اس میں تمام ملکوں کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ کہ جائز ہے دیر کرنی ساتھ ادا کرنے قرض کے جبکہ ترکہ نقد نہ ہو اور نہ اختیار کرے قرض خواہ مگر نقد کو اور یہ کہ جائز ہے وصیت کرنی واسطے پوتوں کے جبکہ ان کے حاجب یعنی باپ موجود ہوں اور یہ کہ قرض مانگنا مکروہ نہیں جو ادا کرنے پر قادر ہو اور یہ کہ جائز ہے خریدنا وارث کا ترکہ سے اور یہ کہ بیہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبض کے اور یہ کہ نہیں نکالتا یہ مال کو پہلے کے ملک سے اس لیے کہ ابن جعفر نے ابن زبیر سے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں اپنا قرض جو زبیر پر ہے تجھ کو معاف کر دوں تو ابن زبیر اس سے باز رہا اور اس میں بیان ہے ابن جعفر کی سخاوت کا واسطے آسان جاننے اس کے کی ساتھ اتنے مال عظیم کے اور یہ کہ جو شخص پیش کرے کسی پر یہ کہ بیہ کرے اس کو کچھ چیز اور وہ باز رہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ بیہ کرنے والا اپنے بیہ میں رجوع کرتا ہے اور ایپر باز رہنا ابن زبیر کا پس وہ محمول ہے اس پر کہ باقی وارثوں نے ٹھہرایا تھا اس کو اوپر اس کے اور معلوم کیا اس نے کہ غیر بالغ نافذ کریں گے اس کو واسطے اس کے جبکہ بالغ ہوں گے اور جواب دیا ہے ابن بطلان نے بایں طور کہ نہیں یہ امر محکوم بہ سے نزدیک جھگڑے کے اور سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے بیچ شرف نفوس کے اور محاسن اخلاق کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن زبیر نے اٹھایا تھا سب قرض کو اپنے ذمے میں اور لازم کیا اپنے اوپر ادا کرنے اس کے کو اور راضی ہوئے باقی ساتھ اس کے اس

لیے کہ اگر وہ راضی نہ ہوتے تو نہ فائدہ دیتا ان کو ترک کرنا بعض اصحاب قرض کا قرض اپنے کو واسطے ناقص ہونے موجود کے بیچ اس حالت کے وفا سے واسطے ظاہر ہونے قلت اس کے اور کثیر ہونے قرض کے اور اس میں مبالغہ زہیر کا ہے بیچ احسان کے لیے دوستوں اپنے کے اس لیے کہ وہ راضی ہوا ساتھ اس کے کہ محفوظ رکھی ان کے لیے ان کی امانتوں کو بیچ غیبت ان کے اور قائم ہوا ساتھ وصیتوں ان کی کے اور اولاد ان کی کے بعد مرنے ان کے کے مورثہ اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے یہاں تک کہ احتیاط کی واسطے اموال ان کی کے بطور امانت کے یا وصیت کے بایں طور کہ توصل کرتا تھا ساتھ کر لینے ان کے کے اپنے ذمے میں باوجود نہ محتاج ہونے اس کے کے طرف ان کے غالب میں اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کرتا تھا ان کو ہاتھ سے اپنے ذمے میں واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ حفاظت مالوں کے ان کے لیے اور ابن بطلان نے کہا کہ یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ ان کو اس مال کے منافع حاصل ہوں اور اس کے اس قول میں نظر ہے اس لیے کہ وہ موقوف ہے اس پر کہ وہ تھے تصرف کرتے بیچ اس کے ساتھ تجارت کے اور یہ کہ اس کے مال کی کثرت تو صرف تجارت سے ہوئی تھی اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ خلاف اس کا ہے اس لیے کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو البتہ ہوتا ہو مال جس کو اپنے مرنے کے وقت پیچھے چھوڑا وفا کرنے والا قرض کو اور زیادہ ہوتا اوپر اس کے اور واقع میں یہ ہے کہ وہ مال قرضوں سے بہت ہی کم تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت کر دی بایں طور کہ خریداروں کے دل میں اس کے خریدنے کی رغبت ڈال دی یہاں تک کہ اس کی قیمت کئی گنا زیادہ ہو گئی پھر سرایت کی اس برکت نے طرف عبداللہ بن جعفر کے جبکہ ظاہر ہوا اس سے اس قصے میں مکارم اخلاق سے یہاں تک کہ اس کو اپنے حصے سے دو لاکھ فائدہ ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں کراہت بیچ بہت کرنے بیبیوں کے اور رکھے بہت زیادہ غلاموں کے اور اس میں برکت عقار اور زمین کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع دنیاوی اور اخروی سے بغیر مشقت کے اور داخل ہونے کے مکروہ میں مانند لغو کے کہ واقع ہوتی ہے بیچ خرید و فروخت کے اور اس میں منزلت زہیر کی ہے نزدیک نفس اپنے کے اور یہ کہ وہ اس حالت میں تھا بیچ غایت وثوق کے ساتھ اللہ کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے اور راضی ہونے کے ساتھ حکم اس کے کی اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے جی میں حق پر تھا اور مصیب تھا قتال میں، اسی لیے کہا اس نے کہ مجھ کو زیادہ فکر اپنے قرض کا ہے اور اس میں شدت امر دین کی ہے اس لیے کہ مثل زہیر کے ساتھ ان لوگوں کے کہ پہلے گزری ہیں اور ثابت ہیں اس کے لیے مناقب ڈرا وجوہ مطالبہ اس شخص کے سے کہ اس کے واسطے حق ہے بعد موت کے اور یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا مجاز کا کلام میں بہت۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ
أَوْ أَمَرَهُ بِالْمَقَامِ هَلْ يُسَهَّمُ لَهُ.
جب امام کسی ایسی کو کسی حاجت میں بھیجے اس کو اپنے شہر میں ٹھہرنے کے ساتھ حکم کرے تو کیا اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی ساتھ غازیوں کے یا نہیں۔

۲۸۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
حَدَّثَنَا عُفْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ
عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ.

۲۸۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے نہیں
کہ غیر حاضر رہے عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے پس تحقیق شان یہ
ہے کہ حضرت ﷺ کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار
تھیں سو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ تحقیق تیرے لیے
ثواب ہے ایک مرد کا ان لوگوں میں جو جنگ بدر میں حاضر
ہوئے اور حصہ اس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں آئے گی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے
اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یا نہیں۔

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ
لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ.

فائدہ: یہ عطف ہے اس ترجمہ پر جو آٹھ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ دلیل ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے
حاجتوں حضرت ﷺ کے ہے اور اس جگہ کہا کہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے اور چند بابوں کے بعد کہا کہ دلیل
ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے امام کے ہے اور تطبیق ان ترجموں میں یہ ہے کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمانوں کے
ہے اور طرف نبی ﷺ کے ہے باوجود متولی ہونے قسمت اس کی کے یہ کہ لیس س سے بقدر حاجت اور ضرورت اپنی
کے اور حکم بعد اس کے اسی طرح متولی ہو امام اس چیز کا کہ تھے متولی ہوتے اس کے حضرت ﷺ اور کرمانی نے بھی
اشارہ کیا ہے طرف طریق تطبیق کے درمیان ان کے پس کہا کہ نہیں تفاوت باعتبار معنی کے اس لیے کہ مسلمانوں کی
حاجتیں حضرت ﷺ کی حاجتیں ہیں اور واسطے امام کے بعد آپ کے میں کہتا ہوں کہ اول یہ ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر
لفظ تراجم کا مخالف ہے اور معنی میں توافق ہے اور حاصل مذہب علماء کے تین سے زیادہ قول ہیں ایک قول اماموں
مخالفت کا ہے کہ لیا جائے خمس اللہ کے سہم سے پھر تقسیم کیا جائے باقی پانچ کو جیسے آیت میں ہے دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا
ہے کہ خمس خمس کا واسطے اللہ کے ہے اور واسطے رسول کے اور چار حصے واسطے مذکورین کے اور تھے حضرت ﷺ نہ دیتے
سہم اللہ کا اور اس کے رسول کا واسطے قربت والوں کے اور نہ لیتے تھے واسطے اپنی جان کے کچھ۔ تیسرا قول زین
العابدین کا ہے کہ تمام خمس واسطے قربت والوں کے ہے اور مراد ساتھ یتامی کے یتیم قربت والوں کے ہیں اور اسی
طرح مساکین اور ابن سبیل۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے لیے ہے پس خمس اس کا خاص آپ کے لیے
ہے اور باقی واسطے تصرف آپ کے کے ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ وہ واسطے امام کے ہے اور تصرف کرے اس میں

ساتھ مصلحت کے جیسا کہ تصرف کرتا ہے نے میں۔ چھٹا یہ کہ مصالح مسلمانوں کے واسطے رکھے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ہوگا بعد حضرت ﷺ کے واسطے قرابت داروں کے اور جو مذکور ہیں بعد ان کے آیت میں۔

مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِضَاعِهِ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنْ الْمُسْلِمِينَ.

یعنی دلیل اس پر کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمان کے ہے وہ چیز ہے کہ سوال کیا قوم ہوازن نے حضرت ﷺ سے بہ سبب رضاعت حضرت ﷺ کے بیچ ان کے یعنی اس لیے کہ حلیہ حضرت ﷺ کی رضاعی ماں انہیں میں سے تھیں پس معاف کرایا حضرت ﷺ نے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اور تحقیق ذکر کیا بخاری نے قصہ ہوازن کا مسور کے طریق سے لیکن اس میں رضاعت کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور اس میں ہے کہ احسان کر ان عورتوں پر جن کا تو دودھ پیا کرتا تھا۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَقْرِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمْسِ وَمَا أُعْطِيَ الْأَنْصَارَ وَمَا أُعْطِيَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ تَمْرَ خَيْبَرَ.

اور نیز اس کی دلیل وہ چیز ہے کہ تھے حضرت ﷺ وعدہ کرتے لوگوں سے یہ کہ دیں ان کو فے کے مال سے اور زیادہ دینا پانچویں حصے سے ہے اور جو کچھ کہ دیا حضرت ﷺ نے انصار کو اور جو دیا جابر بن عبد اللہ ﷺ کو خبیر کی کھجوروں سے

فائدہ: یہ دونوں فعل حضرت ﷺ کے بھی دلیل ہیں اس پر کہ خمس مسلمانوں کی حاجتوں کے لیے ہے ایہ وعدہ کرنا فے سے پس ظاہر ہوتا ہے حدیث جابر سے اور لیکن حدیث انفال من الخمس کے پس مذکور ہے باب میں ابن عمر کی حدیث سے اور ایہ حدیث عطا انصار کی پس گزر چکی ہے حدیث انس سے قریباً اور ایہ حدیث عطا جابر رضی اللہ عنہ کی۔ خبیر سے پس وہ ابوداؤد کی حدیث میں ہے اور اس کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے ساتھ بخاری نے باب باندھا ہے ایک ٹکڑا ہے اس سے۔

۲۸۹۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدُ

۲۸۹۹۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے اپنی حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو کے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ نہایت پسند میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو دونوں چیزوں

هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ
أَمْوَالَهُمْ وَسَبَّيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ
أَصْدَقُهُ فَأَخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا
السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ
بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ انْتِظَرَ آخِرَهُمْ بَضْعَ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ
حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ
إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا
نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَتْنِي عَلَى اللَّهِ
بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ
هَؤُلَاءِ قَدْ جَاؤُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ
أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ مِنْ أَحَبِّ أَنْ يُعْطِبَ
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى
حَظِّهِ حَتَّى نَعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفِيءُ اللَّهُ
عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَبَّيْنَا ذَلِكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ
أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ
فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ
أَمْرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ
ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَبَّيُوا وَأَذِنُوا

سے ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال اور میں نے تمہاری
انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے دس دن سے زیادہ ان کی
انتظار کی تھی جبکہ طائف سے پلٹے سو جب ان کو یقین ہوا کہ
نہیں پھیر دیں گے ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں سے
توانہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہماری
بیوی بچے ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے
ہوئے سوائد کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد
اور صلوة کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے یہ بھائی آئے تو بہ کر
کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا کہ
ان کے بیوی بچے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں جو جس شخص کو تم
میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی
اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے
چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا
دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے یعنی غنیمت
سے تو چاہے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے دے تو
اصحاب نے کہا یا حضرت ہم سب راضی ہیں ساتھ اس کے یعنی
ساتھ پھیر دینے قیدیوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم
نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور
کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا
حال ہم سے آکر ظاہر کریں سو لوگ لوٹ گئے اور ان کے
چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھر
آئے اور آپ کو خبر دی کہ سب لوگ راضی ہیں اور سب نے
اجازت دی پس یہ ہے جو کچھ پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں
سے۔

فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا عَنْ سَبِي هَوَازِنَ.

فائدہ: یہ حدیث وکالت میں گزر چکی ہے۔

۲۹۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ

قَالَ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكَلْبِيُّ

وَأَنَا لِحَدِيثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ عَنْ زَهْدِم

قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَأَتَانِي ذَكَرٌ

دَجَاجَةٌ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ

أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ

فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدَرْتُهُ

فَحَلَفْتُ لَا أَكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَاخِذْ نَعْمَ

عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمْتُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ

فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا

أَحْمِلُكُمْ وَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمْتُ بَنَهَبِ إِبِلٍ فَسَالَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ

النَّفَرِ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غَرِ

الدَّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يَبَارِكُ

لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا

فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِيتَ قَالَ لَسْتُ

أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي

وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ

فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ

خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُمَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والہ در میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ

۲۹۰۰۔ زہد مؒ سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰؓ کے پاس

تھے تو مرغی کا ذکر آیا اور ان کے نزدیک ایک مرد بنی تمیم سے تھا

جو سرخ تھا گویا کہ موالی سے تھا تو ابو موسیٰؓ نے اس کو کھانے

کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو دیکھا کہ ایک چیز

کھاتی تھی سو میں نے اس کو مکروہ جانا سو میں نے قسم کھائی کہ

اس کو نہ کھاؤں گا تو ابو موسیٰؓ نے کہا آپ سے میں حدیث

بیان کروں میں تجھ کو اس کے حال سے ہم اشعری چند لوگ

حضرت مؒ کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو حضرت مؒ

نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہیں

میرے پاس وہ چیز جس پر میں تم کو سوار کروں پھر حضرت مؒ

کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو آپ نے ہمارا حال پوچھا

سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ تو حکم کیا واسطے ہمارے

ساتھ پانچ اونٹوں سفید اور بلند کوہان والوں کے سو جب ہم

چلے تو ہم نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہم کو اس میں برکت نہ

ہوگی تو ہم حضرت مؒ کی طرف پھر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم

نے آپ سے سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو سواری دیں تو آپ نے

قسم کھائی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے سو آپ بھول

گئے جو ہم کو سواری دی فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی

لیکن اللہ نے تم کو سواری دی اور قسم ہے اللہ کی تحقیق میں ان

شاء اللہ نہیں قسم کھاؤں گا کسی بات پر پھر مجھ کو اس بات کے

سوائے اور کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر کہ کروں گا وہ چیز جو بہتر

ہے اور حلال کروں گا اس کو یعنی کفارہ دے کر قسم توڑ لوں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والہ در میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ

انہوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے کچھ سواری نہ پائی جس پر ان کو سوار کریں پھر آپ کے پاس کچھ غنیمت آئی تو آپ نے ان کو غنیمت کے اونٹوں پر سوار کیا اور وہ محمول ہے اس پر کہ سوار کیا حضرت ﷺ نے ان کو اس چیز پر کہ خاص تھی ساتھ پانچویں حصے کے اور چونکہ آپ کے وسطے تصرف تھا ساتھ عجیز کے بغیر تطیق کے تو اسی طرح جائز ہے واسطے آپ کے تصرف ساتھ عجیز اس چیز کے کہ معلق کی۔ (فتح)

۲۹۰۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی جانب بھیجا کہ اس میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو وہ بہت اونٹ غنیمت لائے تو ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے یعنی بطور انعام کے۔

۲۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ لَفَعِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سِيَاهُمُ اثْنَى عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفِلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نفل اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو غازی کے حصے سے زیادہ دی جاتی ہے اور اختلاف کیا ہے راویوں نے کہ تقسیم اور تحفیل دونوں اس لشکر کے امیر کی طرف سے تھیں یا حضرت ﷺ کی طرف سے یا ایک ایک سے اور ایک ایک سے پس روایت ابن اسحاق کی صریح ہے اس میں کہ تحفیل یعنی حصے سے زیادہ دینا امام کی طرف سے تھا اور تقسیم حضرت ﷺ کی طرف سے تھی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تحفیل بھی امیر کی طرف سے تھی پھر حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا نووی نے کہا کہ زیادہ دیا ان کو لشکر کے سردار نے اور حضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لشکر سے کوئی جماعت جدا ہو کے کچھ غنیمت لائیں تو وہ غنیمت سب کے واسطے ہے ابن عبد البر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے فقہا کو بیچ اس کے کہ جب سب لشکر نکلے اور ایک جماعت اس سے جدا ہو اور نہیں مراد ہے ساتھ لشکر کے جو بیٹھا ہوا ہے اسلام کے شہروں میں پس نہیں ہے وہ شریک اس لشکر کو جو دشمن کے شہروں کی طرف نکلے بلکہ کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جدا ہونے والا لشکر اس لشکر سے جس میں امام ہے جدا ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو غنیمت لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ قائل ہیں ساتھ شریک ہونے لشکر کے واسطے ان کے جبکہ ہوں قریب ان سے کہ ان کو ان کی مدد پہنچے جبکہ ان کو حاجت ہو اور یہ قید امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں ہے اور ابراہیم خضعی نے کہا کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ زیادہ دے چھوٹے لشکر کو جو غنیمت لایا ہو سوائے باقی لشکر کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تھا ہے اور اس میں مشروع ہونا تحفیل کا ہے اور معنی اس کے تخصیص اس شخص کی نہیں جس کو اثر ہے لڑائی میں ساتھ کچھ مال کے لیکن خاص کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے

ساتھ حضرت ﷺ کے سوائے اس کے جو آپ ﷺ کے بعد ہیں ہاں اور مکروہ رکھا ہے مالک نے یہ کہ ہوساتھ شرط کے لشکر کے امیر سے مانند اس کی کہ رغبت دلائے لڑائی کی اور وعدہ دے کہ زیادہ دے چوتھائی کو تہائی تک یعنی علاوہ حصے سے جو سارے لشکر کے ساتھ ملتا ہے اور اس نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ لڑائی اس وقت دنیا کے واسطے ہے پس نہیں جائز ہوگی مثل اس کی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حکایت کرتا ہے اجماع کو اس کے مشروع ہونے پر اور تحقیق اختلاف کیا ہے علماء نے کہ تفہیل اصل غنیمت سے ہے یا خمس سے یا خمس الخمس سے یا سوائے خمس کے یہ کئی قول ہیں اور تین قول پہلے شافعی کا مذہب ہے اور اصح ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ خمس الخمس ہے اور نقل کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے وہ شاذ ہے نزدیک ان کے ابن بطلال نے کہا کہ حدیث باب کی رد کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ زیادہ دیے گئے نصف سدس کا اور یہ اکثر ہے خمس الخمس سے اور یہ ظاہر ہے ابن نمیر نے اس کو اور واضح کیا پس کہا کہ اگر ہم فرض کریں کہ وہ سو آدمی تھے تو ان کو بارہ سواونٹ حاصل ہوئے ہوں گے اور ہوگا خمس اصل سے تین سواونٹ اور پانچواں حصہ ان کا ساٹھ اونٹ ہیں اور حدیث صریح ہے کہ وہ ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے تو سب تفہیل اونٹ سو ہوں گے اور جب خمس الخمس ساٹھ اونٹ ہوئے تو سو آدمی کو ایک ایک اونٹ پورا نہ آئے گا اور اسی طرح جو عدد فرض کیا جائے کہا اس نے اور تحقیق بیقرا کیا ہے بعضوں کو اس الزام نے پس دعویٰ کیا اس نے کہ سب غنیمت بارہ اونٹ تھے پس کہا گیا واسطے اس کے کہ پس خمس اس کا تین اونٹ ہوں گے تو اس سے لازم آیا کہ سریہ کل تین آدمی تھے ابن نمیر نے کہا کہ یہ سہو ہے تفریع مذکور پر بلکہ لازم آتا ہے کہ ہو کم ایک مرد سے بھی بنا بر اس کے کہ زیادہ دینا خمس الخمس سے ہے اور بعض شافعیہ جو اس کے قائل ہیں کہ نفل خمس الخمس سے ہے کہتے ہیں کہ بعض لشکر کو زیادہ دیا تھا اور بعض کو نہیں دیا تھا اور تحقیق آیا ہے کہ وہ دس آدمی تھے اور یہ کہ وہ ایک سو پچاس اونٹ غنیمت لائے تھے پس نکلا ان میں سے خمس اور وہ بیس ہیں اور تقسیم کیا ان پر باقی کو پس ہوئے واسطے ہر ایک کے بارہ بارہ اونٹ پھر ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے بنا بر اس کے پس زیادہ دیے گئے شلٹ خمس کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ثابت ہو تو نہ ہوگا اس میں رد واسطے اس احتمال کے کہ اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دس میں چھ آدمیوں کو زیادہ دیا گیا ہو اور کہا اوزاعی اور احمد اور ابو ثور وغیرہ نے کہ نفل اس غنیمت میں سے ہے اور کہا مالک اور ایک جماعت نے کہ نہیں نفل مگر خمس سے اور خطابی نے کہا کہ اکثر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نفل اصل غنیمت سے ہے اور جو چیز باب کی حدیث کے قریب ہے یہ ہے کہ وہ خمس سے ہے اس واسطے کہ منسوب کیا اس نے بارہ کو طرف حصوں ان کے کی پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ تحقیق مقرر ہو چکا تھا واسطے ان کے استحقاق ان کا چار خمسوں سے جو ان پر تقسیم ہوئے تھے پس باقی رہے گا نفل خمس سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زیادہ دیا حضرت ﷺ نے ایک لشکر کو جس کو نجد کی طرف بھیجا تھا اونٹوں سے جو غنیمت لائے تھے سوائے حصے ان کے کے غنیمت سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی جو مالک نے روایت

۲۹۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا
اللِّثُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْفِلُ بَعْضَ
مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً
سِوَى قِسْمِ عَامَةِ الْجَيْشِ.

فائدہ: اور مسلم نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ پانچواں حصہ واجب ہے بیچ ان سب کے اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے کہ نفل خمس سے ہے اور نہ غیر اس کے سے بلکہ وہ محتمل ہے واسطے ہر قول کے ہاں اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے تخصیص بعض لشکر کی ساتھ زیادہ دینے کے سوائے بعض کے ابن دقیق العید نے کہا کہ واسطے حدیث کے تعلق ہے ساتھ مسائل اخلاص کے بیچ اعمال کے اور یہ جگہ دقیق ماخذ کی ہے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ تنفیل واقع ہوتی ہے واسطے ترغیب کے بیچ زیادتی عمل کے اور مخاطرہ کے جہاد میں اور لیکن یہ ان کو قطعاً مضرنہ ہوا اس واسطے کہ یہ ان کے لیے حضرت ﷺ سے صادر ہوا پس دلالت کی اس نے کہ بعض مقاصد جو خارج ہیں محض تعبد سے نہیں قدح کرتے اخلاص میں۔ (فتح)

۲۹۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو
 أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي
 بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 بَلَّغْنَا مَخْرَجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مَهَا جَرِينَ إِلَيْهِ أَنَا
 وَأَخْوَانُ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمُ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ
 وَالْأَخَرُ أَبُو رُحْمٍ إِمَّا قَالَ فِي بَضْعٍ وَإِمَّا قَالَ
 فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوْ الثَّانِي وَخَمْسِينَ
 رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَالْقَيْنَا
 سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَالَقْنَا
 جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ
 جَعْفَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بَعَثَنَا هَاهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا مَعَنَا
 فَأَقِمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَالَقْنَا النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ
 فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ
 لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا
 لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ
 جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

۲۹۰۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو
 حضرت ﷺ کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم
 ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف نکلے یعنی میں اور میرے دو
 بھائی اور میں سب سے چھوٹا تھا اور ایک ابو بردہ اور دوسرا ابو
 رہم یا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند لوگوں میں یا کہا کہ تین یا
 باون مردوں میں اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے سو
 ہماری کشتی نے ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف ڈالا سو جمع ہوئے
 ہم ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے نزدیک نجاشی کے تو
 جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حضرت ﷺ نے اس جگہ بھیجا ہے اور
 حکم کیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو تو
 ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو اکٹھے
 ہوئے ہم ساتھ حضرت ﷺ کے جبکہ آپ ﷺ نے خیبر کو فتح
 کیا تو ہم کو اس سے حصہ دیا اور نہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے
 واسطے کسی کے کہ فتح خیبر سے غائب ہوا اس سے کچھ چیز مگر
 واسطے اس کے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی
 والوں کے لیے ساتھ جعفر کے اور اصحاب اس کے کے تقسیم کیا
 واسطے ان کے ساتھ ان کے۔

فائدہ: اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہی کلام اخیر ہے ابن مزیر نے کہا کہ باب کی
 حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر پس تحقیق ظاہر ہے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے حضرت ﷺ نے
 اصل غنیمت سے نہ جس سے اس واسطے کہ اگر یہ حصہ جس سے ہوتا تو نہ ہوتے واسطے ان کے ساتھ اس کے خصوصیت
 اور حدیث ناطق ہے ساتھ خصوصیت کے لیکن وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ جب جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ اجتہاد
 کرے اور جاری کرے اپنے اجتہاد کو اخلاص اربعہ میں جو خاص ہیں ساتھ غازیوں کے پس تقسیم کرے اس سے
 واسطے اس شخص کے کہ نہیں حاضر ہوا لڑائی میں تو جاری کرنا اس کا اپنے اجتہاد کو بیچ جس کے نہیں مستحق ہے اس کا کوئی

فخص معین اگرچہ مستحق ہے اس کو ایک قسم مخصوص اولیٰ ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو ساتھ رضا مندی باقی لشکر کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو فسخ سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ بخاری کے اور لیکن قول ابن منیر کا کہ اگر یہ فسخ سے ہوتا تو نہ ہوتی اس جگہ تخصیص پس ظاہر ہے لیکن احتمال ہے کہ ہو فسخ سے اور خاص کیا ان کو ساتھ اس کے سوائے غیر ان کے کے ان لوگوں میں سے جن کی شان سے تھا کہ فسخ سے دیے جائیں اور احتمال ہے کہ دیا ان کو تمام غنیمت سے اس واسطے کہ پہنچے وہ تقسیم ہونے سے پہلے اور بعد جمع ہونے اس کے اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور یہ احتمال ترجیح پاتا ہے ساتھ قول اس کی کے کہ حصہ دیا ان کو اس واسطے کہ جو فسخ سے دیا جاتا ہے نہیں کہا جاتا اس کے حق میں کہ اُسْمَهُ لَهٗ یعنی حصہ دیا ان کو مگر بطور مجاز کے اور نیز اس واسطے کہ سیاق کلام کا چاہتا ہے افتخار کو اور استدعا کرتا ہے اختصاص کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی واسطے غیر ان کی کے۔ (فتح)

۲۹۰۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی تین بار دونوں ہاتھ بھر بھر کر دوں گا تو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا سو جب بحرین کے ملک سے مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والے کو حکم کیا تو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت ﷺ پر قرض ہو یا جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے تو میں ان کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین بار دیا اور سفیان اپنے دونوں ہاتھ بھرنے لگے پھر ہم کو کہا اسی طرح کہا ہمارے واسطے ابن مکتدر نے اور جابر نے ایک بار کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے مال مانگا تو انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو

۲۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَنِي مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَجِئْ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا فَآتَيْنَهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَحَنَّا لِي ثَلَاثًا وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْنُو بِكَفِّهِ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هَكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَآتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ آتَيْنَاهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ آتَيْنَاهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي

نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تم سے مانگا تھا تو تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا سو یا تو مجھ کو دیتا ہے یا مجھ سے بخل کرتا ہے صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کہتا ہے کہ مجھ سے بخل کرتا ہے نہیں منع کیا میں نے تجھ کو ایک بار مگر میں نے چاہا کہ تجھ کو دوں یعنی لیکن کوئی شغل مجھ کو مانع ہوا سفیان نے کہا اور حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی نے محمد بن علی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر کر دیے اور کہا گن تو میں نے ان کو پانچ سو درہم پایا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور لے لے اور ابن منکدر نے کہا کہ کوئی بیماری بخل سے بدتر نہیں۔

لَمْ سَأَلْكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَإِنَّمَا أَنْ تُعْطِنِي وَإِنَّمَا أَنْ تَبْعَلَ عَنِّي قَالَ قُلْتَ تَبْعَلَ عَنِّي مَا مَنَعَكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيكَ قَالَ سَفِيَانٌ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَتَّى لِي حَاشِيَةٌ وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ فَحَدَّثَ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَآيٌ ذَايَ أَذَوُا مِنَ الْبُخْلِ.

فائدہ: اور تحقیق گزر چکی ہے کفالے میں توجہ وفا کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی واسطے وعدوں حضرت ﷺ کے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے وعدے کا خلاف کرنا جائز نہیں پس یہ نازل ہے بجائے ضمان کے صحت میں اور بعض کہتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو بطور نفل کے کیا تھا اور ان پر اس کی قضا لازم نہ تھی اور جو باب انجام الوعدہ میں گزرا وہ اولیٰ ہے اور یہ کہ نہیں دعویٰ کیا تھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ کے ذمہ اس کا قرض ہے پس نہ مطالبہ کیا ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ گواہ کے اور پورا کیا گیا یہ واسطے اس کے بیت المال سے جس کا امر امام کی رائے کے سپرد ہے اور یہی مراد ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اور ساتھ اسی کے باب باندھا ہے اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ مؤخر کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دینا جابر رضی اللہ عنہ کو یہاں تک کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے جو کچھ کہا یا تو واسطے کسی امر اہم کے تھا یا اس واسطے کہ اس کو حرص پر باعث ہو یا مثل اس کی بہت مسائل نہ ہو جائیں اور ان کی مراد مطلق منع کی نہ تھی اور ظاہر وارد کرنا ابام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس جگہ یہ ہے کہ مصرف اس کا نزدیک ان کے مصرف خس کا ہے۔ (فتح)

۲۹۰۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ ہجرانہ میں غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ ناگہاں ایک مرد نے آپ ﷺ سے کہا کہ انصاف کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بد بخت ہوا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

۲۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ

اعْدِلْ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ شَفِيتُ اِنْ لَمْ اَعْدِلْ.

فائدہ: اس کے معنی ظاہر ہیں اس میں کوئی اعتراض نہیں اور شرط نہیں مستلزم ہے وقوع کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ غیر عادلوں سے نہیں تاکہ آپ ﷺ کے واسطے بدبختی حاصل ہو بلکہ آپ ﷺ عادل ہیں پس نہ بدبخت ہوں گے اور بعضوں نے کہا کہ شقیت میں ت خطاب کی ہے یعنی البتہ بدبخت ہوا تو اے تابع اس واسطے کہ تو پیروی کرتا ہے اس کی جو عدل نہیں کرتا یا اس واسطے کہ تو اعتقاد رکھتا ہے اپنے نبی کے حق میں اس قول کو جو ادنیٰ مومن سے صادر نہیں ہوتا چہ جائے کہ نبی سے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا مَنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ.

بیان ہے اس چیز کا کہ احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر بغیر اس کے کہ خمس لیں۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے جائز تھا کہ تصرف کریں غنیمت میں ساتھ اس چیز کے کہ دیکھیں اس کو مصلحت پس زیادہ دیتے تھے اس غنیمت سے اور کبھی خمس سے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے پہلے کے ساتھ اس کے کہ تھے حضرت ﷺ احسان کرتے قیدیوں پر اصل غنیمت سے اور کبھی خمس سے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز تھا واسطے آپ ﷺ کے یہ کہ زیادہ دیں اصل غنیمت سے۔ (فتح)

۲۹۰۶۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا تو پھر مجھ سے ان ناپاک گندوں کے حق میں سفارش کرتا تو میں ان کو چھوڑ دیتا۔

۲۹۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِي حَيًّا لَمْ كَلَّمْنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتَهُمْ لَهُ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ احتجاج کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے بیچ حق حضرت ﷺ کے یہ کہ خبر دیں کسی چیز سے کہ اگر واقع ہو تو البتہ کریں اس کو اور وہ جائز نہ ہو پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ احسان کرے قیدیوں پر بغیر خدا کے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں قرار پاتا ملک غنیمت لانے والوں کا غنائم پر مگر بعد قسمت کے اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور شافعی نے کہا کہ مالک ہوتے ہیں ساتھ نفس غنیمت کے اور جواب حدیث باب سے یہ ہے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ وہ غنیمت لانے والوں کی رضامندی سے دیتے تھے اور نہیں حدیث میں جو اس کو منع کرے پس نہیں لائق ہے وہ حجت پکڑنے کے اور واسطے فریقین کے کئی استدلال اور جواب ہیں جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں لیکن ہم ان کو

ذکر نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ حدیث باب سے ماخوذ نہیں نہ بطور نفی کے اور نہ بطور اثبات کے اور بعید جانا ہے حمل مذکور کو ابن نمیر نے کہا کہ پس کہ غنمین کے دل کی رضامندی عقود اختیار یہ سے ہے پس احتمال ہے کہ بعضوں نے اذعان نہ کیا ہو پس کس طرح پکا کیا ہے اس نے قول کو ساتھ اس کے کہ دی ان کو مع آنکہ امر موقوف ہے اوپر اختیار اس شخص کے جو احتمال ہے کہ نہ سماعت کرے میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ باعتبار اس چیز کے کہ پہلے تھی اول امر میں کہ غنیمت اول امر میں تھی خرچ کرتے تھے اس کو جس جگہ چاہتے تھے اور فرض ہونا غنم کا سوائے اس کے نہیں کہ نازل ہوا ہے بعد قسمت غنائم بدر کے کما تقرر پس نہیں حجت ہے اس وقت اس حدیث میں اور تحقیق انکار کیا ہے داؤدی نے دخول تخمیس کا بیج اساری بدر کے پس کہا اس نے کہ نہیں واقع ہوا بیج ان کے سوائے دو امروں کے یا احسان کرنا بغیر مال کے یا ساتھ چھڑوانے کے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا وقوع ایک یا دو چیزوں کے سے اس قسم سے کہ اس میں اختیار دیا گیا ہو منع کرنا تمجیر کا اور تحقیق قتل کیا حضرت ﷺ نے ان میں سے عتبہ بن ابی معیط کو اور یہ دعویٰ کرنا اس کا کہ قریش نہیں داخل ہوتے تلے غلامی کے محتاج ہے طرف دلیل خاص کی۔ (فتح)

باب وَمِنْ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ لِلْإِمَامِ وَأَنَّهُ يُعْطَى بَعْضُ قَرَابَتِهِ دُونَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِي هَاشِمٍ مِنْ خُمْسٍ خَبِيرٌ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَعْصَهُمْ بِذَلِكَ وَلَمْ يَخْصُ قَرِيبًا دُونَ مَنْ هُوَ أَخْرَجَ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الَّذِي أُعْطِيَ لِمَا يَشْكُرُ إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ وَلَمَّا مَسْتَهُمْ فِي جَنْبِهِ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَائِهِمْ.

باب ہے اور دلیل اس کی کہ خمس واسطے امام کے ہے اور یہ کہ وہ دے اپنے بعض قرابت والوں کو سوائے بعض کے وہ چیز ہے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے واسطے اولاد ہاشم کے اور اولاد مطلب سے خمس خبیر سے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تمام قریش کو نہ دیا یعنی بلکہ بعض کو دیا اور نہ خاص کیا حضرت ﷺ نے قرابت والے کو سوائے اس کے کہ اس کو غنیمت کی زیادہ حاجت تھی اگرچہ تھا وہ جس کو دیا تھا بعید تر قرابت میں اس شخص سے کہ اس کو نہ دیا واسطے اس کے کہ شکایت کرتا تھا طرف آپ ﷺ کی حاجت سے۔

فائدہ: یہ تعلیل ہے واسطے دینے اس شخص کے کہ بعید تر ہے قرابت میں اور واسطے تکلیف کے کہ پہنچی ان کو حضرت ﷺ کی جہت سے قوم ان کی سے اور ہم قسموں ان کے سے یعنی ہم قسموں قوم ان کے سے بسبب اسلام کے۔ (فتح)

۲۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ

۲۹۰۷۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان دونوں حضرت ﷺ کی طرف چلے سو ہم نے کہا کہ یا

حضرت ﷺ آپ نے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ آپ سے نسب میں برابر ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی تو ایک ہی چیز ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے اولاد عبد شمس کے اور نہ واسطے اولاد نوفل کے اور اسبق نے کہا کہ عبد شمس اور ہاشم اور مطلب آپس میں بھائی ہیں ماں کی طرف سے اور ان کی ماں عاتکہ بن مرہ ہے اور تھا نوفل بھائی ان کا باپ کی طرف سے۔

الْمَسِيبُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَهَنْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لَأُمٍّ وَأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةٍ وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيهِمْ.

فائدہ: عبد مناف کے چار بیٹے تھے ایک ہاشم دوسرے مطلب تیسرے عبد شمس چوتھے نوفل سو جبیر نوفل سے ہیں اور عثمان عبد شمس سے سو حضرت ﷺ نے ہاشم اور مطلب کی اولاد کو دیا اور عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو نہ دیا اگرچہ نسب میں سب حضرت ﷺ کے برابر ہیں تو یہ اس واسطے ہے کہ مطلب اور ہاشم کی اولاد ایک چیز ہے یعنی ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوئے کفر اور اسلام میں ہمیشہ شریک رہے یہ سبب ہے ان کی خصوصیت کا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعی کے اور جو ان کے موافق ہیں کہ حصہ ذوی القربیٰ کا یعنی جو آیت واعلموا انما غنمتم الاية میں مذکور ہے خاص ہے واسطے اولاد ہاشم اور مطلب کے سوا باقی قرابتیوں حضرت ﷺ کی قریش اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ وہ خاص ہاشم کی اولاد ہیں اور یہی قول ہے زید بن ارقم کا اور ایک گروہ کو فیوں کا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے واسطے لاحق کرنے بنی مطلب کے ساتھ بنی ہاشم کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سب قریش ہیں لیکن امام ان میں سے جس کو چاہے دے اور یہ قول اصح کا ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور اس میں تو ہیں ہے اس شخص کے قول کی جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو صرف ان کو حاجت کے لیے دیا تھا اس لیے کہ اگر ان کو حاجت کے لیے دیتے تو نہ خاص کرتے ایک قوم کو سوائے دوسری کے اور حدیث ظاہر ہے اس میں کہہ دیا تھا ان کو بہ سبب مدد کرنے کے اور جو تکلیف کہ پہنچی ان کو بہ سبب اسلام کے اپنی باقی قوم سے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

اور خلاصہ یہ ہے کہ آیت نص ہے اور مستحق ہونے حضرت ﷺ کے قرابت والوں کے اور وہ ثابت ہے عبد شمس کی اولاد میں اس لیے کہ وہ بھائی اور نوفل کی اولاد میں جبکہ نہ اعتبار کی جائے قرابت ماں کی اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے سبب نکالنے ان کے کے پس بعض کہتے ہیں کہ علت قرابت ہے ساتھ نصرت کے اسی لیے داخل ہوئے بنی ہاشم اور بنی مطلب اور نہ داخل ہوئے۔ بنی عبد شمس اور بنی نوفل واسطے گم ہونے جزو علت کے یا شرط اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ استحقاق بالقرابت ہے اور پایا گیا ساتھ بنی نوفل اور بنی عبد شمس کے مانع اس لیے کہ وہ بنی ہاشم سے لڑے اور تیسرا قول یہ ہے کہ قرنی عام ہی مخصوص ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور ابن بطلال نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے قول شافعی کے کہ خمس الخمس تقسیم کیا جائے درمیان ذوی القربی کے نہ زیادہ دیا جائے مالدار کو فقیر سے اور یہ کہ تقسیم کیا جائے درمیان ان کے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے دے جائیں اور عورت کو ایک حصہ میں کہتا ہوں کہ نہیں حجت ہے سبب اس کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے ایہر اول پس نہیں حدیث میں مگر یہ کہ تقسیم کیا خمس الخمس کو درمیان بنی ہاشم اور مطلب کے اور نہیں تعرض کیا واسطے تجلیل کے اور نہ واسطے عدم اس کے کیے اور جب نہ تعرض کیا تو اصل قسمت میں جبکہ مطلق ہو تسویہ اور تعیم ہے پس حدیث اس وقت حجت ہے واسطے شافعی کے نہ اوپر اس کے اور ممکن ہے پہنچنا طرف تعیم کی بایں طور کہ حکم کرے امام اپنے نائبوں کو ہر ملک میں ساتھ ضبط کرنے اس شخص کے اس میں ہے اور جائز ہے نقل کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کے واسطے حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ خاص ہے ہر طرف ساتھ اس شخص کے کہ اس میں ہے اور ایہر ثانی شق پس نہیں اس میں تعرض واسطے کیفیت قسمت کے لیکن ظاہر اس کا تو یہ ہے اور یہ قول ہے مزنی کا اور ایک گروہ کا پس جو اس کو میراث کی طرح ٹھہراتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور اکثر علماء کا یہ مذہب کہ قسمت میں سبب قرابت والوں کو حصہ دیا جائے بخلاف یتیموں کے پس خاص کئے جائیں ان میں سے فقیر نزدیک شافعی اور احمد کے اور مالک سے روایت ہے کہ عام کرے ان کو دینے میں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ خاص کیا جائے فقیروں کو دونوں قسموں سے اور شافعی کی حجت یہ ہے کہ جب وہ زکوٰۃ سے منع کئے گئے ہیں تو عام کیے جائیں ساتھ سهم کے اور نیز اس لیے کہ وہی قرابت کی جہت سے دیے گئے ہیں بخلاف یتیموں کے کہ وہ خالی جگہ کے بند کرنے یعنی ان کو دفع حاجت کے لیے دیا جاتا ہے واسطے دیئے گئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَخْمَسِ الْأَسْلَابُ۔ باب ہے بیان میں اس شخص جو سلب سے پانچواں حصہ

نہیں نکالتا یعنی جیسے کہ غنیمت میں سے نکالتے ہیں۔

فائدہ: سلب وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے ساتھ لڑنے والے کے ملبوس وغیرہ سے نزدیک جمہور کے یعنی خواہ گھوڑا وغیرہ ہو یا کوئی چیز پہننے کی ہو اور امام احمد سے روایت ہے کہ نہیں داخل ہوتا سلب میں چوپایہ اور شافعی سے روایت ہے کہ سلب خاص ہے ساتھ ہتھیاروں لڑائی کے۔

وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلْبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ
اور جو مسلمان جہاد میں کسی کافر کو مارے تو اس کے اسباب
اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے بغیر اس کے کہ اس سے
پانچواں حصہ نکالا جائے اور حکم کرنا امام کا بیچ اس کے۔

فائدہ: یہ جو کہا بغیر خمس کے تو یہ بخاری کی فقہت سے ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی کہ مسئلہ
میں اختلاف ہے اور وہ اختلاف مشہور ہے اور جس چیز کو ترجمہ باب شامل ہے یہی مذہب جمہور کا اور وہ یہ ہے کہ
قاتل مستحق ہوتا ہے سلب کو برابر ہے کہ لشکر کے سردار نے لڑائی سے پہلے یہ بات کہی ہو کہ جو کسی کافر کو مارے تو اس
کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے یا یہ بات نہ کہی ہو اور یہی ظاہر ابو قتادہ کی حدیث کا جو باب کی دوسری حدیث ہے
اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا فتویٰ ہے اور اخبار ہے حکم شرعی سے اور مالکیہ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہیں مستحق ہوتا
اس کو قاتل مگر یہ کہ امام اس کے واسطے یہ شرط کرے اور مالک سے روایت ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ سلب قاتل
کو دے یا اسے پانچواں حصہ نکالے اور اختیار کیا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے اور اسحاق سے روایت ہے کہ جب
اسباب بہت ہو تو اس سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور کچھ اور ثوری سے روایت ہے کہ مطلق خمس نکالا جائے اور
شافعی سے بھی محکی ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ
لِلَّهِ خُمُسَهُ اور نہیں مستثنیٰ کیا اس سے کسی چیز کو اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس حدیث کے کہ جو کسی کافر کو مار
ڈالے تو اس کے سب اسباب کا مالک مارنے والا ہے پس خاص کیا ہے اس حدیث نے اس عموم کو اور تعاقب کیا گیا
ہے ساتھ اس کہ نہیں فرمائی حضرت ﷺ نے یہ حدیث کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک
مارنے والا ہے مگر دن جنگ حنین کے مالک نے کہا نہیں پہنچی مجھ کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے سوا یہ فرمایا
ہو اور شافعی وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ سے یہ حدیث کئی جگہوں میں مروی ہے ایک تو جنگ بدر کے دن
جیسے کہ باریکی اولیٰ حدیث میں ہے اور ایک جنگ احد کے دن جبکہ حاطب نے ایک کافر کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے
اس کا تمام اسباب اس کو دیا روایت کی یہ حدیث بیہقی نے اور ایک جنگ موتہ میں جبکہ عقیل بن ابی طالب نے ایک
مرد کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کا سب اسباب اس کو دیا پھر یہ بات اصحاب کے نزدیک مقرر ہوئی جیسے کہ روایت
کی ہے مسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ قصے اس کے کے ساتھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اور انکار کرنے
اس کے کی اوپر اس کے بیچ لینے اس کے کے اسباب کو قاتل سے اور جیسے کہ روایت کی ہے حاکم جو بیہقی نے ساتھ
اسناد صحیح کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ بن جحش نے احد کے دن کہا کہ آؤ ہم دعا کریں سو سعد رضی اللہ عنہ نے دعا
کی کہ الہی روزی دے مجھ کو ایک مرد جس کی لڑائی سخت ہو سو میں اس سے لڑوں اور مجھ سے لڑے پھر روزی دے مجھ
کو اس پر فتح یہاں تک کہ میں اس کو مار ڈالوں اور اس کا اسباب لوں اور جیسے کہ روایت کی ہے احمد نے ساتھ اسناد

قوی کے عبداللہ بن زبیر سے کہ تھی صفیہ بیچ قلعة حسان بن ثابت کے دن خندق کے پھر ذکر کی ساری حدیث بیچ قتل اس کے کے یہودی کو اور کہنے اس کے کے واسطے حسان کے اتر اور اس کا اسباب لے تو حسان نے کہا کہ مجھ کو اس کے اسباب کی کچھ حاجت نہیں اور جیسے کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے مغازی میں بیچ قتل کرنے علی مرتضیٰ کے عمرو بن عبد کو دن خندق کے بھی تو عمر نے اس کو کہا کہ تو نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتاری پس تحقیق نہیں واسطے عرب کے بہتر اس سے اور نیز حضرت ﷺ نے حنین کے دن یہ حدیث فرمائی تھی تو لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد فرمائی تھی جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں صریح موجود ہے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے امام کے یہ کہ کہے جو کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تاکہ غازیوں کی نیت ضعیف نہ ہو جائے اور نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے یہ مگر بعد گزرنے لڑائی کے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اس میں کراہت نہیں اور جب اس کو لڑائی سے پہلے کہے یا لڑائی کے درمیان کہے تو مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا۔ (فتح)

۲۹۰۸۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں صف میں کھڑا تھا جنگ بدر کے دن تو میں نے اپنی دائیں بائیں دیکھا تو ناگہان میں نے دو انصار کے لڑکے دیکھے جو نو عمر تھے سو میں نے تمنا کی کہ ہوتا میں درمیان دو شخصوں قوی تر اور دیرینہ سال کے ان دونو جوانوں سے یعنی میں نے شجاعت میں ان کو حقیر جانا کہ جوان نا آزمودہ کار ہیں مبادا بھاگ جائیں اور مجھ کو معیوب کریں تو دونوں میں سے ایک نے مجھ کو چوکا اور کہا کہ اے چچا کیا تو ابو جہل کو پہچانتا ہے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ہاں اے میرے بھتیجے تجھ کو اس کی طرف کیا حاجت ہے اس نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو نہ جدا ہوگا بدن میرا اس کے بدن سے یہاں تک کہ کہ ہم میں سے بہت جلد باز مرے یعنی جس کی موت پہلے آئی اور پہلے مرے گا سو میں نے ایک اس کے کہنے کے سبب سے تعجب کیا کہ بڑی شجاعت اور محبت حضرت ﷺ سے رکھتے ہیں عبدالرحمن نے کہا پھر

۲۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يُوْصُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةً أَسْنَاهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعٍ مِنْهُمَا فَعَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ أَخْبِرْتُ أَنَّكَ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادِي حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ فَعَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِي مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْسَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ قُلْتُ أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي

سَأَلْتَمَانِي فَأَبْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ
حَتَّى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ
أَيُّكُمَا قَتَلَهُ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ
فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ
فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ سَلَبَهُ
لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْجُمُوحِ وَكَانَا مُعَاذُ
بْنِ عَفْرَاءَ وَمُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْجُمُوحِ.
قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعَ يُونُسُ صَالِحًا
وَأَبْرَاهِيمَ أَبَاهُ.

دوسرے نے مجھ کو چوکا اور کہا مجھ کو مانند اس کی یعنی مانند قول
پہلے کے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ لوگوں
میں پھرتا ہے تو میں نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک یہ ہے تمہارا
ساتھی جس کا حال تم نے مجھ سے پوچھا تھا یعنی دیکھو ابو جہل یہی
ہے تو دونوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ ابو جہل کی طرف جلدی
کی سو اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو قتل کیا پھر وہ دونوں
حضرت ﷺ کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ہم
نے ابو جہل کو مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میں
سے کس نے اس کو مارا تو ہر ایک نے کہا کہ میں نے اس کو مارا
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواں پر پونچھ ڈالیں
دونوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے تلواروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم
دونوں نے اس کو مارا اور اس کا اسباب واسطے معاذ بن عمرہ کے
ہے اور وہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو تھے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول اس کا ہے اس کے اخیر میں کہ تم دونوں نے اس کو مارا اور اسباب اس کا واسطے
معاذ بن عمرو کے ہے پس تحقیق حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قاتل ہے کہ مقتول کا اسباب قاتل کو دینا
امام کی رائے کے سپرد ہے اور طحاوی وغیرہ نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ اگر اسباب قاتل کے لیے واجب ہوتا تو
ہوتا اسباب مستحق ساتھ قتل کے اور البتہ تقسیم کرنے اس کو درمیان دونوں کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ
قتل اس کے کے پس جب ایک کو اس کے ساتھ خاص کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قتل کے سبب سے مستحق نہیں اور سوائے
اس کے نہیں کہ مستحق ہوتا ہے ساتھ تعیین امام کے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ سیاق میں دلالت ہے
کہ اس پر کہ سلب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو قتل میں خونریزی کرے اگرچہ شریک ہو اس کو غیر اس کا بیچ مارنے اور زخمی
کرنے کی مہلب نے کہا کہ دیکھنا حضرت ﷺ کا تلواروں کو اس لیے تھا کہ دیکھیں وہ چیز کہ پہنچی ہے خون کی تلواروں
دونوں کے سے اور مقدار عمق دخول ان کے بیچ جسم مقتول کے تاکہ حکم کریں ساتھ سلب کے لیے اس شخص کے کہ ہو بیچ
اس کے مبلغ اسی لیے پہلے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواں پر پونچھ ڈالیں۔ اس لیے کہ اگر انہوں نے پونچھ ڈالی
ہوتیں تو نہ ظاہر ہوتی مراد اس سے اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو مارا اگرچہ
ایک نے خونریزی کی تھی تاکہ دوسرے کے جی کو خوش کریں۔ (فتح)

۲۹۰۹۔ ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو جب مسلمان کافروں سے ملے یعنی لڑنے لیے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی سو میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غالب ہوا تو میں اس کے گرد گھومایاں تک کہ میں نے اس کی رگ گردن پر تلوار ماری تو وہ مشرک مجھ پر متوجہ ہوا اور اس نے مجھ کو بھیچنا بھیچنا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کی بوپائی یعنی قریب المریگ ہوا پھر اس کو موت نے پایا تو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے یعنی کہ تقدیر سے ہوا پھر لوگ پھرے یعنی لڑائی سے فارغ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے سو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ کون شخص ایسا ہے کہ میرے لیے گواہی دیں پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تو میں نے کہا کہ کوئی مرد ایسا ہے کہ میرے واسطے گواہی دے پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اسی طرح فرمایا تو میں کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے واسطے تیرے اے ابوقادہ تو میں نے آپ سے قصہ بیان کیا سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے سو اس کو میری طرف سے راضی کر دو یعنی اس کو اس اسباب کے عوض کچھ اسباب دیجیے تاکہ یہ اسباب میرے پاس رہے تو صدیق

۲۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَلْفَح عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَدْرَكَ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسِّيفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ لَضْمَنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلِحِقْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةُ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلْبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا مَا اللَّهُ إِذَا لَا يَفْعِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيكَ سَلْبَهُ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ
فَبَعَثَ الدَّرْعَ فَأَبْتَعَتْ بِهِ مَخْرُومًا فِي بَنِي
سَلَمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتَلَتْهُ فِي الْإِسْلَامِ.

اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یوں نہ چاہیے اس وقت نہ
تصد کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں
سے کہ ابوقادہ ہے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشی
کے لیے پھر دیویں تجھ کو اسباب اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اسباب ابو
قنادہ کو دیا سو میں نے زرہ بیچ کر بنی سلمہ کے محلے میں ایک
باغ خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں
جمع کیا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر داخل ہونے اس شخص کے کہ نہیں نکالا جاتا واسطے اس کے حصہ بیچ
قول عموم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو کسی کو مار ڈالے اس کے اسباب کا مالک اس کے مارنے والا ہے اور امام
شافعی رحمہ اللہ سے بھی ایک قول یہی ہے اور یہی قول ہے مالک کا کہ نہیں مستحق ہوتا سلب کو مگر جو شخص مستحق ہو حصے کو یعنی
غنیمت سے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ جب سہم کا مستحق نہ ہو تو سلب کا مستحق بطریق اولیٰ نہ ہوگا اور معارضہ کیا
گیا ہے ساتھ اس کے کہ سہم معلق ہے مظنہ پر اور حاصل ہوتا ہے استحقاق سلب کا ساتھ فعل کے پس وہ اولیٰ ہے اور یہ
اصح ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب واسطے قاتل کے ہے ہر حال میں یہاں تک کہ کہا ابو ثور
اور ابن منذر نے کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا اگرچہ مقتول بھاگا جاتا ہو اور کہا احمد نے کہ نہیں مستحق ہوتا اس کا مگر
ساتھ لڑائی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب حق اس قاتل کا ہے جو خوزیری کرے اس کو
ساتھ قتل کے سوائے اس شخص جو وقف کرے اوپر اس کے جیسا کہ آئے گا بیچ قصے ابن مسعود کے ساتھ ابو جہل کے بیچ
جنگ بدر کے اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کو ہر مقتول سے یہاں تک کہ اگرچہ مقتول عورت
ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر کا اور کہا جہور نے کہ شرط اس کی ہے کہ ہو مقتول لڑنے والوں سے اور اتفاق
ہے اس پر کہ نہ قبول کیا جائے دعویٰ اس شخص کا کہ دعویٰ کرے سلب کا مگر ساتھ گواہوں کے کہ گواہی دیں کہ تحقیق اس
نے قتل کیا ہے اس کو اور حجت اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس حدیث میں لَعَلَّةَ بَيْتِنَا پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ
اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو اس کا دعویٰ قبول نہیں اور سیاق ابوقادہ کا گواہی دیتا ہے واسطے اس کے اور اوزاعی سے
روایت ہے کہ قبول کیا جائے دعویٰ اس کا بغیر گواہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقادہ کو بغیر گواہ کے دیا اور اس
میں نظر ہے اس لیے کہ داعدی کی مغازی میں واقع ہوا ہے کہ اوس بن خولی نے ابوقادہ کے لیے گواہی دی اور
بر تقدیر اس کے کہ صحیح نہ ہو تو حمل کیا جائے گا اس پر کہ معلوم کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہی ہے قاتل ساتھ کسی طریق

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبَهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمْسِ وَنَحْوِهِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ حضرت ﷺ دیتے تھے مؤلفہ قلوب وغیرہ کو خمس سے اور مانند اس کے سے۔

فائدہ: آئندہ آئے گا بیان ان کا اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمان ہوں اور ان کی نیت ضعیف ہو یا ان کے دینے سے اور لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید کی جاتی ہو اور وغیرہ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان کے دینے میں کوئی مصلحت ہو اور نحوہ سے مراد مال جزیہ اور خراج اور فے کا ہے اور اسماعیل قاضی نے کہا کہ حضرت ﷺ مؤلفہ قلوب کو جو نفس سے حصہ دیتے تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ نفس امام کے اختیار میں ہے جس کو چاہے دے اور جس جگہ مصلحت دیکھے خرچ کرے اور طبری نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو زعم کرتا ہے کہ تھے حضرت ﷺ دیتے واسطے غیر مقاتلین کے اصل غنیمت سے اور کہا اس نے یہ قول مردود ہے ساتھ قرآن کے اور حدیثوں ثابتہ کے اور اختلاف کیا گیا ہے بعد آپ ﷺ کے کہ مؤلفہ قلوب کو کہاں سے دیا جائے بعض کہتے ہیں کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز صریح ساتھ دینے کے نفس نفس ہے۔ (فتح)

یعنی روایت کیا ہے اس کو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث اس کی کے جو طویل ہے بیچ قصے حنین کے اور پوری حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول اس کا ہے کہ جب عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر دن جنگ حنین کے تو تقسیم کیا مؤلفۃ القلوب میں۔ (فتح)

۲۹۱۰۔ حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علاء الدین سے کچھ مال مانگا تو آپ نے مجھے دیا پھر میں نے دوسری بار مانگا پھر حضرت علاء الدین نے مجھ کو دیا پھر تیسری بار میں

٢٩١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَبِّحِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ

حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلُوٌّ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرُزُّ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَقْبَلَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقُّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرُزْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوَفِّيَ.

نے مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم البتہ یہ مال سرسبز اور شیریں یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت یعنی بے حرص سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور س کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے حکیم کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو پیغمبر کیا ہے کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑوں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ بیت المال سے اس کو حصہ دیں تو حکیم نے انکار کیا یہ کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا یعنی اپنی خلافت میں تاکہ ان کا حصہ ان کو دیں تو حکیم نے لینے سے انکار کیا تو فاروق نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں اس پر حق اس کا جو تقسیم کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس مال فے سے تودہ لینے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد کسی سے کچھ چیز نہ لی یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۹۱۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ پر ایک دن کا اعتکاف ہے جس کی میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو پورا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے یعنی قوم ہوازن کی دو لونڈیاں پائیں سو ان کو مکے کے بعض

۲۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَى عِتْكَافٍ يَوْمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَفِي بِهِ قَالَ وَأَصَابَ عُمَرُ

گھروں میں رکھا کہا اس نے پس احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر تو وہ کوچوں میں دوڑنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبد اللہ دیکھ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے قیدیوں پر احسان کیا ہے یعنی بغیر مال لینے کے ان کو چھوڑ دیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں عمرہ کیا حضرت ﷺ نے ہرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ پر پوشیدہ نہ رہتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ دونوں لونڈیاں خمس سے تھیں۔

جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَيِّ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّ حُنَيْنٍ فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكِّ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللَّهِ انْظُرْ مَا هَذَا فَقَالَ مَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّيِّ قَالَ أَذْهَبَ فَأَرْسِلَ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَتَّعِمِرْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَمْرَانِ وَلَوْ اعْتَمَرَ لَمْ يَخَفْ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ. وَزَادَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمْسِ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ.

فائدہ: ابن خزیمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ذکر کیا گیا ہے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کا ہرانہ سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ہرانہ سے عمرہ نہیں کیا اور میں نے عمرہ کے بابوں میں کئی حدیثیں بیان کی ہیں جو وارد ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے ہرانہ سے عمرہ کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی غیبت تقسیم کرنے کے باب میں گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے میں نے سب پوشیدہ رہنے عمرے ہرانہ کا بہت اصحاب پر پس چاہیے کہ رجوع کیا جائے طرف اس کی۔ (فتح)

۲۹۱۲۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بعضوں کو دیا اور بعضوں کو نہ دیا تو گویا ان لوگوں کو یعنی جن کو نہ دیا تھا حضرت ﷺ پر اعتاب کیا یعنی رنجیدہ ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایک قوم کو دیتا ہوں اس واسطے کہ ان کی کچی اور بے صبری سے ڈرتا ہوں اور بعض قوم کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے انہیں میں سے عمرو بن تغلب ہے عمرو بن تغلب

۲۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ فَكَانَهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَمَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَأَكْلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ

نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کے اس قول کے بدلے سرخ اونٹ ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مال یا قیدی لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ان کو تقسیم کیا۔

الْخَيْرِ وَالْغَنَى مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا أَحَبُّ أَنْ لِي بِكَلِمَةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرُ النَّعَمِ. وَزَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِمَالٍ أَوْ يَسِي فَقَسَمَهُ بِهِذَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

۲۹۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِيَ قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ لِأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ.

۲۹۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدْعُبَا وَسَيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ

۲۹۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریش کو دیتا ہوں اس حال میں کہ ان سے لگاؤ کرتا ہوں اس واسطے کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے۔

۲۹۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت ﷺ سے کہا جبکہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر قوم ہوازن کے مالوں سے جو کچھ کہ عنایت کی یعنی مال اسباب بہت ہاتھ آیا تو حضرت ﷺ قریش کو سواونٹ دینے لگے تو انصار نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں یعنی ہماری تلواروں کے زور سے وہ مسلمان ہوئے ہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو کسی نے ان کی بات حضرت ﷺ سے کہی تو حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا تو ان کو چمڑے کے ایک تہہ میں جمع کیا اور کسی غیر کو ان کے ساتھ نہ چھوڑا سو جب وہ جمع ہوئے تو حضرت ﷺ ان کی طرف تشریف لائے سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی تو ان کے بوجھ

والوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے عقلمندوں نے تو کچھ نہیں کہا اور لیکن جو لوگ ہم میں سے نو عمر ہیں سوانہوں نے یہ بات کہی کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں چند مردوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی نو مسلم ہیں یعنی تازہ کفر کو چھوڑا ہے کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے کر پھر واپس قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پلٹتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ اس سے پلٹتے ہیں تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت ﷺ تحقیق ہم راضی ہوئے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوا اوروں کو مقدم پاؤ گے یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ تم اللہ سے ملو اور اس کا رسول حوض کوثر پر ہو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے صبر کیا۔

يَذْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيثُ بَلْفَنِي عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فَقَهَاؤُهُمْ أَمَا ذَوُو أَرْأَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أَنَا مِمَّنْ حَدِيثُهُ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرَكَ الْأَنْصَارَ وَسُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي رَجُلًا حَدِيثُ عَهْدِهِمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللَّهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ مَسْتَرُونَ بَعْدِي أَلَرَّةٌ شَدِيدَةٌ فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۹۱۵۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ اور بلال رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ تھے حنین سے پلٹتے وقت کہ ناگہاں گنوار لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ ﷺ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک کیکر کے درخت کی طرف ناچار کیا تو آپ ﷺ کی چادر درخت سے ایک گئی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ مجھ کو میری

۲۹۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْيسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چادر دوسواگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ ہوتے تو سب میں تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامرد نہ پاتے۔

وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابُ
يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمَرَةٍ
فَخِطَفَتْ رِدَّآهُ فَوَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُعْطُونِي رِدَّآئِي فَلَوْ
كَانَ عَدَدُ هَذِهِ الْعِصَاهِ نَعْمًا لَقَسَمْتُهُ
بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا
وَلَا جَبَانًا.

فائدہ: اس حدیث میں مذمت ہے خصال مذکورہ کی اور وہ بخل اور کذب اور نامردی ہے اور یہ کہ نہیں لائق ہے امام میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی بیچ حضرت ﷺ کے علم اور حسن خلق سے اور فراخی بخشش سے اور صبر کرنے سے اور ظلم گنواروں کے اور اس میں جواز ہے وصف کرنا مرد کا اپنے نفس کو ساتھ نیک خصلتوں کے وقت حاجت کے مانند خوف ظن اہل جہل کے برخلاف اس کے اور نہیں ہے یہ فخر مذموم سے اور اس میں رضامندی ہے سائل حق کے ساتھ وعدے کے جبکہ تحقیق ہو وعدہ کرنے والے سے تمیز یعنی جاری کرنا وعدے کا اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ قسمت غنیمت کے اگر چاہے تو بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اور اگر چاہے تو بعد اس کے۔ (فتح)

۲۹۱۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر ایک چادر تھی نجران کی جس کا کنارہ موٹا تھا اور ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو پایا سو آپ کو سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی گردن کے کنارے کو دیکھا کہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے اس کے سخت کھینچنے سے پھر اس مرد نے کہا کہ حکم کریں کہ دیں مجھ کو اس بال سے کہ تمہارے پاس ہے سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف التفات کی اور ہنس پڑے پھر حضرت ﷺ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

۲۹۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ
عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ
غَلِظُ الْحَاشِيَةِ فَأَذْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَتْهُ
جَذْبَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ
عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَثَرَتْ
بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ
مُرِّيْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ
إِلَيْهِ فَصَحَّكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

فائدہ: اور غرض اس سے بھی اخیر قول ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

۲۹۱۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَافِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أَنَا سَافِي أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَأَثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عَدِلَ فِيهَا وَمَا أَرِيدَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا خَيْرَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُودِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أُسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوْىَ مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثَلَاثِي فَرَسَخٍ. وَقَالَ أَبُو صَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ.

۲۹۱۷۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دن جنگ حنین کا ہوا تو حضرت ﷺ نے چند لوگوں کو قسمت میں مقدم کیا تو حضرت ﷺ نے اقرع بن حابس کو سواونٹ دیے اور عیینہ کو بھی سواونٹ دیے اور دیا چند لوگوں کو عرب کے رئیسوں سے اور مقدم کیا اس دن ان کو قسمت میں ایک مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بیشک یہ قسمت اس میں انصاف نہیں ہوا اور نہ اس میں اللہ کی رضامندی مطلوب ہے تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں حضرت ﷺ کو خبر دوں گا تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ انصاف کرے جبکہ اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کریں اور اللہ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر کہ اس نے اس سے زیادہ ایذا پائی تو صبر کیا۔

۲۹۱۸۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھی میں اٹھالاتی گھلیوں کو زیر زبانی کی زمین سے جو حضرت ﷺ نے اس کو جاگیر دی تھی اپنے سر پر اور وہ زمین میرے گھر سے تین فرسخ پر تھی کہا ابو صمرہ نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ تحقیق جاگیر دی تھی حضرت ﷺ نے زیر کو نصیر کے مالوں سے۔

فائدہ: اور غرض اس تعلیق سے بیان کرنا دو فائدوں کا ہے ایک یہ کہ ابو صمرہ مخالف ہوا ہے ابو اسامہ کو بیچ موصول کرنے اس کے کے پس مرسل کیا اس کو دوم یہ کہ ابو صمرہ کی روایت میں تعین ہے زمین مذکورہ کی اور یہ کہ تحقیق تھی وہ

اس قسم سے ہے کہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نصیر کے مالوں سے پس جاگیر دی زیر کو ان میں سے اور ساتھ اس کے دور ہوگا شبہ خطابی کا کہ میں نہیں جانتا کہ مدینے کی زمین حضرت ﷺ نے کیوں کر جاگیر دی اور حالانکہ مدینے والے دین میں رغبت کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

۲۹۱۹۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقَبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا وَكَانَتْ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُودِ وَلِلرُّسُولِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَسَأَلَ الْيَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرُكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَأَقْرُوا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرْيَحَا.

۲۹۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود اور نصاریٰ کو عرب کی زمین سے نکال دیا اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر والوں پر غالب آئے تو آپ ﷺ نے چاہا تھا کہ یہود کو خیبر سے نکال دیں اور تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے اللہ کے اور رسول کے اور مسلمانوں کے تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ چھوڑ دیں ان کو یعنی زمینوں میں اس شرط پر کہ کفایت کریں ان پر عمل کو یعنی محنت فقط وہی کریں مسلمان نہ کریں اور ان کے واسطے آدھا میوہ ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہرا دیں گے ہم تم کو اس پر جب تک کہ ہم چاہیں گے سو ٹھہرائے گئے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت میں طرف تیا اور اریحا کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے یہود کے اور واسطے رسول کے اور مسلمانوں کے تو مراد یہ ہے کہ جب غالب ہوئے اس پر یعنی اوپر فتح ہونے اکثر اس کے کے پہلے اس سے کہ سوال کریں آپ ﷺ سے یہود صلح کو پس تھی واسطے یہود کے پھر جب صلح کی حضرت ﷺ نے ان سے اس شرط پر کہ زمین کو آپ کے سپرد کریں تو ہوئی زمین واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور احتمال ہے کہ مراد پھل زمین کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد زمین سے عام زمین ہو خواہ فتح کی ہوئی ہو یا نہ فتح کی ہوئی ہو پس ہوگی اس وقت بعضی زمین واسطے یہود کے اور بعضی واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے ابن نمیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر حدیث اس کے مطابق نہیں پس نہیں واسطے عطا کے اس میں ذکر لیکن اس میں ذکر ہے جہات کا جو

مطابق ہیں واسطے ترجمہ کے اور تحقیق معلوم ہو چکا ہے دوسری جگہ سے کہ وہ عطا کی جہتیں ہیں پس ساتھ اس طریق کے داخل ہوں گی تلے ترجمہ باب کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ.
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پائے اس کو غازی کھانے کی چیز سے بیچ زمین حرب کے۔

فائدہ: یعنی کیا واجب ہیں اس کے پانچ حصے کرنے اس کے غازیوں میں یا مباح ہے کھانا اس کا واسطے لڑنے والوں کے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور جمہور اوپر جواز لینے غازیوں کے ہیں کھانے کی چیز سے اور جو اس کے لائق ہو اور ہر کھانا کہ عموماً اس کے کھانے کی عادت ہو اور اسی طرح چارہ گھاس جانوروں کا برابر ہے کہ قسمت سے پہلے ہو یا قسمت سے پیچھے اور خواہ امام کی اجازت ہو یا نہ ہو اور معنی اس میں یہ ہیں کہ کھانا دارالحرب میں کم ہوتا ہے پس مباح کیا گیا ہے واسطے ضرورت کے اور جمہور بھی لینے کو جائز رکھتے ہیں اگرچہ نہ ہو ضرورت ناجزہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر جواز سوار ہونے چوپایوں ان کی کے اور پہننے کپڑوں ان کی کے اور استعمال کرنے ہتھیاروں ان کے کے بیچ حالت لڑائی کے اور یہ کہ لڑائی کے بعد یہ پھیر دیا جائے اور شرط کیا ہے اس میں اوزاعی نے اذن امام کا اور واجب ہے اس پر یہ کہ پھیر دے اس کو جب فارغ ہو حاجت اپنی سے اور نہ استعمال کرے اس کو بیچ غیر لڑائی کے اور نہ انتظار کرے ساتھ رد کرنے اس کی کے گزرنا لڑائی کا تاکہ نہ سامنے کرے اس کو واسطے ہلاک کے اور حجت اس کی حدیث روایع کی ہے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو نہ لے چوپایہ غنیمت میں سے یہاں تک کہ جب اس کو دہلا کر ڈالے تو اس کو غنیمت میں پھیر دے اور ذکر کیا کپڑے میں مانند اس کی اور یہ حدیث حسن ہے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس نے حمل کیا ہے اس کو اس چیز پر جبکہ لینے والا محتاج نہ ہو باقی رکھے اپنے چوپائے کو اور کپڑے کو برخلاف اس کے جس کے پاس نہ کپڑا ہو اور نہ چوپایہ اور نہ ہری نے کہا کہ نہ لے کھانے کی چیز کو اور نہ غیر اس کے سے مگر ساتھ اذن امام کے اور کہا سلیمان نے کہ جائز ہے لینا مگر یہ کہ امام نے منع کیا ہو اور ابن منذر نے کہا کہ تحقیق وارد ہوئی ہیں حدیثیں صحیحہ بیچ عذاب خیانت کے غنیمت میں اور اتفاق ہے علماء امصار کا اس پر کہ جائز ہے کھانا طعام کا اور حدیث اس کی مانند آئی ہے پس چاہیے کہ اقتصار کیا جائے اوپر اس کے اور ایپر گھاس پس اس کے معنی میں ہے اور کہا مالک نے کہ جائز ہے ذبح کرنا مواشی کا واسطے کھانے کے جیسا کہ جائز ہے لینا طعام کا اور قید کیا ہے اس کو شافعی نے ساتھ ضرورت کے طرف کھانے کی جس جگہ طعام نہ ہو اور گزر چکا ہے بیان اس چیز کا کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے۔ (فتح)

۲۹۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ
۲۹۲۰۔ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کیا تو ایک آدمی نے ایک ہتھیلی پھینکی جس میں

چربی تھی تو میں نے اس کو لینے کا قصد کیا تو میں نے ایک طرف دیکھا تو ناگہاں حضرت ﷺ تھے تو میں نے آپ ﷺ سے شرم کی۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَتَزَوْتُ لِأَخْذِهِ فَالْتَمَسْتُ لِإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ہتھیلی کو چھوڑ دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوں گے معنی قول اس کے کہ میں نے آپ ﷺ سے شرم کی اور شاید انہوں نے اپنے اس فعل سے حیا کیا اور جگہ حجت کی اس سے حضرت ﷺ کا نہ انکار کرنا ہے بلکہ مسلم کی روایت میں وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کی رضامندی پر دلالت کرتی ہے پس تحقیق اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ اس کو بہت حاجت ہے اس واسطے اس کو جائز رکھا اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت ﷺ کے تو قیر کرنے سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چربی کا کہ یہود کے نزدیک پائی جائے اور وہ یہودیوں پر حرام تھی اور مالک نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور احمد سے اس کی تحریم مروی ہے۔ (فتح)

۲۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَصِيبُ فِي مَعَارِنَا الْقَسَلَ وَالْعَبَبَ فَتَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ.

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِي خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاَهَا فَلَمَّا غَلَّتِ الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِنُوا الْقُدُورَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمْرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

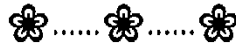
فائدہ: یعنی نہ اٹھاتے تھے ہم اس کو طرف حضرت ﷺ کی واسطے تقسیم کے اور نہ بطور ادخال کے۔

۲۹۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو خیبر کی راتوں میں بھوک پہنچی یعنی جن میں ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تھا سو جب فتح خیبر کا دن ہوا تو ہم گھر کے پلے ہوئے گدھوں میں پڑے تو ہم نے ان کو ذبح کیا سو جب ہانڈیوں نے جوش مارا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ التادو ہانڈیوں کو اور نہ کھاؤ گدھوں کے گوشت سے کچھ عبد اللہ کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے کھانے سے اس واسطے منع کیا تھا کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا گیا تھا اور لوگوں نے کہا کہ حرام کیا حضرت ﷺ نے گوشت ان کا قطعاً۔

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِي خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاَهَا فَلَمَّا غَلَّتِ الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِنُوا الْقُدُورَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمْرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ
آخَرُونَ حَرَمَهَا أَلْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ
جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَمَهَا أَلْبَتَّةَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث مشعر ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ جلدی کرنے کی طرف
ماکولات کے اور ڈالنے ہاتھوں کی بیچ ان کے اور اگر یہ نہ ہوتا تو جلدی نہ کرتے روبرو حضرت ﷺ کے اوپر اس کے
اور تحقیق ظاہر ہوا کہ نہیں حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ گرانے گوشت گدھوں کے مگر اس واسطے کہ اس میں سے
پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے خیبر کے دن بکریاں پائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ ان کی ہانڈیوں کو الٹا دو اس واسطے کہ نہہ حلال نہیں ابن منذر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا
حضرت ﷺ نے اس واسطے کہ نہہ حلال نہیں اس واسطے کہ اہل حرب کے مواشی کو کھانا جائز نہیں اور اس باب کی
حدیثوں سے ایک یہ حدیث ہے جو نیز ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے دن کھانا پایا سومرد آتا تھا
اور اس سے لیتا تھا بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے پھر پھرتا تھا اور یہ جو کہا کہ عبد اللہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے
اس واسطے منع کیا تھا کہ اس سے فہم نہیں نکالا گیا تھا تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اصحاب کو اختلاف ہے بیچ علت نبی کے
گدھوں کے گوشت سے کہ وہ ان کی ذات کی وجہ سے ہے یا واسطے عارض کے اور مغازی میں آئے گا قول اس شخص کا
جو کہتا ہے کہ اس واسطے منع کیا تھا کہ وہ گندگی کھاتے تھے۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتابُ الجزیة

بَابُ الْجَزِيَّةِ وَالْمَوَادَّعَةِ مَعَ أَهْلِ
الْحَرْبِ.

کتاب ہے جزیہ کے بیان میں
کتاب ہے بیان میں جزیہ کے اور چھوڑنا لڑائی کا اہل
ذمہ اور اہل حرب کے۔

فائدہ: اس میں لف نشر مرتب ہے اس واسطے کہ جزیہ ساتھ اہل ذمہ کے ہے اور صلح ساتھ اہل حرب کے ہے اور مراد مواد سے چھوڑنا لڑائی کا ہے ساتھ اہل حرب کے ایک مدت معین تک واسطے کسی مصلحت کے اور علماء نے کہا کہ حکمت جزیہ کی مقرر کرنے میں یہ ہے کہ جو ذلالت ان کو لاحق ہوتی ہے باعث ہوتی ہے ان کو اوپر داخل ہونے کے اسلام میں باوجود اس چیز کے کہ مخالفت میں ہے اطلاع سے اوپر محاسن اسلام کے اور بعض کہتے ہیں کہ جزیہ سن ۸ھ میں شروع ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ سن ۷ھ میں۔ (فتح)

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجَزِيَّةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ يَعْنِي أَذِلَّةً.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لڑو ان لوگوں سے جو یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ حرام جانیں جو حرام کیا اللہ نے اور اللہ کے رسول نے اور نہ قبول کریں دین سچا وہ جو کتاب والے ہیں جب تک کہ دیں جزیہ ایک ہاتھ سے اور وہی بے قدر ہوں یعنی سب ادنیٰ و اعلیٰ ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں۔

فائدہ: یہ آیت اصل ہے سچ شروع ہونے جزیہ کے اور دلالت کی آیت کی منطوق نے اوپر شروع ہونے اس کی کے ساتھ اہل کتاب کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ ان کے سوا اور لوگوں سے جزیہ لینا درست نہیں اور یہ جو کہا کہ ایک ہاتھ سے تو مراد ہے کہ دل سے خوش ہو کر اور بعض کہتے ہیں کہ عن ید کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری نعمت سے کہ ان پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دیں اور کسی کے ہاتھ سے نہ بھیجیں اور شافعی سے روایت ہے کہ مراد صغار سے اس جگہ التزام کرنا حکم اسلام کا ہے۔

﴿وَالْمَسْكَنَةُ﴾ مَصْدَرُ الْمَسْكِينِ فَلَانُ أَسْكَنَ مِنْ فَلَانٍ أَحْوَجَ مِنْهُ وَلَمْ يَذْهَبْ إِلَى السُّكُونِ.

اور لفظ وَالْمَسْكَنَةُ کہ قرآن میں واقع ہوا ہے مصدر مسکین کی ہے کہتے ہیں کہ فلانا مسکین تر ہے فلاں سے یعنی اس سے زیادہ تر محتاج ہے اور نہیں گئے امام

بخاری رحمہ اللہ طرف سکون کی یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول
اسکن مسکنت سے مشتق ہے سکون سے مشتق نہیں
اگرچہ مادہ ایک ہے۔

فائدہ: چونکہ اہل کتاب کے وصف میں مسکنت کا ذکر بھی آیا ہے اس وجہ سے مناسب ہوا کہ اس کو بھی ذلت کے
ساتھ ذکر کرے۔

وَمَا جَاءَ فِي أَخَذِ الْجَزْيَةِ مِنَ الْيَهُودِ
وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالْعَجَمِ۔
اور بیان ہے اس چیز کا کہ آئی ہے بیچ لینے جزیہ کے یہود
اور نصاریٰ سے اور مجوس اور عجم سے۔

فائدہ: یہ باقی ترجمہ ہے اور لیکن یہود اور نصاریٰ پس وہی مراد ہیں ساتھ اہل کتاب کے بالاتفاق اور اپر مجوس پس
ذکر کیا سند اس کی کو باب میں اور فرق کیا ہے حنفیہ نے پس کہتے ہیں کہ لیا جائے جزیہ مجوس عجم کے سے سوائے مجوس
عرب کے اور حکایت کی ہے ان سے طحاوی نے کہ قبول کیا جائے جزیہ اہل کتاب سے اور تمام کفار عجم کے سے اور نہ
قبول کیا جائے مشرکین عرب کے سے مگر اسلام یا تلوار اور مالک سے روایت ہے کہ قبول کیا جائے تمام کافروں سے
مگر جو مرتد ہو اور یہی قول ہے اوزاعی اور فقہاء شام کا اور ابن قاسم سے حکایت ہے کہ نہ قبول کیا جائے قریش سے
اور حکایت کیا ہے ابن عبد البر نے اتفاق اوپر قبول کرنے اس کے کے مجوس سے لیکن عبد الملک سے روایت ہے کہ نہ
قبول کیا جائے مگر فقط یہود اور نصاریٰ سے اور نیز اتفاق منقول ہے کہ نہیں حلال ہے نکاح کرنا ان کی عورتوں سے اور
نہ کھانا ذبیحہ ان کے کا لیکن ابو ثور سے اس کی حلت تھکی ہے اور نیز سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ وہ مجوس کے
ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے جبکہ حکم کرے اس کو مسلمان ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے
اس سے اور عطا اور طاؤس سے اور عمرو بن دینار سے کہ مجوس عورت کو غلام بنانا جائز ہے اور شافعی نے کہا کہ قبول کیا
جائے جزیہ اہل کتاب کے عرب کے ہوں یا عجم کے اور لاحق ہوتے ہیں ساتھ ان کے مجوس بیچ اس کے اور حجت
پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت مذکورہ کے پس تحقیق مفہوم اس کا یہ ہے کہ نہ قبول کیا جائے غیر اہل کتاب سے اور تحقیق
لیا ہے اس کو حضرت علیہ السلام نے مجوس سے پس دلالت کی اس نے اوپر لاحق کرنے ان کے ساتھ ان کے اور اقتصار کیا
ہے اوپر اس کے اور ابو عبید نے کہا کہ ثابت ہوا ہے جزیہ اوپر یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کتاب کے اور اوپر مجوس کے
ساتھ سنت کے اور حجت پکڑی ہے غیر اس کے نے ساتھ عموم قول حضرت علیہ السلام کے بیچ حدیث بریدہ وغیرہ کے کہ
جب تو مشرکین سے ملے تو ان سے اسلام کی درخواست کر سوا اگر وہ اسلام قبول کریں تو فیہا اور نہیں تو جزیہ اور حجت
پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا مجوس سے دلالت کرتا ہے اوپر ترک مفہوم آیت کے پس جب منہی
ہوئی تخصیص اہل کتاب کی ساتھ اس کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مفہوم واسطے قول اس کے من اہل الکتاب

اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مجوس کے واسطے بھی کتاب تھی پھر اٹھائی گئی اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس آیت کے کہ انما انزل الكتاب علی طائفتین من قبلنا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس چیز سے ہے کہ اطلاع پائی اس پر قاتلوں نے اور وہ قریش ہیں اس واسطے کہ نہیں مشہور ہوئے نزدیک ان کے تمام گروہوں سے وہ لوگ کہ واسطے ان کے کتاب ہے مگر یہود اور نصاریٰ اور نہیں نفی ہے اس میں باقی کتابوں کی جو آسمان سے اتاری گئیں مانند زبور اور صحف ابراہیم وغیرہ کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ أَهْلِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيرٍ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِينَارٌ قَالَ جُعِلَ ذَلِكَ مِنْ قَبْلِ الْيَسَارِ.

اور ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا کہ کیا حال ہے اہل شام کا کہ ان پر چار دینار فی آدمی ہیں اور یمن والوں پر ایک دینار فی آدمی ہے اس نے کہا کہ واسطے مالدار ہونے اہل شام کے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا بعد قول اس کے کہ اہل الشام من اهل الكتاب توخذ منهم الجزية یعنی اہل کتاب سے کہ لیا جاتا ہے ان سے جزیہ الخ اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس اثر کے طرف جواز تفاوت کی جزیہ میں اور ادنیٰ درجہ جزیہ کا نزدیک جمہور کے ایک دینار ہے واسطے ہر سال کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ فقیر کے اور ایہر جو متوسط درجے کا ہو تو اس پر دو دینار ہیں اور مالدار پر چار دینار ہیں اور وہ موافق ہے واسطے اثر مجاہد کے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ مہاکست کرے یہاں تک کہ لے ان سے اور یہی قول ہے احمد کا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا انہوں نے عثمان بن حنیف کو ساتھ رکھنے جزیہ کے اوپر اہل سواد کے اڑتالیس درہم اور چوبیس درہم اور بارہ اور یہ بنا بر حساب دینار کے ہے ساتھ بارہ درہم کے اور مالک سے روایت ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے چالیس پر اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر کم کیا جائے اور یہ محتمل ہے کہ گردانا ہو اس کو اوپر حساب دینار کے ساتھ دس درہم کے اور جس قدر سے کوئی چارہ نہیں وہ ایک دینار ہے اور اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ ہر بالغ سے ایک اشرفی لے روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن نے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ لینے اس کے لڑکے سے پس جمہور کہتے ہیں کہ لڑکے پر نہیں بنا بر مفہوم حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی اور اسی طرح نہ لیا جائے بہت بوڑھے سے زمن سے اور نہ عورت سے اور نہ مجنون سے اور نہ عاجز سے جو کسب نہ کر سکے اور نہ غیر سے اور نہ عبادت خانوں میں رہنے والوں سے ایک قول میں اور اصح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ واجب ہے ان پر جو سب سے پیچھے مذکور ہیں۔ (فتح)

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ۲۹۲۳۔ بجاہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں منشی واسطے جزء

بن معاویہ کے جو چچا ہے اخف کا تو آیا ہمارے پاس خط عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ان کے مرنے سے پہلے ایک سال کہ جدائی کر دو درمیان ہر ذی محرم کے مجوس سے یعنی آتش پرستوں سے کہ ان کے یہاں بہن بیٹی سے نکاح کرنا درست تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے مجوس سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ گواہی دی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا ہے۔

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعُمَرُ بْنُ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بِجَالَةِ سَنَةِ سَبْعِينَ عَامَ حَجِّ مُضْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْبٍ بِنِ مُعَاوِيَةَ عَمَّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةِ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمُجُوسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمُجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مُجُوسٍ هَجَرَ.

فائدہ: موطائیں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہیں جانتا کہ مجوس کے ساتھ کیا معاملہ کروں تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ معاملہ کرو ساتھ ان کے مانند معاملے اہل کتاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ مجوس اہل کتاب نہیں لیکن شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت رضی اللہ عنہ علی سے روایت کی ہے کہ مجوس اہل کتاب تھے کہ اس کو پڑھتے تھے سوان کے سردار نے شراب پی اور اپنی بیٹی سے زنا کیا پھر جب صبح ہوئی تو طمع والے لوگوں کو بلایا اور ان کو مال دیا اور کہا کہ آدم علیہ السلام اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنی اولاد سے کیا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور اپنے مخالف کو اس نے قتل کیا تو ان کی کتاب اٹھائی گئی اور نہ باقی رہی ان کے دلوں میں اس سے کچھ چیز اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں اور یہ جنت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے کتاب تھی اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں تحریم عورتوں ان کی کی اور نہ ذبیحوں ان کے کی متفق علیہ یعنی اس پر اتفاق نہیں لیکن اکثر اہل علم اسی پر ہیں اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور یہ کہ صحابی جلیل کبھی پوشیدہ رہتا ہے اس سے علم اس چیز کا کہ مطلع ہے اس پر غیر اس کا اقوال اور احکام حضرت ﷺ کے سے اور یہ کہ نہیں نقص ہے اس پر بیچ اس کے اور اس میں تمسک ہے ساتھ مفہوم کے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب سے یہ بات سمجھی کہ وہ اس کے ساتھ خاص ہیں یہاں تک کہ حدیث بیان کی ان کو عبدالرحمن نے ساتھ لاحق کرنے مجوس کے ساتھ ان کے۔ (فتح)

۲۹۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۲۹۲۴۔ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ وہاں کے لوگوں سے جزیہ لائیں اور حضرت ﷺ نے بحرین والوں سے خراج اور جزیہ پر صلح کی تھی اور سردار کیا تھا ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو یعنی اور وہاں کے لوگ مجوسی تھے تو ابو عبیدہ بحرین سے مال لائے اور انصار نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمدنی تو انہوں نے صبح کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی سو جب حضرت ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی تو پھرے تو انصار نے اشارے سے مال مانگا تو حضرت ﷺ مسکرائے جب ان کو دیکھا اور فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لایا ہے انہوں نے کہا ہاں یا حضرت ﷺ تو فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سونم ہے اللہ کی کہ مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کرتا ہوں دنیا کی کشائش اور بہتات سے جیسے اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَو بْنَ عَرْفٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ خَلِيفَةُ لِنَبِيِّ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِيدًا بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجَزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالِحُ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَاهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَبْشِرُوا وَأَمْلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُهَيِّطَ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتُهُمْ.

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ مانگنا مال کا امام سے نہیں عیب ہے بچ اس کے اور اس میں خوشخبری ہے امام سے واسطے تابعداروں اپنے کے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے کہ حضرت ﷺ نے فتح اسلام کی خبر دی اور یہ کہ دنیا میں حرص کرنی کبھی کبھیتی ہے طرف ہلاک ہونے دین کی اور یہ کہ ہر خصلت مذکورات سے سبب ہے پہلی سے۔ (فتح)

۲۹۲۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّي حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّقْفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَزْنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنََاءِ الْأَمْصَارِ يَقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ فَأَسْلَمَ الْهُرْمَزَانُ فَقَالَ إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَعَارِئِ هَذِهِ قَالَ نَعَمْ مَطْلَهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ الرِّجْلَانِ بِنَجَاحٍ وَالرَّأْسُ فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْأُخْرَى نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ وَإِنْ تَنَادَخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرَى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْأُخْرَى فَارِسُ فَمَرِ الْمُسْلِمِينَ فَلْيَنْفِرُوا إِلَى كِسْرَى وَقَالَ بَكْرُ وَزِيَادُ جَمِيعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ لَقَدْ بَنَى عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مَقْرِنٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعُدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلٌ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ أَنْاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شِقَاقٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ نَمُصُّ

۲۹۲۵۔ جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یعنی مسلمانوں کو تمام بڑے بڑے شہروں کے افنا میں یعنی بغیر تعین کسی قبیلہ اور قوم خاص کے کہ مشرکوں سے لڑیں یعنی اور شہر تستر میں مسلمانوں کے اور ہرمزان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور ہرمزان وہاں کا سردار تھا تو بعد سخت لڑائی کے مسلمانوں نے ہرمزان کو پکڑ لیا تو ہرمزان مسلمان ہو گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں ان جنگوں میں یعنی اس طرف کے بادشاہوں کے کہ فارس اور اصہبان اور آذر بائیجان ہیں کہ اول کس سے جہاد کیا جائے اس واسطے کہ ہرمزان وہاں کا رہنے والا تھا اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو مشورہ دیتا ہوں مثل ان کی اور مثل ان لوگوں کی کہ ان میں ہیں مسلمانوں کے دشمنوں سے مثل جانور کی ہے کہ اس کے واسطے سر ہے اور دو بازو اور دو پاؤں پس اگر دونوں بازوؤں سے ایک توڑا جائے تو حرکت کریں گے دونوں پاؤں اور دوسرا بازو اور سر اور اگر دوسرا بازو توڑا جائے تو کھڑے ہوں گے دونوں پاؤں اور سر اور اگر سر توڑا جائے تو بیکار ہو جائیں گے دونوں پاؤں اور بازو اور سر پس سر کسری ہے اور بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے پس حکم کریں مسلمانوں کو کہ پس چاہیے کہ جائیں طرف کسری کی کہا جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ نے سو عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر سردار کیا یہاں تک کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے یعنی نہادند میں تو کسری کا عامل ہم پر نکلا جس کا لقب ذولجناحین تھا چالیس ہزار سوار میں تو اس کا سردار یعنی دو بھانسیا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ چاہیے کہ تمہارا کوئی آدمی مجھ سے کلام کرے تو

مغیرہ نے کہا کہ پوچھ جو چاہتا ہے اس نے کہا کہ تم کون ہو مغیرہ نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں تھے ہم سخت بدبختی میں یعنی کافر اور سخت بلا میں یعنی مسکین اور محتاج چوستے تھے ہم کھال کو اور کھجور کی گٹھلی کو بھوک سے اور پہنتے تھے ہم اون اور بالوں کو اور عبادت کرتے تھے ہم درخت اور پتھر کی سوجس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں آسمانوں اور زمینوں کے رب نے ہماری طرف پیغمبر کو بھیجا ہم میں سے ہم اس کے ماں باپ کو پہچانتے ہیں سو حکم کیا ہم کو ہمارے نبی نے جو اللہ کے رسول ہیں یہ کہ ہم لڑیں تم سے یہاں تک کہ تم فقط اکیلے اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ ادا کرو اور خبر دی ہم کو ہمارے نبی نے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو ہم میں سے قتل ہو گا وہ بہشت میں جائے گا ان نعمتوں میں جن کی مثل کبھی کسی نے نہیں دیکھی اور جو ہم میں سے زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو گا یعنی تم لوٹو گی غلام ہو جاؤ گے یا جزیہ ادا کرو گے تو نعمان نے مغیرہ سے کہا جبکہ انکار کیا اس پر مغیرہ نے تاخیر قتال کو یعنی اس کا بیان یوں ہے کہ مغیرہ نے قصد کیا تھا قتال کا اول دن میں بعد فارغ ہونے کے کلام سے ساتھ ترجمان کے کہ بہت وقت حاضر کیا ہے تجھ کو اللہ نے ساتھ حضرت ﷺ کے مانند اس واقعہ کی یعنی تو نے حضرت ﷺ کو بہت دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اول دین میں لڑائی کو تاخیر کیا اور سورج ڈھلنے کے بعد لڑائی کی پس نہیں شرمندہ کیا تجھ کو اور نہ ذلیل یعنی اوپر دیر اور صبر کرنے کے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اور لیکن میں بہت حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی میں حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز میں حاضر ہوتیں۔

الْجُلْدَ وَالنَّوْىَ مِنَ الْجُوعِ وَنَلَسَ الْوَبْرَ وَالشَّعَرَ وَنَعَبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيَّنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضَيْنِ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِهِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرِ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رَبَّمَا أَشْهَدَكَ اللَّهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْدِمَكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهْبِ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.

فائدہ: اور لڑائی خوش ہوتی اور مدد اترتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا کہ الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری آنکھ ٹھنڈی کرے ساتھ فتح کے کہ اس میں اسلام کی عزت ہو اور کفر کی ذلت پھر مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کیا اور بعد سخت لڑائی کے کافروں کو شکست ہوئی اور ذوالجناحین اپنے سفید خنجر سے گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسلام کی فتح ہوئی اور یہ واقعہ سن ۱۹ھ یا ۲۱ھ میں تھا اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے نعمان کے اور معرفت مغیرہ کی ساتھ حرب کے اور قوت نفس اس کے کی اور فصاحت اور بلاغت اس کی اور تحقیق شامل ہے یہ کلام وجیز اس کا اور بیان حالات دنیاوی ان کے کے کھانے سے اور پہننے سے اور اوپر حالات دینی ان کے کے پہلی بار اور دوسری بار اور اوپر اعتقاد ان کے کے توحید اور رسالت اور ایمان بالمعاد سے اور اوپر بیان معجزات حضرت ﷺ کے اور خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ غیب چیزوں کے اور مطابق ہونا اس کا واسطے واقعہ کے اور اس میں فضیلت ہے مشورے کی اور یہ کہ بڑا آدمی نہیں نقص ہے اس پر بیچ مشورے کے ساتھ کم کے اپنے سے اور یہ کہ مفضل کبھی ہوتا ہے سردار فضل پر اس واسطے کہ اس لشکر میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے اور زبیر نعمان سے بالاتفاق افضل تھے اور اس میں بیان کرنا مثل کا ہے اور جودت تصور ہرمزان کی اور تشبیہ دینی غائب غیر محسوس کی ساتھ حاضر محسوس کے واسطے سمجھانے کے اور اس میں ابتداء کرنا ہے لڑائی اہم کے پھر اہم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر عرب جاہلیت میں فقر اور محتاجی سے اور بھیجنا طرف امام کی ساتھ بشارت کے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کو بشارت دینے کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فضیلت لڑائی کی بعد ڈھلنے آفتاب کے لیکن صبح کے وقت لوٹ کرنی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا دَاعَ الْإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ۔
جب مصالحت کرے امام گاؤں کے سردار سے تو کیا ہوتی ہے وہ صلح واسطے باقی لوگوں کے جو گاؤں میں رہتے ہیں۔

۲۹۲۶۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور ایلہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک سفید خنجر تحفے میں بھیجی تو حضرت ﷺ نے اس کو چادر پہنائی اور اس کا شہر اسی کو لکھ دیا یعنی اسی کو دے دیا کہ اپنے طور پر رہیں اور جزیہ دیا کریں۔

۲۹۲۶۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوكَ وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَعْرِهِمْ۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے موافق عادت اپنی کے طرف بعض طریقوں اس کے کی اور تحقیق ذکر کیا

ہے ابن اسحاق نے سیرت میں کہ جب حضرت ﷺ تبوک میں پہنچے تو نجد ایلہ کے بادشاہ کا آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور حضرت ﷺ نے صلح کی اور آپ کو جزیہ دینا قبول کیا اور حضرت ﷺ نے ان کے واسطے نامہ لکھا جس تحقیق وہ پاس ان کے ہے اس کا مضمون یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هَذِهِ اَمْنَةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ لِنَجْتَهِ بْنِ رُوْبَةَ وَاَهْلِ اَيْلَةٍ يَعْنِيْ يَهْ اَمَانَ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں واسطے نجد کے اور اور اہل ایلہ کے ابن بطلال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ جب گاؤں کا بادشاہ صلح کرے تو داخل ہوتے ہیں اس میں باقی لوگ گاؤں کے اور اس کے ٹکس میں اختلاف ہے اور وہ اس وقت ہے جبکہ امان چاہیں وہ واسطے ایک گروہ معین کے کہ کیا وہ بھی ان میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ضرور ہے معین کرنا اس کا لفظ میں اور اصغ اور حنون نے کہا کہ اس کی حاجت نہیں بلکہ اکتفا کیا جائے سلتھ قرینہ کے اس واسطے کہ وہ نہیں لیتا ہے امان کو واسطے کسی کے مگر کہ وہ قصد کرتا ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس میں داخل کرے۔ (فتح)

بابُ الْوَصَاةِ بِالْأَهْلِ ذِمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْإِلَاقَةُ الْقَرَابَةُ۔

باب ہے بیان میں وصیت کرنے کے ساتھ اہل ذمہ حضرت ﷺ کے اور ذمہ کے معنی عہد ہیں اور ال کے معنی جو آیت الا ولا ذمہ میں واقع ہے قرابت کے ہیں یعنی جن سے حضرت ﷺ نے عہد و بیان کیا ہے اس کو قائم رکھنا۔

۲۹۲۷۔ حَدَّثَنَا اِدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَّاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بِنْتُ قُدَامَةَ التَّمِيمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْنَا اَوْصِنَا يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ اَوْصِيَكُمْ بِذِمَّةِ اللَّهِ فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِبَالِكُمْ۔

۲۹۲۷۔ جویریہ بنتی نجاشی سے روایت ہے کہ ہم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم کو وصیت کیجیے تو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ نگاہ رکھنے ذمہ اللہ کے پس تحقیق وہ ذمہ نبی تمہارے کا ہے اور روزی تمہارے عیال کی ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کا عہد پورا کرے اور ان کے پیچھے لڑے اور نہ تکلیف دے ان کو زیادہ طاقت ان کی سے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ اس زیادتی سے سمجھا جاتا ہے کہ نہ لیا جائے اہل جزیہ سے مگر موافق طاقت ان کی کے اور یہ جو کہا کہ تمہارے عیال کا رزق ہے یعنی جو کچھ کہ ان سے جزیہ اور خراج لیا جاتا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر پورا کرنے عہد کے اور حسن نظر کے بیچ عواقب امور کے اور اصلاح کے واسطے معافی مال کے

بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ
الْبَحْرَيْنِ وَالْجَزِيرَةِ وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَيْءُ
وَالْجَزِيرَةُ.

٢٩٢٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ
بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتُبَ
لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ
مَا شَاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ قَالَ
فَإِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثَرَةَ فَاصْبِرُوا حَتَّى
تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ .

۲۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْخِ عَنْ رِوَايَةٍ هِيَ أَنَّكَ حَضَرْتَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي رُوْحُ
بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ
أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمَّا قَبِضَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ
مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَتْ لَهُ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنِي فَآتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِي لَوْ
قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا
وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَقَالَ لِي أَحِبُّهُ فَحَثَوْتُ
حَتَّىةً فَقَالَ لِي عُدَّهَا فَعَدَّتُهَا فَإِذَا هِيَ
خَمْسُ مِائَةٍ فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَاهِمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ
بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ
انْشُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ لَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ
بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ
جَاءَهُ الْعَبَّاسُ قَدْ دَلَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطَيْتُ
إِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَغَادَيْتُ عَقِيلًا قَالَ خُذْ
فَحَنَّا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُولُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ
فَقَالَ أُمِرُ بَعْضُهُمْ بِهِ لَقَعَهُ إِلَى قَالَ لَا قَالَ
فَارْفَعَهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَتَرَّ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ

نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کے تین بار دوں گا سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور بحرین کے ملک سے مال آتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہے کہ میرے پاس آئے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کے ملک سے ہمارے پاس مال آئے گا تو البتہ میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا پ بھر اور گن تو میں نے پ بھر کے ان کو گنا اچانک پانچ سو درہم تھے تو مجھ کو ایک ہزار پانچ سو درہم دیے اور کہا ابراہم نے عبدالعزیز سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈالو اور تھا وہ اکثر مال کہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تو ناگہاں عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت مجھ کو مال دیجیے پس تحقیق میں نے بدلا دیا تھا اپنی جان سے اور بدلہ دیا تھا عقیل سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو جس قدر اٹھا سکو تو عباس نے دونوں ہاتھ سے اپنے کپڑے میں مال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے تو اٹھانہ سکے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں حکم کرتا یعنی بلکہ جتنا خود اٹھا سکے اٹھا لے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ کو اٹھوا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں اٹھواتا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال نکال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے سو نہ اٹھا سکے تو کہا کہ یا حضرت ﷺ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوا دے

حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہی مجھ کو اٹھوا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال اور نکال ڈالا پھر اس کو اپنے مونڈھے پر اٹھا کر چلے سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ ہم سے چھپ گئے واسطے تعجب کرنے کے اس کی حرص سے سونہ کھڑے ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ وہاں اس سے کوئی درہم تھا۔

يُقْبَلُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ فَمَرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعُهُ
عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا
فَنَشَرَّ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ
فَمَا زَالَ يُبْعِغُهُ بَصْرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا
عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

فائدہ: اور لیکن عطف جزیہ کا فائدہ پر پس یہ عطف عام کا خاص پر اور شافعی وغیرہ نے کہا کہ فائدہ مال ہے جو حاصل ہو واسطے مسلمانوں کے اس قسم سے کہ نہیں دوڑائے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی معلق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ رائج ہے طرف نظر امام کی جتنا چاہے زیادہ دے اور تحقیق گزر چکا ہے جس میں کہ جو مال بحرین سے آیا تھا وہ جزیہ کا مال تھا اور یہ کہ مصرف جزیہ کا مصرف فائدہ کا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا مصرف فائدہ میں اور یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ امام کی نظر کی طرف ہے جس کو چاہے دے اور عبد الرزاق نے حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ جب عباس اور علی رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وما افاء الله على رسوله من اهل القري الا ية پس کہا کہ اس آیت نے سب مسلمانوں کو پورا کیا یعنی اس آیت میں سب مسلمانوں کو دینا مذکور ہے پس نہیں باقی رہا کوئی مگر کہ واسطے اس کے حق ہے بیچ اس کے مگر بعض وہ لوگ جن کے تم مالک ہو یعنی لونڈی غلام ابو عبید نے کہا کہ حکم فائدہ کا اور خراج اور جزیہ کا ایک ہے اور ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ مال جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے عشر سے جبکہ تجارت کریں اسلام کے شہروں میں اور وہ حق ہے سارے مسلمانوں کا عام کیا جائے ساتھ اس کے فقیر اور مالدار کو اور عطا کی جائے ساتھ اس کے لڑنے والوں پر اور رزق دیا جائے بال بچوں کو اور جو حاجت کہ پیش آئے امام کو تمام اس قسم سے کہ اس میں بہتری مسلمانوں کی اور اسلام کی ہے اور اختلاف کیا ہے اصحاب نے بیچ تقسیم فائدہ کے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مذہب برابری کرنی ہے اور یہی ہے قول علی رضی اللہ عنہ کا اور عطا کا اور اختیار شافعی کا اور مذہب عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا تفصیل ہے یعنی کم و بیش دینا اور یہی ہے قول مالک کا اور کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ امام کی رائے کے سپرد ہے اگر چاہے تو برابر دے اور اگر چاہے تو کم و بیش دے اور ابن بطلان نے کہا کہ باب کی حدیثیں حجت ہیں واسطے اس کے جو قائل ہے تفصیل کا اور ظاہر یہ ہے کہ جو تفصیل کا قائل ہے وہ تعیم کو شرط کرتا ہے بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ نظر امام کی طرف ہے اور اس پر دلالت کرتی ہیں حدیثیں باب کی اور ابن منذر نے کہا کہ تنہا ہوئے ہیں شافعی ساتھ قول اپنے کے کہ فائدہ کے مال میں بھی جس ہے

جیسے کہ غنیمت میں ہے اور نہیں محفوظ ہے یہ کسی سے اصحاب میں سے اور نہ ان سے جو ان کے بعد میں ہیں یعنی شافعی کے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ فے میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا جائے اس واسطے کہ جو آیتیں فے کی آیت کے بعد ہیں وہ معطوف ہیں فے کی آیت پر للفقراء والمہاجرین سے آخر تک پس تحقیق وہ مفسر ہے واسطے اس چیز کے کہ اس سے پہلے ہے قول اس کے وما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القری سے اور شافعی نے حمل کیا ہے آیت پہلی کو اس پر کہ قسمت سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی ہے واسطے اس کے جو مذکور ہے بیچ اس کے فقط پھر جب اس نے دیکھا اجماع کو اوپر جواز عطاؤں لڑنے والوں کے اور روزی لڑ کے بالوں کے اور سوائے اس کے فے کے مال سے تو تاویل کی اس نے کہ جو آیت میں مذکور ہے وہ غنم ہے پس گردانا اس نے غنم فے کو واجب واسطے ان کے اور مخالفت کی ہے اس کی عام اہل علم نے واسطے بیرونی عمر رضی اللہ عنہ کے اور عباس رضی اللہ عنہ کے قصے میں دلالت ہے اس پر کہ حصہ ذوالقربیٰ کا فے سے نہیں خاص ہوتا ساتھ فقیران کے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ مالداروں سے تھے اور امام احمد نے کہا کہ فے واسطے مالدار اور فقیر کے ہے۔ (فتح)

بابُ اِنَّہُمْ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ۔ باب ہے بیان میں گناہ اس شخص کے جو عہد کرنے والے کو قتل کرے بغیر جرم کے یعنی ناحق۔

فائدہ: اسی طرح مفید کیا ہے انہوں نے اس کو ترجمہ میں اور نہیں ہے تفسیر حدیث میں اور لیکن وہ مستفاد ہے قواعد شرع سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہے ساتھ لفظ بغیر حق کے اور اسی چیز میں کہ واقع ہوئی ہے نسائی وغیرہ کی حدیث میں کہ جو قتل کرے نفس معاہد کو بغیر حلال ہونے اس کے تو حرام کرتا ہے اللہ اس پر بہشت کو۔ (فتح)

۲۹۳۰۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو معاہد یعنی قول و اقرار والے کو مار ڈالے گا تو وہ بہشت کی بوند نہ سونگھے گا اور البتہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

۲۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرِو حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنْ رِيحَهَا تَوَجَّدَ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔

نکالنا یہود کا عرب کے ٹاپو سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو وہاں ٹھہرائے گا۔

بابُ اخْرَاجِ الْيَهُودَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرُكُمُ مَا أَفْرَكُمُ اللَّهُ بِهِ۔

٢٩٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
الْليثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْقُمْيَرِيُّ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ
فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ
أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ
وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِبَكُمْ مِنْ هَذِهِ
الْأَرْضِ فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِيعْهُ
وَالَا فاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

٢٩٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ سَمِعَ
سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا يَقُولُ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ
الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَ دَمْعُهُ الْحَصَى

قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ
اِسْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَجَعَلَهُ فَقَالَ اَتَتُونِي بِكَتِفٍ اُكْتَبَ لَكُمْ
كِتَابًا لَا تَصِلُوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا
يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ فَقَالُوا مَا لَهُ أَهْجَرُ
اِسْتَفْهِمُوهُ فَقَالَ ذَرُونِي فَإِلَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ
مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ
أَخْرَجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ
وَأَجِيزُوا الْوَلَدَ بَنَحُوا مَا كُنْتُ أَجِيزُهُمْ
وَالثَّالِثَةَ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ
قَالَهَا فَتَسَيَّيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هَذَا مِنْ قَوْلِ
سُلَيْمَانَ.

ہوا تو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے
نوشتہ لکھ دوں تاکہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکوتو اصحاب کاغذ
لانے نہ لانے میں جھگڑنے لگے اور پیغمبر کے پاس جھگڑنا جائز
نہیں پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ کا کیا حال ہے کیا
درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت ﷺ سے پھر
تحقیق کر دیا یہ استفہام انکاری ہے گویا کہ انہوں نے انکار کر
دیا اس شخص پر جو کہتا تھا کہ نہ لکھو یعنی نہ ٹھہراؤ اس کو مانند امر
اس کے کی جس کی زبان قابو میں نہ ہو تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اب مجھ کو نہ چھیڑو جس میں اب میں مشغول ہوں بہتر
ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو تین
چیز کا حکم کیا سو فرمایا کہ مشرکوں کو عرب کے جزیرہ سے نکال دینا
اور ایلیچوں سے سلوک کیا کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا اور تیسری
چیز سے یا تو آپ ﷺ چپ رہے یا میں اس کو بھول گیا ہوں
سفیان نے کہا کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ نکال دو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور طبری نے کہا کہ
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام پر لازم ہے نکالنا ہر اس شخص کا جو اسلام کے سوائے کوئی اور دین رکھتا ہو ہر شہر سے
کہ اس پر مسلمان قہر سے غالب ہوئے ہوں جبکہ مسلمانوں کی ان کی ضرورت نہ ہو مانند عمل زمین کی اور مانند اس کی
اور اسی پر ٹھہرایا عمر رضی اللہ عنہ نے جس کو ٹھہرایا سواد اور شام میں اور گمان کیا انہوں نے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ٹاپو عرب
کی بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شہر کے ہوا پر حکم اس کے کے۔ (فتح)
بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ
جب مشرکین مسلمانوں کے ساتھ دغا کریں تو کیا ان
سے معاف کیا جائے۔
هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ.

فائدہ: اور نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے اشارت کرنے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی
ہے اختلاف سے بیچ عقاب کرنے اس عورت کی جس نے زہر آلودہ بکری ہدیہ بھیجی تھی۔ (فتح)
۲۹۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
۲۹۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو
الْبَيْتُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ
ایک بکری زہر آلودہ حضرت ﷺ کو تحفہ بھیجی گئی تو

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں کہ سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو تو سب یہودی آپ ﷺ کے پاس جمع کیے گئے تو فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا تم اس میں سچ بولو گے یہود نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون ہے باپ تمہارا انہوں نے کہا کہ فلاں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ سچے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو یہود نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم اور اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ﷺ ہمارے جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسے کہ آپ ﷺ نے اس کو ہمارے باپ کی نسبت میں پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخی کون ہیں تو یہود نے کہا کہ ہم تھوڑے دن دوزخ میں رہیں گے پھر ہمارے پیچھے تم دوزخ میں داخل ہو گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اس میں قسم ہے اللہ کی ہم تمہارے پیچھے کبھی دوزخ میں نہیں جائیں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم تو فرمایا کہ تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس کے باعث ہوئی یہود نے کہا کہ ہم نے چاہا تھا کہ اگر آپ معاذ اللہ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے آرام پائیں گے لیکن اگر آپ ﷺ پیغمبر ہوں گے تو آپ ﷺ کو ضرر نہ ہوگا۔

الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَذَا مِنْ يَهُودٍ فَجَمِعُوا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا فَلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فَلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذَبْنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي آبِنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخَلَّفُونَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْسِنُوا فِيهَا وَاللَّهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔
بَابُ دُعَاءِ الْإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَتَ عَهْدًا.
۲۹۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

بددعا کرنی امام کی اس شخص پر جو عہد کو توڑ ڈالے۔
۲۹۳۳۔ عاصم بن النضر سے روایت ہے کہ میں نے انس بن النضر سے

رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کا حکم پوچھا تو میں نے کہا کہ فلا نا گمان کرتا ہے کہ تو نے رکوع سے پیچھے کہا ہے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے پھر انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بعد رکوع کے بدعا کرتے تھے بنی سلیم کی ایک جماعت پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چالیس یا ستر قاری کچھ مشرکوں کی طرف بھیجے پس آگے آئے ان کو یہ کافر یعنی جبکہ پہنچے ہر معونہ میں تو کافروں نے ان کو مار ڈالا اور ان کافروں کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان عہد تھا سو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا کہ کسی پر غناک ہوئے ہوں جیسا کہ ان پر غناک ہوئے۔

بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقَنُوتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَقُلْتُ إِنَّ فَلَانًا يَزْعُمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ يَشْكُ فِيهِ مِنَ الْقُرَاءِ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَعَرَضَ لَهُمْ هَوْلَاءُ لَفَقَلُوهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوتر میں گزر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں امان دینے عورتوں کے اور پناہ دینے ان کے۔

بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجَوَارِهِنَّ.

۲۹۳۵- ام ہانی رضی اللہ عنہا ابوطالب کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی سو میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے پایا اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو پردہ کیے ہوئے تھیں تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں ابوطالب کی بیٹی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خوش وقتی ہے ام ہانی کو پھر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے تو اپنی آٹھ رکعتیں پڑھیں یعنی چاشت کی نماز لپٹے ہوئے تھے کپڑے میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماہ کے بیٹے علی نے کہا کہ وہ

۲۹۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرْثَةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِي بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِي بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِي بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِي فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا

قتل کرنے والے ہیں اس شخص کو کہ میں نے اس کو پناہ دی تو فلاں بیٹا ہمسیرہ کا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی۔ ام ہانی نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّی عَلِیُّ أَنَّهُ قَاتِلُ رَجُلًا قَدْ أُجْرَتْهُ فَلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُجْرْنَا مَنْ أُجْرَتْ يَا أُمَّ هَانِیْ قَالَتْ أُمَّ هَانِیْ وَذَلِكَ ضُحًی.

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح نماز میں گزر چکی ہے ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اہل علم کا اوپر جائز ہونے امان عورت کے مگر وہ چیز کہ ذکر کی ہے عبد الملک مالک کے مصاحب نے نہیں محفوظ رکھتا میں یہ اس کے غیر سے کہا اس نے کہا کہ امرا امان کا امام کی طرف ہے اور تاویل کی ہے اس نے جواز کی حدیثوں کی اوپر تقاضا خاص کے ابن منذر نے کہا کہ سچ قول حضرت ﷺ کے کہ سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا دلالت ہے اوپر غافل ہونے اس قاتل کے اور محزون سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے پس کہا اس نے کہ وہ امام کے سپرد ہے اگر اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر رد کرے تو رد ہے۔ (فتح)

مسلمانوں کا عہد اور امان ایک ہے سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا یعنی اگر کوئی ادنیٰ مسلمان مانند عورت اور غلام کی کسی کافر کو امان دے تو چاہیے کہ اس کو سب مسلمان امان دیں اور اس کے عہد کو نہ توڑیں۔

بَابُ ذِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَجَوَارِهِمْ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ.

۲۹۳۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبْنَا عَلِيًّا فَقَالَ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرُؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَقَالَ فِيهَا الْجَرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الْإِبِلِ وَالْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوَى فِيهَا مُحَدِّثًا فَلَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَذِمَّةٌ

۲۹۳۶۔ ابراہیم تمیمی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا پس کہا کہ نہیں ہمارے پاس کوئی کتاب جس کو ہم پڑھیں مگر کتاب اللہ کی جو بلند ہے یعنی قرآن اور جو کچھ کہ اس کا کاغذ میں ہے اور فرمایا کہ اس کتاب میں احکام ہیں رضوں کے اور سن اونوں کے یعنی جو دیت میں دیے جاتے ہیں اور مدینہ حرام ہے غیر سے اور کدائیک کہ یہ دونوں پہاڑوں کے نام ہیں سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعتی کو ٹھکانا دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ نہ فرض عبادت کو اور نہ نفل کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اپنے

اَلْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَةً فَمَنْ اُخْفَرَ مُسْلِمًا فَقَلْبِهِ
اگلے سرداروں کے تو اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے اور امان
مسلمانوں کی ایک ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو
مِثْلُ ذٰلِكَ.

اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ امان مسلمانوں کی ایک ہے اٹھ اور یہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ ابتداء ترجمہ کے اور ایپر قول اس کا کہ کوشش کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا پس اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا حج میں اور آئندہ بھی یہ حدیث آئے گی اور داخل ہوا بیچ قول اس کے کے ادناھم ہر وضع ساتھ نص کے اور ہر شریف ساتھ فحوی کے پس داخل ہوا ان کے ادنیٰ میں عورت اور غلام اور لڑکا اور مجنوں اور ایپر عورت پس اس کا ذکر تو پہلے باب میں گزر چکا ہے اور ایپر غلام پس جائز رکھا ہے اس کی امان کو جمہور نے لڑے یا نہ لڑے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر لڑے تو اس کی امان جائز ہے اور نہیں تو نہیں اور سحون نے کہا کہ اگر سردار اس کو لڑنے کی اجازت دے تو جائز ہے امان اس کی اور نہیں تو نہیں اور ایپر لڑکا پس کہا ابن منذر نے کہ اجماع ہے اہل علم کا کہ امان لڑکے کی جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کے غیر کا کلام مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراہق اور غیر مراہق میں فرق ہے اور اسی طرح متمیز جو عقل رکھتا ہو اور خلاف ہے مالکیہ اور حنابلہ سے اور ایپر مجنوں پس نہیں صحیح ہے امان اس کی بغیر خلاف کے مانند کافر کی اور لیکن اوزاعی نے کہا کہ اگر جہاد کرے ذمی کافر ہمراہ مسلمانوں کے پس کسی کو امان دی پس اگر امام چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو رد کرے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے ثوری سے کہ اس نے مستثنیٰ کیا ہے مردوں سے ان آزادوں کو جو دار الحرب میں قید ہیں پس کہا اس نے کہ ان کی امان جائز نہیں ہوتی اور اسی طرح مزدور کی۔ (فتح)

بَابُ اِذَا قَالُوْا صَبَّأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوْا
اَسْلَمْنَا.

جب کہیں مشرکین وقت لڑنے کے صَبَّأْنَا یعنی ہم بے دین ہوئے یعنی مسلمان ہوئے اور بخوبی یہ بات نہ کہہ سکیں کہ ہم مسلمان ہوئے یعنی واسطے جاری ہونے کے اپنی زبان پر تو کیا ہوتا ہے یہ کافی بیچ دور کرنے قتال کے ان سے یا نہیں۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے مقاصد کا اپنی دلیلوں سے جس طرح سے کہ دلیلیں ہوں خواہ لفظی ہوں یا غیر لفظی جس زبان میں کہ ہوں۔

وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرَأُ اِلَيْكَ
اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو خالد نے ان کا قتل کرنا شروع کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی میں تیرے روبرو

مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ۔ بیزاری کرتا ہوں خالد کے فعل سے۔

فائدہ: یہ ایک کٹڑا ہے حدیث دراز کا پوری حدیث آئندہ آئے گی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ خالد نے حضرت ﷺ کے حکم سے ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا اور ان کو اسلام کی دعوت کی تو انہوں نے کہا صَبَاتْنَا یعنی ہم بے دین ہوئے اور مراد ان کی یہ تھی ہم اسلام لائے یعنی اس لیے کہ کافر مسلمانوں کو بے دین کہتے تھے تو خالد نے ان سے یہ بات قبول نہ کی اور ان کو قتل کیا بنا پر ظاہر لفظ کے تو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس پر انکار کیا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ کفایت کی جائے ہر قوم سے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جائے زبان ان کی سے اور تحقیق معذور کہا حضرت ﷺ نے خالد کو بیچ اجتہاد اس کے کے اور نہ بدلہ لیا اس سے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ حاکم جب حکم کرے ساتھ جور کے یا برخلاف قول اہل علم کے تو وہ مردود ہے لیکن نظر کی جائے پس اگر ہو بطور اجتہاد کے تو گناہ ساقط ہے اور اپر ضمان یعنی بدلہ پس لازم ہے اس میں نزدیک اکثر کے اور کہا ثوری اور اہل رائے اور احمد اور اسحاق نے کہ جو چیز کہ ہو قتل میں یا زخم میں تو بیت المال میں ہے اور کہا اوزاعی اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ کے دونوں مصاحبوں نے کہ اس کا بدلہ عاقلہ پر ہے اور کہا ابن مابسون نے کہ نہیں لازم آتی اس میں ضمان اور یہ ان جگہوں سے ہے جن میں تمسک کیا جاتا ہے کہ بخاری ترجمہ باندھتا ہے ساتھ بعض ان چیزوں کے کہ وارد ہوئی ہیں حدیث میں اگرچہ وارد نہیں کرتا ان کو ترجمہ میں پس تحقیق اس نے باب باندھا ہے ساتھ قول اپنے کی صَبَاتْنَا اور اس کو وارد نہیں کیا اور اکتفا کیا ہے اس نے ساتھ کٹڑے اس حدیث کے جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِذَا قَالَ مَتْرُسٌ فَقَدْ آمَنَهُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ۔

یعنی اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ جب کہے مسلمان عجمی کافر کو کہ نہ ڈر یعنی فارسی زبان میں تو اس نے اس کو امن دیا تحقیق اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے یعنی پس بخاری زبان میں بھی امان دینی جائز ہوگی۔ یعنی عمر فاروق نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نے تستر کو محاصرہ کیا تو اترا ہر حران اوپر حکم عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب اس کو عمر کے پاس لایا گیا تو صاف کلام نہ کر سکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں اوپر تیرے اور یہ عمر رضی اللہ عنہ سے امن دینا تھا اور کہا کہ اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے تو کہتے ہیں کہ دنیا میں کل بہتر زبانیں ہیں سولا سام کی اولاد میں اور مانند اس کی حام کی اولاد میں اور باقی یافث کی اولاد میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَوَادِعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ وَإِنَّهُمْ مِنْ لُغَمٍ

صلح کرنی اوپر ترک کرنے لڑائی کے اور صلح کرنے ساتھ مشرکوں کے مال وغیرہ پر یعنی مانند قیدیوں کے اور گناہ

يَفِّ بِالْعَهْدِ وَقَوْلِهِ ﴿وَأِنْ جَنَّحُوا لِلْإِسْلَامِ
فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ الْآيَةُ.

اس کا جو عہد کو پورا نہ کرے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ
جھکیں صلح کو تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ کر اللہ پر
بے شک وہی سنتا جانتا۔

فائدہ: یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مصالحت کے ساتھ مشرکین کے اور معنی شرط کے آیت میں یہ ہیں کہ امر
ساتھ صلح کے مفید ہے ساتھ اس کے جبکہ ہونا فاعل واسطے اسلام کے مصالحت اور جبکہ اسلام کفر پر غالب ہو اور مصالحت
میں کوئی مصالحت ظاہر نہ ہو تو اس وقت صلح نہیں۔ (فتح)

۲۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ
الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ بْنُ زَيْدٍ
إِلَى خَيْبَرٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَلُحَ فَتَفَرَّقَا فَأَتَى
مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ
يَتَشَمَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا لَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ
الْمَدِينَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ
وَمُحَيِّصَةُ وَحَوَّيْصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِيرٌ كَبِيرٌ وَهُوَ
أَحَدُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ
تَخْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَأَتَاكُمُ أَوْ
صَاحِبُكُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَخْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ
وَلَمْ نَرِ قَالَ فَتَبَرَّيْكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ
فَقَالُوا كَيْفَ نَأْخُذُ أَبْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

۲۹۳۷۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن
سہل اور حویصہ بن مسعود دونوں خیبر میں گئے اور خیبر والوں سے
اس دن صلح تھی سو دونوں جدا جدا ہو گئے یعنی سیر کرتے ہوئے
ایک کسی طرف چلا گیا اور ایک کسی طرف تو حویصہ عبد اللہ کے
پاس آیا اور وہ اپنے خون میں تڑپتا تھا اس حال میں کہ مارا گیا
تھا تو اس نے اس کو دفنایا پھر مدینے میں آیا پھر چلا عبد الرحمن
بن سہل یعنی بھائی مقتول کا اور حویصہ اور حویصہ بیٹے مسعود کی
طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو عبد الرحمن کلام کرنے لگا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقدم کر بڑے کو بڑے کو یعنی جو تجھ سے بڑا
ہے اس کو کلام کرنے دے اور وہ تینوں سے چھوٹا تھا تو
عبد الرحمن چپ رہا تو کلام کیا حویصہ اور حویصہ نے یعنی دعویٰ کیا
خون کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور
مستحق ہوتے ہو اپنے قاتل کے خون کے یا فرمایا اپنے ساتھی
کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح قسم کھائیں اور حالانکہ ہم
حاضر نہ تھے اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا فرمایا کہ پاک ہوں گے
یہود دعویٰ تمہارے سے ساتھ قسموں پچاس مردوں کے تو
انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قوم سے کس طرح قسمیں لیں
یعنی ان کی قسموں کا کیا اعتبار ہے تو دیت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کی اپنے پاس سے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت ان سے صلح تھی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی تو مہلب نے اس سے سمجھا ہے کہ یہ موافق ہے قول اس کے کہ ترجمہ میں کہ صلح کر لی ساتھ مشرکوں کے مال پر پس کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ دیت دی اس کو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے واسطے الفت دلانے یہود کے اور واسطے امید مسلمان ہونے ان کے کے اور مہلب کے اس قول کو رد کرتی ہے وہ چیز کہ نفس حدیث میں ہے غیر اس طریق میں کہ مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ باطل کریں خون اس کا پس تحقیق یہ مشعر ہے کہ سبب دینے آپ کا دیت کو اپنے پاس سے تھا خوش کرنا واسطے دلوں اہل اس کے کے اور احتمال ہے کہ ہر ایک دونوں سے سبب واسطے اس کے اور ساتھ اس کے تمام ہوگا ترجمہ اور ایہ اصل مسئلے کا پس اختلاف کیا گیا ہے سچ اس کے پس کہا اوزاعی نے کہ صلح کرنی امام المسلمین کی ساتھ اہل حرب کے مال پر کہ ادا کرے اس کو طرف اہل حرب کی جائز نہیں مگر ضرورت سے مانند اعراض کرنے مسلمانوں کی لڑائی ان کی سے کہا اس نے اور نہیں ڈر ہے یہ کہ صلح کرے ان سے غیر شے پر یعنی بغیر کسی چیز نے کے کہ ادا کریں ان کو طرف ان کی جیسا کہ واقع ہوا حدیبیہ میں اور کہا شافعی نے کہ جب ضعیف ہوں مسلمان مشرکوں کی لڑائی تو جائز ہے صلح کرنے ان سے بغیر کسی چیز کے کہ دیں ان کو اس لیے کہ قتل واسطے مسلمانوں کے شہادت ہے اور اسلام زیادہ تر عزت والا ہے اس سے کہ دیا جائے کچھ مال مشرکوں کو اس پر کہ باز رہیں ان سے مگر سچ حالت خوف مسلمانوں کے واسطے بہت ہونے دشمنوں کے اس لیے کہ یہ ضرورتوں سے ہے اور اسی طرح جب قید کیا جائے کوئی مرد مسلمان پس نہ خلاص ہو مگر ساتھ بدلے کے تو جائز ہے اور ایہ قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ گناہ اس شخص کا کہ نہ پورا کرے عہد کو پس نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ مشعر ہوساتھ اس کے اور قسامت کی بحث آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں فضیلت پورا کرنے عہد کے۔

۲۹۳۸۔ سفیان بن حرب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہر قل نے مجھ کو بلایا بھیجا معہ چند سواروں قریش کے کہ شام کے ملک میں سوداگر تھے اس مدت میں جس میں حضرت ﷺ نے ابوسفیان اور کفار قریش سے صلح کی ہوئی تھی۔

بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ.

۲۹۳۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرْقُلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَّ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے کہ دعا ہر امت کے نزدیک قبیح اور مذموم ہے اور یہ پیغمبروں کی صفاتوں سے نہیں۔ (فتح)

بابُ هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ. باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا معاف کیا جائے ذمی کافر سے جبکہ جادو کرے۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا نہ قتل کیا جائے جادوگر اہل عہد کا اور لیکن عقاب کیا جائے مگر یہ کہ اپنے جادو سے قتل کرے پس قتل کیا جائے یا کوئی بدعت نکالے پس مواخذہ کیا جائے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالک نے کہا کہ اگر داخل کرے ساتھ سحر اپنے کے ضرر کو مسلمان پر تو ٹوٹ جاتا ہے عہد اس کا ساتھ اس کے اور نیز مالک نے کہا کہ قتل کیا جائے ساحر اور نہ تو بہ کرایا جائے اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور ایک جماعت کا اور وہ نزدیک ان کی مانند زندقہ کی ہے۔ (فتح) www.KitaboSunnat.com

یونسؑ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کہ جادو کرے عہد والوں سے قتل ہے یعنی کیا اس کو مار ڈالنا جائز ہے ابن شہاب نے کہا پچھی ہم کو یہ خبر کہ کسی نے حضرت ﷺ کو جادو کیا تو حضرت ﷺ نے جادوگر کو قتل نہ کیا اور تھا وہ اہل کتاب سے۔

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ ترجمہ باندھا بخاری نے ساتھ لفظ ذمی کے اور سوال کیا گیا زہری ساتھ لفظ اہل عہد کے اور جواب دیا ساتھ لفظ اہل کتاب کے پس دونوں پہلے متقارب ہیں اور اپر اہل کتاب پس مراد اس کی ان میں سے وہ شخص ہے جس کے ساتھ عہد ہو اور امر نفس الامر میں اس طرح تھا ابن بطلان نے کہا کہ نہیں حجت ہے واسطے ابن شہاب کے بیچ قصے اس شخص کے جس نے حضرت ﷺ کو جادو کیا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ اپنے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے اور نیز اس لیے کہ نہ ضرر کیا آپ کو جادو نے بیچ کسی چیز کے وحی کے امروں سے اور نہ آپ کے بدن میں اور سوائے اس کے نہیں کہ عارض ہوئی تھی آپ کو کوئی چیز خیال سے اور یہ مانند اس کی ہے کہ ایک جن نے آپ کی نماز کو توڑنا چاہا پس نہ قادر ہوا اور اس کے ادر سوا اس کے نہیں کہ پچھی آپ کو ضرر سحر سے وہ چیز کہ پچھتی ہے بیمار کو بخار سے میں کہتا ہوں کہ اسی لیے نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

۲۹۳۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۹۳۹۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپس کو خیال ہوتا تھا کہ آپ ایک کام کر چکے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا تھا۔

سُحِرَ حَتَّى كَانَ يُخِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا
وَلَمْ يَصْنَعْهُ.

فائدہ: اس حدیث میں معاف کرنے کا ذکر نہیں اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے بیچ باقی قصے کے کہ جب حضرت ﷺ کو صحت حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں مکروہ جانتا ہوں کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور اس کی باقی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْغَدْرِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى
﴿وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنْ حَسِبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ
إِلَى قَوْلِهِ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾.

فائدہ: اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ احتمال رکھنا طلب دشمن کا واسطے صلح کے دعا کو نہیں منع کرتا قبول کرنے کو جبکہ ظاہر ہو واسطے مسلمانوں کے بلکہ عزم کیا جائے اور بھروسہ کیا جائے اللہ پر۔ (فتح)

۲۹۴۰۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جنگ تبوک میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ چڑے کے ایک قے میں تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گن رکھ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے اول تو میری موت پر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر تم میں مری کا پڑنا جیسے بھیڑ بکری میں مری پڑتی ہے پھر مال کی کثرت ہونی یہاں تک کہ ایک مرد کو سو اشرفیاں دی جائے گی پھر بھی وہ ناخوش رہے گا یعنی کم سمجھ کر پھر فساد ہوگا عرب کا کوئی گھریا قی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہوگا پھر تمہاری اور روم والوں کے درمیان صلح کا ہونا سو وہ دعا کریں گے تو وہ تم سے لڑنے آئے گے اسی (۸۰) علم کے نیچے ہر علم کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمی ہوگا یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر ہوگا۔

۲۹۴۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدٍ اللَّهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ فَتَحَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مَوْتَانِ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقَعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِيفَاضَةَ الْمَالِ حَتَّى يُعْطِيَ الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيُظَلُّ سَاحِطًا ثُمَّ لَيْسَ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هَذَنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْطَرِ فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ لِمَانَيْنِ غَايَةِ تَحْتَ كُلِّ غَايَةِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

فائدہ: کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المقدس کی فتح ہونے کے بعد عمواس میں مری پڑی کہ اس میں پڑی کہ اس میں کئی ہزار آدمی مر گئے اور مال کی کثرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی نزدیک فتوح عظیمہ کے اور فتنہ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے شروع ہوا ساتھ مقتول ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بدستور رہے فتنے بعد اس کے اور چھٹی نشانی ابھی واقع نہیں ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے تین نشانیاں واقع ہو چکی ہیں اور تین باقی ہیں اور نعیم کے فتن میں واقع ہوا ہے کہ اخیر نشانی مہدی کے وقت میں ہوگی اوپر ہاتھ ایک بادشاہ کے جو ہر قل کی اولاد سے ہوگا اور مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا قیامت کی نشانیوں سے ہے اور اس میں بیان ہے کئی چیزوں کا نبوت کی نشانیوں سے کہ ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں ابن نمیر نے کہا کہ ایپر قصہ روم کا پس نہیں واقع ہوا اب تک اور نہ ہم کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے میدان میں اس عدد کے ساتھ جہاد کیا ہو پس یہ ان امروں سے ہے کہ ابھی واقع نہیں ہوئی اور اس میں بشارت اور ندرت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے کہ انجام واسطے مسلمانوں کے ہے باوجود کثرت اس لشکر کے اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں کا لشکر کئی گنا زیادہ ہوگا۔ (فتح)

بابُ كَيْفَ يُبْنَدُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ ﴿وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ﴾ الْآيَةِ.

کس طرح پھیرا جائے عہد طرف اہل عہد کی اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو ڈر ہو ایک قوم کے دغا کا تو پھینک دے طرف ان کی عہد ان کا برابر کے برابر۔

فائدہ: اور یہ اس طور سے ہے کہ کسی کو ان کے پاس پہنچے جو ان کو خبر کر دے کہ عہد ٹوٹ گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی مثل پر اور بعض کہتے ہیں کہ عدل پر اور بعض کہتے ہیں کہ خبر کر دے ان کو کہ تو ان سے لڑنے والا ہے یہاں تک کہ ہوں مثل تیری اس کے علم میں۔ (فتح)

۲۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِيمَنْ يُؤْذِنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنَى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَرَبِيٌّ وَلَا يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمَ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ فَبَنَدَ أَبُو بَكْرٍ

۲۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں میں جو قربانی کے دن منا میں حکم پہنچا دیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی شریک کرنے والا اور نہ گھوڑے کعبے کے گرد ننگا آدمی اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے یعنی دسویں ذی الحجہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر اس واسطے کہ لوگ عمرے کو حج اصغر کہتے تھے پس پھینک دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کی اس سال میں عہد ان کا تو حجہ الوداع کے سال جس میں حضرت ﷺ نے حج کیا کسی کافر

إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ.

نے حج نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے مہلب نے کہا کہ خوف کیا حضرت ﷺ نے کافروں کے دغا سے پس اس واسطے منادی کو بھیجا کہ کافروں کو یہ حکم پہنچا دے۔

بَابُ إِيْمَانِهِ مَنْ عَاهَدَهُ ثُمَّ غَدَرَ وَقَوْلُ اللَّهِ «الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ».

گناہ اس شخص کا جو عہد کرے پھر دغا کرے اور اللہ نے فرمایا کہ ان میں سے جن کے ساتھ تو نے عہد کیا ہے پھر توڑتے ہیں عہد اپنا ہر بار میں الآیۃ

۲۹۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ مُسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَتْ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَاهَا.

۲۹۴۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں چاروں ہوں گی وہ نفاق ہے وہ شخص کہ جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب عہد پیمان کرے تو دغا کرے اور جب جھگڑے تو ناحق پر چلے جس میں ایک خصلت ہو ان چاروں سے تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دی۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

۲۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ غَائِبٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَّثًا أَوْ أَوْى

۲۹۴۳۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں لکھا ہم نے حضرت ﷺ سے مگر قرآن اور جو کچھ کہ اس کاغذ میں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کہ ایک کو عائر کہتے ہیں اور دوسرے کو کداسو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے نفل عبادت اور نہ فرض عبادت اور امان

مسلمانوں کی ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان کی کوشش کرتا ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اجازت اپنے اگلے سرداروں کی تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت۔

مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ وَذِمَّةُ مَنْ وَالِي قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ کا ہے کہ جو مسلمان کی امان کو توڑے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ خراج اور جزیہ سے تم کو کچھ نہ پہنچے گا تو کسی نے ابو ہریرہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ کس طرح گمان کرتا ہے تو اس کو ہونے والا یعنی تو کہاں سے کہتا ہے کہ یہ حال پیش آئے گا اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ معلوم کیا ہے میں نے اس کو قول سچے کے سے جس کو سچ کیا گیا ہے یعنی جو کچھ جبرائیل نے آپ ﷺ سے کہا ہے سچ کہا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا سبب ہے یعنی کس سبب سے یہ بات پیش آئے گی ابو ہریرہ نے کہا کہ توڑا جائے گا عہد اللہ کا اور عہد اس کے رسول کا کہ اہل ذمہ کے ساتھ تھا تو اللہ اہل ذمہ کے دل کو سخت کر دے گا تو روک رکھیں گے جو کچھ کہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی جزیہ اور خراج ادا نہ کریں گے۔

قَالَ أَبُو مُوسَى حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَحْتَبُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا فَقِيلَ لَهُ وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَانَنَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِي وَاللَّهِ نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ قَالُوا عَمَّ ذَاكَ قَالَ تُنْهَكُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشُدُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ.

فائدہ: اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اور وصیت کرنی ہے ساتھ پورا کرنے عہد اہل ذمہ کے واسطے اس چیز کے کہ جزیہ میں ہے جو ان سے لیا جاتا ہے نفع مسلمانوں کے سے اور اس میں ڈرانا ہے ظلم ان کے سے اور یہ کہ جب یہ واقع ہوگا تو وہ عہد کو توڑ ڈالیں گے پس نہ لیں گے اس سے مسلمان کچھ پس تنگ ہوگا حال ان کا۔ (فتح)

یہ باب ہے۔

باب

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۹۴۴۔ بَابُ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِينَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ أَتَيْمُوا رَأَيْكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أُسْتَطِيعَ أَنْ أُرَدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرِ يُقْطَعُنَا إِلَّا أَسهَلَنَ بِنَا إِلَى أَمْرِ نَعْرِفُهُ غَيْرَ أَمْرِنَا هَذَا.

۲۹۴۴۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کہ کیا تو جنگ صفین میں حاضر ہوا تھا اس نے کہا کہ ہاں تو میں نے سہل بن حنیف سے سنا کہتا تھا کہ تہمت کرو اپنی اپنی رائے کو میں نے اپنے آپ کو دیکھا دن ابو جندل کے یعنی دن صلح حدیبیہ کے پس اگر میں طاقت رکھتا کہ حضرت ﷺ کے حکم کو پھیروں تو البتہ میں اس کو پھیرتا اور نہیں رکھا ہم نے اپنی تلواروں کو دن صفین کے اپنے موڑھوں سے واسطے کسی امر کے ڈراوے ہم کو مگر کہ لائیں ہم کو تلواریں ہم کی طرف امر کے آسان جانتے تھے ہم انجام اس کے کو سوائے امر ہمارے کے کہ یہ ہے یعنی مسلمانوں کا آپس میں لڑنا۔

فائدہ: سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں کسی گروہ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے لوگوں نے ان کو قصور وار ٹھہرایا تو سہل نے یہ عذر بیان کیا اور اس کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

۲۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ قَالَ كُنَّا بِصِفِينَ فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَتَيْمُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَلَوْ تَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ أَلَيْسَ قِتَالَنَا فِي الْجَنَّةِ وَقِتَالَهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدِّيْنََةَ فِي دِينِنَا أَرْجِعْ وَلَمَّا

۲۹۴۵۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ صفین میں تھے تو سہیل بن حنیف کھڑے ہوئے پس کہا اس نے کہ اے لوگو تہمت کرو اپنی جانوں کو کہ محض اپنی رائے سے آپس میں لڑتے ہو پس تحقیق تھے ہم ساتھ حضرت ﷺ کے دن حدیبیہ کے اور اگر ہم لڑائی کو مناسب جانتے تو البتہ ہم لڑتے اور صلح پر راضی نہ ہوتے پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا نہیں ہم حق پر اور کافر باطل پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں پھر انہوں نے فرمایا کہ کیا نہیں ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پس کس پر دین ہم خیس حالت کو اپنے دین میں یعنی مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کیوں کریں کیا ہم پھر جائیں

يَحْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ
الْخَطَابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ
أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ
مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا
فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ إِلَى
آخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْفَتْحَ هُوَ
قَالَ نَعَمْ

اور حالانکہ حکم نہ کیا ہوا اللہ نے درمیان ہمارے اور درمیان ان
کے ساتھ اس صلح کے یعنی اور یہ گفتگو تردد کی وجہ سے نہ تھی بلکہ
واسطے طلب کشف حال اور مال کے تھی تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں اور اور
اللہ مجھ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا پھر فاروق رضی اللہ عنہ ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہا ان کو مانند اس کی کہ کہا
حضرت ﷺ کو تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اللہ کے
رسول ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا تو سورہ فتح
اتری تو حضرت ﷺ نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ پر پڑھا آخر تک تو
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا فتح ہے یہ صلح
حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: مقصود سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا صلح حدیبیہ کا ذکر کرنے سے یہ تھا کہ خبر دیں اہل صفین کو کہ جو صلح حضرت ﷺ
نے صلح حدیبیہ میں کی تھی وہ سب مسلمانوں کی رائے کے مخالف تھی اور سب نے اس کو ناخوش جانا اور آخر ان کو معلوم
ہوا کہ اس میں بہت بہتری اور بہلائی تھی اور ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ کی رائے صلح میں بہت پوری اور عمدہ تھی
لوگوں کی رائے سے مناجزہ سے تو خلاصہ سہل کی کلام کا یہ ہے کہ جنگ صفین میں سہل نے دونوں گروہ کو صلح کی رغبت
دلائی اور آخر رفتہ رفتہ مخالفت کا نتیجہ ظاہر ہوا جیسا کہ اللہ نے چاہا۔

۲۹۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّی وَهِيَ
مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَدَّتْهُمْ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّ أُمِّی قَدِمَتْ عَلَى وَهِيَ رَاغِبَةٌ

۲۹۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّی وَهِيَ
مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَدَّتْهُمْ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّ أُمِّی قَدِمَتْ عَلَى وَهِيَ رَاغِبَةٌ

۲۹۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّی وَهِيَ
مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَدَّتْهُمْ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّ أُمِّی قَدِمَتْ عَلَى وَهِيَ رَاغِبَةٌ

أَفْأَصْلُهَا قَالَ نَعَمْ صَلِيْهَا.

فائدہ: اور وجہ تعلق حدیث اول کی اس چیز کی جہت سے ہے جس کی طرف رجوع کیا قریش کے امر نے سچ توڑنے ان کے کی عہد کو غالب ہونے سے اوپر ان کے اور قہران کے کے ساتھ فتح مکہ کے پس یہ ظاہر کرتا ہے کہ دغا کا انجام برا ہے اور اس کا مقابلہ ممدوح ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہوگا تعلق حدیث ثانی یعنی اسماء رضی اللہ عنہا کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ ہونا عذر کا تقاضا کرتا ہے اس کو کہ قرائتی سے سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ ہو اوپر غیر دین سلوک کرنے والے کے اور اس حدیث کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

صلح کرنی کافروں سے تین دن یا ایک وقت معلوم تک۔

بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَّعْلُومٍ.

فائدہ: یعنی مستفاد ہوتا ہے واقع ہونے صلح کے سے اوپر تین دن کے جواز اس کا وقت معلوم کے اگرچہ تین دن نہ ہوں۔ (فتح)

۲۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَغْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاسْتَرْطَوْا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَقِيمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجَلْبَانَ السِّلَاحِ وَلَا يَدْخُلُ مِنْهُمْ أَحَدًا قَالَ فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَكُتِبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ نَمْنَعَكَ وَلَبَايَعْنَاكَ وَلَكِنْ اكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَا وَاللَّهِ

۲۹۴۷۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو کسی کو مکہ والوں کی طرف بھیجا ان سے پرداگی مانگنے کو کہ مکہ میں داخل ہوں تو مکہ والوں نے حضرت ﷺ پر شرط کی یہ کہ تین دن سے زیادہ مکہ میں ٹھہریں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر اس حال میں کہ تھیلے میں ڈالے ہوئے ہوں ہتھیاروں کو اور نہ بلائیں مکہ والوں میں سے کسی کو راوی نے کہا کہ سوعلی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے درمیان شرط کو لکھنے لگے تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ اللہ کے رسول نے تو کفار قریش نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ تو رسول ہے تو ہم تجھ کو کعبے سے نہ روکتے اور البتہ تجھ سے بیعت کرتے اور لیکن لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبد اللہ نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں راوی نے کہا اور حضرت ﷺ لکھتے نہ تھے تو آپ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول کا لفظ مٹا دو تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کو کبھی نہ مٹاؤں گا

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھا تو علی رضی اللہ عنہ نے وہ لفظ آپ ﷺ کو دکھایا تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا سو جب حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی تین دن کہ قرار پائی تھی تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھ سے کہہ کہ ہمارے شہر سے کوچ کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور پھر کوچ کیا۔

رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُمُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِّي أَمَحَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيُّ وَاللَّهِ لَا أَمَحَاهُ أَبَدًا قَالَ فَأَرْنِيهِ قَالَ فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتْ الْأَيَّامُ اتَّوَا عَلِيًّا فَقَالُوا مَرَّ صَاحِبُكَ فَلْيَرْتَحِلْ لَدَكْرَ ذَلِكَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور پہلے بھی صلح میں گزر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے بیچ غیر وقت معین کے یعنی غیر معین وقت میں صلح کرنی جائز ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا۔

بَابُ الْمَوَادَّةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَكُمْ عَلِيٌّ مَا أَقْرَكُمْ اللَّهُ بِهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور ایہ کہ جو کچھ متعلق ہے ساتھ جہاد کے پس صلح کرنی بیچ اس کے نہیں واسطے اس کے کوئی حد معلوم کہ اس کے سوائے اور کوئی مدت جائز نہ ہو بلکہ یہ رائج ہے طرف رائے امام کی بحسب اس چیز کے کہ دیکھے اس کو زیادہ تر نافع اور احوط واسطے مسلمانوں کے۔

ذالنا لاشوں مشرکین کا کنوئیں میں اور ان کا مول نہ لیا جائے۔

بَابُ طَرَحِ جَيْفِ الْمُشْرِكِينَ فِي الْبُئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کی قیمت نہ لی جائے تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ مشرکوں نے چاہا کہ ایک مرد مشرک کی لاش خریدیں تو حضرت ﷺ نے بیچنے سے انکار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے دس ہزار دینا چاہا۔

۲۹۴۸۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ سجدے میں تھے یعنی خانے کعبہ میں اور آپ کی گرد کفار قریش کے چند لوگ تھے کہ ناگہاں عتبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حضرت ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دی تو

۲۹۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُفْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ﷺ سجدے سے سر نہ اٹھا سکے یہاں تک کہ فاطمہ زہرا نے آکر اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی بددعا کی کہ تھی پکڑ لے قریش کی اس جماعت کو الہی پکڑ لے ابو جہل کو اور عبتہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور امیہ بن خلف کو اور ابی ابن خلف کو سوابتہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سب جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سو اے امیہ یا ابی کہ پس تحقیق تھا وہ آدمی موٹا سو جب لوگوں نے اس کی لاش کو کھینچا تو اس کے جوڑ جدا جدا ہو گئے پہلے اس سے کہ کنویں میں ڈالا جائے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ يَسْتَلِي جُزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُقْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ أَوْ أَبِي بَنٍ خَلْفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قَتَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَلْقُوا فِي بَيْتٍ غَيْرِ أُمَيَّةٍ أَوْ أَبِي فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبَيْتِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور اس سے زیادہ مغازی میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی لاشوں کا مول نہ لیا جائے اس واسطے کہ عادت شاہد ہے کہ بدر کے مقتولوں کے وارث اگر سمجھتے کہ قبول کیا جائے گا ان سے بدلہ ان کی لاشوں کا تو البتہ خرچ کرتے اس میں جو چاہتا اللہ پس یہ شاہد ہے واسطے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَيْتِ وَالْفَاجِرِ.
گناہ دغا کرنے والے کا یعنی عہد توڑنے والے کا ساتھ نیک اور گناہگار کے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ نیک سے واسطے گناہگار کے یا نیک کے یا گناہگار کے واسطے نیک کے یا گناہگار کے اور درمیان اس ترجمہ کے اور جو تین باب سے پہلے گزر چکا ہے عموم خصوص من وجہ ہے۔ (فتح)

۲۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ يَسْتَلِي جُزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُقْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ أَوْ أَبِي بَنٍ خَلْفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قَتَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَلْقُوا فِي بَيْتٍ غَيْرِ أُمَيَّةٍ أَوْ أَبِي فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبَيْتِ.

۲۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ يَسْتَلِي جُزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُقْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ أَوْ أَبِي بَنٍ خَلْفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قَتَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَلْقُوا فِي بَيْتٍ غَيْرِ أُمَيَّةٍ أَوْ أَبِي فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبَيْتِ.

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ آءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنْصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ يَرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْرِفُ بِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ یہ دغا فلانے کا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بلند کیا جائے گا بقدر اس کی دغا بازی کے اور ایک روایت میں ہے کہ کھڑا کیا جائے گا نزدیک مقعد اس کی کہ ابن منیر نے کہا کہ گویا کہ یہ معاملہ کیا گیا ساتھ خلاف قصد اپنے کے اس واسطے کہ عادت جھنڈے کی یہ ہے کہ یہ سر پر ہوتا ہے پس کھڑا کیا گیا نزدیک نوان یعنی مقعد اس کی کے اس واسطے زیادتی اس کی فضیحت اور رسوائی کے اس واسطے کہ آنکھیں اکثر اوقات دراز ہوتی ہیں طرف جھنڈوں کی پس ہوگا یہ سبب واسطے دراز ہونے ان کے کی طرف جھنڈے کی کہ ظاہر ہوا ہے واسطے اس کے اس دن پس زیادہ ہوگی ساتھ اس کے فضیحت۔ (فتح)

۲۹۵۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ آءَ يُنْصَبُ بِغَدْرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۹۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہوگا کہ کھڑا کیا جائے گا بقدر اس کے دغا کے۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ یہ خطاب ہے آپ سے واسطے عرب کے ساتھ مانند اس چیز کی کہ تھے کرتے اس واسطے کہ تھے وہ بلند کرتے واسطے پورا کرنے عہد کے جھنڈا سفید اور واسطے غدر کے جھنڈا سیاہ تاکہ علامت کریں دغا باز کو اور مذمت کریں اس کی پس تقاضا کیا حدیث نے واقع ہونے مثل اس کی کو واسطے غادر کے تاکہ مشہور ہو ساتھ صفت اپنی کے قیامت میں پس مذمت کریں اس کی اہل موقف اور اپہر وفا پس نہیں وارد ہوئی اس میں حدیث اور نہیں بعید ہے یہ کہ واقع ہو اس طرح اور تحقیق ثابت ہوا ہے لواحد کا واسطے پیغمبر ہمارے کے اور تفسیر غدر کی پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں شدت تحریم غدر کی ہے خاص کر صاحب ولایت عامہ یعنی سارے ملک کے بادشاہ سے اس واسطے کہ دغا اس کا بڑھاتا ہے ضرر اس کے کو طرف بہت خلقت کے کی اور نیز اس واسطے کہ وہ غدر کی طرف ناچار نہیں واسطے قادر ہونے اس کے کے پورا کرنے پر اور عیاض نے کہا کہ مشہور یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بیچ مذمت امام کی جبکہ غدر کرے اپنے عہدوں میں واسطے رعیت اپنی کے یا لشکر اپنے کے یا واسطے امامت کے جس کو اپنی جگہ میں ڈالا ہے اور اس کے ساتھ قیام کا التزام کیا ہے پس جب اس میں خیانت کرے یا ترک کرے نرمی کو تو تحقیق غدر کیا اس نے ساتھ عہد اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد نہیں رعیت کی ہے غدر سے ساتھ امام کے پس نہ خروج کرے اوپر اس کے

اور نہ تعرض کرے واسطے گناہ اس کے کے اس واسطے کہ اس پر فتنہ مرتب ہوتا ہے کہا اس نے اور صحیح پہلی بات ہے اور میں نہیں جانتا کہ کون چیز مانع ہے حمل کرنے حدیث کے سے عام معنی پر اور زیادہ بحث اس کی فتن میں آئے گی اور اس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے باپوں کے نام سے پکارے جائیں گے واسطے قول اس کے کہ یہ دعا فلانے بیٹے فلانے کا ہے جیسا کہ فتن میں آئے گا ابن دقین العید نے کہا کہ اگر ثابت ہو کہ وہ ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے تو تحقیق خاص کیا جائے گا یہ عموم سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے بیچ ترک جہاد کے ساتھ ظالم بادشاہوں کے جو دعا کرتے ہیں۔ (فتح)

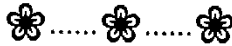
۲۹۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت اور لیکن جہاد اور نیت اور جب تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو اور حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ بیشک یہ شہر اللہ نے حرام کیا ہے جس دن سے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور بیشک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت کے دن تک سو اس کا خاردار درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے کہ جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو وہ آکر پتا بتائے اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کا کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے کہ اپنے چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

۲۹۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هَجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنَيْبَةٌ وَإِذَا اسْتَفْرَضْتُمْ فَأَنْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمٌ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْفَرُ صِيدُهُ وَلَا يَلْقَظُ لُقْظَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ فَقَالَ الْعبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْأَذْخَرَ فَإِنَّهُ لَقَيْنَهُمْ وَلِيُؤْتِيَهُمْ قَالَ إِلَّا الْأَذْخَرَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ جہاد میں گزر چکی ہے اور کچھ حج میں اور بیچ تعلق اس کے کے ساتھ ترجمہ کے خفا ہے ابن بطلان نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ کی حرام چیزیں اس کے عہد ہیں طرف بندوں اس کی کے سو جو کسی چیز کو اس سے توڑے گا ہوگا غادر اور حضرت ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو لوگوں کو امن دیا پھر خبر دی کہ لڑنا مکے میں حرام

ہے پس اشارہ کیا کہ وہ امن میں ہیں اس سے کہ دعا کرے ساتھ ان کے کوئی بیچ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے امان سے ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ نص اس پر ہے کہ مکہ خاص ہے ساتھ حرمت کے مگر ایک گھڑی مستثنیٰ میں نہیں خاص ہے ساتھ مومن نیک کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہر جگہ اسی طرح ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ عام تر ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے سبب فتح کے جو حدیث میں مذکور ہے اور وہ غدر کرنا قریش کا ہے ساتھ قوم خزاعہ کے جو حضرت ﷺ کے ہم قسم تھے جبکہ لڑائی کی انہوں نے ساتھ قوم بنی بکر کے جو قریش کے ہم قسم تھے تو مدد دی قریش نے بنی بکر کو خزاعہ پر اور شیخون کی ان پر پس قتل کیا انہوں نے اس سے ایک جماعت کو اور اس کی مفصل شرح مغازی میں آئے گی پس تھی عاقبت توڑنی قریش کے عہد اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ انہوں نے یہ کہ جہاد کیا ان سے مسلمانوں نے یہاں تک کہ فتح کیا مکہ کو اور ناچار ہوئے طرف طلب امان کی اور ہو گئے بعد عزت اور قوت کے نہایت ذلت میں یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوئے اور اکثر ان کے اس سے ناخوش تھے اور شاید اس نے اشارہ کیا ترجمہ میں ساتھ بر کے طرف مسلمانوں کی اور ساتھ فاجر کے طرف خزاعہ کی اس واسطے کہ اکثر ان میں سے ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، واللہ اعلم بالصواب www.KitaboSunnat.com

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دوازدہم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ آمین ثم آمین
وآخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین وصلى اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

- 504 www.KitaboSunnat.com رمضان میں سفر کرنا درست ہے ❀
- 504 وداع کرنا سفر کے وقت مسافر اور مقیم کا ❀
- 505 امام کی فرمانبرداری تب تک ہے کہ حکم بہ معصیت نہ کرے ❀
- 505 امام کے پیچھے اور سب سے لڑائی اور امن ہے ❀
- 506 بیعت اس پر کہ لڑائی سے نہ بھاگیں ❀
- 510 بادشاہ کی اطاعت مقدار طاقت کے واجب ہے ❀
- 511 جب اول روز میں نہ لڑتے تو بعد زوال کے لڑتے ❀
- 512 امام سے اجازت لے کر لشکر سے باہر جائے ❀
- 514 جہاد کرنا جس نے تازہ نکاح کیا ہو ❀
- 515 جہاد کرنا بعد صحبت کے اپنی بیوی سے ❀
- 515 جلدی کرنی امام کی خوف کے وقت ❀
- 515 گھبراہٹ کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑا دوڑانا ❀
- 516 خوف کے وقت تہا نکلنا اس میں کوئی حدیث نہیں ❀
- 516 کسی کو اپنی طرف سے مزدوری دے کر جہاد کرائے اور اللہ کی راہ میں سواری دے ❀
- 519 مزدور رکھنا جہاد میں خدمت یا لڑائی کے لیے ❀
- 520 حضرت ﷺ کے جھنڈے کے بیان میں ❀
- 523 بیان قول حضرت ﷺ کا کہ مجھے فتح دی گئی رعب کے ساتھ مہینے بھر کے راستے سے ❀
- 524 جہاد میں سفر کا خرچ اٹھانا ❀
- 527 گردنوں پر سفر کا خرچ اٹھانا ❀
- 528 عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا ❀

- 528 جہاد اور حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا ❀
- 529 گدھے پر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا ❀
- 530 رکاب پکڑنے کے بیان میں ❀
- 531 کافروں کے ملک میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنا مکروہ ہے ❀
- 532 لڑائی کے وقت تکبیر کہنے کا بیان ❀
- 533 پکار کر تکبیر کہنے کی کراہت کے بیان میں ❀
- 534 پست زمین میں اترنے کے وقت سبحان اللہ کے بیان میں ❀
- 534 بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کا بیان ❀
- مسافر کے لیے جو عمل حالت اقامت میں کیا کرتا ہے اور سفر میں نہ ہو سکے تو اس کا ثواب بھی ❀
- 535 لکھا جاتا ہے ❀
- 536 تنہا چلنے کا بیان ❀
- 538 چلنے میں جلدی کرنے کا بیان ❀
- 539 جب اللہ کی راہ میں کسی کو گھوڑا دے پھر اس کو بکلتا ہوا دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ❀
- 540 ماں باپ کی اجازت سے جہاد کرنا ❀
- 541 اونٹ کی گردن میں گھنٹہ وغیرہ ڈالنے کا حکم ❀
- جو شخص جہاد میں لکھا جائے تو اس کی بی بی حج کو جائے یا اسے کوئی عذر پیش آئے تو کیا اس کو اجازت ❀
- 543 دی جائے یا نہ؟ ❀
- 544 جاسوس کے بیان میں ❀
- 545 قیدیوں کو کپڑے پہنانے کا کیا حکم ہے ❀
- 546 جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو اس کی فضیلت کا بیان ❀
- 547 قیدیوں کو زنجیروں میں باندھ کر لانے کا بیان ❀
- 548 یہود و نصاریٰ میں سے جو مسلمان ہو اس کی فضیلت کا بیان ❀
- 549 جب کفار پر شب خون مارا جائے اور ان کے بال بچے مارے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے ❀
- 551 لڑائی میں لڑکوں کے مارنے کا بیان ❀
- 552 لڑائی میں عورتوں کے مارنے کا حکم ❀

- 552 اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ کیا جائے
- 554 آیت ﴿فاما منا بعد واما فداء﴾ الآیہ کی تفسیر
- 556 کیا قیدی کو جائز ہے کہ جن کے ہاتھوں میں قید ہے ان کو قتل کرے یا ان سے فریب کرے
- 557 مسلمان کو اگر مشرک آگ سے جلائے تو کیا مشرک کو اس کے بدلے میں جلانا چاہیے یا نہیں
- 558 باب بلا ترجمہ
- 559 گھروں اور کھجوروں اور درختوں کے جلانے کا حکم
- 560 سوتے مشرک کو قتل کرنے کا بیان
- 562 دشمن سے بھڑ جانے کی آرزو نہیں کرنی چاہیے
- 564 اس بیان میں کہ لڑائی فریب ہے
- 565 لڑائی میں جھوٹ بولنے کا حکم
- 567 حربی کافر کو ناگہان قتل کرنے کا حکم
- 567 جس کے شر کا ڈر ہو اس کے ساتھ حیلہ اور ہوشیاری کرنے کا جواز
- 568 لڑائی میں شعر پڑھنا اور خندق کے کھودنے میں آواز بلند کرنے کا بیان
- 569 جو گھوڑے پر بٹھرنہ سکے یعنی اس کے لیے دعا کرنی چاہیے
- 569 بوریا جلا کر زخم کا علاج کرنا اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی اٹھالانا
- 570 جھگڑے اور اختلاف کا مکروہ ہونا لڑائی میں اور جو امام کی نافرمانی کرے اس کے عذاب کا بیان
- 572 جب لوگ رات کے وقت ڈریں تو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟
- 573 جو دشمن کو دیکھے اور بلند آواز سے یا صبا حاہ پکارے تاکہ لوگ سنیں اس کا بیان
- 574 بیان اس شخص کا جو کہے لے اس کو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں
- 576 قیدی کو قتل کرنے اور نشانہ بنا کر قتل کرنے کا بیان
- 576 بیان اس شخص کا جو اپنے آپ کو کفار کے سپرد کر دے کہ وہ اسے قید کر لیں اور جو نہ سپرد کرے اور جو قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھے
- 579 قیدی کے چھڑانے کا بیان
- 580 مشرکین سے فدیہ لینے کا بیان
- 581 اگر حربی بغیر امان کے دارالاسلام میں داخل ہو تو کیا کرنا چاہیے

- 582 ذمیوں کی طرف سے لڑائی کی جائے اور ان کو غلام نہ بنایا جائے
- 583 کیا طلب کی جائے شفاعت طرف اہل ذمہ کی اور ان کے معاملہ کا بیان
- 583 ایچیوں کو انعام دینے کا بیان
- 585 ایچیوں کی ملاقات کے لیے عمدہ لباس پہن کر زینت کرنی
- 585 نابالغ لڑکے پر کس طرح اسلام پیش کیا جائے
- 589 حضرت علیؓ کا یہودیوں سے کہنا کہ اسلام لاؤ تاکہ سلامت رہو
- 593 لکھنا امام کا لوگوں کو یعنی جہاد میں
- 594 بیان ہے اس امر کا کہ اللہ مدد کرتا ہے دین کی بدکار آدمی سے
- 595 بیان ہے اس شخص کا کہ سردار بنے لڑائی میں بغیر امیر مقرر کرنے امام کے جب دشمن سے خوف ہو
- 596 مدد کرنا امام کا لشکر کو ساتھ فوج کے
- 597 دشمن پر غالب ہو کر تین دن ان کے میدان میں ٹھہرنا
- 597 جہاد میں اور سفر میں غنیمت تقسیم کرنے کا بیان
- 598 جب مشرکین مسلمان کا مال لوٹ کر لے جائے پھر مسلمان اس کو پائے تو اس کا کیا حکم ہے
- 600 فارسی اور عجمی زبان میں کلام کرنے کا بیان
- 602 غنیمت میں خیانت کرنے کا بیان
- 603 غنیمت میں تھوڑی خیانت کرنے کا بیان
- 604 غنیمت کے مال سے اونٹوں اور بکریوں کے ذبح کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان
- 606 فتح کی خوشخبری دینے کا بیان
- 607 خوشخبری دینے والے کو جو چیز دی جائے اس کا بیان
- 607 ہجرت نہیں بعد فتح کے
- 608 ناچاری سے ذمی اور نافرمان عورتوں کے بال وغیرہ دیکھنے کا بیان
- 610 غازیوں کے استقبال کا بیان
- 610 جہاد سے لوٹے وقت کیا کہنا چاہیے
- 612 جب سفر سے آئے تو نماز پڑھے
- 613 سفر سے واپس آنے کے وقت کھانا دینا

خمس کے فرض کے بیان میں

- 627 خمس کا ادا کرنا دین میں سے ہے یعنی دین کا ایک شعبہ ہے
- 627 حضرت ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کے نفقہ کا بیان
- 628 حضرت ﷺ کی بیبیوں کے گھروں کا بیان
- 632 حضرت ﷺ زہ وعصا وغیرہ اشیاء کا ذکر اور جو صحابہ نے آپ کے بعد استعمال کیں
- 636 بیان اس امر کا کہ خمس حضرت کی حاجات کے لیے ہے اور مساکین کے لیے ہے
- 638 بیان اس امر کا کہ تقسیم کرنا خمس کا حضرت ﷺ کا اختیار ہے
- 641 اس امت کے لیے غنیمتوں کے حلال ہونے کا بیان
- 646 غنیمت اس شخص کے لیے ہے جو لڑائی میں حاضر ہو
- 648 بیان اس امر کا کہ جو شخص غنیمت کے لیے لڑائی کرے کیا اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے
- 649 جو چیز امام کے پاس آئے اس کا تقسیم کرنا اور جو شخص موجود نہ یا کہیں گیا ہو اس کے لیے کچھ چھپا رکھنا ...
- 650 حضرت ﷺ نے جس طرح قریطہ اور نصیر کو تقسیم کیا اور جو کچھ اپنی حاجتوں میں دیا اس کا بیان
- 650 بیان برکت غازی کا اس کے مال میں زندگی میں اور مرنے کے بعد
- 650 جب امام کسی کو اپنی بنا کر اپنی کسی حاجت میں بھیجے یا گھر میں رہنے کا حکم دے تو کیا اس کو غنیمت سے اس کو حصہ دیا جائے یا نہ؟
- 658 جو شخص کہتا ہے کہ خمس مسلمانوں کے لیے ہے اس کی دلیل کا بیان
- 668 حضرت کا قیدیوں پر احسان کرنا بغیر خمس نکالنے کے
- 669 دلیل اس امر کی کہ خمس حضرت ﷺ کے لیے ہے
- 671 اسلاب میں سے خمس نہ نکالنے کا بیان
- 677 خمس میں سے مولاۃ القلوب وغیرہ کو دینا
- 685 جو کھانے کی چیز دار حرب میں غازی کو ملے

کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

- 688 بیان جزیہ اور ترک لڑائی کا ذمیوں اور حربیوں سے
- 695 جب امام گاؤں کے سردار سے صلح کرے تو کیا باقیوں کے لیے بھی صلح کافی ہوتی ہے

- 696 رسول اللہ ﷺ کی اہل ذمہ کے لیے وصیت کرنی
- رسول اللہ ﷺ کا بحرین کے مال سے جاگیریں دینا اور وعدہ کرنا اور اس شخص کا بیان جس کے لیے
- 697 نے اور غنیمت تقسیم کی جائے
- 700 جس شخص نے معاہدہ کو بے گناہ مار ڈالا اس کے گناہ کا بیان
- 700 یہودیوں کا عرب کے جزیرہ سے نکال دینے کا بیان
- 702 جب مشرک مسلمانوں کے ساتھ غدر کریں تو کیا ان سے معاف کیا جائے
- 703 جو عہد کو توڑ ڈالے اس پر امام کا بددعا کرنا
- 704 عورتوں کو پناہ دینے کا بیان
- 705 مسلمانوں کا عہد اور ذمہ ایک ہے
- جب مشرکین لڑائی میں کہیں کہ ہم نے دین بدلایا اور یہ کہنا ان کو اچھی طرح سے نہ آئے
- 706 کہ ہم مسلمان ہوئے تو اس کا کیا حکم ہے
- 707 کافروں سے لڑائی ترک کرنی اور صلح کرنی مال وغیرہ پر اور جو عہد نہ پورا کرے اس کے گناہ کا بیان
- 709 عہد پورا کرنے کی فضیلت کا بیان
- 710 جب ذمی جادو کرے تو اس کے معاف کرنے کا بیان
- 711 غدر سے ڈرانے کا بیان
- 712 عہد کے واپس کرنے کی کیفیت کا بیان
- 713 عہد کر کے غدر کرنے کے گناہ کا بیان
- 714 باب بغیر ترجمہ کے
- 717 تین دن یا کسی وقت مقرر پر صلح کرنے کا بیان
- 718 www.KitaboSunnat.com وقت مقرر کئے بغیر لڑائی ترک کرنا جائز ہے
- 718 مشرکین کے مردوں کا کنوئیں میں ڈالنے اور ان کا مول نہ لینے کا بیان
- 719 نیک اور بد کے ساتھ غدر کرنے کے گناہ کا بیان

